www.neweramagazine.com

غازی

از ابو شجاع ابو وقار

New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غازی

از ابو شجاع ابو وقار

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

کھٹمنڈو ائرپورٹ پر رائل نیپال ائیر لائنز کے جہاز نے ٹھیک چار بجے رن وے کیطرف بڑھنا شروع کیا۔ میں کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت میں حقیقتاً ڈرا ہوا تھا۔۔

خوف کی لہریں میرے آر پار ہو رہی تھیں۔ میری نظریں ائیر پورٹ بلڈنگ کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک لگی ہوئی تھی۔ ہر لمحے یہی خیال گزرتا کہ اب پولیس کی جیپ نمودار ہو گی۔ پائلٹ جہاز کو ٹیکسی وے پر ہی روک لے گا۔ اور پولیس مجھے گرفتار کر کے لے جائے گی۔

اگر چہ ایسے مرحلے مجھ پر پہلے بھی کئی بار گزر چکے تھے لیکن ساڑھے تین سال زندگی اور موت کا کھیل کھیلتے کھیلتے میں ذہنی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا تھا۔ اور اب تو بات یہاں تک آن پہنچی تھی کہ آزادی اپنا گھر اپنا وطن اور گھر والے اور دوسری طرف تھرڈ ڈگری ٹارچر کے ساتھ ذلت کے ساتھ موت اور ان دونوں کے بیچ صرف چند منٹوں کا فرق تھا۔ قسمت نے زندگی کی بازی کھیلتے ہوے مجھے تین اکے دیئے۔ لیکن ہر بار تو تین اکے نہیں ملتے۔

اب تو یہ آخری داؤ تھا۔ اگر بازی الٹی پڑی تو۔۔۔

خوف کی لہر نے مجھے جھٹکا دیا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔

اور سب کچھ اس قادر مطلق پر چھوڑ دیا۔

جس کی طاقت اور قدرت کی کوئی حد نہیں۔

انسان اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ انسانی جدوجہد کی ایک حد ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد وہ محض مجبور اور لاچار ہوتا ہے۔ اور اپنے رب ذوالجلال کے کرم کا طلبگار ہوتا ہے۔ مجھ پر ایک غنودگی سی چھا گئی تھی۔ اچانک ائیر ہوسٹس کی مدھر آواز مجھے غنودگی سے باہر لے آئی۔ سیفٹی بیلٹ کھولنے اور سگریٹ پینے کی اجازت مل گئی تھی۔

میں نے ایک سگریٹ نکال کر سلگایا اور ایک لمبا کش لیاجہاز ہمالیہ کی برف پوش چوٹیوں کو نیچے چھوڑتا ہوا بلند ہو رہا تھا۔

ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی دائیں طرف دکھائی دے رہی تھی

جہاز کے اکثر مسافر ان چوٹیوں کو دیکھنے کے لیے اس طرف والی کھڑکیوں کے پاس آ چکے تھے۔ لیکن میرا ذہن سگریٹ کے دھوئیں کے مرغولوں کے ساتھ ماضی کی طرف جا رہا تھا۔

ساڑھے تین سال یعنی ۱۱۸۵ دن اور ۱۱۸۵ دنوں میں میرے ساتھ گزرے ہوے ان گن واقعات ایک تیز رفتار فلم کی طرح میرے ذہن کے پردے سے گزر گئے ۔ جلد ہی پہاڑ ختم ہو گئے ائیر ہوسٹس نے بتایا کہ ہم بنگلا دیش کے اوپر سے گزر رہے ہیں۔ اور کرنا فلی کا ڈیلٹا ہمارے نیچے ہے۔

درجنوں پاٹوں میں منقسم ڈیلٹا میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ اور شام کے ڈھلتے

ہوے سورج کی کرنوں نے دریائے کرنافلی کی ان شاخوں میں آگ سی لگا رکھی تھی۔

شاید کسی ایسے ہی دلفریب منظر نے شیخ مجیب الرحمٰن کو مشرقی پاکستان کو علیحدہ کر بنگلہ دیش کے لیے ہمار دیش تمار دیش سنار دیش کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

یہ ایک ایسا فریب نظر تھا جس نے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست کو دولخت کر دیا تھا۔

اس وقت بنگلہ دیش بنے کئی سال بیت چکے تھے۔ لیکن مشرقی پاکستان کے لیے لفظ بنگلہ دیش میرے ذہن کے کسی کونے میں بھی فٹ نہیں ہوتا تھا اور آج بھی یہی حال ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاہے کتنوں کو ہی برا لگے لیکن میں اس خطے کو مشرقی پاکستان ہی کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔

ہمارے جہاز کی منزل بنکاک تھی۔ اور مجھے بنکاک کے پاکستانی سفارت خانے سے کراچی کا ٹکٹ لینا تھا۔ یہ واقعہ اچانک میرے ذہن میں آ گیا۔ اور یہ میرے ساتھ بیتے واقعات کا حصہ تھا جسے میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیا۔ میرا یہ سفر شروع کیسے ہوا اب میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

مجھے افغان ائر کے جہاز پر بھی بھیجا جا سکتا تھا۔ جو یو این او نے پاکستانی مہاجروں کے لیے ہائر کیے تھے۔ لیکن افغان ائر کے جہاز دہلی ہوائی اڈے پر

ری فلنگ کے لیے اترتے تھے۔ اس دوران سی بی آئی اور فوجی جاسوس طیارے میں آ کر مسافروں کو چیک کرتے تھے۔ اگر ان میں کوئی وانٹیڈ ہوتا تو اسے جہاز سے اتار کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ میرا نام تو ان کے مطلوبہ افراد میں نمایاں تھا۔ اور پھر کھٹمنڈو میں بھارتی سفارت خانہ میری اصلیت کا علم ہو جانے پر میری نقل و حرکت پر گہری نگرانی رکھتا تھا۔ اس لیے مجھے کھٹمنڈو ائرپورٹ پر چین کی سفارتی گاڑی پر لایا گیا تھا۔ امیگریشن کے کاغذات بھی میری غیر موجودگی میں انہی کی نگرانی میں مکمل ہوے۔

اور جہاز کی عین روانگی کے وقت جب جہاز کی سیڑھیاں ہٹائی جا رہی تھی۔ سفارتی گاڑی جہاز کے قریب آئی اور مجھے جہاز میں بٹھا دیا گیا۔

ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود جب تک جہاز نے خاصی پرواز نہ کر لی۔ میرے دماغ میں اندیشے سر اٹھاتے رہے۔ جہاز میں مسافر بہت کم تھے اور میں جہاز کی نسبتاً خالی سیٹوں کے درمیان ایک سیٹ پر بیٹھا تھا۔ بنکاک تک کا سفر ساڑھے چھے گھنٹوں کا تھا۔ ذہن نے ماضی میں چھلانگ لگائی اور آکر جہاں رکا وہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ کا منحوس دن تھا۔

میں تربیلا ڈیم بنانے والی کمپنی تربیلہ جوائنٹ وینچر میں اسسٹنٹ پبلک ریلیشنز آفیسر تھا۔ معقول تنخواہ تھی اور کمپنی نے بہت سی سہولیات دے رکھی تھی۔ اور زندگی نہایت سکون سے گزر رہی تھی۔

بھارت سے ہماری جنگ جاری تھی۔ ہمارے ذرائع ابلاغ کامیابی کے بڑے بڑے دعوے کر رہے تھے۔

کبھی چینی امداد تو کبھی امریکی کے چھٹے بحری بیڑے کی آمد کے مژدے سنائے جا رہے تھے۔یو این او میں۔۔۔ہزاروں سال تک جنگ جاری رکھنے کے عہد کیے جا رہے تھے۔ جنگ بند کرنے کے لیے پولینڈ کی قرارداد جسے عالمی طاقتوں کی حمایت حاصل تھی ہمارے وفد کے سربراہ نے پھاڑ دی تھی۔ یہ باآور کرایا جا رہا تھا کہ بھارت آئندہ چند دنوں تک گھٹنے ٹیک دے گا۔ اور جنگ بندی کے عوض مقبوضہ کشمیر ہمیں طشتری میں رکھ کر پیش کر دے گا۔ جنرل نیازی ان دنوں مشرقی کمان کے سربراہ تھے۔

ان کے اس دعوے کی بڑی تشہیر کی گئی کہ بھارتی افواج کو واپس ان کی سرحدوں میں دھکیل دیا گیا ہے۔

اور بھارتی ٹینکس ان کی لاشوں پر سے گزر کر ہی ڈھاکہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ان خوش کن دعوؤں پر بہلاے گے دل پر بی بی سی کی یہ خبر بجلی بن کر گری کہ 16 دسمبر ۱۹۷۱ کو پاکستانی فوج ہتھیار ڈالنے کا معاہدہ کر چکی ہے۔ اور اس رسم کی ادائیگی کے لیےجنرل نیازی نے اپنے ہم منصب بھارتی جنرل اروڑہ کو ڈھاکہ آنے کی دعوت دی ہے

یقین جانیے پہلے تو اس خبر کو دل ماننے کے لیے تیار نہیں ہوا تھا کہ مسلمان

ہندوؤں کے آگے ہتھیار ڈالیں گے۔

محمد بن قاسم کا چند ہزار سے راجہ داہر کو شکست دینا۔ محمود احمد غزنوی کا سومنات پر ۱۷ حملے کرنا پھر فتح کرکے ہیرے جواہرات ٹھکڑا کر بت کو توڑ کر بت شکن کہلانا۔ احمد شاہ ابدالی کا راجہ جے چند کو شکست دینا۔ اور ہر بار اس سے اپنے پاؤں دھلوا کر اسے چھوڑ دینا۔ مدینہ کی گلیوں سے مجاھدین کا نکلنا اور ساری دنیا پر چھا جانا۔

جس قوم کی ماؤں نے خالد بن ولید موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد محمد بن قاسم قتیبہ بن مسلم نورالدین زنگی صلاح الدین ایوبی عمادالدین زنگی محمود احمد غزنوی احمد شاہ ابدالی شیر شاہ سوری اور ٹیپو سلطان جیسے جرنیل پیدا کیے جن کے آگے ساری دنیا گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی۔

جن کی دہشت سے دنیا کانپتی تھی۔ آج اسی قوم کی سب سے بڑی سلطنت میں مسلمانوں کی سب بڑی فوج اس قوم کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئی جس پر مسلمانوں نے ۱۴۰۰ سال حکومت کی۔ اور ۱۴۰۰ سالوں کی کامیابی کے بعد یہ یکدم ناکامی جس نے پاکستان کو دولخت کر دیا۔ ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ ناکامی بلا جواز نہ تھی ہمیشہ کی طرح یہاں بھی غداروں نے اپنا کام دکھایا۔ بقول شاعر

جعفر از بنگال صادق از دکن

ننگ دیں ننگ قوم ننگ وطن

مسلمانوں کو جب بھی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا محض غداروں کی وجہ سے کرنا پڑا تھا۔ ۱۹۷۱ میں تو مشرقی پاکستان کی بھولی بھالی عوام کو غدار لیڈروں نے کچھ ایسا بہکا دیا تھا کہ وہ مغربی پاکستان کے لوگوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھنے لگے تھے۔

حالات کی تلخیوں سے گزر کر ان لوگوں نے خود کو سنبھالا جب سب کچھ لٹ گیا تو اس عوام کی آنکھیں کھلیں۔ تو اس وقت جو غداروں کا عوام نے حال کیا وہ سب جانتے ہیں۔ اصل موضوع سے میں کافی دور نکل گیا ہوں۔ میرا اپنی داستان سنانے کا مقصد نوجوان نسل کو بتانا ہے کہ دین سے دوری ہمیں ایسی جگہ پر نہ لے جاے جہاں سے واپسی ممکن نہ ہو۔ آپس میں دست و گریباں ہونے کی بجائے ہمیں ان طاغوتی طاقتوں کے شکنجہ سے نہ صرف نکلنا ہے بلکہ انہیں نیست و نابود کرنا ہے۔اسی میں ہماری بقاءہے ورنہ جس طرح یہ طاغوتی طاقتیں ہمیں اسلام سے دور لے جا رہی ہیں جس طرح اسپین میں مسلمانوں نے ساڑھے آٹھ سو برس حکومت کی وہاں پر آج ایک بھی مسلمان اسپینی نیشنل نہیں ہے۔

اسی طرح غیر مسلم قوتیں یہ چاہتی ہیں کہ پوری دنیا میں ایک بھی مسلمان نہ

رہے۔ مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے اگر وہ رہ بھی جائیں تو وہ نام کے بھی نہ رہیں وقار سے وکی جمیل سی جمی بن جائیں۔

صرف ایک واقعہ کی تشریح کے بعد اصل موضوع کی طرف آ رہا ہوں۔

بعثت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے وقت خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے تھے۔ ان بتوں میں لات منات بڑے بت تھے۔ یہ دونوں بت دوسرے بتوں کے سردار بت تھے۔ بت پرستی ہند سے نکل کر حجاز اور مکہ تک جا پہنچی تھی۔ لفظ سو سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ سو کے عدد کو فارس میں صد عربی میں منہ انگلش میں ہنڈرڈ کہتے ہیں۔

ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ ان کا سومنات کا بت لات منات بتوں سے سو گناہ زیادہ طاقتور تھا۔ سومنات کا بت ایک بڑے حال نما کمرے میں ہوا میں معلق تھا۔ اور وہ بت سارا لوہے کا بنا ہوا تھا۔ ہندو اس وقت مقناطیس دریافت کرچکے تھے اس کمرے کا چھت فرش اور چاروں دیواریں مقناطیس اور لوہے کی بنی ہوئی تھیں۔ بت کو اس طرح ہوا میں معلق کیا گیا تھا کہ چھت فرش اور چاروں دیواروں میں موجود مقناطیسی کشش کیوجہ سے وہ ہوا میں استادہ تھا۔ اسی وجہ سے اسے بتوں کا سردار کہا جاتا تھا۔

ہندومت جو ہر طاقتور کو اپنا خدا سمجھتے ہیں۔ سومنات کا بت بھی ان میں سے ایک تھا اسی کا سواں حصہ لات منات کے بت تھے۔ میں سمجھتا کہ سلطان

محمود غزنوی نے زندگی میں جو گناہ کیے اس کا کفارہ اس نے سومنات کا بت توڑ کر ادا کر دئے۔ محمود احمد غزنوی واپسی جاتے ہوئے سومنات کے دروازے چھت فرش دیواریں ساتھ افغانستان لے جہاں کابل کے میوزیم میں ۱۹۴۸ تک وہ موجود رہے۔ پھر افغان حکومت نے وہ سب کچھ انڈیا کو واپس کر دیا تو پھر بھارت نے سومنات کا مندر بنانے کا اعلان کر دیا جس دن بھارت نے سومنات کی تعمیر کا اعلان کیا اس وقت پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان شہید نے یہ اعلان کیا جس دن ہندو سومنات کی بنیاد رکھیں گے اس دن پاکستان میں پیداہونے والے سب بچوں کا نام محمود غزنوی رکھا جاے۔

اب آتا ہوں اپنے اصل موضوع کی طرف پوری دنیا میں صرف مسلمانوں کو ہی مارشل ریس یعنی جنگجو قوم کہا جاتا ہے اسی جنگجو قوم کی سب بڑی سلطنت کے دولخت ہونے اور ہتھیار ڈالنا کوئی معمولی صدمہ نہ تھا اسی صدمہ کی وجہ سے ہمارے گھر میں دو دن کھانا نہیں پکا۔ میری حالت اک جنونی جیسی ہو گئی تھی۔ اور اسی جنونی حالت میں گاڑی لے کر بغیر کسی منزل کا تصور کیے۔ گھر سے نکل پڑا۔ میں جنون کی حالت میں گاڑی کو اتنی تیز بھگا رہا تھا کہ میں کب جہلم سے آگے نکل آیا مجھے پتہ ہی نہ چلا بس خواہش تھی کہ ایکسیڈنٹ ہو جاے اور میرا کام تمام ہو جاے۔ مگر جب آہستہ آہستہ میری جنونی حالت ختم ہوئی تو میں نے سوچا کہ کیوں اپنی زندگی کو حرام موت ماروں کیوں نہ اپنے وطن کے لیے کچھ کیا جاے۔ ۱۶ دسمبر کو سقوط ڈھاکہ ہوا اور ۱۷ دسمبر

۱۹۷۱ کو میرا بڑا بیٹا تربیلہ کمپنی کے ہسپتال میں پیدا ہوا۔ اور میں اسکی صورت دو روز بعد دیکھی۔

کمپنی کا مینجر اور میں چونکہ ایک ہی دفتر میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس لیے دن میں کئی بار اس سے ملنے بات چیت کرنے کا موقع ملتا تھا۔ غالباً ۲۰ یا ۲۱ دسمبر کو وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ میں تمہیں لڑکے کی پیدائش کی مبارک باد دوں یا پاکستان کے دولخت ہونے کا افسوس کروں۔ تو میں نے اسے جواب دیا کہ قوموں کی تاریخ کے اتارا چڑھاؤ میں ۳۴ برس کا عرصہ کوئی حقیقت یا فیصلہ کن اثر نہیں رکھتا۔ ٦ برس قبل ہی بھارت کو ہم نے ایسی شکست دی تھی کہ دوران جنگ اس کے نمائندے نے یو این او میں چیخ چیخ کر کہا تھا کہ ہم ابھی اور اسی وقت جنگ بندی کے لیے تیار ہیں۔ جنگ بندی کے فوراً بعد معاہدہ تاشقند پر دستخط ہونے کے بعد بھارتی وزیراعظم لال بہادر شاستری اپنی مکمل شکست سے بچنے کی خوشی برداشت نہ کرتے ہوئے وہی مر گیا تھا۔ ۱۹٦۵ کی جنگ میں پاکستانی بارڈر سے ۲۴۰ میل دور بھارتی حکومت نے اپنا دارالحکومت دہلی سے آلہ آباد منتقل کر لیا تھا۔

بغیر اعلان جنگ کہ حملہ کرنے والے بھارتی بارڈر سے صرف ۱۴ میل کے فاصلے پر لاہور اور ٦ میل کے فاصلے پر سیالکوٹ جیسے اہم شہروں تک بھی نہ پہنچ سکا۔ جبکہ اس وقت ان کے کمانڈر ان چیف نے اعلان کیا تھا کہ ٦ ستمبر ۱۹٦۵(جسکی صبح ۴ بجے بھارت نے پاکستان پرحملہ کیا تھا) کی دوپہر کو میں

لاہور کی جم خانہ می چھوٹا پیگ وہسکی پئیوں گا۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر میں چھمب جوڑیاں چھاؤنی پر ہمارا پرچم لہرا رہا تھا۔

قصور سیکٹر میں بھارتی سرحد میں ۱۱ میل اندر ہم نے ان کے خاصے بڑے شہر کھیم کرن (جس کے اندر ۴ سینما تھے) پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہم بھارتی آئر فورس کے ۳۰۰ سے زیادہ ہوائی جہازوں کو ہوائی جنگ اور ہوائی اڈوں پر ہی تباہ کر دیا تھا ہمارے ایک اکیلے ہوا باز ایم ایم محمود عالم نے سرگودھا ہوائی اڈے پر حملہ کرنے والے بھارتی مگ ۱۹ چھ طیاروں کو صرف ۴۵ سیکنڈ میں مگ ۱۹ سے کمتر جہازایف ۸۶ سے تباہ کر دیا تھا۔

اس وقت ہماری ساری قوم ایک تھی جیسے ہاتھ کی ۴ انگلیاں اور انگوٹھا مل کر گھونسا بن جاتا ہے اس وقت پوری قوم گھونسا بن چکی تھی بھارتی تو پاکستانی گھونسے سے ایسا ڈرتا ہے کہ شہید لیاقت علی خان نے بھارت کو صرف ایک گھونسہ ہی دکھایا تھا کہ بھارت ڈر کر اپنی فوجوں کو بارڈر سے پیچھے ہٹا کر لے گیا تھا۔ لیکن افسوس اب ہماری قوم سیاسی لیڈروں کے بہکاوؤں میں آ کر بٹ چکی ہے ۔ جسکا نتیجہ ہمیں شکست کی صورت میں ملا میں جنرل مینجر سے کہا کہ تم مجھے اس پیدا ہونے والے بچے کی مبارک باد دو کیونکہ یہ بچہ نمود سحر کی اک نئ امید لے کر دنیا میں آیا ہے۔۔۔۔

کہنے کو تو میں دل کو بہت ڈھارس دیتا تھا مگر دل تھا کہ قابو میں نہیں آ رہا تھا بالآخر ۱۹۷۲ کے دوسرے عشرے میں میں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور ایک ماہ کا نوٹس پیریڈ پورا کر کے میں اپنی فیملی کو اپنے آبائی گاؤں میں چھوڑ کر راولپنڈی آ گیا۔ اور افواج پاکستان کے نہایت حساس ترین ادارے میں کسی بھی قسم کے خطرناک کام کے لیے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ ادارے کے حکام پہلے تو حیران ہوے کہ اس مایوسی کے دور میں ایک سویلین اپنے آپ کو اس طرح والنٹیر کر رہا ہے۔

قریب ۲۰ دن میرے مختلف قسم کے انٹرویو ہوتے رہے۔ اس دوران انہوں نے اپنے ذرائع سے میرے پورے ماضی کو کھنگال ڈالا۔ جب وہ پورے طور پر مطمئن ہوگئے تو انہوں نے مجھے درپیش آنے والی مشکلات اور مسائل خطرات اور پکڑے جانے کے بعد دی جانے والی سزاؤں سے ڈرانا چاہا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس ادارے کے لیے میرا کام کرنا میرا ایک وقتی جنون ہے اس لیے میں بیک آؤٹ ہو جاؤں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ میرا یہ جنون وقتی طور پر نہیں بلکہ اپنے قوم و ملک کے لیے کچھ کر گزرنے کا حوصلہ اور قربانی کا جذبہ مجھ میں موجود ہے تو پھر مجھے باقاعدہ ادارے میں شامل کر لیا گیا اور ایک ہفتے بعد میری تربیت شروع ہو گئی۔

میری تربیت کے لیے ۶ ماہ کی مدت مقرر کی گئی تھی۔ جو میں نے ۴ ماہ اور چند دن میں مکمل کر لی۔ ملکی سلامتی کی خاطر میں تربیت کی تفصیل میں نہ جا

سکوں گا۔ مختصر صرف یہ عرض کر دوں کہ بے پناہ جسمانی مشقت اور جوڈو کراٹے کے طریقے اور اگر خود دشمن کے جال میں پھنس جاؤں تو اس سے نکلنے کے طریقے اور سب سے اہم یہ کہ مجھے مکمل طور پر ایک بھارتی شہری بنا دیا گیا تھا اور ان کے طور طریقے رسم و رواج زبان اور سیاسی معاشرتی زندگی کے علاوہ بھارتی فوج کے متعلق تمام تفصیلات از بر کروا دی گئی تھیں۔ ان کی ٹرینوں بسوں کے اڈوں شہریوں اور شہروں صوبوں غرض کہ ہر وہ بات جو ایک پڑھے لکھے بھارتی سے توقع کی جاسکتی تھی اس طرح میرے دماغ میں بٹھا دی گئی تھی کہ میں ایک مکمل بھارتی شہری کا روپ دھار گیا اس کے تشدد اور جسمانی اور ذہنی اذیتوں کو برداشت کرنے کی تربیت دی گئی کیونکہ میرے اساتذہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ کس حد تک اذیت برداشت کر سکتا ہوں۔ پھر وائرلیس آپریٹ کرنا چھاؤنیوں اور فوجی پڑاؤ پر حملہ کرنا معلومات کے حصول کے طریقہ کار الغرض ہر پہلو سے مجھے تیار کر دیا گیا۔

میری زندگی کی سب سے پہلی ملازمت جو سابق مشرقی پاکستان میں چٹاگانگ میں ایک چاے کی ایک مشہور کمپنی بلینڈنگ کی تھی۔ وہ بھارت میں مجھے اپنے کور کے لیے بہت کام آئی۔ میں لوس ٹی کے ایک تاجر کے طور پر بھارتی چھاؤنی میں جا سکتا تھا۔ کور کے مطابق میں ممبئی میں ناگ پاڑہ کا رہائشی تھا۔ اور یہاں تک مکمل انتظام کر دیا گیا تھا کہ اگر کوئی میرے دیئے ہوئے ایڈریس سے کسی سے بھی پوچھے تو اسے بتا دیا جاتا تھا کہ ونود چوپڑا (میرا کور نام)

یہاں رہتا ہے اور چاے کا کاروبار کرتا ہے تربیت کا آخری حصہ پاکستانی چھاؤنیوں سے مطلوبہ معلومات حاصل کرنا تھی اور یہی میرا امتحان تھا جس میں میں نے نہ صرف مطلوبہ معلومات حاصل کیں بلکہ ان کے بعد حساس راز بھی معلوم کر کے اپنے اساتذہ کو دیئے چنانچہ مجھے گروپ لیڈر کے طور پر سلیکٹ کر لیا گیا۔ میرے گروپ میں چار اور ساتھی تھے جو افواج پاکستان میں مختلف کاموں کے ماہر تھے۔ ان وائرلیس ٹیکنیشن بلاسٹنگ ماہر دوران مشن خطروں کو بھانپنے والے ہماری نگرانی کرنے والے یعنی ہم کہیں پھنس جائیں تو دشمن کو ہلاک کرنے والے وغیرہ۔ الغرض یہ ایک مکمل گروپ تھا بحیثیت لیڈر وہ میرا حکم ماننے کے پابند تھے اور خود اپنے فیصلے سے کوئی بھی کام کرنے کی اجازت نہ تھی مجھے ان سے الگ رہنا اور ان کی سب کی رہائش کا علم رکھنا تھا لیکن انہیں میری رہائش کا علم نہیں ہونا چاہیے تھا بھارت میں اپنے ہمدردوں سے رابطہ رکھنے کی صرف مجھے اجازت تھی غرض ہم پانچ افراد کی ایک چھوٹی سی فوج اپنے مشن کے لیے بلکل تیار تھی۔ اور ہمیں ۲۴ گھنٹے کے نوٹس پر اپنے مشن پر روانہ ہونا تھا ایک بات اور کہ ہم پانچویں کو تربیت مکمل ہونے کے بعد صرف چند لمحوں کے لیے ملایا گیا تھا ایک دوسرے کے متعلق تفصیلی معلومات کسی کو نہ تھیں یہ ایسے مشنوں کے لیے بہت اہم ہوتا ہے تاکہ اگر کوئی دشمن کی گرفت میں آ بھی جاے تو تشدد برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے متعلق کچھ بھی نہ بتا سکے آخری کام جو اپنے رازوں اور ساتھیوں

کے لیے کیا گیا تھا کہ ہماری ایک ایک داڑھ نکال کر اس میں سائنائیڈ کی سخت پلاسٹک کی ایک ایک داڑھ لگا دی گئی تھی تاکہ جب تشدد برداشت کرنے کی ہمت نہ رہے تو داڑھ کو چبا لیا جائے۔ داڑھ میں سائنائیڈ ایک زہر لگا ہوتا ہے تاکہ دشمن کو راز بتا کر غدار کہلانے کی بجاے شہید ہو کر سرخرو ہونا بہتر ہے تاکہ آئندہ آنے والے لوگ اور نسلیں آپ پر فخر کر سکیں۔ یہ تھا ہماری تربیت کا احوال جس کی تکمیل کے بعد ہمیں بھارت میں اپنے مشن کے لیے سٹینڈ بائی کر دیا گیا تھا۔

ہم جسمانی اور ذہنی طور پر اپنے مشن پر جانے کے لیے بلکل تیار تھے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد بھارت اپنی ۸۰ فیصد سے زیادہ فوج مغربی پاکستان کے بارڈر پر لے آیا تھا۔ انٹیلیجنس رپورٹ سے معلوم ہوا تھا کہ سابقہ مشرقی پاکستان کے بعد بھارت مغربی پاکستان کو بھی نگلنا چاہتا تھا بھارت کو اس وقت اپنی فوج سے زیادہ کیے ہوے معاہدے پر بہت غرور تھا جس کے تحت بھارت پر حملہ روس پر حملہ سمجھا جانا تھا پاکستانی افواج نے دوران جنگ ہی اسی معاہدہ کیوجہ سے دفاعی جنگ لڑی تھی اور بھارت کو اس وجہ سے موقع مل گیا تھا کہ وہ مغربی پاکستان کے دفاعی لحاظ سے کمزور پوائنٹس پر بھر پور حملہ کر کے مغربی پاکستان کے اندر داخل ہو جاے چنانچہ جنگ بندی کے وقت مغربی پاکستان کا ۵ ہزار مربع میل کا علاقہ بھارت کے قبضے میں آ چکا تھا افواج پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم ہی مایوس ہو چکی تھی بعد میں افغانستان اور روس کی

جنگ میں روس کو ٹکرے ٹکرے کر کے اپنی شکست کا روس سے بدلہ لے لیا تھا اور ان شاء اللہ ۱۹۷۱ کی جنگ کا بھی بدلہ ہم بھارت سے بھر پور طریقے سے لیں گے۔

ہمارا گروپ سٹینڈ بائی پوزیشن میں تھا کہ ہمیں ۳ دن کی رخصت مل گئی اور ہدایت کی گئی کہ اپنا سارا سامان اپنے اپنے گھروں میں چھوڑ آئیں۔ صرف جوتوں کا جو جوڑا پہنا ہوا تھا وہ اور دو ایک پینٹ شرٹ اور قمیض شلوار ساتھ لائیں۔ جن پر کوئی ایسا نشان نہ ہو کہ وہ ظاہر کریں کہ پاکستان کے بنے ہوے ہیں۔ یہ چھٹی ہماری مشن پر روانگی کا گرین سگنل تھی۔ مجھ سے کاغذات پر اپنے ورثاء کے نام لکھوائے گے اور اسکی تین کاپیاں کی گئی ایک کاپی مجھے دی گئی کہ یہ اپنے ورثاء کے حوالے کر دینی تھی۔ میرے باقی ۴ ساتھی باقاعدہ پہلے ہی فوجی تھے اس لیے ان کی تمام ڈیٹیل پہلے ہی ان کے پاس تھی۔ یہ کاغذات ہمارے مشن پر موت کی صورت میں ہمارے ورثاء کے لیے چیک اور سہولیات دینے پر مبنی تھے۔ اس وقت میری والدہ حیات تھی اور ایک بیوی اور چند ماہ کا لڑکا تھا۔ میں نے وصیت میں پہلے اپنی والدہ کا نام لکھوایا اور پھر بیوی اور بچے کا اور ۳ روزہ چھٹی پر گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ گھر پہنچ کر میں نے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی میری بیوی تو کچھ سمجھ نہ سکی مگر میری والدہ نے میری اندرونی کیفیت کو کچھ کچھ بھانپ لیا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو بھی نہ بتایا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کہاں جا رہا ہوں کیونکہ انہیں تو

صرف یہ علم تھا کہ میں لاہور میں ایک پرائیویٹ کمپنی میں جاب کرتا ہوں

روانگی سے چند لمحے قبل میں نے اپنی والدہ کو ایک لفافہ دیا جس میں وہ کاغذات تھے اور کہا کہ انہیں بہت سنبھال کر رکھنا ہے والد مرحوم کی قبر پر اس دن میں گھنٹوں بیٹھا رہا۔ روانگی سے قبل اپنی والدہ اور بیوی بچے سے ایسی ملا جیسے زندگی میں دوبارہ کبھی نہ مل سکوں اس وقت جو میری اندرونی کیفیت تھی اس کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

میں خود کو نارمل رکھنے کی بھر پور کوشش کی اور والدہ اور بیوی کو بتایا کہ میں چند ماہ کے لیے کاروبار کے سلسلے میں کمپنی کی طرف سے سری لنکا جا رہا ہوں۔ اس لیے خطوط ہو سکتا ہے نہ بھیج سکوں ہاں کمپنی میں فون کر کے آپ لوگوں کی خیریت دریافت کر لیا کروں گا۔ اور کمپنی ہر ماہ آپ لوگوں کو تنخواہ اور میری خیریت کا بتاتے رہیں گے یہ سب باتیں میں نے اپنے سئنرز کی ہدایات کے مطابق کی تھی گھر والوں کو یہ انتظام عجیب لگا وہ کوئی سوال بھی کر سکتے تھے۔ لیکن میں نے انہیں سوال کرنے کا موقع ہی نہ دیا اور شام ۷ بجے ریلوے اسٹیشن چلا گیا کیونکہ صبح ۸ بجے مجھے لاہور روپوٹ کرنی تھی۔

لاہور میں ہمیں آفس سے آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے جایا گیا جب پٹی کھلی تو ہم ایک ہال میں موجود تھےہال میں بہت سی کرسیاں رکھی ہوئی تھی اور ہمارے سئنرز ہم سے پہلے ہی ان کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک سفید شلوار قمیض میں ملبوس ایک جوان شخص ہال میں داخل ہوا ہمارے سئنرز

نے پاؤں جوڑ کر اسے سلیوٹ کیا۔ پھر اس نے ہم سب سے فرداً فرداً مصافحہ کیا اور ہمیں ٹریننگ میں کامیاب پر مبارک باد اور کہا کہ جس مشن پر آپ ۵ لوگوں کو بھیجا جا رہا ہے وہ افواج پاکستان اور ہم سب کے لیے بہت اہم ہے اور اس مشن کی کامیابی پر ہمیں بہت سی مدد مل سکتی ہے۔

لیکن یاد رکھیں ہمارا دشمن بہت مکار ہے پکڑے جانے کی صورت میں وہ راز جاننے کے لیے آپ لوگوں کو پر تعیش زندگی جواں لڑکیوں اور عیش و عشرت کی آفر کرے گا۔ اس لیے آپ لوگوں کو دو میں سے ایک راستہ چننا ہو گا غداری یا پھر شہادت غداری کی صورت میں وہ آپ سے تمام راز لے کر تمہیں پھر بھی زندہ نہیں چھوڑے گا اس لیے کوشش کرنا کہ شہادت کو ترجیح دینا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک واقعہ جو انہوں نے بیان کیا اس کو مختصر بیان کیے دیتا ہوں۔

سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد انگریزوں نے میر صادق کو جاگیر اور سات پشتوں تک کو وظیفے سے نوازا تھا جب اس کے ورثاء وظیفہ لینے عدالت میں جایا کرتے تو آج کی طرح جس طرح عدالت میں پکارا جاتا ہے اسی طرح پہلے بھی پکارا جاتا تھا میر صادق کے ورثاء کو عدالت میں وظیفہ لینے کے لیے جب آواز لگائی جاتی تو کہا جاتا تھا کہ میر صادق غدار کے ورثاء حاضر ہوں اور وظیفہ لے لیں۔ یعنی جس طرح شہادت پشتوں تک چلتی ہے اسی طرح غداری بھی

۔ پشتوں تک چلتی ہے

کی جنگ آزادی سے لے کر ۱۹۴۷ قیام پاکستان تک برصغیر میں انگریز ۱۸۵۷ افسروں کی تعداد کبھی بھی ۲۵۰۰ سے زیادہ نہیں رہی۔ یہ ۲۵۰۰ افسران برصغیر میں ہندو ملازموں کی تعداد ۸۰ فیصد تھی کے ساتھ مل کر برصغیر میں ٹھاٹھ سے حکومت کرتے رہے۔

انہوں نے ایک مثال دی کہ بہادر شاہ ظفر کو اس کے سسر نے گرفتار کروایا مگر جب تقسیم ہند ہوا تو اس کا پورا خاندان نقل و مکانی کر کے کراچی آ کر آباد ہو گیا۔ اور تجارت کو اپنا پیشہ بنایا۔ مگر اس کی نسل نے کبھی بھی اپنے جد امجد کا نام نہیں لیا اگر کسی کو ان کے اس کرتوت کا پتہ چل جاے تو ان سے پوچھنے پر وہ ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ یہ بات صرف اپنے تک محدود رکھنا اسکی تشہیر نہیں کرنا۔ بارڈر کراس کرنے کے بعد اگر تم پر ایسا موقع آ جاے تو یہ تمہاری صوابدید پر منحصر ہو گا کہ تم کس چیز غداری یا شہادت کو ترجیح دیتے ہو ۔ اتنا کہہ کر وہ ہم پانچوں سے بغل گیر ہوا اور ہمارے مشن کی کامیابی کے لیے دعا کی۔ اور کمرے سے باہر چلے گئے۔

اس کے جانے کے بعد ہماری مکمل تلاشی لی گئی ہمارے سگریٹ بٹوے اور دیگر سامان ہم سے لے لیا گیا اور اس کے بدلے بھارتی کرنسی سگریٹ اور بٹوے ہمیں دے دیئے گئے ہمارے ائر بیگ ہمسے لے کر ہمیں ایسے بیگ دیئے گئے

جن پر میڈ ان انڈیا لکھا ہوا تھا ہمیں سائنائیڈ سے بھری داڑھیں دو ڈاکٹروں نے لگائی۔ اور پھر مجھے ایک کاغذ دیا گیا جس پر دہلی آگرہ اور بمبئی کے کچھ پتے درج تھے یہ ان لوگوں کے پتے تھے جن سے ہمیں بھارت میں کرنسی اور دیگر معلومات مل سکتی تھیں۔ مجھے یہ اڈریس زبانی یاد کرنے تھے اور جس مشن پر ہمکو بھیجا جا رہا تھا وہ کوئی ایک مشن نہیں تھا بلکہ بہت سے مشنز تھے جن کو پورا کرنا تھا کہ اس میں کوئی بھی کام جو ہمارے ملکی مفاد کے لیے بہتر ہو ہمیں کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ایک خاص مشن میرے سپرد کیا گیا تھا اور وہ تھا کہ دہلی آرمی ہیڈ کوارٹر میں آرمی چیف کے کسی ملازم کو پلانٹ کرنا۔ اس وقت ٹائپنگ ہوا کرتی تھی اور کاربن پیپر سے اسکی کاپیاں بنائی جاتی تھی کاربن کو ایک دو بار ٹائپ کیا جاے تو اس پر ٹائپ کی تحریر آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے اگر اس طرح استعمال شدہ کاربن پیپر استعمال کے بعد ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاے اور بعد میں صفائی کرنے والا وہ پیپر اٹھا کر ہمیں دے دے تو ہمیں اس سے بہت سی معلومات مل سکتی تھیں۔۔۔

اس کے علاوہ بریگیڈیئر اور اس سے اوپر کے رینک کے افسر جو رائٹنگ پیڈ یوز کرتے ہیں وہ اگلا صفحہ پھاڑ کر پھینک دیتے ہیں تاکہ لکھتے وقت پینسل کے دباؤ پڑھنے سے جو تحریر دوسرے صفحے پر منتقل ہو جاتی ہے وہ کسی کے ہاتھ نہ لگے عموماً یہ افسر اس صفحہ کے دو یا تین ٹکڑے کر کے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں اور ردی کی وہ ٹوکری ہمارے لیے کسی خزانہ سے کم نہیں ہوتی۔

میرے ذمے یہ کاربن اور ردی کی ٹوکری میں پھینکے ہوئے پیپر حاصل کرنا تھے چاہے اس کے لیے کوئی بھی طریقہ یوز کرنا پڑے۔ اگر کوئی ملازم ایک دفعہ ہاتھ لگ جائے تو پھر اس سے کسی بھی قسم کی خدمات لینا مشکل نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ شاید اس بات کو برا جانیں کہ ناجائز طریقے سے کوئی چیز حاصل کرنا غلط ہے مگر ملکی سلامتی کے لیے ہر طریقہ آزمایا جاتا ہے چاہے وہ جائز ہو یا ناجائز۔

یہ بات بڑی مضحکہ خیز تھی کہ برطانیہ میں پاکستانی اور بھارتی حساس اداروں کے افراد کی تربیت ایک ہی کلاس میں ہوتی تھی اس لیے دونوں کی تربیت میں کوئی فرق نہیں ہوتا تھا بلکل ایسے ہی جیسے آج کل امریکہ پاکستان اور بھارت کے ساتھ مل کر فوجی مشقیں کرتا ہے اسکا اندرونی مقصد ہماری افواج کی صلاحیت کو جاننا ہوتا ہے پاکستان کی افواج کے متعلق معلومات اسرائیل کو دی جاتی ہیں جو بالواسطہ بھارت تک پہنچ جاتی ہیں۔ پہلے تک یہ انتہائی حساس فریضہ پاکستانی شہری انجام دیتے تھے پھر یہ کام پاکستان کے سیاستدانوں نے لے لیا اور بجاے دشمن کے راز لینے کے اپنے راز دشمن کو دینے لگ گئے

اب ہمیں دوران ٹریننگ والی رہائش گاہ پر لایا گیا وہاں پر ایک بار پھر مشن کی بریفنگ اور احتیاطی تدابیر دہرائی گئی۔ سپہر ۳ بجے ہمیں ۲ پرائیویٹ کاروں میں لاہور اسٹیشن پہنچا دیا گیا بصیر پور براستہ قصور کے ٹکٹ پہلے ہی خریدے جا چکے تھے ہم سب ایک سیکنڈ کلاس کے ایک ڈبے میں بلکل اجنبی بن داخل ہوے

ہمارے دو سئنرز بھی ہمارے ساتھ تھے ایک دوسرے سے بات چیت کی قطعاً ممانعت تھی رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہم بصیر پور پہنچے۔ وہاں ایک سیف ہاؤس میں ہمارے کھانے اور سونے کا بندوبست تھا اسی سیف ہاؤس کے ایک کونے سے چیخ وپکار کی آوازیں آ رہی تھی ہمارے سئنرز نے بتایا کہ کچھ بھارتی ہیں جو بارڈر کراس کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں ان سے پوچھ گچھ جاری ہے

سیف ہاؤس کے مستقل رہائشی نہایت خاموشی سے ہماری ضروریات کی تمام چیزیں ہمیں پہنچا رہے تھے ہم نے جب بھی کوئی سوال کیا وہ مسکرا کر خاموش ہوجاتے تھے دوسری صبح ۹ بجے ہم نے بصیر پور سے کوچ کیا تین جیپوں میں ہمارا قافلہ روانہ ہوا ہمیں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے سفر مسلسل کبھی نہروں کی پٹڑیوں اور کبھی کچی پکی اونچی نیچی سڑکوں پر جاری رہا شام کے قریب ہم خیموں کے ایک پڑاؤ کے قریب پہنچے جہاں پر پاکستانی بارڈر فورس کے جوانوں نے ہمارا خیر مقدم کیا وہاں ہمارے سئنرز نے ہمیں بتایا کہ ہم بہاولنگر میں منڈی صادق گنج کے نزدیک بھارتی بارڈر سے صرف ۲۰۰ میٹر کی دوری پر ہیں۔

وہاں ۲ اجنبی دیہاتیوں سے ہمیں ملایا گیا دس روز دلی میں ٹھیک ۱۱ بجے دن ان میں سے ایک نے مجھے ملنا تھا میٹنگ پلیس مجھے سمجھا دی گئی یہ دونوں دیہاتی لاہور کے ایک معروف سمگلر کے کارندے تھے اور ہفتے میں دو بار یہ اسی راستے سے بارڈر کراس کر کے بھارت میں داخل ہوتے اور الائچی کاجو اور

پان وغیرہ لاتے تھے پاکستان میں انہیں بارڈر کراس کرنے اور واپس آنے کی سہولت دی گئی تھی جس کے عوض وہ پہلے سے گئے ہوے گروپس کی ڈاک لاتے اور لے جاتے تھے یہ دو اجنبی ہمارے گروپس سے واقف تھے اور ان کو یہ ڈیوٹی سونپی گئی تھی کہ وہ ہمیں وقت مقررہ پر بارڈر کراس کرائیں اور قریبی بھارتی ریلوے اسٹیشن ہنو مان تک پہنچا دیں

انہیں پیسے دیئے گئے کہ ہنو مان گڑھ سے اجمیر شریف تک کے ٹکٹ خرید کر ہمیں دیں۔ اور فوراً واپس ہندوستان بارڈر کے قریبی گاؤں مرزا پور پہنچ جائیں جہاں دو افراد انہیں ملینگے او اگلی شام تک ان کے ہمراہ رہیں گے ادھر ہمیں علیحدگی میں ہنومان گڑھ سے بٹھنڈہ کے ٹکٹ خریدنے کا کہا گیا کہ مخالف سمت میں جانے والی گاڑی میں سوار ہوں جو اجمیر شریف جانے والی گاڑی سی ۱۵ یا ۲۰ منٹ پہلے ہی آ جاتی تھی یہ احتیاط در احتیاطی تدابیر ہماری حفاظت کے لیے کی گئی تھی ہم سے گھڑیاں بھی لے لی گئی تھی اور مجھے صرف ایک گھڑی دی گئی جو بھارت میں بھی مہیا تھی اور اس وقت اسکی قیمت بھارت میں تقریباً ۳۰۰ روپیہ تھی۔

رات کا کھانا ساڑھے آٹھ بجے تک کھا لیا گیا کھانے کے فوراً بعد ہمیں ایک لمبا سیاہ انڈر ویئر اور ایک فل بازووں والی بنیان پہننے کو دی گئی ہم نے بوٹ بھی اتار لیے اور اپنے کپڑوں کے ہمراہ رکھ لیے۔ اب ہمارے سئنرز ہمارے ساتھ خوش گپیوں میں لگ گئی لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ محض ہماری ٹینشن دور

کرنے کے لیے تھا ورنہ ان کے چہروں پر بھی پریشانی صاف عیاں تھی۔

ان دنوں جنگ کیوجہ سے بھارت اور پاکستان سیز فائر کی حالت میں تھے پاسپورٹ اور ویزا نام کی کوئی شے نہ تھی بارڈر پر دونوں طرف افواج کا اجتماع تھا عین ممکن تھا کہ بارڈر کراسنگ کے دوران ہی دشمن ہمیں گولیوں سے بھون دیتے ہمیں بتایا گیا تھا کہ بھارت نے بارڈر کے قریب بی آر بی نہر کی طرح ایک نہر بنائی ہوئی ہے جو خاصی گہری ہے۔

پاکستان کیطرف وہ ڈھلوان میں ہے جبکہ بھارت کیطرف وہ بلکل سیدھی ہے ہمیں وہ نہر تیر کر بغیر آواز کیے پار کرنی تھی اسکی ٹریننگ ہمیں خوب اچھی طرح دی گئی تھی ہنومان گڑھ اسٹیشن بارڈر سے ۸ میل کے فاصلے پر تھا راستہ میں دو تین گاؤں پڑتے تھے ہمیں ان گاؤں سے دور رہ کر کتوں کے بھوکنے سے بچتے ہوے دوڑ کر جانا تھا اب مجھے احساس ہوا کہ دوران ٹریننگ ہمیں ۱۱ میل مسلسل بھاگنے کی ٹریننگ کیوں دی گئی تھی اسٹیشن کے قریت پہنچ کر ہمیں انڈر ویئر اور بنیان اتار کر عام شہریوں جیسا لباس پہن لینا تھا اور دونوں گائیڈز کو فوراً واپس بھیجنا تھا ہمیں بٹھنڈہ تک دو الگ الگ ڈبوں میں بیٹھنا تھا اور ایک دوسرے سے بات چیت ہرگز نہیں کرنی تھی۔

یہ آخری ہدایات تھیں جو ہمیں دی گئی اس کے فورا بعد گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگی

ہماری بارڈر فورس نے پڑاؤ سے دونوں طرف تقریباً آدھا کلو میٹر کے فاصلے سے دشمن پر فائرنگ کرنا شروع کر دی اور دشمن کو بھی جوابی فائرنگ کرنے پر مصروف کر دیا یہ فائرنگ ہمارے لیے گرین سگنل تھی سنیئرز نے ہمیں گلے لگایا ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھی ان کے آخری الفاظ جو ہمارے لیے تھے

Wish you God's help and best of luck!

اپنی ذہنی کیفیت کے بارے میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ بارڈر کراس کرنے اور ٹریننگ کی اہمیت ایک جیسی تھی گھر اور فیملی کا تصور ذہن سے بلکل نکل چکا تھا ہمیں ایک ایک ۳۰ بور کا ریوالور اور ۱۰۰، ۱۰۰ سو گولیاں واٹر پروف پیکٹ میں دی گئی تھی جنہیں ہم نے اپنے بیگوں میں رکھ لیا تھا بیگوں کو نہر عبور کرنے کے دوران سر پر باندھنے کے لیے رسیاں بھی دی گئی تھیں سوا دس بجے ہمیں بارڈر کی جانب بڑھنے کا حکم ملا ہم سب کو اللہ حافظ کہتے ہوئے اپنے گائیڈرز کے ساتھ بارڈر کیطرف چل دیئے

یہ تقریباً ۱۰۰ میٹر کا علاقہ پانی کیچڑ اور سرکنڈوں سے بھرا ہوا تھا ہم نے تقریباً ۸۰ میٹر کا علاقہ بھاگتے ہوئے طے کیا اور بقیہ کرالنگ کرتے ہوئے کیچڑ اور سرکنڈوں سے ہمارے جسم مکمل مٹی اور خراشوں سے بھر گے تھے ہمیں کچھ پتہ نہ چلا کہ ہم کب بھارت میں داخل ہوئے کیوں کہ سرحد کا کوئی

نشان نہ تھا ہم بس آگے ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے کہ گائیڈ نے کیا کہ نہر آ گئ ہے ہم ایک ایک کر کے نہر میں اتر گئے فائرنگ کی آواز ابھی تک آ رہی تھی نہر کو ہم کھڑی پوزیشن میں تیر کر عبور کیا بھارت کیطرف سے کنارہ کھڑا اور ۹۰ ڈگری کے زاویہ پر تھا اس پر چڑھنے میں خاصی دقت پیش آئی اس کنارے پر پٹری بھی تھی جس پر بی ایس ایف کی گاڑیاں گشت کرتی رہتی تھی ہمیں جلد از جلد اس پٹری کو عبور کر کے کھیتوں کی طرف دوڑنا تھا احتیاطی تدابیر کے مطابق پٹری پر ہمیں الٹے پاؤں پر چلنا تھا تاکہ ہمارے پاؤں کے نشان کو دیکھتے ہوئے کوئی یہی سمجھے کہ کوئی بھارت سے پاکستان کیطرف گیا ہے پٹری سے الٹے قدموں سے چلتے ہوئے کھیتوں کی طرف بھاگے۔ وہاں بھی ڈیڑھے بنے ہوے ہیں ان ڈیڑوں سے ہم کو دور رہ کر گزرنا تھا اس لیے کئ بار ہمیں کبھی دائیں اور کبھی بائیں دور تک جانے کے بعد اپنی سمت کو درست رکھنی پڑ رہی تھی تاکہ ان ڈیڑوں میں موجود پالتو کتے ہمیں دیکھ بھونکنے نہ لگ جائیں۔

الغرض ایک جگہ دس منٹ رک کر پھر اپنا سفر شروع کر دیا ہنو مان گڑھ اسٹیشن کے تقریباً آدھا کلومیٹر پہلے پھر ایک نہر آئی ہم نہر میں کود پڑے اور اپنے جسم کی اچھی طرح صفائی کی اور باہر نکل کر سویلین لباس پہن لیے۔ گائیڈرز نے ہمارے لیے ٹکٹ لینے جانا تھا لیکن میں نے انہیں روک دیا اور کہا کہ پیسے تم رکھ لو اور اندھیرے اندھیرے ہی اس گاوں میں پہنچ جاؤ جہاں

تمہارا انتظار کیا جا رہا ہے اس دوران میں نے اپنا ریوالور لوڈ کر لیا تھا وہ اسی وقت واپس روانہ ہو گے میں نے اپنے ایک ساتھی کو ان کے پیچھے بیھجا کہ وہ چیک کرے کہ وہ واقعی واپس جا رہے ہیں یا کہیں راست میں چھپ گے ہیں کیونکہ اسمگلرز سے ہر بات ممکن ہے میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ وہ بھی اپنا ریوالور لوڈ کر لے اور ان کا پیچھا کرے اگر وہ ادھر ادھر ہونے کی کوشش کریں تو ان کو گولی مار دینا۔

تقریباً ۲۰ منٹ بعد میرا ساتھی واپس آیا اور اس نے بتایا کہ وہ اسی راستے سے تیزی سے بھاگتے ہوئے واپس جا رہے ہیں اسی دوران دور سے گاڑی کی وسل کی آواز سنائی دی ہم نے اسٹیشن کی راہ لی یہ کھٹمنڈو جانے والی گاڑی تھی بلکل چھوٹا سا ریلوے اسٹیشن تھا ہلکا ہلکا اجالا ہونا شروع ہو گیا تھا ہم چاروں ساتھی ریلوے اسٹیشن کی دوسری جانب کھڑے ہو گے اور پانچواں ٹکٹس لینے چلا گیا گاڑی ایک یا دو منٹ رکی ہمارے ساتھی نے ٹکٹ لے کر ہمیں اشارہ دیا اور ہم دوسری جانب سے گاڑی میں سوار ہوگئے۔۔۔

ہمارا ساتھی دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا اس نے ایک ایک کر کے ہمیں ہمارے ٹکٹ تھما دیئے اور ہم پانچوں اجنبی بن کر ایک ہی ڈبے میں بیٹھ گئے تقریباً پون گھنٹے بعد گنگا نگر آیا یہ خاصہ بڑا اسٹیشن تھا ہم ایک ایک کر کر اترے اور چاے پوریوں کا ناشتہ کیا اور پھر الگ الگ ڈبے میں بیٹھ گئے ہماری منزل بٹھنڈہ جنکشن تھی جہاں سے ہم نے دہلی کے لیے گاڑی پکڑنی تھی

بٹھنڈہ مغربی بھارت کا بہت بڑا جنکشن تھا ٹرین بٹھنڈہ اسٹیشن پر پہنچی تو ہم ایک ایک کر کے باہر آ گئے اب ہم بارڈر سے خا صہ دور آ چکے تھے شہر چھوٹا سا تھا جو بارڈر کراس کرنے کی ٹینشن تھی وہ بھی دور ہو چکی تھی ہم نے بازار سے شیونگ سامان اور سگریٹ وغیرہ خریدے وائرلیس سیٹ بھی خاصی پریشانی کا سبب بن رہا تھا ایک ہی ذمہ دار کے پاس سامان اور وائرلیس سیٹ ایک ہی بیگ میں تھا جسکو بیگ کھولتے ہوے خاصی گھبراہٹ کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا لہذا ہم نے ایک بیگ وائرلیس سیٹ کے لیے خریدا اور اس میں سیٹ رکھ کر اسکی ذمہ داری آپسمیں بانٹ لی وہاں کے ایک ہوٹل میں ہم نے کھانا کھایا اور پھر اسٹیشن کیطرف پلٹ آے ویٹنگ روم میں ہم نے شیو بنائی نہاے اور اپنا حلیہ درست کیا میں نے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ بجاے پنجاب ایکسپریس کے ہم پسینجر ٹرین میں دہلی تک کا سفر کریں تاکہ راستے میں آنے والے چھوٹے بڑے اسٹیشنز اور دوسری جگہوں کے اور وہاں کے حالات سے باخبر ہوتے ہوئے چلیں۔

فاسٹ پیسنجر سپہر ۳ بجے دہلی کے لیے چلتی تھی ہم نے اپر کلاس کے ٹکٹس لیے۔ بٹھنڈہ اسٹیشن پر ہم نے ایک ملٹری ٹرین دیکھی جو بارڈر کیطرف جا رہی تھی ہماری گاڑی پلیٹ فارم پر آ گئی اور ہم نے ایک ڈبے کا انتخاب کر کے سب اکھٹے ہی اسمیں بیٹھ گئے فیصلہ یہ ہوا کہ وائرلیس سیٹ کو اوپر والی برتھ پر رکھا جاے اور جو وہاں لیٹے وہ اس پر اپنا سر رکھ کر خود کو سوتا ہوا شو

کرے ٹرین مقررہ وقت پر روانہ ہوئی پیسنجر ٹرین میں سکھوں کی اکثریت تھی ایک عجیب بات دیکھی کہ سکھ مسافر بھی خاموش اور مایوسی کے ساتھ سفر کر رہے تھے سکھوں کی تو عادت ہے کہ جہاں بھی دو سکھ اکھٹے ہو جائیں یہ اونچی آواز سے باتیں اور قہقہے لگاتے رہتے ہیں۔ لگتا ہے سکھوں نے بھی اپنی آزادی ۱۹۷۱ کی جنگ کے ساتھ وابستہ کر لی تھی مگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا میں نے ان سے دو تین بار بات کرنے کی کوشش کی مگر ہمیں ہندو سمجھتے ہوئے انہوں نے مختصر ساجواب دیا ہم بٹھنڈہ سے سیدھا دہلی جانے کی بجائے پہلے جالندھر اور پھر دہلی جانے کو ترجیح دی اس طرح ہمارے سفر کے دوران 3 بڑی چھاؤنیاں تھیں جالندھری لدھیانہ اور انبالہ ان چھاؤنیوں کے اسٹیشنز پر کافی چہل پہل تھی دہلی سے امرتسر جانے والی ٹرینوں میں بھارتی انٹیلیجنس اور ایف آئی یو کے لوگ مسافروں کی چیکنگ کرتے تھے اسکی لازماً وجہ مشرقی پاکستان میں بھارتی کیمپ پوو سے سینکڑوں پاکستانی فوجیوں کا فرار ہونا تھا ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ کو ہمارے سینکڑوں نہیں ہزاروں فوجی جوانوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تھے اس لیے کچھ تو برما کی طرف نکل گے کچھ بھارتی سرحدوں کے اندر داخل ہو گے اور وہ چھپتے چھپاتے پنجاب بارڈر کیطرف سے پاکستان میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے انہی کو پکڑنے کے لیے ان ٹرینوں کی سخت چیکنگ کی جا رہی تھی بٹھنڈہ سے دہلی کے دوران سفر میں ہم نے 3اور ٹرینیں دیکھیں ایک بٹھنڈہ اسٹیشن پر کھڑی تھی دو اور ٹرینیں جن پر فرانس

کے بنے ہوے اے ایم اکس ۱۳ اور ایک روسی پی ٹی ۷۶ ٹینک چند توپیں ہوائزز اور ٹائیگر کیٹس میزائل کی بیٹریاں لدی ہوئی تھی ان ٹرینوں کو باقی سب ٹرینوں پر فوقیت دے کر تھرو کیا جاتا تھا۔

میں نے ان تمام ملٹری ٹرینوں کی ڈیٹیل ذہن میں بٹھا لی اور ارادہ کیا کہ سب سے پہلے ان کی ہی روپوٹ پاکستان ایجنسی کو بھیجوں گا

ان سب ملٹری ٹرینوں کی مغربی بارڈر پر روانگی بھارت کے پاکستان کے بارے میں مؤقف کا صاف پتہ چل رہا تھا۔ کہ وہ مغربی پاکستان کو بھی ہڑپنا چاہتا تھا تقریباً ساڑھے نو بجے رات ٹرین شاہدرہ اسٹیشن پر رکی۔ بھارت میں بھی لاہور شاہدرہ اسٹیشن کیطرح کا ایک شاہدرہ ریلوے اسٹیشن ہے وہاں پر ہم نے ٹرین چھوڑ دی اور دو ٹیکسیاں دہلی جانے کے کرایہ پر لے لیں۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق سبز منڈی اسٹیشن کے قریب گھنٹہ گھر چوک میں ہم نے ایک معمولی ہوٹل میں کمرے کرایہ پر لے لیے ان دنوں شناختی کارڈ رائج نہیں تھے اس لیے کمرے حاصل کرنے میں ہمیں کوئی دشواری پیش نہ آئی ہم نے اپنا تعارف ایک معمولی کاروباری کے طور پر کرایا جو گردو نواع سے مختلف قسم کی چیزیں خریدنے آتے ہیں

ہم نے رہائش حاصل کرنے کے بعد سامان کمروں میں رکھا اور دو دو کی ٹولیوں میں دہلی شہر گھومنے کا پروگرام بنایا ہم نے ہوٹل کے داخلی دروازے

کے علاوہ ایمرجنسی دروازے بھی تلاش کر لیے ہم نے کمرے پہلی منزل پر لیے تاکہ ایمرجنسی کیصورت میں چھلانگ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہ آے

دوسرے روز میرے چاروں ساتھی گھومنے پھرنے کے لیے نکل گئے۔

میں نے انہیں ہدایت کی کہ کم از کم چار عدد پینٹ اور قمیض اور دیگر ضروریات کا سامان بھی خرید لائیں جو کہ وہ شام تک لے آے دشواری مجھے پیش آئی میرے لمبے قد کی وجہ سے بازاری کپڑے مجھے پورے نہ آے میں نے تقریباً ساری کپڑوں کی دکانیں چھان ماریں مگر مجھے میرے سائز کے کپڑے نہ مل سکے صرف ایک سفاری سوٹ ایک دوکان سے ملا جو میں نے خرید لیا مزید میں نے 4 عدد تھری پیس سوٹ اور ایک عدد ڈنر سوٹ کا کپڑا خرید کر اسی دوکان میں ارجنٹ سلوانے کا آرڈر دے دیا شوز بھی میرے سائز کے بڑی مشکل سے ملے پاکستان میں طے شدہ پروگرام کے مطابق مجھے اعلی ہوٹلز میں قیام کرنا اور مختلف کلبوں خاص کر سروسز کلب میں بھی جانا تھا لہذا وہاں کے ماحول کے مطابق مجھے ہر چیز کرنا تھی ہم نے دو دن دہلی میں گزارے نیو دہلی اور اولڈ دہلی اچھی طرح گھوم پھر دیکھی میرے ساتھیوں کو پرانی دلی اور مجھے نئ دلی میں قیام کرنا تھا پاکستان سے آنے والے کونٹیکٹس اور میٹنگ پوائنٹس اور ایمرجنسی میں نکلنے کے لیے راستے بھی ذہن نشین کر لیے تھے۔

دو روز بعد میں نے اپنے ساتھیوں کو مختلف اوقات میں کارویشن ہوٹل میں چیک ان ہونے کا کہا۔ اور خود لودھی ہوٹل کا رخ کیا یہ فور سٹار ہوٹل پاکستان سے میری رہائش کے لیے منتخب کیا گیا تھا نئی دہلی میں اسی ہوٹل کے قریب اشوکا ہوٹل اور اکبر ہوٹل تھے اور بھارتی بری بحری اور ہوائی فوج کے کوارٹرز بھی اسی علاقے میں واقع تھے ہم سب مختلف اوقات میں پاکستانی سفارت خانے کے سامنے سے بھی گزرے پاکستانی سفارت خانہ اسلامی طرز کا ایک بہت اچھا نمونہ تھا۔ لیکن ان دنوں بلکل اجڑا ہوا تھا لوگوں نے پتھر مار مار کر شیشے وغیرہ توڑ دیئے تھے۔ سفارت خانہ بند تھا اور سپاہی رسمی سا وہاں کھڑا اپنی ڈیوٹی دے رہا تھا۔ اب ہمیں اپنے کونٹیکٹس کا انتظار تھا جس نے روانگی سے دسویں دن بعد مجھے ملنا اور ڈاک دینی تھی اسمیں ہمیں مزید ہدایات ملنی تھی اور اس دوران ہم اپنا کام مکمل کرنا تھا میں نے اپنے دو ساتھیوں کو جھانسی بھیجا۔ جھانسی سے پہلا اسٹیشن بابینا ہے ان دو اسٹیشن کے درمیان بھارتی ٹینک ڈویژن اور ۱۰ آرمڈ برگیڈ کی بیس تھی۔ اس کے ذمے یہ کام لگایا کہ جانسی میں وہ کوئی معقول ہوٹل دیکھے اور معلوم کریں کہ کور ہیڈ کوارٹر جانے کے لیے ٹیکسی یا کوئی اور سواری مل سکتی ہے جھانسی کا پرانا قلعہ بھی فوج کے زیر استعمال تھا اس کے متعلق بھی کوئی مفید معلومات مل سکتی ہے تو معلوم کریں۔ اپنے دوسرے دو ساتھیوں کو میں نے آگرہ بھیجا کہ وہاں پر موجود فوجی چھاؤنی کے متعلق جو معلومات مل سکتی ہیں حاصل کریں خود اپنے لیے میں نیول آرمی اور

ائر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لیے ذرائع تلاش کرنے تھے یہ ہمارا ایک طرح کا ہوم ورک تھا جسے ہم نے کونٹیکٹ کے آنے سے پہلے پورا کرنا تھا

اس کے علاوہ اپنے ہمدرد دوستوں کے ٹھکانوں کا بھی پتہ کرنا تھا تاکہ بوقت ضرورت تلاش نہ کرنے پڑیں۔ دہلی میں دو دن کے قیام کے بعد ہم نے اپنا کام شروع کر دیا تھا اپنے چاروں ساتھیوں کو میں نے چار دن کے اندر واپس آنے اور چوتھے روز مقرر وقت پر کناٹ سرکس میں ایک ہوٹل میں طے شدہ پروگرام کے مطابق ملنا تھا میں نے اپنی اکثر راتیں اشوکا اور اکبر ہوٹل میں گزارنی شروع کر دیں وہاں شام ہوتے ہی ملکی اور غیر ملکی لوگ آنے شروع ہو جاتے تھے گرمی کیوجہ سے ان مکمل ائیر کنڈیشن ہوٹلوں میں گہما گہمی بڑھ جاتی تھی اور ان لوگوں میں ہی مجھے اپنے مطلب کے لوگ تلاش کرنے تھے ان اونچی سوسائٹی والے ہوٹلوں میں جان بوجھ کر کسی سے ٹکرا جانا پھر سوری کر کے تعارف کرانا اور پھر دعوت وغیرہ عام بات تھی خاص کر جب وہ مخمور ہوں ایک آدھ گھنٹے میں ہی اجنبی لوگ خاصے فری ہو جاتے تھے میں نے وہاں خود کو لوز ٹی کا بیوپاری بتایا جو کلکتہ سے چائے بئی منگواتا اور اپنی کمپنی میں چائے بلینڈ کر کے بیوپاریوں کو بھیجتا تھا۔

بلینڈنگ کا مطلب ہے کہمختلف اقسام کی چائے کی گریڈنگ کر کے اور مختلف وزن میں ان کو ملا کر چائے کی ایک خاص قسم تیار کرنا لپٹن بروک بینڈ اور اصفہانی اسی طرح اپنے برینڈ تیار کرتے ہیں اور دارجلنگ کی orange peco

چاے کا معیار پوری ورلڈ میں نمبر ون ہے یہاں پر میرا کام تھا کہ لیپٹن کی گرین لیبل چائے جس میں ۵۰ فیصد تک اورنج پیکو ہوتا ہے اسے بروک بانڈ کی ریڈ لیبل چاے سے ملا اپنا برانڈ تیار کروں اور اسے فوجی چھاؤنیوں میں نصف قیمت پر فروخت کروں۔ چھاؤنیوں میں فوجی جوانوں اور این سی اوز کے لیے لوز ٹی ہی استعمال ہوتی ہے ڈویژن ہیڈ کوارٹر میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف سپلائزنگ تک رسائی کی صورت میں مجھے پورے ڈویژن ہیڈ کوارٹرز کے لنگروں کی سپلائی کا آرڈر مل سکتا تھا اسی طرح بریگیڈ ہیڈ کوارٹر میں لوکل سپلائی کے تحت مجھے آرڈر مل سکتے تھے اور اسی طرح میری رسائی افسران اعلی تک ہو سکتی تھی اشوکا اور اکبر ہوٹل میں ایسے ہی موقع کی تلاش میں جاتا تھا کہ کسی اعلی فوجی افسر تک رسائی ہو جاے اور پھر ان کے دفاتر تک بھی اور اس طرح مجھے اپنا کام کرنے میں دشواری پیش نہیں آ سکتی تھی۔

اسی طرح ان اعلی افسران کی بیگمات بھی بہت معاون ثابت ہو سکتی ہیں افسر اعلیٰ بننے تک اس کا دل اپنی بیوی سے بھر جاتا ہے اور وہ بیگمات اپنی ڈھلتی جوانی کی آخری بہاریں لوٹنے کے لیے بےتاب ہوتی ہیں اکثر یہ جوڑے آتے تو اکھٹے ہیں مگر دونوں اپنے اپنے شکار کی تلاش میں رہتے ہیں اور جب گھر جاتے ہیں تو علیحدہ علیحدہ جاتے ہیں میرا بھی یہ کام کسی ایسے ہی حادثے کے سبب ہو سکتا تھا اس دوران میرے چاروں ساتھی بھی واپس آ گئے اور بہت مفید معلومات بھی لائے۔ آگرہ چھاؤنی تقریباً خالی تھی سب فوجی مغربی پاکستان

کی سرحد پر چلے گے تھے جو باقی چھاؤنی میں تھے وہ اکا دکا سنتری ہی تھے سکھ اور جاٹ بٹالین کی دو دو رجمنٹ وہاں موجود تھیں۔ ادھر جھانسی اور بابینا کے درمیان آرمڈ ڈویژن کے علاقے میں کسی بھی سویلین کا داخلہ ممنوع تھا جو جاتے ان کو ہر طرح سے چیک کیا جاتا تھا جھانسی کے قلعہ۔۔۔

میں ایمونیشن ڈپو تھا اس لیے اسکی نگرانی بہت سخت تھی ہم بھی محض فلمیں دیکھنے کے لیے نہیں آے تھے مشن کے دوران جو بھی رکاوٹیں تھیں انہیں دور کرنا تھا اب ہم کونٹیکٹس کے منتظر تھے مقررہ دن اور وقت پر میں مقررہ جگہ پر پہنچ گیا تھا مجھے سختی سے کہا گیا تھا کہ کونٹیکٹس سے صرف میں ہی ملوں اور زیادہ سے زیادہ ۱۵ منٹ تک۔۔

مقررہ جگہ پر اس کا انتظار کروں اگر کونٹیکٹس نہ آے تو فوراً وہاں سے غائب ہو جاؤں میں مقررہ جگہ پر مقررہ وقت سے ۱۰ منٹ پہلے مقررہ جگہ کے قریب پہنچ کر انتظار کرنے لگا خاصہ گنجان آباد علاقہ تھا اس لیے میں ایک اسٹال پر رسالے دیکھنے میں مصروف ہو گیا مقررہ وقت سے پانچ منٹ پہلے کونٹیکٹس مجھے دکھائی دیا ہم نے ایک دوسرے کی پہچان کی ایک سب خیریت کے لیے اپنے کالر میں ایک خاص رنگ کے رومال لگاے ہوے تھے دوسری چیکنگ کے لیے نظریں ملنے کے بعد اپنے دائیں بازو کو ایک خاص انداز میں حرکت دینی تھی جس کے بعد کونٹیکٹس نے بھی اک مخصوص حرکت کرنی تھی دونوں طرف سے مثبت جوابات کا مطلب سب اچھا کا سگنل تھا اور

خطرے کی صورت میں رومال کو ہاتھ میں پکڑنا اور دوسری قسم کی حرکت کرنا تھی میں ان طریقوں کی وضاحت اس لیے نہیں کروں گا کہ ہو سکتا ہے اب بھی کچھ طریقے استعمال ہوتے ہوں بہر حال میں نے ایک رسالہ خریدا اور واپس چل پڑا کونٹیکٹس مجھ سے چند قدم پیچھے تھا آگے ایک فروٹ والی دوکان تھی میں نے مختلف فروٹس دیکھنے اور ان کے ریٹس پوچھنے شروع کر دیئے میں کپڑے کا تھیلا ساتھ لے کر گیا تھا ان دنوں پلاسٹک کے شاپر نہیں ہوا کرتے تھے پہلے میں نے دو کلو آم لیے دوکاندار کاغذ کے لفافہ میں مجھے آم ڈال کر دے دیئے میں نے وہ تھیلے میں ڈال لیے اب میں بائیں ہاتھ میں تھیلا پکڑے تھا کونٹیکٹس میرے بائیں جانب کھڑا تھا میں لیچی دکھانے کو کہا جیسے ہی دوکان دار لیچی دکھانے کے لیے واپس مڑا کونٹیکٹس نے ایک پیکٹ انتہائی تیزی کے ساتھ میرے تھیلے میں ڈال دیا میں نے کچھ لیچی لی دام ادا کیے اور واپسی چل پڑا کونٹیکٹس نے بھی یقیناً کچھ نہ کچھ خریدا ہو گا قریب ہی سے میں نے ایک ٹیمپو میں سوار ہو گیا اور پھر تھوڑی دور جا ٹیمپو چھوڑ دیا اور بس میں سوار ہو گیا پھر بس چھوڑی اور پھر ٹیمپو میں سوار ہو گیا اور اپنی رہائش گاہ پر پہنچتے پہنچتے تقریباً ۳ گناہ زیادہ سفر کیا اس لیے کہ اگر میرا پیچھا ہو رہا ہو تو اسے دھوکا دے سکوں۔

ہوٹل پہنچ کر میں نے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پیکٹ کھولا اسمیں ۸

ورق تھے جن پر ایک طرف ہندی میں لکھا ہوا تھا میں نے موم بتی جلائی اور ورق کی سادہ سائیڈ پر ہیٹ دینا شروع کر دی تو اس پر نارنجی رنگ میں لکھائی ظاہر ہو گئی ۱۵ منٹ تک عمل کرنے پر سارے پیپروں پر لکھائی میرے سامنے تھے یہ ۸ ورق ہم پانچوں کے لیے تھے میں نے پہلا ورقہ اٹھا کر پڑھا تو اس پر بارڈر کراس کرنے کی مبارک اور مزید حوصلہ افزائی کے لئے الفاظ اور مجھے ایک خاص مشن سونپا گیا تھا اور اسکو ارجنٹ پورا کرنے کا کہا گیا تھا اس کے علاوہ پیکٹ کی رسیو کی رسید اور اب تک کی کارکردگی کی روپوٹ اور سرسری تمام احوال لکھنے کا کہا گیا تھا اور اس کے علاوہ پیکٹ میں دس ہزار بھارتی کرنسی بھی تھی۔

میں پہلے سے تیار شدہ روشنائی سے دو صفحات پر مشتمل تمام معلومات لکھی۔ کیونکہ دوسرے دن یہ سب میں نے اپنے کونٹیکٹ کے حوالے کرنا تھا۔

روشنائی کا ذکر کرتا چلوں یہ سپیشل روشنائی پیاز کے پانی لہسن کے پانی اور لیموں کے رس سے بنائی جاتی تھی جو لکھ کر سوکھ جانے کے بعد اس کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا جب تک کہ اسکو آگ سے ہیٹ نہ دی جاتی۔ آج کل تو مائیکرو فلم کے ذریعے ایک کامن پن کے سرے کی جگہ کے برابر ایریا پر چالیس سے زائد صفحات منتقل کیے جا سکتے ہیں

اگلے دن ٹھیک ۱۰ بجے دن مجھے اپنے کونٹیکٹ سے دوسری جگہ ملنا اور پیکٹ

اس کے حوالے کرنا تھا۔ لہٰذا دوسرے دن ٹھیک ۱۰ بجے دن اپنے کونٹیکٹ سے دوسری جگہ ملا اور پیکٹ اس کے حوالے کیا۔ اور واپسی کی راہ لی۔ ہوٹل پہنچ کر میں ساتھیوں کے خط ان کے حوالے کیے ہم سب اس کونٹیکٹ پر بہت خوش تھے کیونکہ پاکستان سے آنے کے بعد یہ ہمارا پہلا رابطہ تھا جو اپنوں سے ہوا اس کے بعد ہمارے اندر مشن کو پورا کرنے کے لیے مزید حوصلہ پیدا ہو گیا۔

اور پھر ہم سب نے اپنے مشنز کی تکمیل کے تجدید عہد کیا۔ اور اپنے اپنے ہوٹلز میں چلے گے اپنے نیو مشنز کی تیاری کے لیے میں نے بلینڈڈ چاے کو 100 گرام کے پیکٹوں میں باندھ کر سلوشن ٹیپ سے بند کر دیا میں مشن کی تکمیل کے لیے دہلی سے باہر جا رہا تھا۔

دوسرے دن میں اپنے ساتھیوں کو الوداع کہا ٹرانسمیٹر جو ان لوگوں کے آگرہ اور جھانسی جانے پر میں نے اپنے پاس رکھ لیا تھا اس کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کیا اور ہوٹل آ کر گہری نیند سو گیا۔ اگلے روز صبح سویرے مجھے روانہ ہونا تھا میں نے اپنے کونٹیکٹ کو ایک نئ جگہ اور بعد دوپہر کو ملنے کا ٹائم دیا تھا اور ۱۲ روز بعد اسے ملنے کا کہا گیاتھا۔ میں ان ۱۲ دنوں میں اپنی نئ اسائنمنٹ کی مفصل رپورٹ بنا کر بھیج دوں۔ اپنی غیر موجودگی میں اپنے وائرلیس والے ساتھی کو اپنا سیکنڈ ان کمان مقرر کیا تھا یہ چونکہ پہلے مختلف ہوٹلز میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن بعد میں ان کو میں نے کارونیشن ہوٹل

میں منتقل کر دیا تھا۔ اس لیے میں نے انہیں ہوٹل سے باہر ایک دوسرے سے رابطہ رکھنے کی اجازت بھی دے دی تھی آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ جو ہدایات مجھے پاکستان سے بھیجتے وقت دی گئی تھیں میں نے ان میں کچھ ردوبدل کر دیا تھا اسکیوجہ کہ پاکستان میں بیٹھے ہوئے بھارت کے اندرونی حالات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا ۱۹۷۱ میں مشرقی پاکستان میں بھارت کی پاکستان کے خلاف ناقابل یقین کامیابی نے انہیں کچھ زیادہ ہی خود اعتماد بنا دیا تھا دلی میں چند روز قیام کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہاں کی سیکیورٹی زیادہ ٹائیٹ نہیں تھی دہلی ایک کاسمو پولٹین شہر ہے اور وہاں بھارت کے ہر علاقے کے لوگ رہتے ہیں جن سے انہیں خطرہ ہو سکتا تھا ان کو وہ شکست دے کر مردہ سمجھ بیٹھے تھے مختصر یہ کہ میں حالات کو دیکھتے ہوئے کچھ تبدیلیاں کی تھیں کیونکہ بارڈر کراس کرنے کے بعد ساتھیوں کی ذمہ داری میرے سپرد کی گئی تھی۔

مجھے احمد نگر جانا تھا کیونکہ دوران ٹریننگ بھی یہ ہمیں بریفنگ دی گئی تھی کہ احمد نگر بھارتی آرمڈ یعنی ٹینکوں کی ٹریننگ کا مرکز ہے اس ٹریننگ سینٹر میں جوانوں کو نہ صرف پہلے سے موجود ٹینکوں اور ان کی گنوں کو چلانے کی ٹریننگ دی جاتی تھی بلکہ روس سے منگوائے گے نئے ٹینک سیریز ٹی کی ٹریننگ بھی دی جاتی تھی چھتوں پر یا شادیوں پر چلانے والے ماہر نشانچی اور اسلحہ ساز ہر گز نہیں ہو سکتے دوران جنگ سامنے سے ہزاروں گولیوں بموں گردو غبار دھویں رات دن کی تمیز کیے بغیر پانی کیچڑ اور بارش میں اسلحہ کا صحیح استعمال

اور نشانہ لگانا بندوق کھول کر صاف کرنا پھر اس کو جوڑ کر صحیح نشانہ لگانے والا ہی ماہر نشانہ باز ہو سکتا ہے اس حقیقت کو میں کبھی بھی پس پشت نہیں ڈالوں گا کہ بھارتی فوج اگر تربیت میں ہم پلہ نہیں مگر ہم سے کمتر بھی نہیں برصغیر پر مسلمانوں کی ہزاروں سال حکمرانی نے انہیں کم ہمت بنا دیا تھا اور ۶۵ کی جنگ میں بہت کم پاکستانی افواج نے ان کے چھکے چھڑا دیے تھے لیکن ۷۱ کی جنگ میں پاکستان کو شکست دینے اور ۹۰ ہزار پاکستانی فوجیوں کو قید کرنے پر ان کے حوصلوں میں جان پڑ گئی تھی اس لیے وہ اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے لگ گئے تھے۔

میرے ذمہ یہ تھا کہ میں احمد نگر جا کر نئے ٹینکوں کے متعلق تفصیلات حاصل کروں کہ کون کون سی رجمنٹ یہاں کن کن ٹینکوں کی تربیت حاصل کر رہی ہے ٹریننگ کے بعد یہ رجمنٹ کہاں کہاں جائیں گی اور کن کن انفنٹری ڈویژن کے ساتھ ان کو شامل کیا جائے گا مجھے پوری طرح احساس تھا کہ یہ تمام معلومات پاکستان کے لیے بہت اہم تھیں بھارت کے پاس ملکی ساختہ وجنیت ٹینکس بھی تھے جو بہت وزنی اور نقل مکانی میں بہت سست تھے ۶۵ کی جنگ میں بھارت کے جنرل چوہدری کو ان ٹینکوں پر بڑا ناز تھا انہیں سیاہ ہاتھی کا نام دیا گیا تھا۔

دیکھنے میں یہ پہاڑ جیسا ٹینک پاکستانی آر آر بزوکا اور ہوائی جہازوں کے لیے بیٹھی ہوئی بطخ ثابت ہوا۔ بھارت کے پاس ان کے علاوہ فرانسیسی ساخت اے

ایم ایکس ۱۳ روسی پی ٹی ۷۶ اور روسی ٹی سیریز کے ٹینک تھے۔ اور ۷۱ کی جنگ کے فوری بعد روس نے بھارت کو ٹی سیریز کے بہترین اور کوالٹی والے ٹینک دیئے تھے جبکہ ہمارے پاس پرانے امریکن شرمن پٹین اور ایم سیریز کے ٹنک تھے ٹریننگ کے بعد ان ٹینکوں کی رجمنٹس ہندو پاک بارڈر پر تعینات کرنا تھا پاکستان کے لیے ان ٹینکوں کی اپلائی والی جگہ کی نشان دہی بہت ضروری تھی۔ مثلاً اگر بھارت کے ٹی سیریز والے ٹینکوں کے سامنے ہم جنگ عظیم دوم کے ٹینک لاتے تو ہمارے ٹینکوں کی تباہی کے علاوہ ہمیں اور کچھ حاصل نہ ہوتا ٹی سیریز والے ٹینکوں کے سامنے پاکستان کو اپنے ایم سیریز کے نئے اور پٹین ٹینک لانے تھے اسی وجہ سے یہ مشن مجھے سونپا گیا تھا۔ احمد نگر بمبئی سے تقریباً ۵۰۰ سو کلومیٹر بلکل الگ تھلگ گوداوری دریا کے قریب واقع ہے اس کے ارد گرد کوئی بھی بڑی صنعت یا شہر واقعہ نہیں ہے گوداوری دریا کی ایک نہر بلکل احمد نگر کے قریب سے گزرتی ہے یہ علاقہ ٹینکوں کی تربیت کے لیے نہایت موزوں ہے یہاں اونچے نیچے ٹیلے کیچڑ پانی کیوجہ سے ہر قسم کے ٹینکوں کی تربیت ہو سکتی ہے قریب ۲۲ گھنٹے کے سفر کے بعد میں احمد نگر پہنچا اور ایک ٹھیک ٹھاک ہوٹل میں کمرہ کرایہ پر لے لیا میرا مسئلہ ان ممنوع علاقے میں داخل ہونا تھا

ٹریننگ والے علاقہ میں داخل ہونا میرے لیے فضول تھا دوسرا ناممکن بھی تھا سیکیورٹی بہت سخت تھی خیر میں نے برگیڈیر ہیڈ کوارٹر اور ڈویژن ہیڈ کوارٹر

میں داخل ہونے کے لیے چاے کا سہارا لیا دونوں جگہوں پر آئی اوز ۲ اور آیڈوز تک پہنچ گیا اور میں نے لنگر کے لیے اپنی چاے پیش کی اس کے علاوہ اپنا ممبئی کا ایڈریس اور یہاں کے ہوٹل کا ایڈریس اور اپنا کاروبار کے لیے بنایا ہوا کارڈ بھی پیش کیا اور مجھے یہ بھی یقین تھا کہ میری چاے کی کوالٹی اور قیمت کی کششش ان کو آرڈر دینے پر مجبور کر دے گی دونوں ہیڈ کوارٹرز میں جاتے ہوئے میں نے ڈویژن اور رجمنٹل کے نشانوں سے ان کی شناخت کی اور اب مجھے تلاش تھی ٹریننگ لینے والوں کی۔

شام کو میں شہر گھومنے کے لیے نکل گیا میں نے ایک سائیکل رکشہ کرایہ پر لیا اور اسے سارا شہر گھمانے کا کہا ٹریننگ سینٹر کی جانب جہاں شہر کی حدود ختم ہوتی تھی وہاں چھاؤنی سے باہر شراب خانے بنے ہوئے تھے جہاں پر میں نے فوجی جوانوں کو اندر آتے جاتے دیکھا میں ایک شراب خانے میں داخل ہوا وہاں مختلف رجمنٹوں کے نشان کے ساتھ فوجی کھڑے تھے پاکستان میں ٹریننگ کے دوران مجھے بھارت کی تمام رجمنٹوں کے نشان ازبر کرواے گے تھے اس لیے مجھے دیکھ کر پہچاننے میں ذرا دیر نہ لگی کہ یہ کون کون سی رجمنٹ کے جوان ہیں بھارت میں اس وقت ہر فوجی جوان کو راشن میں دو اونس شراب ملتی تھی اب ظاہر ہے کہ دو اونس شراب سے ان کا نشہ پورا نہیں ہو سکتا تھا اس لیے چھاؤنی کے گرد شراب خانے بنے ہوے تھے جہاں پر دیسی شراب ملتی تھی اور وہی پر یہ فوجی اپنی بقیہ طلب پوری کرتے تھے میں نے ان

شراب میں جھومتے فوجیوں سے اپنی مطلب کی معلومات نکلوانے کا مضبوط منصوبہ بنایا اور واپس لوٹ آیا اگلے دن پھر میں آئی اوز ۲ اور ایڈوز کے دفاتر میں گیا میرے چاے کے نمونے بھی وہی پڑے ہوے تھے دونوں نے کہا کہ وہ ایک مہینہ کے اندر فیصلہ کریں گے کہ مجھ سے چاے خریدی جاے یا نہیں۔ اور اگر فیصلہ میرے حق میں ہو گیا تو مسلسل سپلائی جاری رکھنے کے لیے مجھے زر بیعانہ بھی جمع کروانا پڑے گا میرے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کیا جاے گا کہ میں کب سے سپلائی شروع کروں یہ بات مجھے دفتر کے کلرک اور صفائی والوں سے پتہ چل گئی تھی مطلب یہ کہ مجھے دونوں ہیڈ کوارٹرز میں اپنا رابطہ بڑھانا مطلب ان کو خوش کرنا ہوگا تو ہی مجھے آرڈر مل پاے گا میں نے آیڈوز ہیڈ کوارٹر کے ایک زیادہ ہی کھلنڈر قسم کے کلرک کو شام میں اپنے ہوٹل پر دعوت دی اور کہا کہ وہ اسے خوش کر دے گا اس نے ہوٹل میں آنے سے معذرت کر لی کیونکہ شہر میں کافی قحبہ خانے بنے ہونے کی وجہ سے فوجیوں کے لیے کچھ علاقے آؤٹ آف باؤنڈ تھے اور ایف آئی یو ان ملٹری جوانوں کو ان ممنوع علاقوں میں پکڑنے کے لیے گھومتے رہتے تھے ہیں نے کہا کہ چلو چھاؤنی سے باہر بنے ہوئے کسی شراب خانے میں ہی مل لیتے ہیں سو اس نے ایک شراب خانے کا ایڈریس مجھے سمجھا کر ۸ بجے شام ملنے کا کہہ دیا۔ اس طرح میرا ایک تھوڑا سا مسئلہ حل ہو گیا کہ میں ان شراب خانوں میں اجنبی بن کر نہ جاؤں بلکہ کوئی فوجی بھی میرے ہمراہ ہو اگر ایک دفعہ وہاں متعارف

ہو گیا تو پھر اپنے مطلب کی معلومات حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں تھیں پونے آٹھ بجے کے قریب میں شراب خانے جا پہنچا اور باہر ٹہلنے لگا میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو وہ پہلے ہی اندر بیٹھا ہوا تھا میں اسکی ٹیبل کی طرف گیا اس نے پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس سے پہلے کہ وہ آرڈر دے میں نے ویٹر کو سب سے اچھی شراب کی پوری بوتل لانے کو کہا چند لمحوں تک اس نے رسمی سا احتجاج کیا جس پر۔ میں نے کہا کہ تم ایک فوجی ملازم ہو اور قلیل تنخواہ پانے والے ہو جبکہ میں ایک کاروباری آدمی ہوں اس دوران اس کے دو تین واقف کار بھی آ گئے۔میں نے انہیں بھی اپنی ٹیبل پر بلا لیا شراب خانے کے اس حال میں تمام رجمنٹ کے جوان اور این سی اوز بھی تھے اور بہت غل غپاڑ مچا رہے تھے مجھے ایک ایسے ہی ماحول کی تلاش تھی ساتھ میں خاصا چوکنا بھی ہو گیا تھا اس رات سوائے ادھر ادھر کی باتوں اور ہنسی مذاق کے علاوہ اپنے مطلب کی کوئی بات نہیں کی وہاں پر ہی یہ معلوم ہوا کہ اس شہر کا یہ سب سے معقول شراب خانہ ہےاور تمام شراب خانے رات ۱۲ بجے تک لازمی بند ہو جاتے ہیں کھانے کے لیے بھی سب کی پسند کا آرڈر میں نے ہی دیا اور جب ہم اٹھے تو دو تین بوتلیں ڈکار چکے تھے۔اکا دکا رکشے آ جا رہے تھے اور وہ اپنی دھن میں چھاؤنی کیطرف چلے گے اور میں نے ایک رکشہ پر بیٹھ کر اپنے ہوٹل کی راہ لی۔ وہاں کا ماحول دیکھ کر میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ کل سے اپنے کام کا آغاز کر دوں گا۔

اگلے روز میں شام ۷ بجے ہی شراب خانے پہنچ گیا اور ویٹر نے مجھے دیکھتے ہی بڑی خوش اخلاقی سے میرا استقبال کیا یہ گزشتہ روز بڑی ٹپ کی مہربانی تھی جو میں نے اس ویٹر کو دی تھی وہ مجھے ایک خالی ٹیبل پر لے گیا اور خود ایک اعلی قسم کی شراب کی بوتل اس ٹیبل پر رکھ کر چلا گیا میں نے گلاس میں شروب ڈالی اور گلاس پکڑ کر لڑ کھڑا تا ہوا ایک ٹیبل کے پاس سے گزرا جس پر ۵ سپاہی بیٹھے ہوئے تھے میں نے ارادتاً لڑ کھڑاکر شراب ان میں سے دو پر انڈیل دی ان دونوں نے مجھے گھورا مگر میں نے ہنس کر سوری کیا اور پھر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا کہ میں کاروبار کے سلسلے میں ممبئ سے آیا ہوں اور آپ کے ایڈوز کو مل چکا ہوں اور اس سے میری بات چیت چل رہی ہے اس طرح میں آپ لوگوں کا مہمان ہوا مگر ابھی آپ 5 نچوں میرے مہمان ہو یہ کہہ کر میں نے ویٹر کو آواز دی اور کہا کہ میرے ٹیبل پر سے شراب کی بوتل یہی لے آؤ اور مزید بوتلیں بھی لے آؤ۔۔

ہر جگہ پر نچلے درجے کے فوجی محدود سوچ رکھتے ہیں پھر جب ایڈوز جو عموماً لیفٹیننٹ کرنل کے رینک کا ہوتا ہے اسے ملنے والا کاروباری شخص ایسے رینکس والوں میں بیٹھ جاے تو وہ خاصے مؤدب ہو جاتے ہیں پہلے تو انہوں نے میرا مہمان بننے سے انکار کیا لیکن جب میں نے یار یار کہنا شروع کیا تو ان کی جھجک دور ہوگئی اور خاصا دوستانہ ماحول پیدا کر لیا مگر تھوڑی دیر میں وہ اتنے فری ہوگے کہ مجھے بھی مذاق کرنے لگ گئے پھر میں بڑی ہوش مندی سے

بات کو اپنے چاے کے کاروبار کی طرف موڑ لی اور بھارت سے بنگال کی چاے اور پھر سابقہ مشرقی پاکستان سے بھارت سمگلنگ ہونے کیطرف پھیرا میں نے انہیں کہا کہ مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی کہ پاکستان کو بنگلہ دیش میں شکست دینے کے بعد بجاے اس کے کہ بھارت بنگال پر قبضہ کر لیتا اور اس طرح بھارت کی سرحدی وسعتوں میں بھی اضافہ ہوتا اور اکھنڈ بھارت کا خواب بھی پورا ہو جاتا انہوں نے وہاں ۹۰ ہزار پاکستانی فوجی قیدی بنا کر ان کو بھارت میں لے آے نامعلوم پاکستان ان کو واپس لے گا بھی یا نہیں اب تو وہ ہم پر خوراک کا بوجھ بن کر رہ گئے ہیں ان میں سے ایک ذرا سمجھدار دکھائی دیتا تھا وہ بولا ارے نہیں صاحب ہم گھاٹے میں نہیں رہے بلکے فائدے میں رہے ہیں ۹۰ ہزار فوج قید ہونے کی وجہ سے پاکستان کی کمر کمزور ہو گئی ہے اور اب ہم اس کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی پاکستان پر بھی قبضہ کر لیں گے اس نے مزید کہا کہ میں 9 سال سے اسی ٹینک رجمنٹ میں ہوں۔ ہم شرنارتھی ہیں اور پشاور کے رہنے والے ہیں میرے سورگباشی پتا جی بھی فوجی تھے ۶۵ کی جنگ میں امر ہو گئے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ مشرقی پاکستان کی نسبت مغربی پاکستان کو فتح کرنا آسان ہے اس لیے کہ مغربی پاکستان کے ساتھ افغانستان ہمارا دوست ملک ہے آدھے سے زیادہ کشمیر پر ہمارا قبضہ ہے جہاں ہم بلندی پر ہیں ہم نے اسی مقصد کے حصول کے لیے ۶۵ کی جنگ لڑی تھی کہ اٹک تک کا علاقہ افغانستان فتح کر لے گا اور گوجرانوالہ تک ہم قبضہ کر لیں

گے ادھر کشمیر سے ہماری فوجیں آگے بڑ کر میر پور اور مری کے راستے آگے بڑھتے ہوئے پورے پاکستان کا تیاپانچہ کر لیں گی پاکستان کی فوجیں بیک وقت ۳ محاذ پر لڑنے کے قابل نہیں اس کے مقابلے میں پوربی پاکستان میں دریاؤں کی بہتات اور دلدلی علاقوں کیوجہ سے لڑنا اور اسے فتح کرنا زیادہ مشکل ہے برما بھی ایسا دوست نہیں ہے جو ہماری مدد کرے اب پوربی پاکستان میں پاکستانی فوجیوں کو ہتھیار ڈلوا کر بندی بنا کر بھارت لے آے ہیں پوربی پاکستان سے ہمارا فوجی معاہدہ ہے کہ وہ ۲۰ سال ۲ ڈویژن سے زیادہ فوج نہیں رکھیں گے اور ہمارے زیر سایہ وہاں مجیب کی حکومت ہے اب مغربی پاکستان کی فوج ہم سے لڑنے کے لیے ۱۰۰ بار سوچے گی ان کے ۹۰ ہزار مسلے فوجی پہلے ہی ہماری قید میں ہیں عنقریب ہم آپکو ایک بڑی فتح کی خبر دیں گے۔۔۔۔

میں یہ بکواس انتہائی صبر مزاجی سے سن رہا تھا وہ نشے میں بہت کچھ کہتا گیا۔ میرا دل چاہا کہ بوتل توڑ کر اس کے منہ پر دے ماروں مگر مجھے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے سب کچھ برداشت کرنا تھا۔

مشرقی پاکستان کے بارے میں جو اس نے بتایا وہ سچ تھا اپنوں کی غداری کیوجہ سے ہم جیتی بازی ہار گئے۔

بات چونکہ اب جنگ کیطرف آ گئی تھی تو میں نے اس سے پوچھا کہ مشرقی

پاکستان جسے تمہارے پتا جی نے کہا تھا کہ اس کو فتح کرنا بہت مشکل ہے تو تم لوگوں نے اسے اتنی آسانی کیسے فتح کر لیا تو اس نے کہا کہ جس ملک کا صدر شرابی کبابی اور عیاش پرست ہو اور ایسٹرن کمانڈ میں بجائے کمانڈنگ کرنے جنگی چالیں سوچنے کہ ڈھاکہ ہوٹل جبراً لڑکیوں کو اٹھوا کر زنا کرتا ہو جس کی وجہ سے درجن بھر لڑکیوں نے خودکشی کی ہو جس ملک میں جمہوریت نام کی چیز نہ ہو اسے شکست نہیں ہو گی تو اور کیا ہوگا۔ وہ فوجی پڑھا لکھا اور علم پر دسترس رکھتا تھا اس کو بہت زیادہ معلومات تھیں میں نے اسکی گفتگو کی بہت تعریف کی ایک سویلین سے اپنی تعریف سن کر وہ نشے میں پھول گیا اور کہنے لگا کہ ہماری حکومت جو غیر ملکیوں سے اسلحہ خریدتی ہے وہ خوب چھان پھونک کر اکھنڈ بھارت کے حصول کے لیتی ہے روس ہمارا سچا دوست ہے اس نے جنگ سے عین پہلے ہم سے دفاعی معاہدہ کیا تھا یو این او میں کشمیر کے مسئلے کو ہمیشہ ویٹو کیا ۶۲ میں چین کے ساتھ جنگ بس ہماری ایک چال تھی کہ ہمیں امریکی اسلحہ مفت میں مل سکے روس سے دوستی کے باوجود ہم نے اسی ایک ملک سے اسلحہ کے حصول کے لیے وابستگی نہیں رکھی ہم برطانیہ پولینڈ یوگوسلاویہ سے بھی ہتھیار لیے ۶۵ کی جنگ کے بعد روس نے ہمیں میزائل بوٹس آفر کی جسے ہم نے فوراً لے لیا جبکہ ویسی ہی بوٹس کی چین نے پاکستان کو پیشکش کی جنہیں پاکستان نیوی نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ ان میں افسروں اور جوانوں کے کمرے الگ الگ نہ تھے بلکہ ایک ساتھ تھے۔ ہماری

روسی میزائل بوٹس نے ہی پاکستان کے ڈسٹرائر خیبر چند لمحوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ فرانسیسی ٹینک اے ایم ایکس ۱۳ کی گولہ پھینکنے کی رینج ۱۶ کلومیٹر ہے جبکہ پی ٹی ۷۶ ٹینک پانی میں تیرنے والے روسی ہیں جبکہ پاکستان ایک ملک امریکہ پر انحصار کرتا ہے اور امریکہ خود سب سے بڑا غاصب ہے ریڈ انڈینز کے ملک پر یورپی اقوام نے قبضہ کیا اور پھر خانہ جنگی میں بٹ کر ریاستوں میں حکومت کرنے لگے اور ریڈ انڈئنز کو پریزرویشن تک محدود کر دیا آج ریڈ انڈئنز صرف فلموں۔ میں یا تہواروں میں سیاحوں کا دل بہلانے کے لیے نظر آتے ہیں ہم نے اپنی دفاعی انڈسٹریز لگائی اور بحری جہاز ہوائی جہاز اور ٹینک تک بنانے لگے گئے جبکہ پاکستان ایک جیپ تک نہ بنا سکا اسکی یہ باتیں خنجروں کے وار کیطرح میرے دل میں پیوست ہو رہی تھیں لیکن میں خاموش تھا وہ تو کامیابی اور نشے کی حالت میں بول رہا تھا اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ مجھے آئنہ دکھا رہا ہو اور ان سطور میں وہی آئینہ میں اپنی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں ہم بھی وہی دشمن بھی وہی اور عزائم بھی وہی پرتھوی اور اگنی میزائل ان کے جارہانہ عزائم کی عکاسی کرتے ہیں۔

یہ رب ذوالجلال کا کرم ہے کہ اس نے اس آدھے پاکستان کو اپنی پناہ میں رکھا ہوا ہے ورنہ ہم نے تو اپنی بربادی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی میں تو ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو دعائیں دیتا ہوں جنھوں نے اربوں ڈالرز کی پیشکش ٹھکرا کر دن رات محنت کر کے پاکستان کو اٹامک پاور بنا دیا بھارت تو ۷۴ میں پاکستانی

سرحدوں کے قریب اپنا ایٹمی تجربہ کر چکا تھا ہمارے ایٹمی پاور بننے پر سب سے زیادہ بھارت چیخا تھا اگر ہم ایٹمی پاور نہ بنتے تو بھارت آج تک ہم کو کھا چکا ہوتا۔

اپنی طرف سے بھی چند سطور پیش کرتا ہوں پاکستان جیسا معاشی طور پر دیوالیہ ملک قرضہ لے کر جو عیاشی کر رہا ہے کیا ہم اسکے متحمل ہو سکتے ہیں حکومت جو گاڑی باہر ملکوں سے منگواتی ہےوہ مرسڈیز ۵۵۰ اور بلٹ پروف ہوتی ہیں کیا سویڈن کسی اور دنیا کا ملک ہے جہاں کا وزیراعظم سائیکل پر دفتر جاتا ہے جسکی بیوی لوکل بسوں میں بیٹھ کر شاپنگ کرنے جاتی ہے ویت نام کا آنجہانی صدر ہو چی منہ کھراؤں پہن کر غیر ملکی وفد سے ملتے ہوے شرم محسوس نہیں کرتا تھا کیونکہ اس نے اپنی سال بھر کی تنخواہ ملکی خزانے کو دان کر دی تھی جوتے خریدنے کے لیے اس کے پاس پیسے نہیں تھے وہ صدارتی محل میں ایک ہٹ بنا کر اس میں رہائش پذیر تھا کیونکہ صدارتی محل کے اخراجات پورے کرنے کا اس وقت اس کا ملک متحمل نہیں تھا آج وہی ویت نام جاپان کے بعد صنعتی لحاظ سے دنیا بھر میں دوسرے نمبر پر ہے جس نے پاکستان سے پنج سالہ پلان لے کر اس پر عمل کیا تھا۔۔پنی ہمسایہ ممالک کی طرف دیکھیے تیل اور معدنی وسائل سے مالا مال ایران امریکہ اور یورپی ممالک پابندیوں کے باوجود خوشحال ہیں میں نے خود ایران کے صدر ہاشم فنجائی کو تہران میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑے ہو سانپ کھاتے ہوئے دیکھا تھا مجھے انتہائی تعجب

ہوا جب میں نے دیکھا کہ نہ تو ہوٹل کو سکیورٹی نے گھیرا ہوا تھا اور نہ ہی کوئی گارڈ موجود تھا ہوٹل سے باہر ایک سیاہ کار مرسڈیز ۲۰۰ کھڑی تھی۔۔جس پر ایران کے فوجی اور صدارتی جھنڈے لہرا رہے تھےایک ڈرائیور اور ایک باوردی فوجی جو غالباً ملٹری سیکرٹری تھا نہ ٹریفک روکی گئی اور نہ کوئی حفاظتی بندوبست تھا عام لوگوں کیطرح وہ ہوٹل میں آے کھانا کھایا بل ادا کیا اور واپس چلے گئے تہران میں کئی محلات کے باوجود صدر ایک ۴ کمروں کے مکان میں رہتا تھا۔ دوسری طرف بھارت میں دیکھئے ۵۰ سال گزرنے کے باوجود کوئی پرائم منسٹر ہاؤس نہیں بنایا گیا جواہر لال نہرو اندراگاندھی سنجے اور رجیو گاندھی اپنی پرائیویٹ کوٹھیوں میں رہتے ہیں وہاں کوئی پارلیمنٹ ہاؤس نہیں بنایا گیا تھا انگریزوں کے دور کا ہی پارلیمنٹ ہاؤس زیر استعمال ہے صدارتی ہاؤس انگریزوں کے دور کا وائسراے ریگل لاج ہے جو کسی بھی طور لاہور کراچی میں گورنر اور صدارتی محل سے بہتر نہیں ہے وہاں صدر ہو یا وزیراعظم غیر ملکی سربراہ ہو یا وی آپی پرسن سب بھارت کی بنی ہوئی ماروتی گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں وہاں سرکاری ٹریفک گزارنے کے لیے پرائیویٹ ٹریفک نہیں روکی جاتی ایک سوال جسکا جواب آپ کا دل اور ضمیر دے سکتا ہے کہ آزادی کے ان پچاس برسوں میں ہم کیا کھویا کیا پایا اور بھارت نے کیا کھویا اور کیا پایا پاکستان کا ہر فرد غیر ملکی ۳۰ ہزار کا مقروض ہے جبکہ ۹۰۰ ملین آبادی والے ملک کے ہر فرد پر کتنا قرض ہے

خدارا سوچیے اور اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کیجئے۔

اس حوالدار نے مجھے بتایا کہ وہ بی اے پاس ہے اور عنقریب اسکی ترقی ہونے والی ہے اسکی جنرل نالج اور تاریخ سے وابستگی دیکھتے ہوئے میں نے اس سے اپنے مطلب کی کوئی بات نہ پوچھنے میں ہی عافیت جانی۔

اتنی دیر میں کل والے کلرک بھی آ گئے اور میں نے ان پانچوں سے معذرت کی اور کلرک کے پاس جا بیٹھا تاکہ ایڈوز صاحب کے کلرک کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر اگر اس حوالدار کو کچھ شک ہو تو وہ بھی رفع ہو جاے مجھے آج کی شام بھی بیکار جاتی دکھائی دے رہی تھی مجھے بس اتنا فائدہ پہنچا کہ ان شراب خانہ میں مجھے جانا پہچانا جانے لگا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے روز میں نے ایڈوز کے دفتر کچھ وقت گزارا اور واپس ہوٹل آ گیا آج میرا ارادہ تھا کہ کسی اور شراب خانے کو چیک کیا جاے لہذا شام ٦ بجے میں رکشہ لیا اور اس شراب سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر موجود دوسرے شراب خانے میں پہنچ گیا اس شراب خانے میں فوجیوں کی خاصی تعداد موجود تھی سکھ شراب کے نشے میں ہو تو اس سے راز اگلوانا زیادہ آسان ہوتا ہے اور پھر پنجابی زبان بھی ان کے قریب ہونے کا اک ذریعہ ہے اس میں شراب کی عام قسم یعنی سستی مہیا تھی لہذا میں نے ایک بوتل لی اور حال میں دیکھا تو کوئی ٹیبل خالی نہ تھا لہذا میں نے دیکھا کہ ایک ٹیبل پر چار سکھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان

کے پاس ایک کرسی خالی تھی میں اس ٹیبل پر پہنچا اور پنجابی میں ہیلو کہا اور پوچھا کہ کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہے چاروں بیک زبان بولے بیٹھو جی جم جم بیٹھو میں ان میں بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں ہی ہم آپس میں گھل مل گئے

پنجابی زبان نے بہت جلد ہمیں بے تکلف کر دیا میں نے مزید شراب منگوانی چاہی تو انہوں نے روک دیا اور کہا کہ تم ہمارے مہمان ہو لیکن میں نے بضد دو مزید بوتلوں کا آرڈر دے دیا میں نے مختصر اپنا تعارف بھی کروا دیا جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو اپنے ایریا کا بندہ ہے تو وہ بہت خوش ہوے میں نے ان کے گلاس لبا لب بھر دیئے پانی ملاے بغیر وہ گھٹا گھٹ پی گئے میں نے پھر بھر دیئے میرا مقصد کہ جلد نشے میں آئیں اور میں ان سے اپنی مطلب کی بات کر سکوں جب میں دیکھا کہ سب فل نشے میں مسحور ہو گئے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کتنے عرصہ سے یہاں ٹریننگ کر رہے ہو ان میں سے دو کی وردیوں پر ایک ہی رجمنٹس کے نشان بنے ہوئے تھے اس کا مطلب دونوں ایک ہی رجمنٹ سے تھے اور باقی دو الگ الگ رجمنٹ سے تھے ان میں دو سکھوں نے کہا کہ وہ ۳ ماہ کی ٹریننگ کے لیے آے ہیں اور صرف ۲۵ دن کے بعد ہماری ٹریننگ مکمل ہو جاے گی میں نے انجان بنتے ہوئے پوچھا کہ صرف ۳ ماہ کی ٹریننگ سے بندہ ٹینک چلانے کے قابل ہو جاتا ہے آنہوں نے کہا کہ نہیں جی نئے رنگروٹ کے لیے تو ٹریننگ بہت لمبی ہے مگر ہم تو یہاں نیو ٹینکوں کی ٹریننگ کے لیے آے ہیں میں نے انجان بنتے ہوئے

پوچھا کہ نئے ٹینکوں سے کیا مراد جہاں تک مجھے پتہ ہے ہمارے پاس تو صرف روسی ٹینک ہیں انمیں سے ایک سردار نے جھومتے ہوئے کہا کہ باؤ جی جس طرح موٹروں کے ماڈل بدلتے ہیں اسی طرح ٹینکوں کے بھی ماڈل بدلتے ہیں مگر ہوتے وہی ٹینک ہی ہیں۔ میں نے کیا کہ ہمارے پاس تو بھارت کے ٹی سیریز کے ٹینک ہیں تو اس نے کیا کہ ہاں مگر اب اس سیریز کے نئے ٹینک نئی ٹیکنالوجی کے ساتھ آے ہیں اس نے ان نیو ٹینکس کے نمبرز اور دوسری معلومات دے دیں جسے میں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔۔پھر میں نے کہا کہ آپکی ٹریننگ مکمل ہو جاے گی تو پھر آپ اپنی رجمنٹ میں جائیں گے اور وہاں سے چھٹی اپنے گھر تو اس نے کہا کہ رجمنٹ میں جانے کے بعد جہاں گھر بھی جائیں گے اور پھر جہاں رجمنٹس ڈپلائی کرے وہاں جائیں گے۔

میں نے سردار جی میں چاے کا کاروباری آدمی ہوں مجھے آپکی باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی میں بھی خود کو فل نشے میں شو کر رہا تھا۔اس سکھ نے مجھے اپنی تمام رجمنٹس کے متعلق انفنٹری کے متعلق اور جہاں جہاں روسی اور فرانسیسی ٹینک ڈپلائے ہونے تھے اور دیگر بہت سی معلومات دے دیں اور باقی ۳ سرداروں سے بھی بہت کار آمد باتیں معلوم ہوئی اس کے بعد میں نے ان کے کھانے کا آرڈر دیا اور رات ۱۱ بجے کل پھر ملنے کا کہہ کر اپنے اپنے راستے پر چل دیئے۔۔

میں ہوٹل پہنچا اور تمام اہم معلومات کا کوڈ کی شکل میں لکھنے لگا یہ میری پہلی

کامیابی تھی اگلے دن مزید معلومات حاصل کرنے کے بارے میں سوچا اور سو گیا میرا ارادہ کہ اتنی مفصل معلومات بھیجوں کہ میرے سنئرز مجھ سے خوش ہو جائیں اگلی صبح جب میں نے ان معلومات کا جائزہ لیا تو مجھے افسوس ہوا کہ یہ بہت تھوڑی ہیں میں اب تک صرف تین رجمنٹس کے متعلق جان پایا تھا۔ اول تو مجھے انسکھوں سے حاصل کردہ معلومات کو ٹیلی کرنا تھا اور یہ بھی جاننا تھا کہ جو رجمنٹس ٹریننگ حاصل کر کے جا چکی ہیں ان کے متعلق اور جو ٹریننگ حاصل کر رہی ہیں ان سب کے متعلق جاننا تھا جب میں نے اپنے مشن کا جائزہ لیا تو یہ معلومات بہت معمولی تھیں احمد نگر میں ۳ ماہ کی ٹریننگ مکمل کر کے پہلی رجمنٹس چلی جاتی تھیں اور ان کی موجودگی میں نئ ٹریننگ لینے والی رجمنٹس پہنچ جاتی تھیں مجھے ۷۱ کی جنگ کے بعد سے لے کر آج تک تمام رجمنٹس کے بارے میں پتہ لگا کر مکمل اور مفصل رپورٹ تیار کرنی تھی برگیڈیر ہیڈ کوارٹر جو اس ٹریننگ کا ذمہ دار تھا اس کے دفتر یا پھر ڈویژن ہیڈ کوارٹر کے دفتر میں یقیناً ایسی فائل ہونی چاہیے تھی جس سے مجھے تمام معلومات مل سکتی تھیں احمد نگر ایک طرح کا ٹرانزٹ کیمپ تھا وہاں آنے والوں کی فائل یا معلومات مجھے اول دونوں ہیڈ کوارٹرز کے دفاتر سے دوم کیمپ کمانڈنٹ کے آفس سے سوم لنگر سے ملنے کی امید تھی میں نے ان ۳ دنوں میں کیمپ کمانڈنٹ کے دفتر کا انتخاب کیا کیونکہ باقی دونوں ہیڈ کوارٹرز میں بیسیوں دوسرے کام بھی ہوتے تھے جبکہ کیمپ کمانڈنٹ وہاں ٹریننگ کے لیے

آنے رہائش کھانے اور پھر ٹریننگ مکمل کر کے جانے والوں کا ذمہ دار ہوتا ہے مجھے اس کے دفتر سے معلومات بری فائل ملنے کی امید تھی کیمپ کمانڈنٹ تک رسائی کے لیے میں ایڈوز کلرک کا انتخاب کیا جب یہ پلان بنا لیا تو فوراً ہی تیار ہوکر۔ ایڈوز کے دفتر کیطرف روانہ ہو گیا سیکیورٹی چیکنگ سے ہو کو میں سیدھا اس کلرک بادشاہ کے پاس پہنچ گیا گذشتہ رات نہ ملنے کا غذر طبیعت کی ناسازی کا بنایا ایڈوز کے دفتر اکثر ٹھیکیدار سپلائرز رقم کی وصولی اور دیگر افراد آتے جاتے رہتے ہیں اور یہ کلرک دوسرے ٹینڈرز دینے والوں کے متعلق بھی پوچھتے رہتے ہیں اس لیے یہ دفتر غیر فوجی افراد سے بھرا رہتا ہے اس لیے مجھ پر کوئی شک نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میں بھی یہاں اپنی چاے کے آرڈر کے لیے آیا تھا لہذا متعلقہ کلرک سے ملنے اور رابطہ بڑھانے میں کوئی خطرہ محسوس نہ ہوا تھا میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا میں موقع کی تلاش میں تھا اور جلد ہی مجھے وہ موقع مل گیا کھانے کے وقفہ میں وہ مجھے کنٹین پر لے گیا اور ہم ایک الگ تھلگ ٹیبل پر بیٹھ گئے میں نے کہا کہ میں تم سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا تھا تم نے اس سے پہلی ملاقات میں کہا تھا کہ بغیر افسروں سے رابطہ بڑھانے اور ان کو خوش کرنے کے کام نہیں بن سکتا مجھے کھل کر بتاؤ کہ یہاں کس کس کو خوش کرنا پڑے گا آپ یہ بات تو جانتے ہی ہیں کہ جہاں پر ایک ہی چیز کا آرڈر حاصل کرنے والے کئی ہوں تو وہاں افسروں کی خوش آمد بنتی ہی ہے نہ صرف یہاں پر ایڈوز اور

اس کے علاوہ لنگر انچارج اور میں نے فوراً لقمہ دیا کہ کیمپ کمانڈنٹ کو بھی خوش کرنا ہو گا اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ یہ سب میں تمہارے ذمہ لگاتا کہ تم مجھے ان سب سے ملوا دو جن کو خوش کرنا ہے اگر مجھے یہاں آرڈر مل گیا تو تم بھی بہت فائدے میں رہو گے یہ کہہ کر میں نے ۲ ہزار چپکے سے اس کے ہاتھ میں تھما دیئے وہ پہلے تو انکار کرتا رہا مگر اس کا انکار رسمی تھا میں نے جب زور دیا تو اس نے وہ پیسے اپنی جیب میں ڈال لیے۔ میں نے کہ یہ محض پیشگی ہے تم میرا کام کر دو تو میں تمہیں مستقل خوش کرتا رہوں گا اس نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ کے کہنے کے مطابق آپکی چاے کی کوالٹی بہت اعلی ہے اور قیمت کم اگر آپکو آرڈر مل جاتا ہے تو آپکو ہر ۳ ماہ بعد کچھ لوگوں کو خوش کرنا پڑے گا اس طرح تو آپکا منافع نقصان میں بدل جائے گا میں نے ہنس کر کہا کہ یہ کاروباری راز ہیں لیکن میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ میں آہستہ آہستہ اپنی چاے کی کوالٹی کم کرتا جاؤں گا اور اس طرح نقصان نفع میں بدل جاے گا میں نے اسے کہا کہ میں ایک بڑے کاروباری فیملی یعنی چوپڑا فیملی سے ہوں اور ہمیں یہ بتایا جاتا کہ کاروبار میں فوری نفع حاصل کرنے کا نہ سوچو بلکہ شروع میں اگر نقصان بھی برداشت کرنا پڑے تو کر لو کیونکہ یہی نقصان بعد میں بڑے منافع میں بدل جاتا ہے الغرض میں نے اسے ذہنی طور پر اس طرح قائل کیا کہ اس نے مجھے فوراً متعلقہ افسران سے ملوانے کی حامی بھر لی۔ اور مجھے لنگر کی طرف لے گیا۔

لنگر انچارج اس وقت فوجیوں میں لنگر کی تقسیم کا جائزہ لے رہا تھا اور وہ خاصہ مصروف لگ رہا تھا۔ جب کلرک نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا وہ صوبیدار تھا اور پرانا گھاگ دکھائی دیتا تھا میرا تعارف کروانے کے بعد کلرک نے اسے کہا کہ ان کی چاے آپکے پاس آے گی اسے پاس کرنا آپ کا کام ہے یہ میرے دوست ہیں اور ان کام ضرور ہونا چاہیے یہ آپکی سیوا بھی کریں گے لنگر انچارج نے میرا جائزہ لیا اور کہا کہ صاحب مال ٹھیک ہو تو ہم کیوں ان فٹ کریں گے اور ساتھ اس نے کلرک کو کہا کہ شام کو وہ اسے میرے کوارٹر میں لے آئے وہ بمعہ فیملی رہتا تھا میں نے حامی بھر لی اور ہم کیمپ کمانڈنٹ کے دفتر کی طرف چل پڑے کیمپ کمانڈنٹ کا دفتر کوارٹر گارڈ سے ملحق تھا کمانڈنٹ ایک فل کرنل تھا اور اس وقت کھانے کے وقفے پر گیا ہوا تھا اسکے دفتر کے تمام کلرک میرے ساتھی کلرک کے خوب جاننے والے تھے ان کی بے تکلفی دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ ایڈوز سے لے کر لنگر اور کمانڈنٹ دفتر تک ایک زنجیر بنی ہوئی ہے

سب مل بانٹ کر کھاتے ہیں ٹریننگ کرنے والے ۳ ماہ کے لیے آتے ہیں اور اس دوران کی خوراک صابن تیل تولیہ اور دوسری اشیاء ان کو فری ملتی تھیں ان کی کوالٹی میں ہیر پھیر کر کے اور ٹھیکداروں سے ملی بھگت کر کے زیادہ قیمت کے ٹینڈر منظور کیے جاتے اسی لیے ان تینوں دفاتر کے کلرک آپس میں خاصے بے تکلف تھے تمام حالات کا جائزہ لگا کر میں ایڈوز کلرک کے ساتھ

واپس آ گیا شام کو مجھے لنگر انچارج کے گھر جانا تھا ایڈوز کلرک کو آئندہ شیام لکھوں گا۔ شیام نے واپس آتے ہوئے مجھے کہا کہ لنگر انچارج کو خوش کرنے کے لیے شام کو مناسب رقم ہمراہ لے آؤں شام ٦ بجے میں ہوٹل سے پھر چھاؤنی کے لیے روانہ ہوا شیام مقررہ جگہ پر میرا منتظر تھا ہم دونوں لنگر انچارج کے گھر 7 بجے شام پہنچ گئے لنگر انچارج کوارٹر میں رہتا تھا اس نے ہمیں ایک کمرے میں بٹھایا رسمی گفتگو اور خاطر تواضع کے بعد اس نے خود چاے کی بات چھیڑی اور اپنی اہمیت جتانے کے لیے بولا کہ اگر میں چاے پاس نہ کروں تو ایڈوز والے کچھ نہیں کر سکتے آخر کو میں نے بارہ تیرہ سو افراد کو خوراک کے معاملے میں مطمئن کرنا ہوتا ہے صوبیدار بنتے بنتے ایک سپاہی کو ۲۲ یا ۲۳ سال لگ جاتے ہیں اور وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہوتا ہے اور ایسا صوبیدار اگر کسی پیدا کرنے کی جگہ پر لگ جاے تو پھر بہت ہی کم ایسے ہوتے ہیں جو اپنے ہاتھ صاف رکھتے ہوں۔۔۔۔

صوبیدار نے صاف الفاظ میں کہا کہ آپکی چائے پاس بھی کرواؤں گا اور تعریف بھی کروں گا مگر تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے صوبیدار کو راہ راست پر لانے کی ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے خود میری مشکل حل کر دی اس نے کہا کہ ناکوس اور جوانوں کے لیے روزانہ چارہزار کپ چاے بنتی ہے اس لیے آپکو اندازہ ہونا چاہیے کہ ہم روزانہ کتنی چاے استعمال کریں گے چاے کی

منظوری کے باقی مراحل آپ خود طے کریں گے جس دن سے آپ کی چاے میرے میس پر بننی شروع ہو گی اس دن سے لے کر ہر ماہ پانچ ہزار روپیہ میں آپ سے لوں گا میں نے منظور کر لیا اور پیشگی دو ہزار روپے بھی اسے دے دیئے تھوڑی دیر بعد ہم اس کے گھر سے لوٹ آے شیام نے مجھے رات ۸ بجے شراب خانے ملنے کا کہا اب ۸ بجنے میں ٹائم ہی کتنا رہ گیا تھا میں نے ہوٹل جانے کی بجاے سیدھا شراب خانے کا رخ کیا شیام نے جس طرح مجھے پیسے لوٹاتے ہو دیکھا تو اس نے مجھے ایک موٹی مچھلی سمجھ لیا اور اس نے کوشش کی کہ کوئی بھی مرحلہ اس کی موجودگی کے بغیر پورا نہ ہو۔ ۸ بجے وہ دو فوجیوں کے ہمراہ آیا اس نے بتایا کہ یہ کیمپ کمانڈنٹ کے دفتر میں کام کرتے ہیں وی شام ہم نے کچھ گپ شپ اور کچھ کام کی باتوں میں گزاری مجھے یونہی شک پڑ گیا کہ شیام اتنی جلدی مجھے سب سے کیوں ملوا رہا ہے اگرچہ میں ان دونوں فوجیوں کو کیمپ کمانڈنٹ کے دفتر میں دیکھ چکا تھا لیکن پھر بھی تسلی کے لیے میں نے اپنے کام کی بات کو اس سے آگے نہ بڑھایا اور کہا کہ میں کل شیام کے دفتر میں آؤں گا اور اس کے ہمراہ کیمپ کمانڈنٹ سے ملوں گا جب وہ مے نوشی کر رہے تھے تو میں ان کے چہروں سے ان کے دلی جذبات کی عکاسی کر رہا تھا کیونکہ نشے کی حالت میں انسان دل کی بات زبان پر لے آتا ہے اور چہرہ اسکی عکاسی کرتا ہے میں نے محسوس کیا کہ شیام اور دوسرا فوج بات بات پر ہنس رہے ہیں اور تیسرا فوجی گہری سوچ میں کھو جاتا

تھا میں اسکی طرف متوجہ ہوا اور کیا کہ کیا بات ہے یار بیوی کی یاد آ رہی ہے وہ کھسیانی سی ہنسی کے بعد پھر چپ ہو گیا میں نے دو تین بار اسے ٹٹولنے کی کوشش کی لیکن وہ دل کی بات زبان پر نہ لایا اور نہ ہی اسکی خاموشی اور سوچنے میں کوئی فرق آیا

شراب خانے میں کوئی ٹائلٹ وغیرہ نہیں تھا اس لیے میں نے چھوٹی انگلی کا اشارہ کر کے اپنی حاجت کا اظہار کیا شیام نے کہا کہ باہر سڑک کی دوسری جانب۔۔ میں اس خاموش جوان کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ چلنے کا کہا وہ میرے ساتھ باہر آ گیا سڑک کی دوسری جانب فارغ ہو کر میں نے کہا کہ ایسے ماحول میں جہاں انسان سب غموں سے دور ہو جاتا ہے تم کیوں اداس بیٹھے ہو پریشانیاں میری بھی ہیں مگر ہر پریشانی کا کوئی نہ کوئی حل بھی ہوتا ہے اگر تم چاہو تو میں تمہاری ہر ممکن مدد کرنے کے لیے تیار ہوں اور اگر چل سکتے ہو تو واپسی میرے ساتھ میرے ہوٹل چلو وہاں بیٹھ کر جو بھی پریشانی ہو بتا دینا وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور بولا صاحب آپ پہلی بار مجھ سے ملے ہو اور میری پریشانی کا اندازہ لگا لیا یہاں میرے ساتھ والے ہیں کہ مجھے آج تک کسی بھی بات یا پریشانی کا نہیں پوچھا آپ میں مجھے ایک ہمدرد انسان دکھائی دیتا ہے واپسی پر میں آپ کے ساتھ چلوں گا شراب خانے سے میں آدھے گھنٹے بعد اٹھ آؤں گا اور پھر سویلین لباس میں آپ کے ہوٹل کے باہر پہنچ جاؤں گا آپ بھی میرے آنے کے بعد جلد آنے کی کوشش کیجئے گا میں نے اسے دلاسہ دیا اور

ہم واپس آ گئے میں نے اس کے گلاس میں زیادہ شراب ڈالی تا کہ وہ زیادہ نشے میں آ جاے کچھ دیر بعد اس نے سر درد کی شکایت کی اور اٹھ کر باہر چلا گیا ہمارے ٹیبل پر محفل اس وقت شباب پر تھی اس لیے دوسروں نے اس کے جانے کا خاص نوٹس نہ لیا تقریباً۔ ساڑھے گیارہ بجے ہماری محفل برخاست ہوئی مجھے یقین تھا میری طرح شیام اور اسکا ساتھی بھی مستقبل کے سنہرے خواب میں ڈوبے ہوئے تھے۔

یہاں پر ایک بات عرض کرتا چلوں کہ سواے بنگال اور مدراس کے دور دراز دیہاتوں کے جہاں مقامی زبان بولی جاتی ہے سارے بھارت اور فوج میں جو زبان بولی جاتی ہے وہ ایسی اردو ہے جس میں سنسکرت کے تیس یا چالیس الفاظ شامل کیے گئے ہیں ٹھٹھہ اور کرک میں سنسکرت زبان صرف سیاسی جلسوں میں بولی جاتی ہے سارے بھارت کی زبان وہی ہے جو فلموں اور گانوں میں استعمال ہوتی ہے یہ تیس چالیس سنسکرتی الفاظ یاد کر کے ان کو مناسب جگہ استعمال کر کے آپ ہندی زبان کے ماہر بن سکتے ہیں دوران ٹریننگ مجھے ساٹھ سے زائد سنسکرت کے الفاظ یاد اور ان کا صحیح جگہ استعمال کرنا سکھایا گیا تھا میں شراب خانے سے نکلہ رکشہ پر بیٹھا اور ہوٹل کی راہ لی وہ کلرک جس کا نام اشوک سنہا تھا ہوٹل کی لابی میں میرا منتظر تھا میں اسے اپنے ہمراہ لے کر اپنے کمرے میں آگیا۔

شراب خانے سے ہمراہ لائی ہوئی بوتل کھلی اور اسے ایک پیگ بنا کر دیا میں

نے اسے کہا کہ اگر انسان انسان کے کام نہیں آے گا تو کیا یہ پرندے اور جانور کام آئیں گے میں نے کہا کہ میں بلکل اکیلا ہوں اپنی ضرورت سے زیادہ آمدنی ہے بمبئی میں رہائش ہے اور کاروبار بڑھانے کے لیے یہاں آیا ہوں پنجابی ہوں اور ذات پات پر یقین نہیں رکھتا انسان دوست ہوں تمہیں پریشان دیکھ کر نہ رہ سکا اور تمہیں یہاں بلا لیا صاف بتاؤ کس بات نے تمہیں پریشان کر رکھا ہے جو کچھ بھی میرے بس میں ہوا تمہارے لیے کروں گا شراب کے نشے میں اشوک سنہا ضبط کے سب بندھن ٹوڑ بیٹھا اور دہاڑیں مار کر رونے لگا میں چاہتا تھا کہ وہ زیادہ دیر نہ روے کیوں کہ دکھ میں رونے سے نہ صرف سکوں مل جاتا ہے بلکہ ڈھارس بھی ملتی ہے میں اشوک کے قریب بیٹھ گیا اور کہا کہ مرد رویا نہیں کرتے تم مرد بھی ہو اور فوجی بھی ہو تمہیں تو ہر گز رونا نہیں چاہیے بلکہ اپنی پریشانی دور کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے یہ میرا وعدہ ہے کہ تمہاری ہو ممکن مدد کروں گا اشوک نے کہا کہ صاحب میرے پتا جی فوت ہو چکے ہیں میری ۳ بہنیں ہیں جوان ہیں مگر جہیز نہ ہونے کی وجہ سے سگائی نہیں ہو پا رہی میری آمدن قلیل ہے اتنے زیادہ جہیز کا بندوبست کرنا میرے بس کا روگ نہیں بڑی بہن کی ایک جگہ منگنی ہوئی ہے مگر جہیز نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی منگنی توڑنے کی بات کر رہے ہیں۔ ماتا جی اس غم میں گھل گھل کر بیمار ہو چکی ہیں میں نے ہر ممکن کوشش کی مگر کہیں سے بھی رقم کا بندوبست نہیں ہو سکا میں ہر مشکل سے مشکل کام کرنے کے لیے تیار ہوں

مگر اپنی بہن کی سگائی ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتا اسکی دکھ بھری داستان برصغیر کے اسی فیصد گھرانوں کی داستان تھی لاکھوں لڑکیاں جہیز نہ ہونے کیوجہ سے اپنی شادی کی عمر عبور کر کے بوڑھی ہو چکی ہیں والدین کی مجبوری کو لڑکے والے سننا بھی پسند نہیں کرتے اور لڑکے کا باقاعدہ بھاؤ تاؤ کر کے اسے بیاہتے ہیں اور جن لڑکی والوں کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہوتا وہ جھوٹی آس لگائے بوڑھی ہو جاتی ہیں اور جو ذرا ماڈرن ذہن رکھتی ہیں وی گھر سے بھاگ جاتی ہیں اور ان کا انجام بآلاخر کسی قحبہ خانے میں ہوتا ہے میں نے اشوک سے پوچھا کہ اسے کتنی رقم کی ضرورت ہے اس نے کہا کہ بڑی بہن کی شادی کے لیے اگر اسے پچیس ہزار روپے مل جائیں تو وہ اس فرض سے سبکدوش ہو سکتا ہے میں نے اسے کہا میں نے اسے کہا کہ اگر تمہیں ۲۵ ہزار مل جائیں تو تم صرف ایک بہن کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکو گے باقی بھی تو دو بہنیں ہیں ان کا کیا ہو گا میں نے کہا کہ میں تمہاری مدد کرنے کے لیے تیار ہوں مجھے بھی ایک مخلص دوست کی تلاش ہے اور شاید تم ہی ایسے دوست ثابت ہو سکو گے بہرحال تم فکر نہ کرو میں تمہاری ہر مجبوری میں تمہارے ساتھ ہوں میں نے اسے کہا کہ بمبئی میں ہم نے ایک کلب بنایا ہوا ہے جس میں صرف غیر شادی شدہ مرد اور عورت ہی ممبر بن سکتے ہیں۔ اس میں ہم ہر طبقے کے لوگوں کو ممبر بناتے ہیں اور ان کے لیے نہ صرف رشتے تلاش کرتے ہیں بلکہ شادی کے وقت بھر پور معاونت بھی کرتے ہیں تمہاری بہن کی شادی کے

لیے اپنی طرف سے اور کلب کیطرف سے پورے پچیس ہزار کا بندوبست کر دوں گا بلکہ تمہاری دوسری دو بہنوں کے لیے بھی کلب کیطرف سے موزوں رشتے تلاش کریں گے میں نے اسے خاصی تسلی دی اور پھر اچانک مجھے کچھ یاد آ گیا اور اسے کہا کہ بہت سارے فوجی بھی ہمارے کلب کے ممبر ہیں ان ممبروں میں جہاں تک مجھے یاد ہے ٹینک رجمنٹس کے جوان اور افسران بھی شامل ہیں پھر یادداشت پر زور دیتے ہوئے میں نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ ٹینک رجمنٹ کا ایک جوان جسکی بہن کی شادی بھی اسی وجہ سے رکی تھی وہ ہمارے کلب کی دہلی کی شاخ کا ممبر بنا تھا وہ پنجاب کے کسی علاقے کا رہنے والا تھا اس کی بہن کی شادی بھی ہمارے کلب کی اعانت سے ہوئی تھی کلب کے قواعد و ضوابط کے مطابق اس نے کلب کی رقم جو اس نے لی تھی نہایت معقول اور آسان اقساط میں واپس کرنی تھی میں نے ماتھے پر ہاتھ مرتے ہوے کہا کہ اس کا نام اور رجمنٹ ذہن سے نکل گئی ہے لیکن اس کا نام سامنے آتے ہی میں فوراً نہ صرف اسے پہچان لوں گا بلکہ باقی قرض کی ادائیگی کا تقاضا بھی کروں گا میں نے اسے کہا کہ اگر قرض حاصل کرنے والے اگر ادائیگی بند کر دیں گے تو یہ نیک مقصد سے بنا ہوا کلب کا سسٹم کیسے چلے گا میں نے دوبارہ کہا کہ اگر نام اور رجمنٹس کی لسٹ سامنے ہو تو میں اسے نام فوراً پہچان لوں گا۔

اشوک کو اپنی مشکل حل ہوتی ہوئی سامنے نظر آ رہی تھی اور اس کے لیے

اسے میری خوشنودی کی ضرورت تھی اس نے کہا کہ صاحب آپ کی بڑی مہربانی کہ اس مشکل وقت میں آپ نے میرا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے یہ ہے تو خلاف قانون میرے پکڑے جانے کیصورت میں میرا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر وہ مکمل فائل جو میرے دفتر کے ایک کلرک کے پاس ہے کسی نہ کسی طرح کل رات میں آپ کو آپ کے ہوٹل میں لا کر دے دوں گا اور آپ اس سے اپنے مطلوبہ شخص کو تلاش کر لیجیے گا۔

اگلی صبح دفتر کے ٹائم سے پہلے وہ فائل میں آپ سے واپس لے جاؤں گا اس کا ذکر بھی کسی سے نہ کیجئے گا تھوڑی دیر بعد میں نے اسے رخصت کرتے ہوئے ایک ہزار روپیہ اسکی جیب میں ڈال دیا اس فائل کا حصول میرے لیے کسی جیک پوٹ سے کم نہیں تھا اور اشوک کو میں نے اپنے قابو میں کر لیا تھا دوسرے دن میں ایڈوز کے دفتر میں گیا اور ایڈوز سے ملا لیفٹیننٹ گپتا ایڈوز تھا اور میں پہلے روز بھی اسے مل چکا تھا میں نے ان سے کہا کہ مجھے آے ہوے یہاں کافی روز ہو گئے ہیں اور میرے چاے کے سیمپل ابھی تک آپ کے دفتر میں ہی پڑے ہوے ہیں میں ممبئ کی پر رونق زندگی سے آ کر یہاں مقید ہو چکا ہوں اور بہت بور ہو چکا ہوں آپ میرے چاے کے سیمپل متعلقہ افراد تک پہنچائیں تاکہ ٹیسٹ کر کے کچھ فیصلہ ہو سکے ایڈوز سے میری ساری گفتگو انگلش میں ہوتی تھی وہ میری شخصیت نپی تلی انگلش سے متاثر ہوا یا اس کے پیچھے بھی نوٹوں کی کشش تھی اس نے میرے سامنے اپنے دفتر کے ایک کلرک

کو میرے سیمپل لنگر بجھانے کا آرڈر دے دیا اور کہا کہ یہ محض ایک رسمی کاروائی ہے کہ سیمپل چیک کرنے کے لیے لنگر میں بھیجے جاتے ہیں میں بغیر لنگر میں بھیجے بھی فیصلہ کر سکتا ہوں اور جہاں تک تمہاری بوریت کا سوال ہے تو کل شام تم میرے مہمان ہوگے میں تمہیں اپنے ہمراہ آفیسرز میس میں لے چلوں گا اور پھر میں نے کرنل گپتا کا شکریہ ادا کر کے ان سے اجازت لے کر کلرکوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا شیام سے کچھ دیر گپ شپ کی اور اس نے کہا کہ کرنل گپتا نے آپ کے سیمپل میس میں بھجوانے کا آرڈر دے دیا ہے میں نے کہا کہ میں ان سے مل کر آ رہا ہوں ابھی کام جلدی کرنا ہے اس لیے مجھے کیمپ کمانڈنٹ کے پاس لے چلو وہاں جانے کا عذر میں نے یہ پیش کیا کہ چونکہ میرے سیمپل لنگر میں جارہے ہیں اور شاید آج یا کل وہاں استعمال ہوں لنگر میں کسی بھی قسم کی کمپلین وہ ڈائریکٹ لنگر۔ میں نہیں کر سکتے بلکہ اپنے سئنرز کے ذریعے کیمپ کمانڈنٹ سے کرتے ہیں اور کیمپ کمانڈنٹ کا عملہ اسکی چھان بین کرتا ہے اور یہ فوجی ڈسپلن کا لازمی جزو ہے تھوڑی دیر بعد شیام مجھے لے کر کیمپ کمانڈنٹ کے دفتر چلا گیا میں اشوک سے ملنا چاہتا تھا اشوک نے مجھے دیکھا تو اس کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا اس نے آنکھوں آنکھوں میں مجھے جتا دیا کہ کام ہو گیا ہے وہاں رسمی بات چیت ہوئی شیام نے ایک دوسرے کلرک کو کہا کہ ان کے چاے کر سیمپل آج لنگرپر بھجواے جا رہے ہیں اگر کوئی شکایت ہو تو مجھے بتا دینا۔ یہ دوسرا کلرک وہی تھا جو شیام کے

ساتھ گذشتہ رات ان کے ہمراہ آیا تھا وہاں سے جب ہم واپس لوٹنے لگے تو اچانک کیمپ کمانڈنٹ سے سامنا ہو گیا شیام نے اسے سیلیوٹ کیا اور اس نے میری طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا میں نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کروایا اور اپنی احمد نگر آنے کی وجہ بتلائی اور کہا کہ آج میرے چاے کے سیمپلز میس پر بھیجے جائیں گے ہم دونوں انگریزی میں بات کر رہے تھے کالروں پر سرخ پٹی لگاے ہوے اکڑا ہوئے کرنل کو میرا ایک کلرک کے ساتھ اس طرح گھومنا اچھا نہیں لگا اس نے کہا کہ آپ اگر مجھ سے ملنے آئے ہیں تو پھر سیدھے میرے دفتر آ جاتے میں نے شیام کو اشارہ کیا اور اس کرنل کے پیچھے اس کے دفتر کی طرف چل پڑا۔

بہت سجا سجایا دفتر تھا کرنل نے مجھے بیٹھنے کو کہا میں چاہتا تھا کہ کرنل صاحب کو بھی متاثر کر لوں پنیشیل کے ساتھ اس کا نام ملہوترا تھا میں نے اسے کہا میں نے کہا کرنل صاحب میں دو مرتبہ آپ سے ملنے یہاں آ چکا ہوں مگر آپ دفتر میں موجود نہ تھے میری چاے کے سیمپل ایڈوز کے دفتر سے لنگر تک پہنچ چکے ہے اصولاً مجھے پہلے آپ سے ملنا چاہیے تھا کیونکہ سارے کیمپس کے افسروں اور جوانوں کے انچارج آپ ہی ہیں اور ان کی مکمل دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی آپکی ہی ہے آپ کے دفتر تک آنے کے لیے میں نے ایڈوز کے دفتر سے ایک کلرک کو ہمراہ لیا کیونکہ مجھے پتہ چلا تھا کہ آپ سے ملاقات کے لیے درخواست دینی پڑتی ہے میں یہاں ہوٹل میں ٹھہرا ہوں اور

زیادہ دن یونہی نہیں رہ سکتا تھا اس لیے یہ شارٹ کٹ راستہ اختیار کیا اس کے ساتھ ہی میں نے اپنا بزنس کارڈ کرنل کو پیش کیا موسم بھی اچھا خاصہ گرم تھا کیمپ کے راؤنڈ کی گرمی کو دفتر میں لگے اے سی نے کم کر دی تھی اور کرنل بھی ٹھنڈا ہو چکا تھا بغیر اپوائنٹمنٹ کے آنے کی جب میں نے معزرت پیش کی تو کرنل نے مجھے سے پوچھا چاے پئیں گے یا کافی میں نے کہا کہ چاے مگر بشرطے کہ آپ میری چاے کے سیمپل سے چاے بنوائیں میرے بریف کیس میں دو چاے کے سیمپل پڑے تھے وہ دونوں نکال کر میں نے میز پر رکھ دیئے کرنل نے اپنے بیٹ مین کو بلایا اور اسے میری دی ہوئی چاے بنانے کا کہا۔

تھوڑی دیر میں چاے بن کر آ گئی کرنل نے چاے کا گھونٹ لیا تو پوچھا کہ اس کے دام کتنے ہیں میں نے قیمت بتا دی چاے کا کپ ختم کرتے ہی اس نے انٹر کام پر میس انچارج کو فون کیا اور کہا کہ آج جو نئی چاے کے سیمپل آے ہیں وہ میں نے پی ہے مجھے بہت پسند آئی ہے میں نے اسکا شکریہ ادا کیا چند لمحے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد میں اجازت چاہی اور کہا کہ سر کل میں کرنل گپتا کے ہمراہ آفیسر میس میں آ رہا ہوں امید ہے وہاں آپ سے بھی ملاقات ہو گی ملہوترا نے سر ہلایا اور مسکرا کر کہا۔۔

Young man you look like an officer so try to remain among officers!

میں نے دوبارہ شکریہ ادا کیا تو کرنل نے مسکرا کر کہا کہ میری ٹرانسپورٹ تمہیں ہوٹل تک چھوڑ آے گی ۱۰ منٹ تک ایک جیپ دفتر کے سامنے آ کر رکی جس میں بیٹھ کر میں ہوٹل واپس آ گیا کرنل ملہوترا اور گپتا کو کیا پتہ کہ جو کام میرے لیے ان کے دفاتر کے کلرک کر رہے تھے وہ کسی بھی صورت among the officer's رہنے سے نہیں ہو سکتے تھے۔

ہوٹل آ کر میں نے کھانا کھایا اور اشوک کیطرف سے ملنے والی فائل کے متعلق سوچنے لگا۔۔

شام سات بجے اشوک نے مجھے ریسیپشن سے فون کیا میں نے اسے کمرے میں آنے کا کہہ دیا وہ سویلین لباس میں تھا اور اس کے ہاتھ میں ہینڈ بیگ تھا میں نے رات کی بچی ہوئی شراب کی بوتل اس کے سامنے رکھی وہ خاصہ گھبرایا ہوا لگ رہا تھا اس نے بغیر پانی کے آدھا گلاس چڑھا لیا ہینڈ بیگ نکال کر اس نے دو فائلیں میرے سامنے رکھ دیں اور کہا کہ ایک فائل میں گزشتہ ۸ ماہ سے آنے والے جوانوں کے تمام ریکارڈز اور ان کی تعیناتی کے متعلق تفصیل ہیں اور دوسری فائل میں ہر رجمنٹس کے افسران اور جوانوں کے نام درج ہیں اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوے کہا کہ ان فائلوں میں جو آپ کو معلومات چاہیے مل سکتی ہیں میں یہ فائلیں اپنے ایک ساتھی کلرک کی الماری سے چرا کر لایا ہوں میں اب جاتا ہوں اور صبح ۷ بجے سے پہلے میں یہ فائلیں

واپسی لینے کے لیے آ جاؤں گا آپ یہ یاد رکھیے گا کہ میں نے یہ فائلیں چرا کر بہت بڑا جرم کیا ہے اگر پکڑا گیا تو سخت سزا ہو سکتی ہے میں نے یہ سارا خطرہ محض اپنی بہنوں کی شادی کے لیے مول لیا ہے۔

میں نے اسے دلاسہ دیا اور کہا کہ اول یہ فائلیں تمہاری کسٹیڈی میں نہیں تھیں اگر کچھ ہو بھی جاتا ہے تو وہی کلرک پھنسے گا جس کو فائلیں دی گئی ہیں ویسے بھی صبح تم یہ فائلیں واپس لے ہی جاؤ گے اس نے باقی شراب بھی غٹا غٹ پی لی مگر اس کی گھبراہٹ کم نہیں ہو رہی تھی میں نے اسے ۲ ہزار روپے مزید دیئے اور کیا کہ وہ جلد ہی تمہاری بہنوں کی شادی کے پیسوں کا بندوبست کر دے گا اس نے ہینڈ بیگ وہی چھوڑا اور صبح سات بجے دوبارہ آنے کا کہہ کر واپس چلا گیا

میں نے فائلوں کا سرکاری جائزہ لیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ فائلیں میرے لیے بیش قیمت خزانہ ہیں ایک فائل میں ۷۱ کی جنگ کے بعد سے لے کر تمام ٹریننگ لینے والے افسران اور جوانوں کی تعداد اور ان تعینات کی جگہ رینک بیج نمبر ٹینکوں کی تفصیل اور کس جگہ تعینات ہیں سب موجود تھا جبکہ دوسری فائل کافی موٹی تھی اس میں ہر رجمنٹ کے جوانوں کے نام نمبر رینک وغیرہ درج تھا یہ فائلیں دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ یہ کتنی اہم ہیں فائلیں دیکھ کر میں نے سوچا کہ کیوں نا کاپی کرنے کی بجائے اصل فائلیں ہی پاکستان بھجوا دوں مجھے یقین تھا کہ میرے سئنرز میری اس کامیابی پر اچھل پڑیں گے

میں نے فوری طور پر سامان پیک کیا اور ہوٹل کا بل ادا کیا اور ریسیپشن پر بتایا کہ ایمر جنسی کیوجہ سے ممبئی جا رہا ہوں میرا کوئی پوچھنے یا ملنے آے تو اسے بتا دینا کہ میں ممبئی چلا گیا ہوں۔۔

بسوں کے اڈے سے معلوم ہوا کہ بس ابھی نکلی ہے اور نہر پر سواریاں بٹھانے کے لیے رکے گی اڈے سے ہی میں نے دو سائیکل رکشے کرایہ پر لیے ایک پر سامان رکھا اور دوسرے پر خود بیٹھ گیا اور اسے نہر کے پل پر جانے کا کہا اور کہا کہ اگر انہوں نے نہر پر بس کے چلنے سے پہلے تک پہچا دیا تو انہیں ۵۰ اور ۶۰ روپے دے گا انہوں نے سائیکل کو موٹر سائیکل بنا دیا اور بس کے چلنے سے پہلے مجھے وہاں پہنچا دیا میں نے ٹکٹ لیا اور ان کو پچاس پچاس روپے دیئے اور بس میں بیٹھ گیا اور بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا کہ خیر خیریت سے منزل پر پہنچ جاؤں بس ۵ گھنٹے کچی پکی سڑکوں پر ہچکولے کھاتی ہوئی اورنگ آباد پہنچی دہلی جانے والی گاڑی کے پہنچنے میں تقریباً ا گھنٹہ باقی تھا میں نے جان بوجھ کر متھرا کا ٹکٹ لیا اور خالی اور اندھیری جگہ پر بیٹھ گیا گاڑی مقررہ وقت پر آ گئ اور میں نے ایک خالی سیٹ پر قبضہ جما لیا اس وقت میں بلکل خالی الذہن تھا بس ایک ہی دھن دل و دماغ پر تھی کہ کسی طرح یہ فائلیں پاکستان پہنچ جائیں

ایک بات عرض کرتا چلو کہ میرا محکمہ دشمن ملک میں انتہائی گہرائی تک جا کر کام کرتا ہے جبکہ بارڈر پر موجود ایف آئی یو بارڈر کے پار دشمن کی نقلوحرکت

تعداد اور ان کی پوزیشن کی معلومات حاصل کرتے ہیں ان فائلوں کیوجہ سے ۷۱ کی جنگ کے بعد کی ہر بات روز روشن کیطرح عیاں ہو گئی تھی جسکیوجہ سے یف آئی یو کے لیے بھی کام کرنا آسان ہو گیا تھا جوں جوں گاڑی دہلی کے قریب ہوتی گئی میں نارمل ہوتا گیا کیونکہ ڈینجر زون سے باہر نکل آیا تھا اگرچہ پورا بھارت ہی میرے لیے ڈینجر زون تھا مگر احمد نگر سے فائلیں وہ بھی اتنی اہم لے کر نکل آنا گویا سانپ کے بل سے صحیح سلامت نکل آنے کے مترادف تھا۔

روانگی کے وقت سے لے کر اب تک ۲۴ گھنٹے سے زیادہ ہو چکے تھے صبح صادق کا وقت تھا جب گاڑی دہلی پہنچی۔۔

میں نے ٹیکسی لی اور سیدھا لودھی ہوٹل اپنے روم میں جا پہنچا او پھر بے فکری سے سو گیا دن چڑے تک میں سوتا رہا پھر ناشتا وغیرہ کر کے کارویشن ہوٹل فون کیا ٹرانسمیٹر والے ساتھی کو شام ۴ بجے کناٹ پیلس کے ریسٹورنٹ میں ملنے کا کہا باقیوں کی خیریت اس لیے نہ پوچھی کہ وہ اجنبیوں کیطرح ٹھہرے ہوئے تھے صرف یہ پوچھا کہ ابو ٹھیک ہیں اس نے کہا ہاں مجھے اشوک کا رہ رہ کر خیال آ رہا تھا کہ اس نے اپنی کتنی مجبوری کے تحت اتنا بڑا خطرہ مول لیا اگر اس کے افسران کو اسکی اس حرکت کا پتہ چل گیا تو اس کا وہ کیا حشر کریں گے اس خیال کے ساتھ ہی سقوط ڈھاکہ میں مشرقی پاکستانیوں پر اور فوجیوں پر بھارتی آرمی اور مکتی باہنی کے مظالم ایک فلم کی طرح میرے ذہن

میں چلنے لگے وہ لاکھوں زخم جو ہمارے جسموں اور ہماری روحوں پر لگائے گئے تھے ابھی ان میں سے صرف ایک پر مرہم رکھا گیا تھا ساتھ ہی میرے ذہن میں یہ مقولہ آ گیا کہ جنگ اور محبت میں سب جائز ہے مجھے اپنی ایجنسی کا وہ مقولہ یاد آ گیا کہ ہم امن میں جنگی حالت میں رہتے ہیں اور جنگ لگنے پر اپنی کی ہوئی جنگ کا رزلٹ دیکھتے ہیں اور میں تو اس وقت حالت جنگ میں تھا۔

شام کو جب میں ریسٹورنٹ پہنچا تو ٹرانسمیٹر والا ساتھی وہاں پہلے سے موجود تھا میں نے مختصر اسے بتایا کہ میں مشن سے کامیاب لوٹا ہوں میں نے باقیوں کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ آپکی غیر موجودگی میں ہم نے بہت سی اہم معلومات اکٹھی کی ہیں جن کے متعلق ہم سب اپنی اپنی کارکردگی آپ کو بتانا چاہتے ہیں میں نے اسے کہا کہ تم اور باقی تینوں کل ٹھیک اسی ٹائم اسی ریسٹورنٹ میں پہنچ جانا اس وقت تو سب سے اہم کام یہ ہے کہ ٹرانسمیٹر پر پیغام بھیجنا ہے کیا تم نے اپنے ہوٹل سے ٹرانسمیٹر پر آزمائشی رابطے کی کوشش کی ہے اس نے ہاں میں جواب دیا تو میں نے اسے کہا کہ ابھی ہوٹل چلو میں پیغام لکھ کر دیتا ہوں اسے میرے سامنے ٹرانسمٹ کرو۔۔

ہم دونوں اکٹھے کارونیش ہوٹل پہنچے باقی ساتھیوں کو پتہ بھی نہ چلا اور ہم ٹرانسمیٹر والے کمرے چلے گئے کمرہ احتیاط سے بند کیا یہ کمرہ ہوٹل میں دوسری منزل پر کونے میں تھا ہم نے کھڑکیاں کھول دیں ساتھی نے ٹرانسمیٹر نکالہ اور کمرے کی بجلی سے اسے چالو کرنے لگا میں نے پیغام لکھا اشد ضروری ہے علاوہ

ڈاک کے دو انتہائی اہم فائل بھیجنا ہے ایک کی بجائے دو کورئر بھیجیں مجھ سے صرف پہلے والا کورئیر ہی ملے جبکہ دوسرا اسکی نگرانی کرے جب یہ پیغام بھیج دیا گیا اور جواب بھی موصول ہو گیا تو مجھے تسلی ہوگئی اس دور میں ایک نہیں دسیوں خفیہ پیغام ٹرانسمیٹر کے ذریعے پاکستان بھیجتے تھے ہر ایک کے لیے مختلف کوڈ تھا اور جواب بھی خفیہ کوڈ جو ہر ٹرانسمیٹر کا مختلف ہوتا تھا بتا کر دیا جاتا تھا شاید پہلے بھی تحریر کر چکا کہ انتہائی اہم اور ضروری کام کے لیے ٹرانسمیٹر یوز کرنے کی اجازت ہوتی تھی اور وہ بھی بہت تھوڑے وقت کے لیے بھارتی ایجنسیوں کو بھی علم تھا بھارت سے پاکستان اور پاکستان سے بھارت بہت سے پیغامات ٹرانسمٹ ہوتے ہیں انہیں شاید ہماری ایک دو فریکوئنسی کا علم بھی ہو چکا تھا اس لیے ٹرانسمیٹر کے استعمال میں احتیاط لازمی ہوتی ہے بھارت کے پاس ایسے آلات بھی تھے جن کے ذریعے ٹرانسمیٹر کی لوکیشن کا پتہ چلایا جا سکتا تھا پیغام بھیجنے کے بعد میں اسی ریسٹورنٹ میں آ گیا اور ساتھی کو کہا کہ وہ آدھے گھنٹے میں باقی تینوں کو لے وہاں پہنچ جاے آدھ پون گھنٹے تک ہم پانچویں اس ریسٹورنٹ میں اکھٹے ہو گئے اور میں نے اپنے ساتھی سے ٹرانسمیٹر کا چارج واپس لیا پھر اپنے مشن کی کامیابی کا بتایا اور پھر اپنی غیر موجودگی میں ان کی کارکردگی کی روپوٹ لی سب سے بڑی خبر جو انہوں نے دی کہ پرانی دہلی میں ایک دو منزلہ مکان کرایہ پر لے لیا ہے جس کا مالک کوئی مسلمان ہے اور ہمسائے بھی مسلم ہیں ایک ہی ہوٹل میں مستقل قیام ہمیں شک میں

مبتلا کر سکتا تھا انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کو مسلمان شو کروایا ہے اور بتایا ہے کہ ہم ایک ہوٹل میں اکھٹے ہوے ہیں اور کاروباری آدمی ہیں چونکہ ہمارا اکثر دہلی آنا جانا لگا رہتا ہے اس لیے ہم نے سوچا کہ کوئی مکان کرایہ پر لیا جائے تو یہ زیادہ بہتر رہے گا مالک مکان مان گیا ہے اس سے کرایہ وغیرہ طے کر لیا ہے بس آپکی اجازت کی ضرورت تھی

مجھے یہ تجویز پسند آئی کیونکہ دشمن ملک میں مسلمان کا مسلسل ہندو کے روپ میں رہنا کوئی نہ کوئی کبھی نہ کبھی ایسی غلطی کر بیٹھتا ہے کہ اصلیت سامنے آ جاتی ہے ہم اس قسم کا کوئی رسک لینے کے لیے تیار نہ تھے بعد کے اوراقِ میں آپ پڑھیں گے کہ دو تین مجھ سے ایسی غلطیاں ہوئی جن کی وجہ سے میں دشمن کے شکنجے میں آتے آتے بچا میں نے انہیں مکان کرایہ پر لینے کی اجازت دے دی ایک اور کامیابی جو انہوں نے حاصل کی تھی کہ بھارتی آرمی چیف کی نگرانی کر کے وہاں کام کرنے والے سویلین کی اور ان کی رہائش گاہ کا پتہ لگا لیا تھا۔۔

یہ بہت اہم معلومات تھی جو ہمارے آئندہ مشنوں میں بہت معاون ثابت ہو سکتی تھی تربیت یافتہ فوجی تو خاصے محتاط ہوتے ہیں لیکن سویلین ملازمین لاپرواہی برتتے ہیں اور انہیں قابو کرنا آسان ہوتا ہے اور بھی بہت سی اہم معلومات انہوں نے مجھے دی تقریباً ایک گھنٹہ کی میٹنگ کے بعد ہم نے اپنی اپنی راہ لی۔ میں نے دو دن بعد ان کو اسی جگہ ملنے کا کہا ان دو دنوں میں

انہوں نے مکان کرایہ پر بھی شفٹ ہونا تھا فائلیں تو میرے قبضے میں آ چکی تھیں مگر ایک پریشانی ایسی تھی جسکا حل نظر نہیں آ رہا تھا میں نے یہ فائلیں اپنے کونٹیکٹ کے حوالے کرنی تھی کونٹیکٹ نے یہ فائلیں میرے سئنرز جو لاہور میں تھے ان کو پہنچانی تھی مگر بارڈر تو اسی راستے سے کراس کرنا تھا اور اگر بھارتی بارڈر فورس کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں تو میری ساری محنت مٹی میں مل جانی ہے اور پاکستان کو اتنے اہم قیمتی راز بھی نہیں مل سکتے اس وقت فوٹو کاپی والا سسٹم نہیں ہوتا تھا اور اگر تھا بھی مغربی ممالک میں اور میرے پاس کیمرہ بھی نہیں تھا اور اتنا مہنگا کیمرہ افورڈ بھی نہیں کر سکتے تھے ورنہ تصویریں ہی اتار لیتے۔۔

بہت سوچ سوچ کر میں نے فیصلہ کیا کہ کام ہے تو دقت طلب لیکن اسے کونٹیکٹ کو دینے سے پہلے پورا ضرور کرنا ہے تربیلہ میں ملازمت کے دوران ہم ایک نیوز پیپر ہفت روزہ نکالتے تھے جو جنگ پریس میں چھاپا جاتا تھا کتابت تو لیتھو میں ہوتی تھی لیکن چھپتا آفسٹ پر تھا رسالے میں جو تصویریں چھپنے کے لیے دیتے تھے انہیں نونو فلم پر منتقل کیا جاتا تھا فوٹو فلم بالکل نیگیٹو کی طرح ہوتا ہے جس کے آر پار دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس میں تصویر پازیٹو ہوتی تھی اور وہی فوٹو فلم چھپائی کے لیے یوز ہوتا تھا اب مجھے کسی ایسے ہی نیوز پیپر کی تلاش تھی فوٹو فلم آفسٹ پر چھپتا ہو میں نے ایک بک اسٹال پر جا کر نیوز پیپر اور رسالے دیکھنے شروع کر دیئے نالاخر ایکشور فلمی ماہنامہ ملا جو آفسٹ پر چھپتا

تھا میں نے اس کا ایڈریس نوٹ کر لیا آصف علی روڈ پر اسکا آفس تھا میں اس کے آفس جا پہنچا۔ بجاے مالکان اور چیف ایڈیٹر کے میں وہاں کے چپراسی کے ذریعے کاتبوں کے کمرے میں گیا اور ایک کاتب سے جو شکل سے مسلمان لگتا تھا سے فوٹو فلم بنانے والے آدمی کا پوچھا اس نے اس کا نام اور پتہ بتا دیا۔

یہ دفتر کا ملازم نہ تھا بلکے اس کے اپنے آلات اور اپنی دوکان تھی اور مختلف رسالوں اور اخبارات کے لیے فوٹو فلم بناتا تھا میں اس کے پاس پہچا اور ارجنٹ فوٹو فلم بنانے کی بات کی میری دونوں فائلز میں ۲۰۰ سے زیاد صفحات تھے میں نے اسے سائز بتایا تو اس نے کہا کہ آپ بجاے فل سائز کے آپ پوسٹ کارڈ میں بنوا لیں تو لاگت بھی کم آے گی اور وقت بھی نسبتاً کم لگے گا میں نے اسے اس رقم سے زیادہ دینے کا وعدہ کیا لیکن دو شرائط کے ساتھ کہ زیادہ سے زیادہ ۴۸ گھنٹوں میں کام ختم کرنا ہو گا اور فوٹو فلم بنانے کے دوران میں موجود رہوں گا پیسوں کے لالچ میں اس نے دونوں باتیں مان لیں اس کے تین اسسٹنٹ بھی تھے ان کو بھی اس نے روک لیا میں فوراً لودھی ہوٹل آیا اور فائلوں میں سے کاغذات نکال کر نمبر لگاے اور اس کے اسٹوڈیو جا پہنچا میں نے فائلوں کا ایک ایک کاغذ اپنی نگرانی میں ریڈیوز کروایا اور فلم بننے کے تمام مراحل اپنی نگرانی میں کرواے غرض جب تک ان میں کام کرنے کی سکت رہی وہ کام کرتے رہے کاغذات کو ریڈیوز کرنے کے مرحلہ پورا ہونے کے بعد تمام کاغذات اپنے قبضے میں کیے باقی مراحل بعد میں طے ہوے جو

باقی رہ گیا وہ اگلے دن مکمل کیا نہ انہیوں نے مجھ سے پوچھا کہ اتنے زیادہ کاغذات کی فوٹو فلم کیوں بنوا رہے ہو اور نہ میں نے انہیں بتایا یہ سارا کام محض روپے کی چمک سے ہوا انہوں نے یہ بھی جاننے کی کوشش نہ کی جیسے آج کل بنگالیوں افغانیوں کو پاکستانی شناختی کارڈ بنا کر پاکستان بنایا جا رہا ہے غیر ملک دہشت گردوں کے پاس بھی پاکستانی شناختی کارڈ ہیں صرف کراچی میں ایک لاکھ سے زائد غیر ملکی افراد کو پاکستانی بنایا جا چکا ہے سعودی عرب میں سمگلنگ کرتے ہوئے پکڑے جانے والے افراد جن کے سر قلم کر دیئے گئے ہیں سب کے پاس پاکستانی پاسپورٹ تھے جنکہ درحقیقت وہ پاکستانی باشندے نہیں تھے جبکہ پیسے کی چمک کے زور پر انہوں نے پاکستانی پاسپورٹ حاصل کر لیے۔ میں نے تمام فوٹو فلم ترتیب وائز ایک ڈبے میں محفوظ کر لیے اور تمام کاغذات کو بھی ترتیب سے فائل کر دیئے میں نے دونوں فائلز کو اس طرح باندھ دیا کہ پانی میں گرنے سے بھی خراب نہ ہونے پائیں مکمل واٹر بنانے کے بعد میں نے انہیں جیوٹ کے ایک تھیلے میں سی دیا اب میں مطمئن تھا اول تو یہ فائلیں میرے سئنرز تک پہنچ جائیں گی اگر نہ پہنچ سکیں تو اس کا متبادل فوٹو فلم کی صورت میں میرے پاس موجود تھا جو میں کسی اور ذریعے سے پاکستان بھجوا سکتا تھا میں نے خفیہ روشنائی سے احمد نگر مشن کی کامیابی اور دیگر اہم معلومات لکھی مقررہ وقت پر میرے ساتھی مجھے اسی ریسٹورنٹ میں ملے وہ اس مکان میں شفٹ ہو گے تھے کچھ فرنیچر مالک مکان نے دیا اور کچھ انہوں نے

خرید لیا تھا میں نے اپنی ڈاک میں اخراجات کی تفصیلات لکھ دی تھیں مجھے اور میرے ساتھیوں کو مزید رقم کی ضرورت تھی کیونکہ اب مجھے دہلی کے اونچے طبقے کے لوگوں سے میل جول بڑھانا تھا ور میرے ساتھیوں نے بھی اپنے مشنز کی تکمیل کی طرف بڑھنا تھا ہم سب کو اب اپنے کونٹیکٹ کا انتظار تھا ٹرانسمیٹر پر میرے پہلے رابطہ کے بعد مجھے امید تھی کہ ہمیں مزید ہدایات ملتیں میرے دونوں ساتھی جھانسی اور بابینا جانے کے لیے بےتاب تھے تا کہ اپنا مشن پورا کر سکیں لیکن میں نے انہیں ڈاک ملنے تک اس ارادے سے روکے رکھا کہ مجھے نہیں لگتا تھا کہ کسی چھاؤنی میں ایک دو دھماکے کروا کر دشمن کو چوکس نہ کر دیں علاوہ ازیں بارود اور دھماکہ خیز مواد ہمیں بھارت میں اپنے ہمدردوں سے حاصل کرنے تھے جن کے حصول کے لیے مجھے ان سے رابطہ کرنا تھا میں چاہتا تھا کہ یہ کام مؤخر کر دیا جائے بہرحال میرے چاہنے یا نہ چاہنے کی بات نہ تھی بلکہ ہمیں اوپر کے احکامات پر عمل کرنا تھا۔۔

کونٹیکٹ کی آمد میں دو دن رہ گئے تھے میں نے ان دو دنوں کی شامیں اشوکا اور اکبر ہوٹل میں گزاریں اب میں نے اپنی پوری توجہ سروسز ہوٹل میں داخل ہونے اور وہاں اپنی واقفیت بنانے پر مرکوز کر دی تھی مقررہ دن اور وقت پر ہمیں کونٹیکٹ مطلوبہ جگہ پر ملا اور اس نے اشارہ سے بتایا کہ ایک اور آدمی بھی اس کے ساتھ ہے جو تھوڑا فاصلے پر کھڑا ہے اپنی تسلی کے لیے میں اس دور کھڑے آدمی کے پاس سے گزرا اور سگریٹ جلانے کے لیے اس سے

ماچس مانگی جوابا اس نے کہا کہ ماچس تو لیجیئے اور سگریٹ مجھے بھی دیجیے یہ ہمارا نئے آدمی کے لئے مستقل کوڈ تھا صحیح جواب ملنے پر میں نے اسے ایک سگریٹ دیا اور دوسرا خود سلگا کر ٹہلتا ٹہلتا واپس آ گیا کونٹیکٹ وہی کھڑا تھا میں نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا جو مجھ سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا وہ میرے سامنے سے گزر کر دوسری جانب جا کھڑا ہوا جہاں کونٹیکٹ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا ڈاک اس کے پاس تھی میں نے کونٹیکٹ سے اپنی ڈاک لی اور اسے کہا کہ اس جانب چلے جدھر میرا ساتھی کھڑا تھا پیچھے پیچھے میں بھی چل پڑا ادھر کونٹیکٹ کا ساتھی بھی فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا میں نے اپنے ساتھی کے پاس سے گزرتے ہوئے ڈاک اسے تھمائی اور بھیجنے والی ڈاک کا پیکٹ اس سے لی لیا میرا ساتھی فوراً وہاں سے گھر کیطرف روانہ ہوگیا اور بیجھنے والی ڈاک کا پیکٹ لے کر میں کونٹیکٹ کے پاس آ گیا کسی کی نظر میں آے بغیر میں نے پیکٹ اس کے حوالے کیا اس سے پہلے میں کونٹیکٹ کو نئ جگہ پھر ملنے کے لیے بتا چکا تھا پیکٹ لے کر کونٹیکٹ فوراً وہاں سے چل پڑا میں نے دیکھا کہ اسکا ساتھی کچھ فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے میں دہلی کی گنجان آباد علاقے میں بھی کونٹیکٹ سے مل سکتا تھا مگر میں نے کسی کی نظر میں آے بغیر اور کسی بھی قسم کا خطرہ مول لیے بغیر اس جگہ کا انتخاب کیا تھا تاکہ کوئی شک نہ کر سکے بہرحال یہ مرحلہ بھی بخیرو عافیت طے ہو گیا تھا میرا ساتھی مقررہ ٹائم پر اپنے گھر سے باہر میرا منتظر تھا میں نے اس

سے پیکٹ لیا اور اپنے ہوٹل آ گیا اس میں کچھ ضروری ہدایات اور ۳۰ ہزار روپے تھے ۲۰ ہزار میرے ساتھیوں کے مشنز کے لیے اور ۱۰ ہزار میرے لیے تھے ہمیں رقم تو خاصی مل گئی تھی مگر ہمیں ایک ایک پیسے کا حساب رکھنا اور دینا پڑتا ہے

غالباً ہفتہ کی ایک شام تھی جب اشوک ہوٹل میں اک تفریحی پروگرام ترتیب دیا گیا تھا جس میں فلور ڈانس بھی تھا اس پروگرام میں داخلہ ٹکٹ پر تھا میں نے ٹکٹ لینا چاہا تو معلوم ہوا کہ صرف جوڑوں کو ہی ٹکٹ مل سکتی ہے مجھے خاتون ساتھی کی تلاش تھی جو اشوکا کی لابی میں پوری ہو گئی اونچی سوسائٹی میں داخل ہونے کی خواہش مند غریب گھرانوں کی لڑکیاں عموماً لابی میں بیٹھی مل جاتی تھیں اور وہ ایسے افراد کی تلاش میں رہتی تھیں جو ان کا شام کا خرچہ اٹھا سکے میں نے بھی وہاں سے ایک لڑکی کو دعوت دی وہ فوراً مان گئی میں نے ٹکٹ لیے اور ہوٹل میں داخل ہو گئے اور ایک ٹیبل پر قبضہ جما لیا آہستہ آہستہ مختلف جوڑے ہال میں داخل ہو رہے تھے کچھ دیر بعد فلور پر ڈانس شروع ہو گیا اکبر ہوٹل میں دو تین بار دیکھا ہوا ایک جوڑا بھی وہاں موجود تھا شوہر بوڑھا اور بیوی جوان اور وہ مے نوشی میں مصروف تھے میں نے اپنی ساتھی لڑکی کو ڈانس کی دعوت دی وہ فوراً کھڑی ہو گئی ہم دونوں فلور پر آ گئے سکور ڈانس کے لیے شروع ہوئی آکسٹرا کی دھن تیز ہوتی گئی اور بالآخر اس دور کے رک اینڈ رول پر ختم ہوئی بوڑھے شوہر پر مے فل اثر کر چکی

تھی وہ اپنی ساتھی کے ہمراہ فلور پر آ گیا رک اینڈرول پر ناچتے ہوئے وہ جلد ہی ہانپنے لگا میں ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھا مغربی اصول کے مطابق میں نے اس بوڑھے کی پیٹھ میں انگلیاں بجا دیں وہ اس عورت سے الگ ہو گیا اور وہ میرے ساتھ ناچنے لگی ناچ میں وقفہ ہوا تو میں اس عورت کو اس کے ٹیبل پر چھوڑنے گیا۔۔اپنا تعارف کروایا اور دونوں کا شکریہ ادا کیا اس عورت نے مجھے اپنے ٹیبل پر بیٹھنے کی دعوت دی اور میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا دوران گفتگو معلوم ہوا کہ موصوف ایک ٹھیکیدار ہیں اور خاتون ان کی بیگم ہیں آکسٹرا کی تیز دھن نے حال میں ادھم مچا رکھا تھا مجھے محسوس ہوا کہ ٹھیکیدار نے میرے اپنی بیگم کے ساتھ تعارف اور فری ہونے اور ڈانس کرنے کو پسند نہیں کیا میں ان سے اجازت لے کر اٹھنے ہی والا تھا کہ ڈانس پھر شروع ہو گیا مجھے خوب یاد ہے کہ اکسرا نے پسندیدہ دھن کم سپتمبر بجانی شروع کی یہ اس دور کی بات ہے جب آتش جواں تھا میرے پاؤں بے اختیار فرش پر بجنے شروع ہو گئے ٹھیکیدار کی بیوی جواں اور خاصی پرکشش تھی اس نے مخمور آنکھوں سے مجھے اشارہ کیا میں کرسی سے اٹھا اور ساتھ ہی وہ بھی اٹھ گئی ہم فلور پر آ کر ناچنے لگ گئے اس دھن پر سلو ناچ کیا جاتا تھا اور ناچنے والوں کے جسم ایک دوسرے کے بہت قریب آ جایا کرتے ہیں کچھ ماحول کا اثر کچھ مے کا اور کچھ جوانی کا جوش چند سٹیپ لینے کے بعد ہی اس عورت نے اپنا سر میرے سینے سے لگا دیا میں نے سرگوشی میں اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے آشا

بتایا۔۔میں نے اسے کہا کہ لگتا ہے تمہارے شوہر نے تمہارا میرے ساتھ ناچنا پسند نہیں کیا وہ سوائے ناپسند کرنے کہ اور کر بھی کیا سکتا ہے اس نے بڑے ذومعنی الفاظ میں جواب دیا میں نے اسے کہا کہ میں نے اکبر ہوٹل میں دو تین بار تمہیں دیکھا تھا اور تمہارے حسن سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکا آج اشوکا میں تمہیں داخل ہوتے دیکھا تو رہ نہ سکا اور لابی سے ایک لڑکی ہائر کی اور اس کے ہمراہ اندر آیا کیونکہ صرف جوڑوں کو اندر آنے کی اجازت ہے۔۔

اس نے کہا کہ میں تو سمجھی تھی کہ وہ تمہاری بیوی ہے وہ ہنس پڑی اور مخمور لہجے میں بولی تم مرد بڑے شیطان ہوتے ہو میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ٹھیکیدار کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اور اس بیوی سے اولاد اس سے عمر میں بڑی ہے میں نے اسے کہا کہ شاید تم برا سمجھو لیکن میں تمہارے حسن سے بہت متاثر ہوں میں ممبئی سے آیا ہوا ہوں اور لودھی ہوٹل میں قیام پذیر ہوں کاروبار کے سلسلے میں دہلی میں چند ماہ رہنا ہے غیر شادی شدہ ہوں وہ شاید اس لیے کہ پسند کی کوئی عورت ملی ہی نہیں بلکل تنہا ہوں میں چاہتا تھا کہ کم ٹائم میں زیادہ باتیں کر کے اسے اپنی جانب راغب کر لوں کیونکہ ہو سکتا ہے بعد میں ایسا موقع نہ ملے وہ مخمور لہجے میں بولی تم پہلے تنہا تھے آج کے بعد تم تنہا نہیں ہو اس نے لودھی ہوٹل میں میرا کمرہ نمبر پوچھا اور دوبارہ یاد دہانی کے نام بھی پوچھا اور ناچتے ہوئے پھر میرے سینے پر اپنا سر ٹکا دیا جن قارئین نے اونچی سوسائٹی کو نہ دیکھا ہو انہوں نے پڑھا تو ضرور ہوگا کہ انگریز

جاتے ہوئے اپنی لعنتی زندگی کی روایات یہاں چھوڑ گئے تھے اور ان اونچی سوسائٹی کے لوگوں نے مغربی روایات کو اپنا کر مغرب کو بھی پیچھے چھوڑ دیا یہاں تک کہ مغربی معاشرہ بھی ان کی بے حیائی پر شرمانے لگ گیا بھارت میں تو آدھی آبادی سکرٹ اور جینز پہنتی ہے یہ مڈل کلاس لوگ ہیں اپر کلاس والے تو یورپ سے بہت آگے نکل گئے ہیں بھارتی فلمز میری بات کی گواہی دیں گی جو عریانیت مغربی فلموں میں نہیں دیکھ پاتے وہ بھارتی فلموں میں دیکھنے کو ملتی ہیں ناچ ختم ہوا تو میں آشا کو اس کے ٹیبل پر چھوڑ کر اپنے ٹیبل پر آ گیا میری پیڈ فرینڈ اس وقت وہسکی اور بئیر پی کر مدہوش ہو چکی تھی میں خود بھی اب اس ماحول سے نکلنا چاہتا تھا اشوکا اور اکبر ہوٹل میں ان دنوں کوئی بھی جوڑا ۲۰۰ روپے میں رات گزارنے کی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کم ٹکٹ اور تفریحی پروگرام کیوجہ سے نچلی کلاس کے شوروغوغ مچانے والے لوگ وہاں طوفان بدتمیزی بپا کیے ہوئے تھے اور یہ شور میرے لیے ناقابل برداشت تھا میں نے بل ادا کیا اور پیڈ گرل فرینڈ کو کوئی اور شکار ڈھونڈنے کے لیے لابی میں چھوڑا اور خود اپنے ہوٹل واپس آ گیا اگلی صبح ۱۱ بجے میرے فون کی گھنٹی بجی میں حیران تھا کہ مجھے فون کرنے والا کون ہو سکتا ہے میں نے فون اٹھایا تو آشا تھی اسکی آواز سے لگتا تھا کہ ابھی تک اسکا نشہ نہیں اترا رسمی کلمات کے بعد اس نے کہا کہ میں تم سے ملنے کے لیے تمہارے ہوٹل آ رہی ہوں اور لنچ تمہارے ساتھ ہی کروں گی میں نے اسے لابی میں ملنے کا کہا اور تیار

ہو کر لابی میں آ بیٹھا تھوڑی ہی دیر میں وہ پہنچ گئی اور ہم کافی شاپ کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے میں نے اسے کہا کہ رات بھی تمہارا شوہر میرے ناچنے پر ناراض تھا اور اب تم یہاں ملنے آ گئی ہو وہ ہنسنے لگی اور بولی جے چند اس کے شوہر کا نام تھا کی ناراضگی اور غصہ شراب کے نشے کے اترنے کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے ہی۔۔۔۔

is not a he man

اس نے کہا کہ وہ جانتا ہے کہ اس کا میرے ساتھ نباہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہی

he keeps his eyes and ears shut

اونچی سوسائٹی کی جوان بیوی اور بوڑھا شوہر کی لائف آشا نے انگریزی کے چند الفاظ میں بیان کر دیا تھا ایک ٹیبل پر بیٹھے ہم اپنی اپنی خواہشات اور منصوبوں کا پلان کر رہے تھے گفتگو کا آغاز میں نے کیا

I believe I am not the first man in your life other than your husband

یہ سن کر وہ ہنسنے لگی اور کہا کہ

If you thinks so you are a fool

وہ بلا جھجک مجھے بتانے لگی کہ میرا شوہر ٹھیکے لینے کے لیے صاحب اختیار افسران کی اکثر پارٹیاں کرتا ہے اور ان کو خوش کرنے کے لیے مجھے آگے کرتا ہے صاحب اختیار بنتے بنتے وہ عمر کے اس حصے میں پہنچ جاتے ہیں کہ وہ جسمانی طور پر بیکار ہو چکے ہوتے ہیں میرے والد بھی ٹھیکیدار تھے ان کو اپنے ٹھیکوں میں نقصان ہوا تو وہ سنبھل نہ سکے اور جے چند نے مالی امداد کر کے میرے والد سے مجھے خرید لیا اگر جے چند مجھ سے مخلص ہوتا تو میں عمروں کے فرق کے باوجود ایک اچھی بیوی ثابت ہوتی مگر جے چند نے ٹھیکوں کے حصول کے لیے مجھے بیچنا شروع کر دیا اب ہم دونوں میں اک سمجھوتا سا ہو گیا ہے کہ میں اسکی دی ہوئی پارٹیوں میں اس کے لیے ٹھیکے حاصل کرتی ہوں اور وہ میری ایکٹیوٹیز کے متعلق کے کچھ نہیں پوچھتا شراب کے نشے میں اگر کبھی کبھار اسے غصہ آ بھی جاتا ہے تو میں اسکی کمزوریاں اس کے سامنے کر دیتی ہوں اور وہ خاموش ہو جاتا ہے کافی دیر باتیں کرنے کے بعد جب میں نے اسے لنچ کے لیے چلنے کا کہا تو وہ بولی کہ یہاں سنیکس کھا کر پیٹ بھر گیا ہے وہ بار بار کہہ رہی تھی کہ اپنے کمرے میں لے چلو مگر میں بار بار اس کا دھیان کسی اور طرف کر دیتا تھا قارئین کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ میں کوئی نیک صفت انسان نہیں ہوں جو کسی جواں اور خوبصورت لڑکی کی آفر کو ٹھکرا دیتا مگر میں عورتوں کی فطرت سے بہت اچھی طرح واقف تھا کہ ایک تڑپتے ہوئے وجود کی قماش کی عورت کی خواہش پوری ہوتی وہ تسکین خواہش

کے لیے نہ صرف تڑپتی رہتی ہے بلکہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے خطرناک حد تک جا سکتی ہے ایک بار خواہش پوری ہو جاے تو وہ خود کو فاتح سمجھنے لگ جاتی ہے اور پھر ان مردوں کے خلاف نیو ایویڈنس کی تلاش شروع کر دیتی ہے آشا نے اپنی زندگی کے جو پہلو مجھے بتائے تھے وہ آگے چل کر میرے بہت کام آ سکتی تھی۔۔

بالآخر میں نے اسے کہا کہ میں ریسیپشن پر جا کر بتا دوں کہ نہ کوئی مجھے ملنے والا اور نہ کوئی فون کال مجھے ڈسٹرب کرے ریسیپشن پر جا کر میں نے ۵۰ روپے اسے دیئے اور کہا کہ ٹھیک ۱۵ منٹ بعد مجھے کال کرے اور میری آواز سنتے ہی کال بند کر دے یہ انتظام کر کے میں آشا کے پاس آیا اور اسے لے کر اپنے کمرے میں آ گیا کمرے میں داخل ہوتے ہی آشا میرے بیڈ پر بے تکلفی سے نیم دراز ہو گئی اسکی آنکھیں اور ادائیں کھلی دعوت گناہ دے رہی تھیں میں نے فوری حملے سے بچنے کے لیے اسے کہا کہ کیوں نہ ہم اس موقع کو پرلطف بنائیں۔ میں نے ریسیپشن سے کال پر کہا کہ ایک بوتل سکاچ وہسکی اور برف کمرے میں بھیجے فون سے فارغ ہو کر میں نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو آشا اپنے آپ کو ساڑھی سے آزاد کر چکی تھی میں نے اسے اشارے سے کہا کہ میں باتھ روم جا رہا ہوں ابھی میں باتھ روم سے نکلا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی فون آشا نے اٹھایا اور ریسیور میز پر رکھ دیا اس نے بتایا کہ آپ کا فون ہے یہ ریسیپشنٹ کا فون تھا اس نے جب میری آواز سنی تو کال کاٹ

دی میں نے یونہی فون پر بات چیت شروع کر دی اور کہا کہ رمیش صاحب آپ؟ آپ نے آنے کی زحمت کیوں کی مجھے فون کر دیا ہوتا میں خود آپ کے پاس آ جاتا۔ اچھا تو کیا آپ کے پارٹنرز بھی ساتھ ہیں آپ براہ کرم لابی میں بیٹھیں میں حاضر ہوتا ہوں یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا آشا نیم باز آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی میں نے اسے کہا کہ غضب ہو گیا دہلی میں میری چاے کے پنجاب اور ہریانہ کے ایجنٹ اپنے پارٹنرز کے ساتھ آے ہیں میں نے ریسیپشن کو کوسا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر ان کو کیوں بتایا کہ میں روم ہوں حالانکہ تم کو منع بھی کیا ہوا تھا اب مجھے ان سے ملنا اور ان کے دفتر بھی جانا پڑے گا آشا کچھ مایوس سی ہو گئی میں نے کہا کہ آج تو رنگ جمنے سے پہلے ہی بھنگ پڑ گئی لیکن آئندہ آنے والے دنوں میں اس موقع کی تلافی کروں گا آشا نے ساڑھی پہنی میک اپ درست کیا میں نے اسے کہا کہ اگر تمہارا فون نمبر مل جاتا تو میں ان سے فارغ ہو کر تم آئندہ کے پروگرام کے بارے میں آگاہ کر دیتا آشا نے میز پر پڑے پیڈ پر اپنا فون نمبر لکھ دیا اور اچانک مجھ سے لپٹ کر کہنے لگی

Vinod I promise I will win you

اس نے دوبارہ اپنا میک اپ درست کیا اور ہم دونوں کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے نیچے حال میں آ گئے میں اسے چھوڑنے کے لیے باہر تک آیا باہر وہ ایک غیر ملکی کنورٹیبل گاڑی میں بیٹھی اور تیز رفتاری سے ڈرائیونگ

کرتے ہوئے چلی گئی میں واپس کمرے میں آیا آشا کی آمد نے مجھے ابنارمل کر دیا تھا میں بستر پر دراز ہو گیا آشا نے میرا پسندیدہ پرفیوم شینل ۱۷ لگایا ہوا تھا اور اسکی خوشبو سے بستر مہک رہا تھا میرا جسم ٹوٹنے لگا اور میں خود کو سنبھالتے سنبھالتے سو گیا آشا سے نہ صرف میں میل رکھنا بلکہ بڑھانا چاہتا تھا اس قسم کی بے تکلف عورتوں کے تعلقات ہر سوسائٹی کے ہر طبقے ہر پوسٹ کے لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں اس وجہ سے میں آشا کے ذریعے بہت سے لوگوں سے مل سکتا تھا اسے ایک قیمتی مہرہ سمجھ کر اسے سنبھال کر استعمال کرنا چاہتا تھا وہ شام میں نے اپنے ہوٹل اپنے کمرے میں ہی گزاری صرف اپنے کپڑے لینے کناٹ پیلس گیا تھا اب میں پوری طرح اونچی سوسائٹی میں داخل ہونے کے لیے تیار تھا جس میں سئنر سول اور فوجی افسران کی بہتات تھی اسی طرح میرے ساتھی بھی بیکار نہیں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آرمی کے جس ہیڈ کوارٹر کے افسران اور کلرکوں کے گھروں اور دفتر میں ان کی پوزیشن کا پتہ لگایا تھا ان کے گھریلو حالات اور ان کے گھروں کے افراد خصوصاً ان کے بچوں اور جوان بیٹیوں اور غیر شادی شدہ بہنوں کے متعلق بھی معلومات حاصل کی تھیں یہ تمام معلومات انہوں نے مجھے دی اور میں نے ان کو اپنی ڈائری میں کوڈ ورڈ میں نوٹ کر لیں یہ تمام معلومات ہمارے لیے بہت کارآمد ثابت ہو سکتی تھی پیسے تو ہمارے پاس خاصے تھے میں نے لودھی ہوٹل میں اک امریکی جوڑا دیکھا جن سے بات چیت پر معلوم ہوا کہ وہ کھٹمنڈو جا رہے ہیں میں نے

ایک بات نوٹ کی کہ وہ جوڑا ہر رات ہوٹل کے باغ کے ایک کونے میں بیٹھتے تھے ایک رات میں پیچھے سے ان کے قریب پہنچا تو مجھے چرس کی بو آئی مجھے فوراً ایک بات ذہن میں آئی اور میں اچانک ان کے سامنے آ گیا اور کہا کہ تم لوگ یوں کھلے عام پی رہے ہو یہاں حشیش پینا ممنوع ہے اگر تم کو پکڑوا دوں تو کئ سال کی جیل ہو سکتی ہے وہ ڈر گئے میں انہیں کہا کہ میں ان کو پکڑوانا نہیں چاہتا میری نظر ان کے رول فیلیکس کیمرے پر تھی میں نے انہیں کہا کہ میں یہ کیمرہ خریدنا چاہتا ہوں لیکن اپنی قیمت پر بولو کیا صلاح ہے تم دونوں کی وہ اتنے خوفزدہ تھے کہ فوراً مان گئے میں انہیں اسی وقت لے کر ریسیپشن پر آیا وہ عورت کمرے سے اپنا کیمرہ لے آئی اور میں نے ۶۰۰ روپے کے عوض ان سے کیمرا خرید لیا اور فرنٹ آفس مینجر اور کیشئر کے رسید پر دستخط لے لیے تاکہ بعد میں وہ شور نہ مچا سکیں۔

وہ تو کچھ ایسے ڈرے کہ دوسرے دن ہی ہوٹل سے چیک آؤٹ ہو گئے میں نے کیمرہ نمبر ۲ کردے دیا اور کہا کہ آرمی ہیڈ کوارٹرز کے سول ملازمین جن کا وہ تعاقب کر چکے ہیں ان کی اور ان کے گھر والوں کی تصویریں بنا لائیں اور گھر والوں کے نام بھی معلوم کریں تصویروں کے پیچھے ان کے نام انگلش میں لکھ بھی دیں اور ان کے متعلق جو معلومات ملیں وہ مجھے بتا دیں علاوہ ازیں ہیڈ کوارٹر کے صفائی کرنے والوں کا پیچھا کریں اور ان کے گھر والوں کی تصویریں بھی حاصل کریں اور پوری معلومات بھی۔۔

بھارت میں شودر یعنی ہر بجن صفائی کا کام برسوں سے کرتے آ رہے ہیں آزادی کے بعد ان کا خیال تھا کہ شاید حالات بدل جائیں اور ان کو بھی پورے حقوق دیئے جائیں مگر آزادی کے بعد مزید الٹ ہوا انگریزوں کے دور میں پھر بھی ان پر اتنے ظلم وستم نہیں ہوتے تھے مگر آزادی کے بعد ان پر ظلم وستم میں مزید اضافہ ہو گیا شودر کو ہر بجن کا نام تو دے دیا گیا لیکن ہر گاؤں میں ہر گاؤں سے باہر انہیں رہنے کی جگہ دی گئی اور ان کو اپنی ہر بستی پر سرخ جھنڈا لہرانے کا حکم دیا گیا ان کے کنویں اور مندر تک الگ ہیں کوئی بھی شودر اونچی ذات کے ہندوؤں کے کنوؤں سے نہ پانی لے سکتا ہے اور نہ ان کے مندروں میں جا سکتا ہے اس صورت حال کو ہر بجن زیادہ عرصہ برداشت نہ کر سکے اور ہر بجن مرد ڈاکوؤں اور پھولن دیوی جیسی سینکڑوں ڈاکوؤں کی ٹولیاں بنیں جنہوں نے اونچی ذات کے ہندوؤں سے اپنی ذلت کا خوب بدلہ لیا ہندو اب ہر بجنوں پر بہت کم اعتبار کرتے ہیں صفائی کرنے والے ہر بجنوں کے علاوہ عیسائی ہیں بھارت میں بھی آرمی اور دیگر ہندوؤں کے گھروں میں صفائی کرنے کے لیے عیسائی رکھے جاتے ہیں اور میرے پلان کے مطابق مجھے ان صفائی کرنے والوں سے بہت کام لینے تھے اس لیے میں ان کے متعلقہ تمام معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا میں نے اپنے چاروں ساتھیوں کو اس کام پر لگا دیا اس دوران مجھے آشا کے تین چار فون آے اور میں نے اسے فون پر اپنی تڑپ اور محبت کا ایسا یقین دلایا کہ اسکی آتش شوق اور بھڑک اٹھی میں نے اسے کہا کہ

میری چاے کی بہت بڑی کھیپ بمبئی پہنچ چکی ہے اور یہاں نمی والے موسم کی وجہ سے چاے زیادہ دیر اسٹور نہیں کی جا سکتی میں اسے اس علاقے میں بیچنے کی کوشش کر رہا ہوں اس لیے اس سے نہیں مل سکا اور مزید چند روز مصروف رہوں گا فارغ ہوتے ہی تم سے ملنے پہنچ جاؤں گا ایک روز دوپہر سے ذرا پہلے سروسز کلب چلا گیا ریسیپشن بورڈ پر وہاں رہائش آفیسرز کے نام لکھے ہوئے تھے میں نے جلدی جلدی دو نام اور ان کے رینک نوٹ کیے اور کلب سیکرٹری کے کمرے میں چلا گیا اور لکھے ہوئے ناموں میں سے ایک کرنل کا پوچھا اس نے کہا کہ اس وقت تو وہ ڈیوٹی پر گئے ہوئے ہیں شام سات بجے کے بعد مل سکیں گے میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں نے کرنل صاحب کو پہلے کبھی نہیں دیکھا اور ایک دوست کے ریفرینس سے ملنا چاہتا ہوں سیکرٹری نے کہا کہ شام کو بھی یہی ہوں گا آپ کو لے چلوں گا اسی شام میں نہایت اچھے انداز میں ڈریس آپ ہو کر سروسز کلب چلا گیا سیکرٹری اپنے دفتر میں موجود نہیں تھا میں کلب کے لان میں ٹہلنے لگ گیا کلب میں ممبروں کی آمد شروع ہو چکی تھی ٹہلنے کے دوران میں ان پر بھی نظر رکھ رہا تھا سول ڈریس اور یونیفارم میں کچھ آفیسرز الگ الگ گروپ بنائے کھڑے تھے جبکہ ان کے کچھ فاصلے پر ادھیر عمر ٹاپ براس کا اپنا الگ گروپ تھا میں نے دیکھا کہ ان سے بلکل الگ ایک بڑی مونچھوں والا آدمی لان کے ایک کونے میں بیٹھا تھا سامنے میز پر ایک غیر ملکی وہسکی اور دوسرے طرف ایک خالی کرسی پڑھی

ہوئی تھی محض تجسس کی بنا پر میں ٹہلتا ہوا اس طرف گیا وہ شراب کی ہلکی ہلکی چسکیاں لے رہا تھا اس کے ذرا پیچھے کچھ فاصلے پر ایک جوان مؤدب کھڑا تھا جو شاید اس کا بٹ مین تھا میں اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا اور ادھر ادھر اجنبی بن کر دیکھنے لگا اور کبھی کبھی اس کیطرف بھی دیکھ لیتا اور کبھی اپنی گھڑی پر دیکھنے لگتا اور ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہوں اسکا انداز دیکھ کر مجھے ریٹائرڈ جنرل گل حسن یاد آ گئے جو دوران سروس بھی راولپنڈی فلیش میز ہوٹل میں رہتے تھے اور سر شام ہی لان میں اپنی محفل سجاتے تھے کراچی میں ریٹائرڈ بریگیڈیئر نصیرالدین ہمایوں جو کے ڈی اے کے سابق چیئر مین بھی تھے کراچی کلب میں اسی طرح الگ تھلگ شام گزارتے تھے یہاں ایک بات شاید قارئین کے لیے متعجب کا سبب بنے کہ جنرل گل حسن نے ہی صدر جنرل یحییٰ خان کی کنپٹی پر پستول رکھ کر ہی استعفیٰ لیا تھا اور بھٹو صاحب کو افغانستان سے بلا کر چیف مارشل لا ایڈ منسٹریٹر اور صدر بنایا تھا اور صرف ٦ ہفتے فوج کا سربراہ رہنے کے بعد بھٹو سے اختلاف کیوجہ سے اسے اس عہدے سے ہٹا دیا گیا تھا یہ دونوں حضرات ازلی مجرد تھے اور ہیں ان دونوں نے کبھی شادی نہیں کی۔۔میں سوچنے لگا کہ یہ مونچھوں والا شخص بھی مجرد زندگی گزار رہا ہو گا اور میرا یہ قیاس ١٠٠ فیصد درست نکلا چند ہی منٹ گزرے ہوگے کہ اس نے مجھے مخاطب کیا اور اپنے پاس آنے کا کہا اس کی آواز لگانے کے دبدبہ سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ بریگیڈیئر سے کم رینک

کا نہیں ہے۔۔

میں اس کے قریب گیا تو اس نے کہا

Are you waiting someone? Are you from armed forces

میں نے کہا جناب آپ نے آدھا درست کہا اور آدھا غلط۔ میں ایک صاحب کے انتظار میں ہوں لیکن میں سویلین ہوں وہ سر تا پیر ایک فوجی تھا اس نے میرے سراپے کا جائزہ لیتے ہوئے What a shame

کہ تم جیسا انسان فوج میں نہ ہو اگر تم چاہو تو میرے ساتھ بیٹھ سکتے ہو اور میں خالی کرسی پر بیٹھ گیا میں نے اپنا تعارف کرایا تو اس نے کہا کہ میں ایک کرنل ہوں اور جنرل ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا ہوں میں نے اسے کہا کہ آپ نے ایک بات نہیں بتائی کہ آپ غیر شادی شدہ ہیں وہ مجھے چند سیکنڈ مجھے گھورتا رہا اور پھر بولا کہ یہ تم کیسے جانتے ہو۔۔۔

میں نے جواب دیا۔۔

Sir this is observations and face reading

میں نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ بہت زیادہ قوت ارادی اور فیصلہ کن شخصیت کے مالک ہیں

آپ نے صرف ایک بار محبت کی اور اس میں ناکامی کے بعد آپ نے فوج اور ڈسپلن سے شادی کر لی شام کا وقت جو آپ تلخ یادوں کو تازہ کر دیتا ہے آپ شراب میں ڈوب کر گزارتے ہیں کرنل ہکا بکا مجھے تکتا رہا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ کرنل بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں کو ضبط کیے ہوے ہے وہ کرسی پر سنبھل کر بیٹھ گیا اور ایک پیگ بنا کر میرے سامنے رکھ دیا سوڈا یا پانی میں نے جواباً۔۔۔

on the rocks۔۔کہا اس نے میرے گلاس میں برف کے چند ٹکڑے ڈال دیئے کرنل نے میری کی ہوئی بات کا کوئی جواب نہ دیا لیکن یہ کہا کہ مجھے تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی جب جی چاہے شام کو میرے پاس آ جایا کرو۔۔

The very limited circle of my friends you are a addition

کرنل نے کچھ دیر بعد اپنے بیٹ مین کو بلانے کے لیے گردن کو پیچھے موڑا تو میں نے اپنا گلاس لان کی گھاس پر انڈیل دیا اور تھوڑی دیر بعد معذرت کرتے ہوئے اس کے پاس سے اٹھ گیا۔۔۔

اس کرنل کا نام شنکر تھا اور بعد کے اوراق میں آپ پڑھیں گے کہ اس کرنل کی وجہ سے مجھے کتنی کامیابیاں ملیں

میں کلب سیکرٹری کے دفتر میں گیا وہ مجھے لے کر کلب کی بار میں صوفے پر بیٹھے ہوئے گروپ کی طرف لے گیا اور ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ کرنل مدن بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے قریب جا کر کہا کہ سر یہ شخص دن کو بھی آپ سے ملنے کے لیے آیا تھا کرنل نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا کہ میں جوشی کے ریفرنس سے آپ سے ملنے آیا ہوں جوشی کا نام میں نے خود گھڑ لیا تھا کیونکہ بھارت میں نام کے آخر میں جوشی بہت استعمال ہوتا ہے کرنل مدن نے چند لمحے اپنے ذہن کو کریدا اور کہا

you mean col۔ Joshi of 11 punjab

میں نے اثبات میں سر ہلایا اور انہی کہا کہ میری ان سے دور کی رشتہ داری ہے میں چوپڑا ہوں کرنل ہنستے ہوئے اٹھا اور بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا اور کہا کہ جوشی اور میں جیسور میں اکٹھے تھے ۷۱ کی جنگ مشرقی پاکستان کی ایک چھاؤنی جہاں گھمسان کا رن پڑا تھا پاکستان اور بھارت کی پنجاب رجمنٹوں نے دو بدو لڑتے ہوئے بہادری کے جوہر دکھائے جہاں دونوں کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا تھا کرنل نے مجھے بیٹھنے کی دعوت دی جو میں نے قبول کر لی اور کہا کہ آپ سے میرا ملنے کا مقصد یہ تھا کہ میں یہاں دہلی میں بہت بور ہو چکا ہوں خصوصاً شام گزارنی تو اک عذاب ہے اسی لیے آج دن کو بھی آپ سے ملنے آیا تھا اور ابھی بھی اس لیے ملنے آیا ہوں کہ اک شام تو صاف ستھرے ماحول میں گزر جاے کرنل نے جوابا کہا

be my guests

میں یہاں کلب میں ہی رہتا ہوں اور کلب سیکرٹری کو بلا کر کہہ دیتا ہوں کہ تم جب بھی یہاں آؤ تم کو میرے مہمان کی حیثیت سے ٹریٹ کرے اس کے ساتھ ہی سرگوشی میں کہا کہ جب بھی اکیلے یہاں آؤ تو اپنا بل ضرور ادا کر دیا کرنا میں نے کہا

I will and thanks for your hospitality

کرنل نے اپنے ساتھیوں سے میرا تعارف کروایا ان کی گفتگو کا سلسلہ جو میری آمد کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا پھر سے شروع ہو گیا اور میں بھی بڑھ چڑھ کر اس میں حصّہ لینے لگا میں چاہتا تھا کہ میری زیادہ سے زیادہ افسران سے بے تکلفی ہو جاے میں تھوڑی دیر میں ہی ان میں گھل مل گیا کلب میں آفیسرز ایوننگ جیکٹس یا ایوننگ سوٹ پہنے آ رہے تھے وہاں پر فوجی افسران کی پہچان بہت جلدی ہو جاتی تھی آفیسرز چاہے کسی بھی رینک کا ہو بار کے دروازے داخل ہوتے اٹینشن ہوتا ہے بلکل اسی طرح جیسے بغیر ٹوپی کی سلیوٹ کیا جاتا ہے جو اکا دکا سویلین آ رہے تھے وہ سیدھے داخل ہو جاتے تھے اس دوران کلب کے اندر سے زیادہ باہر لان میں رونق تھی لان میں درجنوں کرسیاں اور ٹیبل رکھ دیئے گئے تھے نوجوان آفیسرز اور چند جوڑے وہاں بیٹھے ہوئے تھے کرنل مدن نے قریب ایک گھنٹے کے بعد مجھے کارڈ روم میں چلنے کی دعوت دی

میں نے انتہائی معذرت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے تاش کے کھیل میں خصوصاً برج کھلنا نہیں آتا کرنل کے ہمراہ اس کے دو تین ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے یہ سب میجر یا کرنل تھے جو باقی بیٹھے رہے میں نے ان سے تھوڑی دیر بعد اجازت لی۔

اور لان میں چلا آیا ٹریننگ کے دوران مجھے بتایا گیا تھا کہ کیپٹن اور نئے میجر تک کے افسران بہت محتاط ہوتے ہیں جبکہ میجر سے اوپر کے افسران احتیاط نہیں کرتے اگر ان ہائی براس سے میل جول ہو جاے تو پھر کیپٹن اور میجر بھی شک نہیں کرتے میں کچھ دیر تک ہاتھ میں گلاس لے کر لان کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ٹہلتا رہا پھر واپس اپنے ہوٹل چلا آیا دہلی میں برسات کا آغاز ہو چکا تھا آسمان پر گہرے بادل چھاے ہوے تھے تھوڑی دیر بعد ہی بوندا باندی شروع ہو گئی اور پھر یوں گھٹائیں ٹوٹ کر برسیں کہ ہر طرف جل تھل ہو گئی۔۔

یہاں میں قارئین کی نظر ایک بات کرتا چلوں کہ بھارت میں یہ جاسوسی بلکل اصلی واقعات پر مبنی ہے یہ کوئی افسانوی کہانی نہیں اور نہ ہی اس میں زیب داستاں کے لیے اضافہ کیا گیا ہے ہم پانچ افراد جو جاسوسی کے لیے پاکستان سے بھارت آئے تھے مشن کی تکمیل کے لیے آے تھے اور کوئی غیر معمولی انسان نہیں تھے یہ تو اک جذبہ جس کے تحت ہم نے اس خطرناک کام کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا تھا اور خود والنٹیر کیا تھا بھارت میں کامیابیوں کے ساتھ ساتھ

ہمیں کچھ ناکامیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا جن کا ذکر بعد کی اقساط میں آے گا دہلی میں آشا سے ملنا سروسز کلب میں کرنل شنکر اور مدن سے ملنا میرے ساتھیوں کا وہاں کے سویلین ملازمین کی دفتری اور گھریلو حالات کی چھان بین اور اس کے علاوہ دیگر ہماری بھاگ دوڑ کا صرف ایک مقصد تھا کہ ہم نہ صرف ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکیں بلکہ وہاں پر رابطے بڑھا کر اہم معلومات حاصل کر سکیں اگر ایک میں ناکامی ہو تو پھر دوسرا راستہ تلاش کرنے کی بجائے میری حکمت عملی یہ تھی کہ دشمن پر چاروں طرف سے حملہ کر دو اس سے نہ صرف وقت کی بچت ہوتی ہے بلکہ دشمن کا کوئی ویک پوائنٹ بھی ملنے کا امکان ہوتا ہے ہمیں تازی ترین اور اس کا تسلسل رکھنے کی ضرورت تھی اور اس کے لیے ہم چند نہیں سینکڑوں رابطے تلاش کرنے کے لیے تیار تھے چاہے وہ اعلی ہوں یا کمتر ہم اپنے مقاصد کے حصول کے لیے انتہائی بلندی اور انتہائی پستی میں بھی گرنے کے لیے تیار تھے اسے آپ جنون کہہ لیں یا سقوط ڈھاکہ میں لگے زخموں کے درد کہ ہم ہر خطرے سے بےپرواہ ہو کر اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں تھے اگلا دن بارش کی نظر ہو گیا اور اگلا دن نسروسز کلب میں گزارا لیکن کوئی کامیابی نہ ملی کرنل شنکر بھی مجھ سے کافی محتاط ہوگیا تھا اس کے پاس بھی دو تین بار بیٹھا مگر بے سود ہاں جب اس کے پاس سے اٹھتا تو وہ دوبارہ ملنے کا ضرور کہتا اس کے محتاط رویئے کی وجہ سے میں نے کبھی بھی اس سے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بات نہیں کی ایک روز شام

سات بجے اس کے پاس گیا تو وہ اپنے کمرے میں تھا میں دروازہ ناک کیا تو بیٹ میں نے اسے بتایا اور مجھے سیٹنگ روم میں بٹھا دیا گیا کرنل شنکر کے پاس دو کمرے تھے بیڈ روم اور سٹنگ روم تھوڑی دیر بعد کرنل وردی پہنے بیڈ روم سے باہر آیا اسکے ہاتھ میں بریف کیس تھا اس نے کہا کہ ارجنٹ میٹنگ کے لیے ہیڈ کوارٹر جارہا تھا اس لیے وہ میرا ساتھ نہ دے سکے گا میں سوچ رہا تھا کہ اس بریف کیس میں نہ جانے کیسی قیمتی فائلیں ہوں گی اتنی مختصر سی بات کے بعد ہم دونوں باہر آگئے پارکنگ میں ایک ہندوستانی گاڑی بھارتی نمبر پلیٹ کے ساتھ کھڑی تھی کرنل نے ہاتھ ملایا اور تیزی سے کار سٹارٹ کر کے چلا گیا اگر مجھے پہلے اس صورت حال کا علم ہوتا تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس بریف کیس کے حصول کے لیے کچھ کر گزرتا چاہے کرنل کو ختم ہی کیوں نہ کرنا پڑتا لیکن اب یہ بے سود تھا اس بریف کیس کے حصول کے لیے مجھے شیر کی طاقت کے ساتھ لومڑی کی چالاکی کو بھی استعمال کرنا تھا میں ارادہ کیا کہ کرنل کے بیٹ مین کو پھانسنے کی کوشش کروں گا میں ان چند دنوں میں اپنے ساتھیوں سے بھی ملا وہ سب اپنی اپنی کوششوں میں مصروف تھے لیکن۔ ابھی تک کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ ملی تھی ہم نے حساب لگایا کہ جتنے کم عرصے میں ہم نے احمد نگر کی فائلیں پاکستان بھجوائیں تھیں اس بڑی کامیابی کی وجہ سے ہمارے سئنرز ہمارا خاصہ بلند امیج بنا چکے ہوں گے کونٹیکٹ کی آمد میں بھی کم وقت رہ گیا تھا فائلوں کے حصول پر ہمیں اپنے سئنرز کے

رد عمل دیکھنے کی خواہش تھی میں چاہتا تھا کہ اس بار بھی اپنے کونٹیکٹ کے ذریعے خاصہ مواد بھیجوں اس کے لیے کرنل شنکر کے بیٹ مین کو ٹٹولنا چاہتا تھا اگر وہ ہاتھ نہیں آتا تو پھر گھی تو نکالنا ہی تھا چاہے ٹیرھی انگلی سے نکالنا پڑے۔ اس دوران آشا کا فون آیا اس نے کہا کہ شام ۴ بجے میں اسے اکبر ہوٹل میں ملوں میں ۴ بجے اکبر ہوٹل چلا گیا کافی شاپ میں آشا ایک خوبرو جوان کے ساتھ بیٹھی تھی میں ابھی اسی شش و پنج میں ہی تھا کہ آشا نے اشارے سے مجھے اپنے ٹیبل پر آنے کا اشارہ دیا اور پھر اس جوان سے میرا تعارف کروایا وہ ایم ای ایس کے ایک بریگیڈیئر کا لڑکا تھا اور زیر تعلیم تھا آشا نے یا تو میرا قرب حاصل کرنے کے لیے مجھے جلانے کے لیے یا پھر اس کے شوہر کے کسی ٹھیکہ کے سلسلے کی اک کڑی تھی وہ جوان فون کرنے کے لیے ایک طرف گیا تو جو آشا نے مجھے بتایا وہ میرا دوسرا خیال درست نکلا اس جوان کا آشا سے ملنا ایک ٹھیکے کا حصہ تھا

میں ان کی ٹیبل پر قریب ۳۰ منٹ بیٹھا رہا اس دوران کبھی آشا اس جوان کے قریب ہو کر اس سے سرگوشی میں بات کرتی اور کبھی بے تکلفی سے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتی اور اس جوان سے میری چاے کے کاروبار کا بڑھا چڑھا کر بیان کرتی کبھی مجھے اسکی شہ خرچیوں کا بتاتی مجھے بہت جلد یہ محسوس ہو گیا کہ آشا کا مجھے بلانے کا مقصد ایک تیر سے دو شکار کرنا تھے وہ ہم دونوں میں رقیبانا جذبات پیدا کرنا چاہتی تھی تاکہ ہم دونوں سے اپنے مقاصد

پورے کر سکے آشا سے جلد ملنے کا وعدہ کر کے میں ان کے ٹیبل سے آٹھ گیا آشا نے تعارف کے بعد بہت جلد مجھے اپنی نجی زندگی کا احوال بتایا تھا یہ ضرور اسکی ازدواجی زندگی کی محرومیاں اور اس کے شوہر کا اسکو ٹھیکوں کے لیے استعمال کرنا تھا جے چند جیسے بوڑھے سے اسکی شادی اس کے والد کی مالی مجبوری تھی لیکن جےچند نے بھی اسے اپنے کاروبار کے لیے اسے استعمال کرنا شروع کر دیا تھا اور اب یہ پڑھی لکھی جوان اور خوبصورت عورت اپنے شوہر اور اپنے سماج سے باغی ہو چکی تھی

جب میں نے اسے کہا کہ میں غیر شادی شدہ ہوں اور بہت بڑے کاروبار کا مالک ہوں اور اس کے حسن سے متاثر ہوں تو ہو سکتا ہے اس نے اپنا مستقبل میرے ساتھ وابستہ کر دیا ہو

بہرحال میں نے آشا کے رویئے سے یہ محسوس کیا کہ ابھی وہ کام نہیں آ سکتی اور ہوٹل پہنچتے پہنچتے میں فیصلہ کیا کہ آشا کو سٹینڈ ۲ آپشن میں رکھ کر اور ذرائع استعمال کروں جن میں میرے ساتھیوں کی حاصل کردہ معلومات کرنل شنکر کا بیٹ مین اور سروسز ہوٹل میں گزاری شامیں اپنے تعلق کے افسران اور انکی بیگمات شامل تھے میں اگلی صبح محلہ فراش خانہ بھی گیا ساتھیوں کے مکان کے سامنے ایک مخصوص آواز نکالی اور واپس بڑی سڑک پر آ گیا تھوڑی دیر بعد نمبر ۲ وہاں پہنچ گیا میں نے اسے شام کو ایک ریسٹورنٹ میں میٹنگ کے لیے کہا جس میں وہ چاروں اپنی اپنی کارکردگی کے بارے میں مجھے آگاہ کریں

گے اس میٹنگ میں چاروں نے کہا کہ فی الحال کوئی پیش قدمی نہیں ہو سکی کیونکہ بارش کی وجہ سے دہلی کی بھیڑ میں خاصی کمی آ چکی ہے اور ایسے حالات میں کسی کا پیچھا کرنا شک پیدا کر سکتا ہے قارئین جاسوسی کے ڈراموں فلموں اور ناولوں میں جو آپ پڑھتے اور دیکھتے ہیں وہ سب فرضی کردار ہرتے ہیں جس کی کوئی حد نہیں ہوتی لیکن حقیقت میں جاسوسی ایک تھکا دینے والا اور کسی ایک ٹارگٹ کے حصول میں مہینوں کا کام ہے اور بعض اوقات مہینوں کوشش کے بعد بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۱۱۸۵ دن جو میں نے بھارت میں گزارے ان میں بعض اوقات ہفتوں بلکہ مہینوں ہمیں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ضائع کرنے پڑے۔ ہر روز اک نئی کامیابی آپکو افسانوں یا پھر ۰۰۷ جیسی فلموں میں ہی مل سکتی ہے۔۔

ساتھیوں سے میٹنگ کے تیسرے روز کونٹیکٹ سے ملاقات کا روز تھا مقررہ وقت پر کونٹیکٹ آ گیا بھیجنے والی ڈاک کا پہلے ہی ہم نے پیکٹ بنا لیا تھا میں نے کونٹیکٹ سے ڈاک لی اور اپنا پیکٹ اسے دے دیا اور جلد از جلد زگ زیگ راستہ اپنا کر تاکہ اگر کوئی پیچھا بھی کر رہا ہو تو اسے ڈاج دے کر اپنے ہوٹل پہنچ گیا اس بار ساری ڈاک سفید کاغذات پر مشتمل تھی۔

میں نے انہیں گرمی پہنچائی تو الفاظ ابھر آے میری بھیجی ہوئی دونوں فائلز انہیں مل چکی تھیں میری اس کامیابی کو بہت سراہا گیا تھا بہترین الفاظ میں مجھے شاباش دی گئی تھی میرے ساتھیوں کے لیے بھی الگ الگ شاباش کے خطوط

تھے ہمارے گھروں میں بھی خیریت کا مژدہ بتایا گیا تھا اور میری کارکردگی کا انعام میرے گھر ۲۰ ہزار کی صورت میں پہنچا دیا گیا تھا ان دنوں پاکستان میں چاے چینی اور بناسپتی گھی کی بہت کمی تھی اس لیے ہمارے پانچوں کے گھروں میں یہ چیزیں وافر مقدار میں پہنچا دی گئی تھیں مجھے پہلے مشنوں کو جاری رکھتے ہوئے اک نہایت اہم مشن سونپا گیا تھا ہماری ایجنسی کا سیک گروپ پہلے ہی اس مشن پر کام کر رہا تھا اور یہ مجھے ڈاک کے زریعے معلوم ہوا تھا۔۔

احمد نگر میں میری کامیابی کے بعد میرے ساتھیوں کو بھی یہی مشن کرنے کے احکام دیئے گئے تھے اور یہ مشن تھا کرتار پور بجلی گھر انریچڈ یورینیم کہاں بھیجا جا رہا تھا اس کے متعلق ہر ممکن معلومات حاصل کرنا تھیں اس ڈاک میں بھی ہمارے لیے ۳۰ ہزار بھارتی روپے بھیجے گئے تھے دس ہزار میرے لیے اور پانچ پانچ ہزار میرے ساتھیوں کے لیے جو ڈاک میرے لیے تھی اسے میں نے پڑھ کر ہمیشہ کی طرح نذر آتش کر دیا فائلز کی فلم بھی ضائع کر دی اور ساتھیوں کی ڈاک اور روپے ان کے حوالے کر دیئے جب انہوں نے اپنی ڈاک پڑھ لی تو میں نے ان سے ان کی ڈاکے کر جلادی کیوں کہ ہم کسی بھی صورت کوئی بھی خطرہ مول لینے کے لیے تیار نہ تھے مجھے احساس ہو رہا تھا کہ احمد نگر میں میری کامیابی کے بعد میرے سئنرز نے

مجھ سے بہت سی توقعات وابستہ کر لیں تھیں اور اسی لیے کرتار پور کا مشن بھی مجھے سونپا گیا تربیلہ میں ملازمت کے دوران مجھے اتنا تو معلوم ہو گیا تھا

کہ کرتار پور کا بجلی گھر بجلی پیدا کرنے کے علاوہ کچھ اور بھی تیار کر رہا ہے لیکن نیو کلر انرجی کے متعلق میری معلومات صفر تھیں لہذا میں نے دہلی کے بک اسٹال سے نیو کلر انرجی کے متعلق ابتدائی معلومات والی بکس خرید لیں اور ساتھ جو زیادہ پیچیدہ معلومات رکھتی تھیں انہیں فارغ ٹائم میں پڑھنا شروع کر دیا تاکہ جب میں اس مشن پر جاؤں تو نیو کلر انرجی کے متعلق میری معلومات صفر نہ ہوں

میرے ساتھی بھی اس ڈاک میں شاباشی پا کر تروتازہ ہو چکے تھے یہ انسانی فطرت ہے کہ اچھی کارکردگی پر ایک تھپکی وہ کام کر دیتی ہے جو ہزاروں لاکھوں روپے بھی نہیں کر سکتے

میرے ساتھی اپنے تفویض کیے مشن میں زیادہ دلجمعی سے کام کرنے لگ گئے اور چند روز میں ہی معلومات اور تصویریں مجھے لا دے دیں آرمی ہیڈ کوارٹرز میں کام کرنے والے ایک ملازم کا نام یشونت تھا اس کا گھر پرانی دہلی میں ایک تنگ گلی میں تھا یشونت ہفتے میں ایک دو بار گانا سننے اس مخصوص بازار میں جاتا تھا اسکی بیوی مر چکی تھی اس کے ساتھ اس کے گھر کے افراد کی چلتے پھرتے تصاویر بھی اتار لی گئیں تھیں ایک اور سویلین کلرک تھا جو یشونت کے گھر کے قریب ہی رہتا تھا وہ جوان اور غیر شادی شدہ تھا اور یشونت کی بڑی بیٹی سے اس کا افئر چل رہا تھا اس کا نام مدھوک تھا اس کلرک کی یشونت کی بیٹی کے ساتھ بھی ایک تصویر اتار لی گئی لڑکی کا نام شانتی تھا آرمی ہیڈ کوارٹرز

کے دو صفائی کرنے والے ملازمین کی تصویری بھی اتار لی گئیں تھیں یہ دونوں عیسائی تھے اور ان کے گھروں کے ایڈریس بھی معلوم کر لیے گے تھے میرے ساتھیوں کے اس ہوم ورک کیوجہ سے ہمیں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے راستے نظر آ رہے تھے چونکہ یہ کام میرے ساتھیوں نے کیا تھا لہذا میں نے ارادہ کیا کہ آئندہ کی پلاننگ میں ان کو بھی ساتھ شامل کر لیا کروں گا مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ بطور گروپ لیڈر وہ مجھ سے کھل کر بات چیت نہیں کر پارہے تھے۔۔

یہ تو فوجی ڈسپلن کا حصہ تھا کہ وہ میرا حکم بلا چوچراں ماننے پر مجبور تھے ورنہ دشمن ملک میں آکر اگر وہ میرا حکم نہ مانتے تو میں ان کا کیا بگاڑ سکتا تھا مجھے ان سے بڑی حکمت عملی سے کام لینا پڑتا تھا لیکن اب وہ وقت آ گیا تھا کہ ان کو مکمل اپنے اعتماد میں لوں اور اپنے منصوبوں میں ان کو شامل کروں تاکہ ان کی جو مجھ سے جھجک ہے وہ دور ہو جاے اور ہر بات مجھ سے بلا خوف خطر کر سکیں اور ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لیے ہم سب مل کر منصوبہ بندی بھی کریں میں آج تک ان کے لیے ہوئے گھر میں اندر نہیں گیا تھا اور یہ سب میں سیکورٹی کیوجہ سے کر رہا تھا میں نے انہیں کہا کہ کل میں ان کے گھر آؤں گا اور اس مشن کے لیے سب مل کر منصوبہ بندی کریں گے انہیں چونکہ ابھی تک کوئی مکمل مشن سونپا نہیں گیا تھا اور عین ممکن تھا کہ ان کے ذہن میں یہ بات آے کہ ہماری معلومات سے مشن مکمل کر کے سارا کریڈٹ

خود لے رہا ہوں اگر ان کو یہ غلط فہمی تھی تو وہ بھی دور کرنا چاہتا تھا حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی میں صرف ایک بات سے خوف زدہ تھا کہ وہ جونئر رینکس سے تھے جن کا کام صرف احکامات کی تکمیل کرنا ہوتا ہے وہ دماغ سے ذرا کم ہی کام لیتے ہیں اگر خدانخواستہ حالات کہیں بگڑ جاتے تو وہ اس کو سنبھال نہیں سکتے تھے اور یوں سارا کھیل ہی بگڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے ان کا گروپ لیڈر بنا کر انکی اور مشنز کی ساری ذمہ داری مجھے سونپی گئی تھی لہذا اب حالات کا تقاضا تھا کہ ان کو اس مشن میں شامل کروں۔۔

اگلی شام میں حسب وعدہ انکے گھر گیا وہاں اس مشن کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ دو سویپرز کو میرے دو ساتھی الگ الگ ہینڈل کریں گے اور سپرینڈنٹ یشونت کے بارے میں معلومات لیں گے کہ وہ کس بالاخانے پر جاتا ہے یشونت کے متعلق معلومات ملنے پر اسے میں ہینڈل کروں گا یہ فیصلہ ہونے پر سب مطمئن تھے میں سویپرز کو ہینڈل کرنے والے ساتھیوں کو مزید ہدایات دیں اور رات کا کھانا کھانے کے بعد واپس لوٹ آیا اگلی تین شامیں میں اشوکا اور اکبر ہوٹل میں گزاریں اور چوتھے دن کے دس بجے میں کرنل شنکر کر کمرے سروسز کلب چلا گیا اس وقت بیٹ مین صفائی کرنے میں مصروف تھا اس نے یہ بتا کر کرنل صاحب ڈیوٹی پر گیے ہیں مجھے باہر ہی سے رخصت کرنا چاہا مجھے اور کچھ نہ سوجھا تو اس سے پانی مانگا اور کہا کہ سر میں بہت درد ہے اگر ایسپرین ہو تو پانی کے ساتھ دو گولیاں بھی دےدے بیٹ مین نے مجھے

سیٹنگ روم میں بٹھایا ایسپرین اور پانی لینے کے بعد میں نے اسکا نام پوچھا تو اس نے عبدالکریم بتایا اور کہا کہ وہ کرنل صاحب کے ساتھ پچھلے 8 ماہ سے ہے میں نے کہا عبدالکریم اپنے متعلق کچھ اور بتاؤ میں سر درد کے بہانے کرسی پر نیم دراز ہو گیا عبدالکریم نے بولنا شروع کر دیا

صاحب میں 4 سال سے بھارتی فوج میں ہوں میں ہوں تو انفنٹری میں مگر زیادہ عرصہ مختلف آفیسرز کا بیٹ مین ہی رہا ہوں کرنل صاحب کے پاس آنے سے پہلے میں آگرہ چھاؤنی میں ایک میجر صاحب کا بیٹ مین تھا کرنل صاحب کی سخت طبیعت کیوجہ سے نہ تو وہ کسی سے مطمئن ہوتے اور نہ ہی کوئی ان کا بیٹ مین بننے پر راضی ہوتا جب سے میں یہاں آیا ہوں کرنل صاحب کی بھر پور خدمت کر رہا ہوں لیکن۔ ہر روز مجھے گالیوں سے نوازہ جاتا ہے کرنل صاحب جب موڈ میں ہوتے ہیں تو کچھ پیسے وغیرہ بھی دے دیتے ہیں اور جب ناراض ہوتے ہیں تو بے تحاشا گالیاں بھی دےدیتے ہیں 4سال پہلے اور ٹریننگ کے بعد مختلف آفیسرز کا بیٹ مین رہنے کے دوران اتنی گالیاں پڑ چکی ہیں کہ اب عادی ہو چکا ہوں اور اپنی قسمت پر شاکر ہوں فوج چھوڑنے کی کوشش بھی لیکن ناکامی ہوئی نہ ماں باپ زندہ ہیں اور نہ شادی کی ہے عبدالکریم بڑی ستھری اردو بول رہا تھا میں نے پوچھا تم رہنے والے کہاں کہ ہو حضور لکھنؤ میرا آبائی وطن ہے والدین کے گھر میں تو غربت ہی دیکھی لیکن ابو کہا کرتے تھے کہ تمہارے دادا نواب تھے والد مرحوم نے بھی خاندانی روایات کو برقرار

رکھتے ہوئے اپنی وضع داری کا بھرم رکھتے ہوئے جو تھوڑی بہت جائیداد زمین اور رہائش تھی وہ سب رہن رکھتے رہے بعد میں بیچ ڈالی جب میں نے گھر میں ہوش سنبھالا تو غربت دیکھی ابھی دس سال کا بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک سال کے اندر اندر وقفے سے میرے والدین انتقال کر گئے اور میں بلکل بے آسرا ہو گیا والد مرحوم کے ایک جاننے والے دوکاندار نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی اور میٹرک تک تعلیم دلوائی اور اسی نے مجھے فوج میں بھرتی کروا دیا کہ یہاں عزت سے روٹی کما سکوں گا یہاں روٹی تو مل گئی مگر گالیوں سے ماں باپ خاندان مذہب کی دھجیاں اڑ گئیں عبدالکریم بولے جا رہا تھا اور میرا دماغ کچھ اور ہی سوچ رہا تھا چند نکتے تھے جن کے گرد میرا ذہن گھوم رہا تھا۔۔

یہ شخص فوجی مسلمان ہندو افسر کی گالیوں سے بیزار بلکہ کسی حد تک باغی کوئی رشتہ دار بھی نہیں اور ہیڈ کوارٹر کے ایک سئنر آفسر کا بیٹ مین حالات نے اس کا خاصا پہلے بھی برین واش کر دیا تھا اور باقی میں کر سکتا تھا ایک دشواری یہ تھی کہ میں نے ہندو ہونے کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اپنی اصلیت ظاہر کرنے میں ففٹی ففٹی چانس تھے ایک یہ کہ کیا وہ میرا ساتھ دے گا یا پھر میرا بھید جان کر اپنے ہندو افسروں کو خوش کرنے کے لیے بھارت ماتا کا سیوک بننے کی کوشش کرے گا میں اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا مگر اس کے لیے مجھے پلاننگ کرنے کی ضرورت تھی میں نے اٹھتے ہوئے عبدالکریم

سے کہا کہ میں تمہاری باتوں سے بہت متاثر ہوا ہوں اور تمہارے لیے ضرور کچھ نہ کچھ کروں گا میں نے اسے کہا کہ میری آمد کا کرنل صاحب کو نہ بتانا باتیں تو وہ کر چکا تھا اور ساتھ ڈر بھی رہا تھا کہ میں یہ گفتگو کرنل صاحب کو ہی نہ بتا دوں اس نے کہا کہ صاحب آپ کرنل صاحب کو کچھ نہ بتایئے گا میری زبان تو ہر گز نہیں کھلے گی میں نے لکھنؤ میں اس دوکاندار کا نام اور محلے وقوع پوچھا تو اس نے بتا دیا میں چاہتا تھا کہ اسکی کہی ہوئی باتوں کی سچائی جان سکوں اسے ۵۰۰ روپے دے کر میں وہاں سے رخصت ہو گیا اور میرا دماغ مزید اس معاملے میں کچھ کرنے کے لیے تانے بانے بننے لگا بہت سوچ وبچار کے بعد میں نے عبدالکریم سے کام لینے کا فیصلہ کر لیا لیکن اس سے پہلے اسکی مکمل چھان بین ضروری تھی شام کو میں اپنے ساتھیوں سے ملنے ان کے گھر گیا تو مالک مکان گھر میں تھا مکان کی اوپری منزل کے چھت کی سیڑھیاں اگرچہ ڈیوڑھی میں تھیں لیکن مکان کے دروازے سے گزر کر ہی سیڑھیوں تک پہنچا جا سکتا تھا دروازہ مالک مکان نے ہی کھولا میں نے اسے اپنا نام اظہر علی بتایا اور میں نے کہا کہ میرا ایک کاروباری واقف کار یہاں رہتا ہے مالک مکان نے مجھے اوپر جانے کی اجازت دے دی میرے سارے ساتھی یہاں اپنے اصلی ناموں سے ٹھہرے ہوئے تھے تاکہ کہیں غلط نام منہ سے نکل جانے کی صورت میں بھید نہ کھل جاے میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک کمرے میں میٹنگ اور کہا کہ ایک شخص کر کوائف معلوم کرنے کے لیے لکھنؤ جانا

ہے سبھی جانے کو تیار تھے لیکن میں نے دو کا انتخاب کیا اور لکھنؤ میں آپس میں ایک دوسرے سے فاصلے پر رہنے کا کہا اس دوکاندار جس نے عبدالکریم کی پرورش کی تھی عبدالکریم کی مکمل چھان بین اور کوئی رشتہ دار ہو تو اس کے مکمل کوائف اور معلومات لینی تھی

میرے دونوں ساتھی رات کو ہی ٹرین پر جانے کے لیے تیار ہو گئے میں نے انہیں 3دن دئے کہ اپنی ساری کاروائی مکمل کر کے 4تھے روز واپس آ جائیں کئ طرح کی احتیاطی تدبیر اور دیگر ضروری حفاظتی اقدامات کو مد نظر رکھتے ہوئے کام کو پورا کرنے کا کہہ کر واپس ہوٹل آ گیا اگلے روز شام کو میں کرنل شنکر کے پاس گیا وہ حسب معمول لان میں مئے کی محفل جمائے بیٹھا تھا اور عبدالکریم برآمدے میں ہر حکم بجا لانے کے لیے کھڑا تھا عبدالکریم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سر کو جھٹک کر مجھے سلام دیا کرنل بھی موڈ میں تھا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا ہیلو مسٹر پامسٹ پلیز کم اینڈ جوائن میں نے بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں تا کہ جو موضوع کرنل کو پسند آئے اسی پر بات کریں وہ شاید میرا نام بھول چکا تھا اسی لیے بار بار مسٹر پامسٹ کہہ کر مخاطب کر رہا تھا میں نے ہنستے ہوئے کہا کرنل صاحب میں چائے بیچتا ہوں اور میرا نام ونود ہے اور آپ مجھے پامسٹ کہہ رہے ہیں کرنل نے صاف الفاظ میں کہا کہ مجھے تمہارا نام یاد نہیں رہا تھا اور پامسٹ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تم نے پہلی ہی ملاقات میں میرا ماضی کھول کر میرے سامنے رکھ دیا تھا میں نے کہا

کہ میں پامسٹی کی ایجاد سے بھی واقف نہی ہوں البتہ فیس ریڈنگ میں تھوڑی شد بد رکھتا ہوں اور وہ بھی اپنے کاروبار میں مختلف لوگوں سے ملنے کیوجہ سے ان کے موڈ کو دیکھ کر چہرے کے تاثرات سے بھی کچھ اندازہ لگا لیتا ہوں آپ کے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ آپکی فیملی نہیں ہے ورنہ آپکو سرکاری بنگلہ مل سکتا تھا کلب کی رونقوں کو چھوڑ کر آپ اپنی الگ محفل سجاتے ہیں بقول آپ کے کہ آپ کا حلقہ احباب بہت چھوٹا ہے تھوڑا ہے آپ اپنی شام مئے نوشی میں گزارتے ہیں اور تنہائی پسند ہیں اس سے میں نے اندازہ لگایا کےماضی کی کچھ یادیں ہیں جو آپکا پیچھا نہیں چھوڑ رہی اور آپ بھی ان یادوں کو خود سے الگ نہیں کرنا چاہتے اور ایسی یاد جوانی میں محبت کی ہی ہو سکتی ہے کرنل غور سے میری باتیں سن رہا تھا اور میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ چونکہ میں بھی کچھ ایسی ہی صورت حال سے دوچار رہا ہوں اس لیے آپکے درد کو بخوبی سمجھ گیا۔۔

بقول کسی شاعر کے

کچھ اس طرح سے سجاے ہیں ہم نے ویرانے

کہ اہلی شہر بھی آتے ہیں جی کو بہلانے

میں تو چاہتا ہوں کہ ہر شام آپ کے ساتھ گزاروں لیکن محض اس لیے روز نہیں آتا کہ ایسی یادوں میں کھونے والا اپنی تنہائی میں کسی کی بھی مداخلت پسند

نہیں کرتا اس موضوع پر اور نہ جانے میں نے کیا کچھ کہا لیکن جب میں خاموش ہوا تو یہ سخت گیر کرنل موم کی طرح پگھل چکا تھا لان میں جلتی نیلگوں لائٹس میں اسکی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں کرنل کچھ دیر سر جھکائے کرسی کی بیک کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا رہا جب وہ خود پر قابو پا چکا تو بولا میں نے اپنے ماضی کے متعلق صرف اپنے خاص تین چار دوستوں کو ہی بتایا تھا آج تمہیں اسلیے بتا رہا ہوں کہ تم بن بتاے اتنا کچھ میرے ماضی کو کرید چکے ہو میں لاہور کا رہنے والا ہوں اور راوین ہوں میں نے انجان بنتے ہوئے پوچھا کہ راوین سے کیا مراد ہے حالانکہ میں خود گورنمنٹ کالج لاہور ضلع کچہری کا سٹوڈنٹ رہ چکا ہوں۔ یہ کالج برصغیر کی تقسیم سے پہلے بہترین کالج مانا جاتا تھا اور اس کے طلبہ خود کو راوین کہتے تھے کرنل نے بھی یہی مجھے بتایا اور کہا کہ کالج میں ایک شیلا بھنوٹ نامی عیسائی سے اسے محبت ہو گئی تھی وہ اسکی کلاس فیلو تھی اور یہ یکطرفہ محبت نہ تھی بلکہ آگ دونوں طرف یکساں بھڑکی ہوئی تھی میں کالج کے نمایاں طلبہ میں تھا اور پیراکی میں کالج کی ٹیم کا کیپٹن تھا میں نے فیصلہ کیا تھا کہ گریجویشن کے بعد آئی سی ایس انڈین سروس کا امتحان دوں گا شیلا بھی یہی چاہتی تھی ہم دونوں نے امتحان اکھٹے دیا ہم دونوں کے گھر کوپر روڈ پر تھے میرے پتا جی پنجاب گورنمنٹ میں ملازم تھے ہم دونوں کے گھر والے ہماری محبت سے آگاہ تھےوہ ایک دوسرے سے اکثر ملتے رہتے تھے اپریل ۱۹۴۷ میں لاہور بھی ہندو مسلم فسادات کی لپیٹ

میں آگیا میری دو بہنیں تھیں جن کی شادی نہیں ہوئی تھی ایک شام فسادیوں نے ہمارے گھر کے سامنے والے گھر کو آگ لگا دی وہ گھر مسلمانوں کا تھا میرے پتا جو دل کے مریض تھے یہ منظر دیکھ کر ان کو دل کا دورہ پڑا اور وہ سورگباش ہوگئے فسادیوں کی شر انگیزی پر تو چند روز میں قابو پا لیا گیا لیکن پتا جی کی موت نے ہمیں اجاڑ دیا ہمارے پاس جمع پونجی نہ ہونے کے برابر تھی گھر کا سارا بوجھ مجھ پر آن پڑا تھا میں نے رنگ محل میں ایک دوکان پر وقتی ملازمت حاصل کر لی امید تھی کہ پتا جی کے فنڈز وغیرہ مل جائیں گے تو میں آئی سی ایس کی تیاری شروع کر دوں گا شیلا کے گھر والوں پر ہماری مالی کمزوری کا راز کھل چکا تھا اور وہ لوگ کچھ کچھے کچھے سے رہنے لگے اسی دوران شیلا کے لیے ایک انڈین کرسچن کیپٹن کا رشتہ آیا شیلا نے بھی مجھ سے دور رہنا شروع کر دیا تھا میں نے شیلا کو لاکھ سمجھانے کی کوشش کی لیکن بے سود میں نے اسے گزرے دنوں کی باتیں قسمیں اور وعدے یاد دلاے لیکن سب بے فائدہ ثابت ہوے اور پھر ایک دن شیلا اس کیپٹن کی دلہن بن کر چلی گئی لیکن میرے دل سے نہ نکل سکی میں اپنی بے سروسامانی کے بوجھ تلے دبا ہوا شیلا کو گرجے سے کیپٹن کی دلہن کے روپ میں نکلتے ہوئے دیکھتا رہا مگر کچھ کر نہ سکا

مجھے ایک چپ سی لگ گئی تھی اسی دوران تقسیم ہند ہو گئی اور میں اپنی ماتا اور بہنوں کو لے بھارت چلا آیا میرا آبائی گھر جو لاہور میں تھا وہ میرے والد

کے دوست نے مناسب داموں خرید لیا تھا اور بھارت جا کر ان پیسوں سے اپنی بہنوں کے ہاتھ پیلے کیے کچھ عرصہ بعد میری ماتا بھی چل بسی اور میں بلکل یکتا رہ گیا میں نے فوج جوائن کر لی ڈیرہدون میں اڑھائی سال کی ٹریننگ کے بعد سیکنڈ لیفٹیننٹ بنا میں نے پوری کوشش کی کہ شیلا کو دل سے نکال دوں لیکن اسکی محبت اور یاد کی جڑیں دل کی اتنی گہرائی تک پہنچ چکی تھی کہ ناکام رہا۔

کرنل کی دکھتی رگ پر میرا کچھ ایسا ہاتھ پڑا کہ اس کے جذبات کے سارے بندھن ٹوٹ گئے وہ بتاتا چلا گیا ۶۵ کی پاک بھارت جنگ کے دوران میں ایک انفنٹری کمپنی کا کمانڈر تھا اور لاہور سکٹر پر میری کمپنی تعینات تھی میرے ریکی کرنے والے جوانوں نے بتایا پاک کی ایک بڑی رانی توپ رانی یا شیرنی جو ۲۵۰ پونڈ کا گولا ۲۲ میل تک پھینک سکتی ہے کی لوکیشن انہوں نے دیکھ لی ہے میں اگر چاہتا تو اپنی کمپنی کو بتا کر اس توپ کو تباہ کروا سکتا تھا لیکن میں اپنی آرٹلری کو نہ بتا سکا اگرچہ ہمارا مواصلاتی رابطہ اپنی آرٹلری سے کٹ چکا تھا لیکن ان تک پیغام پہنچانے کے اور بھی بہت سے ذرائع تھے یہ شاید لاہور سے شیلا کی محبت کیوجہ سے ہوا جو لاہور میں رہتی تھی کہ میں اپنا فرض نہ نبھا سکا اس جرم کی پاداش میں مجھے دفتری امور پر لگا دیا گیا میں نے شادی نہیں کی اپنے دفتری اوقات کے بعد میرا زیادہ وقت تنہائی اور شراب نوشی میں گزرتا ہے کرنل نے اور بھی بہت سی باتیں کیں جن سے میں نے اندازہ لگایا

کہ کرنل بھارتی فوج سے بھی نالاں ہے اور غیر محسوس طور پر اپنی ذاتی وجوہات کی بنا پر پاکستان کے بھی اتنا خلاف نہیں ہے جتنے دوسرے بھارتی فوجی خلاف ہیں رات قریب ۱۲ بجے ہماری محفل برخاست ہوئی اور میں کرنل شنکر کے متعلق متضاد خیالات کے ہجوم میں گھرا ہوا اپنے ہوٹل واپس پہنچا یہاں پاکستان کی رانی اور شیرنی توپوں کے متعلق کچھ قارئین کو بتانا چاہتا ہوں یہ دوسری ہیوی ہوائز توپوں کی ایک قسم امریکہ نے اچھے وقتوں میں پاکستان کو دی تھیں ان میں چلنے والا گولا ۲۵۰ پونڈ کا ہوتا ہے اور ۲۲ میل تک ان کی رینج ہے ۱۰۰ میٹر کے دائرہ میں اس کا گولا ہر چیز تباہ کر دیتا ہے ان توپوں کے چلنے کی آواز اتنی ہے کہ توپ چلانے والوں کے کانوں کے پردے پھٹ جاتے ہیں اس لیے ان توپوں کے قریب پانی کے بڑے بڑے ٹب رکھے جاتے ہیں۔۔

دوکاندار نے عبدالکریم کے متعلق یہ بتایا کہ اس کے والدین کے فوت ہونے کے بعد لوگ بجائے عبدالکریم یتیم ہوگیا تھا سہارا دینے کے اس کے گھر کا بچا کھچا سامان بھی اٹھا کر لے گئے تھے اور عبدالکریم بلکل بے آسرا اور بے سہارا ہو گیا تھا عبدالکریم کے والد سے دوستی ہونے کیوجہ سے اس نے عبدالکریم کو نہ صرف سہارا دیا بلکہ پڑھایا بھی سکول سے واپسی کے بعد عبدالکریم اس کے ساتھ دوکان میں ہاتھ بٹاتا تھا میٹرک کے بعد عبدالکریم مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن وہ دوکاندار مزید اخراجات برداشت کرنے کا متحمل نہیں تھا لہذا سال بھر دوکان پر ہی کام کرتا رہا جونہی اسے موقع ملا فوج میں بھرتی ہو گیا

دوکان دار نے عبدالکریم کے متعلق جاننے کی وجہ پوچھی تو میرے ساتھیوں نے کہا کہ عبدالکریم کی ان کے خاندان سے شادی کی بات چیت چل رہی ہے اور اسی سلسلے میں وہ یہاں آے ہیں دوکاندار نے کہا کہ عبدالکریم ایک انتہائی شریف اور نواب خاندان کا چشم و چراغ ہے سواء غریبی اور یتیمی کے اس میں کوئی نقص نہیں دوکان دار نے یہاں تک کہا کہ اسکی کوئی بیٹی ہوتی تو وہ اسکو عبدالکریم کے ساتھ بیاہنے میں فخر محسوس کرتا الغرض عبدالکریم کی بتائی ہوئی سب باتوں کی تصدیق ہو چکی تھی اور اب مجھے اس کا تعاون حاصل کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنی تھی ابھی تک عبدالکریم کا جو خاکہ میرے ذہن میں تھا وہ ایک خاندانی بے آسرا تنہا مسلمان بھارتی سپاہی کا تھا جو اپنے افسران کی مسلسل گالی گلوچ اور سخت رویئے پر شاکی تھا یہ اس خاکے کا پازیٹو پوز تھا دوسرا رخ نیگیٹیو تھا وہ کچھ یوں تھا کہ وہ اپنی ذاتی شکایات اور رنجش کے باوجود اپنے ملک کا خیر خواہ ہو سکتا تھا اسکی عزت نفس جو کچلی جا چکی تھی اسے باغی بنا سکتی تھی یا پھر اس ہوئی عزت کی بحالی کے لیے وہ ہمارے متعلق جان کر اپنے افسران کی نظر میں عزت اور بھارت ماتا کا سیوک بن سکتا تھا یہ دونوں کام ممکن تھے یہاں پاکستان میں ہی دیکھ لیئجیے کہنےکو تو ہم سب پاکستانی اور اک قلیل اقلیت کے سوا باقی ہم سب مسلمان ہیں لیکن۔ مادر وطن کی عزت حرمت اور بقا کو پیچھے دھکیل کر اپنی ذاتی مفاد آگے لانے والے وطن فروش اور غدار بھی موجود ہیں ورنہ بھارتی ٹینکوں پر بیٹھ کر آنے پاکستان کا

قومی پرچم جو ہماری آزادی اور غیرت کا نشان ہے اسے مزار قائد پر نذر آتش کرنے والے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے اور اعلانیہ اس بات کا اعلان کرنے والے ابھی تک زندہ نہ ہوتے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے غداروں کی باتیں سن کر بھی خاموش رہنے والے وطن کی محبت سے بہت اتنے ہی دور ہیں جتنے وہ غدار۔ سمجھ میں نہیں آتا ماں بہن کی گالی سن کر طیش میں آنے والے اور مرنے مارنے والوں کی غیرت اس وقت کیوں سو جاتی ہے جب کو مادر وطن کو گالی دیتا ہے شاید یہ وہ لوگ ہیں جنکو آزادی کی کوئی قدروقیمت نہیں اور وہ اپنی ملک میں درپیش مسائل کا حل غلامی میں سمجھتے ہیں یہ لسانی پارٹیاں یہ لسانی تنظیمیں چاہے اقتدار میں ہوں یا حزب اختلاف میں صرف اور صرف اپنے ذاتی مفاد میں لگی ہوئی ہیں کوئی بھی سیاسی پارٹی ہو یا ان کا منشور صرف ملک کو لوٹنے کے لیے ہوتا ہے پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی محافظ پاک آرمی کو صرف پے گارڈ کا درجہ دیتے ہیں انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ اپنی سے 8گنا بڑے دشمن کے سامنے نہ صرف کھڑے ہیں بلکہ ایک سیسیہ پلائی دیوار کی مانند ہیں دشمن کا اکھنڈ بھارت کا خواب چکنا چور ہو چکا ہے اور اسے خود اپنی بقا کے لالے پڑے ہوئے ہیں پاکستان میں دہشت گردی اور خودکش دھماکے کرنے والے اگر پاکستانی ہیں تو وہ یقیناً دشمن کے ایجنٹ ہیں عبرت ناک موت ان کا مقدر بن چکی ہے اور ان شاء اللہ بہت جلد ہم ان طاغوتی چوہوں سے نجات حاصل کر لیں گے اس الجھی ہوئی صورتحال میں میں

نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا بہتر سمجھا اور ان کے ساتھ میٹنگ میں یہ نکتہ جاننے کی کوشش کی دو ساتھیوں کا خیال تھا کہ رات کو عبدالکریم کو اٹھا لیا جاے اور اسے سمجھایا جاے یا ڈرایا جاے یا مجبور کیا جائے کہ وہ ہمارا ساتھ دے ورنہ اسے وہی ختم کر دیا جاے ایک ساتھی نے کہا کہ رات کو کرنل شنکر کے روم میں گھس کر اسے ہلاک کر دیا جاے اور اس کے کمرے سے بریف کیس اور اہم کاغذات اڑا لیے جائیں یہ دونوں تجاویز تھوڑی سی بحث کے بعد رد کر دی گئی پہلی اس لیے کہ عبدالکریم اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا اٹھاے جانے کے بعد وہ اپنی جان بچانے کے لیے ساتھ دینے کا وعدہ بھی کر سکتا تھا اور بعد میں اپنے نمبر بنانے کے لیے مکر بھی سکتا تھا کرنل کو اگر ہلاک کر دیا جاتا تو اس بات کی کیا ضمانت ہوتی کہ اس کے کمرے سے ملنے والے کاغذات کسی اہمیت کے حامل بھی ہوتے یا نہیں ان دو صورتوں میں بھارتی سیکیورٹی فورسز چوکس ہو جاتی اور سب سے پہلے میں پکڑا جاتا کیونکہ کرنل سے ملنے والوں میں میرا نام سرفہرست تھا۔۔

بآلاخر فیصلہ ہوا کہ ان دونوں پرسنز کو سٹینڈ ۲ میں رکھ کر باقی ایکٹیوٹیز پر عمل کیا جاے اور ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے لیے مزید رابطے تلاش کیے جائیں اب ہم نے فی الحال یشونت سپرینڈنٹ اور دو عیسائی سویپرز پر مرکوز کر دی اگلے روز ہم ہیڈ کوارٹر سے چھٹی کے ٹائم پر قریبی بس اسٹاپ پر پہنچ گئے ہم یشونت کے ساتھ ایک ہی بس میں سوار ہو گئے اور میں نے اس کا گھر بھی دیکھ لیا

میں نے اپنے دو ساتھیوں کو صفائی والوں کے پیچھے لگا دیا تھا کہ ان سے واقفیت پیدا کریں اور اس طرح دفتر کے بعد ان کی سرگرمیوں کا پتہ کریں اور ضرورت پڑنے پر ان کے ساتھ شامل بھی ہو جائیں۔ دوسرے ساتھیوں کی ڈیوٹی لگائی کہ دفتر کے یشونت کی نگرانی کریں اور جس دن وہ گانا سننے جاے ایک اس کا پیچھا کرتا رہے تاکہ اس بالاخانے کی نشاندہی ہو سکے جہاں یشونت موجود ہو اور دوسرا ساتھی مجھے انفارم کرنے کے لیے چاوڑی بازار کے شروع میں ایک ریسٹورنٹ میں آے جہاں میں شام ۷ بجے موجود ہوں گا یہ مہینے کی شروع کی تاریخیں تھیں اور مجھے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا غالباً تیسری یا چوتھی شام تھی جب میرے ساتھی نے ریسٹورنٹ میں آ کر مجھے اشارہ کیا اور تھوڑی دیر تک ہم اس بالاخانے کے نیچے کھڑے تھے جس بالاخانے میں یشونت گیا تھا میں نے ایک ساتھی کو رخصت کیا کیونکہ اس شام میرا پروگرام صرف یشونت سے ملنا اور تعلقات بڑھانا تھا میں بالاخانے کی سیڑھیاں چڑھ کر اس سجے سجاے کمرے میں پہنچ گیا جہاں ناچ گانا ہونا تھا نشست فرشی تھی چاروں طرف گاؤ تکیے سلیقے سے رکھے ہوئے تھے ابھی محفل شروع نہیں ہوئی تھی نائیکہ نے مجھے خوش آمدید کہا میں یشونت کی ساتھ والی نشست پر بیٹھ گیا چند منٹوں بعد مجھے نقری طشتری میں پان پیش کیا گیا میں نے پان اٹھا کر ۲۰ روپے طشتری میں رکھ دیئے تھوڑی دیر بعد سازندے آ گئے اور اپنے سازوں کو درست کرنے لگے ابھی گانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ یشونت اور دو

تین دوسرے لوگوں کے سامنے گلاس اور سوڈے کی بوتلیں آ گئیں یشونت نے جیب سے شراب کا آدھا نکالا دوسرے لوگوں کے لیے نائیکہ نے پچھلے کمرے سے شراب کی بوتلیں منگوا لیں بڑے ادب سے نائیکہ نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیا شوق کروں گا ہمارے پاس آپ کی خدمت کرنے کے لیے سکاچ وہسکی اور اعلی قسم کی شراب موجود ہے آپ حکم کریں میں نے اسے کہا کہ آج میں پینے کے موڈ میں نہیں ہوں اس لئے صرف ٹھنڈا مشروب پیئوں گا اور تھوڑی دیر میں میرے سامنے کوکا کولا کہ دو یخ بستہ بوتلیں رکھ دی گئیں نائیکہ نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ آج موڈ نہیں جس کا مطلب کہ آپ پیتے ضرور ہیں اس لیے مجھے امید ہے کہ آپ کا موڈ بن جاے گا اس لیے جب بھی موڈ بنے بلا جھجک طلب فرما لیجیئے گا۔۔

محفل کا آغاز نیم کلاسیکی گانوں سے ہوا یشونت اس دوران اپنے ادھے کا آدھا حصہ پی چکا تھا میں یشونت پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھا کہ اسکی نظر کرم کس طوائف پر ہے نیم کلاسیکی موسیقی کا دور ختم ہوا اس دوران ۳ نوجوان طوائفیں اپنے پیروں میں گھنگرو باندھنے لگیں یشونت نے بوتل میں بچی ہوئی ساری شراب گلاس میں انڈیلی اور تھوڑا سا پانی ملایا اور غٹا غٹ پی گیا ان تینوں طوائفوں نے تمام تماشبینوں کے درمیان آ کر فرشی سلام کیے ابھی وہ طبلے اور سازندوں کے ساتھ قدم ملا رہی تھی کہ یشونت نے اپنی دوسری جیب سے ایک اور ادھا نکالا وہ بھارت کی بنی ہوئی شراب رم کی ایک قسم تھی چونکہ

بوتل گول اور ادھے چپٹے بنے ہوتے ہی ہیں اس لیے بآسانی جیب میں آ جاتے ہیں یشونت نے دوسری بوتل سے کچھ شراب گلاس میں انڈیلی پانی ملایا اور چڑھا گیا اب وہ پوری طرح سے نشے میں چور تھا جب گانا شروع ہوا تو ویل ایک روپے کی تھی ناچنے والی تینوں لڑکیوں نے رقص شروع کر دیا ان تینوں کے قدم اور رقص کے زاویے ایک دوسرے سے اتنے ملے ہوئے تھے کہ وہ ایک ہی جسم کے تین حصے دکھائی دیتی تھیں ان کے رقص نے محفل کو گرما دیا ویل اب ایک روپے سے ۵ روپے تک پہنچ چکی تھی مجھے چونکہ وہاں یشونت کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور طوائفوں پر اپنی امارت کا رعب بھی ڈالنا تھا لہذا میں نے ۱۰ روپے کی ویل شروع کر دی بالاخانے کا رواج ہوتا ہے کہ جو زیادہ ویل پیش کرے اسی کے سامنے ناچنا اور ناچتے ہوئے بیٹھ کر ویل لینا ہوتا ہے ۱۰ روپے کی ویل پر دوسرے تماشائی کچھ چونک سے گئیے اور میں نے روپے روپے کے ۱۰ نوٹوں کے دس پیکٹ بنا کر ویل دینی شروع کر دی لیکن ویل دینے میں وقفہ بڑھا دیا یہی وقت تھا۔۔جب مجھے فرسٹ امپریشن از دی لاسٹ امپریشن کے مصداق اپنی امارت کا رعب جمانا تھا میں نے ویل ۲۰ روپے کی کر دی بالاخانے کا اصول ہے دو یا دو سے زیادہ افراد اگر ویل پیش کریں تو ان میں زیادہ پیسوں کی ویل دے طوائف اس کے پاس پہلے آتی ہے میں اپنے ہمراہ خاصی رقم لے کے گیا تھا ۲۰ روپے کی ایک گڈی کے علاوہ ۱۰۰ روپے کے ۶۰ نوٹ میرے پاس تھے بیک وقت یشونت نے اور میں نے

یشونت کی مخصوص طوائف کر ویل دینے کے لیے اشارہ دیا میرے پاس ۲۰ کا نوٹ تھا اور یشونت نے ۱۰ کا نوٹ آگے کیا ہوا تھا طوائف سیدھی میرے پاس آئی اور ٹھمکے دکھا کر نوٹ لے کر اٹھنے لگی تو میں نے ۲۰ کا ایک اور نوٹ اس کے آگے کر کے اسے بٹھا لیا ۲۰ والے نوٹوں کی گڈی میں نے اپنے سامنے رکھی ہوئی تھی۔۔

ایک کے بعد ایک نوٹ نکال کر طوائف کو اٹھنے نہیں دے رہا تھا یشونت نے اپنا ہاتھ جس میں ۱۰ کا نوٹ پکڑا ہوا تھا پیچھے کر لیا میں نے اپنا سلسلہ جاری رکھا یشونت مایوس ہو کر اٹھنے لگا تو میں نے بازو سی پکڑ کر اسے بٹھا لیا اور کہا یشونت بابو یہ کیا وہ ایک اجنبی کے منہ سے اپنا نام سن کر کچھ حیران سا ہوا میں نے بے تکلفی سے اپنا ایک بازو اس کی کمر میں ڈال کر اسے اپنے قریب کر لیا اور دوسرے ہاتھ سے ویل پہلے یشونت کے سر پر رکھی اور پھر اس کے ماتھے اور گالوں پر رکھ کر دینی شروع کر دی طوائف کا کیا تھا اسے تو نوٹ اکھٹے کرنے تھے میری دی ہوئی ویلیں طوائف یشونت کے سر اور گالوں سے چٹکیاں بھر بھر کر لے رہی تھی شراب کے نشے میں مدھوش یشونت نے ایک دو بار رسمی طور پر مجھے روکنے کی کوشش کی مگر پھر محبوبہ کی ٹھمکے اورقربت نے اسے بےبس کر دیا اس دوران دوسری دو طوائفیں مسلسل ناچ رہی تھیں اور بے دلی سے دوسرے تماشبینوں کی دی ہوئی ویلیں لے رہی تھیں کچھ تماشبین مقابلے کی سکت نہ رکھتے ہوئے اٹھ کر جا چکے تھے سازندوں نے بھی

اس دوران نیو دھن شروع کی لیکن میں یشونت کی محبوبہ کو اس کے سامنے سے اٹھنے نہ دیا اگر میری ویل کا وقفہ ۴۵ سیکنڈ بھی لگایا جاے تو میں نے یشونت کی محبوبہ کو ایک گھنٹہ سے زیادہ اس کے سامنے بٹھاے رکھا دوسری دو طوائفیں ناچ ناچ کر بے حال ہو چکی تھیں میری گڈی میں صرف چار پانچ نوٹ باقی رہ گئے تھے تو میں نے ۱۰ روپے کے ۲۰ نوٹ نائیکہ کو مخاطب کر کے اسکی طرف پھینک دیئے اس سے پہلے کہ میرے چار پانچ نوٹ ختم ہوتے ۲۰ روپے والی گڈیاں میرے سامنے رکھی جا چکی تھی نائیکہ نے اب مجھ سے اکٹھی رقم اینٹھنے کے لیے رقص بند کروا دیا اور ایک طرح کا وقفہ ہو گیا نائیکہ نے سب سے کھانے کا پوچھا میں نے سیکھ کباب اور پراٹھے منگواے یشونت نے بھی کباب اور پراٹھے منگواے میں نے ایک ہزار نائیکہ کی طرف اچھالتے ہوے کہا کہ میں اور یشونت اور اسکی محبوبہ کھانا اکھٹے پچھلے کمرے میں کھائیں گے نائیکہ نے حامی بھر لی ہم تینوں نے پچھلے کمرے میں کھانا کھایا کھانے کے بعد اب محفل کا دوسرا حصہ شروع ہونا تھا یشونت اتنی زیادہ پی چکا تھا کہ لڑکھڑا کر کبھی ادھر گرتا اور کبھی ادھر میں نے نائیکہ کو کہا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہی اس لیے ہم چلتے ہیں یہ کہتے ہوئے میں نے نائیکہ کو مزید ۵۰۰ روپے دیئے اور یشونت کو سنبھالتے ہوے نیچے آ گئے میرا ساتھی ریسٹورنٹ میں میرا منتظر تھا میں نے اسے ٹیکسی لانے کو کہا جلد ہی ٹیکسی آ گئی چاوڑی بازار کے پیچھے تنگ گلیوں میں جسم فروشی کا دھندہ ہوتا تھا میں نے

وہاں ٹیکسی روکی یشونت تو ٹیکسی میں ہی خراٹے بھرنے لگا تھا میں اس گلی میں گیا گلی میں ایک ہیڈ کانسٹیبل اور ایک سپاہی پہرے پر کھڑے تھے میں نے ان کی طلبی نگاہ بھانپ کر ۵۰ روپے ہیڈ کانسٹیبل کی مٹھی میں رکھ دیئے اس نے مسکراتے ہوئے مجھے جانے کا گرین سگنل دے دیا میں نے ایک گلی کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک چکر لگایا اور ایک جوان اور صاف ستھری عورت کے پاس گیا چھوٹے موٹے غلیظ کمروں می صرف آٹھ دس ہی کھلے تھے۔۔

باقی سب بند تھے میں اس عورت کے قریب گیا تو وہ بولی ایک گھنٹے کا ۳۰ روپیہ لوں گی میں نے کہا ۳۰۰ دوں گا اور ایک گھنٹے میں واپس بھی چھوڑ جاؤں گا وہ کچھ سوچنے لگی میں نے کہا ۵۰۰ سو دوں گا اس نے دلاورے نام کے کسی مرد کو بلانے کے لیے آواز دی اور میری آفر بتائی دلاورے بولا کہاں لے جانا ہے میں نے کہا دریا گنج اس نے کہا کوئی چکر ہے میں نے جواب دیا ہاں ایک ہندو کو جس نے کئی مسلمان لڑکیوں کو خراب کیا ہے اسے رسوا کرنا ہے اس نے کہا آپ مسلمان ہیں میں نے کہا ہاں اس نے کہا ثبوت میں نے کہا کہ کمرے میں آو ثبوت دیکھتا ہوں ثبوت دیکھنے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا اس نے کہا کہ آپ نے ادھر ادھر کی بات کرنے کی بجاے سچی بات کی ہے آپ مجھے بھلے آدمی لگے ہو میں زری کو آپکے ساتھ بھیج دیتا ہوں ایک گھنٹہ کی بجاے آپ اسے بے شک صبح تک اپنے پاس رکھیں مگر صبح تک واپس چھوڑ

جائیں اور ایک بات ایک سے زیادہ آدمی اس کے پاس نہ جائیں میں نے اسے کہا کہ ایک آدمی بھی نہیں جاے گا ہمیں بس اس ہندو کو رسوا کرنا ہے اور بس اس نے زریں کو میرے ساتھ جانے کا کہا اور خود کمرے کے اندر چلا گیا۔۔

زریں پانچ منٹ میں میک اپ درست کر کے باہر آ گئی اور میں اسے لے کر گلی سے باہر آگیا ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر میں بیٹھ گیا پچھلی سیٹ پر یشونت ساتھ زری اور ساتھ میرا ساتھی بیٹھ گئے میں نے اسے دریا گنج جانے کا کہا دریا گنج جانے کے راستے میں کوئی آبادی نہ تھی صرف درخت اور جھاڑیاں تھیں میں نے ڈرائیور سے کہا کہ وہ ادھر رک جاے اپنے ساتھ کو میں نے سوے ہوے یشونت کو جھاڑیوں کے پیچھے لے جانے کا کہا اور زری کو بھی اس کے پیچھے جانے کا کہا ڈرائیور کو میں نے ۱۰۰ کا نوٹ دے کر کہا کہ گاڑی کا بونٹ اٹھا کر یوں کھڑے ہو جاؤ جیسے انجن خراب ہو گیا ہے۔۔ہم پندرہ بیس منٹ میں واپس آتے ہیں وہ ہنسنے لگا اور باؤ جی صرف ۲۰ منٹ جاؤ باؤ جی موج کرو موج خالصا تواڈا ایتھے چار گھنٹے وی انتظار کر لوے گا چاوڑی بازار اور پھر جسم فروشی کے اڈے سے ایک عورت کو ساتھ لاتے ہوئے وہ ہمارے ارادے کو سمجھ گیا تھا میں ہنسا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر خود بھی جھاڑیوں کے پیچھے چلا گیا یشونت نشے میں چور زمین پر ڈھیر پڑا تھا۔۔

میرے ساتھی کو بھی علم نہ تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں میں نے اسے یشونت کے سارے کپڑے اتارنے کا کہا ادھر زری کو بھی کہا کہ وہ بھی ادھر آوٹ

میں اپنی سارے کپڑے اتار دے 5 منٹ میں دونوں کپڑوں سے آزاد ہو چکے تھے میرا ساتھی اور میں دونوں مسلح تھے میرے ساتھی کے پاس ۲ ہزار روپے تھے میں نے اس سے ساری رقم لے لی اور اپنے بھی سارے نوٹ نکال کر یشونت کے ہاتھ میں پکڑا دیئے یشونت کو میرے ساتھی نے زمین پر بیٹھے بیٹھے کھڑا کر کے سہارا دیا میں نے زری سے کہا کہ وہ یشونت کے بلکل ساتھ کھڑی ہو کر یشونت کے سینے پر اپنا سر رکھ دے اب پوز کچھ یوں تھا کہ دونوں بلکل ننگے جھاڑیوں کے پیچھے کھڑے تھے زری اس کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اور یشونت نے اپنا ہاتھ اس کے پیچھے سے نکال کر اس کے جسم کے سامنے رکھا ہوا تھا میں نے ساتھی سے کیمرہ لے کر اس پوز میں اور کئی دوسرے پوزیشنز میں ۱۲ تصویریں لے لیں اس کے بعد نوٹ میں یشونت کے ہاتھ سے لے کر اپنے پاس رکھ لیے ساتھی نے یشونت کو کپڑے پہنے زری نے اپنے کپڑے پہنے اس کام سے فارغ ہو کر ہم جب ٹیکسی کے پاس گے تو تقریباً اس سارے کام میں ۳۰ منٹ لگے تھے۔۔۔

ٹیکسی ڈرائیور حیران تھا کہ تین آدمی اتنی جلدی فارغ کیسے ہو گے میں نے اسے واپس چاوڑی بازار چلنے کو کہا گلی کے قریب پہنچ کر میں نے گاڑی رکوائی اور زری کو واپس چلے جانے کو کہا لیکن اس نے کہا کہ مجھے گھر تک چھوڑ کر آئیں ورنہ پولیس والے مجھے زبردستی ہمراہ لے جائیں گے میں زری کو اسکے کمرے کے پاس چھوڑ کر واپس پلٹا تو وہی پولیس والے وہاں موجود تھے ۵۰

روپے کی رشوت کی گرمی کیوجہ سے وہ میرے جانے اور واپس آنے پر مسکرائے اب میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو ریلوے اسٹیشن پر چلنے کا کہا ریلوے اسٹیشن پر ہم نے یہ ٹیکسی چھوڑ کر دوسری ٹیکسی لی اور یشونت کے گھر کیطرف روانہ ہوے یشونت کے گھر کی گلی سے چند قدم دور میں نے ٹیکسی رکوائی میں ٹیکسی میں بیٹھا رہا اور میرا ساتھی سوے ہوئے یشونت کو اسکے گھر چھوڑنے چلا گیا بقول اس کے یشونت کے لڑکے نے دروازہ کھولا تھا میرے ساتھی نے یشونت کو اس کے حوالے کیا اور تیزی سے واپس آ گیا یشونت کے لڑکے نے میرے ساتھی سے کوئی سوال نہ کیا شاید یہ اسکے روز کا معمول تھا۔ میں نے اپنے ساتھی کو محلہ فراش خانہ کے قریب اتار دیا اس سے لی ہوئی رقم اسے واپس لوٹا دی اور کہا کہ فلم ارجنٹ واش کروا کر ہر فوٹو کی تین تین کاپیاں بنوا لینا میں اگلی شام ۷ بجے چارڑی بازار کے اسی ریسٹورنٹ میں ملوں گا ساتھی کو رخصت کر کے میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو نیو دہلی چلنے کو کہا لودھی ہوٹل سے آگے گزر کر میں نے ٹیکسی کو فارغ کیا اور ٹہلتا ہوا واپس ہوٹل آ گیا قارئین کرام آپ داستان کا یہ حصہ پڑھ کر یا آئندہ آنے والے واقعات پڑھ کر آپ مجھے گرا ہوا بلیک میلر اور نہ جانے کیا کیا کہیں گے مگر بخدا میں نے جو بھی کیا وطن کی خاطر کیا اس میں میرا اپنا ذاتی کوئی مفاد نہیں تھا دشمن اپنے ملک کے دفاعی راز طشتری میں رکھ کر پیش نہیں کرتا بھارت نے پاکستان کو کبھی دلی طور پر آج تک تسلیم نہیں کیا وہ ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتا ہے

کہ پاکستان کو ختم کرکے اپنے اکھنڈ بھارت کا خواب پورا کر سکے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ کو پاکستانی قوم قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی تھی اور قائد کی تدفین میں مصروف تھے کہ بھارت نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے حیدر آباد دکن پر حملہ کر دیا اور اس بڑی اور متمول جو اپنی خودمختاری کا اعلان کر چکی تھی کو قبضے میں لے کر اپنے اندر ضم کر لیا کشمیر میں ۷ لاکھ فوج بھیج کر ان کشمیریوں پر ظلم اور بربریت سے بھی بڑھ کر کھلی چھوٹ دے دی شرابی کبابی یحییٰ خان کے دور حکومت میں پاکستان کی دو بڑی سیاسی پارٹیوں کی چپقلش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرقی پاکستان پر حملہ کر کے پاکستان کو دولخت کر دیا ایسے دشمن سے کبھی خیر کی توقع نہیں دوسری بات جو عرض کرنی ہے کہ ہم پانچ ساتھی بھارت میں ہندو بن کر رہ رہے تھے اور ہم نے اپنے وطن کی بقا کے لیے دشمن کے دفاعی راز چوری کرنے گئے تھے ناکہ کسی تبلیغی مشن پر ہم نے والنٹئر کیا تھا کہ ہم بھارت میں ہندو بن کر رہیں گے اور اپنا کام سرانجام دیں گے مشن کے آخری دور میں میں اپنوں کی غداری کیوجہ سے پکڑا گیا اور تھرڈ ڈگری کا ۱ ماہ ۶ دن بھر پور استفادہ کیا ان کی مہمان نوازی کے ثبوت آج بھی میرے جسم پر موجود ہیں

اگلے روز میرے دو ساتھی مجھے چاوڑی بازار کے اس ریسٹورنٹ میں ملے وہ مجھے دیکھتے ہی ہنستے ہوئے میرے پاس بیٹھ گئے اور رات کھینچی گئی ۱۲ تصاویر کا سیٹ میرے سامنے رکھ دیا یہ تصاویر بلکل صاف آئی تھیں اور فلش نے پیچھے

جھاڑی کو بھی نمایاں کر دیا تھا دو سیٹ اور نیگیٹو وہ احتیاطی طور پر گھر چھوڑ آے تھےان تصویروں کیوجہ سے یشونت مجھے بلکل بے دستوپا نظر آ رہا تھا اسکی کمزوری ہاتھ آ چکی تھی اب مجھے کرنا یہ تھا کہ یشونت سے مل کر اسے یہ تصویریں دکھا کر اس کے بھیانک انجام کی تصویر کشی کرنی تھی تاکہ وہ میری ہر بات ماننے پر مجبور ہو جاے میں نے فیصلہ کیا کہ یشونت کو ملنے کے لیے دو تین دن کا وقفہ لیا جاے گذشتہ رات وہ اتنا مدہوش تھا میری تمام کاروائی کے دوران اس نے ذرا بھی مذاہمت نہیں کی تھی اگر اسے کوئی بات یاد آ ئی بھی تو شاید وہ اسے خواب سمجھے اگر سب کچھ یاد آ بھی جاے تو اس سے سنبھل جائے اسے فوری ملنے اور تصویر دکھانے سے ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی اپنے افسران کو سب کچھ بتا دے میں اسے چند روز شش و پنج میں رکھنا چاہتا تھا ہم ریسٹورنٹ میں تین چار گھنٹے بیٹھے رہے لیکن اس رات یشونت نہیں آیا جو یشونت کے ساتھ کیا کہ ہمارا طے شدہ منصوبہ تھا لیکن بدقسمتی سے پہلی رات ہی ہمیں یہ مکمل کرنے کا موقع مل گیا لیکن اب مجھے بازی جیتنے کے لیے پتے نہایت ہوشیاری سے کھیلنے تھے میں نے ساتھیوں سے کہا جو عیسائی سوپیرز کے پیچھے لگے ہوے ہیں ان کو کہنا کہ اپنا کام نہایت ہوشیاری اور تیزی سے ختم کریں میں چاہتا تھا کہ اگر یشونت کو قابو کر لیا تو عیسائی سوپیرز کے ذریعے مزید کام جاری ہو سکے میں نے اٹھتے ہوئے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ وہ اگلی صبح یشونت کی نگرانی کریں اور دیکھیں کہ وہ دفتر جاتا ہے کہ نہیں اس کے

چہرے سے اس کے تاثرات کا اندازہ لگائیں اور ہر شام اسی ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر اس کا انتظار کریں جونہی وہ بالاخانے جاے تو ایک اس کا پیچھا کرے اور دوسرا اکبر ہوٹل کی لابی میں آ کر مجھے انفارم کرے غرض ان انتظامات کے بعد چار روز تک میں نے یشونت کا انتظار کیا لیکن وہ چاوڑی بازار کی طرف نہیں آیا دوسرے سوپیرز کی نگرانی کرنے والے ساتھیوں کی طرف سے بھی کوئی مثبت نتائج نہیں مل رہے تھے۔۔

ان حالات کے پیش نظر میں خود یشونت سے رابطہ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ مزید وقت ضائع نہ ہو میں نے ایک ساتھی کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس کے دفتر واپسی کے وقت اس ساتھ بس میں سوار ہو جاے اور کسی بس سٹاپ کے نزدیک پہنچ کر ایک چٹ اسکے ہاتھ میں تھماے اور اتر کر غائب ہو جاے اور دوسرا ساتھی اس کے گھر کے سٹاپ تک اسکی خفیہ نگرانی کرے اور دیکھے کہ یشونت گھر جاتا ہے یا اس چٹ پر لکھے ہوئے پتے پر جاتا ہے اور اس بات کا بھی خیال رکھے کہ یشونت کا پیچھا تو نہیں کیا جا رہا چٹ پر میں انگلش میں لکھا کہ چٹ پڑھ کر اس پر لکھے مطلوبہ ایڈریس پر گھر جانے سے پہلے پہنچ جاؤ ورنہ تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے میرے ساتھی تمہاری نگرانی میں ہیں

یہ سارا کام آئندہ روز ہونا تھا میں اس مشن کی تکمیل کے لیے بس میں چٹ دینے والے ساتھی اور خود کو یشونت کے سامنے یکسپوز کرنے کا خطرہ مول لے

رہا تھا لیکن اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا میں نے اپنے چاروں ساتھیوں کے سامنے یہ تجویز رکھی فیصلہ تو میں کر چکا تھا انہیں بھی تو رسمی طور پر بتانا تھا سب نے میری تجویز مان لیکن ایک کام کا انہوں نے اضافہ کر دیا چٹ سے لے کر یشونت سے ملاقات تک اور بعد میں مقررہ مقام پر پہنچنے تک وہ مسلح ہو کر میری نگرانی کریں گے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں وہ میرا بچاؤ کر سکیں۔ میں نے یہ بھی مان لیا پلان تیار ہوگیا اور اگلے روز اس پر عمل پیرا ہونا تھا

اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میرے ساتھی مشن کی کامیابی کے ساتھ ساتھ میری زندگی اور تحفظ کے لیے کتنے مستعد تھے اسی لیے میں اپنی پانچ کے گروپ کو فائیو مین آرمی کہتا تھا۔

میں نے اپنے کیمرے والے ساتھی سے کہا کہ جب میں اور یشونت ریسٹورنٹ سے باہر نکلیں تو اس کی اور میری ایک تصویر بنا لیں چونکہ شام ہو چکی ہو گی اس لیے فلش گن کا استعمال لازمی کرے

یہ تمام ہدایات دے کر میں ہوٹل واپس آ گیا بھارت میں آنے کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ میں خود کو بطور مسلمان اور پاکستانی ایک اہم شخص کے سامنے ظاہر کر رہا تھا اس میں کامیابی اور ناکامی دونوں کے ففٹی چانس تھے۔۔

میں نے اپنی طرف سے ہر طرح کی منصوبہ بندی کی تھی چٹ ملنے کے بعد

یشونت کو کوئی موقع نہیں دیا گیا کہ وہ اپنے افسران سے مل سکے لیکن یہ بھی ممکن تھا کہ جھاڑیوں میں پیش آنے والا واقعہ اسے یاد ہو اور اس نے اپنے افسران کو بتا کر چوکنا کر دیا ہو ہمارے آئندہ اقدام کو ناکام بنانے کے لیے یشونت کی نگرانی اور حفاظت کا بندوبست کر دیا گیا ہو اور ساتھ ہی ہمیں ٹریپ کرنے کا بھی انتظام کر دیا گیا ہو ایسے حالات میں پیش آنے والے واقعات سے میں بخوبی واقف تھا لیکن میری چھٹی حس مجھے کہہ رہی تھی کہ ہم اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہوں گے میری تربیت کے اختتام پر میرے سئنرز نے جو میری روپورٹ بگ باس کو بھیجی تھی وہ مجھے بھی دکھائی گئی تھی اسکی آخری سطور مجھے اب بھی یاد ہیں

In my opinion he is an indestructible optimistic

ترجمہ۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک نہ ٹوٹنےوالا پر امید شخص ہے

مجھے اپنے سئنرز کے ان الفاظ کی لاج بھی رکھنی تھی اور سب سے زیادہ مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ اور یقین تھا کہ وہ دلوں کے بھید خوب جاننے والا ہے اسکے نام پر بنائے گے ملک کی بقا اور سلامتی کے لیے جو بھی میں غیر اخلاقی کام کیے ہیں وہ اسکی اصلیت اور بخوبی جانتا ہے ان شاء اللہ مجھے کامیابی ضرور ملے گی

میں نے اگلی صبح یشونت کے گھرانے اسکی بیٹی اور اس کے آشنا اور دیگر افراد

اور یشونت کی زری کے ساتھ پکچرز کو الگ الگ لفافے میں ڈال کر رکھ لیں اور اپنا اسلحہ لوڈ کیا اور فالتو راؤنڈ بھی ساتھ لیے اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا وہ بھی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے میں نے اپنے پکڑے جانے کی صورت میں چارج اپنے نمبر 2 حوالے کیا میرے ساتھی کچھ مرجھائے ہوے سے لگ رہے تھے میں نے ان کو تسلی دی اور ہنسی مذاق سے ان کا دل بہلایا میں ہوٹل سے اپنے ہمراہ احمد نگر کے فوٹو فلم اور یشونت کی ایکسڑا پکچرز اور ان کے نیگیٹو بھی ساتھ لے آیا تھا وہ بھی میں نے اپنے نمبر ۲ کے حوالے کر دیئے اب میرے کمرے میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو مجھے قابل مواخذہ بناتی آخری ہدایات دینے کے بعد میں نے ساتھیوں سے رخصت چاہی شام ۴ بجے کے قریب میں سرائے بیرم خان کے اس ریسٹورنٹ میں پہنچ گیا جہاں یشونت کو ملاقات کے لئے بلایا گیا تھا تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میرے دو ساتھی بھی نظر آ گئے ایک کے پاس ایک بیگ میں کیمرہ اور فلش گن تھی ہم آپس میں دوسرے سے فاصلے پر ایک چھپر نما چاے خانے میں بیٹھ گئے جلد ہی میرا وہ ساتھی بھی آ گیا جس نے بس میں یشونت کو چٹ دینی تھی وہ اس چاے خانے کے قریب کھڑا ہو گیا اور اشارے سے مجھے اپنے قریب بلایا میں ٹہلتا ہوا اس کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا کہ بس میں یشونت کو چٹ دینے کے بعد بس میں اتنا رش ہونے کیوجہ سے یشونت اسے دیکھ نہیں سکا اور اسی رش میں وہ بس سے مسافروں کے ساتھ نیچے اتر آیا اور دوسرا ساتھی بس میں

یشونت کی نگرانی کر رہا ہے میں نے اسے بتایا کہ دو ساتھی پہلے ہی آ چکے ہیں اور اب یشونت اور چوتھے ساتھی کا انتظار ہے اب ہم سب امید و بیم کی کیفیت میں یشونت کا انتظار کر رہے تھے اور دل ہی دل میں اس گفتگو کا اعادہ اور اسے مزید پر اثر بنا رہا تھا جو میں نے یشونت سے کرنی تھی اسی گفتگو پر ہمارے اس مشن کا دارومدار تھا میں چاہتا تھا کہ یشونت کو ہمارے ساتھ تعاون نہ کرنے کا وہ بھیانک دور شروع کروں گا جو اس ہوٹل سے شروع ہو کر اس کے سارے خاندان کو لے ڈوبے گا اور اگر وہ تعاون کرتا ہے تو پھر اس کی حفاظت اور مالی لالچ دے کر اسے اپنے راست پر چلانا ہے قریب ٦ بجے اسی ہوٹل میں سے گزرتے ہوئے میرے ساتھی نے سیٹی بجائی میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا یہ یشونت کی آمد کی اطلاع تھی شام کے ڈھلتے سائے میں میں نے مردہ قدموں سے یشونت کو ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے دیکھا اس کے کچھ فاصلے پر میرا وہ ساتھی جو اس کے تعاقب میں تھا نظر آیا میں چھپر ہوٹل سے اٹھا اور اس ساتھی کے قریب سے گزرا اس نے سرگوشی میں کہا کہ یشونت گھر سے بہت پہلے ایک سٹاپ پر اتر کر سرائے بیرم خان کی بس پر سوار ہو گیا تھا میرا ساتھی بھی اسی بس میں سوار ہوا کوئی نگرانی نہیں ہو رہی سب اوکے کی روپوٹ کے بعد۔ میں ریسٹورنٹ کیطرف گیا ریسٹورنٹ میں یشونت کونے کی ایک میز پر بیٹھا ہوا تھا پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی میں جب اس کی میز کے سامنے گیا تو اس نے مجھے دیکھا تو یک

دم چونک گیا اسکی گھبراہٹ اور بڑھ گئی اور اسی گھبراہٹ میں پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے گر گیا میں یشونت کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔اور ویٹر کو دو کافی اور سنیکرز لانے کا کہا یشونت اپنی گھبراہٹ میں نمستے اور رسمی کلمات بھی بھول گیا تھا وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتا جا رہا تھا میں نے کہا یشونت بابو میں نے ہی آپ کو یہاں بلایا ہے اور آپ سے کچھ اہم باتیں کرنی ہیں یشونت نے مجھے ٹوکا اور کہا کہ آپ وہی ہیں نہ جو اس روز بالاخانے میں میرے ساتھ بیٹھے تھے آپ کا شبھ نام کیا ہے میں نے ذرا تحکمانہ لہجے میں کہا کہ دیکھو یشونت جب میں بات کر رہا ہوں تو مجھے مت ٹوکو یہ ثمی کا بالاخانہ نہیں ہے میری باتیں دھیان سے سنو اور مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کرو۔۔۔وہ حیران اور سراسیمہ مجھے دیکھے جارہا تھا میں نے ایک ایک کر کے اس کے لڑکے اور لڑکیوں کی تصاویر اس کے سامنے رکھ دیں اور ان کے نام بھی بتا دیئے۔۔

اور پھر اس کی لڑکی کے سکول اور اس کے آشنا کی تصویر بھی سامنے رکھ دی ان تصاویر کو دیکھا کر میں اس کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا میں نے کہا مسٹر یشونت میں تمہارے گھر والوں کے بارے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں اتنا تم بھی نہیں جانتے اور تمہارے بارے میں اک خاص بات اور یہ کہہ کر میں نے جھاڑیوں والی ۱۲ تصاویر اس کے سامنے رکھ دیں

یشونت ایک ایک تصویر دیکھتا جاتا اور اسکی پریشانی اور گھبراہٹ بڑھتی جاتی آدھی تصاویر ہی دیکھ کر وہ حوصلہ ہار بیٹھا اس کی پیشانی پسینے سے بھیگ چکی

تھی اور اس کا جسم کا نہ رہا تھا میں نے تصاویر اس کے سامنے سے اٹھا لیں یشونت بولا بھگوان کی قسم میں اس عورت زریں کو بلکل نہیں جانتا وہ لڑکھڑاتی ہوئ زبان میں کہہ رہا تھا میں تو غریب آدمی ہوں سرکاری دفتر میں ملازم ہوں پھر بھی بتائیں آپ کی ڈیمانڈ کیا ہے وہ سمجھ رہا تھا کہ میں رقم وصول کرنے کے لیے اسے بلیک میل کر رہا ہوں میں نے اسے تحکمانہ لہجے میں کہا کہ اگرچہ میں تمہارے متعلق سب کچھ جانتا ہوں مگر تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں جس دفتر میں تم کام کرتے ہو وہاں تم اپنے ڈیپارٹمنٹ اور پوزیشن کے متعلق بتاؤ اس نے کہا کہ وہ جنرل ہیڈ کوارٹر میں کاپینگ ڈیپارٹمنٹ میں سپریڈنٹ ہے تو پھر اس تنخواہ میں بالاخانوں کی عیاشیاں کیسے کرتے ہو میں نے پوچھا تو وہ بولا گھر کا خرچہ تو میری بیٹی جو ٹیچر ہے وہ چلاتی ہے باقی بچے جو پڑھتے ان کی فیس میں ادا کرتا ہوں وہ گڑ گڑا کر بولا میں غریب آدمی ہوں مگر پھر آپ اپنی ڈیمانڈ بتائیں ساتھ ہی اس نے پوچھا کہ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو کیا آپ ملٹری انٹیلی جنس کے آدمی ہیں میں نے کہا ایک طرف تم مجھ سے میری ڈیمانڈ جاننا چاہتے ہو اور دوسری میری شناخت بھی جاننا چاہتے ہو میں نے اسے زور دار لہجے میں کہا یشونت میں یہاں تمہارے سوالوں کے جواب دینے نہیں آیا تم چاروں طرف سے گر چکے ہو تمہاری یہ تصاویر ساتھ ہی میں نے تصاویر نکال کر اس کے سامنے میز پر رکھ دیں تم کو تباہ برباد کر سکتی ہیں تم اپنی زندگی کا بقیہ حصہ جیل میں گزارو گے اس عورت کے ساتھ

ہاتھ میں نوٹ پکڑے تمہیں جیل میں ساری زندگی چکی پیستے گزارنے کے لیے کافی ہیں تمہاری اولاد تمہارے رشتہ دار جب تمہاری زندگی کا یہ گھناؤنا رخ دیکھیں گے تو تم پر لعنت بھیجیں گے تمہاری لڑکیاں بن بیاہی رہ جائیں گی اور بالآخر بھاگ جائیں گی تمہاری ٹیچر بیٹی کو فوراً نوکری سے نکال دیا جائے گا اور سب سے اہم اور بڑی بات اگر تم نے میرے ساتھ تعاون نہ کیا تو تم کو اس ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے ہی گولی مار دی جاے گی۔۔گولی کا سن کر یشونت تھر تھر کانپنے لگا میں نے کہا کہ یہ علاقہ مسلمانوں کی اکثریت کا ہے یہاں تمہاری لاش تک غائب کر دی جاے گی دفتر سے نکل کر یہاں آنے تک کا تمہارے متعلق کسی کو علم نہیں ہے آپنی باتوں کا رد عمل دیکھنے کے لیے میں ذرا رکا یشونت کی حالت دیدنی تھی ایسے لگتا تھا کہ اسے ابھی ہارٹ اٹیک ہو جاے گا وہ کانپتے ہوے ادھر ادھر ریکھ رہا تھا کہ ابھی کسی طرف سے گولی نہ آ لگے جب میں نے دیکھا کہ گھبراہٹ سے اس کی دل کی دھرکن ہی نہ بند ہو جاے تو میں نے اسے پانی کا گلاس دیا پانی پی کر بھی اسکی گھبراہٹ کم نہیں ہو رہی تھی میں نے کہا دیکھو یشونت اگر تم تعاون نہیں کرو گے تو تمہارے ساتھ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اگر تعاون کرو گے تو تمہارے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوگا بلکہ الٹا تمہاری مالی اور دیگر امداد بھی کیجاے گی وہ فوراً بولا بتائیں میں آپ کے ساتھ کیا کیا تعاون کر سکتا ہوں یشونت بریکنگ پوائنٹ پر تو آ ہی چکا تھا اب میں مزید اسے جھٹکے دینا چاہتا تھا میں نے کہا سب سے پہلے یہ بتاؤ

کہ کس حد تک تعاون کر سکتے ہو میں دوبارہ کہتا ہوں مجھ سے سوال نہیں کرنا بس میرے سوالات کا جواب دینا ہے تم کاپینگ برانچ میں سپریڈنٹ ہو تمہارے پاس ہیڈ کوارٹر سے بھیجی جانے والی ڈاک کے علاوہ باہر سے آنے والی ڈاک کی بھی کاپیاں ہوتی ہیں اس نے اثبات میں سر ہلایا میں نے پوچھا کی عموماً کتنی ڈاک روزانہ تمہارے پاس آتی ہے اور کتنی جاتی ہے اور یاد رکھنا مجھے تمہارے دفتر میں آنے اور جانے والی ڈاک کی تعداد کا علم ہے صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ تم کتنا سچ بولتے ہو یہ باتیں تم سے پوچھ رہا ہوں یشونت میں اب قوت مدافعت نہ رہی تھی میں نے کہا کہ تمہاری زندگی کا دارومدار تمہارے سچ بولنے اور ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر ہے ہندو اگر کسی بات سے زیادہ ڈرتا ہے تو وہ موت ہے اسی موت کر ڈر کی وجہ سے چند ہزار غیر ملکی مسلمانوں نے ان پر کڑروں سال حکومت کی۔ اپنے اندر سے موت کا خوف دور کرنے کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھ سے کالی ماتا کی مورتی بنائی مگر وہ مورتی بھی ان میں سے موت کا خوف دور کرنے کا سبب نہ بن سکی کیونکہ ایک بے جان چیز خود کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

یشونت نے بتایا کہ اوسط چالیس خطوط روزانہ مختلف ڈویژنوں سے آتے ہیں اور تقریباً اتنے ہی ہیڈ کوارٹر سے باہر بھیجے جاتے ہیں میں کلاسفائی خطوط کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ خطوط غیر کھولے ڈائریکٹ مکتوب آلہ کو بھیج دئے جاتے ہیں لیکن بعد میں وہ خطوط دوبارہ میرے پاس فائلز میں لگانے کے لیے آ

جاتے ہیں ان سب کے انچارج تم ہو اس نے کہا ہاں میں ہوں کلاسفائیڈ اور اہم خطوط تم ہی ٹائپ کرتے ہو گے میں یونہی سوال جڑ دیا ایسے خطوط ایک کلرک ٹائپ کرتا ہے لیکن۔ کورکشن کے لیے پے میرے پاس آتے ہیں۔۔

میں نے چند لمحے تامل کے بعد یشونت سے کہا کہ کیا تم میرے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہو اس نے کہا اس کے علاوہ چارہ کیا ہے میں نے کہا کہ ایک دوسری صورت بھی ہے کہ ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے ہی تم گولی مار دیتے ہیں اور تم ہر قسم کے تعاون سے بچ جاؤ گے یشونت نے اپنے ہاتھ میں میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا نہیں نہیں سر ایسا نہ کیجئیے گا میں ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہوں میں نے یشونت کی آنکھوں میں جھانکتے ہوے کہا اگر تم اپنی جان بچانے کے لیے جھوٹ موٹ تعاون کی بات کر رہے کہ بعد میں مکر جاؤں گا تو یاد رکھو اگر تم نے ایسا کیا یا کسی بھی قسم کی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو پھر تمہارا اور تمہارے گھر والوں کا وہ حشر ہوگا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے اپنے تعاون کے ثبوت کے طور پر کل تم پچھلے تین ماہ کی کلاسیفائیڈ ڈاک کسی لفافے میں ڈال کر ساتھ لانا اور تم سے میرا آدمی تمہیں آدھی تصویر دکھا کر ڈاک وصول کر لے گا میں تصویر کو مڑوڑ کر آدھا کر کے دکھا دیا اس دوران میرے ایک درجن آدمی تمہاری ہر نقلو حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہوں گے اگر چالاکی کرنے کی کوشش کی تو تم کو گولی مار دی جاے گی ان خطوط میں سے ہماری زیادہ دلچسپی جن خطوط سے وہ ویسٹرن کمانڈ سے آے

اور بھیجے ہوئے خطوط سے ہے ایک دن تم لفافہ لاؤ گے اور دوسرے تم کو وہ لفافہ واپس مل جایا کرے گا ویسٹرن کمانڈ کے نام پر یشونت چونک گیا آپ پاکستانی ہیں میں نے کہا نہیں میں بھارتی ہوں اس سے زیادہ سوال کی تمہیں اجازت نہیں ہے جب تم ہمارا اعتماد حاصل کر لو گے تمہیں سبکچھ بتا دیا جائے گا یشونت نے کہا کہ اس اہم کام کے بدلہ مجھے کچھ معاوضہ بھی دیا جایا کرے گا میں نے کیا یہ تو تمہاری اور ڈاک پر منحصر ہے اس پر تم کو معقول معاوضہ دیا جائے گا اگر کوئی اہم خط ہوا تو اس پر ڈبل معاوضہ دیا جاے گا میں نے تنبیہ اسے کہا کہ اسی کے دفتر میں میرا ایک آدمی کام بھی کر رہا ہے جو تمہاری نقل وحرکت پر نظر رکھے گا تاکہ تم کوئی چالاکی نہ کر سکو کل تمہارے امتحان کا پہلا دن ہے۔۔

کل شام تمہارا پہلا امتحان ہے اور اس امتحان میں کامیابی ہی تمہارا ہمارے لیے اعتماد کا سبب بن سکتی ہے کوئی عذر قابل قبول نہیں ہو گا اس دو گھنٹے کی ملاقات میں یشونت کو مکمل اپنے قابو میں کر لیا تھا میں نے بل ادا کیا اور یشونت کو کہا کہ وہ ٹھیک ۱۰ منٹ بعد باہر آئے دس منٹ کے بعد یشونت باہر آیا تو میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چھپر ہوٹل میں اندھیرے میں کھڑا ہو کر یشونت کو باہر نکلتے دیکھ رہا تھا یشونت مردہ قدموں کے ساتھ بس اسٹاپ کی طرف جا رہا تھا تھوڑی دیر میں بس آ گئی اور وہ اس میں سوار ہو گیا ادھر ہم

نے ٹیکسی لی اور پرانی دہلی کی طرف روانہ ہو گئے ٹیکسی ڈرائیور کو زیادہ پیسے دے کر ہم نے پانچ سواریاں بٹھانے پر رضا مند کر لیا تھا راستے میں میرے ساتھی ایک ایک کر کے وقفے وقفے سے اترتے گئے میں بھی محلہ فراش خانہ سے پہلے ہی اتر گیا اور ایک گلی میں یونہی چکر کاٹ کر باہر سڑک پر آ کر ایک اور ٹیکسی پکڑ لی اور ہوٹل جا پہنچا میں نے ساتھیوں میں سے دو جو سویپرز کی نگرانی کر رہے تھے ان میں سے ایکی ڈیوٹی یشونت کے گھر کے باہر گلی اور آس پاس لگا دی اور دوسرے کی دفتر سے باہر کہ وہ دیکھے کہ وہ کیسے آتا جاتا ہے

ہوٹل میں پہنچ کر میں بیڈ پر لیٹ گیا اور یشونت سے ملنے والے لفافے کے متعلق منصوبہ بندی کرنے لگا اب مسئلہ یہ تھا کہ یشونت سے ملنے والے خط کس طرح کاپی کر سکتا ہوں فوٹو کاپی کروانے یا فوٹو فلم بنوانے کی صورت میں دوکان دار کو شک پڑ سکتا تھا ہمارے پاس لیزر کیمرہ بھی نہیں تھا اچانک مجھے چاندنی چوک میں ٹھیلے والا یاد آ گیا جو بڑی سلیٹوں کو ایک پر لکھا ہوا کاغذ رکھتا اور دوسری میں کوئی مثالہ بڑھتا اور پھر کاغذ سلیٹ کو دوسری سلیٹ پر رکھ دباتا تو لکھائی کے نشان مسالے والی سلیٹ پر لگ جاتے پھر وہ ایک سادہ کاغذ لے کر لکھائی والی سلیٹ پر رکھ کر دباتا تو کاغذ پر لکھوائی کے نشان لگ جاتے لہذا۔ میں نے صبح اسکی ریکی کرنے کا فیصلہ کیا

اگلی صبح ۱۰ بجے میں چاندنی چوک جا پہنچا ٹھیلے والا آ چکا تھا میں نے اسے ایک

انگریزی رسالے کا پیپر دیا جو میں ہوٹل سے اپنے ساتھ لایا تھا اس نے دو منٹ میں اس کا عکس بنا کر مجھے تھما دیا میں نے اس کاغذ پر زور سے انگلیاں پھیریں کہ کہیں عکس مٹ تو نہیں جاتا عکس زعفرانی رنگ کا اور پختہ تھا ٹھیلے والے نے مجھے محلول سے بھری بوتل دی اور کہا کہ جب عکس دھندلا اترنے لگے تو محلول سے روئی بھگو کر سلیٹ پر پھیر دیں ایک دفعہ پھیرنے سے ۴۰ سے زیادہ عکس نکل سکتے ہیں میں نے مکمل تسلی کی اور اس سے سلیٹوں کے ۴ سیٹ اور ۴ بوتل محلول خریدے جن کی مجموعی قیمت ۲۵۰ روپے ادا کی اور واپس ہوٹل چلا آیا ایک مسئلہ تو حل ہو گیا اب دوسرا مسئلہ تھا کہ یشونت سے لفافہ کس طرح حاصل کیا جاے بہت سوچا مگر خیال پھر اس طرف چلا جاتا کہ یشونت کہیں ہم کو پکڑوانے کی پلاننگ نہ کر دے یشونت کے سامنے بس میں ظاہر ہوا تھا میرے ساتھیوں سے وہ ناواقف تھا لہذا آخر کار میں نے اپنے ساتھیوں کے بچاؤ کے لیے فیصلہ کیا کہ یشونت سے لفافہ میں ہی رسیو کروں گا میرے ساتھی میرے تحفظ کے لیے ادھر ادھر موجود ہوں گے مگر میرے سامنے نہیں آئیں گے آج کا دن میرے لیے بہت اہم تھا یشونت کے سامنے میں خود کو ایکسپوز کر چکا تھا اور لفافوں کی وصولی بھی میں نے ہی کرنی تھی بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ اگر یشونت نے ہماری ملاقات کا اپنے افسران کو بتا دیا اور مجھے پکڑوانے کے لیے انہوں نے کوئی پلاننگ کر لی تو میرے پکڑے جانے کی صورت میں کیا ان کا تشدد اور کس حد تک میں سہہ پاؤں گا یہ سوچ

کر ہی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑنے لگی موت کا خوف نہیں تھا ڈر صرف اس بات کا تھا کہ کہیں ہمارا مشن ہی پورا نہ ہو تو کیا ہو گا

خیر میں نے اپنا پسٹل لوڈ کیا اور اپنی پلاسٹک کی داڑھ کی رسی کر لوز کیا تاکہ بوقت ضرورت میں اسے نگل سکوں۔۔

میں ابھی تک فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ یشونت سے پیکٹ کہاں رسیو کروں یشونت کے دفتر سے گھر جانے والی بس میں وصول کرنا خارج از بحث تھا وہ اس لیے کہ یشونت نے اگر ڈبل کراس کرنا تھا تو اس بس میں بھارتی کمانڈو بیٹھے ہوں گے جو مجھے آسانی سے پکڑ سکتے تھے اب رہ گیا بس سٹاپ سے یشونت کا گھر جانے کا فاصلہ تو وہ ۵۰ میٹر تھا اس میں بھی بھارتی کمانڈو موجود ہو سکتے تھے جو مجھے آسانی سے پکڑ سکتے تھے ہم پانچوں مل کر بھی بھاتی کمانڈوز کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے آخر کار ایک تجویز مجھے بہتر نظر آئی اور میں نے اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا میری روانگی کا وقت ہو گیا تھا میں نے دو نفل پڑھے اور اللہ سے اپنی کامیابی کی دعا مانگی اور اپنے ہوٹل سے باہر آ گیا۔

میں نے وہاں کھڑی ٹیکسیوں میں سے ایک ٹیکسی لی اور کناٹ پیلس آ گیا وہاں اس ٹیکسی کو چھوڑا اور نئی ٹیکسی لے یشونت کےگھر کی گلی کے سامنے سے رفتار آہستہ کرواتے ہوئے آگے گزر گیا میرے دو ساتھی وہاں موجود خوانچوں

اور ٹھیلے والے کے ساتھ مصروف تھے آ گے جا کر میں نے یہ ٹیکسی بھی چھوڑی اور نئی ٹیکسی لے کر یشونت کے گھر کے سامنے والی سڑک پر آ گیا اور اسے ایسی جگہ پارک کروایا جہاں بس سٹاپ اور میری ٹیکسی کے بیچ میں یشونت کی گلی پڑتی تھی ٹیکسی کا رخ میں نے بس اسٹینڈ کے الٹی جانب رکھوایا۔۔

مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا تھا کہ دفتر کے روٹ والی بس آ گئی تین چار مسافروں کے بعد یشونت بھی اترا اور میرے دو ساتھی بھی۔ بس آگے بڑھ گئی پہلے سے موجود میرے ساتھی سب اوکے کی روپوٹ دے چکے تھے بس سے اترنے والے ساتھیوں نے بھی اشارے میں اوکے کی روپوٹ دے دی تو میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو ٹیکسی سٹارٹ کرنے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا کہا یشونت بوجھل قدموں سے اپنی گلی کی طرف آ رہا تھا اس کے ہاتھ میں کپڑے کا بنا ہوا ایک بڑا تھیلا تھا جسے وہ لنچ کے کھانے کے لیے بطور ٹفن یوز کرتا تھا یشونت ابھی گلی کے کچھ فاصلے پر تھا کہ میں نے اس کے بلکل قریب ٹیکسی رکوا دی یشونت نے مجھے دیکھا اور باہر آنے کا سگنل دیا میں ٹیکسی سے باہر نکل کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا گلی میں داخل ہوتے ہی اس نے مجھے ایک بڑا پیکٹ تھیلے سے نکال کر مجھے دیا اور کہا کہ اسے یہ صبح ۷ بجے سے پہلے پہلے واپس چاہیئے یہ سارا عمل ۱۰ سیکنڈ میں ہوا میں پیکٹ لے کر واپس پلٹا میرے ساتھی اس دوران گلی کے قریب پہنچ چکے تھے کہ کہیں میں ٹریپ نہ ہو جاؤں گلی سے نکل کر ٹیکسی تک جاتے جاتے میں نے پیکٹ اپنے ساتھی کو تھما دیا اور

کہا گھر پہنچو میں آ رہا ہوں۔ کناٹ پیلس پر پھر میں نے ٹیکسی بدلی اور ہوٹل آ گیا ہوٹل پہنچتے پہنچتے میں بار بار پیچھے دیکھتا رہا کہ کہیں میرا پیچھا تو نہیں ہو رہا ہوٹل پہنچ کر میں سکون کا سانس لیا اور یقین ہو گیا کہ میرا پیچھا نہیں ہوا رہا تھا اب تک سارے کام ہمارے منصوبے کے مطابق ہو رہے تھے اب دیکھنا یہ تھا کہ یشونت ہمارے لیے کیا سوغات لایا ہے میں ایک گھنٹہ آرام کیا اور پھر فریش ہو کر سلیٹس اور کیمیکل کی ایک بوتل لے کر ساتھیوں کے گھر کی طرف چل پڑا

میرے کولیگ میرے منتظر تھے انہوں نے ابھی تک پیکٹ نہیں کھولا تھا اس میں آنے والی ڈاک کی ایک فائل اور ایک جانے والی فائل کے تقریباً ۲۰۰ خطوط تھے میں نے خطوط پڑھنے سے پہلے اچھی طرح جانچ کی کہ آنے والی ڈاک کے خطوط پر دفتری طریقے کے ڈبل فولڈنگ کے نشان موجود ہیں یا نہیں مگر سب نشان موجود تھے جس سے ان کے صحیح ہونے کا پتہ چلتا تھا جبکہ جانے والی ڈاک فولڈ نہیں ہوتی تھی ہر لیٹر پر ٹاپ پریارٹی اور کنفیڈینشل کی مہر لگی ہوئی تھی جانے والی ڈاک کا ربن کاپیاں تھیں جبکہ آنے والی ڈاک اصل لیٹر میں تھی اور ان کے لیٹر ہنڈز پر مختلف کراپس اور ڈویژنز کے نشان اور نمبر چھپے ہوئے تھے جبکہ جانے والی ڈاک پر بھیجنے والے افسر کا نام رینک دستخط والی جگہ کے نیچے لکھا ہوا تھا اور اس کے آگے ٹائپسٹ اور آفس سپریڈنٹ کے نام کے پہلے حروف درج تھے جب میں ہر طرح سے مطمئن

ہوگیا تو میں نے ساتھیوں کو بتایا تو انہوں نے یا علی کا آہستہ سے نعرہ لگایا اور مجھے کامیابی پر مبارکباد دینے لگے پھر میں نے انہیں کہا کہ ہماری اتنی بڑی کامیابی ٹیم ورک کے بغیر نہ ممکن تھی لہذا ہم سب مبارک باد کے مستحق ہیں

اور حقیقتاً یہ ایک ہماری بہت بڑی کامیابی تھی کہ ہم نے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے بغیر وہاں دراڑ ڈال کر یہ کامیابی حاصل کی تھی اور اب ہمیں مسلسل اہم معلومات کے لیے راستہ تلاش کرتے رہنا تھا میں نے چاروں ساتھیوں کو سلیٹوں سے کاپیاں بنانے کی ترتیب اور ترکیب بتائی اور دونوں فائلز کے کاغذات ان میں بانٹ دیئے اور وہ پوری مستعدی سے کاپیاں بنانے لگ گئے ۴ گھنٹے کی مسلسل عرق ریزی سے تمام خطوط کی کاپیاں تیار ہو گئیں میں نے یشونت کی دی ہوئی فائلز میں تمام خطوط اسی ترتیب اور اسطریقے سے لگا دیئے جیسے پہلے لگے ہوئے تھے اور بنائی ہوئی کاپیاں الگ محفوظ کر لیں اس کامیابی کی خوشی میں ہم رات کا کھانا بھی بھول چکے تھے جب سب کام کمپلیٹ ہو گیا تو ایک ساتھی نے چائے بنائی چائے پیتے ہوئے مجھے ایک خیال سوجھا تو میں نے کیمرے والے ساتھی اور ایک دوسرے ساتھی کو تیار ہونے کا کہا تیار تو پہلے ہی بیٹھے تھے اور مسلح بھی کیمرہ اور فلش بیگ ڈال کر وہ میرے ساتھ ہو لئے

رات کے تقریباً ۱۱:۳۰ بجے ہوں گے جب ہم یشونت کی گلی میں پہنچے تنگ گلی اور ٹمٹماتے ہوئے سرکاری بلب گلی کا اندھیرا دور کرنے کی ناکام کوشش کر

رہے تھے میں نے کیمرہ والی ساتھی سے کہا کہ یشونت کے گھر سے نکلنے پر وہ ہماری اس طرح تصویر لے کہ میری پشت اور یشونت کا چہرہ اور میں فائلز اسے دیتے ہوئے اسی طرح پکڑوں گا کہ فائل کور پر لکھا ہوا صاف نظر آے دراصل ساتھیوں کے گھر چائے پیتے پیتے اچانک ایک فائل کر کور پر میری نظر پڑی کہ یشونت نےاپنے دفتر سے جلدی میں یا گھبراہٹ میں بھیجی جانے والی ڈاک فائل کی کاربن پیز ایسے فائل کور میں لگا دی تھی جس پر اوپری ایک کونے سے نیچے کے دوسرے کونے تک ایسی موٹی سرخ پٹی بنی ہوئی تھی اس پٹی پر بڑے حروف میں کونپیڈینشیل اور فائل کور کے اوپری حصہ پر بڑے حروف میں آرمی ہیڈ کوارٹرز لکھا ہوا تھا اسی فائل کور نے مجھے یہ کام کرنے پر اکسایا تھا میرے ساتھی نے یشونت کے گھر کے سامنے پہنچ کر کیمرے کو فوکس کر کے اپنی جگہ اس سنبھال لی دوسرے نے پسٹل نکال کر ہمیں کور کیا میں نے یشونت کے گھر کے باہر لگی ہوئی گھنٹی بجائی تھوڑی دیر بعد یشونت کی بڑی ٹیچر لڑکی نے دروازہ کھولا اور پوچھا کون تو۔ میں نے کہا کہ ایک بہت ضروری کام کے لیے یشونت صاحب سے ملنا ہے وہ لڑکی غالباً سوئی ہوئی آٹھ کر آئی تھی اس لیے بڑ بڑاتی ہوئی واپس چلی گئی اس کے تھوڑی دیر بعد یشونت دھوتی سنبھالتا ہوا باہر آیا مجھے دیکھ کر اس کا رنگ فق ہو گیا وہ گم صم سوالیہ بنے کھڑا تھا میں نے اسے کہا کہ دیر سے آنے کی معافی چاہتا ہوں الصبح مجھے ایک ضروری کام سے آگرہ جانا ہے اس لئے فائلیں لوٹانے آیا ہوں یہ

کہتے ہوئے میں نے سرخ پٹی والی پیکٹ سے نکالی اور یشونت کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا آپکا تعاون ہمیں بروقت ملتا رہے تو آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی ٹھیک اسی وقت فلش لائیٹ چمکی اور یشونت چیخ پڑا میں نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے دلاسا دیا وہ بار بار میرے کیمرے والے ساتھی کیطرف اشارہ کر رہا تھا جو تصویر اتارتے ہی تیز قدموں کے ساتھ گلی سے نکل رہا تھا اور صرف اس کا سایہ ہی دکھائی دے رہا تھا میں نے دوسری فائل اور پیکٹ بھی یشونت کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ کوئی بات نہیں اپنا ہی آدمی ہے یشونت نے اٹکتے ہوے کہا کہ اس نے تصویر اتاری ہے میں نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں اس نے تصویر اتری ہے ہمارے تعاون کو مضبوط بنانے کے لیے یشونت کے ساتھ گزشتہ ۳۰ گھنٹوں میں جو کچھ ہوا تھا اسکیوجہ سے اسکی حالت غیر ہوگئی تھی وہ سر جھکائے نگاہیں اپنے پاؤں پر جماے خاموش کھڑا تھا میں نے اسے کہا کہ پرسوں شام سراے بیرم خان کے اسی ہوٹل میں تمہارا منتظر ہوں گا آپ کو اپنے ہمراہ ٹاپ پریرآرٹی اور کلاسیفائیڈ والے کاغذ لاناہوں گے اب جب آپ نے ہمارے ساتھ تعاون کرنا شروع کر دیا ہے تو پھر جھجک کیسی پرسوں ملاقات کے بعد آپ کے لیے ثمی کے بالاخانے پر جانے موج مستی کرنے کے لیے مالی بندوبست کر دیا جاے گا یشونت کے چہرے پر مایوس سے مسکراہٹ نمودار ہو گئی مسٹر یشونت مجھے انتظار کرنا بلکل پسند نہیں لہذا وقت پر پہنچ جایئے گا اور دوسری بات ہم دوست ہیں لیکن میری ہدایات پر عمل

کرتے وقت مجھے باس سمجھنا تمہاری بھلائی اسی میں ہے یشونت کے چہرے پر نمودار ہونے والی مسکراہٹ پھر غائب ہوگئی میں نے اسے مزید کچھ کہے بنا واپس چل دیا ہمیں کور دینے والا ساتھی بھی آوٹ سے نکل کر تیز قدموں سے چلتا ہوا مجھ سے پہلے سڑک پر پہنچ گیا کچھ دیر انتظار کے بعد ہمیں ٹیکسی مل گئی ہم تینوں اس میں سوار ہوے اور واپس چل دیئے ساتھیوں کو انکی رہائش سے تھوڑا پہلے اتار کر خود ٹیکسی میں آگے بڑھ گیا۔۔

لودھی ہوٹل کے قریب پہنچ کر میں نے ٹیکسی کو فارغ کیا اور ٹہلتا ہوا ہوٹل پہنچ گیا مشن میں کامیابی کے بعد میری ساری تھکن دور ہو چکی تھی ہوٹل لاؤنج میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد میں اپنے کمرے میں چلا آیا اور آگے کی پلاننگ کرتے کرتے سو گیا۔۔

اگلی صبح تیار ہو کر میں ساتھیوں کے گھر چلا گیا اور وائرلیس پر کوڈ پیغام لاہور بھیجا کہ۔۔۔اس بار بھی دو کوریئر کو بھیجا جائے۔۔۔آرمی ہیڈ کوارٹرز میں رابطہ کرلیا ہے۔۔۔اور اہم کاغذات کی کاپیاں بھیجنی ہیں اگر ممکن ہو تو ایسی ساخت کا کیمرہ بھیجا جاے۔۔۔۔جس سے کاغذات کی تصویریں اتاری جا سکیں اور کیمرے کے لیے فالتو فلمیں بھی خاصی مقدار میں بھیجی جائیں۔۔۔۔یہ پیغام بھیجنے کے بعد میں نے ان دو ساتھیوں کو جو سوپرز کے پیچھے لگا تھے۔۔۔۔کہا کہ اب جب یشونت ہمارے قابو میں آگیا ہے۔۔۔تو بہتر ہے کہ سوپرز کو بھی جلد قابو کیا جائے یشونت ہمیں صرف copying office میں موجود کاغذات

مہیا کر سکتا ہے اسکی دوسرے سئنرز آفیسرز تک رسائی نہیں ہے وہاں صرف سویپرز ہی دفتری اوقات کے بعد جاتے ہیں اور ان کے ذریعے ہی وہ نوٹس جنہیں وہ پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں حاصل کیے جا سکتے ہیں مجھے اچانک خیال آیا کہ ہیڈ کوارٹر میں بیسیوں صفائی والے ہوتے ہیں کون کس کی صفائی کرتا ہے اس کے متعلق ان سویپرز کے نام اور دوسری معلومات یشونت سے ہی مل سکتی ہیں لہذا پہلے ان سویپرز کے نام معلوم کیے جائیں پھر اب کو ٹریس کیا جاے دراصل حالات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے پلان بھی چینج کرنے پڑتے تھے یشونت کے تعاون سے پہلے ہم ایسے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے مگر اس کے تعاون کے بعد ایک مہرہ ہاتھ آ گیا تھا اور اس سے ہیڈ کوارٹر کے متعلق معلومات مل سکتی تھی لہذا جن ساتھیوں کو میں نے سویپرز کے پیچھے لگایا تھا ان کو فیالحال روک دیا اور وجہ بھی ان کو بتا دی اس پر انہوں نے اتفاق کیا یشونت کے ساتھ رابطہ ہونے کا جیسے جیسے میں سوچتا تھا ویسے ویسے خطرات بڑھتے جاتے تھے جب تک ہم تہی دامن تھے سیو تھے مگر یشونت سے رابطہ ایک اہم اثاثہ ہمارے ہاتھ آگیا تھا لہذا اب ہم کو ہر کام میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا تھے اگلے روز یشونت سے ملنا تھا اس دوران مجھے ملنے drops کے لیے محفوظ جگہوں کا انتخاب کرنا تھا کیونکہ بار بار یشونت سے سے میں شک کی نگاہوں میں آ سکتا تھا لہذا میں ایسا پوائنٹ تلاش کر رہا تھا جہاں پر یشونت پارسل رکھ دیا کرتا اور میں اور میرے ساتھی وہاں سے اٹھا لیا

کرتے اور واپسی ہم بھی وہی رکھ دیتے اور یشونت اٹھا لیتا اور دوسرا مجھے روپوں کی خاصی ضرورت تھی کیونکہ یشونت کو پیسوں کی نکیل ڈال کر ہی رکھنے میں بہتری تھی اور ایسی اشد ضرورت میں مجھے بھارت میں موجود اپنے ہمدردوں سے ملنے کی اجازت تھی ساتھیوں سے فارغ ہوکر میں کپڑے کی مارکیٹ پہنچا مصلحتاً نام نہیں لکھ رہا مارکیٹ کا کیونکہ دہلی پہنچتے ہی میں شروع میں اپنے بتاے گئے ہمدردوں کے ٹھکانوں کا پتہ اور دیکھ چکا تھا میں مارکیٹ میں اپنے ایک ہمدرد کی دوکان پر گیا میں نے چٹ پر رقم اور اپنا کوڈ نمبر لکھ رکھا تھا یہ تھوک کپڑے کی مارکیٹ تھی مجھے اس ہمدرد کا حلیہ اور شناختی نام پہلے ہی بتا دیا گیا تھا پھر بھی میں نے تسلی کے دوکان کے مالک کا پوچھا دوکان کے اندر بنے کیبن میں وہ بیٹھا ہوا تھا میں اس کے پاس گیا اور رسمی گفتگو کے بعد میں نے اک کوڈ نام لیا جو مجھے بتایا گیا تھا وہ ایک دم سے چونک اٹھا اور بولا فرمایئے کیا حکم ہے میں نے چٹ اس کے ہاتھ میں تھما دی چٹ پڑھتے ہی اس نے ایک ڈائری نکالی شاید اس میں میرا کوڈ حلیہ درج تھا اس نے چٹ ڈائری میں رکھ لی اور دراز کھول ۲۰ ہزار مجھے دے دیئے اور میں فوری شکریہ ادا کر کے دوکان سے باہر آ گیا شاید پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ان ہمدردوں کو ہمارا محکمہ ہمارا لیا ہوا پیسہ غیر ملکی کرنسی میں ادا کرتا ہے اور ہر ہمدرد کے پاس محکمے کی خاصی رقم موجود ہوتی ہے۔۔

مارکیٹ سے باہر آ کر میں نے ٹیکسی لی اور پارسل کے لیے یشونت کے دفتر

سے اس کے گھر تک سڑک کے بار بار چکر لگاے لیکن کوئی مناسب جگہ نظر نہ آئی آخر کار میں نے پارسل کی جگہ کے انتخاب کے لیے یشونت سے بات چیت کر کے جو مناسب لگے اس پر چھوڑ دیا اور واپس گھر آ گیا شام کرنل شنکر سے ملنے سروسز کلب چلا گیا کرنل شنکر اپنی مخصوص جگہ پر مئے نوشی میں مصروف تھا اس نے خاصی بے تکلفی سے مجھے خوش آمدید کہا اور کئی روز غیر حاضری کی شکایت بھی کی میں نے ایک ضروری کام کے لیے ممبئی جانے کا بہانا بنایا کرنل نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں عبدالکریم اپنی جگہ پر بادب کھڑا تھا اس کئی بار اپنی آنکھوں سے اشارے کیے مگر میں سمجھ نہ سکا کہ تھوڑی دیر بعد میں نے کرنل کو کہا کہ مجھے ٹائلٹ جانا ہے اس نے عبدالکریم کو کہا اور یوں میں اس کے ساتھ کرنل کے بیڈ روم والے ٹائلٹ جانے کے لیے اس کے ساتھ ہو لیا عبدالکریم نے کہا کہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں نے علیحدگی میں آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں میں نے کہا عبدالکریم تم نے جو باتیں بھی کرنی ہیں کل دن ۱۱ بجے لودھی ہوٹل میں آ کر کرنا عبدالکریم نے سر ہلایا اور میں پھر کرنل کے ساتھ اسکی محفل میں شریک ہو گیا کرنل آج میری گزشتہ لائف کے بارے میں جاننا چاہتا تھا میں نے کہا کرنل صاحب صرف ناموں اور جگہوں کا فرق ہے ورنہ میری اور آپکی داستان ایک جیسی ہے آپ نے بھی لو میں شکست کھائی اور میں نے بھی آپ نے اپنے غم شراب میں ڈبو لیے اور میں نے بمبئی کی رنگینیوں میں لیکن یہ دل

ہے کہ کمبخت سمبھلتا نہیں تنہائی میں زخم پھر تازہ ہو جاتے ہیں کرنل مجھ سے تفصیلی سٹوری سننا چاہتا تھا اور مجھے کہانی کے سرے تک کا پتہ نہ تھا میں نے جھوٹ موٹ آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور روندھی ہوئی آواز میں کہا آپ نے دبی ہوئی آگ کو چھیڑ کر بڑا ظلم کیا ہے نجانے اب اس چنگاڑی کو راکھ ہونے میں کتنا وقت لگے گا آپ تو فوجی ہیں جذبات پر قابو پا سکتے ہیں لیکن میرے لیے یہ بہت مشکل ہے لہذا میں اب اجازت چاہوں گا یہ کہہ کر میں کھڑا ہوگیا کرنل نے کئی بار مجھے بیٹھنے کا کہا اور آخر میں خود کھڑا ہو گیا لیکن میں نے ایسی ایکٹنگ کی کہ کرنل بھی چکرا گیا اور روتے ہوئے میں اس سے رخصت ہوا میرا آج کا دن خاصہ مصروف گزرا تھا میں واپس ہوٹل پہنچا تو آشا کا پیغام موصول ہوا اس نے مجھے گھر پر فون کرنے کا کہا تھا میں نے ہوٹل لابی سے ہی آشا کو فون کیا وہ گھر پر ہی تھی اسکی طبیعت ناساز تھی اور جے چند کاروباری سلسلے میں چندی گڑھ گیا ہوا تھا ڈھیر سارے شکوے شکایات کے بعد آشا نے مجھے گھر آنے کی رعوت دی اور میں نے خود اپنی طبیعت ناسازی کا بہانہ بنا کر معذرت کر ل آشا نے بآلا خر جب کوئی چارہ نہ لگا تو اس نے کہا کہ میں آپکی بہتری کے لئے ہی آپ سے ملنا چاہتی ہوں اسکی یہ بات سن کے میں کچھ پریشان سا ہو گیا کہ بھلا آشا میری بہتری کے لئے کیا کر سکتی ہے میں نے اس سے بہتیرا پوچھا مگر اس نے کہا کہ وہ بس مجھ سے ملنے پر ہی مجھے بتائے گی اگلا دن میری مصروفیات کا دن تھا کیونکہ ۱۱ بجے عبدالکریم آ رہا تھا

شام کو یشونت سے ملنا تھا اور اپنے ساتھیوں سے بھی ملنا اور سرائے بیرم خان کا پروگرام سیٹ کرنا تھا عام حالات میں آشا کی بات کو اہمیت نہ دیتا مگر دشمن ملک میں ہندو بن کر رہنے اور جاسوسی کرنے والے کو چھوٹی چھوٹی بات کو اہمیت دینی پڑتی ہے اور پھر آشا کے تعلقات تو سول اور فوجی افسران تک تھے لہذا میں نے آشا سے ا بجے اشوکا ہوٹل میں اکھٹے لنچ کرنے کا کہا لیکن آشا نے کہا کہ اشوکا میں اکثر سٹاف کے لوگ اسے مسسز جے چند کے نام سے جانتے ہیں اس لیے کناٹ سرکس میں چائنیز میں مجھے دوپہر ایک بجے ملے گی اور میں آشا کی اس بہتری والی بات پر اپ سیٹ ہو چکا تھا بہرحال موقع کی مناسبت سے قدم اٹھانے کا سوچ کر میں کمرے میں آگیا دوسرے دن ٹھیک 11 بجے ریسیپشن نے مجھے عبدالکریم کی آمد کی اطلاع دی میں نے اسے کمرے میں بلا لیا عبدالکریم نے سول لباس پہنا ہوا تھا اس نے نہایت مؤدبانہ انداز میں مجھے سلام کیا میں نے اسے صوفے پر بیٹھنے کا کہا تو وہ جھجکا اور بولا نہیں صاحب میں قالین پر ہی بیٹھ جاؤں گا لیکن میں نے اسے کہا کہ اگر مجھ سے بات کرنی ہے تو جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا کرو پھر بھی وہ جھجکتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا عبدالکریم کا رویہ غیر معمولی تھا سارے بھارت میں مسلمانوں کی یہی حالت ہے انہیں دوسرے درجے کے شہری کی حیثیت دی جاتی ہے بھارت میں مسلمان ہونا ہی جرم ہے اس لیے میں نے محسوس کیا کہ چند مسلمان خاندان ہیں جنھیں بھارت عالمی برادری میں اپنا امیج برقرار رکھنے کے لیے ہر

قسم کی سہولیات دی ہوئی ہیں تاکہ بوقت ضرورت وہ مسلمانوں کو عالمی سطح پر دکھا سکیں کہ ہمارا رویہ بہت اچھا ہے باقی سب مسلمانوں کی حالت ابتر ہے اگر کوئی مسلمان اپنی دوکان شروع کرتا ہے تو ارد گرد کے ہندو اشیاء کی قیمتیں کم کر کے اس مسلمان کی دوکان کو فلاپ کروا کر بند کروا دیتے ہیں یہاں میں واقعہ مختصر عرض کرنا چاہوں گا جس کا میرے مشن سے کوئی تعلق نہیں ہے pwo لیکن یہ بھارتی مسلمانوں کی حالت زار کی عکاسی کرتا ہے آلہ آباد کے کیمپ نمبر 2 میں بھارت کے ایک کاروباری اور سیاسی مراعات یافتہ شخصیت کو برین واش کرنے کے لیے لایا گیا اس نے پاکستانی فوجیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ خواہ مخواہ بھارت سے جنگ کر کے اپنی جانیں گنواتے ہو بھارت ہو یا کشمیر بھارتی مسلمانوں سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بھارت کی نیشنل اسمبلی مسلمان جو اقلیت میں ہیں ان کے لیے کوئی علیحدہ کوٹہ مقرر نہیں ہے جبکہ پاکستان میں ایسا نہیں ہے یہاں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے سب سے برابر کا سلوک کیا جاتا ہے۔۔اور اس کا سب سے بڑا ثبوت میں خود ہوں میں مسلمان بھی ہوں صنعت کار بھی ہوں اور سیاست میں بھی ہوں اگر بھارت میں مسلمانوں سے یکساں سلوک نہ کیا جاتا تو آج میں اس مرتبے پر نہ ہوتا خیر اس نے خاصی لمبی تقریر جاڑی۔ باقی سب تو خاموشی سے سنتے رہے مگر ایک pwoمیں مسلمان صوبیدار سے

اسکی یہ بکواس برداشت نہ ہوئی وہ کھڑا ہو گیا اور سرال کرنے کی اجازت

چاہی میں اس صوبیدار سے پاکستان میں بھی مل چکا ہوں اس کا جو مکالمہ ہوا وہ حاضر ہے

صوبیدار۔۔ جناب بھارت میں مسلم آبادی کا تناسب کیا ہے؟

صنعت کار۔۔ بھارت میں مسلمان کل آبادی کا آٹھواں حصہ ہیں

صوبیدار۔۔ کیا آپ مسلمانوں کو جنگجو قوم تسلیم کرتے ہیں؟

صنعت کار۔۔ یقیناً مسلمان جنگجو قوم ہے۔

صوبیدار۔۔ آپ کے کہنے کے مطابق بھارت میں مسلمانوں سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صنعت کار۔۔ یہ بات بلکل صحیح ہے۔

صوبیدار۔۔ تو جناب یہ بتایئے کہ جب مسلمان جنگجو قوم ہے تو ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک ۲۵ برس کی مدت میں کتنے مسلمان آرمی میں جنرل بنے ہیں میرا خیال ہے کہ ایک بھی نہیں؟

صنعت کار پسینے میں شرابور ہو گیا اور تقریر ادھوری چھوڑ کر واپس چلا گیا اور پاکستانی صوبیدار کو سچ بولنے کے جرم کی پاداش میں ۲۱ روز کی قید تنہائی ملی۔ اور اس کا راشن بھی آدھا کر دیا گیا میں نے بھارت میں محسوسکیا کہ ہندو مسلمانوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اور انہیں ذلیل کرنے اور بغیر وجہ کے

قتل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ہندو خود وہی بات کرے تو ہرج نہیں اگر وہی بات مسلمان کر دے تو جرم بن جاتا ہے مذہب پر حملہ بن جاتا ہے اور ہندو مسلم فساد شروع ہو جاتا ہے جن میں مرنے والے مسلمان جن کی تعداد آبادی کا آٹھواں حصہ ہے ہندوؤں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے دہلی میں اشوکا اور اکبر ہوٹل بھارت سرکار کی ملکیت ہیں ان ہوٹلوں میں انگریزوں اور دوسرے غیر ملکیوں کو گاؤ ماتا کا گوشت کھلے بندوں پیش کیا جاتا ہے لیکن اسی گاؤ ماتا کو کوئی مسلمان دوکاندار اپنی سبزی بچانے کے لیے ہلکا ساڈنڈا بھی مار دے تو ہندو ماتا کی پوتر گاے کو اذیت پہنچانے پر ہنگامہ شروع ہو جاتا ہے ہنومان کی نسبت بندر ہندودھرم کا ایم دیوتا ہے بھارت سرکار اپنے اسی دیوتا کو تجربات کے لیے چالیس ہزار سے زائد بندروں کو ڈاکٹری تجربات کے لیے فروخت کرتی ہے جو اس دیوتا کا چیڑ پھاڑ کرتے ہیں۔ میں بمبئی۔ میں بارہ چودہ میل سمندر کے اندر الفینٹا کا جزیرہ ہے جہاں پر گوروں نے اپنی رہائش گاہیں بنائی ہوئی تھیں وہاں تفریحی کے لیے آنے والے لوگوں سے بندر کھانے کی چیزیں جھپٹ کر چھین لے جاتا ہیں وہاں ایک مسلمان کو ایک بندر کو پتھر مارنے پر پٹتے دیکھا اس بات سے آپ بھارت میں مسلمانوں کی حالت زار کا اندازہ لگا سکتے ہیں عبدالکریم کا میرے کمرے میں میرے سامنے صوفے پر بیٹھنے سے انکار کرنا اس کی ذہن سازی کی عکاسی کرتا تھا ایک ہندو چاے کے بیوپاری اور وہ بھی اس کے کرنل کا دوست تو اس کے سامنے عبدالکریم کا ایسا کرنے کا

حق بنتا تھا میں نے عبدالکریم کی جھجک دور کرنے کے لیے اس سے بے تکلفی سے باتیں شروع کر دیں اس کے لیے ٹھنڈے مشروب منگوائے جب تھوڑی دیر بعد کا رویہ تبدیل ہوا تو میں نے پوچھا کہ اب بتاؤ کیا ضروری بات کرنی ہے عبدالکریم نے اپنے حواس مجمع کیے اور جو کہا اس کا لب لباب یہ تھا ذلت سہتے سہتے اب وہ بے حال ہو چکا ہے اور اسکو اب مزید صورتحال برداشی کرنے دکت نہیں ہے وہ روتے روتے میرے پاؤں میں گر گیا میں نے اسے اٹھا کر پھر صوفے پر بٹھا دیا ہندو افسروں کی گالیوں اور سخت رویے ایک مسلمان بھارتی سپاہی اتنا مایوس ہو چکا تھا کہ مجھے موم کرنے کے لیے اس نے ہندو رسم ورواج کے مطابق میرے پاؤں پکڑ لیے اس نے کہا کہ میں گھٹ گھٹ کر مرنے لگا تھا کہ آپ کے رویے نے میری ہمت بندھائی تو آپ سے بات کرنے کا حوصلہ پیدا کیا آپ کی کرنل صاحب سے بات چیت سے میں نے اندازہ لگایا کہ آپ کا بمبئی میں چاے کا کاروبار ہے مجھے یہاں سی بمبئی لے چلیے میں زندگی بھر آپکی خدمت کرتا رہوں گا اور آپ کو مجھ سے کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا عبدالکریم کو میں نے پھر دلاسہ دیا اور کہا کہ میں تمہاری ہر مدد کرنے کو تیار ہوں اور میں متعصب بھی نہیں ہوں لیکن فوج سے بھاگ کی صورت میں تم مفرور فوجی بن جاؤ گے پولیس تمہاری تلاش کرے گی یا تو تم پکڑے جانے کی صورت میں لمبے عرصے کے لیے جیل چلے جاؤ گے یا پھر ساری زندگی مفرور کی حیثیت سے گزار دو گے پولیس تمہارے رشتہ داروں کو

تنگ کرتی رہے گی یہ کہہ کر میں چپ ہو گیا اور ذرا توقف کے بعد اسے کریدنے کے لیے کہا کہ تم نے تو اچھی طرح دیکھ لیا ہوگا کہ ہمارے ملک میں مسلمانوں کے ساتھ کیسا ذلیل والا سلوک کیا جاتا ہے میں بہت کھلے دل کا آدمی ہوں اور اپنے مذہب کی تنگ نظری سے بہت نالاں ہوں۔۔۔

بمبئی میرے اکثر دوست مسلمان۔ ہیں اور ان سے مذہبی گفتگو کر کے میں اسلام کی وسعت نظر اور فراست کا قائل ہو چکا ہوں ایک آدھ سماجی مجبوریاں ہیں بس جنکی وجہ سے ابھی تک خاموش ہوں ورنہ میں کب کا اسلام قبول کر چکا ہوتا میری یہ بات سن کر عبدالکریم کی باچھیں کھل گئی اور وہ مجھے اسلام کی خوبیاں بتانے لگا میں نے اسے ٹوک دیا اور کہا کہ میں اسلام کا بہت گہرائی تک مطالعہ کیا ہے لہذا تم اسکو چھوڑو اور اپنی بتاؤ تم ایک اچھے اور شریف خاندان کے فرد ہو اور حالات کا شکار ہو۔ میں تمہاری بھر پور مدد کرنے کیے تیار ہوں لیکن اس کے لیے تمہیں اپنی وفاداری کا ثبوت دینا ہو گا میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ انگریزی تو نہیں لیکن اردو اور ہندی پڑھ لکھ سکتا ہے میں نے اس سے کہا کہ مجھے ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو وہ سب کچھ لکھ پڑھ سکے جو اس کے ذہن میں ہو تم یوں کرو۔ تم کو کرنل کے جذبات خیالات اور اس کے کام کے متعلق جو کچھ معلوم ہے وہ مجھے لکھ کر دے دو لیکن یاد رکھنا کرنل یا کسی اور کو اس بات کا پتہ نہ چلے میں تین چار روز بعد کرنل کے پاس چکر لگاؤں گا اور موقع دیکھ کر میں تم سے وہ تحریر لے لوں گا تمہاری

تحریر سے میں اندازہ لگاؤں گا کہ تم میرے کتنے کام آ سکتے ہو اس کے بعد ہی میں تمہارے متعلق فیصلہ کروں گا اگر تم میری سوچ پر پورا اترتے ہو تو پھر میں تمہاری سوچ سے بڑھ کر تمہارا ساتھ دوں گا غرض اسی طرح کی امیدوآس کی باتیں کر کے میں عبدالکریم کو قائل کیا اور اسے ۵۰۰ روپے دے کر رخصت کر دیا ایک بجنے والا تھا اور مجھے آشا سے بھی ا بجے ملنا تھا

جب میں ریسٹورنٹ میں پہنچا تو آشا میری منتظر تھی رسمی جملوں کے بعد آشا نے میری بے اعتنائی کے شکوے شروع کر دیئے آپ ملے تو میں سمجھی مجھے میری منزل مل گئی مگر میں یہ بات بھول گئی تھی کہ بمبئی کی رنگینیوں میں بھلا میری کیا اوقات ہو سکتی ہے آشا کافی دیر بولتی رہی اور میں سنتا اور سوچتا رہا کہ آشا میری بہتری کی بات کیوں نہیں کہہ رہی جس کے لیے اس سے ملاقات کی ہے میں نے فیصلہ کیا کہ جبتک آشا کو پرامید باتوں سے رام نہ کر لوں وہ کچھ نہیں بتاے گی میں نے آشا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا بولا دیکھو آشا ہر انسان میں کچھ اچھائیاں اور کچھ خامیاں ہوتی ہیں اور مجھ میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ میں محبت کے الفاظ کا سہارا لینے میں ہمیشہ ناکام رہا ہوں میں نے شاید تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ جس لڑکی سے میں محبت کرتا تھا اس کے سامنے میں محبت کا بھرپور اظہار نہ کر سکا جسکیوجہ سے وہ کسی اور کی جیون ساتھی بن گئی اس لڑکی کے بعد جیون میں بہت بڑا خلا رہا جب تم ملی تو میں سمجھا کہ میرے جیون میں بہار آ گئی لیکن تم شادی شدہ ہو تم کیونکر میری

جیون ساتھی بن سکتی ہو میں فطرتاً بہت possessive ہوں اگر تم میری میری بیوی ہوتی تو میں تمہارے بغیر کسی کلب یا پارٹی میں نہ جاتا اور تمہارے سوا کسی کے ساتھ نہ ناچتا اور نہ ہی تمہیں ناچنے دیتا یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عورت کی سب سے بڑی کمزوری اس کا کسی مرد کی زبان سے اپنے لیے محبت اور اپنے حسن کی تعریف سننا ہے میں اسے مختلف شعر سناتا گیا اور آشا کی میرے ہاتھ پر گرفت مضبوط ہوتی گئی میں نے کہا دیکھو آشا میرے جذبات اور خیالات کی راہ میں تمہاری زندگی کے لمحات کس بری طرح سے حائل ہیں تم آج ایک مرد کی بغل میں ہوتی تو کل دوسرے کے کبھی شوہر کے ساتھ اور کبھی دوستوں کے ہمراہ تو ایسی صورت میں تم میری اور میں تمہاری منزل کیونکر ہو سکتے ہیں آشا کی آنکھیں حقیقت کی تلخی برداشت نہ کر سکیں اور چھلکنے لگیں اس نے رومال سے اپنے آنسو صاف کیے وہ ذرا سنبھلی تو کہنے لگی ونود بابو برسوں سے میرا ضمیر جس بات پر قائل نہ کر سکا۔۔

آپ نے چند منٹ میں وہ بات مجھے سمجھا دی یقین جانیے میں دل سے آپکی پوجا کرتی ہوں پہلی ہی ملاقات سے میں آپکو دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگی ہوں آپکو پانے کے لئے میں نے کتنے جتن کیے ہوٹل میں آپ کمرے میں آئی بریگیڈیئر کے بیٹے سے آپکی ملاقات بس اس لیے کروائی کہ آپ میں رقابت پیدا ہو جائے لیکن یہ میری بھول تھی اور آپ مجھ سے دور ہوتے چلے گئے اب میں آپکو اور سچائی کو سمجھ چکی ہوں اگر آپ میرے ماضی کو فراموش

کر سکتے ہیں تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ آج سے اور ابھی سے آپ ایک بدلی ہوئی آشا کو دیکھیں گے میں نے کہا آشا یہ سب کہنا آسان ہے اور کرنا بہت مشکل ہے اور پھر تم شادی شدہ ہو اور کیا جے چند تمہیں اتنی آسانی سے چھوڑ دے گا آشا بولی یہی تو بتانے کے لیے آپ کو یہاں بلایا تھا۔

جے چند نے میس کے بریگیڈیئر سے جس کے لڑکے میں نے سے آپ کو ملوایا تھا اس نے ایک بہت بڑا ٹھیکہ انتہائی کم ریٹ پر حاصل کیا ہے اور ۲۵ لاکھ روپیہ رشوت دی ہے اور ایک منسٹر بھی اس ٹھیکے میں انوالو ہے جسکا حاصل ہونے والے پرافٹ کا آدھا حصہ ہے میرے پوچھنے پر آشا نے بتایا کہ ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈ تھا جس پر اسنے ٹھیکے کے متعلق ہونے والی گفتگو ریکارڈ کر لی ہے کیونکہ کنٹریکٹ کے لیے جے چند بریگیڈیئر؛ ور منسٹر کی ملاقاتیں جے چند کے بنگلے پر ہوتی تھیں

میں نے معصومانہ انداز میں کہا کہ آشا تم نے تو کل میری بہتری کی بات بتانے کا کہا تھا بھلا اس ٹھیکے کے اندرونی حالات سے میری کیا بہتری ہو سکتی ہے آشا معصومیت سے کہا کہ کیا میں آپ کی بہتری نہیں اور میں کوئی جواب نہ دے سکا آشا نے کہا اس ریکارڈنگ سے نہ صرف جے چند مجھے آزاد کر دے گا بلکہ منہ بند رکھنے کے لیے ایک موٹی رقم بھی دے گا اور پھر میں تمہارے ساتھ تمہارے مطابق زندگی گزاروں گی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں آشا کو کیا جواب دوں میں نے آشا سے کہا کہ اگر واقعی تم کو مجھ سے محبت ہے تو

کیا تم مجھے وہ ٹیپ ریکارڈ سنا سکتی ہو آشا نے فوراً اپنا بیگ کھولا اور ایک چھوٹے سائز کا ٹیپ ریکارڈ نکال کر مجھے دیا اور کہا ٹیپ بھی تمہاری کیسٹ بھی تمھاری۔ اب تو میں آپکی اجارت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گی ادھر میری حیرانی اور پریشانی بڑھتی جا رہی تھی نامعلوم آشا نے یہ جانے بغیر میں کون ہوں کہاں سے آیا ہوں کیا کرتا ہوں آپنی ساری امیدیں مجھ سے وابستہ کر لی تھیں

مجھے آشا سے کوئی جذباتی لگاؤ نہیں تھا جو تعلق تھا صرف اور صرف اپنے وطن کی بہتری کے معلومات حاصل کرنا تھا میں نے آشا کو کہا کہ وہ مجھے کونٹیکٹ کرنے میں احتیاط برتے اور کبھی اس کے سامنے اس کے شوہر کا آمنا سامنا ہو جائے تو مجھے اگنور کر دے جواباً آشا نے کہا کہ اب وہ اپنے شوہر یا کسی اور کے ہمراہ باہر نہیں جائے گی لیکن مجھے ہر روز فون کرے گی اور یہ کہ میں دوسرے تیسرے دن اسے ضرور ملوں کھانا تو ہم کب کا کھا چکے تھے ریسٹورنٹ سے پہلے آشا باہر نکلی اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی اس کے بعد میں نکلا اور ٹیکسی لی اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا ہم سب مکمل تیاری میں پہلے ہی تھے لہذا ہم دو ٹیکسیوں میں سرائے بیرم خان کیطرف روانہ ہو گئے اور یشونت سے مقررہ وقت سے پہلے پہنچ گے بجائے چھپر ہوٹل میں قیام کرنے کے میں نے سوچا اس علاقے میں گھوما جائے ہم دو دو کی ٹولیوں میں آگے پیچھے چل پڑے۔۔

اس علاقے میں مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے گھر ایک منزلہ اور دوکانیں تھیں ایک دوکان سے ہم نے دودھ کی ٹھنڈی بوتلیں پی اور واپس آ گئے پہلے کیطرح میں نے چھپر ہوٹل میں اپنا مورچہ سنبھالہ اور ساتھیوں نے اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں اور ہم یشونت کا انتظار کرنے لگے اور اس دوران پولیس کی گاڑی آئی گاڑی ہوٹل کے سامنے رکی اور پھر پولیس والوں نے چاے پی اور چل دیئے چونکہ مسلمان ہندوؤں کے مقابلے میں کمزور اور لاغر ہیں اس لیے اس کمزوری کا فائدہ پولیس والے بھی اٹھاتے ہیں جب جی چاہے چاے کھانا وغیرہ کھانے آ جاتے ہیں اور بل ادا کرنے کی زحمت نہیں کرتے ان کے جانے کے بعد یشونت آتا دکھائی دیا وہ آج نسبتاً بہتر حالت میں تھا اس کے ریسٹورنٹ میں پہنچنے کے ۱۰ منٹ بعد میں بھی ریسٹورنٹ اس کے پاس پہنچ گیا یشونت ٹیبل پر بیٹھا تھا اور اس نے چاے کا آرڈر دے رکھا تھا چاے پیتے پیتے اس نے ایک پیکٹ مجھے تھما دیا پیکٹ اس نے لباس میں سے نکالا تھا میں نے بھی وہ پیکٹ اپنی قمیض کے اندر ڈال لیا اور پینٹ کی جیب سے پیسوں کا لفافہ نکال کر اسے دیا اس نے دھیرے سے پوچھا کتنے ہیں میں نے کہا ۵ ہزار اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اس نے لفافہ جیب میں ڈالااور میں نے پوچھا آج تو ثمی کا ہاں جاؤ گے وہ جھنپ سا گیا اور چشمے کے اوپر سے ہاں کی میں نے کہا پیکٹ کی واپسی پہلے کی طرح ہوگی اس نے کہا کہ میں وہاں رات ۱۲ بجے تک رہوں گا واپسی پر گھر کے پاس مل جائیں تو بہت بہتر ہو گا کیونکہ

میرے گھر والے پہلے ہی میرا دیر سے گھر آنے پر بہت نالاں ہیں اور میرے آنے کے بعد کوئی ملنے آے تو بہت برا مانتے ہیں وہ راز داری کے لہجے میں بولا اولاد جوان ہو جائے تو والدین کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہے۔

اور ان کے اسی رویئے نے مجھے ثمی کے ہاں جانے پر مجبور کر دیا ہے آخر میں بھی انسان دفتر میں سارا دن اور جب واپسی گھر آؤ تو کوئی گھر والا بات نہیں کرتا ایسا آخر کب تک چلتا ہے میں نے اٹھتے ہوئے یشونت کو تھپکی دی اور کہا کہ یہ بالاخانے آباد کروانے میں گھر والوں کا بہت ہاتھ ہوتا ہے ورنہ کس کا دل کرتا ہے کہ اپنی محنت سے کمایا ہوا پیسہ ان بالاخانے والی مصنوعی ہنسی ہنسنے والی بے وفا جن کا مقصد صرف اور صرف پیسہ ہوتا ہے کے لیے ٹائم اور پیسہ ضائع کرنے کی یشونت کے اٹھنے سے پہلے ہی میں باہر نکل آیا میرے ساتھیوں کو علم تھا کہ یہ میٹنگ مختصر ہوگی انہوں نے دو ٹیکسیاں پہلے ہی روک رکھی تھیں ہم ان سوار ہو کر ساتھیوں کے گھر کے قریب اتر گئے۔۔

اس بار یشونت کے لاے ہوے پیکٹ میں ٹاپ پریرآرٹیٔ اور کنفیڈنشل کی مہروں والے خطوط تھے یہ پچاس خط تھے میرے ساتھی کاپیاں بنانے میں لگ گئے اور میں بیڈ پر دراز ہوگیا آج میں بہت تھک گیا تھا رات کو پیکٹ واپس کرنے بھی میں نے ہی جانا تھا یہ جمعہ کی رات تھی اور یشونت کو میں نے ہفتہ کی دوپہر ۳ بجے گولچہ سینما کے ریسٹورنٹ میں ملنے کا کہا تھا جہاں میں نے یشونت سے اک نیا پیکٹ وصول کرنے اور نیکسٹ پلاننگ کے لیے اس سے

میٹنگ بھی کرنی تھی اور پیر کو مجھے پاکستانی ایجنٹ سے بھی ملنا تھا رات کو ساڑھے گیارہ بجے میں وہ پیکٹ لے کر یشونت کے گھر کی طرف روانہ ہوا حسب معمول میرا ایک ساتھی میری حفاظت کے لیے میرے ہمراہ تھا پرانی دہلی کا یہ علاقہ ہندوؤں کی آبادی کا تھا اور رات کو جلد ہی بے رونق ہو جاتا تھا یہ بات میں نے اچھی طرح محسوس کی تھی کہ بھارتی ہندوؤں کی اکثریت سقوط ڈھاکہ اور اپنی کامیابی پر بجائے خوش ہونے کے پژمردہ تھے شیر کو انہوں نے زخمی تو کر دیا تھا لیکن اب ان کو ڈر تھا کہ زخمی شیر نجانے کب اپنا بدلہ لینے کے لیے ان پر حملہ نہ کر دے اور بھارتی محکمہ جاسوسی کو بھی کی اب تک یہ پتہ چل گیا ہو گا کہ پاکستان نے powsکی کمی پوری کرنے کے کے لیے چار نئے ڈویژن بھی raise کے لیے ہیں جو جدید ترین اسلحہ سے لیس تھے اور اب پاکستانی افواج کو سابقہ مشرقی پاکستان کا بھی دفاع نہیں کرنا تھا ان کی تمام تر طاقت مغربی پاکستان کے دفاع کیلئے تیار تھی دہلی میں اکثر یہ افواہیں گردش کر رہی تھی کہ پاکستان اب پوری طاقت کے ساتھ دہلی پر حملہ آور ہو گا پاکستان کی چھاپہ بردار فوج دہلی میں اتاری جاے گی اور سکھ علیحدگی پسند پاکستان کے لیے ففتھ کا کام کریں گے دہلی میں ہر اتوار کو ہوائی حملے سے بچنے کے لیے سائرن ٹرائی کیے جاتے تھے بھارتی ہندوؤں کا یہی خوف دور کرنے کے لیے بھارت نے ۱۹۷۴ میں پاکستان کی سرحد کے قریب اپنا ایٹمی تجربہ کیا تھا جس کے بعد پاکستان نے بھی ایٹمی سرچ میں تیزی پیدا کر دی اور

بھارتی اندیشوں کے عین مطابق تیل کی دولت سے مالا مال ملکوں نے اس معاملے میں پاکستان کی بھرپور مدد کرنی شروع کر دی تھی جن میں سب سے نمایاں لیبیا تھا کرنل قذافی کے احکام پر یورینیم ۲۳۸ کے خام مواد سے بھرے ۲۰ ٹرک جنوبی افریقہ میں سفر کے دوران غائب کروا دیئے جن پر لدا خام یورینیم پاکستان پہنچا دیا گیا یہ خبر ذرائع عالمی ابلاغ نے بڑے زورو شور سے دینی شروع کر دی تھی اسی بنیاد پر اسلام بم کا شوشہ چھوڑا گیا جسکی پاکستان نے قطعی تردید نہیں کی پہلے ہی خوف بھارتی ہندووں میں سما چکا تھا پاکستانی چھاتہ برداروں کے خوف سے مڈل کلاس ہندو سر شام ہی اپنے اپنی گھروں میں دبک جاتے تھے ہم یشونت والی گلی کی سڑک پر پہنچے تو اکا دکا ٹیکسی اور رکشہ نظر آ رہے تھے سب دوکانیں بند ہو چکی تھی اس لیے اس بار ہم نے ٹیکسی نہیں چھوڑی اور ٹیکسی میں بیٹھے رہے تھوڑی دیر بعد یشونت کی گلی کے سامنے ایک رکشہ آ کر رکا اس میں جھومتا ہوا نشے سے چور یشونت باہر نکلا وہ جھومتا گنگناتا اپنے گھر کیطرف جا رہا تھا میں اسکی یہ مصنوعی خوشی چھیننا نہیں چاہتا تھا لہذا میں اسے پیکٹ تھما کر کل ۳ بجے گولچہ سینما کے ریسٹورنٹ میں ملنے کا یاد دلا کر واپس آ گیا اپنے ساتھی کو اس کے گھر پر چھوڑا اور کناٹ پیلس میں ٹیکسی بدل کر اپنے ہوٹل واپس آ گیا اگلے روز صبح میں نے آشا کی دی ہوئی کیسٹ کئی بار سنی اس میں تین افراد کی آواز گلاسوں کی کھنک اور کئ بار خود آشا کی آواز بھی شامل تھی ٹھیکے کے متعلقہ امور اور بچت کے مختلف طریقے جن پر

بات چیت کی گئی تھی صرف ایک بات ایسی تھی جس سے آشا کی سچائی کا پتہ چلتا تھا غالباً بریگیڈیئر نے کہا تھا کہ سر ٹھیکہ تو میں دے دیتا ہوں مگر دوسرے ٹھیکیداروں کو پتہ چل گیا تو وہ شور مچا دیں گے اور بات انکوائری تک پہنچ جاے گی پھر کیا ہو گا اسکی آواز کو دوسری آواز نے کاٹ دیا بریگیڈیئر تم اس کی چنتا چھوڑو یہ۔ یری ذمہ داری ہے جے چند تمہارا حصہ تو ٹھیکہ ملتے ہی تمہیں دے دے گا میری تو جے چند کی حصہ داری ہے اور جب تک ٹھیکے کا تمام کام مکمل نہیں ہو جاتا مجھے میرا حصہ نہیں ملے گا یہ غالباً منسٹر بریگیڈیئر کو تسلی دے رہا تھا ہمارے لیے یہ کیسٹ کارآمد ہو سکتی تھی مگر اس کے لیے آشا کا تعاون بہت ضروری تھا اگر وہ ٹھیکے کی تمام تفصیلات مہیا کر سکتی ہے تو پھر ہم جے چند بریگیڈیئر اور منسٹر کو بھی قابو کر سکتے تھے لہذا میں نے فیصلہ کیا کہ اس موضوع پر آشا سے پیر یا منگل کو بات چیت کروں گا پیر کے دن مجھے کونٹیکٹ کو بھی ملنا تھا اس کے بعد ہی آشا کو فون کر سکتا تھا مجھے ٹھیکے والے معاملے میں جلدی نہیں تھی کیونکہ یہ ابھی ابتدائی مراحل میں تھا ٹھیک ۲ بجے میں گولچہ سینما چلا گیا اس سینما میں مشہور بھارت فلم بوبی جو اس وقت نئ نئ ریلیز ہوئی تھی چلنی تھی اور سینما شائقین سے کچھا کھچ بھرا ہوا تھا۔۔ گولچہ سینما کی بلڈنگ میں نہایت اعلی درجے کا ریسٹورنٹ بنا ہوا تھا مجھے یشونت سے وہی پر ملنا تھا میں ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تو یشونت پہلے ہی ایک ٹیبل پر قبضہ جماے بیٹھا ہوا تھا کئی قسم کے کھانے اس کے سامنے پڑے ہوئے تھے

آج وہ بہت نکھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا رسمی علیک سلیک کے بعد وہ کہنے لگا کہ گھر والے تو اکثر دال سبزی ہی پکاتے ہیں میں کبھی کبھی کسی ریسٹورنٹ میں جا کر من پسند کھانا کھاتا ہوں یا پھر ثمی کے ہاں اچھا کھانا ملتا ہے میں نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا کہ ثمی کے ہاں تو کھانا تمہیں یقیناً بھاتا ہو گا کیونکہ ثمی کا ساتھ اسے مزید لذیذ بنا دیتا ہو گا یشونت کچھ جھینپ سا گیا چونکہ اب ہم دوست بن چکے تھے اس لیے وہ بے تکلفی سے کہنے لگا ثمی رات بھی آپکا پوچھ رہی تھی کبھی ادھر کا بھی چکر لگا لیں میں نے کہا یشونت صاحب کیوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کا کہہ رہے ہو اس بالاخانے میں ثمی ہی نمایاں ہے اگر میں وہاں جانے لگا تو پھر تمہاری دال نہیں گلے گی اسکا حسن اور ادائیں صرف تماشبینوں سے صرف پیسہ اینٹھنے کے لیے ہیں جس طرح پیسے کے زور پر میں نے پہلے دن تماشبینوں کو کھسکنے پر مجبور کر دیا تھا اسی طرح اگر میں وہاں گیا تو تم کو بھی کھسکنا پڑے گا اس لیے بہتر ہے کہ تم ہی وہاں جایا کرو اور عیش کیا کرو میرا مالی تعاون تمہارے ساتھ جاری رہے گا آپ میری ضرورت پوری کرتے رہیں میں آپ کی ضرورت پوری کرتا رہوں گا اور دوسری بات یہ کہ طوائف کے کوٹھے پر اربوں روپے لٹانے والے بھی پیسہ ختم ہونے پر ذلیل کر کے نکال دیئے جاتے ہیں اسی لیے اپنا پیسہ ہوش و ہواش اور ہاتھ کھینچ کر استعمال کرنا چاہیے خرچ کم کریں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ بہت دولت مند صاحب حیثیت ہیں اس طرح یہ طوائفیں بھوکی بلی کیطرح تمہارے گرد چکر

کاٹتی رہیں گی یشونت خاموشی سے میری باتیں سن رہاتھا مگر اس کے چہرے
سے صاف عیاں تھا کہ بڑھاپے کے اس عشق سے بچنا اس کے بس کا روگ
نہیں رہا اور میں چاہتا بھی یہی تھا کہ ثمی کی وجہ سے یشونت ہماری ہر
ضرورت پوری کرتا رہے میں نے موقع غنیمت جان کر کہا ویسے یشونت
صاحب تمہاری پسند بھی لاکھوں میں ایک ہے اور لاجواب ہے ثمی پر دلوجان
ہی نہیں دونوں جہاں نچھاور کرنے پڑیں تو سودا مہنگا نہیں ہے یشونت کھل اٹھا
اور کہنے لگا ونود بھائی اب یہ بھگوان اور آپ کے ہاتھ میں ہے کہ میں ثمی کو
حاصل کر سکوں کل کی ڈاک آپکو کیسی لگی میں نے جواب دیا کوئی خاص
نہیں۔ معمولی سی ڈاک سے ایک درجہ اوپر تھی حالانکہ ہو بہت اہم ڈاک تھی
آرمی ہیڈ کوارٹرز کے ایک خط کے ذریعے بھارت کو 7 اور 10 نمبر ڈویژن
کمانڈرز کو مطلع کیا گیا تھا کہ سکھ لائیٹ انفنٹری کی تمام رجمنٹس کو جن کی
نفری تقریباً 35 ہزار سے زائد تھی کو ہٹا کر ایک ماہ کے اندر ان ڈویژنز سے
ہٹا کر تری پورو میں مقیم جاٹ رجمنٹس جن کی نفری 30 ہزار کے قریب تھی
کی جگہ تعینات کیا جائے بھارت 7اور 10 نمبر ڈویژن پاکستان بارڈر کے قریب
تعینات تھے یشونت نے کہا کہ اب جب کہ میں نے آپ کے لیے اتنا بڑا
رسک لے لیا ہے تو اب آپ حکم کرتے جائیں اور۔ میں تعمیل کرتا جاؤں گا
مجھے اچانک خیال آیا اور میں نے یشونت سے کہا کہ کرتار پور بجلی گھر سے
سے محفوظ ٹرک ٹاٹا ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو باقاعدگی سے جاتے ہیں radiation

اور ان کی سیکیورٹی فوج کے کے کمانڈوز کے سپرد ہے تارا پور کا ایٹمی پلانٹ بھی ان کی نگرانی میں ہے اسی لیے ایٹمی پلانٹ اور ٹاٹا انسٹیٹیوٹ کے متعلق ہیڈ کوارٹر کو مطلع کیا جاتا ہوگا ایسی تمام فائلیں مجھے درکار ہیں یشونت خاموش ہوگیا جیسے کچھ سوچ رہا ہو میں نے بے رغبتی برتتے ہوئے کہا کہ میں نے ایسے ہی تم سے پوچھ لیا ورنہ ایٹمی پلانٹ ور ٹاٹا انسٹیٹیوٹ میں ہمارا رابطہ ہے اور ہمی مفصل معلومات مل رہیں ہیں میں نے تو ان معلومات کو ٹیلی کرنے کے لیے تم کو کہا تھا ہاں یہ بات ہے کہ اس کام کے عوض تم کو خاصی بڑی رقم مل سکتی ہے میں خاموش ہوا تو یشونت بولا ہا ں ایسی دو فائلیں جنرل صاحب اپنے دفتر کے سیف میں رکھتے ہیں چونکہ میں کاپی رائٹنگ کا سپریڈنٹ ہوں تو اس سے متعلقہ آئی ہوئی ڈسک کو ٹائپ کروانے کا کرنل صاحب مجھے ہی حکم دیتے ہیں اور میں کرنل صاحب کے دفتر میں پڑی ہوئی ٹائپ رائٹر مشین پر وہی ٹائپ کر دیتا ہوں اور پھر اس ٹائپ شدہ ڈاک کو اصلی پیپرز کے ساتھ سٹیپل کر دیتا ہوں وہ کوئی دو فائلیں نہیں ہیں وہ ایک ہی فائلز کے دو حصے ہیں یعنی ایک فائل فل ہونے کے بعد دوسری لگائی گئی ہے جنرل صاحب کا ٹائپ رائٹر بجلی سے چلتا ہے اور وہاں فوٹو سٹیٹ مشین بھی ہے لہذا کاربن کاپی نہیں بنائی جاتی میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں ان فائلوں کی رسائی تک ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے لہذا اس بات کو بھول جائیں اب یہ بتائیں کہ بریگیڈیئر اور جنرل اور دوسرے سئنر افسران کے دفتروں کی صفائی کون کون سے سویپر کرتے ہیں ان

کی ردی کی ٹوکریوں میں پھینکے ہوئے کاغذات اور ٹکڑے ہمیں چاہیئے یشونت فوراً بولا آپکا یہ کام بھی میں کروا دوں گا اور ایسے تمام کاغذات میں آپ کو مہیا کروا دوں گا میں نے اسے ٹوکا اور کہا نہیں یشونت بابو دفتر کی روٹین میں جو کام چل رہا ہو اس میں خلل ڈالنے پر شک پیدا ہو سکتا ہے آپ صرف ان سوپیرز کے نام ہمیں دے دیں یہ سوپیرز کا کام ہے اور انہی سے یہ کام ہم لیں گے دوسرا اس کام کا معاوضہ قلیل ہو گا جو آپ جیسے افسر کو سوٹ نہیں کرے گا بڑا کام اور بڑا معاوضہ جنرل کی سیف میں پڑی ہوئی وہ دو فائلیز کا ہے جو آپ کے لیے ممکن نہیں۔۔۔کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے یشونت سے اگلی ڈاک کا پوچھا تو اس نے کہا کہ آئندہ وہ ڈاک ہفتے میں دو دن منگل اور ہفتے کے روز دیا کرے گا ڈلیوری کے دونوں دن دفتر سے واپسی پر وہ گلی کی نکر پر موجود دودھ دہی کی دوکان پر ایک جیسے تھیلے کی تبدیلی اور ڈاک کی واپسی کے لیے منگل کی رات کو ۱۲ بجے جب وہ چہلی قدمی کے لیے گلی سے باہر تک آ جایا کرے گا اور ہفتے کو ثمی کے بالاخانے سے واپسی پر ساڑھے گیارہ بجے ۱۲ بج کے دوران سڑک پر میں نے کہا اول تو میں خود آیا کروں گا ورنہ اہک ساتھی جسکی بڑی بڑی مونچھیں ہوں گی اور نظر کی عینک لگائی ہو گی تمہارے قریب آ کر تم سے سگریٹ جلانے کے لیے ماچس مانگے گا اور کوڈ ورڈ ڈان ہو گا ڈان کہتے ہی تم اس سے تھیلا تبدیل کر لینا اس دوران یشونت نے ڈاک کا ایک پیکٹ ٹیبل کے نیچے سے۔۔

مجھے پکڑا دیا اور میں نے بھی نیچے سے ہی اپنے لباس میں چھپا لیا جب میں کرسی سے اٹھنے لگا تو یشونت نے اٹک کر کہا کہ جنرل کی فائلوں کا کتنا معاوضہ مل سکتا ہے میں نے کہا یشونت بابو جو کام آپ نہیں کر سکتے اسکے متعلق پوچھنے کا کیا فائدہ آپ دوست ہیں اس لیے آپکو بتا دیتا کہ کم از کم پچاس ہزار روپے پچاس ہزار کا سنتے ہی یشونت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ۱۹۷۰ کی دہائی میں ۵۰ ہزار روپیہ بہت بڑی رقم تصور کی جاتی تھی آج کل کے نوجوان اس کا حساب اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس وقت بکرے کا صاف ستھرا گوشت ۴ روپے کلو ہوتا تھا اور باقی سب چیزوں کی قیمت بھی آج کی نسبت بہت زیادہ کم تھی بھارت میں اندرون ملک بننے والی اشیاء کی قیمت اس وقت پاکستانی آشیاء سے بہت کم تھیں میں یشونت کو وہی چھوڑ کر ریسٹورنٹ سے باہر آ گیا

میرے ساتھیوں نے اندر دوکانوں میں گھومتے ہوے بڑی مونچھیں اور سکھوں والی بڑی ڈارھیاں خرید لی تھیں انہوں نے محض تفریحا خریدی تھیں لیکن میں نے ان سے کام لینے کا فیصلہ کر لیا بال تو ان کے پہلے ہی خاصے بڑے ہو چکے تھے میں نے انہیں سکھ طرز کی بندھی بندھائی پگڑیاں خریدنے کا بھی کہہ دیا اور اب میرے ساتھیوں کے پاس مکمل سکھ کٹ آپ کا سامان موجود تھا یشونت کے ساتھ رابطے کا میں نے مضبوط پل بنا دیا تھا اب ڈاک لینے اور دینے کا کام میں انہیں سونپنا چاہتا تھا کیونکہ کئی جگہوں پر میں بیک وقت مختلف

کاموں میں انوالو ہو چکا تھا سینما سے نکل کر میں ایک چشموں والی دوکان پر گیا اور چار سادہ چشمے بھی خرید لیے

یشونت کی حالت دیکھ کر یکایک مجھے ایک منصوبہ سوجھا تھا میں سیدھا چاوڑی بازار ثمی کے بالاخانے پر پہنچا صبح بنارس اور شام میں اودھ کے حسن کیطرح طوائفوں کے بالاخانے بھی شام ڈھلتے ہی رنگین اور پرکشش ہو جاتے تھے اور ابھی شام کے ۴ بھی نہیں بجے تھے میں نے اپنی آمد کی اطلاع دی اور ایک آدھ سویا ہوا میراثی مجھے اندر لے گیا رات کا سجا ہوا حال سگریٹ کے ٹکڑوں الٹے گلدانوں بکھرے سازوں اور میں چادروں سے اٹاپڑا تھا میں نے میراثی سے کہا مجھے ڈیرہ درانی سے ملنا ہے تھوڑی دیر بعد مجھے اندر کے کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں ثمی دو تین اور لڑکیوں کے ساتھ اوندھی ترچھی پڑی سوئی ہوئی تھی اور پلنگ پر دراز ڈیرہ درانی لیٹی سگریٹ پی رہی تھی اسکی نظریں سوالیہ انداز میں بے وقت آنے کا سبب پوچھ رہی تھیں میں نے ایک ہزار روپیہ اسے دیا اور کہا کہ میری بات دھیان سے سنے اور صحیح جواب دے ہزار نے میرے بے وقت آمد کا احساس ختم کر دیا تھا اور میراثی کو گالی دے کر پکارنے لگی کہ ابھی تک میرے لیے ٹھنڈا نہیں لایا گیا اتنی دیر میں ثمی اور دوسری لڑکیاں بھی اٹھ گئیں درانی نے انہیں اشارہ کیا وہ دوسرے کمرے میں چلی گئیں ساری لڑکیوں میں صرف ثمی نے چھوٹی سی نتھلی پہن رکھی تھی میں نے درانی سے پوچھا کہ ثمی کی بات کہیں طے ہوئی ہے تو اس نے نفی میں سر

ہلایا۔ میں نے پوچھا نزرانہ کیا ہوگا ڈیرہ درانی نے کہا کہ ۲۰ ہزار سے ایک پائی بھی کم نہیں لوں گی میں نے پوچھا کہ یشونت بابو سے بھی اس مسئلے پر کبھی بات ہوئی وہ کہنے لگی کہ وہ بڈھا تو میری بچی کا دیوانہ ہو چکا ہے اور یہاں کئی ہزار ثمی کے قدموں پر نچھاور کر چکا ہے لیکن میں نے اسے صاف کہہ دیا ہے کہ ۲۰ ہزار سے ایک پائی کم نہیں ہوگی اگر اس مقصد کے لیے آنا ہے تو ۲۰ ہزار لے کر آے ورنہ میرے کوٹھے کی سیڑھیاں بھی نہ چڑھے پھر آہ بھر کہنے لگی وہ بھی کیا زمانہ تھا جب اماں بتاتی تھی اس کوٹھے پر بڑے بڑے رئیس زادے آیا کرتے تھے اب تو کلجک ہے کلجک جسکی جیب میں ۱۰۰ روپیہ ہوتا ہے وہ بلا جھجک چلا آتا ہے میری بچیوں کے نازک پاؤں ناچ ناچ کر سوجھ جاتے ہیں لیکن ۵ روپے سے زیادہ کوئی ویل نہیں دیتا میں نے پوچھا اگر تمہیں ثمی کے ۳۵ ہزار مل جائیں تو درانی میری بلائیں لینے لگی اور بولی جوہری ہی ہیرے کی قیمت جانتا ہے اور کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی مگر میں نے اسے ٹوک دیا اور کہا کہ رات کو یشونت آے تو اسے کہنا کہ ایک رئیس نے ۳۵ ہزار کی پیشکش کی ہے اور ایک ہفتے کی مہلت مانگی ہے آپ چونکہ ہمارے پرانے شناساں ہیں اس لیے پہلا حق آپ کا ہے اس سے پہلے بھی بیس ہزار کے مطالبے کو پورا نہ کر کے اپنا نقصان اور ہمارا فائدہ کیا ہے اب ۳۵ ہزار کی آفر کو بھی آپ نظر انداز نہ کریں وہ رئیس زادہ تو اس سے بھی زیادہ دینے پر آ جاے گا اس لیے ایک ہفتہ کی مہلت ہے بعد میں ہم سے شکوہ نہ کیجئیے

گا اور کہا کہ اس معاملے میں میرا ذکر بلکل بھی نہ کرے غرض کہ میں نے ڈیرہ درانی کو خوب پٹی پڑھائی وہ بھی گرگ باراں دیدہ تھی حضور آپکی ہر بات درست لیکن یشونت 35 ہزار پر راضی نہ ہوا تو ۲۰ ہزار سے بھی جائیں گے میں نے اسے ۱۰۰۰ اور دیا اور کہا کہ اگر یشونت ایک ہفتہ میں ۳۵ ہزار نہ دے گا تو میں ۲۰ ہزار ویسے ہی دے دوں گا یہ میرا وعدہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ میرے کہنے پر حرف بہ حرف عمل کیا جائے یہ کہہ کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔۔

قارئین کرام یہ میں نے ایک طرح کا جوا کھیلا تھا یشونت کا مجھے پتہ تھا کہ اگر اسے ثمی کے بارے میں ٹائم فیکٹر دیا جاے گا تو وہ بڑے سے بڑا رسک لے لے گا میرا خیال ہے کہ ان دو انتہائی اہم فائلز کا حصول ۵۰ ہزار میں میرے سئنرز کے لیے بہت سستا سودا تھا ہمارا ایک گروپ پہلے ہی اس مشن پر ناکام ہو چکا تھا اور مطلوبہ معلومات ہمارے لیے بہت ضروری تھیں چاوڑی بازار سے واپسی پر میں ساتھیوں کے گھر چلا گیا آج کی ڈاک کی کاپیاں بنوا کر گذشتہ ڈاک کی بھی کاپیاں لے لیں میں نے ساتھیوں سے کہا کہ آج سے یشونت سے ڈاک لینے اور واپس دینے کی ڈیوٹی ان کے ذمے ہے کاپیاں بھی وہ خود ہی بنایا کریں اور ہفتہ اور منگل کی ڈاک کی وصولی اور واپسی بھی وہی کریں گے ان کو ڈاک کی وصولی کے لیے تمام ترتیب کوڈ اور دیگر ہدایات دیں اور کہا کہ ہفتہ اور منگل کی کاپیاں اتوار اور بدھ کو صبح ۱۰ بجے وہ ڈاک مجھے لودھی ہوٹل

کے قریب مغل محل ریسٹورنٹ میں پہنچا دیا کریں یشونت سے ڈاک لینے کے لیے دو ساتھی جایا کریں گے جو ڈاک وصول کرے گا اسکی لمبی مونچھیں اور عینک لگی ہوئی ہونی چاہیے جبکہ دوسرا اصلی حالت میں اسے کور کرے گا اسی دوران میں نے ایک اور فیصلہ کیا جو میرے سئنرز کی ہدایات کے خلاف تھا حالات کے تقاضوں کے مطابق مجھے پلان میں تبدیلی کا اختیار دیا گیا تھا میں نے ساتھیوں کو لودھی ہوٹل میں اپنی رہائش اور ٹیلی فون نمبر بتا دیئے اور کہا کہ کسی ایمر جنسی کی صورت میں وہ مجھ سے ہوٹل میں رابطہ کر سکتے ہیں میرے اس فیصلے کی ۳ وجوہات تھیں۔۔۔

اول۔۔۔میرا ہر روز ان کے گھر آنا مناسب نہیں تھا

اس طرح روزانہ آنے محلے والے اور مالک۔ مکان شک کر سکتے تھے

دوم۔۔۔میرے ساتھیوں کو میرے متعلق علم نہیں تھا کہ میں کہاں رہتا ہوں اور وہ کسی ایمر جنسی۔ میں مجھ سے رابطہ بھی نہیں کر سکتے تھے

سوم۔۔۔ اگر میں پکڑا جاؤں تو وہ میرے متعلق بلکل اندھیرے میں نہ رہیں

میں آہستہ آہستہ ان کو انکی ذمہ داریاں سونپنا چاہتا تھا تاکہ میری گرفتاری کے بعد بھی وہ طے شدہ امور کو جاری رکھ سکیں۔

اگلا سارا دن میں نے ہوٹل میں ہی گزارا پاکستان بھیجنے والی ڈاک تیار کی اور نظر نہ آنے والی سیاہی سے گذشتہ کارروائی کی مکمل تفصیل لکھی ہمدرد سے ۲۰

روپے لینے اور یشونت کو مزید پیسے دینے کے متعلق بھی لکھا کرتار پور مشن کی کوشش اور نتائج کے متعلق لکھا غرض شام ڈھلنے سے پہلے ڈاک کا پیکٹ تیار ہوچکا تھا

اگلے روز میں مقررہ وقت پر ساتھیوں سمیت کونٹیکٹ سے ملنے کے لیے مطلوبہ جگہ پر پہنچ گیا میرے مطالبے کے مطابق دو کونٹیکٹ بھیجے گئے تھے جو ڈاک کا خاصا بڑا تھیلا لاے تھے میرے ساتھی مجھے کور کیے ہوئے تھے میں نے تھیلا لے کر نمبر ۲ کے حوالے کیا جو اسے لے کر فوراً ہی اپنے گھر کی طرف چلاگیا کونٹیکٹ کو مجھ سے کوئی بات کرنے اجازت نہیں تھی وہ بھی اپنی ڈاک کا تھیلا لے کر فوراً چلے گئے اپنے بقیہ ساتھیوں کے ہمراہ دو ٹیکسیاں لے کر راستے میں دو تین ٹیکسیاں بدل مختلف راستوں سے ہو کر ساتھیوں کو الگ الگ جگہ پر اتار کر تقریباً ۲ گھنٹے میں ساتھیوں کے گھر پہنچا یہ سب کرنے کا مقصد سیکورٹی کے لیے ضروری تھااس بار ڈاک میں مطلوبہ خطوط کے علاوہ ہمارے گھروں سے ایک ایک خط بھی آیا تھا اور دو عدد کیمرے اور ہر کیمرہ کے ساتھ فلم کے بارہ بارہ رول بھی تھے ایک تیس بور کا پسٹل جس پر سائلنسر لگا تھا۔۔اور ساتھ فالتو میگزین اور 100 گولیاں اور 50 ہزار بھارتی روپے بھی تھے سئنرز نے ہماری کارکردگی کو بہت سراہا اور یشونت سے حاصل ہونے والی ڈاک کا شدت سے انتظار کیا جارہا تھا ایک کیمرہ سگریٹ لائٹر جتنا تھا اور ڈاک کی تصویریں بنانے کی صلاحیت رکھتا تھا جبکہ دوسرا کیمرہ آٹو میٹک

تھا اور اس میں بلٹ ان فلیش گن تھی سئنرز کا ایک خط صرف میرے لیے تھا جس میں مختلف ہدایات کے علاوہ یہ درج تھا کہ تمہاری کارکردگی اور صلاحیت نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے تم چاہے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے ہو گے لیکن تمہاری زندگی ہمارے لیے بہت قیمتی ہے لہذا ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھاؤ سائلنسر والا پسٹل تمہارے لیے ہماری طرف سے تحفہ ہے اگر ضرورت بنے تو بے دریغ استعمال کرنا آئندہ ہر بدھ اور اتوار کو 2بجے دوپہر ہم تمہیں وائرلیس پر رابطہ کیا کریں گے تاکہ ضروری ہدایات کے علاوہ تم سب کی خیریت بھی معلوم ہوتی رہے آپ جواب میں صرف آل اوکے میسج رسیو کہنا یہ انتظام اس لیے کیا گیا تھا کہ ہم جو پیغام بھیجتے تھے اس سے ہم ٹریس ہو سکتے تھے کیونکہ اس میں خاصہ ٹائم لگتا تھا لیکن۔ لاہور سے ٹرانسمٹ ہونے والے پیغام چاہے کتنا بھی ٹائم لے لیں رسیو کرنے اور مختصر ترین جواب دینے میں پکڑ کا خدشہ بہت کم تھا مجھے اس نئے انتظام میں کہیں کچھ گڑ بڑ ہونے کا احساس دلا رہی تھی میں اسے اپنا وہم سمجھ کر بھلانا چاہ رہا تھا لیکن دو تین روز بعد اخبارات میں ملی جلی سرخیوں میں آلہ آباد میں ایک پاکستانی میجر جاسوس کی گرفتاری اور بعد ازاں اس کے تین ساتھیوں کی گرفتاری مسلسل ٹرانسمیٹر یوز کرنے کی وجہ سے آگرہ سے عمل میں آئی اور ان خبروں نے میرے خدشات کی تصدیق کر دی۔

اخبارات تو پاکستانی میجر اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری سے انکشافات میں

بھرے ہوئے تھے لیکن کیا انکشاف ہوے اس کا پتہ نہ چلا یہ تو کرنل شنکر نے مجھ سے ایک دن باتچیت میں بتایا کہ احسن نام کا ایک پاکستانی میجر بھارتی ۳۹ ماؤنٹین کی وردی پہنے آلہ آباد میں کسی اسپیشل کا کہہ کر ٹھہرا وہ میس میں مقیم ایک کرنل کی ڈائری کے پیچھے لگا ہوا تھا میس میں کئی دنوں کی لاحاصل کوشش کے بعد اس نے کرنل کے مسلمان بیٹ مین کو پیسے کے زور پر رام کرنا چاہا اور اسے اعتماد میں لینے کے لئے یہاں تک بتا دیا کہ وہ پاکستانی مسلمان ہے کرنل کی ڈائری لا کر دینے کے عوض اس نے بیٹ مین کو خاصی رقم کی پیشکش کی اور آدھی رقم پیشگی دے دی یہ بیٹ مین کچھ زیادہ ہی محب وطن تھا اس نے کرنل کو سب کچھ بتا دیا میجر احسن کو فوری گرفتار کر لیا گیا اور یہ تھا تصدیق ہونے پر کہ اس کا ۳۹ ماؤنٹین ڈویزن جو پونا میں stationed کوئی واسطہ نہیں اس پر انتہائی تشدد کیا گیا لیکن اس نے سواء اپنے نام اور رینک کے اور نمبر کے کچھ نہ بتایا بھارتی انٹیلیجنس نے جلد از جلد اس کے ساتھیوں اور ہمدردوں کے نام اگلوانے کی خواہش میں اس میجر کو بریک کرنے کے لیے تشدد کی انتہا کردی اس کے دونوں پاؤں کی انگلیاں کاٹی گئیں ہاتھ کاٹے گئے اور دونوں بازو بھی کاٹ دیئے لیکن میجر احسن کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا حتی کہ وہ شہید ہو گیا اس کے ساتھی آگرہ میں تھے جب میجر احسن کئ دن تک ان تک نہ پہنچا تو وہ بوکھلا گئے اور بار بار ٹرانسمیٹر پر سے لاہور رابطے شروع کر دیئے بھارتی ٹرانسمیٹر نے ان کے سگنل کیچ کیے اور جگہ کا تعین کیا

اور وہ تینوں بمعہ ٹرانسمیٹر پکڑے گئے کرنل شنکر جو کچھ مجھے بتاتا گیا میں سنتا گیا میں نے خود کوئی ایسا سوال نہ کیا جس سے کرنل کو مجھ پر شک ہو سکے یہ روداد میں نے اپنی ڈاک میں لاہور بھیج دی بہت بعد میں مجھے پتہ چلا کہ میجر کے تینوں ساتھیوں کو بھی تشدد کر کے شہید کر دیا گیا تھا اور انہوں نے بھی اپنی زبان نہیں کھولی۔ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے آمین

قارئین کرام آپ اس بات پر حیران ہو رہے ہوں گے کہ پاکستان سے بھارت ہمارے لیے اتنی رقوم منتقل ہوتی ہے تو ہم جیسے چاہیں جتنی چاہیں یوز کر سکتے ہیں ایسی بات نہیں ہے پاکستان سے جو ہمیں پیسے بھیجے جاتے ہیں ان میں میرا جیب خرچ پورے ماہ کے لیے 4 ہزار اور ساتھیوں کے لیے 3 ہزار پر ہیڈ ہوتا تھا باقی جتنے بھی پیسے ہوتے تھے ان اخراجات کی مکمل تفصیل لکھ کر بھیجی جاتی تھی

میں نے ساتھیوں کو میجر احسن اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کی تفصیل بتائی اور انہیں سخت چوکس رہنے کا کہا اور کہا جب بھی باہر جاؤ اکیلے اکیلے نہیں جانا بلکہ دو دو ہو کر جائیں اور باہر جاکر آپسمیں فاصلہ رکھیں اور احتیاط سے چوکس ہو کر ہر لمحہ ذہن کو بیدار رکھ کر رہنا ہے جب باہر جاؤ تو اسلحہ پاس رکھو جب دیکھو کہ کام بگڑ رہا تو پھر پیچھا کرنے والے پر گولی چلا دو اور بچ کر نکلنے کی کوشش کرو ساتھیوں نے کیا کہ ہم نے سرائے بیرم خان میں گھومنے کے دوران ایک چاقو چھریوں والی دوکان سے ایسی پانچ چھریاں خرید

لیں ہیں جو آدھ انچ سے بھی کم چوڑی اور ایک فٹ لمبی ہیں اور ہاتھ میں پکڑنے والے عام بید کے موٹے دستے بنے سکریو کے ذریعے فٹ ہو جاتی ہے انہوں نے ایسا ایک بید مجھے بھی دیا چھری واقعی بہت سخت اور بے حد تیز تھی بید کے اندر فٹ ہونے کیوجہ سے دستہ بید کا حصہ دکھائی دیتا تھا یہ واقعی کارآمد ہتھیار تھا جس سے آواز نکلے بغیر ہی دشمن کو ہلاک کیا جا سکتا تھا پاکستان سے بھیجے گئے سائلنسر پسٹل کو رکھنے کے لئے کور اور ایسی بیلٹس بھیجی گئی تھی جس سے پسٹل لباس کے اندر بلکل چھپ جاتا تھا میں نے ساتھیوں کو دوبارہ تنبیہ کی کہ پسٹل اور چھری کا استعمال اس وقت کیا جاے جب کوئی راستہ باقی نہ رہے۔

ساتھیوں کو میجر احسن کا بتانے اور بید کا واقعہ ہمارے تسلسل کے 12 روز بعد کا ہے ورنہ گذشتہ پیر کو ہم نے پاکستانی کونٹیکٹ سے ڈاک وصول کی تھی اور بھیجی تھی اگلے روز میرے ساتھیوں نے دودھ دہی کی دوکان سے ڈاک کا تھیلا یشونت سے وصول کرنا تھا منگل کو ساتھیوں نے یشونت سے ڈاک وصول کی اور کاپیاں کر کے بدھ کو وہ کاپیاں مجھے مغل ہوٹل میں دے دیں کاپیوں کے علاوہ یشونت کا ایک لفافہ بھی مجھے دیا جس پر موسٹ ارجنٹ لکھا ہوا تھا خط میں لکھا ہوا تھا کہ بہت ہی ارجنٹ مسئلہ درپیش ہے آپ سے فوری ملنا چاہتا ہوں بدھ کو رات 8 بجے گولچہ سینما کے ریسٹورنٹ میں آپ کا منتظر رہوں گا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بدھ کو رات پونے آٹھ بجے گولچہ ریسٹورنٹ

میں الگ الگ جا کر بیٹھ جائیں اور میری یشونت سے ملاقات کے دوران چوکنا رہیں

میں جان بوجھ کر ریسٹورنٹ میں 15 منٹ لیٹ پہنچا پہلے سے میرے وہاں بیٹھے ہوئے ساتھیوں نے گرین سگنل دیا یشونت کونے کی ایک میز پر سر جھکائے بیٹھا تھا اور بہت پریشان دکھائی دے رہا تھا میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے سر اٹھایا مجھے دیکھ کر اسکی باچھیں کھل اٹھیں بہت انتظار کروایا آپ نے میں تو مایوس ہو چلا تھا میں نے کہا کہ میں تو صرف 15 منٹ لیٹ ہوا ہوں بہرحال بتائیں کیا ضرورت آن پڑی جو اتنا ارجنٹ ملنے کو کہا یشونت نے میرے آگے ہاتھ باندھ دیئے اور کہا کہ میری زندگی اور عزت تمہارے ہاتھ میں ہے میں نے کہا کہ بتاؤ بات کیا ہے چند سیکنڈ چپ رہنے کے بعد وہ گویا ہوا صاحب آپ سے میری کوئی بات پوشیدہ نہیں میں ثمی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا کل شام میں ان کے ہاں گیا تو ثمی کی ماں نے مجھے الگ لے جا کر بتایا کہ ثمی کا ایک خریدار آیا تھا اور وہ ثمی کے 35 ہزار دے رہا تھا لیکن تم پرانے ہو اس لیے میں نے اسے ایک ہفتہ کا ٹائم مانگا ہے اب یہ تم پر منحصر ہے کہ ایک ہفتے میں تم 35 ہزار دے کر ثمی کو لے جاؤ ورنہ میں اس بابو کے ساتھ بھیج دوں گی ابھی معلوم نہیں کہ وہ سچ بول رہی ہے یا جھوٹ۔ یہ کہہ کر یشونت میری طرف امید بھری نظروں سے دیکھنے لگا میں نے کہا یشونت بابو اس معاملے میں کیا کر سکتا ہوں یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے وہ گڑ

گڑانے لگا یشونت بولا آپ جانتے ہیں میں اتنی بڑی رقم کا بندوبست نہیں کر سکتا آپ میری آخری امید ہیں آپ مجھے روپے ایڈوانس دے دیں میں باقی جو ڈاک دیا کروں گا اس میں سے آپ منہا کر لیا کریں۔

میں نے کہا یشونت بابو آپ کی لائی ہوئی سب ڈاک ہمارے مطلب کی نہیں ہوتی بس وہ ڈال میں رکھتا ہوں جو مطلب کی ہوتی ہے باقی جو روپے پہلے میں آپ کو دے چکا وہ بھی بہت زیادہ ہیں آپ سے دوستی کی وجہ۔ میں نے بھی آگے جواب دینا ہوتا ہے صرف ایک صورت ہے کہ اگر تم کرتار پور والی فائلز جنرل کے دفتر سے لا کر دے دو تو تم کو رقم مل سکتی ہے

لیکن وہ تو جنرل صاحب کی سیف میں ہیں اور چابیاں جنرل صاحب کے پاس ہوتی ہیں یشونت نے مایوسی سے جواب دیا اور خاموش ہوگیا میں نے فوراً سکوت کو توڑا اور کہا یشونت صاحب ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے آپ کے بقول جنرل صاحب کی سیف کھولتے بھی آپ ہیں اور بند بھی آپ کرتے ہیں اس دوران صابن کی ٹکیا پر چابیوں کے نقش لیے جاسکتے ہیں آپ نقش لے لیں اور چابیاں بنوا لیں جنرل صاحب کے جانے کے بعد آپ آسانی سے سیف کھول کر فائلیں نکال سکتے ہیں دفتر سے واپسی پر فائلیں میرے ساتھی کو دے دیں اور رات کو واپسی پر فائلوں کے ساتھ 35 ہزار بھی لے لینا یشونت سوچ میں پڑ گیا اور اس کی سوچ ڈر کی وجہ سے تھی

میں نے اسے زیادہ سوچنے کی مہلت نہ دی اور کہا کہ نقش لینے سے لے کر چابی سے سیف کھولنے دو منٹ کا کام ہے اور آپ پہلے بھی رسک تو لے ہی رہے ہیں اپنے پیار کی خاطر یہ بھی لے لیں ورنہ ایسے ہی گھٹتے مر جائیں گے اور آپ کی آتما کو شانتی بھی نہیں ملے گی۔۔

یشونت جنون میں آ گیا اور کہا کہ جب زندگی میں خوشی نہ ہو تو جینے کا مزا کب آتا ہے زندگی رنگین بنانے کے لیے میں یہ رسک بھی لے لوں گا صابن کی ٹکیاں میں آج ہیے لیتا ہوں اور پھر اپنا کام شروع کر دوں گا لیکن اگر مجھے ایسا موقع نہ ملے تو پھر ثمی میرے ہاتھ گئی میں نے کہا لگن سچی ہو تو موقع بناہی لیا جاتا ہے اس نے کہا ٹھیک آپ روپیہ تیار رکھیں میں فائلیں لے کر ہی آؤں گا اس کے بعد میں نے یشونت سی کہا کہ کل سے لے کر جب تک آپ وہ فائلیں نہیں لے آتے تب تک میرے دو ساتھی روزانہ اس دوکان کے آس پاس رہیں گے یشونت نے خوشی میں کہا اوکے اور نمستے کہتا ہوا چلا گیا اس کے جانے کے بعد 10 منٹ کے وقفے سے میں ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کل سے روزانہ دو ساتھی اسی دوکان کے آس پاس یشونت کی نظر میں رہیں جب یشونت کوئی اہم فائلز آپ لوگوں کو دے تو گھر پہنچ کر مجھ سے فون پر رابطہ کریں اور پھر مغل ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں مجھے وہ پہنچا آئیں۔ ساتھیوں نے اوکے کہا

اس دن کے بعد ہم ہر روز یشونت کی ڈاک کا انتظار کرنے لگے میرے دو

ساتھی روزانہ اس دوکان کے آس پاس یشونت کو نظر آتے آخر مقررہ تاریخ پر یشونت نے ڈاک دی اور ساتھ تمام خاص خاص سوپیرز کے نام اور کس افسر کے دفتر کی صفائی کرتا ہے ساری ڈیٹیل ہمیں بھیج دی ہم نے ان تمام فائلز کی تصویریں بنائیں اس کے علاوہ ایمرجنسی کے لیے کاپیاں بھی تیار کر لیں اسی دوران عبدالکریم بھی چار صفحات پر مشتمل ایک اپنی تحریر دے گیا عبدالکریم جتنی اچھی اردو بولتا تھا اس کے مطابق اسکی لکھائی اتنی اچھی نہیں تھی عبدالکریم نے اپنے اور کرنل شنکر کے متعلق بہت کچھ لکھا یہاں مختصر بیان کرتا ہوں اس نے کہا کہ کرنل شنکر سخت بھی ہے مگر نرم دل بھی بہت ہے میرے اپینڈکس کے آپریشن کے سلسلے میں میری فل ہیلپ کی مجھے پھل وغیرہ لا کر دیتا رہا پیسے بھی دیتا ہے اس نے جو خاص بات لکھی وہ یہ ہے کہ رات کو کرنل سوتے میں بھارتی حکومت اور فوج کو گلی دیتا ہے اور کہتا ہے بھارت نے مشرقی پاکستان علیحدہ کروا کر بہت بڑی غلطی کی ہے آئندہ جو بھی جنگ ہو گی وہ ایٹمی جنگ ہو گی اس جنگ میں سب مسلمان اکھٹے ہو جائیں گے اور بھارت اکیلا رہ جاے گا بھارت کو ٹکڑے ہو نے سے کوئی نہیں روک سکتا ایٹمی جنگ مسلمان تو برداشت کر لیں مگر ہندو وہ برداشت نہیں کر پائیں گے اور پھر جو بغاوت ہوگی اس بغاوت میں بھارت چھوٹے چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو جاے گا اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ اس جنگ سے پہلے بھارت ٹکرے ٹکڑے ہو جاے تاکہ وہ ایٹمی جنگ نہ ہو سکے۔ یہ سب باتیں کرنل

شنکر خواب میں سوتے ہوئے بولتا تھا

اس تحریر کو پڑھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ عبدالکریم قابل اعتماد آدمی ہے اور دوسرا میں نے فیصلہ کیا کہ کرنل شنکر کے مزید قریب ہو کر اس سے اہم معلومات حاصل کروں

عبدالکریم نے یہ بھی لکھا کہ صبح جب وہ بیدار ہوتا ہے تو مجھ سے رات والی اپنی ساری باتیں پوچھتا ہے جب میں اسے بتاتا ہوں تو کہتا ہے شکر ہے تم نے سنی کسی اور نے نہیں سنی پھر مجھے وہ 15 روپے دے دیتا ہے اور کہتا ہے کھاؤ پیؤ اور جان بناؤ کیونکہ آئندہ جنگ میں تم مسلمانوں نے بہت اہم رول ادا کرنا ہے۔۔۔یشونت کے دیئے ہوئے سویپرز کے نام میں نے اپنے ان دو ساتھیوں کو جو پہلے ہی سویپرز کی نگرانی کر رہے تھے انہیں ان 3سویپرز کو ہینڈل کرنا تھا ثمی کی ماں کی دی ہوئی مہلت ابھی باقی تھی اور میں اس مہلت میں اضافہ بھی کروا سکتا تھا یشونت کو سیف کی چابیاں بنوانے اور مطلوبہ فائلیں نکالنے میں جو دشواریاں پیش آ سکتی تھیں وہ بھی میرے پیش نظر تھیں لیکن میں اور میرے ساتھیوں کا حال یہ تھا کہ صبح سے شام تک یشونت کے دفتر آنے تک کامیابی کی آس لگائے بیٹھے رہتے تھے شام کو جب یشونت سر جھکائے خاموشی سے گزر جاتا تو ہم سب بھی مایوس ہو جاتے تھے یہ دراصل تارا پور کے ایٹمی بجلی گھر کے متعلق معلومات کی اہمیت اور ون ٹائم مشن ہونے کیوجہ سے تھا بعض اوقات مجھے خیال آتا کہ یشونت اپنی مہم کے خطرات کے

پیش نظر کہیں اس کام سے دست بردار ہی نہ ہو جاے ایسی صورت میں زری کے ساتھ اس کی نازیبا فوٹو اور ہیڈ کوارٹر کی وہ فائل جس پر کلاسیفائیڈ اینڈ کنفیڈیشنل لکھا تھا کی دیتے وقت جو فوٹو لی تھی اس کا سہارا لینا پڑتا لیکن میں چاہتا تھا کہ یشونت اپنی دیرینہ خواہش کی طلب میں یہ کام کرے جب ثمی کی ماں کی دی ہوئی مہلت ایک دن باقی رہ گئی تھی تو یشونت نے دفتری ڈاک کے ساتھ ایک خط دیا جسے میرے ساتھیوں نے فوری مجھے پہنچا دیا خط میں یشونت نے گولچہ سینما کے ریسٹورنٹ میں آج ہی ملنے کا کہا تھا اور وقت بھی خود ہی طے کر لیا تھا مقررہ وقت پر میں ریسٹورنٹ پہنچا تو یشونت کی حالت ناگفتہ تھی اس کا چہرہ اسکی مایوسی اور ناکامی کی وجہ سے بجھا ہوا تھا اس نے بتایا کہ جنرل کئی روز سے دفتر نہیں آ رہا اور اس نے ایک ہفتے کی چھٹی لے رکھی ہے جس میں سے 4 دن گزر چکے ہیں اور چھٹی سے پہلے کے دو دنوں میں نہ ہی جنرل نے اس طلب کیا اور نہ ہی موقع مل سکا کہ جنرل کے دفتر میں داخل ہو سکوں وہ جب بھی جنرل کے دفتر کیطرف گیا۔ میٹنگ ہو رہی ہوتی تھی یشونت اپنی ناکامی سے حد درجہ مایوس تھا اسے لگا اب ثمی کا حصول ناممکن ہو گیا ہے میں نے اسکی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ جنرل کی چھٹی ختم ہونے دو پھر موقع مل جاے گا یشونت نے کہا کہ موقع تو یقیناً مل جاے گا مگر بے فائدہ ہو گا ثمی کی ماں کی دی ہوئی مہلت تو کل ختم ہو رہی ہے یہ ایسا موقع تھا جس میں یشونت کی مدت بڑھا کر اسے تروتازہ کرنا تھا میں نے یشونت سے

کہا کہ وہ دل چھوٹا نہ کرے ثمی یقینا اسے ہی ملے گی میں نے اسے
1000ہزار روپ دیئے اور کہ ٹھیک 9 وہ اسے ثمی کے بالاخانے پر ملے گا
ثمی کی ماں کو مزید مہلت دینے کے لیے منانے کی کوشش۔ کروں گا یشونت
اور میں اکھٹے ریسٹورنٹ سے باہر نکلے وہ اپنے گھر کیطرف چلا گیا اور میں نے
ٹیکسی پکڑی اور سیدھا ثمی کے بالاخانے پر پہنچ گیا میں دراصل محفل جمنے سے
پہلے ہی ثمی کی ماں کو بریف کرنا چاہتا تھا جب میں وہاں پہنچا تو محفل سجانے
کے سامان ہو رہے تھے۔ میں نے ثمی کی ماں سے علیحدگی میں لے جا کر کہا
کہ آج رات میں اور یشونت 9 بجے تمہارے ہاں آئیں گے یشونت کا مہلت
مانگنے پر پہلے تم انکار کر دینا میرے بہت زیادہ اصرار کرنے اور یشونت کے
لیے میرے 5000 ہزار پیشگی دینے پر اسے مزید 10 دن کی مہلت دے دینا
یہ باتیں سمجھا کر میں واپس ہوٹل چلا آیا 9 بجے تک تیار ہو کر اور پیسے لے
کر میں پھر چاوڑی بازار میں ثمی کے بالاخانے کے قریب پہنچ گیا یشونت وہاں
پہلے ہی پان کی دوکان پر کھڑا تھا کہنے لگا میں تو ساڑھے آٹھ بجے ہی یہاں پہنچ
گیا تھا اور پان کی دوکان پر ہی سے سوڈا اور گلاس لے کر موڈ بنا رہا تھا ہم
دونوں ثمی کے بالاخانے میں اکھٹے داخل ہوئے محفل شروع ہو چکی تھی میں
نے ثمی کی ماں کو اشارے سے پچھلے کمرے میں بلایا وہ کمرے میں آ گی اور
ساتھ ہم داخل ہو گئے میں نے یشونت سے کہا جو کہنا ہے جلدی جلدی کہہ
ڈالو یشونت نے مزید مدت مانگی تو ثمی کی۔ ماں نے صاف انکار کر دیا کہنے لگی

صاحب جی ہم لوگ تو کھلی کتاب کیطرح ہیں اس بازار میں ہر طرف ثمی ثمی ہو رہا ہے ایک سے بڑھ کرایک بولی لگانے کو تیار ہے اور ادھر آپ ہیں کہ دوسری بات مہلت مانگ رہے ہیں ثمی کو حاصل کرنا ہے تو اسکے خواب دیکھنے کے لیے بھی جیب بھری ہوئی ہونی چاہیے یہ تو محض یشونت بابو کے پرانے گاہک ہونے کے اسے بتا دیا تھا ورنہ انہیں بھی دوسروں کیطرح دعوت نامہ ہی ملتا اب میں بہت جلد ثمی کی یہ رسم ادا کر دوں گی گاہک تو پہلے ہی میرے اشارے کے منتظر ہیں یشونت نے کئ بار گڑگڑا کر مہلت مانگی لیکن وہ پرانی گھاگ ٹس سے مس نہ ہوئی میں نے جب یہ دیکھا کہ یشونت بلکل ہو مایوس ہو چلا ہے تو میں ثمی کی ماں سے کہا آپ یہ نہ سمجھیں کہ یشونت بابو کے پاس پیسے نہیں ہیں انہوں نے پیسے کہیں لگا رکھے ہیں بس ان وصولی باقی ہے اور اب بس چند روز کی بات ہے آپ اپنی رسم کی تیاری کریں یہ کہتے ہوئے میں نے 5ہزار روپے ثمی کی ماں کو دے دیئے اور کہا یہ 5ہزار پیشگی ہے آپ آج سے دسویں روز رسم کی تیاری رکھیں اس سے پہلے ہی آپ کو بقیہ رقم مل جاے گی بڑھیا نے 5ہزار تو فوراً دبوچ لیے اور بولی باقی 30 ہزار تو ثمی کے ہوے اور رسم کی ادائیگی یونہی نہیں ہوتی اس بازار کے بالاخانے والوں کی دعوت ہوتی ہے ہم سب اپنے گاہکوں کو بھی دعوت دیتے ہیں رات گئے تک بازار کی سب لڑکیاں مجرا کرتی ہیں ثمی کے لیے جوڑا بھی سلوانا ہے اور یشونت بابو ثمی کو منہ دکھائی کے لیے 12 تولے کا سیٹ بھی دینا ہے اور

سب اخراجات یشونت بابو کو ہی دینے ہوں گے میرے پوچھنے پر ثمی کی ماں نے کہا کہ مزید 10 ہزار روپے خرچ ہوں گے میں نے اسے کہا کہ وہ 30 ہزار کے ساتھ آپکو مل جائیں گے آپ بس تیاری کریں سب باتیں طے کر کے ہم کمرے سے باہر ہال میں آ گئے محفل ابھی صحیح طرح جمی نہیں تھی یشونت خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا ثمی کی ماں نے مجھے بیٹھنے پر بہت زور دیا مگر میں نے ایک ضروری کام کا بہانہ کر کے وہاں سے نکل آیا جبکہ یشونت ابھی سے خود کو آدھا دلہا سمجھنے لگ گیا تھا اور بڑی شان سے محفل میں بیٹھ گیا اسکی جیب میں میرے دیئے ہوے ایک ہزار روپے کلبلا رہے تھے میں نے چلتے چلتے یشونت سے کہا کہ کل شام 7 بجے مجھے گولچہ کے ریسٹورنٹ میں ضرور ملے اگلے روز شام کو یشونت مجھے گولچہ کے قریب ہی نظر آیا میں نے اسے ریسٹورنٹ میں جانے کا اشارہ کیااور چند منٹوں کے وقفے کے بعد میں بھی ریسٹورنٹ میں داخل ہو کر اسکی ٹیبل پر جا بیٹھا میرے دو ساتھی حسب معمول ہماری نگرانی کر رہے تھے۔۔

یشونت نے میرے بولنے سے پہلے ہی میرا بہت بہت شکریہ ادا کیا کہ گذشتہ رات میں نے اس کے خوابوں کو بکھرنے سے بچا لیا تھا وہ جب چپ ہوا تو میں نے کہا یشونت بابو میرے بس میں جو کچھ بھی تھا میں نے کر دیا اب آگے آپکی ہمت ہے 5ہزار میں نے ثمی کی ماں کو دیئے ہیں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا اب آپکو وہ فائلیں ہر صورت لے کر آنی ہوں گی مزید 10

ہزار ثمی کی ماں نے رسم کے لیے مانگ لیے ہیں میں وہ بھی ادا کر دوں گا لیکن اس کے لیے مزید آپ کو تھوڑا سا کام کرنا ہو گا جنرل کے سیف میں صرف یہ دو فائلیں ہی نہیں ہوں گی بلکہ اور بھی بہت سی اہم فائلیں ہوں گی جنرل کی آفیشل ڈائری بھی اسی سیف میں ہو گی آپ تارا پور کی دو فائلز کے ساتھ دوسری اہم فائلز بھی مجھے لا کر دیں گے کیونکہ فائلز میں موجود کاغذات آپ ہی ٹائپ کرتے ہیں اس جنرل سے جو پہلے جنرل تعینات تھے ان کی ڈائریاں بھی وہی موجود ہوں گی کیونکہ جانے والے جنرل یہ ڈائریاں اپنے ساتھ نہیں لے جاتے بلکہ نیو آنے والے کی رہنمائی کے لیے وہی چھوڑ جاتے ہیں آپ یہ ڈائریاں بھی فائلز کے ساتھ ہمراہ ضرور لائیں۔ یشونت میری باتیں بہت غور سے سن رہا تھا میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یشونت بابو جس دشت میں آپ نے قدم رکھا ہے وہاں ہر ہر لمحے آپکو پیسوں کی ضرورت پڑے گی ثمی کو محض اپنا بنا کر رکھنے کے لیے ہر ماہ آپ کو اسے معقول رقم دینی ہو گی آپکو ثمی کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے بھی خاصی رقم کی ضرورت رہے گی آپکی اس مد میں سب ضروریات میں پوری کروں گا لیکن آپکو ہماری ضروریات پوری کرنا ہوں گی اگر آپکا بھر پور تعاون ملتا رہا تو آپکو پیسوں کی کبھی کمی محسوس نہیں ہو گی میری ساری باتوں کے درمیان یشونت صرف مجھے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا تھا میں خاموش ہوا تو چند لمحے وہ خاموش رہا پھر بولا صاحب مجھے آپ کے نام کا بھی نہیں علم اور نہ کبھی آپ

نے مجھے بتایا ہے اور نہ ہی میں نے کبھی پوچھنے کی ہمت کی ہے لیکن ثمی کے بالاخانے پر آپ سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی اس پہلی ملاقات سے لے کر آج تک جو حالات گزرے ہیں اس سے مجھے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کس ملک کے لیے کام کر رہے ہیں آپ سے تعاون کرتے ہوئے میں خود گلے تک پھنس چکا ہوں میری واپسی کی کوئی صورت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ تعاون میں ہی میری بقا ہے میرے خلاف آپکے پاس اتنے ثبوت ہیں کہ آپ مجھے زندہ درگور کر سکتے ہیں اور پھانسی پر چڑھوا سکتے ہیں اس کے علاوہ میرے آدمی تمہیں گولی بھی مار سکتے ہیں میں نے اس کی بات کاٹی یشونت نے کہا آپ بلکل صحیح کہہ رہے ہیں میں آپ سے بھرپور تعاون کرنے کو تیار ہوں میری اولاد میری دشمن ہے اور انہوں نے گھر میں ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔۔۔کہ مجھے گھر سے ہی نفرت ہو گئی ہے کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ کسی ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں پر مجھے کوئی نہ جانتا ہو میری ساری زندگی دفتر میں کام میں گزری ہے جمع پونجی کچھ بھی نہیں ہے جس اولاد کے اوپر اپنی حیثیت سے بڑھ کر اس لیے خرچ کیا کہ وہ بڑھاپے میں میری لاٹھی بنیں گے وہی مجھے گھر سے نکالنے کی تدابیر کر رہے ہیں پہلے میرا کمرہ گھر میں سب کھلا اور ہوا دار تھا اور اب ایک کونے کی کوٹھری ہی میں اوڑنا بچھونا ہے مجھے بتائے بغیر میرا ذاتی سامان اور ایک کھاٹ اس کوٹھری میں ڈال دی گئی ہے جوان بیٹے اور بیٹیاں ہونے کے باوجود خود ہی ٹھنڈا کھانا برتنوں میں نکال کر زہر

مار کرنا پڑتا ہے میرے ملنے والوں اور دوستوں کو گھر آنے کی اجازت نہیں اپنے ہی گھر میں اجنبی بن کر رہ گیا ہوں ان حالات میں پہلے میں نے شراب اور پھر ثمی کے بالاخانے پر غم اور دل بہلانا چاہے عارضی یا مصنوعی ہی صحیح شراب اور ثمی نے مجھے سکون تو دیا لیکن اس سکوں کے حصول کے لیے مجھے پیسے کی ضرورت تو ہے جو آپ پوری کر رہے ہیں آپ نے تعاون کی بڑی معقول قیمت ادا کی ہے اور ثمی کے معاملے میں جس طرح آپ نے میری مدد کی ہے میں اسے کبھی نہیں بھولوں گا آج میں آپ کو ایک اہم بات بتانا چاہتا ہوں جنرل کی سیف کے اندر ایک ایسا خانہ بنا ہوا ہے جو ایک علیحدہ چابی سے کھلتا ہے اور روز میں نے جنرل کو اس خانے میں ایک نقشہ جس پر مختلف لکیریں کھینچی گئی تھیں اور چند اہم کاغذات رکھتے ہوئے دیکھ لیا جنرل اس وقت میٹنگ سے فارغ ہوا تھا جب مجھے ٹائپنگ کے لیے بلایا گیا میں نے جو کچھ ٹائپ کیا اس کی کاپیاں پردھان منتری نیول اور آئر ہیڈ کوارٹر بھیج دی گئیں تھیں ٹائپ شدہ اصل کاغذات جنرل نے نقشے کے ساتھ ہی رکھوا دیئے تھے ٹائپ کرنے کی وجہ سے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ پاکستان پر حملہ کرنے کا مفصل پلان تھا وہ نقشہ اور کاغذات اب بھی سیف میں محفوظ ہیں اور میں کوشش کروں گا کہ وہ بھی آپ کو لا دوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے اس کام کا بھی۔ معقول معاوضہ دیں گے یشونت نے آج پہلی بار میرا پاکستان کے ساتھ وابستگی کا ذکر کیا تھا اور میں حیران تھا کہ آج سے پہلے اس نے یہ بات

کیوں نہیں کی حالانکہ بے تکلفی کے کئ موقعے آے تھے جب وہ یہ بات مجھ سے کر سکتا تھا شاید یہ میری دھمکیوں اور میرے ساتھیوں کی گولیوں کے خوف سے اسے یہ بات بولنے کی جرآت نہیں ہوئی تھی اور آج آخر وہ دل کی بات زبان پر لے ہی آیا میں نے اسے کہا کہ دیکھو یشونت جیسے کہ ہم سب کچھ جانتے ہوے بھی ہم نے کبھی اس مسئلے پر بات نہیں کی آئندہ بھی نہ کریں تمہیں صرف اتنا یقین دلاتا ہوں کہ مالی تعاون کے علاوہ تمہاری سیکیورٹی کا بھی ذمہ لیتا ہوں اگر تم کسی مصیبت میں پھنس گئے تو تمہیں بچانے کے لیے اگر درجنوں لوگوں کی زندگیوں سے کھیلنا بھی پڑا تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے کھیل جائیں گے مگر تم پر آنچ نہیں آنے دیں گے جنگی نقشہ جات اور ان کاغذات کا ہم تمہیں بہت معقول معاوضہ دیں گے اگر وہ ہمارے کسی کام آسکے یا ہمارے لیے اہم ہوے تو تھوڑی دیر مزید گفتگو کرنے کے بعد میں ریسٹورنٹ سے چلا آیا اب تک ہر کام حسب منشا ہو رہا تھا اب صرف یشونت کی طرف سے کامیابی کا انتظار تھا اور میرا اک اک لمحہ یہی خبر سننے کے لیے بے چینی سے گزر رہا تھا۔اس ملاقات کے بعد یشونت نے دو مرتبہ میرے ساتھیوں کو ڈاک کے پیپر دیئے اور وہ ان کی کاپیاں کر کے وہ پہنچا دیتے تھے اور ساتھ فوٹو بھی بنا لیتے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ ہفتے کا دن تھا سردی خاصی بڑھ چکی تھی اور میں اپنے کمرے میں صوفے پر نیم دراز اخبار پڑھ رہا تھا سپہر 4 بجے کے قریب فون کی گھنٹی بجی دوسری طرف سے میرا

ایک ساتھی بول رہا تھا خوشی سے اس کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی اس نے کہا صاحب ڈاک مل گئی ہے اور سب کام ہو گیا ہے اسکی اآواز سے ہی مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ یشونت نے معرکہ سر کر لیا ہے میں اپنے ساتھی کو کہا کہ وہ فوراً گھر چلا جاے میں بھی وہی آ رہا ہوں خوشی کے مارے میرا بھی برا حال تھا میں نے جلدی جلدی کپڑے تبدیل کیے اور ٹیکسی لی ساتھیوں کے گھر کیطرف روانہ ہو گیا راستے میں یہ سوچتا جا رہا تھا کہ اللہ کے کرم اور فضل سے ہمارے سارے راستے خو بخود کھلتے جارہے ہیں اور مشکل سے مشکل کام ہمارے لیے آسان کر دیئے ہیں اور اتنی بڑی کامیابی صرف اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہی ملی تھی

ساتھیوں کے گھر پہنچا تو انہوں نے دروازہ بند کر کے تھیلا میرے سامنے الٹ دیا میرے سامنے فرش پر تاراپور بجلی گھر اور ٹاٹا ریسرچ سنٹر کی دو فائلیں اور چار عدد ڈائریاں جن پر سرخ پٹیاں لگی ہوئی تھیں اور ستارے بنے ہوے تھے اور اور ایک علیحدہ پیکٹ میں نکالے ہوئے کاغذات اور نقشہ اور معمول کی ڈاک تھی۔

انتہائی اہم معلومات کا خزانہ میرے سامنے پڑا تھا یہ سب رب العزت کا کرم تھا کہ قلیل وقت میں انتہائی کم محنت اور جدوجہد کے عوض بغیر کوئی جانی نقصان اٹھاے ہمیں اتمی بڑی کامیابی نصیب ہوئی تھی ہم پانچوں ساتھیوں میں کوئی بھی پیشہ ور جاسوس کے طور پر اس کام کا سابقہ تجربہ رکھنے والا نہیں تھا

اور ہم دشمن ملک کے مرکزی دفاع میں مضبوط سیکورٹی اور مربوط نظام کو توڑ کر نہ صرف انتہائی اہم دفاعی راز ملک دشمن کا جنگی پلان بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے ہم نے سب سے پہلے رب العزت کی بارگاہ میں شکرانے کے نفل ادا کیے اور پھر اس خزانے کی جانچ پڑتال شروع کر دی تاراپور کے ایٹمی پلانٹ کی فائلز میں تاریخ Enrichedیورینیم کے پلانٹ سے ٹاٹا ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو جانے والی ریڈیو ایکٹیوٹی سے محفوظ ٹرکوں کی روانگی منزل پر پہنچنے کی تفصیلات اور دوران سفر سیکیورٹی کے انتظامات درج تھے دوران سفر ایک بار ایک ٹرک بارش کیوجہ سے پھسلنے اور الٹنے اس حادثے میں ٹرک ڈرائیور اور سیکیورٹی گارڈ کے ہلاک ہونے اور تین زخمی ہونے والے گارڈ کے ریڈیو ایکٹیوٹی سے متاثرہ ہونے کے علاوہ تاراپور پلانٹ کے چیف انجینئر اور ٹاٹا ریسرچ سینٹر کے سیفٹی انچارج کو احتیاطی تدابیر کی ہدایت شامل تھی ہر ٹرک میں لادے جانے والے افروز یورینیم کی سلاخوں کی تعداد وزن اور وصولی کی رسیدیں موجود تھیں ٹاٹا ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے چیف کے لکھے ہوئے دو خطوط بھی تھے جن میں کامیاب ٹرانسپورٹیشن اور فل سیکورٹی انتظامات کرنے پر آرمی چیف کا شکریہ ادا کیا گیا تھا اپنے تجربات کی کامیابی اور عنقریب بھارتی آرمی کو ایک تحفہ دینے کا مژدہ سنایا گیا تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ ان فائلوں میں درج معلومات کے پاکستان پہنچنے پر پاکستان سائنسدان بھارت کی ایٹمی ریسرچ میں ان کی کامیابی کی حدود متعین کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاتے پاکستان

واپسی پر مجھے اپنے ذرائع معلوم ہوا کہ بھارت راجستھان میں بھارتی ایٹمی دھماکے کا پاکستان کی ٹاپ براس کو 8 ماہ قبل ہی علم ہو گیا تھا۔۔راجستھان میں بھارتی فوج کی نقل وحرکت خاصے بڑے علاقے کو restricted zone بنانے اور

آبادی کے آ نخلا اور سرنگوں کی کھدائی کے علاوہ ہماری بھیجی گئی فائلز میں درج ٹاٹا ریسرچ سینٹر میں بھیجے گئے افزود یورینیم کے وزن سے ہمارے سائنسدانوں نے متوقع بھارتی ایٹمی دھماکے کے حجم اور طاقت کا صحیح اندازہ لگا لیا تھا اور ایک مفصل روپوٹ پاکستان کے وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو بھی بھیج دی گئی تھی حکومت پاکستان نے یو این او اور تمام مسلم ممالک کو بھی ان کی کاپیاں بھیج دی تھیں

پاکستان پریس میں بھی بھارتی متوقع ایٹمی دھماکے کے اس انداز میں کالم اور خبریں شائع ہوئی تھیں کہ پاکستانی قوم کے دلوں میں اچانک ہونے والے دھماکوں کی دہشت پیدا نہ ہو جاے اس طرح بھارت کا اچانک دھماکے کر کے پاکستانی قوم کے دلوں میں خوف پیدا کرنے کا خوف چکنا چور ہو گیا اس پلان کی ناکامی میں ہماری بھیجی ہوئی معلومات کا بھی بہت عمل دخل تھا

جنرلوں کی ٹاپ سیکرٹ ڈائریاں میں بار بار دیکھ رہا تھا ان ڈائریوں میں ۱ سقوط ڈھاکہ کے بعد بھارتی افواج کی نقل و حرکت سے متعلقہ احکامات اور 6نئے ڈویزن جن میں 5 انفنٹری اور ایک آرمد ڈویزن کے متعلق مکمل تفصیل درج

تھیں جن کے مطابق انفنٹری ڈویزن میں ہر ایک کی چوتھائی پرانے ڈویزنز کی نفری شامل کرنے اور اتنی تعداد میں نئے انفنٹری ڈویزن میں پرانی نفری کھپانے کے احکامات تھےاور اس کے علاوہ ایک نیا پہاڑی ڈویزنRaise

کرنے کے احکام بھی شامل تھے جسے جدید ترین روسی اسلحہ سے لیس کرنا تھا یہ ڈویزن یقینی کشمیری عوام کی سرکوبی کے لیے تیار کیا جا رہا تھا جو سقوط ڈھاکہ کے بعد اپنی آزادی کے خواب سے بھی محروم ہو چکے تھے ایک خط جنرل نے لیپا سکٹر کے بریگیڈیئر کو لکھا تھا جس میں وادی لیپا پر قبضہ سختی سے برقرار رکھنے کی ہدایت کی گئی تھی سقوط ڈھاکہ سے پہلے وادی لیپا پاکستان کے قبضے میں تھی سیز فائر فائر لائن کو شملہ معاہدے کے وقت کنٹرول لائن کا نام دیا گیا تھا اندرا گاندھی نے سیز فائر لائن کو سیدھا کرنے کے لیے وادی لیپا کو بھی۔۔مقبوضہ کشمیر میں ضم کر لیا تھا اس وقت پاکستان کو باامر مجبوری بھارت کا یہ فیصلہ ماننا پڑا کیونکہ اس جنگ کے دوران بھارت نے مشرقی پاکستان کا بھی کچھ سرحدی علاقہ اپنے قبضے میں کر لیا تھا ہمارے 90 ہزار فوجی بھارتی قید میں تھے اور بھارت ان حالات میں پاکستان سے اپنی مرضی کے فیصلے منوانے کی پوزیشن میں تھا پاکستان کو اپنے فوجی قیدی واپس لینے اور اپنا سرحدی علاقہ واپس لینے کے لیے بھارت کا یہ فیصلہ ماننا پڑا بھارت سے واپسی پر مجھے ذوالفقار علی بھٹو کے ایک باڈی گارڈ راجہ سرفراز جو کہ ڈی ایس پی تھا اور بعد میں ڈی آئی جی بن کر ریٹائرڈ ہوا سے پتہ چلا کہ شملہ معاہدہ آخری وقت تک کھنائی کا

شکار تھا پاکستان کی ڈیلیگیشن میں شامل افراد نے واپسی کے لیے اپنا سامان بھی پیک کر لیا تھا صبح پاکستانی وفد کی واپسی تھی اندرا گاندھی نے پاکستانی قیدیوں کی رہائی کے لیے جو مطالبہ کیا تھا وہ اتنا بڑا تھا کہ پاکستانی قوم اور حکومت اسے کسی صورت بھی تسلیم نہیں کر سکتی تھیں رات کو کھانے کے بعد شملہ کے سرکٹ ہاؤس میں اندرا گاندھی اور بھٹو چہل قدمی کے لیے گئے وہاں پھر جنگی قیدیوں کا ذکر چھڑ گیا بھٹو انتہائی زیرک تھے جسے ان کے مخالفین بھی تسلیم کرتے تھے انہوں نے کہا کہ مسز گاندھی میں پاکستانی فوجی قیدیوں کے بارے میں انٹرسٹیڈ نہیں ہوں جنگی قیدی بننے کے بعد وہ پاکستانی افواج کے لیے بیکار ہو چکے ہیں اگر وہ پاکستان کو لوٹا بھی دیئے گئے تو ہمیں ان کو ریٹائر کر کے پنشن ہی دینی ہو گی 90 ہزار بے روزگاروں کا مسئلہ بھی کھڑا ہو جائے گا بہتر ہے آپ انہیں اپنے پاس رکھیں اور جنیوا کنونشن کے مطابق ان کی رہائش اور کھانے کا انتظام کرتے رہیں یہ بھٹو کا تڑیپ کا پتا تھا اندرا گاندھی ایک ہندو اور دوسری عورت 90 ہزار پاکستانی قیدیوں کے لیے رہائش خوراک لباس اور ان کے سیکیورٹی کے اخراجات یہ سوچ ہی وہ چکرا گئی بھٹو نے مزید کہا کہ بھارتی مسلمان اور اس کے علاوہ پوری دنیا کی رائے عامہ آپ لوگوں کے خلاف ہو جائے گی اور تیل کی دولت سے مالا مال ملک آپ سے قطع تعلق ہو جائیں گے اگر آپکی اسلامی ملکوں سے صرف تیل کی سپلائی بند ہو جائے تو آپکی معیشت گھٹنوں کے بل گر جائے گی اندرا یہ سن کر بلکل ہی ڈھے گئی اس نے اپنی

ڈیمانڈ واپس لیتے ہوئے فوراً شملہ معاہدے کے پیپر تیار کرنے کا حکم دیا سوے ہوئے سیکرٹریوں کو جگایا گیا اور معاہدے کی نوک پلک سنوار کر رات کے دو بجے دونوں سربراہوں کے دستخط لیے گئے اور بھٹو صاحب قیدیوں کی بازیابی اور مقبوضہ علاقوں کی بحالی کا مژدہ لے کر شملے سے پاکستان لوٹے۔

ذکر وادی لیپا کا ہو رہا تھا کنٹرول لائن کے نقشے میں وادی بھارت کے پاس چلی گئی تھی اس سیکٹر کا کمانڈر بریگیڈیئر ایک سر پھرا پاکستانی کمانڈر تھا وادی لیپا تو بھارت کو دے دی گئی مگر اس کے کمانڈر کے ذہن میں یہ بات فٹ نہ ہو سکی اس نے خفیہ طور پر اپنی تیاری جاری رکھی اور ایک رات اپنے پورے بریگیڈ کے ساتھ وادی لیپا پر حملہ کر دیا بھارتی جنرل کا خط ہمارے ہاتھ لگ چکا تھا جس میں اس نے وادی پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کا حکم دیا تھا وہاں بھارتی فوج بھی چوکنی اور بلندی پر سٹینڈ 2 پوزیشن میں تھی گھمسان کا رن پڑا حملہ رات کے وقت کیا گیا اور صبح تک بھارت کے ایک ہزار فوجی مجاہدین کے ہاتھوں لقمہ اجل بن چکے تھے جبکہ پاکستان کے چارسو جوان اس معرکے میں شہید ہوئے صبح تک پاکستانی افواج نے نہ صف وادی لیپا بلکہ ارد گرد کے پہاڑوں پر جن پر بھارتی آرمی نے بنکر بنا رکھے تھے قبضہ کر لیا اور بھارت خاموشی سے اپنی اس شکست کو پی گیا وادی لیپا اور اس کے آس پاس کی پہاڑیاں آج تک پاکستان کے قبضے میں ہیں اس معرکے میں شہید ہونے والے مجاہدوں کی بہادری کے عوض پشاور نوشہرہ کے علاوہ کشمیر کے کئی رجمنٹل

سنٹرز میں لیپا میں لیپا میس بنائے گئے ہیں چونکہ یہ ایک غیر اعلانیہ حملہ تھا اور ہائی کمانڈ کی اجازت کے بغیر کیا گیا تھا اس لیے بہادری کے محیرالعقل معرکے دکھانے والوں کو میڈلز تو نہ دیئے جا سکے لیکن ان بہادری کے واقعات نے پاکستانی قوم کو تاقیامت ان کا احسان مند بنا دیا بھارت سے واپسی کے بعد ایک روز میں پشاور لیپا میس میں گیا ایک کمرے سے نسیم بیگم کے پرسوز ترانے کی آواز آ رہی تھی

اے راہ حق کے شہیدو

وفا کی تصویرو

تمہیں وطن کی ہوائیں

سلام کہتی ہیں

میں دروازہ کھٹکا کر اس کمرے میں داخل ہو گیا

ایک کیپٹن نے ریکارڈ پلئر پر یہ نغمہ چلایا ہوا تھا

تعارف کے بعد اس نے کہا کہ لیپا اٹیک وہ سیکنڈ لیفٹیننٹ تھا ان کی کمپنی ایڈوانس پوزیشن میں تھی جب وہ دشمن کی ہیوی مشین گنز کی رینج میں پہنچے تو دشمن نے اچانک ان پر فائر کھول دیا 137 نفری کی کمپنی میں صرف 5 زندہ بچ سکے جن میں سے ایک وہ بھی تھا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں

جناب آپ یقین نہیں کر سکیں گے کہ ہم کس بے جگری سے لڑے بھارت کے پکے بنکر وادی کی پہاڑیوں اور ٹیلوں میں بنے ہوئے تھے اور انہیں خاموش کرنے کی ہمیں کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی ہمارا ایڈوانس رک چکا تھا اور بھارت کو کسی لمحے بھی کمک پہنچ سکتی تھی ہماری کمپنی کے چند جوانوں نے دشمن کے بنکرز کو خاموش کرنے کا بیڑا اٹھایا وہ ایک محفوظ جگہ سے ان پہاڑیوں اور ٹیلوں پر پہنچ گئے جن میں بھارتی بنکرز بنے ہوئے تھے جو ہینڈ گرنیڈ ان کے پاس تھے وہ پن نکالنے کے 6 سیکنڈ بعد پھٹتے تھے ان ٹیلوں اور پہاڑیوں سے انہوں نے گرنیڈ نیچے پھینکے لیکن 6 سیکنڈ میں وہ بھارتی بنکرز سے بہت نیچے جا کر پھٹے ان بنکرز میں ہیوی مشن گنز کے علاوہ ساڑھے تین انچ کے مارٹر گولہ بارود اور بھارتی فوج موجود تھی ہمارے جوانوں نے آپس میں مشورہ کیا اور خود سے اور بھارتی بنکرز کے فاصلے کا اندازہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ گرنیڈ کی پن نکال کر اور لیور سے انگوٹھا ہٹا کر دو چار سیکنڈ تک گرنیڈ کو اپنے ہاتھ میں رکھیں گے

اور پھر بھارتی بنکرز کی طرف اچھال دیں گے اس پراسیس کے دوران گنتی کی ٹائمنگ کی غلطی کی وجہ سے ہمارے ایک جوان کے ہاتھ میں ہی گرنیڈ پھٹ گیا اور وہ شہید ہو گیا باقی پانچوں نے صحیح ٹائمنگ پر گرنیڈ پھینکے اور وہ بلکل صحیح جگہ پر جا کر پھٹے گرنیڈوں سے تو بھارتی نقصان کم ہوا مگر ان کے اپنے بنکرز میں موجود گولہ بارود پھٹنے سے قیامت برپا ہو گئی ٹیلوں اور پہاڑیوں کا

اوپری گولوں اور گولہ بارود کے دھماکوں کی وجہ سے پھٹ گیا اور بھارتی سورماؤں کی لاشیں 10 فٹ تک فضا میں اڑ کر نیچے گرنے لگیں ہمارا ایک جوان ایک ایسی ہی لاش کے نیچے آکر اپنا بازو تروا چکا ہے صبح سویرے تک وادی لیپا۔۔۔اور ارد گرد کے پہاڑیوں پر پاکستانی پرچم لہرانے لگا بھارت اپنے نقصان سے اتنا دلبرداشتہ ہوا کہ لیپا کی اس کی یادداشت سے ہی نکل گئی اور نہ اس نے یہ وادی کبھی واپس لینے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔میں کیپٹن کے جذبات کو سراہتے ہوئے میس سے باہر نکل آیا۔۔۔بات ہورہی تھی جنرل کی چار ڈائریوں کی۔۔۔اب ڈائریوں ایک ایک صفہ بیش قیمت معلومات سے بھرا پڑا تھا سب سے اہم چیز آئندہ بھارتی حملے کا مکمل پلان۔۔۔۔اور بارڈر پر بھارتی فوج کی پوزیشن چار مختلف جگہوں سے بیک وقت حملہ کرنے کی arrow لگا کر نشان دہی حملہ آور فوجوں کے توپ خانے کے کور انفنٹری ڈویزن میں پہلے سے موجود ٹینک رجمنٹس کی تعداد ایک پورے ٹینک ڈویزن کا سیالکوٹ اور لاہور سیکٹر پر بیک وقت حملہ آور پاکستانی افواج کی ممکنہ جوابی حملوں کی جگہوں کا تعین کیا گیا تھا اس نقشے کے متعلقہ کاغذات میں ان کی تفصیل دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہم بھارتی ہائی کمانڈ آپریشن روم میں موجود ہیں جسمیں جنگ کے دوران ہر محاذ کی تفصیل ہوتی ہے کاغذات مطابق بھارتی نیوی اور ائیر فورس نے کراچی کو اپنا گولہ باری کا نشانہ بنانا تھا اور صوبہ سندھ کو سڑک اور ریل سے باقی پاکستان سے کاٹنا تھا بھارتی بی ایس ایف کو باقاعدہ

افواج کے ساتھ مل کر حیدر آباد اور کراچی پر قبضہ کرنا تھا بھارتی وزیراعظم کو بھیجے گئے ایک خط میں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ اگر پلان کے عین مطابق حملہ کیا گیا تو 80 فیصد کامیابی یقینی ہے کامیابی کیصورت میں مفتوح علاقوں میں فوجی گورنر مقرر کرنے کے لئے چند جرنیلوں کی سفارش بھیجی گئی تھی ڈاک کے پیکٹ میں حسبِ معمول اہم لیٹرز تھے

میں نے ساتھیوں کو فوری طور پر ان تصاویر اور کاپیاں بنانے پر لگا دیا نقشے کی بھی کئی تصاویر اتاری گئیں لیکن میں مطمئن نہیں ہوا تھا میں چاہتا تھا کہ اس نقشے کی ہو بہو نقل اتاری جاے نقشے کی کاپی کیسے بنائی جاتی ہے مجھے یا میرے ساتھیوں کو اس کا علم نہ تھا میں اللہ کا نام لے کر شہر میں کتابوں اور نقشوں کے بڑے بڑے اسٹور میں چلا گیا وہاں ہر جگہ نقسے موجود تھے میں نے بحرالکاہل کے ایک نسبتاً غیر معروف جزیرے پاپا نیو گنی کا نقشہ مانگا جو بڑی تلاش کے بعد سیلز مین نے مجھے لا کر دیا میں نے کہا کہ مجھے اس جیسے 6نقشے درکار ہیں سیلز مین معذرت کی اور کہا کہ اس کا ایک ہی نقشہ موجود ہے میں نے کہا کہ نقشے کو ہو بہو کاپی کرنے کے لیے جو کاغذ استعمال ہوتا ہے مجھے وہ چاہیے اس نے اس کاغذ کا نام غالباً ٹریسنگ پیپر بتایا۔ میں نے اس کاغذ کا رول 12 اور 24 انچ کے اسکیل پرکار مختلف اقسام کی پنسلیں اور مختلف رنگوں کے ہائی لیٹر ایک بورڈ اور نقشے کو بورڈ پر لگانے کے لیے پینیں خرید لیں اور ساتھیوں کے گھر لوٹ آیا کاپی کرنے والے کاغذات کا رول ٹرانسپیرنٹ تھا اور

جو اسے نقشے کے اوپر جما کر لگانے سے نقشہ صاف دکھائی دیتا تھا میں نے میٹرک تک جیومیٹری پڑھی تھی اور اس ابتدائی علم کی بنا پر میں نے نقشے کی دو کاپیاں بنانے کا کام سنبھالا یقین جانیے کہ میری زندگی میں نقشے کی کاپی بنانے کی یہ پہلی کوشش تھی لکڑی کے بورڈ پر نقشہ اور اس کے اوپر ٹریسنگ پیپر کو جما کر پیپر پنوں سے لگا دیا اور اللہ کا نام لے کر نقشے میں بنی پاکستان اور بھارت کی بارڈر لائن بنائی اور چند گھنٹوں کی محنت کے بعد نقشے کو ہو بہو بمعہ ہر ایک تفصیل کے اور رنگوں کے ٹریسنگ پیپر پر منتقل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔۔۔

چند منٹوں کے توقف کے بعد میں نے دوسرا ٹریسنگ پیپر سے اسی نقشے کی ایک اور کاپی بنانے کے لیے لگایا اتنی بڑی کامیابی نے ہمیں بھوک اور تھکن کا احساس بھی نہ ہونے دیا تھا ہمارا ایک ساتھی ہر گھنٹے کے بعد چائے اور بسکٹ ہمیں پیش کرتا رہا جس سے ہم تروتازہ ہو جاتے تھے میرے نمبر 2 نے بتایا کہ چھوٹے کیمرے کی فلمیں ختم ہوا چاہتی ہیں میں نے ان فلموں کے رول پر تحریر ان کا سائز اور ان کی کمپنی کا نام کر اپنے نمبر 2کو کہا کہ کناٹ سرکس میں کوڈک کی ایجنسی اور شاپ سنٹر ہے وہاں جا کر پتہ کرے شاید اس فلمز کی سائز کی فلم وہاں سے مل جائیں میں نے اسے کیمرے میں پڑنے والے سیل بھی لانے کو کہا ایک گھنٹے کے اندر ہی میرا نمبر 2 خوشی خوشی واپس لوٹا اس نے سیل شاپ میں اس میں پڑی ہوئی ساری کی ساری 32 فلمیں خرید لی

تھیں اور کیمرے کے بہت سے فالتو سیل بھی لے آیا تھا ہم اپنے کام میں جٹے ہوے تھے سلیٹو ں سے دھرا دھر کاپیاں بن رہی تھیں کیمرے سے ہر ہر صفحے کے دو دو فوٹو بناے جا رہے تھے اور میں نقشے کی دوسری کاپی بنانے میں مشعول تھا آدھی رات سے زیادہ بیت چکی تھی جب ہم نے کام ختم کیا اب ہمارے پاس ڈائریوں کے ہر صفحے کی دودو کاپیاں اور کیمرے سے اترے دو دو عکس موجود تھے تاراپور فائلز کی بھی دو سو کاپیاں اور دو دو عکس موجود تھے نقشے کی ہو بہو دو کاپیاں ٹرانسپیپر پر موجود تھیں کام ختم ہوا تو ہمیں بھوک اور تھکن کا احساس ہوا ساتھیوں نے بتایا کہ گھنٹہ گھر کے قریب ایک ریسٹورنٹ رات بھر کھلا رہتا ہے میں نے ایک ساتھی کو کھانا لانے اور دوسرے کو اسے کور دینے کے لیے ساتھ بھیجا اور ان کے واپس آنے تک یشونت کو واپس کرنے والی ڈاک ترتیب سے کر کے تھیلے میں ڈال دی پاکستان بھیجنے والی ڈاک کو ترتیب سے رکھ کر پیکٹ میں بند کر دیا جب ہم کھانا کھا کر فارغ ہوے تو میں نے باقی رات ساتھیوں کے ساتھ وہی بتانے کا فیصلہ کر لیا یشونت کو ڈاک واپس کرنے کا وقت گزر چکا تھا میں نے ایک چٹ پر اسے چاوڑی بازار کے ایک ریسٹورنٹ میں سام 7بجے ملنے کا کہا اور ساتھیوں کو کہا کہ علالصبح ڈاک کا تھیلا اور میری چٹ یشونت کے گھر پہنچا دیں اگلی صبح جب میں بیدار ہوا تو 8 بج چکے تھے ساتھی ڈاک کا تھیلا یشونت تک پہنچا کر واپس آ چکے تھے ناشتہ وغیرہ کر کے میں اپنے ہوٹل روانہ ہونے ہی والا تھا کہ یکدم مجھے خیال آیا کہ

10 بجے ہمارا وائرلیس پر پاکستان رابطہ ہونا ہے میں نے وائرلیس آپریٹر کو کہا کہ رابطہ ہونے پر میسج ریسیوڈ آل اوکے کے علاوہ کوڈ میں جیک پوٹ سینڈ موسٹ ریلیےایبل کولیکٹ بھی ٹرانسمٹ کرے یہ پیغام بھیجنے کے بعد میں اپنے ہوٹل چلا آیا اور لمبی تان کر سو گیا شام کو مجھے یشونت سے ملنا اور اسکی آرزو کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنا تھا شام کو میں نے ہوٹل کے لاکر سے پیسے نکالے اور 7بجے چاوڑی بازار کے ریسٹورنٹ میں پہنچ گیا یشونت میرے انتظار میں وہاں پہلے ہی بیٹھا ہوا تھا آج اسکی حالت دیدنی تھی اپنی آرزو کے اتنے قریب آنے کی خوشی اور جو کام وہ کر بیٹھا تھا اس کا خوف بیک وقت اس کے چہرے سے عیاں تھے اور ان دونوں کیفیات پر قابو پانے کے لیے اس نے بہت زیادہ چڑھا رکھی تھی میں نے اسے اس کی کامیابی کی مبارک باد دی تو وہ کہنے لگا صاحب جس روز جنرل صاحب چھٹی سے واپس آے اسی روز اپنی ڈاک پڑھنے کے بعد مجھے ٹائپنگ کے لیے بلا لیا میں نے جنرل صاحب کی مطلوبہ فائل نکالنے کے لیے سیف کھولی تو سیف کی چابیاں بجاے سیف کے تالے میں چھوڑنے کے اپنی جیب میں ڈال لیں اور ٹائپنگ کرنے کے دوران تینوں چابیوں کے نقش صابن پر اتار لیے جب کام ختم ہو گیا تو سیف بند کر کے چابیاں جنرل صاحب کو لوٹا دیں چابیوں کے نقش تو میرے پاس تھے لیکن چابیاں بنوانے میں بہت دشواری پیش آئی چابیاں بنانے والی دوکانوں پر گیا تو سب نے نقش کی چابیاں بنانے سے انکار کر دیا اور کہا ہے یہ بہت رسکی ہے

چھتہ لال میاں میں بشیرا گیراج والا کے پاس جاؤ میں چھتہ میاں لال میں بشیرا کو ڈھونڈتا ہوا اس کے گیراج پہنچا تو اس نے نقش دیکھ کر کہا کہ کس نے بھیجا ہے میں تو ڈرا ہوا تھا یو نہی کہہ دیا بڑے صاحب نے بھیجا ہے بشیرے کو جیسے کچھ یاد آگیا کہنے لگا اچھا تو بڑے صاحب کو پھر کوئی سیف کھولنی ہو گی میں نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا تو بشیرا مجھے گیراج کے پچھلے حصے میں لے گیا جہاں لیتھ مشین لگی ہوئی تھی دو گھنٹے میں اس نے تینوں چابیاں بنا کر دے دیں اور کہا کہ بڑے صاحب کو کہنا کہ میرا حصہ نکال کر الگ رکھ دینا میں بندہ بھیج کر منگوا لوں گا خود یہاں نہ آئیں پہچان لیے جائیں گے میں حیران اور سراسیما تھا کہ جس بڑے صاحب کے غالطے میں بشیرے نے چابیاں بنا کر دیں جب انہیں پتہ چلے گا تو معلوم نہیں وہ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے چابیاں لے کر میں بھاگم اس علاقے سے نکلا اور فیصلہ کیا کہ آئندہ کبھی بھی چھتہ لال میاں نہیں جاؤں گا ہفتے کو کام آدھا دن ہوتا ہے جنرل صاحب کے جانے کے بعد بھگوان کا نام لے کر میں جنرل صاحب کے دفتر میں گھس گیا چابیاں لگائیں تو وہ بلکل صحیح بنی ہوئی تھیں سیف کھولنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی اور چند منٹ میں فائلز اور ڈائریوں کو تھیلے میں ڈال کر دفتر سے باہر آ گیا اب ایک مشکل باقی ہے کل دفتر میں صبح جلدی جا کر جنرل صاحب کے آنے سے پہلے تمام فائلز اور ڈائریوں اور نقشہ کو واپس ان کے سیف میں رکھنا ہے یشونت نے یہ سب

تفصیل مجھے اپنی بہادری دکھانے کے لیے سنائی پھر میں نے بھی بھر پور داد دی اور کہا کہ جب تم نے اتنا مشکل مرحلہ اتنی آسانی سے طے کر لیا ہے تو باقی بھی کر لو گے میں چائے پی رہا تھا اور یشونت کو میری خاموشی کھٹک رہی تھی کہنے لگا صاحب آپ کا کام تو میں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر دیا اب وہ ثمی اتنا کہہ کر وہ رک گیا اور میری طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا میں خاموشی سے اس کی اس کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا تھا میں نے چاے ختم کر لی میری چند منٹ کی خاموشی یشونت پر صدیوں بھاری پڑ رہی تھی اس نے میرا بازو پکڑ کر ملتجانہ انداز میں کہا کہ صاحب آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا میں مسکراتے ہوے آٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر میں ہم ثمی کے بالاخانے پر پہنچ گئے ہم نے ثمی کی ماں کو پچھلے کمرے میں بلایا یشونت جو ثمی کی ماں کے سامنے بھیگی بلی بنا رہتا تھا آج اس کے انداز ہی کچھ اور تھے اور بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہا تھا کافی دیر تک وہاں معاملات طے ہوتے رہے بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ ثمی کی ماں کو فی الحال 20 ہزار روپے دے دیئے جائیں باقی پیسے رسم طے ہونے کے بعد ادا کیے جائیں گے میں نے 20 ہزار یشونت کو دیئے اس نے فوراً ہی وہ پیسے ثمی کی ماں کو دے دیئے یشونت نے مطالبہ کیا کہ آج محفل میں سب تماشائیوں کے سامنے رسم ادا کرنے کا اعلان کیا جاے ثمی کی ماں کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا میں نے یشونت کے مطالبے پر اسے دو ہزار دے دئے اور وہ وہی بیٹھ گیا اور میں واپسی چلا آیا واپسی پر میں سوچ رہا تھا۔

کہ ہر فساد کی جڑ زر اور زن ہی ہے اگلے روز میں بلکل فارغ رہا منگل کے روز حسب معمول یشونت نے ڈاک میرے ساتھیوں کو دی جسکی کاپیاں بنا کر ڈاک اسے لوٹا دی گئی مجھے آئندہ بدھ کو پاکستان سے وائرلیس کال کا انتظار تھا بدھ کی صبح ہی میں ساتھیوں کے گھر چلا گیا مقررہ وقت پر وائرلیس سیٹ آن کیا رابطہ قائم ہوتے ہی پاکستان سے پیغام ملا جسے ڈی کوڈ کیا گیا میسج میں کہا گیا تھا کہ آئندہ اتوار ایک سپیشل کوریئر جسے میں جانتا تھا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مجھے سبز منڈی ریلوے اسٹیشن پر دن 11 بجے ملے گا تمام ڈاک اس کے حوالے کر دی جائے میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد تما ڈاک کی ایک کاپی اپنے پاس رکھنے اور ایک کاپی کوریئر کے حوالے کر دی جاے اور شروع سے لے کر اب تک کی جو تمام روپوٹس کی کاپیاں ہمارے پاس تھیں ان کو جلا دیا جائے ہم نے یہ کاپیاں اس لیے رکھی تھیں کہ اگر کوریئر دوران سفر پکڑا جاے تو ریکارڈ ہمارے پاس سیو رہے اور انہیں دوبارہ ہم پاکستان پہنچانے کی کوشش کریں اور جو ڈاک جنرل کے دفتر سے ملی تھی اسکو سیو کر لیا چنانچہ باقی سب رکارڈ جلا دیا گیا تاکہ اگر خدانخواستہ چھاپہ پڑ جائے تو ہمارے بچ نکلنے کے امکانات زیادہ رہیں۔

نئے کوریئر کے آنے تک سوائے یشونت سے ڈسک وصول کرنے کے ساتھیوں کو سب کام بلکل بند کرنے کا کہہ دیا اور خاموشی سے گھر رہنے کا کہا اور اپنے ہوٹل واپس چلا آیا یشونت کی شادی کی رسم آئندہ ہفتے کی شام کو ٹھہری تھی

میں نے یشونت کو بقیہ روقم بھی دے دی میرے پاس دو تین روز فراغت کے تھے چاند کی چودھویں تاریخ بھی دو دن بعد تھی میں نے تاج محل آگرہ دیکھنے کا پروگرام بنایا اور اگلی صبح آگرے کے لیے ٹرین پکڑ لی انتہائی سوچ اور حاضر دماغی کے باوجود اس سفر میں مجھ سے ایک ایسی غلطی ہوئی جس کے متعلق آج بھی میں سوچتا ہوں تو مجھے خود پر ہنسی آ جاتی ہے اور اپنی غلطی کا متوقع انجام سوچ کر کانپ جاتا ہوں ریل کا سفر میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ تھرڈ کلاس میں کروں اسکی وجہ یہ ہے کہ رش کیوجہ سے ہر کوئی اپنی جگہ بنانے اور سامان کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرے مسافروں کی طرف کم ہی توجہ دیتا ہے مجھے ڈبے میں کھڑکی کے ساتھ سنگل سیٹ ملی میرے سامنے کی سیٹ ایک ہندو برہمن کی تھی ہندو برہمن ماتھے پر تلک لگائے الٹی دھوتی باندھے بیٹھا تھا آگرہ پہنچنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ قبل اس برہمن نے ڈھکن والی پیتل کی چمکتی ہوئی گڑوی نکالی اور ہاتھ کی اوک میں پانی انڈیل کر پینے لگا میری پیاس بھی اچانک جاگ اٹھی میں نے اس برہمن سے کہا مہاراج اگر کشٹ نہ ہو تو ہمیں بھی جل پینے کو دے دیں برہمن نے گڑوی میری طرف بڑھا دی میں نے پانی اوک بنا کر پینا چاہا تو سارا پانی میرے ہاتھ کی انگلیوں کے خلا سے نیچے بہنے لگا برہمن نے مجھے اس صورت حال میں گھرا دیکھ کر مسکرا کر کہا مہاشے آپ گڑوی کو منہ لگا کر جل پی لیں میں نے گڑوی کو منہ لگا کر سیر ہو کر پانی پیا اور شکریہ کے ساتھ گڑوی واپس کر دی

میں کھڑکی سے گزرتے ہوئے مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک کوئلے کا ایک ذرہ میری ناک میں گھس گیا بھارت میں اکثر ریلوے انجن کوئلے سے چلتے ہیں مجھے چھنک آئی اور بے اختیار میرے منہ سے الحمد اللہ نکلا برہمن نے مجھے گھورتے ہوئے غصے سے کہا تم مسلمان ہو اسے اپنی گڑوی کے ناپاک ہونے کا غم اور غصہ تھا مجھے اور کچھ نہ سوجھا تو میں نے اسے سرگوشی میں کہا خاموش رہو اس ڈبے میں کچھ پاکستانی جاسوس سفر کر رہے ہیں صرف انہیں متوجہ کرنے کے لیے میں یہ کہا ہے میں دہلی میں آئی بی کا آفیسر ہوں اور دہلی سے ہی انہیں پہچاننے کی کوش۔ میں ہوں برہمن حیران وششدرہ مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے اپنے حواس پر بھر پور قابو پانے کی کوشش کی لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا ہم دونوں اس کیفیت کا شکار تھے کہ گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی یہ اسٹیشن راجہ کی منڈی تھا یعنی آگرے کا سول اسٹیشن اگلا آگرہ چھاؤنی تھا میں ڈبے سے باہر آ گیا تاج محل دور سے دکھائی دے رہا تھا حالات کے تحت میں نے تاج محل کی سیر کا پروگرام کینسل کر دیا چند منٹوں۔ میں ہی گاڑی روانہ ہو گئی اور میں واپس دہلی جانے والی گاڑی کے انتظار میں ویٹنگ روم میں بیٹھ گیا واپسی کے لیے میں نے سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لیا اور شام ڈھلنے سے پہلے واپس دہلی پہنچ گیا واپسی کے سفر کے دوران بھی میں پریشان رہا دہلی پہنچ کر میں نے فیصلہ کیا۔۔کہ تاج محل دیکھنے کا پروگرام دو تین ماہ کے لیے بھول جاؤں مجھے کیا خبر تھی کہ آئندہ چند روز میں ہی میرے ساتھیوں کو ایک

ہنگامی مشن پورا کرنے کے لیے آگرہ جانا پڑے گا۔

اگلے روز عبدالکریم صبح 10 بجے میرے ہوٹل آیا اس نے بتایا کہ کرنل شنکر دو دن آگرہ رہ کر گذشتہ شام واپس لوٹا ہے رات کو نشے میں کہہ رہا تھا کہ پاکستانی پہلے جاسوسوں کا معاملہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا کہ دو اور پکڑے گئے ہیڈ کوارٹر کی طرفسے اسے اس سلسلے میں آگرہ جانا پڑا تھا وہ بھارتی انٹیلیجنس کا شکوہ کر رہا تھا کہ جس سیف ہاؤس میں پاکستانی جاسوسوں کو تفتیش کے لئے رکھا گیا ہے وہ راجہ کی منڈی کے ریلوے اسٹیشن سے آگرہ کی جانب بنے ریلوے آؤٹر سگنل کے ساتھ واقع ہے اور اسے رسیو کرنے والی ڈی ایم آئی کے آدمیوں نے ریلوے اسٹیشن سے لے کر سیف ہاؤس تک ریلوے پٹری کے اسے کنارے کنارے چلا کر لے جایا گیا عبدالکریم اپنے متعلق پھر میری منت سماجت شروع کر دی میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ میں جلد ہی تمہارے لیے کچھ نہ کچھ کروں گا کچھ اور باتیں کرنے کے بعد میں نے اسے دو سو روپے دیئے اور رخصت کر دیا نئے پاکستانی جاسوسوں کے پکڑے جانے کی خبر ہے مجھے پژمردہ کر دیا تھا میں اپنے ساتھیوں کے گھر چلا گیا اور انہیں یہ خبر سنائی میرے ساتھی جوان نڈر اور حب الوطنی سے سر شار تھے یہ سن کر وہ بھڑک اٹھے اور کہنے لگے کہ ان جاسوسوں کو چھڑانے کے لیے ہمیں فوری کارروائی کرنی چاہیے۔ میرے تین ساتھی غیر شادی شدہ تھےان میں سے ایک نے کہا کہ سر جب سے ہم بھارت میں داخل ہوئے ہیں ہم نے ذہنی

طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک اپنے وطن کی
حرمت اور حفاظت کے لیے نچھاور کر دیں گے جو پکڑے جا چکے ہیں وہ بھی
ہمارے بھائی ہیں یقیناً یہی جذبہ لے کر ہی وہ بھارت میں داخل ہوے ہوں
گے اگر ہم انہیں بچانے میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارے سب مشنز میں سے
یہ سب سے اہم مشن ہو گا چوتھے ساتھی نے کہا کہ سر اگر آپ میں یا ہم
میں کوئی پکڑا جائے اور باقیوں کو اس کی جگہ کا علم ہو جائے تو کیا آپ یا ہم
خاموش بیٹھے رہیں گے گرفتار ہونے والے بھی اپنے ہیں اور انہیں رہا کروانے
کے لئیے ہمیں کوئی دقیقہ فردگداشت نہیں کرنا چاہیے میں نے انہیں کہا کہ میں
ان کے جذبے کی قدر کرتا ہوں مگر ہمیں جوش کے ساتھ ساتھ ہوش سے
بھی کام لینا چاہیئے پورے بھارت کی آبادی میں ہم پانچ ہی ایک دوسرے کی
حقیقت سے باخبر ہیں ہمیں یہاں صرف اپنے مشنز کو پورا کرنے کے لیے بھیجا
گیا ہے اگر ہم اپنے سئنرز کی ہدایات کے خلاف جاسوسوں کو رہا کروانے کا بھی
فیصلہ کر لیں تو ہمیں چند باتوں کو مد نظر رکھنا ہو گا سب سے پہلے کہ ان
جاسوسوں کی نگرانی کے لیے کتنے پہریدار متعین ہیں اور ان کے پاس کس قسم
کا اسلحہ ہے نمبر2 بھارتی تشدد کے بعد وہ اس قابل بھی ہیں کہ حراست سے
چھوٹنے کے بعد وہ بھاگ سکیں نمبر تین کہ وہ فرار ہو کر کہاں جائیں گے
پاکستان کیطرف کا بارڈر تو ان کے فرار کے بعد فوراً سیل کر دیا جاے گا
پہرے داروں سے بغیر مقابلے کہ ہم انہیں چھڑا نہیں سکتے مقابلے میں ہم

زخمی اور گرفتار بھی ہو سکتے ہیں اور ایسی صورت میں ہمارا سارا مشن الٹ پلٹ ہو سکتا ہے میں تو انہیں سمجھا بجھا کر واپس لوٹ آیا میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ میرے لوٹ آنے کے بعد وہ ساری پلاننگ کر کے اس کو عملی جامعہ پہنانے کے لیے نکل کھڑے ہوں گے اگلی صبح 10 بجے مجھے میرے نمبر 2 کا فون آیا اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں مجھے فوری ملنے کا کہا میں حیران تھا کہ ایسی کیا ایمر جنسی ہو گئی میں نے اسے مغل ریسٹورنٹ میں 11 بجے ملنے کو کہا مقررہ وقت پر جب میں وہاں پہنچا تو وہ میرا باہر انتظار کر رہا تھا ریسٹورنٹ ابھی ابھی کھلا تھا اس نے جو کچھ بتایا اسے سن کر میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے اس نے کہا کہ گزشتہ رات سے 3 ساتھی غائب ہیں پہلے تو وہ بھی سمجھتا رہا کہ فلم کا آخری شو دیکھنے چلے گئے ہیں جب وہ 12 بجے کے بعد بھی واپس نہ آنے تو میں گھبرا گیا بھارت میں قیام کے دوران ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا میری ہدایت کے مطابق انہیں دو دو کی ٹولی میں باہر جانے کی اجازت تھی فلم کا آخری شو دیکھنے کی سختی سے ممانعت تھی باہر جانے سے پہلے اپنے باقی دو ساتھیوں کو لازمی بتانا کہ کہاں جا رہے ہیں اور کب تک واپس لوٹیں گے اور اب صورتحال یہ تھی کہ دو کی بجائے 3 ساتھی شام 8 بجے کے غائب تھے انہوں نے میرے نمبر 2 اور اپنے سئنرز کو بھی میری غیر موجودگی میں نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں میرے نمبر 2 کے مطابق صبح میں نے ان کا سامان چیک کیا تو وہ اپنے پسٹل فالتو راؤند اور چھڑیوں والے

بیس بھی ساتھ لے گئے تھے مجھے کئ قسم کے اندیشوں اور وسوسوں نے گھیر لیا انکی کمشدگی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی میں نے بلاوجہ وقت ضائع کرنے کے نمبر 2 کو ساتھ لیا اور ان کے گھر چلا گیا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان پر کیا بیتی میں نے ان کے کمروں کو بھی اچھی طرح کھنگال ڈالا لیکن کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جن سے انکی گمشدگی کا سراغ ملتا تھک ہار کر میں نمبر2 کے کمرے میں جا بیٹھا بار بار ایک ہی بات ذہن میں آتی تھی کہ وہ فلم کا آخری شو دیکھنے گئے ہوں گے واپسی پر پولیس حوالات میں ہوں گے اور ان سے تفتیش کے دوران ہمارا سارا بھید کھل جائے گا نہ صرف ہم دونوں بھی پکڑے جائیں گے بلکہ اتنی اہم ڈاک بھی دشمن کے ہاتھ لگ جائے گی جیسے جیسے میں اس زاویے پر سوچتا ویسے ویسے مجھے تاریکی ہی نظر آتی میں نے فیصلہ کیا کہ ڈاک ٹرانسمیٹر اور ضروری کاغذات اپنے ہوٹل شفٹ کر لوں اس سے پہلے کہ یہاں پر چھاپہ پڑے اس کے ساتھ یہ بھی ذہن میں آیا کہ گمشدہ 3نوں ساتھیوں کو میرے ہوٹل کا بھی علم ہے پکڑے جانے کی صورت میں تشدد کے دوران اگر وہ بول پڑے تو دشمن فوراً ہوٹل بھی پہنچ جاے گا لہذا فوری طور پر مجھے اور میری نمبر2 کو کسی غیر معروف ہوٹل میں شفٹ ہو جانا چاہیے میں نے نمبر2 کو سب سامان پیک کرنے کا کیا مجھے اس وقت کچھ سوج ہی نہیں رہا تھا فکر تھی ڈاک اور دوسری اشیاء کو محفوظ کرنے کی اور خود کو اور اپنے ساتھی کو بچانے میں نمبر2 کو بڑی بےقراری اور تیزی سے سامان پیک

کرنے کا کہہ رہا تھا کہ یہ وقت کا کھیل ہے اگر ہم پہلے اس گھر سے نکلتے ہیں تو پولیس اور بھارتی انٹیجنس یہاں پہنچ جاتی ہیں اس کیفیت میں میری نظر ٹائم پیس پر پڑی تو مجھے ایک کاغذ دبا ہوا نظر آیا میں نے وہ کاغذ نکال کر دیکھا تو اس میں جو لکھا تھا پڑھ کر میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں یہ خط میرے تینوں ساتھیوں کا مجھے اور میرے نمبر 2 کو مخاطب کر کے لکھا گیا گیا تھا اور اس پر تینوں کے دستخط ثبت تھے خط کا مضمون کچھ اس طرح سے تھا کہ ہم تینوں آگرہ میں موجود گرفتار پاکستانی جاسوسوں کو چھڑانے کے لیے جا رہے ہیں اگر ہم دو دن تک واپس نہ لوٹے تو سمجھ لیجیئے گا کہ ہم دشمنوں کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں اور اگر ہم زندہ گرفتار ہو گئے تو ہم سائنائیڈ کی ڈارھیں چبا کر اپنی جانیں دے دیں گے لیکن اپنے راز اور آپ کے متعلق دشمن کو نہیں بتائیں گے خط میں انہوں نے مجھ سے اور نمبر 2 سے ڈسپلن کی خلاف ورزی کی معافی بھی مانگی تھی اور لکھا کہ اگر ہم یہ قدم نہ اٹھاتے تو ہمارے دماغ اس خیال سے پھٹ جاتے کہ ہمارے دو پاکستانی بھائی ہمارے جیسے مشن کی تکمیل کے لیے گرفتار ہو چکے ہیں اور ان کیقید اور تشدد کی جگہ کا معلوم ہونے پر ہم ان کی کوئی مدد نہیں کر رہے انہوں نے لکھ کہ آپ ہماری کامیابی کی دعا کریں اور ہمارے زندہ نہ رہنے کی صورت میں ہمارے لیے مغفرت کی دعا کریں اور کامیاب اور زندہ لوٹنے کیصورت میں آپ یا کوٹ مارشل جو سزا دے گا ہم بخوشی قبول کر لیں گے میں نے نمبر2 کو بلایا اور

اسے یہ خط پڑھنے کو دیا اس خط نے مجھے اور زیادہ پریشان کر دیا تھا ناکامی کی صورت میں انہوں نے اپنی جان دینے اور راز نہ بتانے کا کہا تھا لیکن اس جذباتی پس منظر میں ایسے جذباتی فیصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے نمبر 2 بھی خط پڑھ کر حیران اور ششدرہ رہ گیا یہ خط ملنے اور پڑھنے کے باوجود میں نے نمبر2 کے ساتھ مل کر سارا سامان اکھٹا کیا اور چھتہ لال میاں میں ایک معمولی ہوٹل میں دو کمرے کرایہ پر لیے اور وہی شفٹ ہو گے جانے سے پہلے نمبر2 نے مالک مکان کو تین ساتھیوں کی چھوڑی ہوئی چابیاں دیں اور کہا کہ ہمارے تینوں ساتھی اہم ڈلیوری کے سلسلے میں دہلی سے باہر گئے ہیں اور میں بھی ایک بہت اہم ڈلیوری کے لیے جا رہا ہوں آپ یہ تین چابیاں رکھ لیں اور جب ان میں سے کوئی واپس آے تو یہ چابیاں اسے دے دیجئیے گا۔ چھتہ لال میاں سے میں سیدھا اپنے ہوٹل پہچا اور اپنے چند جوڑے کپڑوں کے ضروری کاغذات سائلنسر پسٹل اور لاکر سے سارے پیسے نکال کر سب بریف کیس میں رکھے اور چھتہ لال میاں ہوٹل میں پہنچ گیا دن کا باقی حصہ اور رات ہم نے آنکھوں میں کاٹی یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کسی بہت بڑے زلزلے کی وجہ سے عمارت ڈھے گئی ہو آئندہ مشن کی بات تو ایک طرف رہی ہم دونوں سوچ رہے تھے کہ کسی طرح ہم آنے والے کوریئر کو ڈاک ہی دے سکیں میرے نمبر 2 نے کہا کہ ہمیں ٹرانسمیٹر پر پاکستان رابطہ کرنا چاہیئے میں نے اس تجویز کو فوری ہی اس بنا پر رد کر دیا کہ میجر احسن اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے بعد

بھارتی انٹیلیجنس پہلے ہی چوکنا تھی اب ان دو جاسوسوں کی گرفتاری پر تو وہ بہت ہی زیادہ الرٹ ہو چکے ہیں ان حالات میں ٹرانسمیٹر پر لمبا پیغام بھیجنا خود دشمن کی دعوت دینے کے مترادف ہو گا میرے نمبر 2نے کہا کہ اگر ہمارے ساتھی خیریت سے واپس بھی آ گئے تو ان کو کوریئر کے پاکستان بھیج دیا جاے میں نے اسے کہا کہ ابھی انتظار کرو اور دیکھو اس وقت ہمارے سامنے سب سے اہم مسئلہ یہ انتہائی اہم ڈاک کسی طرح پاکستان بھیجنا تھا ان تینوں نے جو غلطی کی تھی وہ سراسر ڈسپلن کی خلاف ورزی تھی مجھے یہ بھی خدشہ تھا کہ ان کے صحیح سلامت واپسی آنے پر اگر ان کو کوریئر کے ساتھ پاکستان بھیج دیا گیا تو وہ کورٹ مارشل کے ڈر سے کہیں راستے میں ہی آگے پیچھے نہ ہو جائیں انہوں نے خط میں اپنے جذبات لکھ کر اپنے آپ کو تو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میرے لیے مشکلات کا پہاڑ کھڑا کر دیا تھا میں نے ان کی دی ہوئی مدت تک آن کا انتظار ان کے آنے یا نہ آنے کی صورت میں پاکستان انفارم کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کی دی ہوئی مدت کا دورانیہ اتوار تک بنتا تھا پانچوں میں ہم دو رہ گئے تھے لہذا میں نے اپنے نمر2 کو کہا جن حالات میں بھی ہمیں باہر جانا پڑے ہم اکھٹے باہر نکلیں گے اور ایک دوسرے کو کور کرے گا اگلے روز ہم دونوں 10 بجے کے ان کے گھر کے سامنے سے گزرے تو ہمیں مالک مکان مل گیا اس نے بتایا کہ وہ تینوں صبح ہی واپس آ گئے تھے ہم قریباً بھاگتے ہوے گھر میں داخل ہونے تو وہ سو رہے تھے نمبر2

نے انہیں جگایا مجھے اور نمبر 2 کو دیکھ کر وہ گھبرا گئے اور آنکھیں نہ ملا رہے تھے میں نے ان کو بلکل نارمل لہجے میں بات کرتے ہوئے مخاطب کیا اور کہا کہ تمہارا خط مل گیا تھا لہذا وجوہات بیان کرنے کی بجاے اپنے جانے اور آنے کے حالات بیان کرو مگر تم میں سے صرف ایک باقی سب خاموشی سے سنیں ان میں جو جوڈو کراٹے جانتا تھا وہ کھڑا ہوا اور بولا کہ سر ہم سے بڑی غلطی ہوئی جو یہ حرکت کر بیٹھے میں نے اسے ٹوکا اور کہا کہ وہ بتاؤ جو میں نے پوچھا ہے غلطی ہوئی یا نہیں ہوئی اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا میرے لہجے میں کرختگی آ چکی تھی وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا سر آپ کے جانے کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ آگرہ میں گرفتار دونوں پاکستانیوں کو بچانا ضروری ہے

ہمیں یقین تھا کہ آپ ہمیں ہرگز اسکی اجازت نہ دیں گے سو ہم نے طے کیا کہ آپکی لاعلمی میں یہ کام کیا جاے ہم تینوں مسلح ہو کر ریلوے اسٹیشن پہنچے اور رات 11 بجے آگرہ جانے والی گاڑی میں سوار ہو گئے یہ پیسنجر گاڑی تھی یہ ہر اسٹیشن پر رکتی دوسری گاڑیوں کو پاس کرواتی ہوئی علی الصبح راجہ کی منڈی اسٹیشن پر پہنچی ہم گاڑی سے اتر گئے اور سیف ہاؤس جس کا نقشہ آپ نے بتایا تھا کیطرف چل پڑے ہم نے سوچا تھا کہ دن بھر انکی نگرانی کر کے رات کو کمانڈو ایکشن کر کے ان کو چھڑوانے کی کوشش کریں گے ریلوے اسٹیشن سے ہی ریل کی پٹریوں کا اک جال بچھا ہوا تھا جو آگرہ کینٹ اسٹیشن تک پہنچتا تھا سیف ہاوس کے سامنے دوسری طرف کچی بستیوں کی آبادی تھی

وہاں بہت سے لوگ جمع تھے جو سیف ہاوس کیطرف اشارہ کر کے بول رہے تھے ہم بھی ان میں شامل ہو گئے سیف ہاؤس کے سامنے کئی فوجی جیپیں اور ایمبولینس کھڑی تھی آور ملٹری پولیس والے کسی کو بھی سیف ہاؤس کیطرف جانے نہیں دے رہے تھے کچی بستی والے بھی اپنے اپنے گھروں کے سامنے دور سے ہی دیکھ رہے تھے ہمارے پوچھنے پر لوگ۔ مختلف باتیں بتانے لگے ہر کوئی اپنے خیال کے گھوڑے دوڑا رہا تھا لیکن یقین سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا واقعہ پیش آیا ہے ایمبولینس اور جیپوں کی موجودگی سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی سئنر آفسر کی آمد کا انتظار کیا جا رہا ہے ملٹری پولیس والے پٹریوں کی دوسری طرف لوگوں کو اپنے اپنے گھروں میں جانے کا کہہ رہے تھے لیکن پٹریاں عبور کر کے وہ لوگوں پر زبردستی نہیں کر رہے تھے ہم نے دیکھا کہ ریلوے کا اک ملازم اپنی وردی میں اس بستی میں داخل ہوا تو لوگوں نے اسے گھیر لیا اس نے بتایا کہ صبح 3 بجے وہ ڈیوٹی پر جانے کے لیے گھر سے نکلا ہی تھا کہ سامنے والے سیف ہاؤس میں اندر اور باہر سے گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں اس نے کہا کہ گولیوں کی آواز سن کر وہ پٹریوں کے ساتھ نشیب میں لیٹ گیا اس سیف ہاؤس کے اندر اور باہر ہلکی پاور کے بلب جل رہے تھے اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ سیف ہاؤس کے باہر تین وردیوں میں ملبوس فوجی گولیاں لگنے سے مر چکے ہیں اور اندر سے گولیوں کی آواز آ رہی تھی چند منٹوں بعد میں نے دیکھا کہ پانچ آدمی جنہوں نے عام شہریوں کے

لباس پہنے ہوئے تھے دو اور آدمیوں کو جنہوں نے بھی شہری لباس پہنے ہوئے تھے کو سہارا دیتے ہوئے ہاؤس سے باہر لائے اور باہر ایک گاڑی کھڑی تھی سب میں سوار ہوئے اور پکی سڑک پر جا کر تیزی سے چلتے ہوئے گاڑی غائب ہو گئی یہ سب ہونے کے بعد وہ بہت زیادہ ڈر گیا تھا وہ بھاگ کر اسٹیشن دفتر گیا اپنی حاضری لگوائی اور جو دیکھا تھا اس ڈر کی وجہ سے وہ چھٹی لے کر گھر جارہا تھا وہ اس معاملے میں کوئی بیان ن نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ پرائی مصیبت وہ اپنے گلے نہیں ڈالنا چاہتا تھا تھوڑی دیر بعد ایک جیپ آئی اس میں سے ایک سٹار لگے ہوئے وردی میں ملبوس افسر باہر نکلا وہ سیف ہاؤس کے اندر گیا اور چند منٹوں بعد باہر آ گیا اور اپنے جونئر افسران سے باتیں کیں اور جیپ میں بیٹھ کر چلا گیا ریلوے ملازم کے کہنے کے مطابق جو 3 لاشیں باہر تھیں ان کو ہمارے جانے سے پہلے ہی ایمبولینس میں رکھ دیا گیا تھا سورج کی روشنی میں ہم نے دیکھا کہ جہاں وہ تین لاشیں تھیں چونے کے ساتھ سیم لاشوں کی جگہ کو مارک کیا گیا تھا سیف ہاؤس کے اندر سے تین لاشوں کو ہمارے سامنے ایمبولینس میں رکھا گیا تھا سیف ہاؤس کو تالا لگا کر دو فوجیوں کو پہرے پر کھڑا کر دیا گیا پہلے ایمبولینس اور پھر باقی جیپیں بھی وہاں سے چلی گئیں اب ہمارا وہاں ٹھہرنا بیکار اور خطرناک تھا لہذا ہم اسے راستے سے راجہ کی منڈی اسٹیشن پر پہنچ گئے اور دہلی کی طرف جانے والی جو پہلی ٹرین ملی اس میں سوار ہو گئے اسٹیشن پر بہت سے فوجی سپاہی افسران اور سول کپڑوں میں فوجی جو اپنی

ہئر کٹ کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے وہاں کتوں کی طرح کسی کو ڈھونڈ رہے تھے ہم نے دہلی کی بجائے انبالہ کے ٹکٹ لیے تھے لیکن اسٹیشن پر فوجیوں کی پوچھ گچھ سے بچنے کا کوئی رستہ نظر نہیں آ رہا تھا مجھے ایک ترکیب سوجھی میں نے اپنی کلائی سے گھڑی اتار کر جیب میں رکھی اور ایک کیپٹن کے پاس جا کر اس کر نمستے کہا اور اس سے ٹائم پوچھا اس نے وقت تو بتا دیا میں نے پوچھا انبالہ جانے والی گاڑی کب آے گی اس نے جھلا کر کہا کہ ریلوے کے کسی آدمی سے جا کر پوچھ مجھے کیا معلوم کب آے گی گاڑی تو پلیٹ فارم پر کھڑی تھی میں نے ویسے ہی وہاں ایک قلی سے پوچھا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کیپٹن کے پاس سے گزرتے ہوئے پھر اسے نمستے کہا تو باقی جو ہر طرف فوجی بکھرے ہوئے پوچھ گچھ کر رہے تھے میری کیپٹن کے ساتھ کھڑے ہو کر بات چیت کو دیکھ کر مجھے وہ کیپٹن کا واقف کار سمجھتے ہوئے ہمیں گاڑی کی طرف جانے سے نہ روکا اور ہم ایک ڈبے میں جا کر بیٹھ گئے اور بخیریت دہلی پہنچ گئے رات ہم نے ویٹنگ روم میں ہی بسر کی کیونکہ فوجی چیکنگ کر رہے تھے ہم سے بھی انہوں نے پوچھا ہم نے کہا کہ راجہ کی منڈی سے آے ہیں اور انبالہ جانا ہے جس ٹرین میں ہم آے وہ دہلی تک ہی تھی اس لیے اب انبالہ والی ٹرین کا انتظار کر رہے ہیں ہم نے انہیں ٹکٹ دکھا کر مطمئن کر دیا اور وہ آگے بڑھ گئے یہاں آ کر ہمیں شدت سے احساس ہوا کہ آپکی اجازت کے بغیر ہم نے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے ڈرتے ڈرتے ہم گھر پہنچے ہم نے سب

حقیقت بیان کر دی ہے ہمیں اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہے ہم اپنی اس حرکت پر بے حد نادم ہیں آپ ہمارے لیے جو سزا تجویز کریں گے ہمیں قبول ہو گی میں نے کہا کہ سزا کے بارے میں تو بعد میں بات کروں گا ابھی دو میرے اور نمبر 2 کے ساتھ چلو اور ایک گھر میں رہے ہم چاروں چھتہ لال میاں ہوٹل میں گئے سامان اٹھایا اور واپس پہلے ساتھیوں کے گھر گئے ان کا سامان وہاں رکھا اور پھر میں اپنا بریف کیس لے کر واپس لودھی ہوٹل آ گیا کمرے

میں پہنچ کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مرتے مرتے ہمیں اس ذات نے بچا لیا جب میں واپس پاکستان آیا تھا تو مجھے پتہ چلا تھا کہ پکڑے جانے والے افراد کا گروپ بھی پانچ افراد پر مشتمل تھا یہ پانچوں آگرہ چھاؤنی میں اپنے ٹارگٹ کو پکڑنے کے لیے دو اور تین کی ٹولیوں میں داخل ہونے کی کوشش میں تھے کہ ایف آئی یو نے شک پڑنے پر دو کو پکڑ لیا تھا اور ڈی ایم آئی والوں کے حوالے کر دیا تھا اور باقی تینوں یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے ان کا گروپ لیڈر بھی پکڑے جانے والوں میں شامل تھا باقی تینوں نے الگ الگ رہ کر ان کا پیچھا کیا اور وہ اسی شام سیف ہاؤس تک پہنچ گئے 4 دن تک وہ اپنے ساتھیوں کو چھڑوانے کی تدبیریں کرتے رہے اس دوران گرفتار ساتھیوں پر درمیانہ تشدد بھی کیا گیا تھا تینوں آزاد ساتھیوں نے کمانڈو ایکشن کرنے کا فیصلہ کیا اور جس صبح میرے ساتھی وہاں پہنچے اس رات کو انہوں نے بھارتی فوجیوں

کا ہلاک کر کے اپنے ساتھیوں کو چھڑوا کر لے گئے تھے موٹر کار بھی اسی رات گن پوائنٹ پر چھینی گئی تھی اور آگرہ اسٹیشن کے قریب اسے چھوڑ دیا وہ پانچوں پہلے لکھنؤ پھر بھارت نیپال کی پہاڑیوں سے گزرتے ہوئے نیپال میں داخل ہوے اور کھٹمنڈو سے اپنے سفارت خانے کے ذریعے پہلے ملائشیا اور پھر بخیریت پاکستان پہنچ گئے تھے۔

اگلی صبح میں ساتھیوں کے گھر چلا گیا میں نے رات کو ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ سخت سرزنش کے سوا میں پاکستان ان کی اس حرکت کی رپوٹ نہیں کروں گا میری اپنی پوزیشن بہت نازک تھی دشمن ملک میں ان سے کام لینا بہت کھٹن تھا کیونکہ یہاں کسی اتھارٹی کا ان پر حکم چلانا اور حکم عدولی پر ان کو کوئی سزا دینے کا ذریعہ نہ تھا میں اکثر اوقات ان سے دوستانہ ماحول میں باتیں کرتا اور نفسیاتی طور پر ان کو ہینڈل کرتا تھا اور اب بھی میں نے نفسیاتی طور پر ہی ان سے نمٹنے کا سوچا تھا گھر پر جا کر میں نے ان چاروں کو ایک کمرے میں اکٹھا کیا اور کہا کہ آپکی اس حرکت سے مجھ پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ آپ لوگ مجھ سے خوش نہیں ہو ہم سب یہاں اپنے وطن اور قوم کے مفاذ کی خاطر جان کی بازی لگا کر آے ہیں ہم سب کی مشترکہ کوششوں سے ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معمولی کامیابیوں سے نوازا ہے یہ سب کامیابیاں ٹیم ورک کا نتیجہ ہیں ہر ٹیم کا اک کپتان ہوتا ہے اور میں اپنی ٹیم کا گروپ لیڈر ہوں آپ کے اس اقدام سے میں سمجھتا ہوں کہ اب بحیثیت ایک گروپ لیڈر مجھے

آپ لوگوں کا مجھے بھر پور تعاون حاصل نہیں ہو گا لہذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ اتوار کو پاکستان سے آنے والے کوریئر کے ہمراہ میں واپس پاکستان چلا جاؤں جب تک آپ کا نیو گروپ لیڈر آے آپ لوگ نمبر 2 کے احکامات پر عمل کریں گے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی اس حرکت کے بارے میں اپنے سئنرز کو کچھ نہیں بتاؤں گا میں یہ باتیں کہہ کر خاموش ہو گیا وہ چاروں پہلے تو گم سم مجھے تکتے رہے پھر پھٹ پڑے نہیں صاحب ہم ایسا ہر گز نہیں ہونے دیں گے ہم جان دے دیں گے لیکن آپکو واپس نہیں جانے دیں گے آپ جو سزا چاہیں ہمیں دے لیں لیکن اپنا یہ فیصلہ بدل لیں اگر آپ واپس چلے گئے تو ہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے واپس وطن چلے جائیں گے چاہے وہاں ہمیں سزاے موت ہی کیوں نہ دے دی جاے وہ سب بیک وقت بول رہے تھے ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کی اس حرکت کیوجہ سے میں خود پاکستان واپس جانے اور اپنا مشن نامکمل چھوڑ کر جانے کی پاداش میں خود سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤں گا جب انکی منت سماجت بہت بڑھ گئی تو میں نے انہیں کہا کہ آپ نے ایک بار فوج میں بھرتی ہوتے وقت حلف اٹھایا تھا دوسری بار بھارت آنے سے پہلے اب میں آپ سے حلف تو نہیں اٹھاؤں گا آپ سے وعدہ لوں گا کہ آپ لوگ آئندہ ایسی کوئی بھی حرکت نہیں کرو گے ان سب نے اپنی ماؤں کو درمیان میں لا کر ایسا وعدہ کیا کہ میں کانپ اٹھا حالانکہ میں نے ان سے ایسا وعدہ ہر گز دینے کا نہیں کہا تھا پہلے والا

ماحول یکسر بدل چکا تھا ہم سب کی آنکھیں نم تھیں میں نے سب کو باری باری گلے لگایا باہر بارش شروع ہو چکی تھی انہوں نے چاے بنائی چاے پینے کے بعد ہی لزیذ کھانے کی مہک آئی مالک مکان دو بڑی پراتوں میں مختلف قسم کے کھانے لے کر آ گیا سیڑھیوں پر کھڑی اسکی بیٹیاں کھانا پکڑا رہی تھیں اور وہ انہیں اندر لا رہا تھا میں حیران تھا کہ اس اچانک میزبانی کا آج کونسا موقع تھا مالک مکان نے بتایا کہ آج اسکی بڑی بیٹی کی منگنی ہو گئی ہے نزدیکی رشتہ داروں کے ساتھ کرایہ داروں کو شامل نہ کرنا کسی طور پر مناسب نہ تھا اور پھر ہمسائے کے حقوق کے بارے میں تو اسلام نے بہت تاکید کی ہے کہ ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمسائے کے حقوق کے بارے میں فرما رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ سمجھنے لگا تھا کہ ہمسائے وراثت کے بارے میں بھی ہمسائے کے حقوق کے بارے میں احکام نازل ہو جائیں گے میں نے اسکی بیٹی کی منگنی پر اسے مبارکباد دی لزیز کھانوں کا شکریہ ادا کیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے مل کر فیصلہ کیا کہ ہم سب مل کر پانچ بنارسی سوٹ ہمسائے کی بیٹی کی منگنی کی خوشی میں تحفہ دیں گے یوں شام تک ہم بے تکلفی سے باتیں کرتے رہے صبح کی جو تلخی تھی اب ختم ہو چکی تھی اور اسکی جگہ ایک خوشگوار اور پر اعتماد ماحول نے لے لی تھی یشونت نے حسب معمول ڈاک پہنچا دی تھی اور آئندہ اتوار تک میں فارغ تھا میں نے کرنل شنکر کے پاس جانے کا سوچا اور شام کو ہی اسکی محفل میں اس

کے ساتھ تھا آج اس کے ساتھ ایک اور بھی شخص تھا کرنل نے میرا اس سے تعارف کروایا وہ آگرہ چھاؤنی میں 6 stationed رجمنٹس کا کمانڈر تھا اور

ہیڈ آفس میں کسی کام کے سلسلے میں آیا تھا کرنل کی محفل ناؤ نوش عروج پر تھی تو اس نے جھومتے ہوے مجھ سے پوچھا ونود اگر تم اپنی بہترین چاے کی پیٹیاں کسی محفوظ جگہ پر کسی اعتباری شخص کے حوالے کر دو اور وہ پیٹیاں گم ہو جائیں اور تمہیں بعد میں معلوم ہو کہ تمہارا اعتباری آدمی لا پرواہ شخص ہے تو اپنی اس نا سمجھی کا الزام تم خود کو دو گے یا اس غافل لاپرواہ شخص کو میں نے کچھ سوچ کر جواب دیا یقیناً میں خود کو مورد الزام ٹھہراؤں گا کیونکہ جس شخص کے پاس میں نے پیٹیاں رکھیں تھیں مجھے اس کے بارے میں پہلے ہی چھان بین کرنی چاہیے تھی بلکل درست یہی بات میں نے کرنل رنجیت کو کئ بار سمجھا چکا ہوں لیکن کچھ بھی اس کے دماغ میں نہیں سما رہا۔۔

Nothing can b put in the brain of this square headed person۔

کرنل شنکر کی اس بے تکلفانہ بات سے میں نے اندازہ لگایا کہ کرنل رنجیت اس کا پرانا بے تکف یار ہے شنکر نے رنجیت پر ہی اپنی گولہ بھاری جاری رکھتے ہوئے کہا رنجیت تمہاری کم سے کم سزا میرے خیال میں ملازمت سے برخواستگی ہو گی فوجی ہونے کی وجہ سے تمہیں کوئی دوسرا کام تو آتا نہیں اگر تم کہو تو

چاے کے کاروبار کے سلسلے میں ونود سے تمہاری سفارش کر دیتا ہوں کرنل رنجیت سر جھکائے شنکر کے تمام جملے خاموشی سے سن رہا تھا تھوڑی دیر بعد شنکر نے خاموشی توڑی اور کہا کہ پاکستانی میجر احسن اور اس کے ساتھیوں کی گرفتار ہونے اور ان کے مرنے کے بعد بھی انہوں نے اپنی روش نہ بدلی چند روز پیشتر آگرے میں دو جاسوس پکڑے گئے تھے ڈویژن کمانڈر نے انہیں کرنل رنجیت کے حوالے کر دیا تھا کہ ایف آئی یو کے آدمیوں کے ذریعے ان کی تفتیش کرے کرنل رنجیت نے انہیں بلاوجہ سردردی سمجھتے ہوئے آگرے میں ڈی ایم آئی کے حوالے کر دیا ڈی ایم آئی اور ایف آئی یو کے درمیان ہمیشہ ایک تناؤ موجود ہے ڈی ایم آئی والوں نے یہاں ہیڈ کوارٹر اور آرمی ہیڈ کوارٹرز کو مطلع کیا اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف سے میں آگرہ گیا تھا وہاں ڈی ایم آئی والوں کا رویہ میرے ساتھ ہتک آمیز تھا کیونکہ وہ صرف پردھان منتری کو جواب دہ ہیں میں اسی روز واپس چلا آیا ڈی ایم آئی کے دہلی کے افسران ابھی آگرہ جانے کا سوچ ہی رہے تھے کہ پاکستانی جاسوسوں کے ساتھیوں نے نہ صرف انہیں چھڑوالیا بلکہ پہرے پر موجود ہمارے 6 جوانوں کو بھی ہلاک کر دیا اب کرنل رنجیت کو یہاں جواب طلبی کے لیے بلایا گیا ہے اس کا جی او سی بھی اس کے ہمراہ آیا ہے اسے بھی کرنل رنجیت کی طرح اپنی لاپرواہی کا جواب دینا ہو گا رنجیت میرا پرانا یار ہے اور میں اسے بچانے کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں لیکن آپ اپنے جنرل کے سامنے میں کس حیثیت سے اسکی

صفائی دے سکتا ہوں

کرنل رنجیت تھوڑی دیر بعد کلب میں اپنے الاٹ شدہ کمرے میں چلا گیا کرنل شنکر تھوڑی دیر سر اٹھائے ستاروں کر دیکھتا رہا اور پھر مجھ سے مخاطب ہوا ونود میں تو حقیقتاً پاکستانی جاسوسوں کے فرار اور بھارتی فوجیوں کی ہلاکت پر خوس ہوا ہوں جاسوس جس نظریہ سے کسی دوسرے ملک میں داخل ہوتا ہے اسے بخوبی علم ہوتا ہے کہ وہ شیروں کے جبڑوں میں اپنا سر رکھ رہا ہے اور اس کے زندہ لوٹنے کی امید بہت ہی کم ہوتی ہے گرفتار ہونے کے بعد اسکو اور اسکے ساتھیوں کو اسی جذبے کے ساتھ رہائی کی کوشش کرنی چاہیئے گرفتار جاسوسوں کو اپنی رہائی اور زندہ رہنے کی امید بلکل نہیں رکھنی چاہیے جب تک وہ خود اپنی جان داؤ پر لگا کر رہائی کی کوشش نہ کرے تشدد سہہ کر اپنی زبان کھولنے اور تشدد کیوجہ سے جان دینے سے بہت بہتر ہے کہ وہ گرفتار کرنے والوں کی کسی بھی کمزوری کو دیکھے تو اس کا بھر پور فائدہ اٹھائے اس طرح یا تو وہ پھر بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا یا پھر گرفتار کرنے والوں کی گولیوں کا نشانہ بن جائے گا گرفتاری کے بعد موت تو اس کے سامنے منڈلاتی ہی رہتی ہے اس لیے موت کا خوف بلکل نہ کرے اور اپنے بچاؤ کی کوشش ہر گز ترک نہ کرے

کرنل شراب کے نشے میں تو بھارتی فوج کی غفلت کا اس واقعہ میں بار بار ذکر کر رہا تھا اور میں اسکی باتیں انتہائی غور سے سن رہا تھا دشمن ملک کا ایک

کرنل مجھے بھارتی سمجھتے ہوئے اپنے ملک کی یہ راز کی باتیں کر رہا تھا جو میرے سئنرز نے مجھے ازبر بتائیں تھیں میں دونوں کی باتوں کا تجزیہ کر رہا تھا اور تقدیر مجھ پر خندہ زن تھی کیونکہ میں خود ان حالات کا شکار ہونے والا تھا تھوڑی دیر بعد میں نے کرنل سے اجازت طلب کی میں اس کے لیے کناٹ سرکس سے نمکین گرم کاجو لے کر گیا تھا کرنل نے میرا شکریہ ادا کیا اور میں اپنے ہوٹل واپس آ گیا۔ آئندہ کل یعنی اتوار کو یشونت کی مراد بھر آنی تھی یشونت نے اس تقریب میں آنے کی مجھے بھرپور دعوت دی تھی لیکن میں نے معذرت کر لی اور اسکی وجہ یہ بتائی کہ اس نے اپنے چند دوستوں کو مدعو کیا ہوا تھا جو اسکی اصلی مالی حالت جانتے تھے اب یشونت کو وہ یک لخت دولت لٹاتے ہوئے دیکھ کر اگر کچھ شک میں پڑ گئے ہوں تو وہاں مجھے ایک اجنبی کو یشونت کے ساتھ بے تکلفانہ پیش آتا دیکھ کر ان کا شک دوچند ہو سکتا ہے یشونت میری بات سمجھ گیا میں اسے جنرل کی سیف کے کاغذات کی رقم پہلے ہی دے چکا تھا لہذا اس نے میری معذرت قبول کر لی میں نے اسے کہا کہ تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے تعاون کا عوضانہ تمہاری امیدوں سے بہت زیادہ اور وقت پر مل جاتا ہے اب ثمی کی وجہ سے مالی ضروریات بڑھ جائیں گی اپنی اتنی محنت سے حاصل کردہ خوشی کو عارضی نہ بنا دینا ثمی جیسی عورتیں چند ماہ میں اپنے مردوں کو وہ خوشیاں دے سکتی ہیں جو دوسری ساری زندگی اپنے مردوں کو نہ دے سکیں کیونکہ ثمی جیسی عورتوں کے پیش نظر بس ایک بات ہوتی ہے

کہ کس طرح اپنے عاشق کو خوش کر کے اسکی جیب خالی کریں اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ نازو انداز کا ہر حربہ آزماتی ہیں میں نے یشونت کو شہنشاہ جہانگیر اور نور جہاں کا واقعہ سنایا کہ انار کلی سے اپنے عشق کی ناکامی کے بعد شہنشاہ اکبر کا چہیتا بیٹا شہزاد سلیم ایک اور کنیز مہرالنساء نور جہاں کے عشق میں دیوانہ ہو گیا تو شہنشاہ اکبر نے اپنے ایک سالار شیرا فگن سے نور جہاں کی شادی کرا کے اسے بنگال کا صوبیدار مقرر کر دیا شہزادہ سلیم جو انار کلی اور نور جہاں کا عاشق تھا۔۔

جب جہانگیر کے نام سے تخت پر بیٹھا تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ شیرا فگن کو قتل کروا کر نور جہاں اور اسکی 6 سالہ بچی کو لاہور میں اپنے محل میں ٹھہرایا اور قریباً ہر روز نکاح کی پیشکش کرتا جسے نور جہاں بار بار ٹھکرا دیتی کیونکہ وہ شیرافگن کے ساتھ نہایت خوشگوار زندگی گزار رہی تھی وہ جہانگیر کو شیرا فگن کا قاتل سمجھتی تھی جہانگیر جیسے حسن پرست کی متلون مزاجی میں بھی اب ٹھہراؤ آ چکا تھا بالآخر تین سال کے بعد کوئی چارہ نہ دیکھتے ہوئے اس نے نکاح کی حامی بھر لی جہانگیر جو کامیابی سے ہمکنار ہوا اس نے اپنے پورے نام کے شروع میں نورالدین کا نور اپنی چہیتی بیگم نور جہاں کو عطا کر دیا اسے نور جہاں دوسرے لفظوں میں اپنی بادشاہی ناموں کا اولین حصہ دے کر اپنی ذات اور شہنشاہیت میں بھی اپنے اوپر ترجیح دے دی آخر کار بات یہاں تک پہنچی کہ جہانگیر نامے جہانگیر نے تسلیم جام شراب اور کباب کے عوض

سلطنت مہرالنسا نور جہاں کو دے دی دن نور جہاں کے نام کے ساتھ ڈھلنے لگے شاہی مہر نور جہاں کو دے دی گئی اور نور جہاں اس سلطنت کی سرخ و سفید مالک بن گی اسی نور جہاں کی خود نوشتہ داستان میں اس نے اعتراف کیا ہے اس نے نکاح کے بعد جہانگیر کو اس طرح اپنی محبت کے جال میں جکڑ لیا کہ تمام سلطنت کی میں ملکہ بن بیٹھی نور جہاں کے بقول جہانگیر جیسے عاشق مزاج کو قابو کرنے کے لیے میں نے خود سے نہ اور نہیں کے الفاظ ہی نکال دیئے تھے وہ جہانگیر کی انتہائی فرمانبردار بیوی تھی شادی کے اس نے اپنے حسن و جمال میں کمی نہ آنے دی جہانگیر کے لیے گلاب کا عطر نور جہاں کی ایجاد ہے اگر جہانگیر کی پہلی دو بیویوں میں بھی یہ اوصاف ہوتے تو وہ انار کلی یا نور جہاں کی طرف راغب نہ ہوتا یہ قصہ میں نے یشونت کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سنایا تھا ہفتے کے روز بھی یشونت نے ڈاک جسے کاپیاں کر کے یشونت کو اسی دن واپس کر دی گئی اور اس ڈاک کو بھی کوریئر کو دینے والی ڈاک میں شامل کر لیا گیا اگلی صبح سپیشل کوریئر کی آمد تھی ہفتے کی شام میرے ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ دہلی کے بیرون شہر جانے اور آنے والے رستوں بس اسٹاپ ریلوے اسٹیشن ٹیکسی سٹینڈ ہوٹل سراؤں مسلم آبادیوں کی بھارتی خفیہ پولیس اور فوج نگرانی کر رہے ہیں یہ سن کر میں نے اپنے ساتھیوں کو کسی خاص مقصد کے علاوہ گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت کر دی وہاں سے جلد ہی میں اپنے ہوٹل چلا آیا اور اپنے سئنرز کے نام خط کو آخری ٹچ دینے

لگ گیا اتوار کی صبح میرا ایک ساتھی ڈاک اٹھاے اور باقی تینوں ہمیں کور دیئے ہوے مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے سبز منڈی ریلوے اسٹیشن شہر کے بیچوں بیچ بنا ہوا تھا ریلوے پٹریوں کے اوپر شہر کو ملانے کے لئے اوور ہیڈ برج ہے میں ساتھیوں کو دوسری جانب مارکیٹ میں چھوڑ کر اوور ہیڈ برج کے اوپر پہنچا ہی تھا کہ سامنے سے کیپٹن ارشد آتا دکھائی دیا کیپٹن ارشد پاک فوج میں کراٹے کا ماہر اور دوڑ میں پہلی پوزیشن رکھتا تھا میری ٹریننگ کے دوران ایک میل سے لے کر 11 میل تک اسی نے ٹریننگ کروائی تھی اسے دیکھ کر میرا جی چاہا کہ اسے لپٹ جاؤں لیکن حالات کے تقاضے کے مطابق ہم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں علیک سلیک کی اس کے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے کہا کہ وہ آگے گزرتا جاے میں چند لمھوں بعد اس کے پیچھے آ جاؤں گا وہ دھیمی چال سے آگے بڑھتا گیا میں تیزی سے پلیٹ فارم پر آیا بک اسٹال سے ایک دو رسالے لیے؛ ور واپس برج کیطرف چل پڑا برج کی سیڑھیاں اترتے ہوے میں نے کیپٹن ارشد کو جا لیا ہم دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے کیپٹن ارشد نے مجھے بتایا کہ اس نے اپنے ساتھیوں کو برج اس سائیڈ بازار میں چھوڑا ہے اور انہیں ایک گھنٹے بعد امرتسر جانے والی ٹرین میں واپسی جانا ہے امر تسر والی بات پر میں چونک پڑا اور کہا کہ کیا کوئی نیا راستہ تلاش کر لیا ہے کیپٹن نے بتایا کہ امرتسر سے پاکستان جانے کا نیا راستہ حافظ (لاہور کا رہائشی اور پاک بھارت سرحد کا سمگلر) کے کوریئرز نے پنڈ کنجری کے راستے دریافت کیا ہے

بھارت کی جانب کے دو اسمگلرز ان کے ساتھی ہیں اور وہ بارڈر سے لے کر امرتسر ٹرین کی روانگی تک پاکستانی مہمانوں کو اپنی حفاظت میں لے کر جاتے ہیں یہ ان کا تقریباً روز کا معمول ہے اور حافظ بھارتی اسمگلرز کی لاہور آمد اور واپسی پر بارڈر تک آن کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے ہمارا ادارہ حافظ کو سہولتیں فراہم کرتا ہے جسکے عوض اس کے آدمی ہمیں بارڈر کے آر پار لے جانے کی ذمہ داری لیتے ہیں اسی راستے کو چیک کرنے کے لیے کیپٹن ارشد خود آیا ہے اس نے بتایا کہ منڈی صادق آباد گنج جہاں سے ہم بھارت میں داخل ہوے تھے کی نسبت یہ راستہ آسان اور کم خطرناک ہے کیونکہ بارڈر کے دونوں اطراف ایک فرلانگ کے فاصلے پر گاؤں ہیں جن کے رہائشی اس کام میں ملوث ہیں اور وہی دہلی تک آے ہیں اور واپس بھی لے کر جائیں گے دوران گفتگو ہم اس ریسٹورنٹ تک جا پہنچے جہاں میرے ساتھی بیٹھے تھے میں ارشد کو اندر لے گیا اور ساتھیوں کے قریب ہی ایک ٹیبل پر بیٹھ گئے کیپٹن کا بھارت یاترا کا غالباً یہ پہلا دورہ تھا میں نے اشارے سے بتایا کہ یہ میرے ساتھی ہیں اور ہم سب مسلح ہیں یہ سن کر کیپٹن کی پریشانی کچھ کم ہوئی ہم نے چاے پی اور میں نے کیپٹن کو ڈاک کی اہمیت کا مختصر بتا دیا اور کہا کہ منگل کو اپنی خیریت سے پہنچنے کا پیغام ضرور دے دینا تا کہ ہم ڈاک کی کاپیاں تلف کر سکیں میں نے ساتھیوں کو اشارہ کیا ہم ٹیبل سے اٹھے اور ہمارے پیچھے ہمارے ساتھی بھی اٹھ کر فاصلہ رکھتے ہوئے ہمیں کور دیتے ہوئے چلنے لگے کیپٹن ارشد نے تقریباً

100 میٹر ایک دوسرے ریسٹورنٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جن میں ایک حوالدار اسے کور دینے کے لیے بھی ہے میں نے کیپٹن کو ریسٹورنٹ میں جانے کا کہا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا جس ساتھی نے ڈاک اٹھائی ہوئی تھی وہ آگے بڑھ آیا وہ میرے پیچھے چلنے لگا باقی دو ساتھی ہمیں کور کیے ہوئے تھے اسی انداز میں میرا ڈاک والا ساتھی اور میں ریسٹورنٹ کے قریب پہنچ گئے میں نے ڈاک کا پیکٹ اس سے لیا اور اندر جا کر کیپٹن کے حوالے کیا کیپٹن نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ آئندہ وہ کوریئر کا کام کرے گا نشانی کے طور پر سب اوکے کی صورت میں سبز رومال اور خطرے کی صورت میں سرخ رومال گلے میں باندھے ہوئے ہوں گے اور میں ایسے ہی اپنی جیب میں سبز اور سرخ رومال رکھوں گا آئندہ کے کوریئر اور میں نے ایک دوسرے کی شکلیں اچھی طرح پہچان لیں تھوڑی دیر بعد کیپٹن سے رخصت ہونے لگا تو اس نے اپنے ساتھی سے ڈاک کا ایک پیکٹ لے کر مجھے دیا جو میں نے اپنے نمبر 2 کو دے ایک ساتھی کو اس کے ساتھ کر کے فوری گھر پہنچنے کا کہہ کر روانہ کر دیا جبکہ تیسرا ساتھی اور میں ریلوے پلیٹ فارم پر چلے گئے تھوڑی دیر بعد کیپٹن ارشد اپنے ساتھیوں سمیت آ گیا 10 منٹ تک گاڑی بھی آ گئ وہ سارے دو مختلف ڈبوں میں بیٹھ گئے گاڑی روانہ ہوئی ہم سب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو الوداع کہا اور ہم واپس گھر لوٹ آئے۔۔اس دفعہ کی ڈاک میں

نئے کوریئر کے علاوہ ہمیں سخت تنبیہ کی گئی تھی کہ وہ اپنی سیکیورٹی کا خاص خیال رکھیں ایک ماہ کے اندر ہمارے دو گروپ پکڑے گئے ہیں ایک گروپ تو شہید ہو گیا جبکہ دوسرا گروپ جان لیوا ٹریننگ کے بعد اپنے پہلے مشن کے دوران ہی پکڑے جانے پر بھارت میں کام کرنے کے لیے بیکار ہو چکا ہے (اس نئے گروپ کے متعلق میں نے کرنل شنکر کے حوالے سے مفصل روپوٹ بھی بھیجی ہے) ڈاک میں ہمارے گھریلو خطوط بھی شامل تھے ہمارے لیے یہ خط کسی نعمت سے کم نہ تھے ان حالات میں دیار غیر میں گھر والوں کی خیریت کا پیغام ملنا ہی بہت بڑی بات تھی جنرل کی ڈاک آج ہی بھیجی گئی تھی لہذا اس پر کوئی تبصرہ نہیں تھا آج کا مرحلہ بھی بخیریت وعافیت سے طے ہوگیا تھا میں شام تک ساتھیوں کے گھر رہا خوب گپ شپ ہوتی رہی شام کو مالک مکان اوپر آیا اس نے کہا کہ وہ مجھ سے اکیلے میں ملنا چاہتا ہے یہ بڑی عجیب بات تھی وہ مجھے نیچے اپنے ڈرائینگ روم میں لے گیا اس سے پہلے کہ میں کچھ پوچھتا چاے اور سنیکرز آ گئے مالک مکان نے مجھے چاے بنا کر دی اور سنیکرز پیش کیے اور ہم دونوں خاموشی سے چاے پینے لگ گئے میں نے چاے ختم کی تو مالک مکان نے اور چاے کا پوچھتے ہوے کہا کہ میں نے آپکو علیحدہ بات کرنے کا کہا تو یقیناً میرے کرایہ داروں اور آپکو یہ بات کھٹکی ہو گی لیکن اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا کئ ماہ سے یہاں آپکی آمدورفت اور اپنے کرایہ داروں کا مجھے یہ بتا کر کرایہ پر گھر لینا کہ وہ مختلف شہروں سےکاروبار کے

لیے دہلی آے ہیں ان کاروباری اوقات میں کبھی بھی گھر سے باہر نہ جانا بڑی عجیب سی بات لگتی ہے اگر میں اپنی فیملی کے ساتھ یہاں نہ ہوتا تو مجھے بس وقت پر کرایہ لینے سے ہی غرض ہوتی لیکن اکٹھے رہتے ہوئے مجھے ان پر بھی نگاہ رکھنی پڑتی ہے میری جوان بچیاں ہیں اور ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے یہ میرے لیے بہت ضروری تھا وہ ذرا خاموش ہوا تو میں نے پوچھا کہ کیا کرایہ داروں میں سے کسی نے کوئی غلط حرکت کی ہے نہیں جی ایسی کوئی بات نہیں ہے ان کی شرافت کی تو میں قسم کھا سکتا ہوں وہ تو ایک طرح سے ہمارے رکھوالے بنے ہوئے ہیں مالک مکان نے یہ کہہ کر میرے وہم کو دور کر دیا اس نے کہا کہ جناب آپ بات دراصل یہ ہے کہ آپ کے ساتھ انکی گفتگو کے انداز اور آپکی غیر موجودگی میں آپکو چیف کے نام سے مخاطب کرنا اور آپ کو سر کہنے سے ہمیں تو یقین ہو گیا ہے کہ آپ کاروباری لوگ نہیں اوپری منزل کے بر آمدے میں بیٹھ آہستہ سے کی ہوئی گفتگو بھی ہمیں نیچے سنائی دیتی ہے جو کچھ ہماری سمجھ میں آیا کہ ان کی گفتگو ہمیشہ مشن کی تکمیل اور ڈاک کے متعلق ہوتی ہے میری چھوٹی بچی چند روز پہلے سامنے والوں کے گھر کی بچی کے ساتھ کھیلنے گئی تو وہ دونوں چوبارے کی کھڑکی میں سے دیکھ رہی تھیں تو ہمارے کرایہ داروں نے سامنے والا دروازہ بند کر دیا مگر کھڑکی کھلی رکھی اور وہ کھڑکی کے راستے دیکھتی رہیں کہ آپ کے ساتھیوں نے ایک مشین نکالی اور بجلی سے اسے کونیکٹ کیا ایریل کی ایک تار پہلے ہی کھڑکی سے

باہر نکالی ہوئی تھی انہوں نے اس مشین سے ٹیلیگرام دینے والے ایک آلے کا استعمال شروع کیا جبکہ کانوں سے ہیڈ فون لگاے وہی کرایہ دار کچھ لکھتا بھی جاتا تھا پندرہ منٹ تک اس نے اس مشین کو استعمال کیا پھر کہیں چھپا کر دروازہ کھول دیا مالک مکان کی زبانی یہ سن کر میرے ہوش اڑ گئے میں نے خود پر قابو پانے کی بہر کوشش کی مگر میرے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو مالک مکان نے بھی محسوس کر لیا ہو گا میں نے تھوک نگلتے ہوے پوچھا کہ آپ نے اس بات سے کیا نتیجہ اخذ کیا مالک مکان نے جواب دیا کہ آپ یا تو غیر ملکی ہیں یا پاکستانی ہیں یا کسی غیر ملکیوں کے لیے کام کر رہے ہیں میں نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ اگر آپکو یقین ہے کہ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان کے لیے کام کر رہے ہیں تو آپ کے لیے تو یہ سنہری موقع ہے پولیس کو اطلاع دے کر ہمیں پکڑوا کر آپ نہ صرف خاصے بڑے انعام کے حقدار بن سکتے ہیں بلکہ بھارت سے ناقابل تردید وفاداری کا ثبوت بھی دے سکتے ہیں میرے یہ الفاظ ڈوبتے ہوئے شخص آخری کوشش کے مترادف تھے مالک مکان نے میری بات سنتے ہی لاحول ولا قوۃ پڑھا اور کہا جناب میں آپکو نہیں جانتا لیکن اگر میری سوچ ایسی ہوتی تو آج تک آپ لوگ پولیس یا فوج کی کسٹیڈی میں ہوتے ہم الحمدللہ مسلمان ہیں اور ساری دنیا کے مسلمان ہمارے بھائی ہیں اور خاص کر پاکستان کے مسلمان تو ہمارا قبیلہ ہیں ہم دہلی کے پنجابی سوداگران فیملی سے ہیں پاکستان میں بھی ہماری وسیع رشتہ داری ہے آپ نے

کیسے سمجھ لیا ہم آپ کو پکڑوا دیں گے جناب والا۔ میں یہ آپ کے متعلق یقین کر کے کہ واقعی آپ پاکستان کے مفاد کے لیے کام کر رہے ہیں تو دہلی میں ان لوگوں سے ملوانا چاہتا ہوں جو زیر زمین پاکستان کے مفاد کے لیے کام کر رہے ہیں اور وہ کوئی بھی ایسا موقع ضائع نہیں کرتے جن سے ہندوستان کو نقصان پہنچتا ہو میرے لیے مالک مکان کی یہ باتیں اتنی غیر متوقع تھیں کہ میں فوری طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ میں کیا کروں چند منٹ تو میں اسے خاموشی سے دیکھتا رہا اور اس دوران سینکڑوں مثبت اور منفی خیالات اس کے متعلق میرے ذہن میں آے وہ ہماری اصلیت اور ٹرانسمیٹر کے متعلق جان چکا تھا ایسی صورت حال میں درپیش آنے پر جو ہدایات ہمیں دی گئی تھیں۔۔اس کے مطابق تو اس کو ختم کر دینا چاہیے تھا اسی کے ساتھ مجھے یشونت بھی یاد آگیا جو اپنی جان اور اغراض ومقصد کے لیے ہمارے ساتھ تعاون کر رہا تھا میں نے خاموشی کے ان چند منٹوں میں بہت کچھ سوچا اور آخر کار اس ذہنی کشمکش سے نکل کر ایک فیصلہ کیا میں نے مالک مکان کو مخاطب کرتے ہوئے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا میں فی الحال اپنے اور اپنے ساتھیوں کے متعلق صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے سوچا ہے وہ بلکل درست ہے ہم اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر یہ کام کر رہے ہیں اور اپنے کام میں رکاوٹ بننے والی کسی بھی ہستی کو مٹانے میں ہمیں کسی قسم کی کوئی جھجک نہیں ہے لیکن اپنے وطن کے حامیوں کے لیے ہم اپنی جانیں بھی لڑانے کو تیار ہیں آپ نے

ہماری حقیقت جاننے کے باوجود جو رویہ اپنایا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ مخلص ہیں آپ نے زیر زمین ہمدردوں کا ذکر کیا امکان ہو سکتا ہے کہ ان میں کچھ کالی بھیڑیں بھی ہوں ہماری جانوں سے بہت زیادہ اہم ہمارا مشن ہے لہذا آپ ان کو ہماری اصلیت کے متعلق کچھ نہ بتائیں اور ہمیں ان سے ملائیں ہم خود ان کو اپنے طریقے سے ٹھوک بجا کر دیکھ لیں گے آپ ان کو ہمارے متعلق بس یہی بتائیں کہ یہ بھی ہمارے ہم خیال بھارتی مسلمان ہیں اور ان کو یہ بھی نہ بتائیں کہ ہم آپ کے کرایہ دار ہیں میں جانے کے لیے اٹھا تو مالک مکان نے مجھے گلے سے لگا لیا اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے وہ کہنے لگا پاکستان ہی ہم بھارتی مسلمانوں کی آخری امید ہے مشرقی پاکستان میں بھارت نے جو اندرونی گڑ بڑ کے بعد اس سے بھارتی مسلمانوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں اور چانکیہ کے پیروکاروں کا اصل روپ سامنے آ گیا ہے۔۔

اپنے ہم مذہب ہندو ذاتوں کا اونچ نیچ کرنے والا بھلا مسلمانوں کو کیسے برداشت کرے گا ہمیں تو وہ نیچ کہتا ہے یعنی اپنی کمترین ذات شودر سے بھی کم ترین جس کا سایہ بھی پڑ جائے تو وہ بھرشٹ ہو جاتا ہے بھارت میں سیکولرازم کا جھوٹا پروپیگنڈہ کا پول مشرقی پاکستان میں اب اسکی مداخلت سے کھل کا ہے اور جو بھارتی مسلمان اس پروپیگنڈہ کا شکار ہو چکے ہیں وہ اس۔ تعصبانہ ذہنیت کو سمجھ چکے ہیں چند غدار مسلمان خاندانوں کو چھوڑ کر جنہیں بھارتی حکومت نے مراعات دے خرید چکی ہے سارے بھارت کے مسلمان ایک ہو چکے ہیں آپ

دیکھیں گے جب بھی وقت آیا تو بھارتی مسلمان وہی کردار ادا کریں گے جو مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی نے ادا کیا تھا میں آئندہ چیدہ چیدہ چند ہم خیال ساتھیوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے آپ سے ملواؤں گا اور اس میٹنگ کا وقت اور جگہ کا آپکے ساتھیوں کو بتا دوں گا مالک مکان سے رخصت ہو کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور انہیں اس گفتگو کے متعلق بتایا انہوں نے بھی میرے فیصلے کی تائید کی اور میں اس ہونے والی میٹنگ کی روشنی میں اک نئے مشن کے لیے خدو خال بناتا ہوا اپنے ہوٹل چلا آیا۔ بدھ کے روز ہمیں کیپٹن ارشد کے پاکستان ڈاک کے ساتھ بخیرو عافیت پہنچنے کی خبر مل گئی کیپٹن سے ملنے پر نئے کوریئر سے ملنے کی جگہ کا تعین نہیں کیا گیا تھا لہذا اس بار پرانی جگہ پر ہی ملنے کے آرڈرز ملے تھے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اب تک وصول ہونے والی ڈاک کی کاپیاں آتش دان میں جلا دیں منگل کو یشونت سے نئی ڈاک مل چکی تھی اور ساتھ ہی خط میں بدھ کی شام مجھے سے ملنے کا کہا تھا میں چاوڑی بازار کے ہوٹل میں جا جا کر تنگ آ گیا تھا لیکن اس سے زیادہ محفوظ جگہ کوئی اور نہ تھی گولچہ سینما بھی پاکستانی جاسوسوں کے پکڑے جانے کے بعد اتنا محفوظ نہیں رہا تھا بھارتی سیکیورٹی سخت ہو چکی تھی اور سی بی آئی اور ڈی ایم آئی کے کتے ہر جگہ سونگھتے پھر رہے تھے یشونت نے اپنی حسرت پوری ہونے کی باتوں کے علاوہ مزید پیسے مانگے تھے ثمی کی فرمائش پوری کرنے کے لیے اسے مزید پیسوں کی ضرورت تھی یشونت کو دیئے جانے والے ایک ایک

پیسے کا میں نے حساب رکھا ہوا تھا میں نے 2ہزار اسے اور دیئے اور کہا کہ اب تک کے کام کا معاوضہ مکمل ہو چکا ہے جب تک وہ کوئی بڑا کام سر انجام نہیں دیتا اسے ہفتے میں دو بار دیئے جانے والی ڈاک کے ہی پیسے ملینگے میں جانتا تھا کہ یشونت نے جس کیچڑ بھرے جوہر میں چھلانگ لگائی ہے اس میں خون چوسنے والی جھونکوں کے سوا کچھ نہ تھا اور ثمی کی فرمائش پوری کرنے کے لیے اسے بڑے سے بڑا رسک لینا ہی پڑے گا۔ یہ جمعے کی رات تھی غالباً 2 بج رہے تھے جب فون کی گھنٹی بجنے لگی میں نیند سے ہڑ بھڑا کر اٹھ بیٹھا یہ میرے نمبر 2 کا فون تھا اس نے کہا کہ مالک مکان نذیر شیروانی مجھ سے فوراً ملنا چاہتا ہے اور یہ فون بھی وہ اسی کے گھر سے کر رہا ہے نذیر شیروانی نے کہا ہے کہ میرا آپ سے ملنا بے حد ضروری ہے اور ٹائم فیکٹر اس ملنے میں انتہائی اہم ہے میں حیران تھا کہ رات کے 2 بجے ایسا کون سا اہم کام ہو سکتا ہے جس کے لیے وہ ابھی مجھ سے ملنا چاہتا ہے میں نے نمبر 2 سے کہا کہ میری اس سے بات کرواؤ نمبر 2 نے بتایا کہ وہ روم کسی نووارد کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے یہ فون اسی کے رہائشی کمرے سے کر رہا ہے اور ابھی اس کو بلاتا ہوں ایک منٹ میں نذیر فون پر تھا اس نے کہا کہ وہ مجھے کسی سے فوراً ملنا چاہتا ہے جو اپنے ساتھ میرے لیے انمول تحفہ لایا ہے یہ ساری بات کچھ اس ڈھب سے ہوئی کہ میں نے اس کے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا جلدی سے کپڑے بدل کر سائلنسر پسٹل لے کر میں ہوٹل کی لابی میں آ گیا اسی وقت ٹیکسی ملنا محال

تھی شفٹ مینجر نے کہا کہ وہ اسے ائیر پورٹ سے لانے اور لے جانے والی گاڑی دے سکتا ہے اسکا کرایہ ٹیکسی کے کرایہ سے 10 گنا زیادہ ہے لیکن میرے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا میں نے وہی گاڑی لی اور ساتھیوں کے گھر کے قریب پہنچ کر اسے رخصت کر دیا گلی بلکل سنسان تھا اور سامنے گلی میں میرے 2 ساتھی میرا انتظار کر رہے تھے میں نے گھر پہنچتے تک آن سے وجہ جاننی چاہی مگر انہیں بھی علم نہ تھا وہ تو صرف اتنا جانتے تھے کہ آپکو کور دینے کے لیے بھیجا گیا ہے اور وہ بھی حیران تھے کہ ایسا کیا ہے جو آپکو اس وقت بلایا گیا ہے میں نذیر کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو نو وارد کو دیکھ کر میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئ اور یہی کیفیت اس شخص کی تھی میں نے دونوں ساتھیوں کو بلکل چوکس رہنے کا کہا نمبر2 کو میں نے اشارہ کیا وہ اوپر چلا گیا نووارد اور میں ایک دوسرے کو حیرانی سے گھور رہے تھے نذیر نے ہم دونوں کو حیرانی سے دیکھا غیر ارادی طور پر میں نے پسٹل نکال کر ہاتھ میں تھام لیا بات ہی کچھ ایسی تھی نووارد کرنل شنکر کا بیٹ مین عبدالکریم تھا جو مجھے کرنل شنکر کے دوست ونود چوپڑا کے نام سے جانتا تھا میں عبدالکریم کو شیروانی کے گھر اس وقت دیکھ کر حیران ہو رہا تھا پسٹل کو میرے ہاتھ میں دیکھ کر وہ دونوں گھبرا گئے اور ان کی گھگھی بند گئی میں سمجھ رہا تھا کہ میں بہت بڑی سازش کا شکار ہو رہا ہوں اور کسی طرح اپنا اور اپنے ساتھیوں کا اس طرح جال میں پھنس جانا میں برداشت نہیں کر سکتا تھا میری سوچ یہاں تک

پہنچ چکی تھی کہ ان دونوں کو ختم کر کے ہمیں یہاں سے نکلنے میں 15 سیکنڈ لگیں گے ونود صاحب میرا کیا قصور ہے عبدالکریم کے ونود صاحب کہنے سے نذیر اور گھبرا گیا اب وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کس سازش کا شکار ہو چکا ہے ہم تینوں کی اس وقت کیفیت ایسی تھی کہ جسے تحریر کرنا نا ممکن ہے میں نے پستول کا رخ نذیر کی طرف کرتے ہوئے پوچھا یہ کیا چکر ہے نذیر بے اختیار کہنے لگا صاحب میری جوان بچیاں ہیں مجھے معاف کر دیں عبدالکریم نے میرے آگے ہاتھ باندھ دیئے حضور مجھے معاف کر دیجئے مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی ہے اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے میں نے پستول کا رخ عبدالکریم کیطرف کر دیا اور کہا تم بولو اور فوراً بولو یہ کیا چکر ہے عبدالکریم کے منہ سے بات نہیں نکل رہیں تھی اس نے کہا کہ نذیر صاحب نے کہا تھا کہ وہ مجھے کسی پاکستانی ملٹری آفیسر سے ملائیں گے میں نذیر کو کہا کہ جو بات وہ فوراً سچ سچ بول دو ورنہ میں تم دونوں کو شوٹ کر دوں گا نذیر پر میری دھمکی کا اثر ہوا تو اس نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ مسلمان ہیں یا ہندو پاکستانی ہیں یا بھارتی میں نے تو جو دن کو ہماری گفتگو ہوئی تھی اسکی بنا پر عبدالکریم کو آپ سے ملانے کے لیے بلوایا تھا عبدالکریم نے اسکی بات کاٹی اور کہا کہ یہ ونود صاحب ہیں۔ میرے کرنل صاحب کے دوست اور درجنوں بار میرے کرنل صاحب سے ملنے سروسز کلب آ چکے ہیں اور میں بھی لودھی ہوٹل ان سے ملنے کے لیے کئی بار جا چکا ہوں نذیر صاحب

آپ نے مجھے مروا دیا آپ کے کہنے پر میں ایک بہت بڑی غلطی کر چکا ہوں اب میرا بچنا ناممکن ہے یہ کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا ادھر میں سوچ رہا تھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی غلط بات ضرور ہے جسکیوجہ سے یہ سب ہو رہا ہے یک دم میرے ذہن میں روشنی کا کوندا لپکا مجھے محسوس ہوا کہ اس سب مخمصے کی جڑ ونود ہے میں چند سیکنڈ اس پر غور کیا اور ان دونوں سے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ میں مسلمان اور پاکستانی ہوں لیکن بھارت میں ونود نام سے رہ رہا ہوں میری اس بات کی تصدیق میرے ساتھی بھی کر سکتے ہیں میری یہ بات سن کر انکی سراسیمگی میں کچھ کمی آئی لیکن ان کو میری بات کا یقین تب ہی آیا جب میں نے پسٹل واپس ہولسٹر میں رکھ لیا عبدالکریم کہنے لگا سر تین 4 روز پہلے نذیر صاحب نے آپ کا ذکر کیا تھا میں تو ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھا آج کرنل شنکر کے پاس ڈی ایم آئی کے ایک بریگیڈیئر آے تھے اس نے ایک ڈائری نکال کر کرنل شنکر کو دکھائی میں اپنی جگہ پر کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا اس نے کرنل شنکر کو کہا کہ اس میں ان بھارتی پاکستانی اور بنگلہ دیش بننے کے بعد پاکستان جانے والے مہاجروں کے پتے اور کونٹیکٹ کے ذرائع کی تفصیل درج ہے جو بھارتی مفاد کے لیے کام کر رہے ہیں اور ڈی ایم آئی کے پے رول پر ہیں دیکھنے کے بعد کرنل شنکر نے ڈائری بریگیڈیئر کو واپس کر دی اور کہا کہ میں جنرل کے ساتھ تمہاری میٹنگ رکھوا دوں گا تا کہ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے تمہارے فنڈ میں اضافہ ہو سکے جنرل اگرچہ تم سے اس

لیے ناخوش ہے کہ تم اسے اپنی کارکردگی کی رپوٹ نہیں دیتے اور فوج میں ہوتے ہوئے بھی خود کو ہم سے اعلی سمجھتے ہو لیکن ڈائری دیکھ کر یقینا وہ تم سے تعاون کرے گا بریگیڈیئر نے ڈائری بریف کیس میں رکھ دی اور مجھے کیا کہ وہ اسے سنبھال کر رکھ دے وہ تو مئے نوشی میں مشغول ہو گئے میں موقع دیکھ کر بریف کیس یہاں ہی اٹھا لایا ہوں کیونکہ یہ نمبروں والا بریف کیس کھولنا میرے بس میں نہی تھا میری واپسی کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ میں اب یہاں انڈر گراؤنڈ کام کرنے والوں کے ساتھ پوشیدہ رہوں گا اب تک میری تلاش میں سینکڑوں فوجی نکل چکے ہوں گے اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ میرے بچاؤ کے لیے آپ کیا اقدام کرتے ہو میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہوں گا

میں نے بریف کیس کے بارے میں پوچھا تو اس نے صوفے کے پیچھے سے نکال کر مجھے دیا نمبرز والا یہ بریف کیس سیدھے طریقے سے کھولنا ناممکن تھا میں نے اپنے نمبر 2 کو بلایا اس نے ٹرانسمیٹر ٹھیک کرنے والے اوزاروں سے اسے چند منٹ میں اس کے تالے توڑ کر کھول دیا اس میں 5 فائلز جن پر ٹاپ سیکرٹ لکھا ہوا تھا کے علاوہ وہ ڈائری بھی تھی میں نے ڈائری کھول کر دیکھی تو اس میں بھارت کیطرف سے پاکستان میں جاسوسی کرنے والوں اور ان کے ہمدردوں کے نام اور ایڈریس لکھے ہوئے تھے میں نام پڑھ رہاتھا تو میری حیرت اور دہشت میں اضافہ ہو رہا تھا اس ڈائری میں چند پاکستانی کلیدی

سیاستدانوں شاہی صنعت کاروں اور تجار کے نام بھی تھے جن کے متعلق پاکستان میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پاکستان سے محبت کا دم بھرنے والے یہ اہم شخصیات پاکستان کے خلاف بھارت کے لیے جاسوسی کرتے تھے اور اس غداری کا کثیر معاوضہ فارن کرنسی کی صورت میں وصول کرتے تھے اس ڈائری میں درج ناموں سے محسوس ہوتا تھا کہ بھارت نے پاکستان میں جاسوسوں کا بہت بڑا نیٹ ورک بنا رکھا تھا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جس میں بھارتی جاسوس نہ ہو پشاور سے کراچی تک ہر بڑے شہر چھاؤنی میں ان کے کارندے موجود تھے اور ان میں وہ صنعت کار بھی شامل تھے جنہوں نے بنکوں سے بہت بڑے بڑے قرضے لے کر صنعتیں لگا رکھی تھیں اور بیورو کریٹس بھی ان کے پے رول پر تھے جنکی قابلیت اور اتھارٹی کے پاکستان بھر میں چرچے تھے ان سیاستدانوں کے نام بھی تھے جن کا قبلہ دہلی اور گارڈ فادر گاندھی تھا اور وہ سیاستدان بھی تھے اپنے جلسوں میں پاکستان سے محبت اور اسکی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کے دعوے کرتے تھے سابقہ مشرقی پاکستان سقوط ڈھاکہ کے بعد اس بچے کھچے پاکستان میں آنے والے پلانٹیڈ مسلمانوں اور ان مسلمانوں کے روپ میں بھارت کے تربیت یافتہ ہندو جاسوسوں کے نام اور ان کے کونٹیکٹ کے نام بھی درج تھے میں تو حیران تھا کہ اتنے بڑے وسیع اور منظم نیٹ ورک کے ہوتے ہوئے پاکستان بھارت کے ہاتھوں سے کیسے بچا ہوا ہے مختصر پاکستان کی حالت اس ڈائری کے مطابق سقوط ڈھاکہ

کے تین سال قبل کے مشرقی پاکستان کے عین مطابق تھی جب اگرتلہ سازش کیس منظر عام پر آیا اور اس سازش میں ملوث غداروں کو قید سے چھڑوانے کے لیے پاکستان کی سبھی سیاسی لیڈر یک زبان ہو گئے تھے ادنیٰ سے اعلیٰ بیروکریٹس کھلے عام پاکستان کے ختم ہونے کی باتیں کرتے تھے اعلیٰ کاروباری حلقے اور صنعت کاروں نے حکومت سے عدم تعاون کر کے سول نافرمانی کی صورت حال پیدا کر دی تھی بڑی معذرت کے ساتھ یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ پاکستان کی دفاعی جاسوسی ایجنسیاں بھی افواج پاکستان میں شامل ان بنگالی پاکستانیوں کی نشاندہی میں ناکام ہو چکی تھیں جنہوں نے پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھا کر آرمی ائیر فورس اور نیوی میں کمشن حاصل کیے تھے اور پاکستان کے محافظوں کے بھیس میں وہ غداری کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کر رہے تھے 71ء کی پاک بھارت جنگ سے پہلے ہی بھارت کو پاکستان کے تمام دفاعی راز ان غداروں نے پہنچا دیئے تھے اور ان غداروں کیوجہ سے جنگ شروع ہوتے ہی بھارتی ائیر فورس نے پاکستان کے خفیہ اڈوں ائیر سٹرائپ چکوال اور شور کوٹ کو نشانہ بنایا تھا اور پاکستان نے انتہائی مجبوری کی حالت میں اپنی ائیر فورس کے جہاز ایران بھیجے تھے بھارتی بمبار لڑاکا طیارے کراچی سے پشاور تک بلا روک ٹوک منڈلاتے رہتے تھے انہی غداروں نے اس وقت پاکستان کی واحد آبدوز غازی کی بھی صحیح نشاندہی کی اور اسے بمبئی کے قریب بھارتی فریگیٹ طیاروں نے محاصرے میں لے کر ڈیپتھ چارجرز مار مار کر ڈبو دیا تھا اور انہی

غداروں نے خفیہ سگنل دے کر کے کروز جنگی جہاز خیبر کو بھارتی میزائل بوٹ کے میزائل کا نشانہ بنوایا تھا خیبر جہاز 6 منٹ میں اپنے سات سو سے زیادہ بحری افسروں اور جوانوں کے ساتھ ڈوب گیا تھا اس جہاز کی قیادت ایک فریگیٹ کے بنگالی کپتان نے اپنےایک بنگالی وائرلیس آپریٹر کے ذریعے بھارتی نیوی کو سگنل دے کر خیبر کی نشان دہی کی تھی خود اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا اور دنیا کو دکھانے کے لیے یہ جہاز بھارتی نیوی کی حراست میں وزیکا پٹم کی بندرگاہ پر بخیر وعافیت پہنچ گیا مشرقی پاکستان میں ایسٹ پاکستان رجمنٹس ایسٹ پاکستان رائلز کے علاوہ بنگالی پولیس نے بھی کھلے عام بغاوت کر کے مغربی پاکستان کے فوجی افسروں اور جوانوں کے بیوی بچوں کو بے دردی سے شہید کیا تھا افواج پاکستان میں ایم ایم عالم جیسے بنگالی محب وطن تو بہت کم ہی تھے جبکہ غدار بنگالی جوان اور افسر ہزاروں کی تعداد میں تھے۔۔جن کی غداری کے سیاہ کارنامے پاکستان کی تاریخ میں سیاہ الفاظ میں موجود رہیں گے کھٹمنڈو نیپال میں پاکستان کا سفیر بنگالی تھا اس نے پاکستانی سفارت خانے پر قبضہ کر کے اس پر بنگالی جھنڈا لہرا دیا تھا اور وائرلیس کی کوڈ اور ڈی کوڈ کی ڈائری بھی بھارت کے حوالے کر دی تھی اس غدار کی وجہ سے پاکستان کے تمام خفیہ پیغامات کھلی کتاب بن گئے پاکستان نے افراتفری کی حالت میں کھٹمنڈو میں ایک کرائے کے مکان میں اپنا سفارت خانہ کھولا اور نئے سفیر اور نئے عملے کے ساتھ مل کر نئی بنی ہو بک کوڈ اور ڈی کوڈ دنیا بھر میں اپنے سفارت خانوں کو

کوڈ بھیجے آج بھی جب میں کراچی میں آے ہوے بنگالیوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت پاکستان کو ایسی کون سی مجبوری ہے جسکیوجہ سے ان بنگالیوں کو ان کے وطن واپس نہیں بھیجتی اگر سعودی عرب اور خلیج فارس سے تمام غیر قانونی رہنے جانے والے پاکستانی بنگالی اور انڈینز کو نکال دیا گیا ہے جو صرف روزگار کے سلسلے میں وہاں گئے تھے تو پاکستان میں ان غیر قانونی بنگلہ دیشیوں کر کیوں برداشت کیا جا رہا ہے ایک مذہبی روایت ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا لیکن پاکستان کے مومن بار بار غداری کے ڈنگ سے ڈسے جانے کے باوجود اسی سوراخ میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔۔

قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں کہ میں دشمن پاکستان کو خواہ وہ کسی بھی روپ میں ہو برداشت نہیں کر سکتا اسی عادت کی وجہ سے میں کئی بار انتہائی خطرناک حالات میں گھر گیا کہ جان کے لالے پڑ گئے لیکن یہ عادت نہ چھوٹی کیوں کہ یہ میرے خمیر میں ہے

بریف کیس میں دوسرے کاغذات اتنے اہم نہ تھے میں نے نمبر2 کو ڈائری کے ہر صفحے کی دو دو کاپیاں بنانے کا کہا اور کمرے میں مالک مکان عبدالکریم اور میں رہ گئے ڈیوڑھی میں کور دینے والے ساتھیوں کو بھی آرام کرنے کا کہہ دیا یہ ڈائری تو میرے سئنرز کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ تھی اور وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنی اہم ڈائری ہمارے ہاتھ لگ جاے گی اسی خوشی میں میں نے کمرے میں بے اعتنائی کے ماحول کو ختم کرنا چاہامیں نے

آٹھ کر پہلے عبدالکریم اور پھر نذیر کو گلے لگایا اور کہا کہ اس کمرے میں جو ہوا وہ میری سیکیورٹی کے پیش نظر ہوا تھا اب جبکہ تمام غلط فہمیاں دور ہو چکی ہیں تو ہمیں مل کر آئندہ کے لائحہ عمل کے متعلق سوچنا چاہیے عبدالکریم اور نذیر بھی مطمئن ہو چکے تھے اتنی دیر میں صبح ہو گئی تھی اور نذیر کے گھر سے انڈوں پراٹھوں اور چاے کا ناشتا آ گیا اب ہمارا فوری طور پر عمل عبدالکریم کی حفاظت کا بندوبست کرنا تھا مجھے یقین تھا کہ نہ صرف دہلی بلکہ پورے بھارت میں اسکی تلاش شروع ہو چکی تھی اس کا ان حالات میں بھارت میں کسی جگہ بھی رہنا خطرے سے خالی نہ تھا اور اس کے پکڑے جانے کی صورت میں ہمارا مشن بھی خطرے میں پڑھ سکتا تھا میں نے انہیں کہا کہ کم از کم ایک ہفتہ تو عبدالکریم میرے ساتھیوں کے ساتھ رہے اور کمرے سے بلکل باہر نہ نکلے جب دہلی میں اسکی تلاش کی سر گرمی کم ہو جاے گی تو اسے دہلی میں موجود انڈر گراؤنڈ ہمدردوں کے پاس پہنچا دیا جائے گا میں اس دوران ڈائری پاکستان بھجوا کر اپنے سئنرز سے پر زور اپیل کروں گا کہ وہ عبدالکریم کو پاکستان بلوا کر اسے پاکستان کی شہریت دے دیں مجھے یقین تھا کہ میری درخواست رد نہیں کی جاے گی عبدالکریم نے بھی پاکستان جانے کی پر زور خواہش کی تھی بھارت میں اسکا کوئی قریبی عزیز اور سرپرست نہیں تھا فوج میں اس سے جو ذلت آمیز سلوک کیا جاتا تھا اس سے وہ بے دل ہو چکا تھا اور اب سب سے اہم ڈی ایم آئی کا فل رازوں سے بھرا بریف کیس اڑا کر لے جانے کیوجہ سے

پکڑے جانے کی صورت میں ذلت آمیز موت اس کا مقدر بن چکی تھی میں عبدالکریم کو لے کر اوپر ساتھیوں کے پاس گیا ان کی رات بھی آنکھوں میں کٹی تھی میں نے انہیں تمام واقعہ سنایا اور کہا کہ عبد الکریم اب ان کے ساتھ رہے گا اور اسے کمرے سے باہر ہرگز نہ نکلنے دیں میں نے اپنے ساتھیوں کو علیحدگی میں کہا کہ بے شک عبدالکریم نے بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے میں اسے بحفاظت پاکستان بھیجنے کی پوری کوشش کروں گا لیکن وہ عبدالکریم کی طرف سے ہمیشہ محتاط رہیں اس نے بغیر کسی incentive کے بغیر کسی اور کسی اتنا خطرناک کام کیا ہے اسکی وجہ اسکی بیزاری اور حالات سے سمجھوتہ نہ کرنے والی لا ابالی شخصیت ہے بھارتی افسروں کی گالیوں نے چنگاری کو شعلہ بنا دیا ہے اس صورت حال میں وہ یہاں بھی کوئی حرکت کر سکتا ہے جو ہم سب کو مصیبت میں پھنسا سکتی ہے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ایسا موقع ہی نہ آ آنے دیا جائے اگر کبھی ایسا موقع بن جاتا ہے تو پھر خنجر سے اسے ہلاک کر دیا جاے جس طرح ہم اپنے مشن کو اپنی زندگیوں پر ترجیح دیتے ہیں ویسے ہی اپنے مشن کی حفاظت کے لیے کسی جان لینے میں دریغ نہیں کرنا چاہیئے چاہے وہ عبدالکریم ہی کیوں نہ ہو میرے ساتھیوں نے کہا کہ اس صورت حال میں کم از کم دو ساتھی گھر میں موجود رہا کریں گے اور سیڑھیوں کے اوپر والے دروازے کو ہمیشہ قفل لگا کر رکھیں گے انہوں نے یہ بھی کہا کہ عبدالکریم کو انڈر گراؤنڈ ہمدردوں کے پاس نہیں بھجینا چاہیے ان کے پاس نہ تو کوئی مشن

ہے اور نہ ہی وہ عبدالکریم کی حفاظت کر سکیں گے۔

ہم نے صرف عبدالکریم کو گرفتاری سے بچانا ہے بلکہ ایک نامعلوم حراست میں بھی رکھنا ہے اور اس کام کا میرے ساتھیوں نے خود ذمہ اٹھایا میں نے ان کی تجاویز سے اتفاق کیا اور انہیں مزید ہدایت دے کر نذیر کے پاس چلا آیا اور کہا کہ حالات نے اچانک ایسا رخ اختیار کر لیا ہے کہ اب اسے بھی محتاط رہنا ہو گا کم از کم وہ پندرہ روز تک زیر زمین ساتھیوں سے بھی ملنے سے گریز کرے گھر سے باہر بھی کم ہی جاے اور سامنے والے ہمسائے کی بیٹی سے کہے کہ اس نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کسی سے نہ کہے اس پر مالک مکان نے بتایا کہ اسکا ہمسایہ تو خود انڈر گراؤنڈ لوگوں کا سرپرست ہے اس کے گھر سے راز کی کوئی بات ہرگز باہر نہیں نکلے گی اس سے فارغ ہو کر میں اپنے ہوٹل چلا آیا رات بھر کا جاگا ہوا تھا سویا تو پھر شام ڈھلے ہی آنکھ کھلی دوسرے روز میں نے شہر کا جائزہ لینے کا سوچا بلاوجہ ٹیکسی میں گھومنا مناسب نہ تھا میں اشوکا ہوٹل چلا گیا وہاں سے ٹورسٹ بس میں نئ اور پرانی دہلی کے قابل دید مقامات کی سیر بھی کی اور شہر کی حالت کا جائزہ بھی لیا ہر جگہ مخصوص لوگوں کی دوڑ بھاگ خصوصاً پبلک مقامات اور مسلمانوں کے رہائشی علاقوں میں جگہ جگہ چیکنگ دیکھنے میں آئ تھی قرول باغ اور خواجہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ تو پوری طور پر حراست میں تھی چاندنی چوک لال قلعہ قطب مینار ہمایوں کا مقبرہ سول لباس میں فوج اور پولیس ہر آنے جانے والے کی چیکنگ کر رہے

تھے انہیں عبدالکریم کے قد کاٹھ عمر اور حلیے کے متعلق بریف کیا گیا تھا میں نے نوٹ کیا کہ عبدالکریم کے مشابہ رکھنے والے ہر شخص کو الگ لے جا کر پوچھ گچھ کی جارہی تھی دہلی کی یہ حالت تقریباً 25 دن رہی اس دوران ہمیں یشونت سے ڈاک ملتی رہی بدھ کے روز پاکستان کے رابطہ کرنے پر پھر جیک پاٹ ملنے کی خبر اور معتبر کوریئر کو بھیجنے کا مختصر پیغام دیا آئندہ اتوار کو پیغام ملا کہ گذشتہ ڈاک لینے والا کوریئر بدھ کو اسی مقام پر ملے گا اس بار بدھ کو کیپٹن ارشد پہلے کی طرح ملا میں نے ڈاک اور ڈائری اسکے حوالے کی اور اپنی ڈاک میں عبدالکریم کے متعلق مفصل لکھا اور اسے پاکستان بلوانے کی اپیل کی میں نے یہ بھی لکھا کہ جب تک عبدالکریم ہماری حفاظت میں ہے ہم سب اور ہمارا مشن خطرے میں ہے اور اسکی ہمہ وقت نگرانی کی وجہ سے میرے ساتھی آئندہ میرے ساتھ مشن میں کام کرنے سے قاصر ہیں لہذا اسے فوری طور پر پاکستان بلایا جائے ورنہ پاکستان کے مفاد کی خاطر اتنا بڑا کام کرنے والے کی زندگی کی ضمانت اور انعام دینے کی بجائے ہمیں اسے ہلاک کرنا پڑے گا۔۔

میری اس تحریر کا میرے سئنرز پر خاطر خواہ اثر ہوا اور عبدالکریم کو ہمارا مہمان بنے ہوے تقریباً 18 دن بعد ہمارے کوریئر اسے بحفاظت پاکستان لے گئے وہاں پہنچتے ہی ہماری سیکرٹ ایجنسی نے اسے اپنی کسٹیڈی میں لے لیا اور

انٹیروگیشن کے تمام مراحل میں کلئیر ہونے کے بعد اسے اوکے کر دیا گیا اور اسے پاکستان کی شہریت دے دی گئی کاروبار کے لیے 60 ہزار روپیہ بطور انعام دیا گیا اس نے وہاں شادی کی اور آج بھی وہ پاکستان میں اپنی فیملی کے ساتھ ہنسی خوشی رہ رہا ہے جبتک عبدالکریم ہمارا مہمان رہا ہماری جان گلے میں اٹکی رہی یہی حال نذیر کا بھی تھا بھارتی پولیس اور فوج نے دہلی سے باہر جانے والے سب راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی اور ہر آنے جانے والے کو چیکنگ کے تمام مراحل سے گزرنا پڑتا تھا جب کوریئر عبدالکریم کو لینے آے تو ان لوگوں نے نقلی ڈارھی مونچھیں اور پگڑی کے ذریعے عبدالکریم کو مکمل سکھ بنا دیا تھا اور میرے دو ساتھی ان کو کور کرنے کے لیے ان ساتھ ٹرین میں سبز منڈی سے شاہدرہ اسٹیشن تک ساتھ گئے تھے یہ مرحلہ بخیروعافت سے طے ہوا تو ہماری جان میں جان آئی پاکستان سے ٹرانسمیٹر پر ان کے خیر سے پہنچنے کی خبر ملی تو اسی خوشی میں ہم نے اپنے گھر میں جشن منایا جس میں نذیر اور اس کا سامنے والا ہمسایہ عارف نے بھی شرکت کی اور ان کے آئندہ مشن میں ان کے ساتھ کام کرنے کے بارے میں بات چیت کی عارف نے بتایا کہ اس کے انڈر کور لڑکے بہت تیز اور پھرتیلے ہیں مگر انہیں اگر صحیح گائیڈ کیا جاے تو ان سے جو چاہے کام لیا جا سکتا ہے جنوری 73ء میں ان کا کوئی مشن تھا جس پر بات چیت ہوئی میں نے انہیں کہا کہ عبدالکریم کی تلاش ابھی جاری ہے بے شک اس میں پہلے والی شدت نہیں رہی مگر سول لباس میں پولیس اور

فوجی جوان مسلم اکثریت والے علاقوں میں نظر رکھے ہوئے ہے یہ میرا اور میرے ساتھیوں کا مشاہدہ تھا انہوں نے بھی اس بات سے اتفاق کیا اور میں نے عارف اور نذیر سے کہا کہ جب تک حالات نارمل نہیں ہو جاتے ہم کو احتیاطاً نئے افراد سے ملنے سے احتراز کرنا چاہیے جنوری ابھی بہت دور ہے اور ہمیں تیاری کے لیے بہت وقت درکار ہے

پاکستان واپس پہنچنے پر میرے سئنرز نے بتایا کہ عبدالکریم کی مہیا کردہ ڈائری ملتے ہی انہوں نے اپنی مہیا کردہ فورس ان غداروں کی تلاش اور نگرانی میں لگا دی نتیجتاً بھارتی جاسوسوں کے کئی گروپ ٹرانسمیٹر کے ساتھ پکڑے گئے اور جنہیں تفتیش کے ذریعے بھارت کو بھیجی گئی معلومات حاصل کرنے کے بعد شوٹ کر دیا گیا انہوں نے کہا کہ ہمارے ملکی حالات لمبی تفتیش اور عدالتی کارروائیوں کے متحمل نہیں ہوسکتا ٹرانسمیٹر کا ملنا ہی غداری کا سب سے بڑا ثبوت ہے اور غدار کی سزا ہمارے محکمے صرف موت ہے اس ڈائری میں موجود افسران نوکر شاہی سیاست دان اور تجار کی بھی نگرانی کی گئی اور ثبوت اکھٹے کیے گئے اور اب غداروں کی گرفتاری عمل میں آئی غدار بیورو کریٹس کو ملازمت سے برطرف کر کے لمبی سزائیں سنائی گئی اور ان میں سب سے زیادہ برا حشر صنعت کاروں اور تجار غداروں کا ہوا جن میں سے بعض نے خودکشی کر لی اور بعد کو ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا گیا رہ گئے سیاستدان تو غدار سیاستدانوں کو جیل میں ڈال دیا گیا اس وقت برسراقتدار سیاست دان بڑے بلند

بانگ دعوؤں کے ساتھ اقتدار میں آے تھے ان کے وہ دعوے جب سراب ثابت ہوے تو انہوں نے اپنی بقا کے لیے گرفتار سیاستدانوں سے گفتوشنید شروع کر دی بہر حال اس وقت بھارت کا پاکستان میں۔ وجود جاسوسی نیٹ ورک ٹوڑ دیا گیا تھا

بھارت میں ہمارے گروپ کی کامیابی کا سب سے بڑا راز یہ تھا کہ جب ہم بھارت میں داخل ہوے تو ہمیں اپنے سئنرز کے احکامات کا لفظ بلفظ بجا آوری کا حکم دیا گیا تھا اور اب حالت یہ تھی کہ ہماری غیر معمولی کامیابیوں نے ہمیں اعتماد کے اس مقام پر لا کھڑا کیا تھا کہ ہمارے سئنرز ہمارے مشوروں پر عمل کرنے لگ گئے تھے اور یہ سب اللہ کا کرم تھا جس نے ہمی منزل پر پہنچایا تھا مجھے ڈاک میں اک خصوصی پیغام ملا کہ آئندہ کے مشنوں کے لیے جس قدر روپیہ اسلحہ گرنیڈ وغیرہ درکار ہوں وہ دہلی میں اک نئے کوڈ کے ساتھ ایک ہمدرد سے حاصل کر سکتا ہوں اس نئے ہمدرد کو پہلے ہی ہدایات دی جاچکی ہیں معمول کی ضروریات کے لیے 50 ہزار روپیہ بھیج دیا گیا تھا اور مزید روپے کے لیے پہلے والے ہمدردوں سے رابطہ کی اجازت اور ہدایت تھی۔۔

عبدالکریم کو پاکستان بھیجنے کے بعد ایک دن میں کرنل شنکر سے ملنے کے لیے گیا میری اتنی لمبی غیر حاضری اسے شک میں مبتلا کر سکتی تھی سروسز کلب میں داخلے پر اب اتنی پابندی لگ چکی تھی کہ جس سے ملنا ہو وہ بھی اگر کلئرنس لکھ کر دے تو بھی نام پتہ اور ملاقات کا وقت درج کیا جاتا تھا اور واپسی پر

اس صاحب کے دستخط اور وقت لکھنا ضروری تھا ان مراحل کو طے کر کے جب میں کرنل شنکر کے پاس پہنچا تو اس نے ایک پھیکی مسکراہٹ سے میرا استقبال کیا لان میں ہی اسی جگہ اس نے محفل جما رکھی تھی میں جا کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور اپنی غیر حاضری کی وجہ بمبئی جانا اور واپسی پر طبیعت کی خرابی کا بتایا اچھا ہی ہوا ونود جو تم اس دوران نہیں آے عبدالکریم مجھے ایک بہت بڑی مشکل میں پھنسا کر خود فرار ہو گیا ہے میں نے کرنل سے تفصیل پوچھی تو اس نے بتایا کہ عبدالکریم اس سے ملنے کے لیے آے ہوے بریگیڈیئر کا بریف کیس لے کر غائب ہو گیا ہے اس بریف کیس میں انتہائی اہم کاغذات کی تفصیل تھی بہت تلاش ویسار کے بعد بھی عبدالکریم ہاتھ نہیں آیا اور اب وہ بریگیڈیئر اور خود کرنل شنکر انکوائری کے مراحل سے گزر رہے ہیں کرنل شنکر جو پہلے ہی اپنے ذاتی غم کیوجہ سے مدہوش رہتا تھا اب اس نئ مصیبت کو بھلانے کے لیے جام پہ جام چڑھاے جا رہا تھا ونود اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا کہ یہ نیا بیٹ مین جو پیچھے کھڑا تھا وہ ہمارے محکمہ جاسوسی کا آدمی ہے اور یہ میری اور مجھ سے ملنے والے کی جاسوسی کے لیے متعین ہے اس سے زیادہ ذلت کیا ہو سکتی ہے کہ یہ سپاہی ایک جے سی او رینک کے آدمی ایک حاضر ڈیوٹی فل کرنل کی اسکے سامنے جاسوسی کریں پھر رینکس میں بھی مجھ سے کمتر درجے کے جوان افسر مجھ سے تفتیش کرتے وقت سر کے لفظ کا چھلکا لگا کر مجھ سے ایسے ذلت آمیز سوال کرتے ہیں کی جی چاہتا ہے انہیں شوٹ کر

دوں میں نے تو پکا فیصلہ کر لیا ہے کہ انکوائری کے نتیجے میں اگر مجھے فوج سے نہ نکالا گیا تو میں خود فوج کو چھوڑ دوں گا مجھ سے یہ ذلت آمیز زندگی اب مزید برداشت نہیں ہوتی میرا قصور کیا ہے بیٹ مین عبدالکریم کو اسی محکمے والوں نے خود اپنی تسلی کے بعد مجھے دیا تھا اور وہ بریف کیس لے کر بھاگ گیا تو اس میں میرا کیا قصور ہے یہ غلطی تو اس بریگیڈیئر کی ہے کہ اتنے اہم کاغذات جن کو دفتر سے نکالنے کی اجازت تک نہیں ہے وہ بریف کیس میں لیے پھر رہا تھا چونکہ تفتیش بھی اسی کا محکمہ کر رہا ہے اس لیے وہ سارا مدعا مجھ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں آج تم یہاں آے ہو کل اسی محکمے کے لوگ تمہارے ہوٹل پہنچ جائیں گے اور تم سے طرح طرح کے سوال کریں گے تم نہ گھبرانا اور ان کے ہر سوال کا مناسب جواب دے دینا مجھ سے ملنے کی وجہ پوچھیں تو انہیں بتا دینا کہ ہماری ملاقات اکبر ہوٹل میں ایک ڈریس شو میں ہوئی تھی اور ہم مزاجی کی وجہ سے ملاقاتیں بڑھتی گئیں میں بھی انہیں یہی بتاؤں گا

تاکہ دونوں کے بیانات مل سکیں میں نے کہا کہ کرنل صاحب اگر مجھے ان حالات کا علم ہوتا تو میں یہاں ہرگز نہیں آتا یہ بات نہیں بلکہ تمہارا یہاں آنا تمہارے اور میرے حق میں بہتر ہوا ہے اگر تم نہ آتے تو عبدالکریم کے غائب ہونے کے بعد تمہارے یہاں نہ آنے کی وجہ سے شک میں پڑ سکتے تھے اور اب یہاں تمہارا آنا ہی تمہاری صفائی کے لیے کافی ہے بلکہ میں تو یہ کہوں

گا کہ تم اب میرے پاس آنے کی آمدورفت بڑھا دو تاکہ شک کی اگر اک مدھم سی لکیر بھی ان کے ذہن میں ہو تو وہ بھی نکل جاے کرنل شنکر کے پاس مزید کچھ دیر بیٹھ کر میں اجازت لے کر اٹھ کھڑا ہوا میں نے دیکھا کہ سویلین کپڑوں میں سے ایک نے دوسرے کونے میں کھڑے ایک شخص کو اشارہ کیا کلب سے باہر نکل کر میں نے ٹیکسی لی اور چل پڑے تھوڑی دور جا کر میں نے پیچھے دیکھا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میرا پیچھا ہو رہا ہے میں نے اس کی تصدیق کے لیے ٹیکسی کو کناٹ سرکس لے گیا وہ کار مسلسل ہمارا پیچھا کر رہی تھی کناٹ سرکس میں تھوڑی بہت شاپنگ کر کے میں ٹیکسی ڈرائیور کو لودھی ہوٹل چلنے کا کہا ہوٹل تک اس کار نے ہمارا پیچھا کیا میں تو ٹیکسی کو فارغ کر کے ہوٹل کے اندر چلا گیا نامعلوم وہ گاڑی کب تک وہاں کھڑی رہی میری موبائل نگرانی شروع ہو چکی تھی اور بہت جلد انکوائری شروع ہونے والی تھی میں کمرے میں چلا آیا اور ان سے نمٹنے کے ذرائع سوچنے لگا۔۔

اگلے دن صبح ہی میں اپنے ساتھیوں کو اپنی نگرانی کی اطلاع دینے کے لیے ہوٹل سے نکل کھڑا ہوا ہوٹل کی لابی میں صرف ایک دو غیر ملکی ٹوررسٹ بیٹھے تھے ہوٹل کے باہر پارکنگ سے میں گزرتا ہوا سڑک پر آ گیا

میں اپنے ساتھ اسلحہ نہیں لایا تھا فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے میں نے کئی بار پیچھے گھوم کر دیکھا کہیں میرا پیچھا تو نہیں ہو رہا

لوگ فٹ پاتھ پر آ جارہے تھے لیکن ان میں کوئی میرا پیچھا کرنے والا دکھائی نہ دیا میں نے اپنے فٹ پاتھ پر اور دوسری جانب فٹ پاتھ والے لوگوں کے چہرے ذہن نشین کر لیے آگے سگنل چوک تھا میں نے جان بوجھ کر اپنی رفتار ایسی رکھی جب سڑک پار کرنے کا اشارہ روشن ہو جاے تو میں اس وقت وہاں پہنچوں اشارہ روشن ہوتے ہی میں نے سڑک پار کی اور دوسری جانب کے فٹ پاتھ پر پہنچ کر واپس چلنا شروع کر دیا پندرہ بیس قدم چلنے کے بعد میں نے جوتوں کے تسمے باندھنے بہانے خوب اچھی طرح جھک کر پیچھے دیکھا لیکن کوئی بھی پیچھا کرنے والا نظر نہ آیا اس طریقے سے پیچھا کرنے والے خود ظاہر کیے بغیر پیچھا نہیں کر سکتے اور انکی نگرانی کا تسلسل درہم برہم ہو جاتا ہے پیچھا کرنے والے گاڑی بھی یو ٹرن لئے بغیر اپنی کارروائی جاری نہیں رکھ سکتی جب۔ میں نے آل کلئر دیکھا تو ایک خالی ٹیکسی روک کر اسمیں بیٹھ گیا پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے میں نے کئ بار پیچھے دیکھا کوئی گاڑی بھی اس نیت سے پیچھے آتی دکھائی نہ دی مزید احتیاط کے لیے میں نے گاڑی والے کو جن پت چلنے کا کہا وہاں ایک سڑک گول چکر لگاتی ہوئی پھر بڑی سڑک سے ملتی ہے اس سڑک کا پورا چکر لگایا جو عام حالات میں کوئی احمق ہی لگا سکتا ہے ہم پھر بڑی سڑک پر آ گئے اس دوران میں پیچھے کی ٹریفک کا پورا دھیان رکھا لیکن کوئی گاڑی بھی ہمارا پیچھا کرتی دکھائی نہ دی وہاں سے میں نے ٹیکسی والے کو کناٹ پیلس کا کہا ڈرائیور بھی حیران تھا کہ میں کیا کر رہا

ہوں میں نے اسے خود ہی بتا دیا کہ مجھے سویرے ہوا خوری کی عادت ہے کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد مجھے ٹانگ میں درد محسوس ہوا لہذا میں نے عادت پوری کرنے کے لیے ٹیکسی لے لی۔ میں نے ٹیکسی کے شیشے اتار رکھے تھے مطلب نیچے کیے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑوں سے میرا چہرہ سن ہو رہا تھا لیکن یہ ضروری تھا کناٹ پیلس پہنچ کر میں نے ٹیکسی چھوڑ دی اور ایک اعلی ریسٹورنٹ میں جا کر بھرپور ناشتے کا آرڈر دے دیا دروازے کے ساتھ ہی لگے پبلک ٹیلی فون بوتھ سے نذیر کا نمبر ملایا اور اسے اپنے نمبر 2 کا بلانے کا کہا تین منٹ ختم ہونے سے پہلے اگر اس میں مزید سکے نہ ڈالے جائیں تو کال ڈسکنیکٹ ہو جاتی تھی اس لیے سکے میں نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے میرا نمبر 2 فون پر آیا تو میں نے اسے بتایا کہ میری نگرانی ہو رہی ہے اس لیے مجھے ہوٹل میں فون نہ کیا جاے اور نہ ہی مجھے کوئی ملنے آے جب تک میری نگرانی ختم نہ ہو جاے اور میں انہیں آل کلئر نہ کہوں

میں خود ہی 10 اور 11 بجے کے درمیان انہیں کہیں نہ کہیں سے فون کر لیا کروں گا یشونت سے ڈاک لینے اور اسے پاکستان بھجنے میں کوتاہی نہ کی جاے اور نہ ہی پاکستان سے ٹرانسمیٹر پر پیغام وصول کرنے میں کی جاے اور میرے فون کرنے پر ہی مجھے تفصیل بتا دی جاے میرا نمبر 2 میری نگرانی کی بات سن کر پریشان ہو گیا اور اس نے کہا کہ آل کلئر ہونے تک ہمارا وہ ساتھی جو نشانچی اور جوڈو کراٹے کا ماہر ہے اپنے ہوٹل میں ایک کمرہ لے کر دے دیں تو

آپ کے کور کے لیے بہتر رہے گا میں نے اسکی تجویز سے اتفاق کیا اور گفتگو کے بعد اسی ریسٹورنٹ میں ناشتا کیا اور اشوکا ہوٹل جا کر ٹورسٹ بس میں پھر سارے دہلی کا چکر لگایا میں نے محسوس کیا کہ پہلے والی سخت چیکنگ میں اب کمی آ چکی ہے عبدالکریم کی دہلی میں موجودگی سے اب وہ نا امید ہو چکے تھے تقریباً 4 بجے میں اپنے واپس ہوٹل پہنچا تو میرا ساتھی لابی میں بیٹھا تھا میں چابی لینے کے لیے ریسیپشن پر گیا تو وہ بھی وہاں پہنچ گیا اور قدرے بلند آواز سے میں نے اپنے روم کی چابی مانگی اس کا کمرہ میرے کمرے کیطرح فرسٹ فلور پر تھا مجھے بھی تسلی ہو گئی کہ مشکل پڑنے پر میں اکیلا نہیں ہوں گا ریسیپشن پر مجھے بتایا گیا کہ دو صاحب مجھ سے ملنے آئے تھے۔۔وہ دوبارہ آنے کا کہہ کر چلے گئے ہیں ریسیپشن والے نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ انہوں نے میرے بارے میں کرید کرید کر میرے بارے میں نہیں پوچھا صبح کی ریسیپشن والا عملہ جا چکا تھا اور یہ بات دوسرے دن مجھے ریسیپشن والے لڑکے نے بتائی جسے میں گاہے بگاہے پیسے بھی دے دیا کرتا تھا اور اکثر میرے لاکر کی چابی بھی وہی لا کر دیتا تھا میں اپنے کمرے میں چلا آیا اور فوری طور پر اپنے دونوں پسٹل بید اور اپنی اصلی شناخت کی ساری چیزیں اپنے ساتھی کے کمرے میں چھوڑ کر واپس اپنے روم میں آ گیا میرے کمرے میں میرے ذاتی سامان کے علاوہ چاے کے پیکٹ اور وہ بنڈل جو کھلی چاے کو نمی سے محفوظ رکھنے کے لیے تھے پڑے ہوئے تھے اس کام سے فارغ ہو کر میں انکوائری کرنے والوں

کے سوالات کے جوابات کے بارے میں سوچنے لگا

دوسری صبح 9 بجے سے پہلے ہی میرے فون کی گھنٹی بجی اور ریسیپشن نے بتایا کہ دو صاحب مجھ سے ملنے کے لیے لابی میں میرا انتظار کر رہے ہیں میں نے لباس تبدیل کیا اور اپنے ساتھی کے دروازے پر مخصوص طرز کی دستک دے کر لابی میں آ گیا لابی میں کئی ملکی اور غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے دو شخص مجھے دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور میری طرف بڑھے غالباً کل انہوں نے میرے حلیے کا ریسیپشن سے پتہ کر لیا ہو گا انہوں نے آگے بڑھ کر میرا نام پوچھا جب میں نے ونود چوپڑا بتایا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے کچھ معلومات لینا چاہتے ہیں میں نے ان کا تعارف پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ فوج کے انتہائی حساس ادارے سے آئے ہیں ان میں ایک ادھیڑ عمر اور دوسرا جوان تھا میں انہیں لے کر کافی شاپ میں آ گیا اور اپنے لیے اور ان کے لیے کافی منگوائی اتنی دیر میں میرا ساتھی بھی دوسری ٹیبل پر آ کر بیٹھ گیا ظاہر ہے وہ تو چائے پینے اور اخبار پڑھنے میں مگن تھا لیکن اسکا دھیان ہماری ہی طرف تھا میں نے انہیں کافی پیش کرتے ہوئے پوچھا کہ بتائیں میں آپکی کیا سیوا کر سکتا ہوں ادھیر عمر نے مجھ سے میرے کاروبار کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ کھلی چائے کا بیوپاری ہوں بمبئی میں رہتا ہوں اور گزشتہ چند ماہ سے کاروبار کی وسعت کے لیے دہلی میں مقیم ہوں کیونکہ یہاں سے پنجاب ہریانہ دہلی اتر پردیش میں میری چائے کو پذیرائی مل رہی ہے میری بات سن کر وہ

فوراً ہی کرنل شنکر پر آ گئے اور اس سے میرے تعلقات کے بارے میں پوچھا میں نے کہا کہ کرنل شنکر سے میری پہلی ملاقات غالباً اشوکا یا اکبر ہوٹل میں ایک ڈریس شو میں ہوئی تھی پہلی ملاقات میں ہی اپنی ہم مزاجی کیوجہ سے ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے نتیجتاً میں اکثر اپنی خالی شامیں کرنل شنکر کے ساتھ گزارتا ہوں اور آج شام بھی کرنل صاحب کے پاس جاؤں گا پرسوں شام بھی ان کے ساتھ تھا میں نے ان سے پوچھا کہ میں ابھی تک سمجھ نہیں پایا کہ آپکی پوچھ گچھ کا مقصد کیا ہے میں نے انہیں کہا کہ اپنے دیش کے لیے میں ہر ممکن تعاون کے لیے تیار ہوں لیکن مجھے کچھ بتائیں تو سہی۔ اب وہ مجھے کیا بتاتے لگے ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں نے انہیں کہا کہ میں نے ابھی آپ کی شناخت دیکھی بھی نہیں ہے اور آپ کی زبانی باتوں پر بھروسہ کر کے سب کچھ بتا دیا اب میں اس وقت تک آپکی کسی بات کا جواب نہیں دوں گا جب تک آپ پوچھ گچھ کی وجہ نہیں بتائیں گے میں کوئی اجنبی یا انجان شخص نہیں ہوں میری سنٹرل منسٹری سے لے کر فوج کے اعلی افسران تک رسائی ہے اور آج شام کرنل شنکر کو بھی آپ کی یہاں آمد کا بتاؤں گا میری اس دھمکی آمیز گفتگو نے ماحول یکسر بدل دیا اب وہ میری اس طرح سے منتیں کر رہے تھے کہ یہ محض غلط فہمی تھی جو انہیں یہاں لے آئی وہ مجھے اس ملاقات کو یہی بھول جانے کا کہہ رہے تھے میں نے انہیں کہا کہ میں ایک آزاد دیش کا آزاد شہری ہوں انکم ٹیکس ادا کرتا ہوں کسی غیر قانونی کام میں

ملوث نہیں ہوں اور آپ بتائے بغیر مجھ سے سوال کر رہے ہیں اور میں نے ایک شریف شہری کیطرح آپ کے سوالات کے جواب دیئے ہیں میری ان باتوں سے وہ بلکل ہی دھیمے پڑ گئے اور کئی بار معذرت کرتے ہوئے رخصت ہو گئے اس دوران میری اندرونی کیفیت کچھ یوں تھی کہ میں اچھا خاصہ خوف زدہ ہو چکا تھا۔۔۔

First impressions is last impressions

کے مصداق میں جانتا تھا کہ آئندہ کے حالات اس پہلی ملاقات پر ہی منحصر ہے لہذا میں نے ان پر عکس جمانے میں پوری توانائی صرف کر دی مجھے بخوبی علم تھا کہ بات یہی پر ہی ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ میری نگرانی کا سلسلہ کئ روز جاری رہے گا ان کے جانے کے بعد میں اپنے کمرے میں چلا آیا اور دروازہ جان بوجھ کر تھوڑا سا کھلا چھوڑا جونہی میرا ساتھی اوپر میں نے اسے کہا کہ دوسرے ساتھیوں کے پاس جائے اور کہے سب ٹھیک ہے اور آئندہ چند روز تک وہ ان سے ملا کرے جب وہ جانے لگا تو میں نے اسے 6ہزار روپیہ دیا اور کہا کہ یشونت سے دو ڈاک وصول کرنے کے بعد اسے 2ہزار دے دیا کریں اور میرے متعلق بتانا کہ میں چند روز کے لیے دہلی سے باہر گیا ہوا ہوں بعد دوپہر میں باہر نکلا ٹیکسی لی اور تھوڑی ہی دیر بعد مجھے محسوس ہوا کہ میرا پیچھا کیا جا رہا ہے میں ادھر کے بلا مقصد چکر کاٹ کر کناٹ پیلس پہنچا اور اسٹیشنری کی ایک بڑی دوکان سے کچھ سامان خریدا اور واپس ہوٹل آ گیا وہ

گاڑی واپس ہوٹل پہنچنے تک میرا پیچھا کرتی رہی چونکہ مجھے اپنی نگرانی ہونے کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس پر خاص توجہ نہیں دی شام کو میں کرنل شنکر کے پاس چلا گیا اس بار ایک دوسری گاڑی میرا پیچھا کر رہی تھی کرنل شنکر کے پاس میں 2 گھنٹے سے زیادہ بیٹھا رہا اور اسے مختصر صبح ہوٹل میں ملنے والوں کا بتایا کرنل شنکر نے کہا کہ چند روز یہ سلسلہ ختم ہو جاے گا یہ انکی روٹین کی کارروائی ہے مزید چند روز تک نگرانی کا یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر ختم ہو گیا اور اس دوران میں کرنل شنکر سے 2 بار اور ملا اس نے مجھے بتایا کہ اس نے جنرل صاحب کو اپنی اور اپنے دوستوں کی مسلسل نگرانی کی اور پوچھگھیچھ کی تفصیلی رپورٹ کی ہے کرنل شنکر ہیڈ کوارٹر کا افسر تھا اور اسکی روپوٹ خاصی اہمیت کی حامل تھی اور پھر جو واقعہ پیش آیا اس میں کرنل شنکر کسی طور پر بھی ملوث نہیں تھا اس لیے جنرل نے یقینی طور پر اس روپوٹ کا نوٹس لیا ہو گا تبھی اسکی اور اسکے دوستوں کی نگرانی ایک دن اچانک ختم ہو گئی میرا ساتھی میری نگرانی ختم کے 10 روز بعد تک ہوٹل میں ہی مقیم رہا اور اس کے ہوٹل سے جانے کے بعد ایک دن میں بھی زگ زیگ رستوں سے ہوتا ہوا اپنے دوستوں سے جا ملا چند روز مزید احتیاط کرنے کے بعد ہم سب پھر اپنی روٹین میں آ گئے۔

میں نے ایک روز نذیر اور عارف سے میٹنگ کی اور فیصلہ کیا کہ نیو ائیر کی

رات کو ہمیں کچھ ہنگامہ کرنا چاہیے نیو سال کی آمد کی خوشی میں 31 دسمبر کی رات کو گولے وغیرہ چھوڑے جاتے ہیں میں نے انہیں کہا کہ اس رات ٹھیک 12 بجے جب سارے ہوٹلز اور شہروں کی بتیاں گل کی جاتی ہیں ٹھیک اسی ٹائم ہم اشوکا اور اکبر ہوٹل میں بڑے کریکر چھوڑے جائیں گے تو بڑا شور شرابہ مچے گا کیونکہ اس رات بڑے بڑے افسران ان جگہوں پر موجود ہوں گے ہالوں کے اندر کریکر پھٹنے سے افراتفری پھیل جاے گی جسکا دوسرے دن کے اخبارات میں خوب چرچا ہو گا یہ ایک طرح سے ہماری ریہرسل تھی اس کام کی جو ہم 26 دسمبر کو مسلح بھارتی افواج کی پریڈ میں دکھانا چاہتے تھے نذیر اور عارف نے بھر پور تعاون کا یقین دلایا بلکہ یہاں تک کہا کہ یہ سب کام انڈر گراؤنڈ مسلمان لڑکے سر انجام دیں گے میں انہیں صرف ہدایات دے دوں اس کام کے لیے مجھے ان لڑکوں سے ملنا تھا میں نے ان پر یہ شک پہلے ہی ظاہر کر دیا تھا کہ ہو سکتا ہے ان لڑکوں میں کوئی بھارتی ایجنسی کا پلانٹیڈ ہو اس لیے وہ میرے اور میرے ساتھیوں کے متعلق انہیں کچھ نہ بتائیں بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ ان لڑکوں کے لیڈر سے مجھے ملوایا جاے میں اسے ہدایات دوں اور وہ ان ہدایات کی روشنی میں ان لڑکوں سے کام لے دوسرے دن ہی مجھے نمبر2 کے ذریعے پیغام ملا کہ شام 6 بجے لیڈر سے ملنے جانا ہے مقررہ وقت پر میں ساتھیوں کے گھر چلا گیا نذیر اور عارف تیار تھے ہم نے ٹیکسی لی اور عارف نے اسے چھتہ لال میاں چلنے کا کہا چھتہ لال میاں میں جا کر ہم نے

ایک جگہ ٹیکسی چھوڑ دی اور عارف ہمیں قریب ہی اک گیراج میں لے گیا عارف نے گیراج میں کام کرنے والے ایک لڑکے سے کچھ کہا تھوڑی ہی دیر بعد ہم گیراج کے اندرونی حصے میں ایک ڈرائنگ روم نما کمرے میں پہنچا دیئے گئے جہاں ایک شخص نے بھر پور مسکراہٹ کے ساتھ ہمیں خوش آمدید کہا اور اپنا تعارف بشیر احمد کے نام سے کروایا یہ نام سن کر میں کچھ چونک سا گیا یشونت نے بھی کہا تھا کہ چھتہ لال میاں میں بشیر احمد گیراج والے سے اس نے چابیاں بنوائی تھیں تعارف اور رسمی بات چیت کے دوران ہی چاے اور خوشک فروٹ آ گیا بشیر کو عارف نے اس ملاقات کا پہلے ہی بتا دیا تھا اس لیے ہی ہماری خاطر مدارت کا پہلے ہی سے انتظام تھا بشیر نے بغیر کسی لگاؤ لپیٹ کے بتایا کہ گیراج کا کام تو نہ ہونے کے برابر ہے 20 سے زیادہ لڑکے اسکے پاس کام کرتے ہیں جبکہ ہفتوں کوئی گاڑی مرمت کے لیے نہیں آتی اپنے اور ان لڑکوں کے اخراجات پورے کرنے کے لیے اسے غیر قانونی کام کرنے پڑتے ہیں صاحب یہ ہندو ویسے تو ہم مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں مگر اپنے ناجائز کام کروانے کے لیے ہاتھ تک جوڑ دیتے ہیں خاصہ روپیہ دیتے ہیں اگر میں انکار کر دوں تو سفارشی بنا کر اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو ساتھ لیتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں ہر جائز و ناجائز کام کرتا ہوں ان میں اتنی جرآت نہیں ہوتی کہ پولیس میں میرے خلاف کمپلین درج کروائیں اس جانب کی پولیس بھی ہماری طرف سے آنکھیں اور کان بند ہی رکھتی ہے میرے لڑکے

ایک جگہ نہیں کئی جگہوں پر بکھرے رہتے ہیں میں نے اپنے سب لڑکوں کو رام پوری چاقو کی ایک قسم ہے کا استعمال ٹھیک ٹھیک سکھا رکھا ہے یہاں کچھ عرصہ قبل ایک نیا تھا نیدار آیا تھا اس نے مجھے کئی بار تھانے بلایا اور غیر مہذب انداز میں پیش آیا ایک روز میں تھانے میں بیٹھا تھا کہ قرول باغ کے لڑکوں نے اس گھر سے نکلتے ہی اسکی انتریاں نکال باہر کیں میری تھانے میں موجودگی میں ہی اسکی لاش تھانے لائی گئی سب کچھ جانتے ہوئے بھی میرے خلاف ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھے لڑکے واردات کر کے اپنے علاقے میں روپوش ہو گئے یہ علاقہ مسلمانوں کا ہے یہاں سخت سے سخت تھانیدار بھیجا گیا لیکن کسی نے بھی تھانوں میں کاغذوں کا پیٹ بھرنے کے علاوہ کبھی کوئی کارروائی نہیں کی یہ ہندو صرف کمزور پر ہی ظلم و ستم کرتا ہے زرا کسی نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تو بھیگی بلی بن جاتا ہے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ بشیر اس پہلی ملاقات میں مجھ پر اپنی اہمیت جتانے کی کوشش کر رہا ہے میں نے پوچھا کہ ہم کو 31 دسمبر کی رات کچھ جگہوں پر دھماکے کروانے ہیں جسکے لیے نڈر چست لڑکے اور بڑے کریکر کی ضرورت ہے بشیر میری بات پر ہنس پڑا اور بولا کہ صاحب میرے لڑکے اتنے نڈر ہیں کہ اگر میں کہوں تو اپنے پیٹ میں چاقو گھونپ لیتے ہیں اور جہاں تک کریکرز کا سوال ہے تو یہاں ہر قسم کی گولیوں کے علاوہ ہینڈ گرنیڈ بھی آپ کا غلام بناتا ہے میرے گاہک تو ایک آنکھ دبا کر مدھیہ پردیش کی پہاڑیوں اور سانھبر تکے پھیلے ہوئے ہیں

عارف نے بشیر کو میرے متعلق پہلے ہی سب کچھ بتا دیا تھا اس لیے اس نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا بشیر جیسے کم پڑھے لکھے ہنر مند لوگوں کو جو غیر قانونی کاموں میں بھی ملوث ہوں جب اپنے مذہب کے مفاد کے لیے کوئی کام کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ بڑے سے بڑا کام کرنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں بھارت میں بشیر کی یہی حالت تھی اس نے ان بے روز گار لڑکوں کے گروہ بنا رکھے تھے جو مالی مجبوریوں کا شکار تھے بھارت میں مسلمان ہونا ہی سب سے بڑا جرم تھا اس لیے یہ لڑکے اسکے گروہ میں بھی شامل تھے بشیر ان سے جو بھی کام لیتا ہو گا وہ یقینی خلاف قانون ہو گا لیکن وہ کوئی منظم کام نہ تھا جب بھی جہاں بھی کوئی موقع ملتا ہو گا وہ اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہوں گے نہ تو ان کی کوئی تربیت ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی مخصوص مقصد ان کے پیش نظر تھا میں نے سوچا کہ اگر 31 دسمبر کو انہوں نے حسب منشا کام کیا تو جہاں تک ہو سکا میں انہیں تربیت دوں گا اور انہیں ایک یونٹ کے طور پر ایک واضح نسب العین کے ساتھ کام کرنے کی تربیت دوں گا۔میں نے بشیر سے کہا کہ اگر ہو سکے تو مجھے نڈر اور زیادہ پڑھے لکھے لڑکوں سے ملوا دے اکبر اور اشوکا ہوٹل میں نیو ائیر نائیٹ کے لیے کیبلوں کی ریزرویشن صرف جوڑوں کے لیے ہو سکتی تھی۔ اور اس تقریب میں شامل ہونے کے لیے اچھے لباس اور پرسنیلٹی کی بھی ضرورت تھی میں نے لڑکوں کا ساتھ دینے کے لیے لڑکیوں کا تو سوچ لیا تھا کہ ان ہوٹلوں کی لابیز میں ایسی لڑکیاں مل سکتی ہیں لڑکوں

کے لیے موزوں لباس بھی سلے سلاے مل سکتے تھے بشیر نے مجھے 2 روز بعد اپنے سلیکٹیڈ لڑکوں سے ملوانے کا وعدہ کیا اور ہم بشیر کے رات کے کھانے تک رکنے کے بے حد اصرار کے باوجود 2 دن بعد اس سے ملنے کا وعدہ کر کے چلے آے میں نے اپنے ساتھیوں کو ساری بات بتائی اور ہم نے اپنے طور پر یہ پروگرام بنایا کہ ہم اور خصوصاً میں اس رات اکبر اور اشوکا ہوٹل کے قریب بھی نہیں پھٹکیں گے میں لودھی ہوٹل کے درمیانے درجے کے پروگرام میں شامل ہوں گا جبکہ میرے ساتھی کارونیشن ہوٹل میں اپنی شام گزاریں گے 2 روز بعد نذیر عارف اور میں پھر بشیر سے ملنے اس کے گیراج میں گئے خاطر مدارت کے بعد بشیر نے اپنے شاگرد کو آواز دی جو اپنے ہمراہ 4 لڑکوں کو لے کر آ گیا ان چاروں کی عمریں 20 اور 25 سال کے درمیان تھیں اور شکل و صورت سے بھی وہ اچھے گھرانوں کے لگتے تھے انہوں نے فرداً فرداً باادب طریقے سے ہم سے ہاتھ ملایا اور بیٹھ گئے میں نے ان کے نام اور تعلیم پوچھی تو انہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ اپنی تعلیم بتائی ان میں 2 ایف اے تھے ایک بی اے اور ایک میٹرک تھا بشیرے نے کہا کہ میں نے انہیں پہلے ہی بتا دیا ہے کہ انہوں نے کیا کام کرنا ہے جسکی انہوں نے بڑی خوشی سے حامی بھر لی ہے ان چاروں کو دیکھ کر ان سے مزید گفتگو کر کے میں نے اپنے پروگرام میں ذرا تبدیلی کی اور ان دونوں ہوٹلوں میں دو دو جوڑے بھیجنے کا فیصلہ کیا میں نے یہ فیصلہ اس لیے کیا کہ ایک منٹ کے

اندھیرا ہونے ایک شخص صرف ایک کریکر چلا سکتا ہے اور دو ہوں تو ہال میں دو مختلف اطراف میں دو کریکر چلنے سے افراتفری دو چند ہو سکتی ہے میں نے لڑکوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس گہرے رنگوں کے سوٹ اور اوورکوٹ ہیں بشیر نے بتایا کہ میں نہیں خاص طور پر چپٹے کریکر بنا کر دوں گا جو لباس میں آسانی سے فٹ ہو سکتے ہیں اور ان کا دھماکہ بھی شدید ہو گا میں نے لڑکوں کو کہا کہ روشنیاں گل ہوتے ہی انہوں نے کریکر جلانے اور ہال کے درمیان میں پھینکنے ہوں گے اور یہ سارا کام 45 سیکنڈ سے بھی کم وقت میں ہونا چاہیئے میں چاہتا تھا کہ روشنیاں گل ہونے کے درمیان ہی کریکر پھٹ جائیں بلکل اندھیرے میں پر ہجوم ہالوں میں کریکر پھٹنے سے جو سراسیمگی اور انتشار پھیلے گا اس کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں میں نے بشیر سے کہا کہ کریکر کے ساتھ بارودی بتی اتنی چھوٹی لگائے جو کریکر کو 5 سیکنڈ میں پھٹا دے الغرض ابتدائی تربیت اور پروگرام پر عمل کرنے کی ہدایت دے کر میں نے بشیر سے کہا کہ ان لڑکوں سے میں حلف لینا چاہتا ہوں وہ تیار ہو گئے میں نے ان سے حلف لیا کہ وہ اپنا کام پوری تندہی اور ہدایات کے عین مطابق سر انجام دیں گے اور اگر خدانخواستہ کسی مشکل میں گرفتار ہوگئے تو اپنے راز اور اپنے ساتھیوں کا نام ہرگز ہرگز نہیں بتائیں گے آج بشیر نے لاعلمی میں ہی کھانے کا انتظام کر رکھا تھا ابھی ہم وہاں بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ گرما گرم اور پرتکلف کھانا آ گیا ہم سب نے اکھٹے بیٹھ کر کھانا کھایا اور بشیر کا

شکریہ ادا کر کے اس سے رخصت چاہی لڑکے ہمارے جانے سے پہلے ہی چلے گئے تھے میں نے بشیر سے کہا کہ جو کام کرنے لگا ہے اس کا صلہ تو اللہ پاک ہی دے سکتے ہیں لیکن اگر اسے کچھ رقم درکار ہو تو وہ بلا جھجک مانگ سکتا ہے میری بات سن کر بشیر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ کچھ دیر خاموش رہا اور پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا صاحب روپیہ کمانے کے بہت سے ڈھنگ ہیں جب جائز ذرائع سے میں روزی کمانے میں ناکام ہو گیا تو میں نے ہر جائز و ناجائز طریقہ اختیار کر لیا اور اب تک میں نے نہ صرف بہت زیادہ روپیہ کمایا ہے بلکہ ان میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے یہ تمام لڑکے اپنی ضروریات کے لیے مجھ سے پیسہ لیتے ہیں آپ اور آپ کے ساتھی اپنی جانیں داؤ پر لگا کر جو اپنے ملک کی خاطر کام کرنے اس ملک میں آے ہو مجھے اس کا کچھ کچھ اندازہ ہے پاکستان پہلے بھی اسلام کا قلعہ تھا اور اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا اور لعنت ہے مجھ پر کہ میں کچھ کام میں آپ کا ہاتھ بٹانے کے عوض پیسے لوں میں تو اپنا سب کچھ پاکستان کے لیے نچھاور کرنے کو تیار ہوں آپ نے یہ بات کہہ کر مجھے اپنی نگاہوں میں ذلیل کر دیا ہے بشیر کی باتیں سن کر میں بھی آبدیدہ ہو گیا میں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا اور کہا کہ بشیر بھائی تمہاری دل آزاری کرنے پر میں معذرت خواہ ہوں اس مادہ پرست ملک میں مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم جیسے دل کا درد رکھنے والے لوگ بھی موجود ہیں پہلے تم نے پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہا تھا اور اب میں کہتا ہوں کہ تمہارے جیسے

اسلام اور پاکستان سے محبت رکھنے والے لوگوں کی وجہ سے ہی پاکستان اسلام کا قلعہ ہے رات کے گھپ اندھیرے کے بعد اب سیاہی چھٹنے والی ہے اور ان شاء اللہ وہ دن ضرور آے گا جب بھارت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور پاکستان 71ء کی ہزیمت کا بھر پور بدلہ لے گااس ملاقات کے بعد میں بشیر اور اس کے چاروں لڑکوں سے دو بار ملا اور انہیں 31 دسمبر کی رات کے بارے میں اچھی طرح بریف کیا بشیر نے اس دوران چیٹے کریکر تیار کر لیے تھے ان کا حجم دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ ان کا دھماکہ کسی بڑے بم جیسا ہو گا اس دوران میں نے اپنے نمبر2 کو بھیج کر اکبر اور اشوکا ہوٹل میں دو دو ٹیبل ریزور کرواے جنکی ریزرویشن فیس 4ہزار تھی ہماری تمام تیاری مکمل تھی جیسا کہ شروع میں عرض کر چکا ہوں۔۔

ان دونوں ہوٹلوں کی لابی میں پیڈ پارٹنر لڑکیاں ہمہ وقت موجود رہتی تھیں میں نے اپنے نمبر2 کو دونوں ہوٹلوں میں بھیجا جہاں سے اس نے چار مناسب لڑکوں کو ہزار روپیہ فی لڑکی کے حساب سے بک کر کے انہیں کناٹ پیلس کے رنگ محل ریسٹورنٹ میں 31 دسمبر کی شام 7 بجے ملنے کا کہا اور ایڈوانس میں انہیں 100 روپیہ فی لڑکی دیا کرسمس اور نیو ائیر کی وجہ سے ان کال گرل کے ریٹس بھی بڑھ گئے تھے میں نے یہ سارا کام اپنے نمبر 2 کے ذریعے اس لیے کروایا کہ میں پہلے ہی ڈی ایم آئی کی نظروں میں آ چکا تھا اور کسی طرح کا خطرہ مول نہ لے سکتا تھا سب تیاریاں مکمل ہو گئیں مقررہ وقت

کے مطابق 31 دسمبر کو شام 5 بجے میں بشیرے کے پاس گیا لڑکے پہلے ہی وہاں موجود تھے بشیرے نے ہر لڑکے کی پینٹ بیلٹ کے ساتھ کریکر اس طرح لگائے تھے کہ کوٹ پہننے سے وہ کوٹ میں چھپ جاتے تھے ہر لڑکے کے پاس ایک ایک جنجر بھی ٹانگوں کے ساتھ بندھا ہوا تھا میں نے انہیں کناٹ پیلس میں 7 بجے سے پہلے ہی پہنچ جانے کا کہا جہاں میرے نمبر2 نے چاروں لڑکیوں کے ساتھ انہیں ملنا تھا نمبر 2 کی نشانی لیدر جیکٹ اور سرخ قمیض تھی میں نے چاروں کو ہزار ہزار روپیہ دینا چاہا تو بشیرے نے منع کر دیا اور کہا کہ وہ تھوڑی ہی دیر پہلے انہیں دو دو ہزار روپے دے چکا ہے بشیرے نے انہیں سگریٹ کے پیکٹ اور ماچس دیتے ہوئے کہا کہ کام پورا ہونے کے بعد آج رات خوب موج اڑاؤ۔ 31 دسمبر کے رش کی وجہ سے ہمیں کافی دیر بعد 2 ٹیکسیوں میں انہیں روانہ کیا چلتے وقت بشیر نے انہیں کہا کہ اگر کام صحیح طرح نہ پورا کیا تو ان کے گھر والوں کو قبرستان بھیج دوں گا کیونکہ تمہاری لاشیں انہیں وہی ملیں گی یہ چلتے وقت کی آخری ہدایت تھی

ہمیں بھی بھارتی بارڈر میں داخل اور کراس ہونے سے پے اس قسم کی مگر نرم الفاظ میں Mild worldمیں ہدایت ملی تھی میرا نمبر 2 ٹھیک 8 بجے مجھے مغل محل ریسٹورنٹ میں ملا اس نے بتایا کہ چاروں لڑکیاں بروقت پہنچ گئی تھیں لڑکوں کے آنے کے بعد ریزرویشن کارڈ لڑکوں کو اور فی لڑکی باقی 900 سو روپیہ ہر لڑکی کو دے دیا اور ان چاروں کو دو ٹیکسیوں میں بٹھا کر

ایک کو مغل ہوٹل اور دوسرے کو اشوکا ہوٹل بھیج دیا ہے میں نے نمبر 2 کو بھی جانے کی ہدایت دے دی اور اپنے ہوٹل چلا آیا لودھی ہوٹل بھی 4 سٹار ہوٹل تھا انہوں نے بھی 31 دسمبر کی رات کو بھر پور منانے کا انتظام کیا ہوا تھا میرا ٹیبل پہلے سے ہی ریزرو تھا میں کمرے میں جا کر غسل کر کے تازہ دم ہوا اور ڈریس سوٹ پہن کر نیچے آ گیا ہوٹل کے کانفرنس ہال میں نیو ائیر کی تقریب کا اہتمام تھا ہال میں سینکڑوں رنگ برنگے غبارے کرسمس ٹری کے علاوہ رنگ دار جھلملاتی روشنیوں کی لڑیاں آنے والوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں میں اپنی ٹیبل پر جا کر بیٹھ گیا اس وقت تک تمام ٹیبل بھر چکے تھے ممبئ سے خاص طور پر ایک بلایا گیا بینڈ اپنی تیز دھنوں سے ماحول کو مزید رنگین بنا رہا تھا ہر ٹیبل پر جوڑے بیٹھے تھے صرف میرا ٹیبل ہی ایسا تھا جس پر میں اکیلا بیٹھا تھا جوڑا نہ ہونے کی خصوصی رعایت مجھے اس لیے دی گئی تھی کیونکہ میں ہوٹل کا مستقل رہائشی تھا ان دونوں مشہور مغربی ناچ Rock n Roll and Shake تھے اور مجھے ان پر خاصا عبور تھا تھوڑی دیر بعد ڈانس ہال کا مینجر میرے پاس آیا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں کہنے لگا کہ ایک بریگیڈیئر اور ان کی وائف بغیر ریزرویشن کے آے ہیں بریگیڈیئر عرصے سے ہمارے اچھے کسٹمر ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ان کو آپ کی ٹیبل پر بٹھا دیا جاے میں تنہائی سے پہلے ہی بور ہو رہا تھا میں نے اثبات میں سر ہلا دیا وہ رسم کے مطابق ان کے استعمال کے لیے ہال کے دروازے تک چلا گیا مینجر

نے بریگیڈیئر سے میرا اور بریگیڈیئر نے اپنی وائف سے میرا تعارف کروایا اور یہاں بھی وہی بات تھی ادھیڑ عمر شوہر اور جوان بیوی میں نے انہیں اپنا ٹیبل جوائن کرنے کی دعوت دی وہ تو تھے۔۔

ہی اسی دعوت کے انتظار میں بخوشی میرے ساتھ بیٹھ گئے میں نے بریگیڈیئر کی بیوی کو کرسی پر بٹھایا دوسری جانب بریگیڈیئر بیٹھ گیا اور میں بیچ میں سینڈ وچ بن گیا دونوں میاں بیوی کو مشروبات کا پوچھا تو بریگیڈیئر نے کہا

Thank you very much but we will play Dutch

شکریہ لیکن ہم اپنے مشروبات کی قیمت خود ادا کریں گے اور بریگیڈیئر نے اپنی ولائتی وہسکی منگوائی اور دونوں میاں بیوی جام پر جام چڑھانے لگے نیو ائیر کی رات روشنیوں اور سجاوٹ کی جگمگاہٹ بینڈ کے نغمات بکھرتے ساز اور فلور پر ناچنے والوں کے تھرکتے بدن بریگیڈیئر کی بیوی نے بھی کئی بار اپنے شوہر کو آنکھ کے اشارے سے فلور پر آنے کا کہا لیکن بریگیڈیئر صاحب ابھی تک شراب سے اپنی بیٹری چارج نہ کر سکے تھے ان کی بیوی جھلا اٹھی میں نے اس وقت بریگیڈیئر کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا میں نے بریگیڈیئر سے اجازت طلب کر کے اسکی بیوی کو ناچنے کی دعوت دی وہ فوراً آٹھ کھڑی ہوئی ہم نے فلور پو ڈانس شروع کیا اور وقفے وقفے سے رات پونے بارہ بجے تک ناچتے رہے

بریگیڈیئر نے اپنی کوشش میں ناکامی کی وجہ سے اتنی زیادہ پی لی تھی کہ کرسی سے ٹیک لگا کر خراٹے بھرنے لگا کیونکہ اس طرح کرنے میں ہی اسکی عافیت

تھی ہال میں فوٹو گرافر بھی گھوم پھر کر تصاویر بنا رہے تھے 12 بجنے میں 5 منٹ باقی تھے جب میں نے بریگیڈیئر کو جگایا اور کہا کہ صرف 5 منٹ باقی ہیں نئے سال کے استقبال میں اسکی بیوی کو میں اس کے حوالے کر کے ہوٹل سے باہر چلا آیا لودھی ہوٹل اکبر اور اشوکا سے زیادہ دور نہیں تھا پھر بھی تجسس کیوجہ میں باہر آ گیا اور ٹھیک 12 بجے فضا چھوٹے چھوٹے دھماکوں سے گونج اٹھی ہوٹل کی تمام روشنیاں ایک منٹ کے لئے گل کر دی گیئی تھیں مجھے اپنے ساتھی لڑکوں کے متوقع دھماکوں کی آواز سنائی نہ دی میں تقریباً 20 منٹ یخ سردی کے تھپیڑوں میں باہر کھڑا رہا اب سردی ناقابل برداشت ہو چکی تھی اور میں ہوٹل واپس جانے کا سوچ ہو رہا تھا کہ ایمبولینس اور فائر بریگیڈ کے انجن اپنے زور دار سائرن بجاتے ہوے اشوکا اور اکبر کی سڑک پر جاتے ہوئے دکھائی دیئے مجھے سردی کا احساس ختم ہو گیا اور میں تصور۔ میں ان ہوٹلز میں دھماکوں سے پھیلی سراسیمگی کے علم میں مہمانوں اور ہوٹلز کے اسٹاف کی بھاگ دوڑ اور افراتفری کو انجوائے کرنے لگا تھوڑی دیر تک تصور کی آنکھوں سے اس ماحول سے لطف اندوز ہونے کے بعد میں اپنے کمرے میں چلا گیا یہاں میں ایک بات بتانا بھول گیا تھا کہ بریگیڈیئر نے اپنا نام راج پال اور اسکی بیوی کا نام مالتی بتایا تھا ڈانس ہال میں اتنا زیادہ ہنگامہ تھا کہ بات سنائی نہیں دیتی تھی وہ تو دوسرے دن جب بریگیڈیئر سے شام کو کافی شاپ پر اس سے مفصل گفتگو ہوئی دراصل بریگیڈیئر اتنا مدہوش ہو چکا تھا کہ اسکو ہوٹل

سٹاف نے بڑی دقت سے ہوٹل کی گاڑی میں اسکے بنگلے پر پہنچایا تھا اسکی بیوی بھی نشے کی وجہ سے ڈرائیونگ کرنے کی حالت میں نہیں تھی بریگیڈیئر کی گاڑی ہوٹل میں ہی کھڑی رہی اور اگلی شام وہ اپنی گاڑی لینے اور ہوٹل کا بل ادا کرنے آیا تھا نذیر عارف اور میں دوسرے دن 12 بجے بشیر کے ہاں پہنچے صبح اخبارات کے فرنٹ پیج پر اکبر اور اشوکا ہوٹل میں رات ٹھیک 12 بجے بم پھٹنے مہمانوں کے زخمی ہونے اور مختلف قیاس آرائیوں سے بھرے پڑے تھے بشیر نے بتایا کہ چاروں لڑکے صبح 10 بجے آے تھے چاروں کے کریکر صحیح وقت پر پھٹے تھے وہ تو افراتفری میں ہوٹل سے اندھیرے میں ہی نکل آے تھے البتہ ہال میں لوگوں کی چیخ و پکار اور دھماکوں سے ٹوٹنے والی بوتلوں گلاسوں اور ہلکے فرنیچر کے ٹکروں سے کئی افراد زخمی ضرور ہوے تھے لڑکوں نے اسے بتایا تھا کہ دہلی کے انتہائی پوش علاقے جہاں دنیا بھر کے سفارت خانے موجود ہیں میں ہوٹلوں میں دھماکوں کی وجہ سے پولیس اور فوج نے دونوں ہوٹلوں کو گھیر لیا تھا اخبارات میں یہ لکھا تھا کہ فوری طور پر یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ یہ دھماکے کس چیز کے تھے۔۔

دونوں ہوٹلوں کی بھر پور تلاشی لی گئی اور کچھ برآمد نہ ہونے پر ہی فوج اور پولیس کا گھیرا ختم کیا گیا آئندہ کئی روز تک اخبارات میں ان دھماکوں کی خبریں شائع ہوتی رہیں کئ اخباروں نے اداریئے لکھے قارئین پوچھیں گے کہ ان بے مقصد دھماکوں سے آخر کیا حاصل ہوا تو عرض ہے کہ نیو ائیر نائٹ منانے

کے لیے ان ہوٹلز میں بھارتی فوجیوں کے علاوہ کئی غیر ملکی سفارتی نمائندے اور شہریوں کی بہت بڑی تعداد بھی شامل تھی اگر ہم گرنیڈ استعمال کرتے تو لا تعداد شہری اور سفارتی نمائندے ہلاک ہو جاتے اور ہمارا مشن ان بے گناہ لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگنا نہیں تھا ہم اپنے میں اور بھارتی فوجی درندوں میں جو چاہے ناگالینڈ ہو یا کشمیری بے گناہ شہری آبادی اپنی درندگی اور سفاکی کے لیے رسوائے زمانہ تھے میں واضح فرق رکھنا چاہتے تھے ہمارا مقصد بھارتی حکومت اور فوج پر یہ واضح کرنا تھا کہ ان کے سارے شہر اور دارالحکومت تک ہماری پہنچ میں ہیں اگر ہم اتنی اہم جگہوں پر کریکر چلا سکتے ہیں تو بلا خیز بم بھی یوز کر سکتے ہیں ہمارا مقصد سراسیمگی اور دہشت پھیلانا تھا جس میں ہم پوری طرح کامیاب ہوئے

دو روز بعد ہم تینوں پھر بشیر کے پاس گئے اور وہ اس کامیابی پر پھولا نہیں سما رہا تھا اس نے ہمیں اور ہم نے اسے اس مشن پر کامیابی کی مبارک دی اور میں نے زبردستی انعام کے طور پر لڑکوں کے لیے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے 15 ہزار روپے بشیر کو دیا اور اگلے مشن کے متعلق اس سے بات چیت کی اور بتایا کہ اگلہ مشن خطرناک بھی ہے اور بھارت میں جس سے ہلچل مچ جاے گی اور اس کے لیے لڑکوں مزید تربیت دینے کی ہدایت کی۔

بشیر سے فارغ ہو کر ہم واپسی آ گئے میں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کے 26 جنوری کے لیے ایک پلان ترتیب دیا اور اسکی نوک پلک سنواری 26

جنوری کو پورے بھارت کے ہر بڑے شہر میں پریڈ ایئر شو اور اسلحہ کی نمائش ہوتی ہے جس طرح 23 مارچ کو پاکستان میں ہوتی ہے اور یہی دن ہم نے اپنے مشن کے لیے چنا تھا تاکہ بھارتی عوام اور غیر ملکی نمائندوں کے سامنے بھارتی فوج اور انٹیلی جنس کی سبکی کر کے انہیں دنیا کے سامنے نا اہل ثابت کر سکیں۔۔

میں نے ساتھیوں کے مشورے پر دہلی کے پالم ائیر پورٹ بمبئی کے سانتاکروز ایئر پورٹ اور سری نگر کے کارگو سیکشنز کو ٹارگٹ بنانے کا پلان بنایا اس کے علاوہ دہلی میں پریڈ کے دوران خود ساختہ مالوٹوف بموں کے دھماکے بھی کرنے تھے ایئر پورٹ کے کارگو سیکشنز میں دھماکوں میں ہم نے آتش گیر مادہ استعمال کرنا تھا تاکہ جانی نقصان کم سے کم اور مالی نقصان زیادہ سے زیادہ ہو دہلی میں فوجی پریڈ کا تو ہم کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے اس لیے پریڈ کے آخر۔ میں صوبوں کے فلوٹس کو ان کے سٹارٹنگ پوائنٹ پر ہی مالو ٹوف بموں سے نشانہ بنانا تھا بجائے بوتلوں کے ہم نے دستی تھرماس کے ٹین کے خولوں سے بم بنانے کا فیصلہ کیا سردی کا موسم ہونے کی وجہ سے بوتلیں ہاتھ میں دیکھ کر انٹیلیجنس والوں کو شبہ ہو سکتا تھا لیکن چاے بھری تھرماس تو پریڈ دیکھنے والے اکثر ساتھ لاتے ہوں گے اور ان تھر ماسوں میں ہمارے چار پانچ چاے بھری تھر ماس بآسانی نظر انداز کیے جا سکتے تھے اپنے ساتھیوں کے مشورے سے پلان

مکمل کرنے کر بعد میں بشیر کے گیراج میں گیا اور اسے اپنا پلان بتایا آتشی گرنیڈ تو میں اپنے سئنرز کے دیئے ہوئے نئے ہمدرد سے دہلی میں حاصل کر سکتا تھا لیکن مالو ٹوف بموں کے لیے میں نے بشیر کو کہا کہ چار پانچ تھرماس لے کر ان پر ایسی لکیریں لگا دی جائیں جیسے بموں پر ہوتی ہیں ائیر پورٹ دھماکوں کے لیے اس نے کہا کہ پہلے والے چار میں سے تین لڑکوں کو بھیجے گا ان میں سے ایک لڑکا جو کئی بار بمبئی جا چکا ہے اسے بمبئی کے لیے منتخب کیا گیا دہلی کا پالم ہوائی اڈا تو سبھی نے دیکھ رکھا تھا وہاں بھی کام دکھانا مشکل نہ تھا بات سری نگر کے ہوائی اڈے پر آ کر ٹھہر گئی 71ء کی جنگ کے بعد بھارتی فوج کی مقبوضہ جموں اور کشمیر میں عددی قوت بہت بڑھا دی گئی تھی اور سردیوں میں تو عوامی آمدورفت بہت کم ہو جاتی تھی ان حالات میں اگر مشن کامیاب ہو بھی جاے تو باہر نکلنے کے لیے دو ہی راستے تھے ایک جہاز اور دوسرا سڑک ان دونوں پر چیکنگ کے دوران اگر کوئی اپنی آمدورفت اور رہن سہن کا خاطر خواہ جواب نہ دے سکے تو اسے گرفتار کر لیا جاتا تھا ہم اس خطرے کے پیش نظر سری نگر کو پلان سے نکال دیا اور بقیہ کی بھر پور تیاری شروع کر دی اگلے روز میں نئے ہمدرد کے پاس پہنچا اسکی فیکٹری دہلی سے ملحقہ انڈسٹریل ایریا میں تھی

میں فیکٹری کے ویٹنگ روم میں کافی دیر بیٹھا رہا اور اس کے فری ہونے کا ویٹ کرتا رہا خاصی دیر کے بعد جب وہ فری ہوا تو اس سے دفتر میں ملاقات

ہوئی چٹ پر میں نے اپنا کوڈ پہلے ہی سے لکھ رکھا تھا میں نے وہ چٹ اسکی میز پر رکھ دی اس پہلی اور اچانک ملاقات پر چٹ دیکھ کر وہ کچھ نہ سمجھا اور سوالیہ انداز میں مجھے دیکھنے لگا میں نے اسے کہا کہ اسے الٹا پڑھیے الٹا پڑھ کر اسے بات فوراً سمجھ آ گئ میرے دفتر میں داخل ہوتے وقت میرے سلام کا بھی اس نے رسمی سا جواب دیا تھا اب اٹھ کر اس نے میرے ساتھ معانقہ کیا خیریت پوچھی اور کہا کہ ہم اکھٹے دفتر سے باہر نکلتے ہیں مزید گفتگو گاڑی میں کریں گے اس سے پہلے ہم نے اپنے کوڈ کو دو مرتبہ دہرایا تاکہ ایک دوسرے کی پہچان کرنے میں کوئی شک شبہ نہ رہے دہلی جانے والی سڑک پر اس نے دھیمی سپیڈ سے گاڑی چلانی شروع کر دی اور مجھ سے آمد کی وجہ پوچھی میں نے اسے کہا کہ مجھے 6 عدد ایسے ہینڈ گرنیڈ درکار ہیں جن کی پن نکالنے کے بعد وہ پندرہ منٹ بعد پھٹیں عام گرنیڈ کے پھٹنے کا ٹائم 6 سیکنڈ ہے اس نے کہا کہ ایسے گرنیڈ تو دستیاب نہیں لیکن ہمیں وہ ایسے ٹائم بم دے سکتا ہے جن کے ٹائم خود سیٹ کیے جا سکتے ہیں اس نے کہا کہ آئندہ پیر کے روز ٹھیک اسی وقت میں اسے فیکٹری سے 500 قدم کی دوری پر پر ملوں اور لفٹ مانگنے کے لیے اشارہ دوں گاڑی میں ہی وہ میری مطلوبہ اشیاء ایک سوٹ کیس میں پیک میرے حوالے کر دے گا اس نے بتایا کہ میری فیکٹری میں تقریباً 80 فیصد غیر مسلم کام کرتے ہیں اس لیے آپکا فیکٹری میں آنا مناسب نہیں اس نے مجھے اپنے گھر اور فیکٹری کے فون نمبرز دیئے اور کہا کہ آئندہ جب

بھی کوئی کام ہو مجھے فون کر کے صرف اتنا کہہ دیا کرنا کہ آج موسم بہت اچھا ہے تو میں تمہیں اگلے روز شام 6بجے آپ کو ائیر پورٹ روڈ پر پانی کی سبیل کے پاس سے گاڑی میں اٹھا لیا کروں گا اس نے کہا کہ آپکو پیسے دینے کی بھی ہدایت ملی ہے اس لیے سوٹ کیس میں ایک لاکھ روپے بھی ہوں گے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ہمارے لیے کام بھی کرنا چاہتا ہے اور کچھ ڈرا ہوا بھی ہے اس نے مجھے دہلی کے شروع ہوتے ہی ایک ٹیکسی سٹینڈ پر اتار دیا میری عادت ہے کہ اگر کسی سے ملنے کے لیے کسی جگہ سے واقف نہ ہوں تو میں پہلے ہی اس جگہ کی ریکی کر لیتا ہوں تاکہ ملنے کے وقت تلاش کرنے میں ٹائم ضائع نہ ہو ٹیکسی سٹینڈ سے میں نے ٹیکسی لے کر اسے ایئر پورٹ روڈ پر جانے کا کہا ڈرائیور نے مجھے پوچھا کہ ایئر پورٹ کس جگہ پر جانا ہے تو میں نے کہا کہ ٹھنڈے پانی کی سبیل والی کوٹھی کے پاس اس سڑک پر شاید ایک ہی کوٹھی سبیل والی تھی ڈرائیور نے مجھے ٹھیک اس کوٹھی پر اتار دیا ٹیکسی کو فارغ کر کے میں نے کوٹھی پر لگی نام پلیٹ پڑھی تو معلوم ہوا کہ یہ کوٹھی مشہور فلمی ماہناموں شمع اور سسما کے مالک یونس دہلوی کی تھی میں نے مزید کچھ دور آگے پیدل چل کر ٹیکسی پکڑیں اور اپنے ہوٹل آ گیا اپنی طرف سے 26 جنوری کے استقبال کے لیے اپنی تیاریوں میں مشغول تھے اور اس دوران پاکستان سے دو مرتبہ ڈاک ملی اور ہم نے اپنی ڈاک بھیجی یشونت باقاعدگی سے ڈاک کا پیکٹ میرے ساتھیوں کے حوالے کرتا اور ہر بار دو ہزار لیتا تھا

پاکستان سے ٹرانسمیٹر پر بھی ہماری خیریت پوچھی جاتی ہر کام معمول کے مطابق ہو رہا تھا بشیر نے تھر ماس کے 6 خول میرے کہنے کے مطابق بنائے تھے اور چاروں لڑکوں کو ان کے مشنز بتا دیئے گئے آئندہ پیر کو میرے نیو کونیکٹ نے مجھے 6 ٹائم بم اور ایک لاکھ روپیہ دیا میں یا میرے ساتھی بظاہر مشنز میں حصہ نہیں لے رہے تھے لیکن جنگ کے دنوں کی طرح ساتھیوں کا گھر آپریشن روم بن گیا تھا جہاں پر باہمی فیصلے ہوتے تھے میں تقریباً ہر روز بشیر کے گیراج جانے لگا چاروں لڑکے بھی وہاں آ جاتے تھے اور میں انہیں مشنز کے دوران پیش آنے والے حالات اور ان نمٹنے کے طریقے بتانے لگا اور ہنگامی صورتحال سے کیسے باہر نکلنا ہے ان لڑکوں کی دلیری اور خوشی خوشی میری ہدایات پر عمل کرنے بار بار ریہرسل کے باوجود بلکل فریش رہتے تھے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکے اپنا اپنا مشنز ضرور کامیابی سے پورا کریں گے جنوری کے تیسرے ہفتے میں نے انہیں دو ٹائم بم لا کر دیئے اور انہیں آپریٹ کرنے کی بار بار مشق کروائی۔ میں نے انہیں ٹائم بم پر بیس منٹ کا ٹائم لگانے کی بھی بار بار مشق کروائی

اور انہیں سمجھایا کہ ٹائم بم کارگو سیکشنز میں کارگو کے بڑے بڑے بنڈلوں کے نیچے رکھنے کی ہدایت کی اور کارگو سیکشن میں داخل ہونے کے لیے انہیں بتایا کہ ایجنٹ اکثر سامان بک کروانے اور چھڑانے کے لیے آتے ہیں وہ ان کے ہمراہ ہی ان کے ساتھی کے طور پر داخل ہوں تو انہیں بڑی آسانی رہے گی

اچانک طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے کسی بڑے کارٹن پر بیٹھ جائیں اور تھیلا جس میں بم رکھا ہو گا اسکو چھپا کر ٹائم سوچ آن کر کے پچھلے کارٹن کے پیچھے رکھ دیں اور پھر جلد از جلد وہاں سے نکلیں اور خیال رکھیں کہ بیس منٹ میں آپ ایئر پورٹ یا کم از کم کارگو سیکشن سے نکل کر مین ٹرمینل تک پہنچ جائیں اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے ائرپورٹ سے جتنا دور جا سکتے ہو چلے جائیں پالم ایئر پورٹ پر عارف انہیں دو مرتبہ لے کر گیا اور کارگو سیکشن میں لے جا کر حقیقتاً انہی وہاں کا ماحول دکھایا اس نے سلیکشن کے ایک کارکن سے پوچھا کہ روز کتنے کارگو آتے ہیں اور کچھ اور معلومات لیں اور واپس آ گئے بمبئی کے متعلق ہم نے فیصلہ کیا کہ دو لڑکے جائیں ایک مشن پورا کرے اور دوسرا اسے کور دے گا بشیر نے انہیں چار پستول بھی دیئے کہ اگر رش زیادہ ہو تو ہوائی فائر کریں اور اگر کوئی جوابی فائر کرے تو اسے گولی مار کر وہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔۔18 جنوری کو دو لڑکے بذریعہ ٹرین بمبئی روانہ ہوگئے بشیر نے انہیں ایک اڈریس زبانی یاد کروا دیا کہ اگر ضرورت پڑے تو اس ایڈریس سے نہ صرف مدد حاصل کر سکتے ہیں بلکہ روپوش بھی ہو سکتے ہیں بشیر نے اپنے اس کونٹیکٹ کو فون کر کے بتا دیا کہ ان ناموں کے لڑکے آئیں تو ان کی ہر طرح سے مدد کی جائے مجھے نذیر عارف اور ان لڑکوں کی گرم جوشی سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ یہ اس مشن کو اپنا ذاتی کام سمجھ کر کریں گے

ان لڑکوں کی بمبئی روانگی کے بعد میں نے بشیر کے ساتھ مل کر مالوٹوف بم

تیار کیے یہ بم بنانے کی ترکیب میں یہاں اس لیے نہی لکھ سکتا کیونکہ اس کی ترکیب جاننے کے بعد ہر گھر بم فیکٹری بن سکتا ہے بشیر نے اپنے گروپ میں سے چار لڑکے اس کام کے لیے چنے اور میں نے انہیں یہ بم ایکٹیو کرنے اور پھینکنے کی بیسویوں بار ریہرسل کروائی 25 جنوری کو جب ہم ملے تو پالم ائیر پورٹ اور پریڈ پر جانے والے لڑکے بلکل تیار کھڑے تھے بشیر نے مشن کے بعد دو مختلف جگہوں پر سے لڑکوں کو اٹھانے کے لیے دو پرائیویٹ گاڑیوں کا بندوبست بھی کر رکھا تھا میں اور میرے ساتھی پریڈ دیکھنے جا رہے تھے میرے نمبر 2 نے مشن کے دوران تصویریں بنانی تھیں اور ایک ساتھی نے اسے کور دینا تھا دوسرے تینوں ساتھیوں نے لڑکوں کو کور دینا تھا پالم ائیر پورٹ پر کارگو سیکشن میں اندر لے جانے کی ذمہ داری عارف نے لی تھی 26 جنوری ساڑھے آٹھ بجے دہلی میں پریڈ پر اور 11بجے دونوں ائرپورٹس پر کارروائی کا وقت پہلے ہی مقرر کر دیا گیا تھا اور مقررہ وقت پر تبدیلی صرف موقع محل دیکھ کر ہی کی جا سکتی تھی بمبئی جانے والے لڑکوں نے بمبئی پہنچ کر عارف کو فون کر کے سانتا کلاز ائرپورٹ کا جائزہ لینے کا بتا دیا تھا یہ ہمارا پہلا مشن تھا جس میں صرف ہم لوگ نگرانی کر رہے تھے اور سارا مشن ان لڑکوں نے پورا کرنا تھا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ 25 اور 26 جنوری کی درمیانی رات میں نے بڑی بے قراری میں گزاری تھی تمام رات میں اللہ کے حضور مشن کی کامیابی اور ساتھ مشن پورا کرنے والے لڑکوں کی سلامتی کے لیے

بھی دعا کرتا رہا تھا

جنوری کو صبح سویرے ہی تیار ہو کر میں ہوٹل سے باہر آ گیا۔ 8 بجے 26 اندرا گاندھی نے لال قلعے پر بھارتی پرچم لہرانا تھا اور ساڑھے آٹھ بجے پریڈ کا آغاز ہونا تھا آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی بڑی مشکل سے مجھے ایک ٹیکسی ملی جس نے میٹر کی بجائے منہ مانگے دام لے کر مجھے پریڈ کے نقطہ آغاز سے زرا دور ہی اتار دیا پریڈ کے لیے بھارت کی تینوں افواج کے دستے ٹینک توپیں میزائل بیٹریز موبائل راڈار کے ٹرک بارڈر سیکورٹی فورسز کے دستے اونٹ سوار صحرائی جنگ کے لڑاکا دستے انجنئیرنگ کے عارضی پل بنانے والے دستے موبائل ٹرک ترتیب میں پریڈ کے انتظار میں کھڑے تھے ان کے بعد پیرا ملٹری فورس پولیس اور سی ایم ایچ کی نرسوں کے دستے تھےان کے بعد اسکاؤٹس طلبا اور طالبات کی ٹولیاں پی ٹی کے مظاہرے کے لیے موجود تھیں سب سے آخر میں صوبوں کی ثقافتی نمائندگی کرنے والے فلوٹ تھے پریڈ دیکھنے کے لیے تمام ممالک کے سفیروں اور وی وی آئی پی شخصیتوں کے لیے سلامی کے چبوترے کے دونوں اطراف شامیانے لگے ہوئے تھے بھارتی صدر نے سلامی لینی تھی جبکہ تینوں افواج کے سربراہوں اور وزیراعظم کے لیے چبوترے پر بیٹھنے کا انتظام تھا پریڈ دیکھنے کے لیے عوام کی بہت بڑی تعداد پریڈ کے نقطہ آغاز سے لے کر کرسیوں کے طویل سلسلے کے با لمقابل سڑک پر کھڑی تھی بارش سے بچنے کے لیے دونوں اطراف بلکہ ہر

طرف چھتریاں ہی چھتریاں نظر آ رہی تھیں سارے علاقے میں جا بجا بھارتی فوج اور پولیس کے جوان سیکیورٹی کے لیے کھڑے تھے یہ اتنی بڑی پریڈ تھی کہ سلامی کے چبوترے سے ایک کلومیٹر پہلے چوک میں دائیں جانب والی سڑک پر بھی خاصی دور تک پریڈ میں شمولیت کرنے والے موجود تھے میں نے لڑکوں کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ جب پریڈ شروع ہونے کا اعلان ہو جاے تو اس کے بعد ہی وہ کارروائی کریں کیونکہ اعلان کا مطلب یہ ہوگا کہ صدر وزیراعظم اور تمام اہم شخصیات پریڈ دیکھنے کے لیے آ چکی ہوں گی اسی لیے میں نے کاروائی کا وقت مقرر کرنے کے باوجود حالات کی مناسبت سے وقت کی تبدیلی کا اختیار انہیں دیا تھا ہم نے جو مالو ٹوف بم بناے تھے ان کا مقصد صرف فلوٹس میں آگ بھڑکانا اور توڑ پھوڑ کا کام لینا تھا 26 جنوری کو بھارت میں عام تعطیل تھی صرف لازمی ڈیپارٹمنٹ مثلاً فائر بریگیڈ اسپتال ائرپورٹ ریلوے وغیرہ کو چھٹی نہیں تھی ہمارے سب انتظام مکمل تھے اور اب سب کام لڑکوں نے کرنا اور اللہ پاک نے انہیں کامیابی دینی تھی مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ بہت زیادہ گھبرایا ہوا تھاہم نے بھارت میں اب تک جو بھی کام کیے تھے۔۔

وہ خفیہ اور انڈر گراؤنڈ کیے تھے کھلے عام اور لاکھوں عوام میں نیم تربیت یافتہ لڑکوں کے ساتھ دھماکے کروانے کا یہ ہمارا پہلا تجربہ تھا بھارتی سیکیورٹی کا فل دھیان پریڈ مسلح افواج اور فوجی اسلح کی حد تک تھا اس لیے پریڈ میں شامل

دستوں کی سیکیورٹی بہت کم تھی اور فلوٹوں پر تو بہت کم اکا دکا پولیس کے سپاہی نظر آتے تھے میرا یہاں کوئی کام نہ تھا میں پہلے ہی ڈی ایم آئی کی نظروں میں آ چکا تھا لہذا اچھے نتائج کی تمنا اور توقع لیے ہوے میں اپنے ہوٹل واپس آ گیا دھماکوں کے بعد ہوٹل میں میری موجودگی بھی میرے اوپر کسی قسم کے شک کو دور کرنے کے لیے کافی تھی میں نے بشیر اور اپنے ساتھیوں سے یہ طے کیا تھا کہ دھماکوں کے فوری بعد وہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے جائیں لڑکے بشیر کو اپنے مشن کی روپوٹ دیں بعد دوپہر 3بجے میں ساتھیوں کے گھر جاؤں گا اور نذیر کے فون سے بشیر سے رابطہ کروں گا اور بشیر کی اور لڑکوں کی اور اپنے دو ساتھیوں کی جو لڑکوں کو کور دے رہے تھے کہ روپوٹوں کا موازنہ کروں گا دہلی پالم ائیر پورٹ کی روپوٹ بھی اتنی دیر تک آ چکی ہوگی اور عین ممکن تھا کہ بمبئ سے بھی اس وقت تک روپوٹ موصول ہو جائے 3 بجے میں ساتھیوں سے ملنے کے لیے ہوٹل سے نکلا ٹیکسی لی مجھے نئ دہلی سے پرانی دہلی جانا تھا راستے میں کئ سگنل آتے تھے ایک سگنل پر جب ٹیکسی رکی تو اخباروں کے ضمیمے بھیجنے والا چلا چلا کر ضمیمے بھیج رہا تھا انگریزی کا صرف ایک ضمیمہ ملا باقی سب ہندی کے تھے ضمیمے میں شہ سرخیوں میں چار فلوٹس پر دھماکے آگ لگنے اور فلوٹوں پر موجود 20 سے زائد افراد کے زخمی ہونے کی خبر تھی دوسری سرخی میں پالم ائیر پورٹ میں کارگو سیکشن میں دھماکے چھت گرنے کا لکھا تھا اخبار میں یہ بھی لکھا تھا کہ دو دھماکوں

والی جگہوں پر کوئی گرفتاری عمل میں نہی آئی۔ اور پولیس کارگو سیکشن کے عملے کو حراست میں لے کر پوچھ گیچھ کر رہی ہے فلوٹوں پر دھماکوں کیوجہ سے افراتفری میں لوگوں کے بھاگنے کی وجہ سے کئی لوگ گر کر زخمی ہوے تھے جو خبر میں سننے کے لیے ساتھیوں کے پاس جا رہا تھا اس کا کچھ حصہ تو مجھے ضمیمے میں ہی مل گیا تھا یہاں پر میں قارئین کو دو جگہوں پر دھماکوں کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں کارگو سیکشن میں دھماکہ کرنے والے لڑکے کو میں نے یہ ہدایت کی تھی کہ بم کو آن کر کے کارگو سیکشنز کے ڈبوں کے پیچھے پھینک دے اس سے دھماکے کی شدت میں کمی ہوتی ہے 360 درجے کے گول دائرے میں 180 درجہ طاقت تو فرش پر گرنے سے ختم ہو جاتی ہے باقی 180 درجوں میں تقریباً 140 درجے بم کی شدت بڑے کارٹن کے ڈبوں کو دونوں اطراف سے تباہ کر کے آگ لگا دیتی ہے جبکہ 35 سے 40 درجے دھماکے کی شدت نیچے سے اوپر کی طرف جاتی ہے جس کے نتیجے میں کئی کارٹن تباہ ہو گئے اور آگ لگے گئی چھت کا ایک حصہ گر گیا اور فرش پر گڑھا پڑ گیا البتہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا فلوٹس پر مالو ٹوف بم چونکہ پھینکے گئے تھے اس لیے تھر ماس کے خول کے ٹکروں سے لوگ زخمی ہوے اور فلوٹس جو لکڑی کے ڈھانچوں کے بناے گئے تھے ان میں فوری آگ لگ گئی دہلی میں ہمارا مشن پوری طرح کامیاب ہوا تھا۔۔

ساتھیوں کے گھر پہنچ کر میں نے نذیر اور عارف کو بلوایا اور اتنی دیر تک

ساتھیوں سے تفصیل پوچھتا رہا ہم نے جو مالوٹوف بم بنائے تھے وہ عام مالوٹوف بموں کی نسبت آپ گریڈ تھے ساتھی اس بم کی کارکردگی پر حیران تھے انہوں نے بتایا کہ چاروں لڑکوں نے تھرماس یکے بعد دیگرے فلوٹوں پر اچھالے بم زور دار دھماکوں سے پھٹے اور ان کے ٹکروں نے نہ صرف فلوٹوں پر کھڑے حصہ لینے والوں کو زخمی کیا بلکہ پریڈ دیکھنے والوں بھی زخمی ہوے بم پھٹنے پر آگ لگ گئ اور لوگ افراتفری۔ میں بھاگنے شروع ہوے تو لڑکے بھی ان میں شامل ہو کر بھاگ گئے بشیر نے ان کے لیے گاڑی کا پہلے انتظام کر رکھا تھا لہذا وہ سب بخیروعافیت سے منزل پر پہنچ گئے عارف نے بشیر کو فون کر کے اس بات کی تصدیق کر لی تھی عارف نذیر کے گھر آ چکا تھا میں نیچے آیا اور دونوں کو مشن کی کامیابی کی مبارک باد دی عارف نے بتایا کہ ایئرپورٹ پر کارروائی کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی کارگو ہال میں اس وقت دو آدمی ہی موجود تھے لڑکے نے کارٹنز دیکھتے ہی بم آن کر لیا اور اچانک ایک کارٹن پر بیٹھ گیا جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہو موقع ملتے ہی اس نے بم والا تھیلا کارٹونوں کے بیچ پھنیک دیا اس نے اسٹاف سے کہا کہ مجھے 11 بجے یہاں ایک کلئرنگ ایجنٹ نے ملنے کا کہا تھا لیکن مجھے ایک ضروری کام سے واپس جانا ہے کوئی آ کر میرا پوچھے تو کہنا کہ چندر آ کر چلا گیا ہے یہ کہہ کر لڑکا باہر چلا آیا میں ائیر پورٹ سے باہر گاڑی میں اسکا انتظار کر رہا تھا وہ بمشکل گاڑی میں ہی بیٹھا تھا کہ اچانک ایک زور دار دھماکے کی آواز سنائی دی ہمارا کام مکمل

ہو چکا تھا اور ہم واپس آ گئے گاڑی بشیر نے بھیجی تھی میں راستے میں اتر گیا گاڑی لڑکے کو لے نذیر کے گھر چلی گئی اب تک مجھے بمبئی کے علاوہ ساری روپوٹ مل چکی تھی نذیر کے فون سے بشیر سے رابطہ کیا گیا تو اس نے بتایا کہ ابھی تک بمبئی سے کوئی خبر نہیں آئی میں نے بشیر کو کہا کہ بمبئی سے جو بھی خبر آے اسے خفیہ الفاظ میں عارف کو بتا دے نہ جانے مجھے کیوں محسوس ہو رہا تھا کہ دہلی میں لوگوں کے ٹیلی فون پر ابزرویشن لگ چکی ہو گی میں نے نذیر کے گھر چاے پی اور ساتھیوں کو بتا کر اپنے ہوٹل چلا آیا

دوسرے روز میں ابھی کمرے میں ہی تھا کہ میرے نمبر2 کا فون آیا اور اس نے ہمارے طے شدہ کوڈ میں بتایا کہ چاے کی دو پیٹیاں بغیر ٹوٹ پھوٹ کے گوڈام میں پہنچ گئی ہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ بمبئی گئے ہوے لڑکے اپنا مشن مکمل کر کے بمبئی میں موجود محفوظ ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں مجھے ان کی طرف سے بھی تسلی ہوئی تو میں نے ناشتہ کمرے میں منگوا لیا اور اپنے مقرر کردہ دو دو اخبار ٹریبون اور ٹائم آف انڈیا دیکھنے شروع کر دیئے دونوں اخبارات کے فرنٹ پیج پر پریڈ کے دوران دھماکے دہلی ائیر پورٹ پر دھماکہ اور بمبئی سانتہ کلاز ائیر پورٹ پر دھماکوں اور تصویریں سمیت خبریں چھپی تھی ٹریبون نے تو اپنے اداریئے میں صاف لکھا تھا کہ 26 جنوری کو بمبئی اور دہلی میں دھماکے پاکستانی ایجنٹ یا سکھ آزادی پسندوں نے کئے ہیں ٹائم آف انڈیا نے شاندار پریڈ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسی نمائشی symbol of nagligenee کو

پریڈوں کی بجائے ہمیں اپنی سکیورٹی پر توجہ دینی چاہیئے دشمن ہمارے اتنے اندر گھس آیا ہے کہ اتنی بے خوفی سے کارروائیاں کر رہا ہے جسکی مثال نہیں ملتی پریڈ کے دوران یہ حادثہ دہلی اور بمبئی کے ائیر پورٹس پر دھماکے دراصل ہمارے منہ پر طمانچہ ہے ابھی 31 دسمبر کے طمانچے کی گونج ختم نہیں ہوئی تھی کہ 26 جنوری کو دوبارہ ہماری نا اہلی کیوجہ سے طمانچے کھانے پڑے مجھے انگریزی جو بھی اخبار اس خبر کے حوالے سے ملے وہ میں نے پاکستان بھجوانے کے لے لیے ان دھماکوں کی خبر بی بی سی نے بھی نشر کی تھی اور مجھے یقین تھا کہ تمام ممالک کے سفیروں نے اپنے اپنے ملک یہ خبر لازمی سنائی ہو گی

یہاں میں عرض کرتا چلوں کہ پاکستان کیطرف سے ہمیں یہ دھماکے کرنے کی کوئی ہدایات نہیں ملی تھی یہ سب میں نے اپنی مرضی اور مشورے سے کیے تھے سقوط ڈھاکہ کے واقعہ کو نہ صرف ہمارے سئنرز بلکہ ساری عوام نے اپنی رسوائی سے تشبیہ دی تھی اور اب ہم اس رسوائی کا بدلہ لینے کے لئے یہ کارروائی کی تھی۔۔میرے سئنرز کو ان دھماکوں کی خبر تو مل چکی تھی لیکن ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ دھماکے ہم نے کرواے ہیں ہماری ڈاک سے جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ دھماکے ہم نے کرواے ہیں اور پاکستان کے ہمدردوں کا ایک گروہ بھی تشکیل دے دیا ہے تو یقیناً وہ خوشی سے جھوم اٹھیں ہوں گے

پاکستان سے جوابی ڈاک پر اس کارروائی پر ہمیں بہت مبارک باد دی اور شاباش لکھا جب ہمارے چیف کو سابقہ کارروائیوں کے ساتھ ان دھماکوں کا بتایا تو

چیف نے کہا کہ اگر اس گروپ جیسے میرے پاس 25 گروپ ہوتے تو میں بغیر جنگ لڑے بھارت کو شکست دے سکتا تھا 2 فروری کو بشیر نے بمبئی سے دونوں لڑکوں کو بخیر و عافیت واپس دہلی لے آیا۔

ان دھماکوں کے بعد بھارتی انٹیلیجنس بہت چوکس ہو گئ تھی ہم نے بھی اپنی ڈاک پاکستان بھجوانے اور وصول کرنے کے علاوہ سب پلان پینڈنگ کر دیئے تھے یشونت سے ڈاک باقاعدگی سے مل رہی تھی ہم سب ذہنی طور پر تھک چکے تھی لہذا میں نے اپنے سئنرز سے ہم سب کے لیے 10 روز کی چھٹی لی اور پروگرام اس طرح ترتیب پایا کہ میں پہلے دس روز کی چھٹی اکیلے گزاروں گا پھر میرے ساتھی دو کی ٹولی میں اپنی چھٹی گزاریں گے میں نے اپنے دس روز کی چھٹی شملہ میں گزارنے کا فیصلہ کیا سردیوں میں شملے میں برف باری اور جاکو میں بندروں کے متعلق میرے والدین عجیب و غریب کہانیاں سنایا کرتے تھے میری پیدائش سے 5 سال کی عمر تک وہ گرمیاں شملے میں ہی گزارتے تھے میرے دماغ میں شملے کی دھندلی سی تصویر تو تھی اور اب میں وہاں جا کر اس تصویر کو حقیقت میں اور اس میں رنگ بھرنا چاہتا تھا میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ شملہ پہنچ کر میں اپنے ہوٹل سے فون کروں گا اور انہیں فون نمبر بتادوں گا تاکہ کسی ایمر جنسی کیصورت میں وہ مجھ سے رابطہ کر سکیں پاکستان ڈاک بھیجنے اور وصول کرنے کی تاریخ میری چھٹیوں میں آنی تھی اس لیے میں نے اپنے نمبر2 کو کوریئر سے ملنے کی جگہ اور کوڈ بتا دیا یہ کوریئر

اس سے پہلے بھی کیپٹن ارشد کے ہمراہ مجھے اور میرے نمبر2 کو دیکھ چکے تھے میں نے جانے کی سب تیاری مکمل کر لی سوٹ کیس تیار کیا اور اپنے کمرے کا ضروری سامان اور لاکر سے ایک لاکھ سے اوپر رقم اپنے نمبر2 کے حوالے کر کے مکمل چارج اسے دیا اور اپنے ہوٹل سے چیک آؤٹ لیا اور 20 فروری کو شملہ کے لیے روانہ ہو گیا شملہ پہنچے مجھے ابھی 6 روز ہی گزرے تھے کہ میرے نمبر2 کا فون آیا اس نے بتایا کہ بشیر کو کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور یہ خبر اسے نذیر اور عارف نے بتائی تھی یہ سنتے ہی میرا تفریحی موڈ تو یکلخت ختم ہو گیا میں نے ساتھی کو بتایا کہ تم میں سے کوئی بھی وہاں نہ جائے نذیر اور عارف کو بھی وہاں جانے سے منع کر دیں اور میں پہلی گاڑی سے واپس آ رہا ہوں سفر کے دوران بھی میں یہی سوچتا رہا کہ بشیر کو کس نے قتل کیا ہے پولیس یا فوج نے اسے قتل کیا ہوتا تو اخبارات میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا لیکن ان اداروں کی جانب سے بلکل خاموشی تھی اس واردات کی تفصیل مجھے دہلی جا کر مل سکتی تھی بشیر جیسے مخلص ساتھی کی موت میرے لیے کسی صدمہ سے کم نہ تھی دہلی آ کر سیدھا ساتھیوں کے گھر گیا اور تفصیل انہیں معلوم تھی انہوں نے بتا دی اور پھر میں نے نذیر اور عارف سے میٹنگ رکھی نذیر اور عارف کو بھی جتنا اس واردات کے متعلق علم تھا انہوں نے بتایا لیکن بات سمجھ سے باہر تھی کہ قاتل کون ہے عارف نے بتایا کہ وہاں کام کرنے والے لڑکے نے بتایا کہ بشیر جب رات کا کھانے کے بعد اپنے کمرے

میں اکیلا تھا تو ایک سکھ اس سے ملنے آیا بشیر نے اسے اپنے کمرے میں ہی بلا لیا اور میں چاے بنانے چلا گیا چاے بناتے ہوے اچانک مجھے گولی چلنے کی آواز آئی میں بھاگ کر بشیر کے کمرے میں گیا تو دیکھا کہ بشیر کے ماتھے پر گولی لگی ہے اور وہ بے سدھ اپنے بستر پر مرا پڑا تھا اور سکھ غائب ہو گیا تھا ملازم نے بشیر کے قریبی جاننے والوں کی اطلاع دی اور پولیس کو خبر دی گئی پولیس آئی اور لاش پوسٹ مارٹم کے لئے لے گئ پوسٹ مارٹم کر کے پولیس نے لاش واپس کر دی اور پھر دفنا دی گئی نذیر نے بتایا کہ بشیر لاوارث تھا مگر اس کے جنازے میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی تھی دکھ اور غم کا احساس آپنی جگہ مگر میں بشیر کے قتل کو اندھا قتل قرار دیئے جانے کو بلکل تیار نہ تھا میرے دماغ میں بار بار ایک بات گھوم رہی تھی کہ بشیر دن کے وقت بھی اپنی جان پہچان کے سوا کسی نہ ملتا تھا اس نے رات میں ایک انجان شخص کو کیسے اپنے کمرے میں آنے دیا اور پھر ملازم کو چاے بنانے کے لیے بھیج دیا تھا۔۔

اسکے ملازم عاقل میاں نے بھی اس سکھ کو اپنے لیے انجان بتایا اور کہتا تھا کہ جب وہ سکھ کا پیغام لے کر بشیر کے پاس گیا تو اس نے فوراً سکھ کو اندر ساتھ لانے کا کہہ دیا عاقل قریب دو سال سے بشیر کے باورچی کا کام کر رہا تھا اس واردات کی کڑیاں ملاتے مجھے دو دن گزر گئے کہ اچانک مجھے خیال آیا واردات کا ہم صرف عاقل میاں کے بیان کی روشنی میں ہی سوچ رہے ہیں اگر

بالفرض محال عاقل کا بیان بھی غلط ہوتو اور اچانک تمام کڑیاں میرے ذہن میں خود بخود ملنا شروع ہو گئی بشیر اپنی تمام رقم اپنے پاس ہی رکھتا تھا جسکا عاقل میاں کو معلوم ہونا لازم تھا عاقل قریب 2 سال سے بشیر کی ملازمت میں آیا تھا اور ان دو سالوں میں اس سکھ کو عاقل نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا یہ بڑے تعجب کی بات ہے عاقل میرٹھ کا رہنے والا تھا یہ اسکا بیان تھا جسکی تصدیق نہیں کی گئی ان سب باتوں کی روشنی میں میری سوچ صرف عاقل کو ہی قاتل ٹھہراتی تھی اسکا واردات کے بعد فوراً روپے لے کر بھاگ نہ جانے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ بشیر کے جانثار ساتھی اسے پاتال سے بھی ڈھونڈ نکال لیتے میں نے عارف اور نذیر سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بشیر کے ظاہری طور پر 3 ہزار روپے ہی ملے تھے جبکہ بقول بشیر کے کہ اس کے پاس 10 لاکھ روپیہ تھا جسے اس نے گھر میں ہی رکھا ہوا تھا جوں جوں میں عاقل کے متعلق سوچتا میرا شک یقین میں بدلتا جا رہا تھا بالآخر میں نے اپنے ساتھیوں سے ایک مشورہ کر کے اسے عملی جامہ پہنانے کا پروگرام بنا لیا اور اگلی شام ہم مسلحہ ہو کر بشیر کے گیراج کی طرف روانہ ہو گئے بشیر کے گیراج سے قدرے پہلے ہم نے ٹیکسی چھوڑی ہم فائل پوزیشن چلنے لگے حالات ہی کچھ ایسے بن گئے تھے کہ ہمیں قدم قدم پر احتیاط کرنی تھی بشیر ہمارا قابل اعتماد ساتھی بن چکا تھا اور اب اس کے قتل کو پس پشت ڈال دینا ہمارے لیے ناممکن تھا اس جذباتی لگاؤ کے علاوہ بشیر ایک ہماری اہم ضرورت بھی بن چکا تھا

اس کے توسط سے ہی ہم نے لڑکوں کے گروہ کو باقاعدہ تربیت کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس کے متعلق اپنے سئنرز کو بھی آگاہ کر چکے تھے ہمیں یہ بھی خطرہ تھا کہ قاتل کو اگر میرے نذیر اور عارف کے بشیر کے ساتھ تعلقات کا پتہ ہے تو پھر وہ ہمارے لیے مصیبت کھڑی کر سکتا ہے اس لیے فوری طور پر اس کا سراغ لگانا اور اسکا ہمیشہ کے لیے منہ بند کرنا بہت ضروری تھا بشیر کے گیراج سے ذرا پہلے چاروں لڑکے ہمیں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے ہمیں واپس لوٹ جانے کا کہا ہمیں ان پر پورا اعتماد تھا لہذا ہم واپس چل دیئے وہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے ہم سے آن ملے اور سرگوشی میں کہا کہ گیراج میں اس وقت پولیس آئی ہوئی ہے کچھ آگے چھپڑ ہوٹل تھا وہ لڑکے ہمیں ہوٹل کی پچھلی جانب لے گئے وہاں چھپر ہوٹل کے باورچی خانے کے ساتھ ایک کمرہ بنا ہوا تھا جہاں چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں لڑکوں نے بتایا کہ یہ چھپر ہوٹل بشیر نے ہی ایک مسلمان کو بنوا کر دیا تھا اور بشیر کے ساتھیوں کے لیے یہ ایک محفوظ جگہ تھی تھوڑی دیر بعد چاے آ گئی آسمان بادلوں سے بھرا ہوا تھا اور کسی وقت بھی بارش شروع ہو سکتی تھی لڑکوں نے بتایا کہ پولیس نے عاقل میاں سے معمولی پوچھ گیچھ کی ہے پولیس کو تو یہ خوشی تھی علاقے کا نڈر مسلمان غنڈہ ہلاک ہو چکا تھا اور ان کی سر دردی ختم ہو چکی تھی اس لیے محض رسمی کارروائی کی جا رہی تھی۔

میں نے لڑکوں سے کہا کہ آج ہم فیصلہ کرکے نکلیں ہیں کہ بشیر کے قاتل

تک پہنچ کہ رہیں گے لڑکوں کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ مجھے عاقل پر شک ہے لڑکوں نے دبی زبان میں میری تائید کی مگر دو نے کہا کہ دو سال پرانے ملازم کو آخر بشیر کو قتل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ بشیر اسے بہت زیادہ رقم تنخواہ اور انعام کے علاوہ دیتا تھا میں نے لڑکوں کو کہا کہ وہ ہمارے ساتھ ہی ٹھہریں آج ہی اس بات کا فیصلہ ہو جاے گا کہ عاقل بے گناہ ہے یا گناہگار لڑکوں نے رضا مندی ظاہر کر دی میں نے دو لڑکوں کو گیراج کی طرف بھیجا اور کہا کہ وہ کہیں چھپ کر پولیس کے جانے کا انتظار کریں جونہی پولیس چلی جاے ان میں سے ایک ہمیں اطلاع دینے کے لئیے آ جاے اور دوسرا عاقل کے پاس جا کر اسے باتوں میں ہمارے پہنچنے تک لگاے رکھے تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور کہا کہ پولیس جا چکی ہے اور دوسرے ساتھی نے عاقل کو باتوں میں لگا لیا ہے اس لیے جلدی چلیں اس سے پہلے کہ عاقل گیراج کے دروازے بند کر کے کہیں چلا جاے ہم سب تقریباً بھاگتے ہوے گیراج تک پہنچے۔ گیراج کا بڑا دروازہ نیم بند تھا ہم ایک ایک کر کے گیراج میں داخل ہوے سب سے آخر میں داخل ہونے والے میرے ساتھی نے گیراج کو اندر سے بند کر دیا عاقل جو ہم 9 افراد کی آمد سے اچانک گھبرا گیا تھا اور دروازہ بند ہوتے ہی بلکل بوکھلا گیا اور مدد کے لیے چیخنے ہی والا تھا کہ میرے جوڈو کراٹے کے ماہر ساتھ نے دو وار کر کے اسے بہوش کر دیا میں نے دو لڑکوں کی ڈیوٹی مین گیٹ پر لگائیتاکہ اگر کوئی

باہر سے آے تو ہمیں بتا سکیں میرے دو ساتھی اور دو لڑکوں نے عاقل کو ہاتھ پاؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور گیراج کے اندر اس کمرے میں لے گئے جہاں بشیر دن کے وقت بیٹھا کرتا تھا اس کمرے کے اندر سے رہائشی کمرہ چھوڑ کر بشیر کے رہائشی حصے کے دو کمرے تھے اور ان کمروں کے علاوہ وہ بڑا کمرہ تھا جس میں لیتھی مشین کے علاوہ کئی اور مشینیں پڑی ہوئی تھیں بشیر کے رہائشی حصے کے کمرے مقفل تھے میرے نمبر ٹو نے عاقل کی جیب سے چابیاں نکالیں اور ہم سب بشیر کے بیڈ روم میں آ گئے اور عاقل کو بھی ساتھ گھسیٹ لاے یہی اسی بیڈ پر بشیر کا قتل ہوا تھا عاقل کے لیے ہمارا آنا غیر متوقع تھا اس لیے اسکی حالت اتنی غیر ہو گی تھی عاقل کو ہوش آنا شروع ہوگئی تھی اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا میں ساتھیوں کو اشارہ کیا انہوں نے پاؤں کی ٹھوکروں سے عاقل کو پیٹنا شروع کر دیا اسکی وجہ یہ تھی کہ شروع میں ایسی مار مارنا چاہتا تھا کہ وہ سچ بولنے پر مجبور ہو جاے جب اسکی اچھی طرح ٹھکائی ہو گئی تو میں نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا کہا وہ بڑی مشکل سے آٹھ کر کرسی پر بیٹھا کہ میں نے اسے ایک جھاپڑ رسید کیا وہ پھر نیچے گر گیا اور میں نے کہا کہ اب وہ فرش پر بیٹھ جاے تو میں نے پوچھا کہ اب سچ سچ بتاؤ بشیر کیسے قتل ہوا عاقل نے وہی سکھ والی کہانی سنانی شروع کی تو میرے ساتھی نے اس کے سر پر گھونسلہ مارا میں نے عاول کو کہا کہ میں نے تمہیں سچ بولنے کا کہا تھا سکھ والی بات بلکل غلط ہے اس لیے اصل بات بتاؤ عاقل نے گڑ گڑا کر معافی مانگی

شروع کی اور کہا کہ سکھ والا واقعہ سچا ہے میرے ساتھیوں نے پھر اسکی پٹائی شروع کر دی باہر بارش ہو رہی تھی اور یہ کمرہ گیراج کے بلکل آخری کونے میں تھا اس لیے اسکی چیخ وپکار کی آواز باہر سڑک تک جانے کے امکانات بلکل نہیں تھے میرے ایک ساتھی نے لوہے کا ایک رینچ اٹھایا اور مجھ سے پوچھا کہ ہاتھوں سے شروع کروں یا پاؤں سے میں نے کہا پاؤں سے تو انہوں نے عاقل کو جوتے اتارنے کا کہا عاقل نے جوتے اتارنے سے تامل کیا تو میرے ساتھیوں نے اسے مضبوطی سے جھکڑ لیا اس کے جوتے اتارے اس کے منہ میں رومال ٹھونسہ اور اس کے پاؤں پر رینچ مارنا شروع کر دیا جب اس کے ایک پاؤں کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں تو پھر ایک ساتھی نے عاقل کا دوسرا پاؤں آگے کر دیا میں نے ساتھیوں کو روک کر عاقل سے کہا کہ اب بھی وقت ہے اپنے دوسرے پاؤں کی ہڈی تڑوانے سے بچا سکتے ہو اگر سچ بتا دو تو بچ سکتے ہو چونکہ گرفت بہت سخت تھی اس لیے اس نے سر کو زور زور سے ہلانا شروع کر دیا۔۔

رینچ والے ساتھی نے عاقل کے منہ سے رومال نکالا تو درد کی وجہ سے عاقل نے چیخ ماری میرے ساتھی نے رینچ اٹھا کر اس کے دوسرے پاؤں کو نشانہ بنانا چاہا تو عاقل بولا اللہ کا واسطہ مت مارو میں سب سچ بتاتا ہوں عاقل نے جو کچھ بتایا وہ یہ تھا کہ بشیر کے قتل سے ایک روز پہلے اس نے بشیر کو اپنی خفیہ سیف کھولتے دیکھ لیا تھا یہ سیف زمین میں اسی کمرے میں اس طرح گھڑی

ہوئی تھی کہ اسکا سامنے کا رخ اوپر کی جانب اور فرش سے قریب 6انچ اندر تھا کمرے میں بڑی ٹائلوں کا فرش تھا سیف بند کر کے اس کے اوپر ٹائل رکھ دی جاتی تھی اور بڑا قالین ان ٹائلوں کو ڈھانپ دیتا تھا کمرے میں ایک اور بڑا قالین بچھا ہوا تھا اور سیف والی جگہ پر صوفہ سیٹ پڑا رہتا تھا عاقل نے بتایا کہ سیف میں ڈھیر سارے روپے دیکھ کر اسکی نیت خراب ہو گئی تھی بشیر اس پر اتنا اعتبار کرتا تھا کہ بشیر نے عاقل کو ایک پستول بھی دے رکھی تھی اسی پستول سے اگلی رات سوتے ہوے بشیر کو نشانہ بنایا اور پھر چابیاں نکالیں اور سیف کھولنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا یعنی سیف نہ کھلی کیونکہ سیف میں نمبر لاک بھی تھا ہم نے صوفہ ہٹایا قالین پلٹا ٹائل اٹھاے تو سیف سامنے تھا چابیوں کا پوچھنے پر عاقل نے بتایا کہ دوسرے کمرے میں لیتھ مشین کے نیچے رکھی ہیں میرا ایک ساتھی وہاں گیا اور چابیاں اٹھا لایا چابیاں تو سیف میں لگ گئیں مگر نمبر لاک بڑی پرابلم تھی سیف اتنی موٹی اور مضبوط تھی کہ پستول سے بھی نہ کھل سکتی تھی مجھے یقین تھا کہ نمبروں کی ترتیب بشیر نے کہیں نہ کہیں لکھ رکھی ہو گی میں نے بشیر کے کاغذات والی الماری کھنگالنی شروع کر دی اس الماری میں مختلف قسم کے کاغذات اور بجلی پانی کے بل بے ترتیب سے پڑے ہوے تھے ایک ڈائری نما کاپی کاغذوں کے نیچے سے ملی

اس ڈائری میں نام فون نمبرز اور مختلف قسم کے عجیب وغریب ایڈریس لکھے ہوئے تھے مثلا مشرق میں 140 کلو والے پہنچانے ہیں 6 کلو جنوب میں

سامان کی قیمت ملے گی اس ڈائری پر اس طرح کی تحریں درج تھیں میں نے نوٹ کیا کہ اس ڈائری کے ہر صفحے پر بسم اللہ کا عددی کوڈ 786 لکھا ہوا تھا صرف ایک صفہ تھا جس پر دائیں جانب 8 اور 6 لکھے ہوئے تھے جبکہ بائیں جانب 7 لکھا ہوا تھا میں حیران تھا کہ اس صفحہ پر 786 کو الٹ پلٹ کیوں لکھا ہوا تھا میرے ساتھی اس دوران سیف کے نمبر ملانے کی کوشش کر رہے تھے میں نے انہیں پیچھے ہٹایا اور لاک نمبر کو صفر پر کیا اور دائیں جانب گھما کر 8 پر کیا پھر دوسرے کو بائیں جانب گھما کر 7 پر کیا اور پھر پورا چکر دے کر 6 پر کیا اور اللہ کا نام لے ہینڈل گھمایا تو سیف کھل گئی میں نے ساتھیوں سے کہا کہ سیف کو بلکل خالی کر دیں سیف میں 11 لاکھ اور کچھ ہزار رقم پستول بے شمار گولیاں اور ڈائری برآمد ہوئی ڈائری میں اس کے گروپ کے تمام لڑکوں کے نام اور پتے اور مختلف فون نمبرز لکھے ہوئے تھے

میں نے وہ ڈائری اپنی جیب سے رکھ لی اس دوران خوب بارش شروع ہو گئی بڑے گیٹ پر کھڑے لڑکے بھی اندر آ گئے روپیہ اور اسلحہ میرے ساتھیوں نے بشیر کے ہی ایک سوٹ کیس میں رکھ لیے عاقل گھٹنوں کے بل بیٹھا آنکھیں پھاڑے ہمیں اور سیف سے نکلی اتنی بڑی رقم کو دیکھ رہا تھا اب وہی ہماری سب سے بڑی پرابلم تھا میری ہمیشہ سے عادت تھی کہ جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا تو اپنے والدین اور انکی غیر موجودگی میں دوستوں سے مشورہ ضرور کر لیا کرتا تھا لیکن بعض اوقات کوئی ایسا کام ہوتا تو پہلے فیصلہ کر کے عمل

کرتا پھر کسی کو بتاتا تھا میں نے لڑکوں کو گاڑی پر ڈالنے والے ترپال لانے کو کہا چند منٹ میں ہی وہ پھٹا پرانا ترپال لے کر آ گئے میں نے انہیں ترپاک کو دوہرا کر کے بچھانے کا کہا جب ترپال بچھ گیا تو کہا کہ عاقل کو ترپال پر لا کر بٹھا دو انہوں نے عاقل کو اٹھایا۔اور ترپال پر لا بٹھایا اس سے پہلے کہ میرے ساتھی یا لڑکے کوئی سوال کرتے میں نے پسٹل نکالا اور پے درپے تین گولیاں عاقل کے سینے میں داغ دیں عاقل نے مدھم سی سسکی لی اور وہی ڈھیر ہو گیا عاقل نے بشیر کے قتل کا اقبال جرم کیا تھا عاقل کو زندہ چھوڑنے کا مطلب اپنے آپ کو ساتھیوں کو اور لڑکوں کو اور نذیر اور عارف کو بھارتی پولیس یا ڈی ایم آئی کے حوالے کرنا تھا اس لیے میں نے عاقل کو ختم کر دیا میں اس وقت غصے کی حالت میں تھا اور میری یہ حالت میرے ساتھیوں نے پہلی مرتبہ دیکھی تھی اسی لیے وہ بلکل خاموش تھے لڑکے مجھے لالا جی کہتے تھے ان میں سے ایک بولا لالاجی ہم تو سمجھے تھے کہ آپ اسکو زندہ چھوڑ دیں گے مگر آپ نے اس غدار اور نمک حرام مار کر بہت اچھا اس کا یہی انجام ہونا چاہیے تھا جب وہ چپ ہوا تو ایک لڑکے نے کہا کہ اگر اسکی گردن الگ کر کے جسم کے ٹکرے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور چہرہ بھی اس طرح کر دیا جاے کہ شناخت نہ ہو سکے تو بہتر رہے گا ایک نے کہا کہ لاش کو گیراج میں ہی دفن کر دیا جائے جسے میں نے فوری رد کر دیا آخر فیصلہ ہوا کہ گردن الگ کر کے چہرہ ناقابل شناخت بنا دیا جاے باقی جسم کے 8 ٹکڑے کر ترپال کے ٹکروں

میں باندھ کر دریا برد کر دیا جاے عاقل کا ذاتی سامان جلا دیا جاے اور کوئی ایسا نشان نہ چھوڑا جائے جس سے پتہ چل سکے کہ عاقل کو قتل کیا گیا ہے بلکہ یہ سمجھا جاے کہ وہ کہیں بھاگ گیا ہے لاش کے ٹکڑے لڑکوں نے کیے میرا ایک ساتھی چاے بنانے چلا گیا میں نے عارف کا فون ملایا اس وقت رات کے اڑھائی بج رہے تھے

کافی دیر گھنٹی بجنے کے بعد عارف نے فون اٹھایا میں نے مختصر کہا کہ چھتہ لال میاں میں ہم 9 آدمی موجود ہیں ایک بہت ایمر جنسی ہے لہذا ایک عدد گاڑی خود ڈرائیو کرتے ہوئے پہنچ جائیں اس سے پہلے کہ وہ مزید سوال کرتا میں نے کال کاٹ دی آدھ گھنٹے میں لڑکوں نے لاش کے ٹکڑے کر دیئے لاش کو 9 گھڑیوں میں باندھ دیا گیا اتنی دیر میں میرا ساتھی چاے اور بسکٹ لے آیا ہم سب نے مل کر چائے پی۔ قارئین یہاں ایک بات میں عرض کرتا ہوں کہ جب سے میں بھارت میں آیا تھا تب سے لے کر آج تک یہ میرا پہلا قتل تھا جو میں بھارت میں کیا ہو سکتا تھا کہ میں یہ قتل نہ کرتا مگر اس عاقل نے ہمارے ایک بہت ہی قابل نڈر جانباز اور ہنر مند جو ہمارے آگے چل کر بہت کام آ سکتا تھا کو قتل کیا اس لیے اور اپنے دفاع کے لیے مجھے عاقل کو قتل کرنا پڑا تھا چار بجنے سے پہلے ہی ہمیں ہارن کے وقفے وقفے سے بجنے کی آواز سنائی دی عارف اپنے ایک پڑوسی کی گاڑی لے کر آ چکا تھا میں نے عارف کو مختصر ساری بات بتلائی لڑکوں نے گھڑیوں کو گاڑی کی ڈکی میں رکھ دیا ایک

عقلمندی انہوں نے یہ کی کہ گیراج میں موجود اینٹیں بھی ہر گھڑی 5 + 5 اینٹیں بھی رکھ دیں تا کہ گھڑیاں وزن کی وجہ سے پانی کی تہہ میں چلی جائیں ہر گھڑی کے منہ کو رسی سے مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔ تھا عارف نے بتایا کہ دریائے جمنا کے ایک کنارے پر سڑک ڈاؤن سٹریم میں دس بارہ میل تک دریا کے ساتھ جاتی ہے اور لاش کو وہاں پھینکنا بہتر رہے گا میں نے صبح 4 بجے کا وقت اس لیے چنا تھا کہ اس وقت نائٹ ڈیوٹی والے پولیسیے گھروں کو چلے جاتے ہیں جبکہ صبح والے 6 بجے سے پہلے اپنی ڈیوٹی پر نہیں پہنچتے ہیں اس وقت صرف نواحی دودھ والے ہی سڑکوں پر نظر آتے ہیں۔۔

گاڑی میں عارف کے ساتھ ایک میرا ساتھی اور تین لڑکے بیٹھ گئے تاکہ گھڑیوں کو ٹھکانے لگانے میں زیادہ وقت نہ لگے میں نے عارف کو کہا کہ لاش ٹھکانے لگانے کے بعد گاڑی کی ڈکی تھوڑی دیر کے لیے کھلی رکھنا تا کہ بارش سے ڈکی اچھی طرح صاف ہو جاے اور خون کے نشان نہ رہیں۔ وہ لوگ لاش لے کر چلے گئے تو پیچھے میں میرے تین ساتھی اور ایک لڑکا گیراج میں کھڑے رہ گئے عارف نے جاتے وقت کہا تھا کہ لاش ٹھکانے لگانے کے بعد وہ تینوں لڑکوں کو چھتہ لال میاں کے قریب کہیں اتر دے گا اور میرے ساتھی کو لے کر گھر پہنچ جاے گا

میرے ساتھ رہ جانے والے لڑکے نے کہا کہ دہلی میں چلنے والی زیادہ ٹیکسیاں چھتہ لال میاں کے رہنے والوں کی ہیں جو صبح 7 بجے روزی کمانے نکل پڑتے

ہیں ٹھیک 5 بجے ہم نے گیراج کے کمروں اور مین گیٹ کو تالا لگایا اور سوٹ کیس اور کینوس میں پستول اور گولیوں سے بھرے تھیلوں کو لے کر سڑک پر آ گئے ابھی بلکل اندھیرا تھا بادلوں نے سحر کی ہلکی سی روشنی کو بھی چھپا رکھا تھا اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی ہم بارش میں بھگتے پیدل چلتے ہوئے دو کلو میٹر دور چوراہے پر پہنچ گئے اور دائیں جانب کی سڑک کے کنارے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے تاکہ کوئی ہمیں چھتہ لال میاں سے آتا ہوا نہ سمجھے تھوڑی دیر بعد ایک ٹرک دہلی کی جانب جاتا ہوا دکھائی دیا ہم نے اسے روکا تو سکھ ڈرائیور نے کہا کہ اسے منڈی جانا ہے دس روپے دو اور پیچھے بیٹھ جاؤ ہم نے اسے غنیمت جانا اور ترپال سے ڈھکے ہوئے ٹرک کے پیچھے ترپال کے نیچے بیٹھ گئے سبز منڈی پہنچ کر ہم نے ریلوے اسٹیشن کا اوور ہیڈ برج کراس کیا اور دوسری جانب آ گئے اسٹیشن سے باہر رکشے اور ٹیکسیاں کھڑی تھیں ہم نے دو ٹیکسیاں لیں ایک ٹیکسی میں اس لڑکے کو دو سو روپے دے کر اسکے گھر بھیجا اور دوسری ٹیکسی میں ہم چاروں ساتھی بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے ہم رات بھر کے جاگے اور بارش سے بری طرح بھیگے ہوے تھے ساتھیوں میں ناشتہ بنانے کی ہمت نہ تھی لہذا ہم نے نذیر کے گھر والوں کو ناشتے کا کہا اور نذیر کو اوپر بلا کر رات والی ساری صورتحال سے آگاہ کیا اس نے بھی میرے فیصلے کی تائید کی آٹھ بجے تک عارف اور میرا ساتھی بھی واپس لوٹ آئے اور اپنا کام بخیر وخوبی انجام دینے کا بتایا تو ہم سب مطمئن ہو گئے

بشیر سے۔ تعلق مختصر واقعات عرض کرتا چلوں دو روز بعد عارف نے بشیر
کے ساتھ کام کرنے والے لڑکوں کی میٹنگ بلائی کیونکہ عارف کو ہی سرپرستی
حاصل تھی میں نے تمام روپیہ نذیر اور عارف کے حوالے کر دیا جسے دونوں
نے جوائنٹ اکاؤنٹ کھول کر بینک میں رکھ دیا اس روپے سے لڑکوں کی تربیت
اور ان کی ضروریات پوری کرنی تھیں بشیر کا کوئی نزدیکی رشتہ دار تو تھا نہیں
لہذا ہم نے یہی بہتر سمجھا کہ اس روپے کو بشیر کے جانثار لڑکوں پر ہی صرف
کا جاے بشیر کی صحیح قدر تو اس کے مرنے کے بعد ہوئی اس نے اپنی وصیت
لکھی ہوئی تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس گیراج کو بھیچ کر اس سے
حاصل ہونے والی رقم کو چھتہ لال میاں کی کنواری لڑکیوں کی شادی میں
مصرف کیا جاے میرے مشورے سے عارف نے وہ گیراج بشیر کے پیسوں میں
سے نکال کر 3 لاکھ میں خرید لی بشیر کے جانثاروں کو پھر مل کر بیٹھنے اور اپنی
مستقبل کی کارروائی کرنے کے لیے جگہ میسر آ گئی جن لڑکوں کو بشیر نے موٹر
مکینک کا کام دکھایا تھا انہوں نے ورکشاپ سنبھال لی چھتہ لال میاں والوں کو
جب بشیر کی وصیت اور غنڈے کے خول میں ایک شریف اور محبت کرنے والا
انسان دکھائی دیا تو بہت پرائیوٹ کاریں اور ٹیکسیاں اس گیراج کی مستقل گاہک
بن گئیں مکینک لڑکوں نے بھی خوب محنت کی گیراج کا کام اور شہرت روز
بروز بڑھتی گئی دن کو وہاں گاڑیوں کی مرمت کا کام ہوتا تھا اور رات کو تربیت
اور مستقبل میں کاروایوں کی منصوبہ بندی کی جاتی تھی ایک بات اور بشیر کی

سیف سے ملنے والا اسلحہ میں نے اپنے ساتھیوں کے حوالے کردیا تھا وہ اس لیے کہ اگر لڑکوں کے حوالے کیا جاتا تو وہ اشتعال میں آ کر کوئی ایسی کاروائی یا کام کر گزرتے جس سے ہم سب مصیبت میں پھنس سکتے تھے رام پوری چاقو کا استعمال تو وہ بشیر سے پہلے ہی سیکھ چکے تھے اور بارودی اسلحہ انہیں دینا عقل مندی نہ تھی میرے ساتھی اور میں پہلے ہی اعصاب شکن ماحول میں رہ رہے تھے بشیر کے قتل نے تو بلکل ہی ہمیں ہلا کر رکھ دیا تھا بشیر کے قتل کے دو ہفتے بعد میں نے اپنے ساتھیوں کو پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے مطابق چھٹی گزارنے کا کہہ دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا میں نے ماسوائے ڈاک کے وصول کرنے اور بھیجنے کے باقی ساری کاروائیاں معطل کرنے کا کہا تو وہ اس پر مان گئے میں خود بھی ذہنی طور پر بہت تھک چکا تھا جس کا اظہار میں نے کبھی نہیں کیا میں تقریباً روزانہ ہی ساتھیوں کے گھر چلا جاتا نذیر اور عارف سے ملتا گپ شپ لگاتے میں نے ایک بات نوٹ کی کہ میرے ساتھی زیادہ تر بستر میں ہی دبکے رہتے تھے اور خود میں بھی دو چار گھنٹوں کے علاوہ باقی سارا ٹائم کمرے میں ہی بستر پر ہی گزار دیتا تھا میں نے اس بات کو محسوس کیا اور سوچا کہ اس طرح تو اعصابی تناؤ ہم سب پر سوار ہو جاے گا جب 65ء کی جنگ میں بارڈر پر موجود پاکستانی فوجی آدھی رات کو مل کر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تو ہندو باقی ساری رات فائر کرنے میں گزار دیتے اور ہمارے فوجی آرام سے مورچوں میں بیٹھے رہتے بھارتی فوج علی الصبح حاجات سے فراغت کے لیے

چمکتی گڑویاں لیے ہوے مورچوں سے باہر نکلتے تو پاکستانی جوان گڑویوں کا نشانہ لے کر دو چار فائر کر دیتے اور پھر انکی نہ حاجات باقی رہتی اور نہ گڑویاں بھارتی فوجی کئی کئی گھنٹے فائر کرنے۔ میں گزار دیتے پاکستانی فوجیوں نے تو اسے روز مرہ کا کھیل بنا لیا تھا ادھر بھارتی فوجیوں کی حالت دگرگوں تھی آخر کار بھارتی سیکٹر کمانڈر بریگیڈیئر نے پاکستانی سیکٹر کمانڈر سے گڑ گڑا کر التجا کی کہ ایک تو پاکستانی فوجی آدھی رات کو اللہ اکبر کا نعرہ نہ لگائیں اور دوسرا گڑویوں کو نشانہ بنانا چھوڑ دیں کئ بھارتی فوجی اللہ اکبر کے نعرے سے اپنے حواس کھو بیٹھے اور چیختے چلاتے فائر کرتے نو میئر لینڈ کو کراس کر کے آگے نکل جاتے ہیں اور پاکستانی فوجیوں کا نشانہ بن کر مر جاتے ہیں

لہو گرم رکھنے کے لیے ہمیں پلٹنا جھپٹنا جھپٹ کر پلٹنے کی ضرورت تھی میں نے ہنگامی طور پر ایک اجلاس بلایا اور عارف کے ذریعے شام 6 بجے گیراج میں میٹنگ کا کہہ دیا اگلے روز ہم پانچوں عارف کو لے کر گیراج میں پہنچے تو تمام لڑکے وہاں موجود تھے میں نے انہیں کہا کہ اب ہمیں ہاتھ پر ہاتھ دھرے تو بیٹھے نہیں رہنا چاہیے بلکہ اپنے کام کو تندہی سے آگے بڑھانا چاہیے۔۔

ہٹ اینڈ رن کے تحت آپ لوگوں نے اپنے ٹارگٹ چننے ہیں چونکہ لڑکے دہلی اور گردونواح سے واقف تھے اس لیے میں کہا کہ ایک ٹولی میں تین لڑکے ہوں گے اور ان کا کمانڈر میرا ایک ساتھی ہو گا میں نے 9 لڑکوں کی 3

ٹولیاں بنائیں اور اپنے 3 ساتھی نمبر 2 کو چھوڑ کر ان کا ایک ایک کمانڈر بنا دیا میں نے انہی کہا کہ ٹاگٹ چنتے وقت ایک بات کا خاص خیال رکھا جاے کہ شہری آبادی کو جانی اور مالی نقصان نہ ہونے پاے ہمارا مقصد سراسیمگی پھیلانا اور ان یونیفارم میں موجود سپاہیوں کے خلاف لوگوں میں نفرت پیدا کرنا تھی ٹارگٹ چننے کے بعد وہ مجھے ٹارگٹ کی تفصیل بتائیں گے اور اگر ٹارگٹ ہر لحاظ سے محفوظ

مفید ہوا تو اس ٹارگٹ کے لیے ضروری سامان مہیا کروں گا میں نے لڑکوں سے کہا کہ پرسوں صبح 9 بجے کشمیری گیٹ گاندھی سمادھی اور لال قلعہ کے سامنے بلترتیب اے بی اور سی گروپ پہنچ جائیں جہاں پر میرے تینوں ساتھی انہیں ملینگے اور ٹارکٹس کی تلاش میں ان کے ہمراہ رہیں گے سب نے اس پروگرام کو پسند کیا میرے ساتھی بھی اصلی فارم میں آ گئے اور اس نئے مشن کے لیے خود کو تیار کرنے لگے ان ٹارگٹوں کی تلاش سے ایک میرا مقصد یہ بھی تھا کہ میرے ساتھی دہلی سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور میں بھی ان کی حاصل کردہ معلومات پر اپنے نقسے میں نشان لگا سکوں جہاں ایسی کارروائیاں کی جا سکیں وہ مقام ابھی تک میری نظروں میں نہیں آے تھے اور ان کے متعلق بھی جان سکوں ان ٹولیوں نے تقریباً دس بارہ حساس مقام تلاش کر نے تھے ان حساس مقامات سے میری مراد صرف نواحی فوجی علاقے نہیں تھے بلکہ پولیس ریزرو پولیس نیوی سی بی آئی آور ایئر فورس کے دفاتر کے علاوہ پولیس

لائنز فوجی اور آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن بھی تھا جہاں فوج کا پہرا ہوتا تھا میں نے اس بات کی تفصیلی وضاحت کر دی تھی طے شدہ وقت پر میرے ساتھی مقررہ جگہ پر ملے اور اپنے ٹارگٹس کی تلاش میں دہلی اور گردونواح میں پھیل گئے ہر شام 8 بجے میں ساتھیوں کے گھر جاتا ہم دہلی اور گردونواح کے نقشے لے رکھے تھے میرے ساتھی اپنے نقشوں پر نشان لگاتے اور اس علاقے کی تفصیل مجھے بتاتے اور میں اپنے نقشے پر نشان لگا کر ان سے حاصل شدہ معلومات کی روشنی میں سمری تیار کرتا یوں تقریبا 10 دن میں مجھے 14 حساس مقامات کی نشاندہی ہو چکی تھی تمام ٹولیاں بھرپور کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی تھیں میں نے ان 14 مقامات کی ان کی اہمیت کے حساب سے منصوبہ بندی کر لی اور 3 دن میں ان ٹولیوں کے ہمراہ ان مقامات کو دیکھنے جانچنے کے لیے گیا اٹیک اور بھاگنے کے رستوں کا تعین کیا درجہ بندی میں اول ریڈیو ٹرانسمیشن دوم سی بی آئی ہیڈ کوارٹر اور سوم میں 3 مقام یعنی آرمی ائیر فورس نیول ریکروٹنگ سنٹر کو دی ان تمام مقامات پر مدافعت کا کوئی امکان نہیں تھا اور میرے ساتھیوں اور لڑکوں کو گروپ کی صورت میں دو دو کی ٹولیوں میں اٹیک کر کے بھاگنے کا عملی تجربہ ہو جاتا میں نے نیو ہمدرد سے رابطہ کیا اور مزید 15 ٹائم بم طلب کیے اس نے ایک ہفتے میں بموں کی فراہمی کا ٹائم مانگا میں چاہتا تھا کہ اگر اس مشن میں میرے ساتھیوں اور لڑکوں کی کارکردگی حوصلہ افزا رہی تو میں اس سے بڑے مشن انجام دینے کی پلاننگ کروں گا جس کے متعلق میرے سئنرز

نے مجھے بتایا تھا کہ وہ مشن ہمارا پریسٹیج میٹر بن چکا ہے میں نے بھارت میں اب تک کے قیام کے دوران جب بھی اس مشن کے متعلق سوچا میرے ساتھیوں کی کمتعداد اور وسائل کی کمی آڑے آئی اب ان نڈر لڑکوں کی وجہ سے ہماری عددی کمی پوری ہو چکی تھی اور نئے ہمدرد کے ذریعے ہر طرح کے اسلحہ کا حصول بھی ممکن ہو گیا تھا ہمارے سئنرز نے بھی یہ انتظام شاید اس لیے کیا تھا کہ وہ ہماری سابقہ کارکردگی سے متاثر اور مطمئن ہو چکے تھے اور انہیں اپنے پریسٹیج مشن میں ہماری کامیابی کا امکان نظر آتا تھا وہ مشن تھا بھارت کے اس ہوائی اڈے کا جسکا رن وے جنگی طیاروں کے پارکنگ ریمپ اور فیولنگ کا انتظام پہاڑ میں سرنگیں کھود کر پہاڑ کے اندر کیا گیا تھا اور ایک تہائی رن وے بھی پہاڑ کے اندر تھا اور وہاں بھارت نے اپنے 21 یو پی گریڈڈ مگ روسی ایس یو 7 کے علاوہ روسی تعاون سے بھارت میں تیار کردہ ایچ ایف 24 جہاز محفوظ کھڑے تھے۔

ہم نے پہلے روز ریڈیو ٹرانسمیشن پولز سی بی آئی ہیڈ کوارٹر پر صبح 7 بجے اور آرمی اور ائیر فورس ریکروٹنگ سنٹر شام 6 بجے حملے کے لیے پلاننگ کیا ان اوقات میں مدافعت کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں اور اگر ان کا جانی نقصان بھی ہوتا تو بہت کم ہوتا ایک ہی دن میں چار مختلف حساس مقامات پر تباہی وہ بھی دارالحکومت میں پورے بھارت کو ہلا کر رکھ دیتی میں نے کئی بار ان چاروں ٹارگٹس پر جا کر حملے کے بعد بھاگنے کے راستوں کا تعین کیا دشواری

صرف ریڈیو ٹرانسمیشن پولز پر حملہ کر کے فرار کے لیے پیش آئی ٹرانسمیشن کے پولز دہلی کے انڈسٹریل ایریا ختم ہونے کے بعد مین جی ٹی روڈ پر دہلی سے قریب 30 کلومیٹر کے فاصلے پر تھے اور وہ سارا ایریا خار دار تاروں سے گرا ہوا تھا اندر داخل ہونے کا صرف ایک ہی راستہ تھا اور ٹرانسمیشن کے پولز کے درمیان ریلے اسٹیشن کے دو کمرے اور گارڈ کے لیے بھی دو کمرے بنے ہوے تھے نگرانی کے دوران مجھے صرف ایک ٹائم میں دو ہی گارڈ دکھائی دیئے جو پیشتر ٹائم گارڈ روم میں ہی گزارتے تھے کیونکہ بادلوں کی وجہ سے انہیں دھوپ سیکنا میسر نہ تھی پچھلی جانب سے تاروں کو کاٹ کر گارڈز کی نظروں میں آے بغیر داخل ہونا تو ممکن تھا مسئلہ صرف بم رکھنے کے بعد مین روڈ تک واپس آنا اور پھر وہاں سے دہلی تک آنے کا تھا اسکا حل یوں نکالا گیا کہ بم کو آن کر کے پھٹنے کا وقفہ 45 منٹ رکھا جاے واپسی کے لیے گاڑی مہیا کرنے کی ذمہ داری عارف کو سونپی۔ سی بی آئی بھارت میں پرانی دہلی میں ایک قدیم عمارت میں قائم تھا ایک بغیر دروازوں کے مغلیہ دور کا طرز داخلے کا اتنا بڑا دروازہ تھا کہ بڑا ہاتھی بھی آسانی سے گزر جاے دروازے سے گزر کر مستطیل میدان میں عملے کی اور سرکاری گاڑیوں کی پارکنگ تھی اور اس میدان کے 3 اطراف برآمدے اور کمرے بنے ہوے تھے ہمیں یقین تھا کہ وہی پر زیر زمین ٹاچر سیل اور لاک اپ بھی ضرور ہوں گے یہاں پر پروگرام کے مطابق پارکنگ لاٹ میں سرکاری گاڑیوں کے درمیان والی گاڑی میں بم

رکھنا تھا تاکہ دھماکے سے دونوں اطراف کی گاڑیوں کو نقصان پہنچے صبح 7 بجے سوئپرز کے روپ میں ان گاڑیوں تک پہنچنا اور بم رکھ کر فرار ہونا بہت آسان تھا

نیول ریکروٹنگ سنٹر کو فی الحال ہم نے اپنی لسٹ سے نکال دیا تھا اور ائیر فورس ریکروٹنگ سنٹر پر شام 4 بجے کے بعد صرف دو 3 تین گارڈ اور سویپرز کی حکمرانی ہوتی تھی ان جگہوں کی دیوار کی اونچائی 4 سے 5 فٹ تک تھی اور اسے پھلانگ کر اندر جا کر بم رکھ کر واپس آنا دشوار نہ تھا ان جگہوں پر بم پھٹنے کا ٹائم 30 منٹ رکھنا طے پایا یہ دونوں سنٹرز بھی سفارت خانوں کے قریب جن پت نئی دہلی میں واقع تھے میں نے ان حملوں کی ہر قسم کی دشواری کے پیش نظر ساتھیوں سے کئی بار ڈسکس کی اور لڑکوں کو کئی بار ریہرسل کروائی اب ہمارا ہوم ورک پوری طرح سے مکمل ہو گیا ہم سب اس پر مطمئن تھے اور حملوں کا وقت بھی مقرر ہو گیا اب ہمیں بموں کی وصولی کے بعد تاریخ کا تعین کرنا تھامیرا پروگرام اتوار کے روز حملے کروانے کا تھا چھٹی کی وجہ سے یہ کام ہمارے لیے آسان تھا میری ہدایات کے مطابق ان حملوں میں بموں کے علاوہ تمام سامان میرے ساتھیوں نے مختلف دوکانوں سے خرید لیا اور اس مشن کو بھی مانیٹر میں نے ہی کرنا تھا وقت مقررہ پر نیو کونیکٹ نے دو سوٹ کیس میں 15 بم پہنچا دیئے اپنے ساتھیوں کو میں نے چاروں جگہوں پر بم ایکٹیویٹ کر کے پلانٹ کرنے کی ذمہ داری سونپی لڑکوں

نے انہیں کور دینا تھا صبح والی دو ٹولیوں کو اسی شام ٹارگٹ پر حملہ کرنا تھا یہ ٹولی میرے جوڈوکراٹے والے ساتھی کی زیر نگرانی تھی میرے نمبر2 نے بہت ضد کی کہ انچاروں میں ایک مشن اسے بھی دیا جائے لیکن میں نہیں مانا ہمارا ٹرانسمیٹر آپریٹر وہی تھا اور خدانخواستہ مشن میں ناکامی کی صورت۔ میں ہمارے ٹرانسمیٹر کا پاکستان سے رابطہ ختم ہو جاتا میں نے اس مشن کے لیے بھی پاکستان سے اجازت نہیں لی تھی۔۔

میں نے آئندہ جمعہ کی شام جنرل میٹنگ کی اور سب افراد کو میٹنگ کا حصہ بنایا اور انہیں لاسٹ انسٹرکشن دیں اور اتوار کو مشن سر انجام دینے کا الٹیمیٹ دیا تمام ٹولیوں کو اسلحہ بھی دیا گیا اور ہدایت کی گئی کہ اسلحہ کا استعمال صرف اسی صورت کیا جاے جب کوئی راستہ باقی نہ رہے اور مشن مکمل ہونے کے بعد اسلحہ واپس جمع کروا دیا جاے عارف کے ذمے گاڑیوں کا بندوبست اور ٹرانسمیشن پولز تک ایک ٹولی کو لے جانا اور واپس لانے کی ذمہ داری لگائی گئی تمام ہداہات اور مشن کی اونچ نیچ ایک بار پھر دہرا کر ہم واپس چلے آئے واپسی ساتھیوں کو گھر چھوڑنے پر خبردار کیا کہ اگر ان ٹولیوں میں سے کوئی ایک لڑکا بھی غیر حاضر ہو تو مشن کو ملتوی کر کے واپس آ جائیں۔ اس کے بعد میں ہوٹل واپس آ گیا بشیر کے قتل کے بعد مجھے کسی پر بھی اعتبار نہیں رہاتھا

اتوار والے دن میں ساتھیوں کے گھر آگیا اور سب کو اپنے اپنے مشنز پر روانہ کر۔ کے نذیر اور نمبر 2 کے ساتھ نذیر کے گھر بیٹھ کر نتائج کا انتظار کرنے

لگ گئے۔

سب سے پہلے سی بی آئی والی ٹولی کا نگران میرا ساتھی واپس آیا اور اپنی کامیابی کا مژدہ سنایا اور بتایا کہ مشن کے بعد لڑکے نے ریوالور واپس کر دیا ہے اور باقی اپنے اپنے رستے واپس چلے گئے ہیں

اس کے عارف بھی میرے ساتھی کے ساتھ واپس پہنچ گیا اور اپنی کامیابی کا مژدہ سنایا اب ہمیں اخبار کے ضمیمے چھپنے کا انتظار تھا نذیر نے لنچ کا ارینجمنٹ اپنے ہوم میں کر رکھا تھا۔ سب نے مل کر لنچ کیا لنچ کے بعد میں نے اپنے نمبر2 کو بھیجا کہ اگر کوئی ضمیمہ چھپا ہو تو لے آے تھوڑی دیر بعد نمبر2 خوش چہرے کے ساتھ دو ضمیمہ لیے پہنچ گیا انگریزی کے ضمیمے میں سی بی آئی ہیڈ کوارٹر اور ٹرانسمیشن پولز پر دھماکوں کی خبر شہہ سرخیوں کے ساتھ چھپی تھی مختصر اداریئے میں انٹیلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹرز میں دھماکے سے 7 گاڑیاں مکمل تباہ ہونے اور بقی گاڑیوں کو نقصان پہنچنے کا احاطہ کرتے ہوئے اس ادارے کو بری طرح لتارا گیا تھا اور وزیر داخلہ سے استعفیٰ کا مطالبہ کیا گیا تھا اسی اخبار میں ٹرانسمیشن پولز پر ریلے اسٹیشن کے مکمل تباہ ہونے اور دہلی ریڈیو اسٹیشن کے بعد ہونے پر وزیر مواصلات سے بھی استعفیٰ کا مطالبہ کیا گیا تھا شام 5 بجے تک انگریزی کے 5 مختلف ضمیمے ہمارے پاس جمع ہو چکے تھے اخبار والوں کو کیا معلوم تھا کہ ابھی تو انٹرول ہوا ہے اور باقی حصہ شام 6 بجے شروع ہوگا شام کو جانے والی ٹولی کا نگران ساتھی آٹھ کر کمرے میں آرام

کرنے کے لیے چلا گیا ہم سب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور شام تک چاے پیتے رہے شام 5 بجے ساتھی آٹھ کر نیچے آ گیا اور جانے کی اجازت چاہی تو ٹرانسمیٹر والے ساتھی نے کہا کہ اب مجھے جانے دیا جاے لیکن میں نے کہا کہ نہیں عنقریب ہم سب ایک ایسے مشن کے جائیں گے جہاں پر ہر کوئی اپنے دل کی خواہش پوری کر لے گا شام 7 بجے پہلی ٹولی واپس آئ نذیر نے لڑکوں کو باہر سے ہی واپس بھیج دیا میرے ساتھی نے ائیر فورس کی ملحقہ عمارت کا شیشہ کاٹ کر بم پھیکنے تک بغیر کسی مدافعت کے کامیابی کی خبر سنائی اور اب آخری ٹولی کی کامیابی سے واپسی کے منتظر تھے تھوڑی دیر بعد میرا ساتھی مسکراتا ہوا واپس آیا آج اس کا یہ دوسرا مشن تھا اس نے بتایا کہ شیشہ کاٹنے کے بعد اس کو علیحدہ کرتے ہوئے شیشہ نیچے گر گیا شیشہ گرنے کی آواز سن کر پہرے پر موجود سنتری ادھر آ گیا اسکے ہاتھ میں رائفل تھی میرا کوریج ساتھی اس کے بوٹوں کی آواز سن کر چھپ گیا جب گارڈ وہاں پہنچا تو ٹوٹا ہوا شیشہ دیکھنے لگا کہ اتنی دیر میں میرے کوریج نے پیچھے سے اسکی گردن چاقو سے کاٹ دی اور ہم نے وہاں موجود کرسی کے نیچے بم رکھا اور ہم واپس آ گئے شام ڈھلے ہی ریڈیو اسٹیشن اپنی نشریات ایمر جنسی سے بحال کرنے میں کامیاب ہوا دوسرے دن اخبارات چاروں جگہوں پر تباہی سے بھڑے ہوے تھے سی بی آئی ہیڈ کوارٹر اور ٹرانسمیشن پولز تصاویر کے ساتھ مکمل خبر شائع ہوئی جبکہ ائیر فورس آرمی ریکروٹنگ سنٹر کی تصاویر نہیں تھیں صرف اتنا لکھا تھا کہ دھماکوں کے

بعد عمارات کو پولیس نے مکمل گھیر رکھا ہے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی گارڈ کے ہلاک ہونے کی خبر دبا دی گئی تھی لیکن جو روپورٹو پہلے پہنچ گئے تھے ان کو وہاں کے سویپرز نے بتا دیا تھا کہ ایک گارڈ بھی ہلاک ہوا ہے

ہماری کامیابی نے جہاں ہمیں خوشیوں سے لاد دیا تھا وہاں پورے بھارت خصوصاً راجدھانی دہلی کی عوام میں خوف و حراس اور سراسیمگی اور عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا تھا اخبارات کئی روز تک آن خبروں سے بھرے رہے

ٹریبون نے تو اپنے اداریئے میں یہاں تک لکھا کہ اب ہمیں واقعی ضرورت ہے سی بی آئی ایئر فورس کی حفاظت کے لیے علیحدہ کوئی فورس بنائیں اپوزیشن پارٹیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر حکمران پارٹی پر بہت کیچڑ اچھالا حتی کے لوک سبھا میں بھی اس واقعہ پر اچھا خاصا ہنگامہ ہوا اخبارات نے ان دھماکوں کا ذمہ دار پاکستان سکھ علیحدگی پسند اور کشمیر حریت پسندوں کو ٹھہرایا ان دھماکوں سے چند روز قبل ہی تامل ناڈو مدراس کی صوبائی حکومت کو ختم کر کے ایمر جنسی نافذ کر کے گورنر راج لگا دیا گیا تھا کئی اخبارات نے اسے سابقہ تامل ناڈو کی حکومت کا انتقامی کارنامہ قرار دیا تھا۔ان دھماکوں کے بعد دہلی کے حالات معمول پر آتے آتے 15 روز لگ گئے بھارتی سورماؤں نے پاکستان کے اندرونی خلفشار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے 71ء میں دولخت تو کر دیا تھا لیکن اپنی فطری بزدلی کے تحت وہ ہر وقت پاکستان سے خوفزدہ رہتے تھے کہ نجانے کب یہ زخمی شیر بدلہ لینے کو اٹھ کھڑا ہو یہ تو اس وقت ہماری

حکمرانوں کی بزدلی اور بھارت نوازی اور پاکستان دشمنی تھی جو پاکستان بدلہ نہ لے سکا اور ہزار سال جنگ لڑنے کے دعوے کرنے والے کشمیر میں سیز فائر لائن کو کنٹرول لائن قرار دینے کے پردے میں آزاد کشمیر میں سیز فائر لائن کے قریب فوجی لحاظ سے انتہائی اہم پہاڑوں کو بھارتی تسلط میں دے آے یہاں تک کہ اس فیاضی میں انہوں نے شاہراہ ریشم کی دو پہاڑیاں بھی بھارت کو بخش دیں جن پر ایک ہیوی مشین گن اور ایک مارٹر کے ساتھ شاہراہ ریشم کو بند کر سکتا ہے

اس مشن کے بعد میری ساتھیوں کی پژمردگی بشاشت میں بدل گئی تھی دراصل کسی مشن کو سر انجام دینے کے لیے یہ ان کی مکمل پہلی ذمہ داری تھی جسے انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا میں نے عارف کے ذریعے لڑکوں کو دو دو ہزار روپے بھجوائے اور انہیں آئندہ 20 روز تک بلکل نارمل رہنے اور ایک دوسرے سے نہ ملنے کی ہدایات جاری کی تھیں کیونکہ اب بھارت کے تمام جاسوسی ادارے ہر جگہ حملہ آوروں کو تلاش کر رہے تھے اپنے ساتھیوں کو بھی محتاط رہنے کا کہا بھارت کے جتنے بھی انگریزی اور ہندی اخبارات میں ان دھماکوں کی خبریں چھپیں وہ میں نے خرید لیے ہندی اخبار عارف کی بیٹی کے توسط سے ملے کیونکہ وہ سکول میں ہندی پڑھتی تھی میں نے یہ اخبار آئندہ ڈاک میں پاکستان بھیج دیئے مجھے یقین تھا کہ ہمارے ادارے کے پاس بھی بھارتی؛جاسوس اور بارڈر اسمگلروں کی ایک بڑی کھیپ ہو گی جو

ہندی اخبار انہیں پڑھ کر سنائے گی قریباً ایک ماہ بعد میں نے پھر میٹنگ بلائی جس میں تمام لڑکوں اور اپنے ساتھیوں کو ایک ساتھ بلایا اور کہا کہ اب ہمیں دہلی سے دور ایک بڑے مشن کے لیے جانا ہے اس لیے ذہنی اور جسمانی طور پر خود کو تیار رکھیں اپنے 3 ساتھیوں کے علاوہ میں 3 لڑکوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا

اس بار میرا مشن پہاڑوں کی سرنگوں میں چھپا ہوا بھارتی جنگی ہوائی اڈا تھا اس اڈے کے متعلق میری معلومات صفر تھیں صرف اتنا معلوم تھا کہ یہ ہوائی اڈہ پہاڑیوں کی سرنگوں میں بنایا گیا اور اس کے قریب ترین شہر گورکھ پور ہے اور اسکے متعلق مزید معلومات گورکھ پور سے مل سکتی تھیں لہذا مئی 73ء میں میں نے اپنے تین ساتھیوں اور تین لڑکوں کو ساتھ لے کر گورکھ پور کی راہ لی گورکھ پور پہنچ کر میرے ساتھیوں اور لڑکوں نے ایک درمیانے درجے کے ہوٹل میں کمرے کرایہ پر لیے اور میں خود سول لائنز کے قریب تقریباً ایک بہتر ہوٹل میں ٹھہرا میں نے اپنے ساتھیوں کو لڑکوں کی حرکات و سکنات پر نظر رکھنے کا کہا کیونکہ گورکھ پور دہلی کی نسبت بہت چھوٹا شہر تھا اور؛ ہماری کوئی بھی اوچھی حرکت ہمیں نظروں میں لا سکتی تھی

اگلے روز میں ساتھیوں کے ہوٹل پہنچا اور دو دو کی ٹولیاں بنائیں ایک اپنا ساتھی اور لڑکا اور ایک لڑکے کو میں نے اپنے ساتھ لے لیا اور شہر کا سروے کرنے نکل کھڑے ہوئے میں نے ساتھیوں کو کہا کہ کہیں اگر بولنے کی نوبت

آے تو لڑکوں کو بولنے دینا کیونکہ ان کا لب و لہجہ دہلی کا ہے اور خود خاموش کھڑے رہنا دہلی میں تو سب چلتا ہے مگر یہاں احتیاط بہتر تھی گورکھ پور اترپردیش میں ہمالیہ کے دامن میں پہاڑی سلسلے میں واقع ہے یہ شہر نیپال کی سرحد کے قریب ہے اور ریلوے جنکشن کے علاوہ یہاں بھارتی چھاؤنی بھی ہے یہ ایک درمیانے درجے کا شہر ہے ہم سارا دن شہر میں گھومتے رہے۔۔۔

ہمیں شہر میں ایئر فورس کی وردی پہنے کوئی بندہ بھی نظر نہ آیا دوسرے روز بھی سارا دن شہر میں مارا مارا پھرنے کے باوجود ہمیں کوئی سراغ نہ ملا جس سے یہاں ہوائی اڈے کی تصدیق ہو سکے اور کسی انجان آدمی سے ہوائی اڈے کے بارے میں پوچھنا ہمیں مشکوک بنا سکتا تھا مجھے میجر احسن کا ایک مسلمان بیٹ مین پر بھروسہ کرنے کے انجام کا علم تھا اس لیے ہمیں خود ہی تلاش کرنا تھا تیسرے روز میں لڑکے کے ہمراہ شہر سے باہر ایک سڑک پر جا رہے تھے کہ مجھے ایک پٹرول ٹینکر دکھائی دیا جسکی رفتار سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ خالی ہے میں نے رکشہ والے کو اس سڑک پر جانے کا کہا تین موڑ گزرنے پر مجھے پٹرول ٹینک دکھائی دیا رکشہ والے سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ شہر بھر کے پٹرول پمپوں کو یہاں سے ہی پٹرول سپلائی ہوتا ہے ریلوے اسٹیشن کے قریب بھی دو ٹینک ہیں لیکن وہاں کا پٹرول صرف فوج کے لیے ہے میرے یہ معلومات بہت دلچسپ تھیں میں نے رکشہ والے کو واپس شہر چلنے کا کہا شہر پہنچ کر ہم نے وہ رکشہ چھوڑا اور ایک دوسرا رکشہ لیا اور ساتھیوں کے پاس

ہوٹل پہنچ گئے شام کو میں نے سب کو اکٹھا کیا اور کہا کہ کل دو ساتھی ریلوے اسٹیشن پر موجود پٹرول ٹینکس کے پاس چلیں جائیں اور پٹرول لینے آنے والے ٹینکروں کے رنگ نمبر نوٹ کرتے رہیں اور خاص کر ان ٹینکروں p- C کے ساتھ High in flameable 100 پر خاص توجہ دیں جن پر لکھا ہو کیونکہ لڑاکا اور بمبار جہازوں میں 100 فیصد خالص تیل octane استعمال ہوتا ہے میرے ساتھیوں نے دو دن کی تگ و دو کے بعد اس ٹینکر کا سراغ لگا لیا جو خاکی رنگ پر کیموفلاج کئے ہوے تھا میرے ساتھیوں نے اسے پٹرول لے جانے والی سڑک پر 5 اور چھ کلومیٹر تک جا کر وہ جگہ بھی نوٹ کر لی جہاں سے اس مختلف اطراف میں جانے والئ سڑکوں کے کٹ ختم ہو جاتے تھے وہ سڑک گورکھ پور سے شمال مغرب کیطرف جاتی تھی دوسرے روز میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس سڑک پر خاصی دور تک گیا میں نے دیکھا کہ اس سڑک کے اطراف میں جانے والی سڑکیں چھوٹی اور ٹوٹی پھوٹی ہیں جبکہ یہ مین سڑک جو آگے کو جاتی تھی شروع سے ہی بڑی اور بغیر ہچکولوں کے ٹوٹ پھوٹ کے بغیر بڑی مضبوط بنی ہوئی تھی اس سڑک پر کوئی ٹریفک دکھائی نہ دی سو فیصد صاف پٹرول لے جانے والے ٹینکر ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر نہیں جاتے کیونکہ ہچکولوں سے یہ تیل خود بخود بھڑک اٹھتا ہے مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ یہی سڑک ہوائی اڈے تک جاتی ہے اور یہ اڈا شہری آبادی سے خاصی دور بنا ہو گا گورکھ پور میں رہتے ہوئے ہمیں یہ بھی معلومات ملیں کہ

اس سڑک پر آگے جا کر ایک چیک پوسٹ بھی آتی ہے جب تک وہاں سے کلئرنس نہ ملے آگے کوئی نہیں جا سکتا اس چیک پوسٹ کے بعد رہائشی علاقہ شروع ہو جاتا ہے وہاں پر ہوائی اڈے کے متعلقہ ملازمین اور آفیسرز کی رہائشی کالو نیاں بنی ہوئی ہیں اس کے بعد ایک اور چیک پوسٹ آ جاتی ہے جہاں پر آفیسرز میس بنے ہوئے ہیں جن میں پائلٹ اور سنگل آفیسرز رہتے ہیں آفیسر میس کے بعد سڑک ایک پہاڑی کے گرد گھوم جاتی ہے ہمیں یہ معلومات بڑی کھوج کے بعد ایک بوڑھے ڈرائیور سے ملیں جو کالونی کی تعمیر کے دوران ایک انجینئر کو تعمیراتی جگہ پر لے جاتا تھا اس نے ہمیں یہ معلومات ایک شراب خانے کے باہر ایک ٹیکسی اسٹینڈ پر دیں جب میں اور میرا ساتھی اسے اس سڑک پر جانے کے لیے بک کرنا چاہتے تھے اس نے بتایا کہ پہلی چیک پوسٹ سے آگے سے آگے رہائشی کالونی میں جانے کے لیے جسکو ملنا ہو اسکی ٹیلی فون پر اجازت حاصل کرنا پڑتی ہے اس ڈرائیور نے کہا بابو جی آپ نے جس صاحب کو ملنا ہے اس صاحب سے فون پر کہہ دیں کہ وہ آپ کے نام اور میرا نام اور ٹیکسی نمبر پہلی چیک پوسٹ پر لکھو دے تب ہی میں آپکو وہاں تک لے جا سکتا ہوں ڈرائیور کی باتیں سن کر ہم مایوس ہو گئے ظاہر ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ ہم کالونی یا آفیسرز میس تک پہنچ سکتے اس سے آگے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا میں نے اس شام ساتھیوں کو صورتحال سے آگاہ کیا اور دوسرے روز ہم مایوس دہلی کے لیے روانہ ہو گئے۔

واپسی کے بعد بھی میں کئی روز تک ہوائی اڈے میں داخل ہونے کے امکانات پر غور کرتا رہا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان رکاوٹوں کو کیسے عبور کیا جاے ڈرائیور نے بھی چند برس پہلے کے حالات بیان کیے تھے اب جبکہ وہ ہوائی اڈہ مکمل آپریشنل حالت میں تھا تو کیا سکیورٹی کے پہلے والے انتظامات تھے یا تبدیل کر دیئے گئے تھے اسکے متعلق بھی کچھ علم نہ تھا رفتہ رفتہ میرے ذہن سے یہ مشن نکلتا گیا آخر کار ہم نے اس مشن کو مشن امپاسیبل سمجھ کر بھلا دیا باقی دہلی میں ہماری سرگرمیاں معمول پر جا ری تھیں ڈاک آ جا رہی تھی میرے ساتھی ہفتے میں دو بار گیراج جاتے اور لڑکوں کو ٹریننگ دیتے میں تقریباً ہر ہفتے کرنل شنکر سے ملنے جاتا اسی صورتحال میں 74ء کا موسم سرما شروع ہو گیا اور ہم نے اس نئے سال کو بھی دھماکے کرنے کے بجاے ہوٹلوں اور محفل میں شمولیت سے کیا 74ء کی 26 جنوری کی پریڈ بھی ہم نے خاموشی سے گزاری اور پریڈ میں شامل اسلحہ وغیرہ کی تصاویر اتار کر پاکستان بھیج دیں۔۔

قارئین کو ایک بات بتاتا چلوں کہ ہماری یہ 9 ماہ کی خاموشی بھی کسی مشن سے کم نہ تھی بھارت میں رہتے ہوے کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس نے ہر روز ایک مشن پورا کیا ہے تو یہ من گھڑت دعویٰ ہو گا بھارت میں ہمارے قیام کا ایک ایک دن مشن تھا جس طرح پاکستان کے دوسرے دنیا کے تمام ممالک میں سفارت خانے ہیں چاہے وہ سفارت خانے عملی کارکردگی دکھائیں یا

نہ دکھائیں ان پر سالانہ لاکھوں ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں۔۔

یہ سفارت خانے وہاں پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں اسی طرح بھارت میں ہم اپنے محکمے کی نمائندگی کر رہے تھے جو ہمہ وقت ہر حکم کی بجا آوری کے لیے تیار تھے بھارت میں جس طرح ہم نے اپنے مشنز کو کامیابی سے سر انجام دیا تھا اسی چیز کو دیکھتے ہوئے ہمارا محکمہ بھارت میں ہمارے قیام کو طول دے رہے تھے انہوں نے ایک خط میں مجھے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر تم میں سے کوئی بھارت میں شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے واپسی پر اسکی بیگم کو مکمل پاکستانی شہریت دی جائے گی بشیر کے گیراج کو لڑکوں نے بڑی اچھی طرح سنبھالا ہوا تھا میں بھی ہفتے میں ایک آدھ چکر گیراج کا لگا لیتا تھا اور لڑکوں سے انکی تربیت اور ان کے دوسرے مشاغل کے بارے میں بات چیت کرتا تھا ایک دن میں گیراج میں ہی تھا کہ ایک ٹرک مرمت کے لیے آیا اس ڈرائیور نے بتایا کہ ٹرکے چلتے ہوئے آواز پیدا کرتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کرینک شافٹ کا کوئی مسئلہ ہو شاگردوں نے اسے پیچھے سے جیک لگا کر اٹھا نا چاہا تو جیک آدھ میں ہی جواب دے گیا میں نے پوچھا اب کیا کرو گے تو اس لڑکے نے کہا کہ میں نے چوڑی بیلٹس بنوا رکھی ہیں وہ ٹرک کے نیچے بیلٹس کو یو شکل میں لٹکا کر اور ان بیلٹس پر لیٹ کر ٹرک کو سڑک پر چلواے گا اور اس طرح چلتے ٹرک کی کرینک شافٹ کو دیکھ کر نقص کا پتہ لگا

لے گا میرے سامنے ہی اس نے 6 انچ چوڑی بیلٹس ٹرک کے نیچے فٹ کیں ایک بیلٹ اسکی گردن دوسری کمر اور تیسری پاؤں کے نیچے لڑکا ان بیلٹس پر لیٹ گیا اور اس نے ٹرک ڈرائیور کو ٹرک چلانے کا کہا ٹرک چلنے سے کرینک شافٹ بھی گھومنے لگی 15 منٹ کے اندر ٹرک واپس آ گیا مکینک نے نقص کا پتہ لگا لیا تھا مزید آدھ گھنٹے میں اس نے نقص دور کیا اور ٹرک والا اسے 250 روپے دے کر چلا گیا

مکینک لڑکے نے ان بیلٹس کو ٹرک کے نیچے فٹ کیا پھر ان پر لیٹ گیا اور تقریباً ایک کلومیٹر سے زائد فاصلہ طے کر کے واپس آ گیا تو اسے خراش تک نہ آئی میرے ذہن میں روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا مجھے گورکھ پور ہوائی اڈے تک پہنچنے کی ہلکی سے روشنی دکھائی دی اور مجھے محسوس ہوا کہ اگر ان بیلٹس کی خامیوں کو دور کر کے آپ گریڈ کر دیا جاے اور مزید حفاظتی اقدامات کیے جائیں تو آئل ٹینکر کے نیچے لگا کر لیٹ کر سرنگ تک پہنچا جا سکتا ہے واپسی آ کر میں نے ساتھیوں سے اس پر بات چیت کی اور تمام پر غور کیا اور ساتھیوں سے کہا کہ اس بات کا کسی ذکر نہ کریں۔

بھارت میں 90 فیصد ٹرانسپورٹ بھارت ہی کی بنی ہوئی چلتی ہے مثلاً مرسڈیز بسسز ٹرکس وغیرہ ان کے نئے ماڈل تین یا چار سال کے بعد معمولی سی نئی ترمیم کے ساتھ مارکیٹ میں آتے ہیں میں نے ایک ساتھی کو پھر ایک لڑکے کے ساتھ گورکھ پور بھیجا کہ ہوائی اڈے پٹرول لے جانے والے ٹینکرز کی

مکمل ساخت اس کی اونچ نیچ اور دیگر کوائف لے کر آئیں چند روز بعد وہ لوگ واپس آ گئے اور بتایا کہ مرسڈیز ماڈل کے 10 پہیوں والے بڑے ٹینکر ہیں انکی لائی ہوئی معلومات کی روشنی میں میں نے مکینک سے کہا کہ ایسا 10 پہیوں والا ٹرک ڈھونڈ کر اس کے نیچے گھس کر مکمل چھان بین کرے کہ اس کے نیچے ایسے بیلٹس لگ سکتے ہیں وہ مکینک لڑکا ابھی ایسے ٹرکس کی تلاش میں ہی تھا کہ میرا نمبر 2 دہلی میں موجود مرسڈیز کے شو روم سے مختلف سائز کے بروشرز لے آیا ان بروشرز میں 10 پہیوں والے ٹرکوں کی مختلف چیسز کی تصاویر تھیں مکنیک لڑکے نے بتایا کہ شوروم والے بس چیسز ہی فروخت کرتے ہیں اور ان چیسز پر بس ٹرک یا ٹینکر کی باڈی اپنی پسند کے مطابق خود بنوا کر لگانی پڑتی ہے کمپنی سے مکمل تیار گاڑی بھی ملتی ہے جن کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے باڈی چاہے کمپنی کی بنی ہوئی ہو یا پرائیویٹ چیسز کا اندرونی حصہ ایک ہی طرح کا ہوتا ہے میں نے سوچا ائیر فورس والے مکمل کمپنی سے ہی تیار شدہ ٹینکر خریدتے ہوں گے مکینک لڑکے نے اس دوران ایک 10 پہیوں والے وہیل ٹینکر کے نیچے گھس کر بیلٹس لگانے کے تمام نشانات نوٹ کر لیے ٹینکر کی باڈی اور چیسز کے درمیان ایک اسٹیل کے مختلف ٹکروں میں چادر لگی ہوتی ہےاس چادر میں مختلف جگہوں پر سوراخ ہوتے ہیں مکینک لڑکے نے کہا کہ وہ مشین پر ایسے راڈ تیار کر سکتا ہے جو سوراخوں میں داخل ہو کر دونوں اطراف میں کھل جائیں گے اورچادر میں مضبوطی سے فٹ ہو جائیں گے ان راڈوں کے

نچلے حصے میں ایسے ہک لگانے کے لیے مضبوط گول دائرے ہوں جن میں بیلٹس کے ہک آسانی سے فٹ ہو سکیں اس لڑکے نے کاغذ پر اسکی اسکیچ بنا کر مجھے راڈز کی دوران استعمال کی صورت سمجھائی۔ میں اس تجویز سے کافی مطمئن ہو گیا اور اسے کہا کہ 12 عدد راڈ اسٹیل کے بنائے اور یہ ذہن میں رکھ کر بنائے کہ انہیں دوران استعمال 120 کلو وزن برداشت کرنا ہو گا میں نے 120 کلو اس لیے کہا تھا کہ دوران سفر اسمیں لیٹنے والے شخص کا وزن کا دباؤ ٹینکر کے چلنے سے لگنے والے جھٹکوں سے بڑھ سکتا ہے مکینک لڑکے کو راڈز کا کہا اور عارف کو بازار سے پرانے پیراشوٹ کے بیلٹس اورہک خریدنے کا کہا عارف دونوں چیزیں لے آیا بیلٹس کی چوڑائی صرف 3انچ تھی میں نے عارف کو کہا کہ ان بیلٹس کو ایک دوسرے کے ساتھ نہایت مضبوط دھاگے سے اس طرح سیا جائے کہ ڈھائی ڈھائی میٹر لمبی ایک بارہ انچ چوری اور دو 6 انچ چوڑے بیلٹس تیار ہو جائیں یہ کام عارف نے اپنی بیگم اور نذیر کی بچیوں کے ذمے لگایا انہوں نے رضاعی سینے والی سوئیوں سے تین تین سلائیاں کر کے میرے مطلوبہ سائز کی 3 بیلٹس تیار کر دیں میرا ذہم مکمل طور اس منصوبے کی تمام جزیات کو سوچ کر اور اس میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ رہے کے متعلق ہر پہلو پر غور کر کے مطلوبہ چیزوں کی تیار میں مصروف عمل تھا ان بیلٹس پر لیٹ کر لمبے سفر پر جھٹکوں کے دوران گر پڑنے کا امکان تھا لہذا میں نے ایک فٹ چوڑی بیلٹس کے اوپر مسافر جہازوں کی سیفٹی بیلٹس کی

طرز کی حسب ضرورت چھوٹی اور بڑی ہونے والی بیلٹس لگوانے کا فیصلہ کیا عارف نے کباڑیوں سے یہ بیلٹس بھی خرید لیں اور لڑکوں نے بڑی خوش اسلوبی سے اس بیلٹ کو بڑی بیلٹس پر سی دیا مکینک لڑکے نے اس دوران چند راڈ تیار کیے تھے جو سوراخوں میں ڈالنے کے بعد راڈ کے نچلے حصے میں بنے ایک اوپر نیچے حرکت کرنے والے بٹن کو اوپر کرنے سے دو حصوں میں تقسیم ہو کر اسٹیل کی چادر سے چپک جاتے تھے اور بٹن کو نیچے کرنے سے پہلے والی پوزیشن میں واپس آ جاتے تھے ان راڈوں پر سیفٹی لاک بھی لگائے گئے تھے تاکہ جھٹکوں سے راڈ خود بخود بند ہو کر نیچے نہ گر جائیں اب ہمیں پھر دس وہیلر ٹرک کی تلاش تھی جسکی نیچے سوراخوں کا فاصلہ دیکھ کر بیلٹس کو ایسے کاٹا جاتا کہ تینوں بیلٹس لیٹنے والے کو ایک صید میں سنبھال سکے چند روز بعد مکینک لڑکے نے ہماری یہ مشکل بھی حل کر دی اور ٹینکر کی پلیٹ کا اسکیچ بنا کر ان سوراخوں کے نشان لگا دیئے جن میں راڈز داخل کرنے تھے اور بیلٹس کو مطلوبہ سائز میں کاٹ دیا میں نے عارف کے ذریعے کٹے ہوئے بیلٹس کے سائز کا ایک اور بیلٹس کا سیٹ بنوایا اس دوران مکینک لڑکے نے 12 عدد اسٹیل کے راڈ بنا کر میرے حوالے کردیئے میں نے مکینک لڑکے کو کہا کہ اگر ممکن ہو سکے تو ہم ان راڈز اور بیلٹس کی عملی ٹرائی بھی لے لیں تاکہ کمی بیشی دور کی جا سکے۔۔۔

چند دن مکینک لڑکے کا پیغام آیا کہ گیراج میں ایک ایسا ٹینکر آ گیا ہے آپ

رات کو ٹرائی لے لیں میں شام گہری ہونے کے بعد اپنے نمبر 2 کے ساتھ گیراج میں پہنچا مکینک لڑکا اور میرا نمبر 2 ٹینکر کے نیچے گھس گئے میری نظر گھڑی پر تھی ابھی دو منٹ بھی پورے نہ گزرے تھے کہ مکینک لڑکا ٹینکر کے نیچے سے باہر آ گیا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ بیٹھنے کا کہا اس نے اسٹیرنگ سنبھال لیا اور ٹینکر کو گیراج سے باہر نکالا اور سڑک پر سیدھا کر کے ٹینکر چلا دیا اور 70 کلومیٹر فی گھنٹہ بڑھا کر جانے آنے کا 10 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے واپس گیراج پہنچے ٹینکر کے کھڑے ہونے پر ایک منٹ میں میرا نمبر 2 ٹینکر کے نیچے سے باہر آ گیا اور کہا کہ نہایت محفوظ طریقہ ہے اور سیفٹی بیلٹس نے تو گرنے کا امکان بلکل خرم کر دیا ہے ہم خوشی خوشی گھر پہنچے اور اپنے ساتھیوں اور نذیر عارف کو اپنی اس ٹرائی کی کامیابی کا مژدہ سنایا سب بہت خوش ہوے عارف اور نذیر کے جانے کے بعد میرے نمبر2 نے میرے گھٹنے پکڑ لیے اور کہا کہ آج تک میں نے آپکے ہر حکم کی بلا چوں چراں تعمیل کی ہے لیکن اب اگر آپ نے

مجھے اس مشن پر جانے سے روکا تو میں واپس پاکستان جانے کو ترجیح دوں گا آپ نے پہلے بھی مجھ سے وعدہ کیا تھا میں بجلی کا ٹیکنیشن ہوں اور ٹرانسمیٹر تک ٹھیک کر لیتا ہوں اس نے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا میں نے اس کو ٹرانسمیٹر چلانے کوڈ اور ڈی کوڈ کرنے اور دیگر تمام طریقے سکھا دیئے ہیں اب یہ میری غیر موجودگی میں ٹرانسمیٹر چلا سکتا ہے اگر میں مشن

میں شہید ہو گیا تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں مشن مکمل کر کے ہی شہید ہوں گا میں سفر کے دوران ہی بم کو ٹرک کے ساتھ چسپاں کر دوں گا اور سرنگ میں پہنچنے کے بعد ہی مختصر وقفے کا ٹائم سیٹ کر دوں گا تا کہ بم یقینی طور پر سرنگ میں ہی پھٹے

اس مشن کے لیے میں موزوں ترین شخص ہوں مجھے نہ بھیج کر آپ میرے ساتھ بے انصافی کریں گے اور کل اللہ کے سامنے میں آپکا دامن پکڑوں گا

میں اپنے نمبر2 کا وطن کی محبت کا جذبہ حریت اور شوق شہادت دیکھ کر حیران رہ گیا وطن سے تو ہم سب ہی محبت کرتے تھے تبھی تو اتنی دور آے تھے اور ساتھ یہ بھی ایک جذبہ تھا کہ 71ء میں لگاے گئے دشمن کے زخموں کو دشمن کو زخم لگا کر کچھ مندمل کیا جاے میرا نمبر 2 جس کام کی ضد کر رہا تھا اسکے چانس ففٹی ففٹی تھے لہذا میں نے اپنے نمبر جسے میں آئندہ حبیب لکھو گا کو مشن کی تمام اونچ نیچ اور خطرات سے آگاہ کیا لیکن اس نے کہا کہ کچھ بھی ہو جاے وہ اس مشن پر جاے گا لہذا اسکی مشن پر جانے کی لگن دیکھ کر میں نے اسے اجازت دے دی اور کہا کہ وہ آج سے ہی اسکی پریکٹس شروع کر دے میں نے بیلٹس کا ایک سیٹ اسے دے دیا اس نے اس سیٹ کو چھت پر ہکوں کی مدد سے فٹ کیا اور روزانہ بعد دوپہر وہ اس پر لیٹ کر ساتھیوں کو کہتا کہ اسے زور زور سے جھولا جھلایا جاے اس طرح وہ مشق کرنے لگا ایک دن میں گیراج میں گیا تو مکینک لڑکے نے پوچھا کہ مشن پر

کب جا رہے ہیں میں اسکی بات سن کر حیران رہ گیا اور سوچا کہ اسے کیسے پتہ چلا کہ ہم مشن پر جا رہے ہیں میں نے تھوڑا ڈرا کر اس سے پوچھا کہ تم کو کس نے بتایا ہے کہ ہم مشن پر جا رہے ہیں تو اس نے کہا کہ اس نے سب تیاری سے اندازہ لگایا ہے اور پھر آپ نے ہمارے اور اپنے ایک ساتھی کو گورکھ پور ٹینکر کی جانچ کے لیے بھیجا تو میں سمجھ گیا کہ مشن جو بھی ہے اسکو کسی ٹینکر کے نیچے لیٹ کر پورا کرنا ہے میں پستول چلانے اور چاقو چلانے میں مہارت رکھتا ہوں اور ساتھ اس بیلٹ کے استعمال سے اچھی طرح واقف ہوں اور کم وقت میں یہ سب کر سکتا ہوں لہذا یہ مشن مجھے پورا کرنے دیں۔۔

میں نے کہا کہ اس مشن کے لیے میرا ایک ساتھی خود کو پیش کر چکا ہے لہذا میں اسے اب نہیں ہٹا سکتا تو لڑکے نے کہا یہاں سے میں اب لڑکے کا نام قیصر لکھا کروں گا قیصر نے کہا کہ ایک کی بجاے دو آدمی اگر مشن پر جائیں تو وہ مل کر احسن طریقے سے مشن پورا کر سکتے ہیں ایک دوسرے کو کور کر سکتے ہیں ایک کو کچھ ہو جاتا ہے تو دوسرا مشن مکمل کر سکتا ہے لہزا مجھے اس کے ساتھ بھیج دیں ہم آپکو مایوس نہیں کریں گے میں خاموش تھا اور سوچنے لگا کہ قیصر کی باتوں میں دم ہے اگر ایک آدمی مشن پر گیا تو ہو سکتا ہے وہ حواس کھو بیٹھے اگر دوسرا ساتھ ہو تو وہ ایک دوسرے کے آسرے کام مکمل کر سکتے ہیں لہذا میں نے قیصر کی بات مان لی اور کہا کہ تم دونوں مشن پر جاؤ گے مجھے جتنا اس کے بارے میں علم تھا میں نے قیصر کو سب بتا دیا اور اس

کے خطرات سے بھی آگاہ کر دیا اور کہا کہ وہ ایک بار سوچ لے کیوں کہ اس مشن میں زندہ رہنے کے چانس کم ہیں مگر اس نے کہا کہ ویسے بھی تو ایک دن مرنا ہے تو کیا اچھا ہو اگر شہادت کی موت نصیب ہو جاے

میں نے کہا ٹھیک ہے

میں نے بلٹس کا دوسرا سیٹ قیصر کر دے دیا اور کہا کہ آج سے پریکٹس شروع کر دو۔ میں نے اس مشن کے لیے حبیب سمیت اپنے ایک ساتھی اور قیصر سمیت چار لڑکوں کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا اس دوران میں پاکستان بھیجنے والی ڈاک میں لکھ بھیجا کہ ہم ایک مشن کا جائزہ لینے اگر موقع مل گیا تو جائزہ لینے کے دوران ہی پورا کرنے کی کوشش کریں گے حبیب اور ایک ساتھی میرے ہمراہ جا رہے ہیں ڈاک کی وصولی اور بھیجنے کا میرے باقی دونوں ساتھیوں کو علم نہیں اور نہ ہی ڈاک وصول کرنے والے سے چہرہ شناسائی ہے لہذا ہمارے واپسی آنے تک ڈاک کا سلسلہ معطل کر دیا جاے واپسی پر ہم کسی بدھ یا اتوار کو 10 بجے اوکے کا سگنل دیں گے اس سگنل کے بعد معمول کے دنوں پر ڈاک کا سلسلہ شروع کر دیا جائے میں اب تک کیے مشنز میں اس بار سب سے بڑا گروپ ساتھ لے جا رہا تھا کیونکہ ابھی تک مشن کے دوران دقت در پیش مسائل سے ناواقف تھے میں چاہتا تھا کہ عددی کمی کے باعث میں مشن میں مشکل کا شکار نہ ہوں سب تیاریاں مکمل کر کے ہم 6 مارچ74ء کو گورکھ پور کے لیے روانہ ہوئے ہمارے پاس ذاتی سامان کے علاوہ 6 ٹائم بم

8 پسٹل اور سینکڑوں گولیاں تھیں گورکھ پور پہنچ کر میں نے ایک ساتھی اور تین لڑکوں کو مختلف اوقات میں ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرایا اور حبیب اور قیصر میرے ساتھ میرے ہی ہوٹل میں ایک کمرہ لے کر ٹھہرے گورکھ پور پہنچ کر ہم نے ٹینکروں کی نگرانی کرنی شروع کر دی تاکہ ائیر فورس کے ٹینکروں کا کھوج مل سکے مجھے اب تک حاصل شدہ معلومات سے اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کہ آئل ٹینکر سے ڈائریکٹ جہازوں میں تیل نہیں ڈالا جاتا ہو گا بلکہ زیر زمین آئل ٹینکر بنیں ہوں گے جس میں یہ ٹینکرز آئل ڈال کر واپس آ جاتے ہیں اور وہاں سے کسی سسٹم کے ذریعے جہازوں میں تیل ڈالا جاتا ہو گا تین چار روز کے بعد ہمیں ائیر فورس کا آئل ٹینکر دکھائی دیا پٹرول بھرنے میں تقریباً آدھ گھنٹہ صرف ہوا ہو گا ڈرائیور کے علاوہ کلینر اور ایک گارڈ ساتھ تھے یہ تینوں پٹرول بھرنے کے دوران ہی آئل ٹینکر کے قریب بنی ہوئی ایک منڈیر پر بیٹھ گئے تیل بھرنے کے دوران حبیب اور قیصر کا ٹینکر کے نیچے گھسنا ناممکن تھا واپسی کے دوران سڑک پر سڑک مرمت کرنے والوں کے بھیس میں ہم چند منٹ ٹینکر کو روک بھی سکتے تھے مگر اس کے لیے سڑک مرمت کرنے والی ہیوی مشنری کی ضرورت تھی دوسری صورت میں اگر ہم ڈرائیور کلینر اور گارڈ کو ہلاک بھی کر دیتے تو پہلی ہی چیک پوسٹ پر دھر لیے جاتے اگر وہاں سے کلئر ہو بھی جاتے تو ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اڈہ کس طرف ہے ائیر فورس کے ٹینکر ہفتے میں ایک بار ہی پٹرول لینے آتے تھے ہمیں کچھ

سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ٹینکرز تک کس پہنچا جاے اسی سوچ و بچار میں دن پر دن گزرتے جا رہے تھے اس مسئلے کا حل تلاش نہ کر سکے۔۔

ایک شام ہم ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لڑکے نے کہا کہ اس نے نگرانی کے دوران دیکھا ہے کہ پٹرول ٹیکنس کا جس وسیع چار دیواری نے احاطہ کیا ہوا ہے اس کے تین گیٹس ہیں پہلے اور دوسرے گیٹ میں ریلوے لائن بچھی ہوئی ہے ایک چھوٹا گیٹ عملے کے داخلے کے یے بنا ہوا ہے اور تیسرے بڑے گیٹ سے ٹینکر آتے جاتے ہیں یہ چاروں گیٹ مقفل ہوتے ہیں ٹینکروں کے لیے بنے گیٹ پر ایک چوکیدار ہوتا ہے جو اندر جانے والے ٹینکر کو روک کر دو چار منٹ شناخت کے لیے لیتا ہے اور شناخت کے بعد ہی ٹینکر کو تالا کھول کر اندر جانے دیتا ہے دو چار منٹ حبیب اور قیصر کے لیے کم تھے ان کو کم از کم 10 منٹ درکار تھے لڑکوں نے کہا کہ ہم 10 سے 15 منٹ تک ٹینکر کو باہر روک سکتے ہیں میں نے پوچھا وہ کیسے تو وہ کہنے لگے کہ وہ اس طرح کہ ہمارا ایک ساتھی سڑک پر کچھ فاصلے پر کھڑا ہو جاے گا میں میرا دوسرا ساتھی ہم گیٹ کے پاس ہی کھڑے ہو جائیں گے جیسے ہی سڑک پر کھڑا ہمارا ساتھی ٹینکر دیکھ کر ہمیں اشارہ کرے گا تو ہم میں سے ایک فوراً گارڈ کے پاس چلا جاے گا اور اسکو ادھر کی باتوں میں لگا دے گا کہ اس کا دھیان گیٹ پر نہ پڑے اسی دوران ہمارا باہر کھڑا ساتھی تالے میں تھوڑی ایلفی ڈال دے گا اس کام سے فارغ ہو کر ہم واپس چلے آئیں گے جب ٹینکر وہاں پہنچے

گا تو شناخت کے بعد گارڈ تالا کھولے کی کوشش کرے گا مگر سیلفی کی وجہ سے تالا نہیں کھلے گا تو ٹینکر کا ڈرائیور اور دوسرے ساتھ والے وہ بھی گیٹ پر چلے جائیں گے ان کا مکمل دھیان تالے پر ہو جاے گا تو اس دوران حبیب اور قیصر اپنا کام کر لیں گے گو یہ تجویز محفوظ نہ تھی مگر اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا باقی سب نے اسی پر ووٹ دیا واقعات کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے عرض کرتا چلوں کہ دہلی سے روانگی کے وقت میں نے عارف سے دو سلیٹی کلر کے اوور آل بھی منگوا لیے تھے اور ان کے پیچھے ائیر فورس کے خصوصی نشان بھی بنوا لیے تھے ایک مسئلہ ایسا تھا جسکا حل ابھی تک نہیں سوجھا تھا وہ یہ تھا کہ حبیب اور قیصر کا بم آن کر کے سرنگ سے نکلنے اور بحفاظت ان کے ایریا سے واپسی کا تھا دو موہوم سی صورتیں تھیں اول کہ دھماکے کیصورت میں جو افراتفری پھیلنی تھی اس کا فائدہ اٹھا کر کوئی گاڑی یا ٹرک لے کر جانے والے راستے سے واپس آ جائیں کیونکہ ہنگامی صورتحال میں تمام سیکیورٹی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں مجھے کامل یقین تھا کہ آٹل ٹینکس کے علاوہ ائیر فورس کا اسلح خانہ بھی سرنگ میں ہی تھا اس لیے دھماکا ہونے کی صورت میں جہازوں کو آگ لگنے کے ساتھ ساتھ اسلحہ کو حدت پہنچنے پر مزید دھماکے ہو سکتے ہیں اور سرنگ میں کسی زیروح کا زندہ رہنا ناممکن ہے اس لیے دھماکہ ہونے سے پہلے دونوں کا سرنگ سے نکلنا ضروری تھا دوسری صورت دونوں کا سرنگ سے نکل کر پہاڑوں میں لمبا چکر کا ٹ کر گورکھ پور

یا دہلی پہنچنا تھا لیکن اس کے لیے بھی دونوں کا دھماکوں سے پہلے سرنگ سے باہر نکلنا بہت ضروری تھا بہرحال دونوں صورتوں میں دونوں کے بچنے کے امکانات بہت کم تھے اس لیے میں نے کوئی بات ان سے پوشیدہ نہ رکھی مگر بےسود انہوں نے کہا کہ وہ اس مشن پر ضرور جائیں گے چاہے کچھ بھی ہو جائے

میں دہلی سے آنے سے پہلے اتر پردیش کا ایک نقشہ ساتھ لایا تھا اس نقشے کے مطابق گورکھ پور سے تقریباً 50 کلومیٹر شمال میں مہند وال اور 45 کلومیٹر پر راؤنا جنوب میں 50 کلومیٹر دیوریا کے قصبات تھے یہ سب علاقے سطح مرتفع اور چھوٹے بڑے پہاڑی سلسلوں پر مشتمل تھے گورکھ پور میں آخری ہدایات کے طور پر میں نے انہیں کہا کہ اگر سڑک پو واپسی میں دشواری پیش آے تو پہاڑی راستہ اختیار کریں اور نزدیکی قصبات تک پہنچنے کی کوشش کریں پہاڑی راستہ اختیار کرنے کی صورت میں اپنے اوور آل اتار پھینکیں میں نے انہیں کہا کہ سرنگ کے باہر یقینی طور پر جیپیں اور ٹرک وغیرہ کھڑے ہوں گے ان میں سے کوئی بھی گاڑی حاصل کریں اگر کوئی رکاوٹ ڈالے تو بے دریغ شوٹ کر دیں واپسی کے دوران اگر چیک پوسٹوں پر کوئی روکے تو گاڑی چلانے والا تیز رفتاری سے بیرئر کو توڑتا ہوا آگے بڑھے جبکہ دوسرا گارڈز پر فائر کھول دے میں نے انہیں کہا کہ میں لڑکوں کے ساتھ پرائیویٹ گاڑی لے کر جہاں تک اس سڑک پر آنا ممکن ہوا ان کا انتظار کروں گا سب اپنا سامان

بلکل تیار رکھیں گے کیونکہ ہمیں فوری طور پر گورکھ پور سے نکلنا ہو گا الغرض اپنے پروگرام کی تمام تفصیلات طے کر کے ہم اگلی صبح سے ہم نے اپنے مشن کا آغاز کر دیا حبیب اور قیصر نے اوور آل اور بم خالی تھیلوں میں ڈال کر آئل ٹینکس کے قریب آوٹ میں جگہیں سنبھال لیں چوکیدار کے پاس جانے والے دونوں لڑکوں نے بھی ریلوے لائن کے ساتھ ایسی جگہ پر ڈیرے ڈال لے جہاں سے ٹینکر کی آمد کا سگنل دینے والا لڑکا انہیں بخوبی دکھائی دے سکتا تھا پروگرام کے مطابق ہم نے یہ طے کیا کہ ہم ہر روز صبح ہوٹلوں کا بل ادا کر کے حبیب اور قیصر کا سامان میرے کمرے میں اور دوسرے ہوٹل والے لڑکے کے کمرے میں رکھ دیا کریں گے تاکہ ہوٹل چھوڑنے میں وقت ضائع نہ ہو مشن سے واپسی پر حبیب اور قیصر کو لینے کے لیے گاڑی کا حصول کے لیے ہم نے یہ طے کیا کہ اچھی حالت کی ایک گاڑی ڈرائیور سمیت اغوا کر لی جاے گی اس دوران میرا ساتھی میرا اور اپنا سامان لے کر آ جاے گا اس کے بعد ایک اور گاڑی اغوا کر لی جاے گی اور اسکے ڈرائیور سمیت ہم سب ہوائی اڈے والی سڑک کے آخری دو شاخے تک پہنچ کر ان کا انتظار کریں گے راستے میں ویران جگہ دیکھ کر دونوں ڈرائیورز کو قتل کر دیا جاے گا

20 مارچ تک ہم روزانہ صبح سینڈوچ بنوا کر اپنے ساتھ لے جاتے اور آئل ٹینکس کے قریب انتظار کرتے شام کو واپس آ جاتے آخر 21 مارچ کو سڑک پر کھڑے لڑکے نے ٹینکر کے آنے کا سگنل دیا دونوں لڑکے تقریباً بھاگتے

ہوئے گیٹ چوکیدار کیطرف گئے ایک نے ٹینکوں کے انچارج کے بارے چوکیدار سے پوچھنا شروع کیا جبکہ دوسرے نے تالے میں ایلفی ڈال دی یہ کام پورا کر کے دونوں لڑکے تقریباً ڈیرھ منٹ میں واپس اپنی جگہ پر آ گئے چند منٹ کے بعد ٹینکر گیٹ پر پہنچ گیا چوکیدار نے شناخت کے بعد تالا کھولنا چاہا تو تالا نہ کھلا چوکیدار نے تالا کھولنے کے لیے زور آزمائی شروع کر دی یہی وقفہ ہمیں درکار تھا حبیب اور قیصر نے بموں کے تھیلے اپنے سینے پر باندھے ہوے تھے وہ خاموشی اور تیزی کے ساتھ ٹینکر کیطرف بڑھے اور بغیر کسی کی نظر میں آے ٹینکر کے نیچے گھس گئے گیٹ کھلنے میں دیر کیوجہ سے ڈرائیور اور باقی دونوں بھی نیچے اتر آے تالے میں ایلفی چونکہ تازہ تازہ تھی اس لیے چند جھٹکوں کے بعد تالا کھل گیا مگر اتنی دیر میں حبیب اور قیصر اپنا کام پورا کر چکے تھے چوکیدار نے تالا کھول کر گیٹ کھولا اور مطلوبہ جگہ پر ٹینکر تیل بھرنے کے لگا دیا گیا ہم سب دم سادھے بیٹھے ہوئے تھے ابھی تک کام ہماری منشا کے مطابق ہو رہا تھا تیل بھرنے کے بعد جب ٹینکر روانہ ہو گیا تو ہم بھاگتے ہوئے رکشہ اسٹینڈ پر آ گے وہاں سے دو لڑکے رکشہ لے ہوٹل سے سامان لینے چلے گئے ہم نے انہیں میٹنگ پوائنٹ کا بتا دیا تھا باقی ہم تین تھے ہم نے شہر کے ساتھ انڈسٹریل ایریا کا رخ کیا وہاں سے ہم نے گاڑی کا بندوبست کرنا تھا چند گاڑیوں کے گزر جانے کے بعد ہمی ایک ایسی گاڑی دکھائی دی جس میں صرف ایک شخص تھا میں آوٹ سے نکل کر گاڑی کے

سامنے آ گیا اور اسے رکنے کا اشارہ کیا میں نے اسے کچھ کہنے کے لیے لب ہلاے مگر کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس نے شیشیے نیچے کیے میں نے پسٹ نکال کر اسکی کنپٹی پر لگا دیا اور دروازہ کھول کر اسے سائیڈ والی سیٹ پر دھکا دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی باقی دونوں لڑکوں نے مجھے ڈرائیور سیٹ پر بیٹھا دیکھا تو وہ بھی آ کر گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے ڈرائیور کو انہوں نے پیچھے کے پائدار پر لٹا دیا اور پسٹل اس کے سر پر لگا دیا کہ کوئی بھی حرکت کرنے صورت میں اسے شوٹ کر دیا جاے گا میں نے گاڑی موڑی اور میٹنگ پوائنٹ پر پہنچ گئے اور گاڑی سے نکل کر ہوٹل جانے والے لڑکوں کا انتظار کرنے لگا چند منٹ بعد وہ دونوں سامان لے کر پہنچ گئے انہوں نے گاڑی سے دور رکشہ روک کر اسے فارغ کیا اور سامان اٹھا کر گاڑی کے قریب سامان ڈکی میں رکھا اور ہم دوسروں گاڑی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اب ہم نے ریلوے آفس کا رخ کیا۔۔

پارکنگ ایریا سے باہر ہی ہم گاڑی پارک کر کے دو آدمی آفس ایریا میں داخل ہو گئے گورکھ پور میں بڑا جنکشن ہونے کی وجہ سے مسافروں کی بھیڑ ہی رہتی تھی ہم آفس کے پارکنگ ایریا میں چلے گئے ریزرویشن کے لیے لوگ آ جا رہے تھے پارکنگ میں سات آٹھ گاڑیاں کھڑی تھیں ہم گاڑی چرا بھی سکتے تھے مگر اس صورت میں گاڑی گم ہونے پر شہر کی ناکہ بندی ہو جانی تھی اور ساتھ ہی گاڑی کی تلاش بھی شروع ہو جانی تھی اس لیے ڈرائیور سمیت گاڑی

اغوا کرنے کا فیصلہ کیا اتنے میں ایک سونڈ بونڈ صاحب ریزرویشن آفس سے باہر آئے اور ایک نیو گاڑی کی جانب بڑھے اتنے میں ہم بھی اسکے سر پر پہنچ گئے ابھی اس نے چابی سے گاڑی کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ میں نے پسٹل اس کے پیچھے لگا کر اسے اندر دھکیل دیا اور پسٹل سے اس کے سر پر چوٹ لگا کر اسے بیہوش کر دیا میرے ساتھی نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کے اسے پچھلی طرف پائدار پر لٹا دیا میں گاڑی لے کر آفس ایریا سے باہر آ گیا میرا ساتھی بھی ڈرائیور تھا میں نے ساتھی کو دوسری گاڑی چلانے کے لیے بھیج دیا اور کہا کہ اس ڈرائیور کو بھی بے ہوش کر دینا تاکہ وہ شور نہ کر سکے ہم کل سات افراد گورکھ پور آے تھے حبیب اور قیصر کے علاوہ؛اب ہم 5 رہ گیے تھے ایک لڑکا میرے ساتھ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ میرے ساتھی کے ساتھ دو لڑکے بیٹھ گئے ہم نے اللہ کا نام لے کر اپنی گاڑیاں ہوائی اڈے والے روڈ پر ڈال دیں۔۔

میں اس بات کا اعتراف کرنے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہیں کروں گا کہ یہ میرا پہلا مشن تھا جس میں ایڈوانس پارٹیز میں میں شامل تھا میری اپنی حالت ایسی تھی کہ حواس تک معطل ہو چکے تھے اور میں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک روبوٹ کیطرح کام کر رہا تھا میرے ساتھی اور لڑکوں کی بھی یہی حالت تھی یہ پہلا مشن تھا جسمیں کارروائی کی جگہ اور حالات کا

ہمیں ذرا بھی علم نہ تھا کارروائی کے بعد حبیب اور قیصر کے وہاں سے زندہ نکلنے کے بہت کم چانس تھے اس ساری پلاننگ کا ذمہ دار بھی میں ہی تھا اور اپنے سئنرز سے بھی اسکی اجازت نہیں لی تھی وہ دونوں آگ کے سمندر میں کودنے گئے تھے حبیب اور قیصر اگر سہی سلامت واپس آ جاتے ہیں تو اسمیں میری پلاننگ کا ذرا بھی حصہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ کا یہ ایک کرم ہوتا مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں نے اپنے نمبر بنانے کے لیے حبیب اور قیصر کو موت کے منہ میں دھکیل دیا ہے مجھے شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ میں نے جلد بازی میں غلط اور غیر محفوظ پلاننگ کی ہے اس احساس کیوجہ سے اگر صبح کا وقت لوٹ آتا تو میں ان دونوں کو مشن پر جانے سے روک دیتا مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا اب میں اللہ پاک کے رحم و کرم کی آس لگائے بیٹھا تھا

میرے ساتھیوں کی حالت بھی مجھ سے مختلف نہ تھی ایک دوسرے سے وہ ایک لفظ بھی نہیں بول رہے تھے ہمارے قیدی ڈرائیور سر پر چوٹ لگنے کیوجہ سے تقریباً 2 گھنٹے کے لیے بیہوش ہو چکے تھے میں نے لڑکوں کو کہا کہ ان کے سروں پر دوبارہ چوٹ لگائیں تاکہ یہ جلدی ہوش میں نہ آ سکیں میں نے اس وقت دلی طور پر یہ عہد کیا کہ دونوں کے مشن سے سہی سلامت واپس آنے پر میں شکرانے کے نفل ادا کروں گا اور ان قیدیوں کو سروں پر چوٹ پہنچا کر چار پانچ گھنٹوں کے لیے بیہوش کر دوں گا انہیں قتل نہیں کروں گا اور اس عرصے میں ہم گورکھ پور سے خاصہ دور نکل چکے ہوں گے ہم نے

واپسی کا روٹ بذریعہ سڑک خلیل آباد 60 کلومیٹر اور فیض آباد 150 کلومیٹر تک اور پھر بذریعہ ٹرین لکھنو اور پھر لکھنؤ سے دہلی جانے کا بنایا تھا ہمیں انتظار کا اک اک پل گزارنا مشکل ہو رہا تھا

حبیب اور قیصر کو گئے ہوے تین گھنٹے گزرے تھے کہ ہمیں زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوئی ابھی زمین کی تھرتھراہٹ ختم نہیں ہوئی تھی کہ پہاڑ کی دوسری جانب دھوئیں کے بادل اٹھتے ہوئے دیکھائی دیئے اس کے ساتھ ہی کان پھاڑ دینے والے دھماکے شروع ہو گئے رفتہ رفتہ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور ساتھ ہی دھماکوں کی شدت بھی بڑھتی گئی شعلے اتنے بلند تھے کہ پہاڑ کی دوسری جانب ہونے کے باوجود ہمیں دکھائی دے رہے تھے وقفہ وقفہ سے دھماکوں کی بڑھتی ہوئی شدت سے میں نے اندازہ لگایا کہ سرنگ کے نیچے بارود خانے کو بھی آگ لگ چکی تھی اور اسی وجہ سے یہ دھماکے بم راکٹ اور دوسرا اسلحہ کے پھٹنے سے ہو رہے تھے ہمیں جو شعلے دکھائی دے رہے تھے وہ یقیناً سرنگے کے دھانے سے نکل رہے تھے کیونکہ سرنگ کے مین منہ کے علاوہ اخراج کا کوئی راستہ نہ تھا مشن پورا ہونے کی حد تک تو ہم کامیاب ہو چکے تھے لیکن ہمیں اس کی خوشی نہیں ہو رہی تھی ہم سب حبیب اور قیصر کی بخیریت واپسی کی دعائیں مانگ رہے تھے سرنگ سے دھماکے اور شعلے جاری تھے کہ ہمیں ایک ٹرک ائیر فورس والے روڈ سے آتا دکھائی دیا ہم نے گاڑیاں اسٹارٹ کر لیں اور دو لڑکے اس سڑک کے دونوں طرف ڈھلانوں میں

کھڑے ہو گئے ٹرک تیزی سے ہماری طرف آ رہا تھا ٹرک ذرا نزدیک پہنچا تو لڑکوں نے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے کو پہچان کر نعرہ لگایا اور سڑک کے بیچ آ کر ٹرک رکنے کا اشارہ دینے لگے ٹرک رکتے ہی حبیب اور قیصر ٹرک سے باہے آے میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ ٹرک کے ایکسیلیٹر پر پتھر رکھ کر اسکو اسٹارٹ کرے اور اسٹئرنگ موڑ کر سڑک کی ڈھلان کیطرف موڑ دے ابھی تک ہمارے حواس قابو میں نہیں آے تھے اور نہ ان دونوں نے کوئی بات بتائی ٹرک لڑھکتا ہوا 50 ساٹھ فٹ گہری کھائی میں جا گرا اور اسے آگ لگ گئی اور اتنی دیر میں لڑکے دونوں گاڑیوں سے ان یرغمالی ڈرائیور کو باہر نکال چکے تھےایک لڑکے نے خنجر نکالا تو میں نے اسے انہیں قتل کرنے سے منع کر دیا میرے کہنے پر لڑکے ان دونوں کو بے ہوشی کی حالت میں گھسیٹ کر ڈھلان کیطرف ایک بڑے پتھر کے پیچھے لے گئے میں نے خود جا کر ان کے سروں کو پسٹل کے دستے سے کئی کئی بار ضرب پہنچائی میرے اندازے کے مطابق اب وہ 5 گھنٹوں کے لیے ہوش میں نہیں آ سکتے تھے قیصر میرے ساتھی اور حبیب ساتھی کے ساتھ بیٹھ گیا اور ہم نے گاڑیوں کا رخ گورکھ پور کی طرف موڑ لیا شہر سے پہلے ہی ہم گاڑیوں کو خلیل آباد کی سڑک پر بھگاتے ہوے لے گئے سڑک ٹوٹ پھوٹ چکی تھی اس لیے ہم تقریباً ایک گھنٹہ میں خلیل آباد پہنچے وہاں سے ہم نے دونوں گاڑیوں میں پٹرول ڈلوایا پانی اور آئل چیک کیا اور وہاں سے ہم فیض آباد کیطرف روانہ ہو گئے فیض آباد پہنچنے میں

ہمیں 5 گھنٹے لگے سڑک جگہ جگہ سے زگ زیگ میں ٹوٹی ہوئی تھی فیض آباد میں داخل ہونے سے پہلے ہم گاڑیاں روک کر اسمیں سے اپنا سامان نکال لیا میرے ساتھی نے ٹرک کو لڑھکانے سے پہلے اسمیں ڈیزل کا ایک کین نکال لیا تھا اور اس کا آدھا تیل ٹرک میں چھڑک دیا تھا جس کی وجہ سے ٹرک کو گرنے ساتھ ہی آگ لگ گئی باقی تیل ہم نے دونوں گاڑیوں پر چھڑکا اور انہیں آگ لگا دی اور ہم تیز تیز قدموں سے فیض آباد میں داخل ہو گئے وہاں سے ہم رکشے لیے اور فیض ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے میں نے اپنے ساتھی کو اسٹیشن کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا اس نے بتایا کہ کوئی غیر معمولی سرگرمی دکھائی نہیں دی ہم نے دو دو کی ٹولیوں میں لکھنؤ کے ٹکٹ لیے 3 گھنٹے انتظار کے بعد لکھنؤ جانے والی ٹرین آئی اور ہم سب ایک ہی ڈبے میں سوار ہو گئے میں نے سب کو اپنے پسٹل اور ریوالور تیار رکھنے کا کہا اتنے بڑے مشن سے کامیابی اور حبیب اور قیصر کے خیریت سے واپسی کے بعد ہم کوئی بھی رسک لینے کو تیار نہیں تھے ٹرین کے چلنے کے بعد ہم نے گورکھ پور سے بنوائے ہوے سینڈوچ کھاے فیض آباد سے لکھنؤ تک کا سفر اس پیسنجر ٹرین نے 5 گھنٹوں میں طے کیا جب ہم لکھنؤ پہنچے تو رات خاصی ڈھل چکی تھی اسٹیشن سے معلوم ہوا کہ دہلی کی ٹرین صبح 8 بجے ملے گی ہم نے رات کا بقیہ حصہ ریلوے ویٹنگ روم ہی گزارنے کا فیصلہ کیا اسٹیشن سے ہی ہم نے چاے اور کیک کھا کر بھوک مٹائی صبح 8 بجے ہم ٹرین میں بیٹھے اور شام ڈھلے ہم دہلی

پہنچ گئے اس سفر کے دوران ہم نے اپنے جانباز حبیب اور قیصر سے مشن کے متعلق کچھ نہ پوچھا دہلی اسٹیشن سے میں سب کر لے کر ساتھیوں کے گھر آ گیا یہ رات ہم نے خاموشی سے بسر کی باوجود بے حد اشتیاق کے میں نے حبیب اور قیصر سے مشن کے متعلق کچھ نہ پوچھا میں جانتا تھا کہ انہیں ٹینشن سے نکلنے کے لیے آرام کی ضرورت ہے دوسرے روز صبح ناشتے کے بعد میں نے انہیں کمرے میں بلایا میرے ساتھی بھی وہاں آ گئے تھے ہم سب نے حبیب اور قیصر کو مشن پورا کر کے خیریت سے وہاں سے بچ نکلنے پر مبارکباد دی اور ہم سب نے انہیں گلے لگایا عارف اور نذیر بھی وہاں آ چکے تھے اب میں نے قیصر اور حبیب کو کہا کہ وہ تفصیلاً بتائیں کہ ٹینکر کے نیچے لیٹ کر جانے اور واپسی آنے تک آن پر کیا بیتی تھی چونکہ یہ خطرناک مشن انہوں نے ہی انجام دیا تھا لہذا میں ان کی زبان سے بیان کردہ حلات کو اپنے الفاظ میں بیان کر رہا ہوں

اس سے پہلے کہ میں حبیب اور قیصر کے بیان کو لکھوں اس سے پہلے میں حالات کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے میری دہلی میں عدم موجودگی میں پیش آنے والے حالات کو مختصر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں پاکستان سے ڈاک کا سلسلہ تو میری ریکویسٹ پر معطل ہو چکا تھا لیکن پاکستان سے ٹرانسمیٹر پر ہمارے دو ساتھی جو دہلی میں موجود تھے ان سے ہماری خیریت کے متعلق دو تین بعد پوچھا جاتا تھا اس مشن کے لیے نہ تو۔ میں نے آپنے سئنرز کو بتایا اور

نہ اجازت لی تھی اور نہ یہ بتایا کہ ہم مشن کے لیے کہاں جا رہے ہیں پاکستان سے میرے ساتھیوں کو سختی سے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صرف پاکستان سے آ ے والے پیغام کو صرف ریسیو کریں اور خود کوئی پیغام ٹراسمٹ نہ کریں یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ دہلی واپسی پر میں پاکستان سے آنے والے پیغام کو اپنی موجودگی میں رسیو کروں کیونکہ بہت ضروری اور اہم ہدایات مجھے دینی ہیں

اب چلتے ہیں حبیب ااور قیصر کیطرف جب انہوں نے اپنی بیتی سنانی شروع کی تو ہم سب ہمہ تن گوش تھے حبیب نے بات شروع کی اس نے کہا کہ گیٹ پر ٹینکر رکتے ہی ہم دونوں کنٹینر کے نیچے پہنچ گئے اور قیصر نے تو جلدی جلدی سوراخ تلاش کر کے اپنی بیلٹس ٹرک کے نیچے فٹ کر لی مگر مجھے دشواری پیش آ رہی تھی قیصر نے میری ہیلپ کی اور میری بیلٹس بھی فٹ کر دی ہم دونوں کو بیلٹس پر لیٹے چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ ہمیں گیٹ کے کھلنے کی آواز آئی اور ٹینکر چل پڑا آئل ٹینک کے قریب جا کر ٹینکر رک گیا میرے اندازے کے مطابق وہاں ٹینکر کو آئل لوڈ کرنے میں آدھا گھنٹ لگا ہو گا دو چار منٹ نوٹ کرنے کے بعد جب ہم نے محسوس کیا کہ ہماری نیچے موجودگی کو کسی نے محسوس نہیں کیا اور ٹینکر میں پٹرول لوڈ ہونے کی آواز سنائی دی تو ہم نے بیلٹس پر لیٹے لیٹے اوور آل پہن لیے ہم دونوں نے دو بم نکال کر بینڈیج ٹیپ کے ساتھ نہایت مضبوطی سے ٹینکر کی پلیٹس کے ساتھ چسپاں کر دیئے اور بینڈیج ٹیپ کی مدد سے بموں کو چار مختلف جگہوں پر لگا

دیا تا کہ ٹینکر کے چلنے سے لگنے والے جھٹکوں کی وجہ دے بم نیچے نہ گر جائیں ہمیں صرف اب بموں کی ٹائمنگ سیٹ کرنی تھی جو ہم منزل پر پہنچ کر ہی کر سکتے تھے سیفٹی بیلٹس نے ہمیں جھٹکے لگ کر گرنے سے بچا لیا ہمارے تھیلوں میں اب ایک ایک بم پسٹل اور گولیاں تھیں تھیلے ہم سینوں پر باندھ رکھے تھے پٹرول لوڈ کروا کر ٹینکر اپنی منزل کیطرف روانہ ہوا پہلی چیک پوسٹ روانگی کے پون گھنٹے بعد آئی وہاں سے کلئرنس کے بعد ٹینکے آگے چل پڑا دوسری چیک پوسٹ تقریباً 20 منٹ بعد آئی ہم اس سارے سفر میں سڑک اور پانچ پانچ فٹ کی بلندی تک ہی دیکھ سکتے تھے دوسری چیک پوسٹ سے کلئرنس کے 10 منٹ بعد ٹینکر بائیں جانب مڑا ہمارے ایک طرف پہاڑ اور دوسری جانب کھڈے تھے سڑک کے دونوں جانب خاردار تار کی بہت باریک اور گھنی باڑ لگی ہوئی تھی ٹینکر نے اس سڑک پر اپنی رفتار کم کر دی کیونکہ سامنے سے بھی جیپیں اور ٹرک آ رہے تھے سڑک پہاڑی کے ساتھ ساتھ انکی گولائی میں گھوم رہی تھی ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا کہ سڑک اب ڈھلوان میں جا رہی ہے کچھ ہی دیر بعد ہمارے ایک جانب پہاڑی دوسری جانب ہموار زمین آ گئ اس ہموار زمین پر بنا رن وے ہمیں صاف دکھائی دے رہا تھا جو پہاڑی میں جا کر گم ہو جاتا تھا رن وے آنے سے پہلے ہی ٹینکر ایک سرنگ میں داخل ہوا اور تقریباً 100 میٹر اندر جا کر رک گیا ہم نے بموں پر 20 منٹ کا ٹائم سیٹ کیا (ان بموں پر زیادہ سے زیادہ 59 منٹ تک پھٹنے کا

ٹائم سیٹ کیا جا سکتا تھا) اتنی دیر میں ٹینکر سے پٹرول سرنگ میں بنے ٹینکس میں منتقل کیا جانے لگا سرنگ میں بجلی سے روشنی کی گئی تھی جو باہر کی روشنی سے بہت کم تھی ہم نہایت آہستگی اور بغیر آواز پیدا کیے ٹینکوں کی دوسری جانب سے ٹینکر سے باہر آ گئے ہم نے دیکھا کہ یہ سرنگ آگے جا کر پہاڑی میں کھدے ایک بہت بڑے ہال میں ختم ہو جاتی ہے ہمارے اوور آل پہنے ہونے کی وجہ سے ہم پر کسی نے شک نہیں کیا اور ہم اس ہال تک پہنچ گئے وہ ہال اتنا بڑا تھا کہ ان

میں جہازوں کے کئی ہینگر سما جائیں اس ہال میں دو تین قسم کے درجنوں جنگی جہاز کھڑے تھے اور ان جہازوں کی پارکنگ میں بہت زیادہ روشنی نے دن کا سما پیدا کر رکھا تھا وہاں پر درجنوں ٹیکنیشن ہمارے جیسے اوور آل پہنے جہازوں کی مرمت اور دیکھ بھال کر رہے تھے میں نے اپنے دوسرے بم میں اب سے 15 منٹ کا ٹائم سیٹ کیا اور جہازوں کی طرف چل پڑا جب میں ہال کے تقریباً نصف تک پہنچا تو مجھے سرنگ کا وہ دھانا دکھائی دیا جس میں میدانی رن وے داخل ہوتا تھا سرنگ میں تقریباً آدھا کلو میٹر لمبا رن وے بنا ہوا تھا اسی پوائنٹ سے ہینگر میں کھڑے جہاز ٹیک آف کے لیے اسٹارٹ ہوتے تھے اور سرنگ سے نکلتے ہی ان کی رفتار اتنی بڑھ جاتی تھی کہ میدانی رن وے پر تھوڑا فاصلہ طے کر کے وہ محو پرواز کر جاتے ہوں گے میں جہازوں کیطرف یہ سوچ کر بڑھا تھا کہ موقع ملتے ہی میں کسی بھی جہاز کے کاک پٹ میں بم

پھینک دوں گا اور یہ موقع مجھے بہت جلد مل گیا میں بم ایک جہاز میں پھینک کر قیصر کی طرف متوجہ ہوا وہ اس پارکنگ میں سات آٹھ حصوں میں منقسم سیمنٹ کے اندر لگی بہت چھوٹی چوڑائی کی ریل کی پٹریوں کو دیکھ رہا تھا جو رن وے والی سرنگ کے ہال میں خاتمے کے قریب ہی ایک پٹری میں شامل ہو جاتی تھیں اور وہ پٹری ایک سرنگ میں چلی جاتی تھی ہم نے جو ٹائم ٹینکر والے بموں میں سیٹ کیا اب ان کے پھٹنے میں 9 منٹ رہ گئے تھے قیصر نے سرگوشی میں کہا کہ یہ پٹریاں یقیناً جہازوں میں بم لوڈ کرنے والی ٹرالیوں کے لیے بنی ہوئی ہیں اور سرنگ میں جانے والی پٹری اسلحہ خانہ کو جاتی ہو گی میں نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانا اور سرنگ میں داخل ہو گیا اور میں ٹینک والی سرنگ سے باہر جانے کو روانہ ہو گیا سرنگ میں قیصر نے کیا کیا یہ اسی سے پوچھیے۔۔۔

قیصر نے بتایا کہ وقت کی کمی کیوجہ سے میں سرنگ میں داخل ہو کر بھاگنے لگا یہ پٹری ایک جگہ ختم ہو جاتی تھی وہاں سے آگے بھی اک بڑی سرنگ تھی جسمیں بڑے ٹرک آ جا سکتے تھے جہاں پٹری ختم ہوتی تھی اس کے ساتھ ہی مختلف سائز کے چھوٹے بڑے بم اور راکٹ سینکڑوں کی تعداد میں ایک ترتیب سے رکھے ہوئے تھے جنکی نگرانی پر ائیر فورس کے دو گارڈ اور ایک افسر تھا تینوں نے اوور آل پہن رکھے تھے دونوں گارڈ مسلحہ تھے جبکہ افسر کے پاس بظاہر کوئی ہتھیار نظر نہیں آ رہا تھا اووور آل پہنے ہونے کی وجہ سے مجھے

گارڈز تک پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی میں ایک گارڈ کے پاس گیا اور انتہائی پھرتی سے چاقو نکال کر اسکی شہہ رگ کاٹ دی بم پر میں نے 10 منٹ کا وقت سیٹ کیا اور اس کو وہاں پڑے ہوے بموں کے اوپر رکھ کر مرے ہوئے گارڈ کی اسٹین گن اٹھا لی اس سارے واقعے کا دوسرے گارڈ کو اس وقت پتہ چلا جب میں اس کے بلکل قریب پہنچ گیا تھا میں نے اسے بھی خنجر سے واصل جہنم کیا افسر نے اپنے دوسرے گارڈ کا حشر دیکھ کر اپنے اوور آل کی زپ کھول کر وردی میں سے پستول نکالنا چاہا پستول کو وہ ابھی پوری طرح نکال ہی نہ سکا تھا کہ میں نے اسٹین گن سے تین چار گولیاں چلا کر اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور خود اس بڑی سرنگ کے دھانے کیطرف بھاگنا شروع کر دیا سرنگ میں اسٹین گن سے گولی چلنے کی آواز کئی گنا بڑھ گئی تھی لیکن کوئی بھی آواز کی سمت کا تعین نہ کر سکا دہانے پر دو پہرے دار کھڑے تھے مجھے اوور آل پہنے ہاتھ میں اسٹین گن اٹھاے دیکھ کر وہ مجھے عملے کا ہی بندہ سمجھے اور مجھ سے پوچھنے لگے اندر گولیاں چلنے کی آواز کیسی تھی میں اتنی دیر میں بھاگنے کیوجہ سے اپنے پھولے ہوے سانس پر قابو پا چکا تھا میں نے انہیں کہا کہ کیا تمہیں اب تک خبر نہیں ہوئی وہ دونوں سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا کر بیک وقت بولے نہیں نہیں کوئی خبر نہیں اور میں نے ان پر اسٹین گن کی گولیاں داغ کر انہیں اندرونی خبر دے دی سرنگ کے دھانے پر ہی حبیب میرا منتظر تھا وہاں سے ہم ان ٹرکوں اور جیپوں کی

پارکنگ کی طرف دوڑ لگا دی ابھی ہم اس پارکنگ کے قریب ہی پہنچے تھے کہ ہمیں پہلا دھماکہ سنائی دیا ہم بھاگم بھاگ کر ایک ٹرک کے قریب پہنچے اور بیٹھنے ہی لگے تھے کہ دوسرا دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی تیسرا پھر تو دھماکوں اور شعلوں کا تانا بندھ گیا میں نے ٹرک میں چابی نہ ہونے کی وجہ سے ڈیش بورڈ سے تاریں نکالیں اور انہیں جوڑ ہی رہا تھا کہ ٹرک تھر تھر کانپنے لگا زمین ہل رہی تھی یہ آئل ٹینک یا Arsenal میں بموں کے پھٹنے کیوجہ سے تھا ہم نے ٹرک اسٹارٹ کیا تیزی سے واپسی کے لیے روانہ ہوئے اچانک کانوں کے پردے پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا یہ دھماکہ غالباً حدت سے Arsenal میں رکھے ہوئے بموں کے بیک وقت پھٹنے سے ہوا تھا اس دھماکے نے زمین کو ایسے جھنجھوڑا کہ ہمارا ٹرک زمین سے کئی فٹ اچھلا بڑی مشکل سے میں نے اسٹیرنگ پر قابو رکھا ابھی ہم سڑک کے موڑ کے اس حصے تک نہیں پہنچے تھے جہاں سرنگیں آنکھوں اوجھل ہوتی کہ تینوں سرنگوں سے بیک وقت آگ کے شعلے نکلے زمین مسلسل تھر تھرا رہی تھی اور دھماکوں کا سلسلہ جاری تھا آگ کی حدت ہمیں ٹرک میں بھی محسوس ہوئی میں نے ٹرک کی رفتار تیز کر دی پہلے بیرئیر کو تیز رفتاری سے ٹرک سے توڑا میس اور کالونی کے رہائشی زمین ہلنے کیوجہ سے گھروں سے باہر نکل آے تھے میں ٹرک کے ایکسیلیٹر کو دبانے جا رہا تھا دوسرا بیر ئیر بھی ٹرک سے توڑتے ہوے Restricted area سے باہر نکل آئے آگے۔۔

دوشاخے پر آپ لوگ کھڑے تھے حبیب نے کہا سر آپ نے جو آگ کے شعلے اور دھوئیں کی بلندی دیکھی تھی وہ اصل کا عشر عشیر بھی نہ تھی کیونکہ درمیان میں پہاڑی ہونے کی وجہ سے جو ہم نے دیکھا وہ آپ لوگ نہیں دیکھ سکے وہاں تو قیامت صغریٰ تھی اس شدت کی آگ کہ انسان سمیت ہر چیز جل کر راکھ کا ڈھیر بن چکی ہو گی یہاں میں آپکو ایک اور عجیب حقیقت بتانا چاہتا ہوں اس مشن میں کامیابی اور ہیرو بننے کا سہرا حبیبِ قیصر کے سر پر جبکہ قیصر حبیب کے سر پر باندھنا چاہتے تھے دونوں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے دونوں کا یہ کہنا تھا دونوں کی کوشش کے بغیر مشن کامیاب نہیں ہو سکتا تھا ان دونوں نے فی الحال اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان دونوں نے ہمارے چیف سے لے کر ہر متعلقہ فرد کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا تھا ہماری شاباش کے علاوہ اور پاکستان سے اس مشن کی کامیابی کی تصدیق کے بعد ان دونوں کو خصوصاً اور اس مشن میں شامل باقی ساتھیوں کو اور لڑکوں کو اور مجھے جو انعام ملا اس کے متعلق صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہم سب کی توقع سے کہیں زیادہ تھا سب سے تعجب کی بات تو یہ تھی کہ بھارتی حکومت اور ائیر فورس نے اس واقعہ کو بلکل دبا دیا تھا ہم سب ایک ہفتے تک سب اخبار کھنگالتے رہے مگر اس واقعہ کے متعلق کسی بھی اخبار میں کوئی معمولی سی خبر شائع نہ ہوئی صرف ٹائم آف انڈیا نے اور ایک اور اداریئے The mass pyer in mountain پہاڑوں میں اجتماعی چتا کے عنوان سے شائع کیا جس

میں ہوائی اڈے کی تباہی کا احوال بہت محتاط انداز میں کیا گیا تھا اسکی یقینی وجہ یہ تھی کہ اس واقعے کی تشہیر کرنے سے بھارت خود اپنی نااہل سیکیورٹی کو تسلیم کرتا اور اپنے منہ پر خود طمانچے مارتا ہندو کے تو خون میں ہے کہ وہ اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتا اور ہمیشہ خود کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کشمیر میں اب 6 لاکھ سے زائد بھارتی فوج کی موجودگی کو بھارت کا صحیح اقدام قرار دینا جونا گڑھ اور حیدر آباد پر اس لیے قبضہ کرنا کہ وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے اور کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت کو نظر انداز کر کے اس وقت کے بھارتی ہندو مہاراجہ ہری سنگھ کے الحاق کو وجہ بنا کر قبضہ کرنا بھارتی ذہنیت کی بھرپور اور عمدہ عکاسی کی بہترین مثالیں ہیں

شام تک میں ساتھیوں کے گھر بیٹھا رہا اور ہم اس جان لیوا مشن کی تکمیل اور مکمل کامیابی کے متعلق باتیں کرتے رہے شام کو ان سے رخصت ہو کر میں اور قیصر اکھٹے باہر سڑک تک آے ہم نے اپنے اپنے سوٹ کیس دو ٹیکسیوں میں رکھے اور قیصر اپنے گھر اور میں اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا ہوٹل میں کئی روز پہلے کا کرنل شنکر کا میرے لیے پیغام موجود تھا کہ اسے فوری ملوں دوسری صبح میں نے اس مشن کے متعلق پاکستان جانے والی ڈاک میں مفصل روپوٹ لکھی جس میں یہ بھی لکھا کہ بھارتی حکومت نے اس واقعہ کو بلکل دبا دیا ہے اور اس واقعہ کے متعلق کسی بھی اخبار میں کوئی خبر شائع نہیں ہوئی اگلے روز ٹرانسمیٹر سے رابطے کے وقت میں ساتھیوں کے گھر چلا گیا

مقررہ وقت پر پاکستان سے رابطہ ہوا تو نمبر2 نے مختصر جواب دیا کہ گروپ لیڈر اور دونوں ساتھی واپس آ گئے ہیں اور گروپ لیڈر یہاں موجود ہے اس کے بعد مجھے ہدایات کی گئی کہ تفصیلی روپوٹ ڈاک میں بھیجوں مزید یہ کہ نئے راستے سے ڈاک لانے اور لے جانے والے میں سے کچھ پکڑے گئے ہیں اس لیے پہلے راستے سے آنے جانے والے کوریئر سے آئندہ جمعہ کی شام 4بجے سیم سپاٹ پر ملوں لاہور سے آنے والے کوریئر کہیں نظر آئین تو ان کے سامنے نہ آؤں کیونکہ وہ دشمن کی حراست میں ہیں کیپٹن ارشد سے ملاقات کے وقت جن ساتھیوں کو ان کوریئر نے دیکھا تھا وہ بھی ان کی نظروں سے بچیں پاکستان سے ہمیں ٹرانسمیٹر پر مفصل ہدایات ملتی تھیں اور بھارتی انٹیلیجنس یقیناً اس فریکوئنسی پر اسے کیچ کرتی ہوں گی پاکستانی ٹرانسمیٹر کا تو وہ کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے خطرہ صرف ہمارے ٹرانسمیٹر سے پیغام بھیجتے وقت تھا لہذا ہم اپنا پیغام زیادہ سے زیادہ ایک منٹ کے لیے ٹرانسمٹ کرتے تھے اس مختصر وقت میں ہمارے ٹریس ہونے کے کوئی چانس نہیں تھے۔۔

گورکھ پور کے متعلق جو رپورٹس ہمیں آئندہ 2 ماہ میں ملی انہیں تسلسل کی وجہ سے یہاں لکھ رہا ہوں مختلف ذرائع جن میں کرنل شنکر بھی تھا مجھے معلوم ہوا کہ گورکھ پور مرکزی شہر ہونے کی وجہ سے اس خفیہ اڈے کو گورکھ پور کا اڈہ کہا جاتا تھا حالانکہ کہ یہ گورکھ پور سے تقریباً 50 کلومیٹر کے فاصلے پر

مہندوال کے قریب تھا اس اڈے کا رن وے مہند وال کی طرف تھا اور رہائشی کالونیاں اور میس وغیرہ پہاڑ کی اس جانب گورکھ پور کیطرف تھے سرنگیں بھی مہندوال کیطرف تھیں اس اڈے سے ٹیک آف کے بعد جہاز تربیتی اور روٹین پروازوں کے لیے اڑتے تھے یہ مستند اطلاعات بھی تھیں کہ ہماری کارروائی کی وجہ سے پہاڑ کے اندر موجود تمام لوگ جہاز اسلحہ راکھ کا ڈھیر بن گئے تھے اس حادثے کی وجہ جاننے کے لیے اعلیٰ سطح کے کمیشن بنائے گئے لیکن کوئی کمیشن بھی کسی حتمی نتیجے تک نہ پہنچ سکا یہ ہوائی اڈہ تباہی کے بعد تقریباً 3 سال تک بند رہا یہ سب باتیں مجھے بمبئی نیپال اور پاکستان واپس پہنچنے پر معلوم ہوئیں۔ آئندہ جمعہ کو مجھے پہلے کوریئر سے ملنا تھا میں نے ٹائم آف انڈیا کے اس پرچے کے کئی شمارے خرید لیے تاکہ پاکستان بھیج سکوں اس مشن کی مفصل روپوٹ بھی تیار کی ہماری غیر موجودگی سے یشونت سے دہلی سے جتنی ڈاک وصول ہوئی تھی اسے بھی دہلی میں رہ جانے والے ساتھیوں نے تیار کر رکھا تھا اس بار ہماری ڈاک کا پیکٹ خاصہ بڑا تھا میں جمعرات کو کرنل شنکر سے ملنے گیا۔ حسب معمول اس نے سروسز کلب کے لان میں محفل جما رکھی تھی رسمی علیک سلیک کے بعد میں نے اسے بتایا کہ کاروبار کے سلسلے میں بمبئی گیا ہوا تھا میری دہلی سے غیر حاضری کے دوران اسکا بھیجا ہوا ہوٹل میں پیغام واپسی پر ملا سو حاضر ہو گیا کرنل شنکر جو اپنی کرسی پر نیم دراز تھا میری بات خاموشی سے سنتا رہا میں نے بات ختم کی تو وہ

کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا کیا گورکھ پور گئے تھے کرنل شنکر کی زبانی گورکھ پور کا سن کر میرے رونگھٹتے کھڑے ہو گئے میں نے حواس پر قابو پانے کی پوری کوشش کی لیکن ناکام رہا میں ٹکٹکی باندھے کرنل کو دیکھتا رہا یقیناً کرنل نے بھی میری اس حواس باختگی کو محسوس کر لیا ہو گا اس نے ٹھنڈے پانی کا گلاس میرے سامنے رکھ جسے میں گھٹا غٹ پی گیا حواس ذرا بحال ہوے تو میں نے کرنل شنکر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دیکھی میں نے جب اپنے آپ پر قابو پالیا تو کہا میں بمبئی سے واپسی پر گورکھ پور بھی گیا تھا کیونکہ مجھے وہاں بھی اپنی چاے متعارف کروانی تھی میں نے اسے جواب تو دے دیا لیکن میری زبان لڑکھڑا رہی تھی میری اس حالت کو کرنل شنکر گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا چند لمھوں کے بعد اس نے سرگوشی میں کہا کہ تم ونود ہو یا نوید مجھے اس سے کوئی غرض نہیں لیکن جو کام کرو احتیاط اور سوچ سمجھ کر کرو لیکن میرے لیے تم ونود ہی ہو یہ کہہ کر وہ چپ ہو گیا اور اپنے لیے نیا جام بنانے لگا میں اسکی باتیں سن کر ایک پھر بدحواس ہو گیا کرنل نے کہا کہ ایک آفس کے کام کے سلسلے میں اسے گورکھ پور جانا پڑا تھا میں نے تمہیں وہاں دیکھا تھا تمہارے ساتھ دو تین اور آدمی بھی تھے لیکن میں جلدی میں تھا اس لیے جیپ کو روک نہیں سکا میں دو تین دن وہاں چھاؤنی میں رہا اور پھر واپس دہلی آ گیا یہ کہہ کر کرنل نے پھر ہنسی مذاق کی باتیں شروع کر دی اور میں اس غیر متوقع صورت حال پر بے دلی

سے اسکا ساتھ دیتا رہا: دوران گفتگو کرنل نے میری بدحواسی دور کرنے کے لیے پھر گورکھ پور کا ذکر کرنا شروع کر دیا ونود کیا تمہیں معلوم ہے گذشتہ دنوں گورکھ پور میں کیا حادثہ پیش آیا تو میں نے نفی میں جواب دیا اس نے بتایا کہ وہاں ائیر فورس کے ایک خفیہ اڈے پر اچانک آگ بھڑک اٹھی جس نے جہازوں اسلحہ خانوں اور آئل ٹینکس کو بھی آناً فاناً اپنی لپیٹ میں لے لیا اور 200 سو سے زیادہ ائیر فورس کے ملازمین سمیت سب جل کر راکھ ہو گیا اس اڈے پر سیکیورٹی اتنی سخت تھی کہ تخریب کاری کا ذرا بھی امکان نہیں تھا عینی شہادت دینے کے لیے کوئی زندہ نہ بچا صرف ایک ٹرک جاے حادثہ سے نکل سکا جو دو سیکیورٹی بیریئر کو توڑتا ہوا residents area سے باہر نکل آیا صرف اس کا ڈرائیور اس حادثے کا عینی شاہد تھا لیکن حواس باختگی میں ٹرک پر کنٹرول نہ رکھ سکا اور ٹرک کھڈ میں لڑھک گیا اور ڈرائیور سمیت جل کر خاک ہو گیا یہ حادثہ یقیناً ائیر فورس کی غفلت کیوجہ سے پیش آیا یہ کہہ کر کرنل چپ ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا ایک بات ایسی جو اس حادثے کو تخریب ثابت کرتی ہے حادثے کے بعد دو آدمی گورکھ پور میں ہوائی اڈے والی سڑک پر بیہوش پاے گئے ان کے بیان کے مطابق اسی روز ان کی گاڑیاں پستول دکھا کر چھینی گئیں اور انہیں سروں پر پستول کی ضرب لگا کر بیہوش کیا گیا تھا وہ دونوں گاڑیاں چھیننے والوں کو اچھی طرح دیکھ نہ سکے ان کے بیانات سے صرف ایک کلیو ملا ہے کہ ان میں ایک گورا چٹا لمبے قد کا آدمی

تھا کرنل یہ بتا کر چپ ہو گیا اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا وہ غالباً میری پریشانی سے لطف اندوز ہو رہا تھا پھر اچانک بولا ونود کیا عجیب اتفاق نہیں ہے کہ تم بھی گورے چٹے اور لمبے ہو اور حادثے والے وہاں موجود بھی تھے میرے لیے اب خاموش رہنا محال تھا میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ کرنل صاحب اگر مجھ پر شک ہے تو پھر مجھے پکڑوا کیوں نہیں دیتے کرنل کھلکھلا کر ہنس پڑا اور بولا مجھے شک نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ گورے چٹے لمبے آدمی تم نہیں ہو جسکا ذکر دونوں کار مالکان کر رہے ہیں بھارت میں ایسی مشابہت تو ہزاروں لاکھوں میں ہوسکتی ہے میں نے تو محض مذاقاً یہ بات کی تھی ہیڈ کوارٹر میں اس حادثے کی جو روپوٹ آئی ہے میں نے اس روپوٹ کی بنا پر تمہیں سب واقعہ بتایا ہے ائیر فورس والوں نے تو اپنی نااہلی اور کمزور سیکیورٹی کو چھپانے کے لیے اس حادثے کو چھپا دیا ہے تمہیں آگاہ کرنے کے لیے یہ تفصیل بتائی ہے اس کے بعد کرنل نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں جب میں نے 2 گھنٹے بعد کرنل سے اجازت چاہی تو اس نے کھڑے ہو کر مجھ سے ہاتھ ملایا اور مسکراتے ہوئے سرگوشی میں کہا کہ میں نے تمہیں یہ باتیں اس لیے بتائی ہیں کہ تمہیں حادثے میں ہونے والے نقصان کا اندازہ ہو جائے کرنل نے پھر اپنا چہرہ میرے کان کے نزدیک کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ گورکھ پور نہ جانا اور نہ کسی سے آئندہ اس بات کا ذکر کرنا کہ تم گورکھ پور گئے تھے میں کرنل سے رخصت لے کر واپس ہوٹل آ گیا میرے ذہن میں

ہلچل مچی ہوئی تھی اور میں رات بھر سو نہ سکا کرنل کی باتوں نے مجھے ابنارمل کر دیا تھا

کرنل سے اس یادگار ملاقات کے بعد بھی اکثر ملتا رہا لیکن گورکھ پور کر متعلق پھر کبھی بات نہیں ہوئی۔

اگلا دن جمعہ کا تھا میں مقررہ وقت پر ڈاک کا پیکٹ لے کر کوریئر سے ملنے چلا گیا میں بھی مسلحہ تھا اور میرا ایک ساتھی بھی کور دینے کے لیے میرے ساتھ تھا حاصل شدہ معلومات بھی میں نے ڈاک میں شامل کر دی تھیں مقررہ جگہ پر کوریئر کو ملا پیکٹوں کا تبادلہ کیا اور ہدایات کے مطابق نئ جگہ کے متعلق کوریئر آگاہ کیا جسکا اصولی طور پر علم مجھے اور کوریئر کو ہوتا تھا میں نے اسے یہ بھی کہا کہ آئندہ ملاقات کے لیے وہ اکیلا آیا کرے اپنے کسی ساتھی کو ساتھ نہ لایا کرے اس کوریئر کو چونکہ میرے ساتھیوں کے متعلق علم نہ لہذا آئندہ میں نے ہی اس سے ملنے کا پروگرام بنایا اور کور دینے کے لیے ہر بار ساتھی چینج کا پروگرام بنایا اپنے ساتھیوں کو۔ میں نے بتا دیا تھا کہ اگر کہیں لاہور والے کوریئر نظر آئین تو ان کی نظر سے بچنے کی کوشش کریں کیونکہ وہ حراست میں ہیں۔۔

کرنل شنکر کا مجھے گورکھ پور نہ آئندہ جانے کا مشورہ اور ہوائی اڈے کی تفصیل اور محتاط رہنے اور پھر ٹیکسیوں کے ڈرائیور سے لی گئی تفصیلات اور پھر لاہور

بارڈر پر کوریئر کا پکڑے جانا پھر ان کوریئر سے پاکستان سے ہمیں محتاط رہنے کی ہدایات ملنا ان سب باتوں کو جب میں نے ایک لائن میں رکھ کر سوچا تو میرا ذہن فوراً اس طرف چلا گیا کہ بھارتی انٹیلیجنس ہمیں تلاش کرنے کے لیے سرگرداں ہے لہذا وقت کا تقاضا ہے کہ خود بھی احتیاط سے رہوں اور ساتھیوں کو بھی احتیاط سے رہنے کی ہدایات کروں اور پھر جو ہماری ضرورت کے علاوہ سامان ہے اسے محفوظ جگہ پر کہیں شفٹ کر دوں

لہزا اس پوائنٹ پر سوچ کر میں نے ساتھیوں کو آئندہ ہر لحاظ سے محتاط رہنے کا کہہ دیا اور ساتھیوں کے گھر میں جو اسلحہ اور دیگر سامان پڑا ہوا تھا اس میں سے ساتھیوں کے لیے ایک ایک پسٹل اور گولیوں کے علاوہ باقی سارا اسلحہ اور سامان میں نے عارف کے گھر رکھوا دیا۔ خدانخواستہ کہیں مشکل بن جاے تو ان کو یہاں سے کچھ نہ ملے جس سے ہم مجرم ثابت ہوں دوسرا میں نے ساتھیوں کی رہائش تبدیل کرنے کا سوچا مگر اس سے زیادہ محفوظ مکان نہ ملا تو میں نے فی الحال یہی ان کا رہنا مناسب سمجھا

اتنی آہم معلومات دینے اور محتاط رہ کر کام کرنے پر میں نے دل ہی دل میں کرنل شنکر کا شکریہ ادا کیا۔

اور ساتھیوں کو ہر وقت ریڈ الرٹ رہنے کا کہہ دیا اور جوڈو کراٹے کے ماہر ساتھی کو میں نے اپنے ہوٹل میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر دے دیا تا کہ

مشکل پڑنے پر مجھے کور دے سکے

اب ہمارے لیے نہ تو خاص مشن تھا اور نہ ہی پاکستان سے ہمیں کسی مشن کی ہدایات ملی تھیں حالات کے پیش نظر ہم بھی چاہتے تھے کہ کچھ وقت خاموشی سے گزارا جاے ہماری سرگرمیاں اب صرف ڈاک وصول کرنے بھیجنے اور ٹرانسمیٹر پر پیغام وصول کرنے تک رہ گئی تھی میرے ساتھی ہر اتوار رات کو بشیر کے گیراج جاتے اور لڑکوں کو تربیت دیتے موسم گرما شروع ہو کر اپنے جوبن پر آ چکا تھا مئی 74ء میں بھارت نے راجستھان میں پوکھران میں پاکستان کے بارڈر کے قریب زمین دوز ایٹمی دھماکہ کیا بھارت کے اس پہلے ایٹمی دھماکے کو دنیا بھر سے کوریج ملی بھارتی اخبارات نے تو اس دھماکے کی خبروں کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھارتی نیوکلیائی برتری کیوجہ سے باقاعدہ ڈرانا اور اپنے عظیم بھارت میں ضم ہونے کا مشورہ دیا اور یہ سلسلہ ہفتوں جاری رہا میں اور میرے ساتھی بھی اس بھارتی ایٹمی دھماکے کی وجہ سے پژمردہ ہو گئے تھے ایک دن جب ہم اکھٹے بیٹھے تھے تو ہمارا موضوع اس ایٹمی دھماکے پر تھا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھارت ایک چھوڑ کر دس ایٹمی دھماکے کر لے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا پاکستانی سائنسدان بھی ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں ہوں گے ماضی کے تاریخی اوراقِ ہمیں بتاتے ہیں کہ تیز و تند ہوائیں ہمیشہ مغرب سے آئی ہیں ہزاروں برس قبل آرین سکندر اعظم غزنوی ابدالی سلجوقی تیموری لودھی تغلق خاندان غلاماں اور مغل وغیرہ سب مغرب سے ہی آے

تھے اور پاکستان بھی بھارت کے مغرب میں ہے ان شاء اللہ ہم بھی ماضی کی روایات کو برقرار رکھیں گے۔

میرے ساتھی بھی گیراج میں لڑکوں کو اسی طرح دلاسہ دیتے تھے حالات ایک دم پر سکون سمندر کی طرح چل رہے تھے۔ گر میری چھٹی حس خطرے کا الارم بجا رہی تھی کہ اس خاموشی کے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے کسی بہت بڑے طوفان کی آمد ہے اور آخر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔

یہ 6 جون 74ء کا ڈاک لینے اور دینے کا دن تھا کوریئر سے اس بار میں نے آصف علی روڈ پر ایک جوس کی دکان پر ملنے اور ڈاک وصول کرنے کا کہا تھا جوڈو کراٹے کا ماہر ساتھی مجھے کور دے رہا تھا ہماری ڈاک کا پیکٹ بھی اسی کے پاس تھا طے یہ ہوا تھا کہ میں جوس کی دوکان پر پہنچ کر ایک جوس آرڈر کروں گا اور میرا ساتھی اس دوران میرے پاس سے گزرتے ہوئے ڈاک کا پیکٹ مجھے تھما دے گا اور آگے بڑ جاے گا اور 20 قدم دور رہ کر مجھے کور دے گا۔ جونہی میں جوس والی دوکان پر پہنچا اور جوس کا آڈر کیا تو اچانک آناً فاناً چاروں طرف سے پندرہ سے زیادہ افراد مجھ پر جھپٹ پڑے اور مجھے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا انہوں نے فوراً میرے ہاتھ مڑوڑ کر پیچھے باندھ دیئے اور میری آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھی اور مجھے جیپ میں ڈالا دو افراد میرے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور گاڑی تیزی سے چل پڑی یہ ساری کاروائی ایک منٹ سے بھی کم وقت میں ہو گئی تھی خیر مجھے تو سنبھلنے کا موقع نہ ملا تھا یقیناً میرا

ساتھی بھی اس اچانک صورت حال سے بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا ہو گا اس کے پاس ڈاک کا پیکٹ تھا جس کی حفاظت اسکی ذمہ داری تھی اور اس واقعہ کی اطلاع بھی اسی نے باقی ساتھیوں کو دینی تھی یہ صرف میرے اندازے تھے جو گاڑی میں سفر کے دوران میں نے لگائے تھے یہ بھی ممکن تھا کہ میرے ساتھیوں کو بھی اسی وقت گرفتار کر لیا گیا ہو گرفتاری کے فوراً بعد میری آنکھوں پر پٹی باندھ گئی تھی اور مجھے کچھ علم نہ تھا کہ میرے ساتھی کی کیا پوزیشن تھی گاڑی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک چلتی رہی اس دوران اس نے کئی قسم کے مختلف موڑ کاٹے اور کئی بار گاڑی چند لمحوں کے لیے رکی بھی یہ غالباً روڈ سگنل پر سرخ بتی کی وجہ سے تھا میں نے گاڑی میں اپنی دونوں طرف بیٹھے لوگوں سے پوچھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے غالباً انہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں اس بلاوجہ سڑک پر گرفتاری کے خلاف ہائی کورٹ میں جاؤں گا میں ایک معزز کاروباری شخص ہوں اور انہیں یہ کارروائی بہت مہنگی پڑے گی ان دونوں نے میری کسی بات کا جواب نہ دیا جب میں خاموش نہ ہوا تو اگلی سیٹ پر بیٹھے شخص نے کہا کہ اسے چپ کراؤ تو انہوں نے میرے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا میری اس انداز سے گرفتاری یقیناً پولیس کی کارروائی نہیں تھی اور نہ ہی آنکھوں پر پٹی باندھنے تک کسی باوردی شخص کو دیکھا تھا مجھے گھیرے میں لینے والے سب سویلین لباس میں تھے جوس کی دوکان پر پہنچتے ہی ان کا فوری کارروائی کرنے کا مطلب کہ ان کو میرے اس پروگرام کے بارے میں سب

پہلے خبر تھی اور میری شناخت کا بھی انہیں علم ہو گیا تھا کوریئر سے ہر بار ملنے کے بعد دن اور وقت اور جگہ کا تعین میں ہی کرتا تھا جسکا علم میرے اور کوریئر کے علاوہ کسی کو نہ ہوتا تھا کہ مجھے کہاں کب اور کس جگہ کوریئر سے ملنا ہے حتی کہ میرے ساتھیوں اور مجھے کور دینے والے تک کو علم نہ ہوتا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ کوریئر نے ہی انہیں بتایا ہے کیونکہ کوریئر کو 4 بجے سے پہلے ہی وہاں پہنچ جانا چاہیے تھا میں جوس کی دوکان پر 4 بجنے کے تین چار منٹ بعد میں پہنچا تھا جہاں ہم نے ٹیکسی چھوڑی تھی وہاں سے بھی جوس کی دوکان صاف دکھائی دیتی تھی اس وقت بھی کوریئر وہاں موجود نہ تھا ان وجوہات کی بنا پر کوریئر ہی مجھے دکھائی دیا جس نے میری مخبری کی تھی اگر پکڑنے والوں کو تفتیش سے پتہ چلتا تو وہ مجھے لودھی ہوٹل سے گرفتار کرتے جہاں میں زیادہ تر رہتا تھا۔۔

میرے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا آنکھوں پر سیاہ پٹی بندھی ہوئی تھی کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا میرے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے جسکی وجہ سے کلائیوں میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں میں نے اندازہ لگایا کہ گاڑی کی سپیڈ تیس پینتیس میل فی گھنٹہ تھی اس حساب سے تقریباً 50 یا 60 میل چلنے کے بعد اچانک گاڑی رک گئی اور مجھے بازوؤں سے کھینچ کر اتارا گیا اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ ہم دہلی میں ہی ہیں مجھے دھوکا دینے کے لیے اتنا لمبا گاڑی کو چکر دیا گیا گاڑی سے اتار کر تقریباً 40 قدم تک وہ مجھے دھکیلتے ہوئے لے کر

گئے اور پھر 25 سیڑھیاں اتار کر لوہے کا دروازہ کھول کر مجھے اندر دھکیل دیا گیا وہاں میری تلاشی لی گئی اور ایک بھرا پستول اور ایک فل میگزین تھی پستول ملنے کے بعد تو انہوں نے اس بری طرح میری تلاشی لی کہ میری پینٹ بھی اتار دی گئی پھر بش شرٹ اور بوٹ بھی اتار لیے گے میرے جسم پر انڈر ویئر اور بنیان رہ گئے تھے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ مجھے لانے والوں کا کوئی افسر بھی یہاں موجود ہے جو ان کو جو جو اشارے کر رہا ہے وہ ویسا ویسا کر رہے ہیں میرا انڈر ویئر بھی نیچے کر کے دیکھ لیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے فرش پر بٹھا دیا گیا اسی دوران مجھے کمرے میں کرسیاں میز رکھنے کی آواز آئی تھوڑی دیر اسی حالت میں گزری تھی کہ دو تین افراد نے میری ٹانگوں کو مضبوطی سے جھکڑ لیا دو نے میرے بالوں کو پکڑ کر میرا چہرہ اوپر کیا؛ ور منہ سے کپڑا نکال دیا اور لکڑی کا ٹکڑا میرے منہ میں پھنسا دیا پھر میرا منہ فل کھل گیا اور پھر زنبور قسم کے آلے کے ساتھ میرا ایک ایک دانت چیک کرنا شروع کر دیا جب اسی ڈیمی داڑھ کو زنبور سے کھینچا تو وہ جھٹکے سے ہی باہر آ گئی مجھے یقین ہو گیا کہ میں ڈی ایم آئی کی حراست میں ہوں اس کے تھوڑی دیر بعد کرسیاں میز ہٹا لیے گئے اور میرے دونوں پاؤں کو مضبوط زنجیروں میں لگے کڑوں میں علیحدہ علیحدہ جھکڑ دیئے گئے اس کے بعد ہاتھوں کی رسی کھول دی گئی اور پاؤں کی طرح ہاتھوں کو کلائیوں سے زنجیر اور کڑوں میں جھکڑ دیا گیا اس کے بعد میری آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی پٹی اتنی سختی سے باندھی

گئی تھی کہ پٹی کھلنے چند منٹ بعد تک تو مجھے کچھ دکھائی۔ ہ دیا جب کچھ دیکھنے کے قابل ہوا تو وہاں صرف ایک شخص موجود تھا میرے پانی مانگنے پر اس نے مجھے مٹی کے پیالے میں پانی دیا میرے پاؤں جن زنجیروں میں بندھے ہوے تھے ان کے ہکس زمین میں فرش میں گڑے ہوے تھے

میں ٹانگیں فولڈ کر سکتا تھا میرے ہاتھ کی زنجیریں دیوار میں لگی ہکوں میں بندھی ہوئی تھیں اور ہاتھوں کو میں اتنی حرکت دے سکتا تھا کہ ناف تک لا سکتا تھا اس آدمی سے میں نے کچھ پوچھنا چاہا تو اس نے کہا کہ جو بھی کہنا ہے ہمارے افسر کو کہنا اور پوچھنا میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ اگر سب سچ سچ بتا دو گے تو تمہارے اپنے حق میں بہتر رہے گا ورنہ سچ بلوانے کے ہمارے پاس ایسے طریقے ہیں کہ تم سچ بولنے پر مجبور کر دیئے جاؤ گے لیکن اس وقت تک تمہارے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی اور تم زندگی بھر کے لیے معذور ہو چکے ہو گے یہ کہہ کر اس نے اپنے طریقوں کا نمونہ پیش کرتے ہوئے ایک ٹھڈا میری دائیں ران پر مارا اور سیل کا دروازہ بند کر کے چلا گیا یہ ٹھڈا لگنے سے مجھے درد تو بہت ہوا مگر میں نے ہلکی سی آہ میں چھپا لیا یہ تو ابتداء عشق تھا میرے ساتھ آگے جو کچھ ہونا تھا اس کا مجھے کچھ اندازہ تھا سائنائیڈ کی داڑھ نکل جانے کیوجہ سے سچ نہ بولنے پر ہونے والے تشدد کے لیے مجھے خود کر تیار کرنا تھا میں سیل کا جائزہ لیا یہ سیل اندازاً سولہ بائے بارہ کا تھا اسکی چھت بہت اونچی تھی جہاں پر ہلکی روشنی والا بلب ٹمٹما رہا تھا

چھت کے بلکل قریب دیوار میں مضبوط سلاخوں والا ایک روشن دان تھا سیل کے دروازے پر لوہے کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اس پلیٹ میں اوپری جانب 8 انچ مربع کا ایک کٹ تھا دروازے کے باہر جانبلگی پلیٹ نے اس کٹ کو ڈھانپ رکھا تھا یہ کٹ باہر والوں کے لیے اندر والوں کو دیکھنے کے لیے بنایا گیا تھا میرے دائیں جانب میرے بلکل قریب پانی کا ایک مٹکا تھا جس تک میرا ہاتھ پہنچ سکتا تھا

خود کو اس حالت میں دیکھ کر مجھے آغا حشر کاشمیری کا اک شعر یاد آ گیا

شیر کس حال میں ہے لوہے کے جال میں ہے۔۔

انٹیروگیشن شروع ہونے دے پہلے مجھے کچھ فیصلے کرنے تھے جوس کی دکان سے میری گرفتاری کا مطلب تھا کہ انہیں میرے لودھی ہوٹل کی رہائش کا علم نہ تھا لہذا مجھے لودھی ہوٹل کا نام نہی لینا تھا میرے ساتھیوں کے متعلق بھی انہیں علم نہ تھا لہذا ان کے متعلق بھی انکو نہیں بتانا تھا لہذا مجھے اکیلا ظاہر کرنا تھا بھارت میں داخلے کی مدت کا تعین میرے لیے مشکل مرحلہ تھا یہ کوریئر جس کے متعلق مجھے یقین تھا کہ اسی نے مجھے پکڑوا یا ہے ہمارے بھارت میں داخلے کے بعد شروع سے ہی ڈاک لاتا اور لے جاتا تھا ہم نے نئے کوریئر کے ساتھ لاہور کا صرف چند ماہ ہی راستہ اختیار کیا تھا اگر اس نے ڈی ایم آئی کو سب بتا دیا ہے تو پھر مجھے بھارت میں گزارے ایک ایک دن کا

حساب دینا ہو گا بھارت میں کیے گئے سب مشنوں سے میری لاتعلقی ضروری ہے ہمدردوں اور ساتھیوں کے نام بھی نہیں لینے کوریئر نے اس مرتبہ لائی ہوئی ڈاک بھی دشمن کے حوالے کر دی ہو گی میں دعا مانگنے لگا کہ اس ڈارک میں میرے اور میرے ساتھیوں کے متعلق کوئی ایسی بات نہ لکھی ہو جسکیوجہ سے ہم سب پھنس جائیں میں نے اپنی پلاننگ یہ بنائی کہ دوران تفتیش میں انہیں اپنا صحیح نام بتاؤں گا میرے مسلمان ہونے کا تو پہلے ہی اطمینان کر چکے تھے تفتیش کے دوران میں انہی اپنی ٹریننگ کے دوران بتاے گئے بھارتی افواج اور اور ہتھیاروں کے متعلق اپنی معلومات بتاؤں گا اس طرح پاکستان کے مفاد کو کوئی نقصان پہنچانے بغیر میں تفتیش کا دورانیہ لمبا اور تشدد میں کمی کی کوشش کروں گا حقیقت بھی یہ تھی کہ پاکستان کی دفاعی افواج کے متعلق میری معلومات نہ ہونے کے برابر تھیں بھارت میں آنے سے پہلے میں تربیلا ڈیم میں پی آر او مینجر تھا تربیت کے دوران مجھے بھارت اور بھارتی افواج اور دفاع کے متعلق معلومات ازبر کرائی گئی تھی میں نے یہ بھی پلان بنایا کہ میں انہیں اپنے کسی فرضی کونٹیکٹ کو پکڑوا نے کے لیے دہلی میں لے جاؤں گا اگر وہ مان گے تو۔ ورنہ میں تو چاروں طرف ان کے نرغے میں ہوں وہ مجھے ہتھکڑی نہیں لگائیں گے اس طرح ہو سکتا ہے میری بھاگنے کی سبیل بن جائے اسی طرح کے بہت سے خیالات میرے ذہن میں آتے رہے اور میں نہ جانے نیند میں ڈوب گیا نامعلوم کیا ٹائم ہوا تھا جب میرے جسم پر ٹھوکریں مار کر

اٹھایا گیا آنے والے چار بندے تھےانہوں نے پھر میری آنکھوں پر پٹی باندھی میرے ہاتھ کڑوں سے آزاد کے کے پیچھے باندھ دیئے پاؤں سے کڑے اتارے اور مجھے بازوؤں سے پکڑ کر سیڑھیاں چڑھنے لگے اور اوپر جا کر بائیں جانبکو چل دیئے دس بارہ قدم قدم چلنے کے بعد دائیں مڑے اور چند قدم چلنے کے بعد مجھے ایک کرسی پر بٹھا دیا پہلے آنکھوں کی پٹی کھولی اور پھر ہاتھ بھی کھول دیئے انتہائی تیز روشنی کے لگے ریفلیکٹر سے میری آنکھیں چندھیا گئیں کئی بار آنکھیں ملنے اور بار بار جھپکنے کے بعد مجھے ٹیبل کے پیچھے تین چار شخص بیٹھے دھندلے سے نظر آے میں بلکل خاموش بیٹھا رہا جب آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس میں دو پنکھے پوری رفتار سے چل رہے تھے مجھے لانے والے کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر جا کرنے کے بعد درمیان Assess چکے تھے تھوڑی دیر کی خاموشی اور مجھے میں بیٹھا آدمی بولا اب تک تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہو گا کہ تم ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکے ہو اس مصیبت سے تمہارے نکلنے کی کوئی صورت نہیں لیکن ہم تمہیں ایک موقع دینا چاہتے ہیں اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو اور ہمارے سوالات کا صحیح جواب دو اور اپنے عملی تعاون کا ہمیں یقین دلا دو اور تم دلی طور پر ہمارا ساتھ دو گے تو تم نہ صرف بچ جاؤ گے بلکہ ہم تمہیں آزاد بھی کر دیں گے اور تمہیں خاطر خواہ انعام بھی دیا جاے گا دوسری صورت میں ہم تمہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس سیل میں تمہیں رکھا گیا ہے اس سے

ہمارے ساتھیوں نے کئ لاشیں نکال کر جلا ڈالی ہیں اس سیل کو غور سے دیکھو گے تو وہاں تمہیں خون کے دھبے بھی دکھائی دیں گے یہ ان کا خون ہے جنہوں نے ہماری شرافت کیوجہ سے پہلے زبان نہیں کھولی لیکن جب ہم نے دوسرا طریقہ اختیار کیا تو انہوں نے سب کچھ بتا دیا مگر اپنی حماقت کیوجہ سے یا تو زندگی ہار گئے یا پھر زندگی بھر کے لیے اپاہج ہو گئے ہماری یہ عادت ہے کہ ہم پہلے شرافت کی زبان سمجھاتے ہیں اگر وہ سمجھ جاے تو ٹھیک ورنہ۔ ہم دوسری زبان میں بات کرتے ہیں اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم کون سی زبان سمجھو گے میں نے یہ لمبی بات تم سے اس لیے کی ہے کہ تم شکل سے پڑھے لکھے لگتے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم لاعلمی میں مارے جاؤ وہ خاموش ہوا تو اس کے ساتھ بیٹھا ایک نسبتاً جوان شخص بولا۔

Now show sports man spirit and coprate with us your game is over۔

میں نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا کہ آپ نے جو کچھ بھی کہا ہے میں اس کے لیے آپکا مشکور ہوں واقعی میری گیم اب ختم ہو چکی ہے اور میں پوری کوشش کروں گا کہ آپ کے سوالات کے اطمینان بخش جواب دوں اگر میں کسی بات کا جواب نہ دے سکا تو وہ میری لاعلمی ہو گی اس سے پہلے کہ آپ مجھ سے سوالات پوچھنے کا سلسلہ شروع کریں میری آپ سے دو درخواستیں ہیں نمبر ایک اپنے آدمیوں سے کہیں کہ میرے کپڑے واپس کر دیں اور دوسری

یہ کہ اپنے آدمیوں سے کہیں کہ میرے ساتھ توہین آمیز سلوک اور ذلیل کرنے والا رویہ اختیار نہ کریں کیونکہ جسم پر لگے زخموں سے زیادہ انا پر لگے زخم تکلیف زیادہ دیتے ہیں میں آپکی حراست میں ہوں اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ میرا تعاون کرنے کی آمادگی کے بعد آپ کا رویہ میرے ساتھ کیسا ہوتا ہے میں خاموش ہوا تو تینوں نے کھسر پھسر کی پھر درمیان والے نے گھنٹی بجائی باہر سے ایک شخص اندر آیا درمیان والے شخص نے اسے میرے کپڑے جوتے اور ساتھ چاے پانی لانے کا کہا سائیڈ پر بیٹھے شخص نے کمرے میں لگے عام بلب جلا دئے اور بڑا لیمپ بند کر دیا درمیان والے نے کہا

Now relex and prepare your self to answer the question۔

یہاں میں عرض کرتا چلوں ہماری عام گفتگو انگریزی میں ہوئی تھی میں چونکہ اپنی گرفتاری سے لے کر اب تک کے کسی لمحے کو بھی فراموش نہیں کر سکا اس لیے اس دوران پیش آنے والے واقعات کو اور سوالوجواب کو اردو میں ڈھالنے کی پوری کوشش کے باوجود کچھ جملے انگریزی میں لکھنے پر مجبور ہوں تاکہ قارئین تک صحیح تاثر پہنچا سکوں۔۔۔

چند لمحوں بعد میرے کپڑے اور جوتے مجھے مل گئے جو میں نے ان سے اجازت لے کر کمرے کے ایک کونے میں جا کر پہن لیے پھر چاے پانی اور

بسکٹ آ گئے اور پھر انہوں نے میرے سگریٹ کا پیکٹ اور لیٹر بھی مجھے لٹا دیا چاے پانی سے فارغ ہونے کے بعد ان میں سے درمیان میں بیٹھا ہوا شخص جو یقیناً ان کا سئنر تھا نے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا قارئین یہاں میں سوال کو س سے شو اور جواب کو ج سے شو کروں گا

س۔ نام؟

ج۔ میں نے نام بتا دیا۔

س۔ مذہب؟

ج۔ اسلام مسلم

س۔ قومیت؟

ج۔ پاکستانی

س۔ کس ایجنسی کے لیے کام کرتے ہو؟

ج۔ مجھے علم نہیں کیونکہ میں سویلین ہوں اور مجھے بتایا ہی نہیں گیا کہ میں کس کے لیے کام کر رہا ہوں۔

س۔ پاکستان سے رابطے کا ذریعہ؟

ج۔ کوریئر جس نے آپکو میرے متعلق مخبری کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

س۔ پہلے کیا کرتے تھے؟

ج۔ تربیلا میں پی آر او تھا

س۔ اس ادارے میں کیسے آے۔؟

ج۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔

س۔ کس کے ذریعے رابطہ ہوا؟

ج۔ ایک کرنل دوست کے ذریعے سے۔

س۔ تربیت کہاں پائی۔؟

ج۔ لاہور میں

س۔ کس راستے سے بھارت میں داخل ہوئے۔؟

ج۔۔ وہی راستہ جس سے کوریئر آتا ہے۔ میرے اس جواب پر سنٹر نے سختی سے کہا کہ نام بتاؤ تو میں نے کہا کہ صادق آباد گنج سے بھارت ہنومان سنگھ اسٹیشن تک

س۔۔ یہاں کتنے عرصے سے ہو۔؟

ج۔ تقریباً 2 سال سے اسکی تصدیق آپ کوریئر سے بھی کر سکتے ہیں۔

س۔۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تمہارا کوریئر ہماری حراست میں ہے۔؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ج۔۔ جہاں پر مجھے آج گرفتار کیا گیا ہے اس جگہ اور وقت کا علم بس کوریئر کو ہی تھا۔

س۔۔ رہائش کہاں ہے۔؟

ج۔۔ علی گڑھ میں

س۔۔ اپنے محکمے کے افسران کے نام بتاؤ۔؟

ج۔۔ مجھے کسی کے نام کا علم نہیں ہے حتی کے اپنے محکمے کے نام سے بھی واقف نہیں ہوں جن لوگوں نے میری تربیت کی ہے ان کے بھی اصلی ناموں سے واقف نہیں ہوں آپکی طرح وہاں بھی compartmentation پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے

س۔۔ ہمارے متعلق کیا جانتے ہو۔؟

ج۔۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ڈی ایم آئی سے ہیں۔

س۔۔ یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا۔؟

ج۔۔ میری گرفتاری جس منظم طریقے سے ہوئی کوئی سویلین ادارہ اتنی پھرتی نہیں دکھا سکتا۔

س۔۔ تمہارا مشن کیا ہے۔؟

ج۔۔ یہ سروے کرنا کہ بھارتی مسلمان پاکستان کے ساتھ دلی وابستگی رکھتے ہیں اور کتنے فیصد بھارتی غیر مسلم پاکستان کے ساتھ امن کے خواہاں ہیں

س۔۔ تمہارے گروپ میں کتنے آدمی ہیں۔؟

ج۔۔ میں اکیلا ہوں۔

س۔۔ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔؟

ج۔۔ اگر میرے ساتھ کچھ اور لوگ ہوتے تو یقیناً میں آپکو ان کے متعلق بتا دیتا اس طرح میری تفتیش کا بھار کم ہو جاتا۔

س۔ یہاں کے اخراجات کیسے پورے کرتے ہو۔؟

ج۔۔ میرے اخراجات کے روپے کورئیر کے ذریعے پاکستان سے آتے ہیں۔

س۔۔۔ بھارت میں کن لوگوں سے تمہارے مراسم ہیں اور کون تمہیں یہاں مالی امداد کرتا ہے۔؟

ج۔۔ میری یہاں کو ئی مالی امداد نہیں کرتا اور نہ کسی کے ساتھ میرے مراسم ہیں۔

اس طرح کے سوالات مجھے سے 2 گھنٹے سے زیادہ وقت تک پوچھے گئے اور میں ان کے گول مول جواب دیتا گیا بھارتی افواج اور اسلحہ کے متعلق آنہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ جو کچھ مجھے ٹریننگ کے دوران بتایا گیا تھا

اس سے زیادہ مجھے کچھ علم نہیں ہے جو کچھ بھارتی دفاعی افواج کے متعلق مجھے معلوم ہے وہ میں آپکو بتانے کے لیے تیار ہوں میرے ساتھ آج جو کچھ ہوا اس سے میری دماغی حالت صحیح نہیں مجھے لمبے عرصے کے لیے جیل بھیجنے یا ہلاک کرنے کے لیے میری دی گئی معلومات ہی آپ کے لیے کافی ہیں لیکن انہیں نہ تو ریکارڈ کیا گیا اور نہ ہی لکھا جا رہا تھا

میں نے آپ کو مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو باقی تفتیش کسی اور ٹائم کر لیں۔ میں تو آپکی حراست میں ہوں میری سائنائیڈ داڑھ آپ نے نکال لی ہے مجھے وقت دیں تا کہ میں ذہنی طور پر نارمل ہو سکوں اگر دوران تفتیش آپ کو محسوس ہو کہ میں آپ سے کچھ چھپا رہا ہوں تو آپ کے اختیار میں ہے کہ جیسا چاہیں آپ میرے ساتھ سلوک کر سکتے ہیں اور یہ حقیقت بھی تھی کہ میں بہت زیادہ ذہنی دباؤ میں تھا اور سنبھلنے کے لیے کچھ وقت چاہتا تھا اب تک جو میں نے جواب دیئے تھے میں جانتا تھا کہ ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور مجھ سے حقیقت اگلوانے کے لیے بے تحاشا تشدد کریں گے میں چاہتا تھا کہ تشدد سہنے کے لیے میں خود کو ذہنی طور پر تیار کر سکوں ان کے سئنرز نے میری بات سن کر کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے وہ صریحاً جھوٹ اور بکواس ہے ہم نے تمہیں موقع دیا لیکن تم نے سمجھا کہ تمہارے سامنے وہ احمق بیٹھے ہیں کہ جو کچھ تم بتاؤ گے ہم سچ مان لیں گے اپنے ذہن سے ہی اس خیال کو جھٹک دو کہ تم ہم سے سچائی چھپا سکو گے ہم

تمہیں صرف ایک موقع اور دیتے ہیں اور تمہیں یہاں سے شفٹ کر کے بہتر جگہ پر بھیج رہے ہیں تمہی اتنا ٹائم بھی دیں گے کہ تم ذہنی طور پر نارمل ہو سکو تمہارا بیان بھی ہمارا ایک آدمی لکھتا جاے گا آئندہ تفتیش کے دوران اگر تم نے غلط بیانی اور سچ کو چھپانے کی کوشش کی تو اس کے بعد اپنی حالت کے تم خود ذمہ دار ہو گے یہ کہہ کر ان کے سئنرز نے گھنٹی بجائی دو آدمی اندر آ گئے سئنر نے انہیں مجھے باہر لے جانے کو کہا وہ میری آنکھوں پر پٹی باندھنے لگے تو سئنر نے منع کر دیا اور کہا کہ رات کے اندھیرے میں اسے کیا نظر آے گا اس کے ہاتھ بھی کھلے رہنے دو تھوڑی دیر تک ایک بند گاڑی اسے آ کر لے جاے گی کمرے میں بھی اسے کھلے رہنے دینا لیکن 2 آدمی اسکی نگرانی کے لیے کمرے میں موجود رہنا یہ ہدایت دے کر وہ اٹھے تو میں نے کہا سر میں آپ سے دوبارہ یقین دھانی چاہتا ہوں کہ آپ سے بھرپور تعاون کے بعد مجھ پر تشدد نہیں کیا جاے گا اور آپ کے اطمینان کے بعد مجھے رہائی مل جاے گی سئنرز نے کہا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں لکھ کر دوں جونئر بولا

Mr you have no choice you got to believe us۔

یہ کہہ کر وہ چلے گئے ان 2 گارڈز نے مجھے پکڑا اور باہر لے آئے باہر 2 اور گارڈ کھڑے تھے یہ چاروں مجھے اسی زمین دوز کمرے میں لے آئے 2 گارڈ کمرے کے اندر کھڑے رہے اور 2 باہر سے 2 کرسیاں لے آے وہ دونوں گارڈ کرسیوں پر بیٹھ گئے؛ ور مجھے فرش پر بیٹھنے کا کہا میں فرش پر لیٹ گیا

زمین دوز کمرہ اونچی چھت کی وجہ سے خاصا ٹھنڈا تھا میں نے آئندہ پیش آنے والے حالات کے لیے خود کو تیار کرنا شروع کر دیا اسی دوران میری آنکھ لگ گئی کہتے نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے گو میں ابھی سولی پر چڑھا نہیں تھا مگر قریب ضرور تھا سوے ہوے مجھے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ مجھے جھنجھوڑ کر اٹھا دیا گیا کمرے میں پہلے 2 گارڈ کے علاوہ چار اور آدمی تھے نئے افراد میں سے ایک نے میری آنکھوں پرسیاہ پٹی باندھیاور مجھے بازوؤں سے پکڑ کر باہر لے آئے اس زمین دوز کمرے میں تو دن اور رات کی تمیز کا ہونا ہی ناممکن تھا آنکھوں پر پٹی بندھی ہونے کی وجہ سے باہر آ کر بھی مجھے وقت کا کچھ اندازہ نہ ہو سکا وہ مجھے ایک طرف لے کر چلے اس بار میں نے قدم گننے شروع کر دیئے اڑتالیس قدم گنے تھے جن میں دو سیڑھیاں بھی شامل تھیں کہ وہ رک گئے اور مجھے زمین سے ایک میٹر اوپر دھکیل کر ایک بینچ پر بٹھا دیا میں نے ٹٹول کر دیکھا تو وہ کوئی گاڑی تھی دروازہ بند کرنے کی آ آواز آئی اور گاڑی چل پڑی مختلف جگہوں پر دائیں بائیں مڑتے ہوے تقریباً ایک گھنٹہ بعد گاڑی ایک جگہ رک گئی مجھے گاڑی سے اتارا گیا اور اترنے سے پہلے میرے سر پر ایک کپڑا ڈال دیا گیا 30 سے زیادہ قدم چلنے کے بعد مجھے ایک قدمی سیڑھی چڑھ کر ایک جگہ روکا گیا سر کا کپڑا اور پٹی ہٹا دی گئی یہ بارہ بائے دس کا کمرہ تھا جس میں ایک طرف ایک فولڈنگ بیڈ اور بستر تھا حوالات کیطرح ایک مضبوط سلاخوں والا دروازہ تھا اور یہ دروازہ ایک چھوٹے برآمدے میں کھلتا تھا

کمرے کی چوڑائی دونوں اطراف سے اسے ملی ہوئی دائیں جانب کی دیوار میں ایک لوہے کا دروازہ تھا میں ابھی اچھی طرح سے ان دیواروں اور کمرے کو دیکھ بھی نہ سکا کہ چاروں گارڈ سلاخوں والے دروازے کو لاک کر کے دیوار والے دروازے سے باہر چلے گئے اور اسے بھی بند کرنے اور لاک لگانے کی آواز میں نے سنی کمرے کی چھت میں ایک بلب لگا ہوا تھا جس کا سوئچ کمرے میں نہیں تھا کمرے میں ایک طرف بغیر دروازے والا ٹوائلٹ کمرے کی باہری جانب بنا ہوا تھا جس میں دیسی طرز کا فلش لوٹا اور ایک ٹوٹی پانی والی تھی ٹوائلٹ میں کوئی کھڑکی یا روشندان نہیں تھا کمرے میں ایک جانب پانی سے بھرا ہوا مٹکا اور پلاسٹک کا گلاس تھا پلنگ کے بالمقابل فرش میں جڑی لوہے کی ایک ٹیبل اور دیوار میں جڑی زنجیر میں بندھی لوہے کی ایک کرسی تھی جسے بمشکل چند انچ دائیں بائیں سرکایا جا سکتا تھا چھت پر لگا بلب کمرے کے آخری کونے میں تھا اور ایک چھت کا پنکھا بہت اونچا چھت سے چھوتا ہوا لگا تھا جسے بیڈ یا ٹیبل پر چڑھ کر بھی چھوا نہ جا سکتا تھا اس پنکھے کا سوئچ بھی کمرے میں نہیں تھا چار دیواری اتنی بلند تھی کہ باہر سے کوئی چیز دیکھی نہیں جا سکتی تھی برآمدے کیوجہ سے جب تک انتہائی نیچے جھک کر نہ دیکھا جاے آسمان بھی نظر نہیں آتا تھا یہ تھی میری وی وی آئی پی رہائش گاہ جو تعاون کے لیے رضا مند ہونے کے باعث مجھے دی گئ تھی

میں بیڈ پر نیم دراز ہو گیا 2 گھنٹے بعد میرے لیے کھانا آ گیا کھانا لانے والے

کے ساتھ گن بردار تھے جنہوں نے اس کے کھانا رکھنے کے دوران گنز میری طرف تان کر رکھیں وہ کھانا رکھ کر چلے گئے تو دیکھا کہ کھانے میں دو چپاتیاں اور دال تھی یہ دوپہر کا کھانا تھا روشنی سے میں نے اندازہ لگایا کہ دن دو یا تین بجے ہوں گئے گرمی فل عروج پر تھی کمرے میں لگا پنکھا اس گرمی میں اضافہ ہی کر رہا تھا میں صرف ایک ہی بات سوچ رہا تھا کہ دوران تفتیش جو کچھ میں نے کہا تھا اس پر کتنا عرصہ میں قائم رہ سکوں گا چاے کے کاروبار کی جو کور سٹوری تھی جو مجھے تربیت کے بعد پاکستان سے سکھائی گئی تھی وہ تو اس صورت کام آ سکتی تھی اگر۔۔۔

میں ویسے کسی تفتیش میں بلایا جاتا مگر یہاں تو کوریئر کی غداری کیوجہ سے پکڑا گیا تھا اس لیے وہ سٹوری یہاں کسی صورت فٹ نہیں ہو سکتے تھی۔۔یہاں پر واقعات کو تسلسل میں رکھنے کے لیے چند باتیں عرض کرنا چاہوں گا جن کا مجھے علم واپس پاکستان پہنچ کر ہوا تھا کوریئر کی غداری پر میرا یقین محض شک کی بنا پر تھا کیونکہ جس جگہ میری گرفتاری عمل میں آئی اس جگہ وقت اور دن کا صرف کوریئر کو علم تھا مقررہ وقت پر وہاں میرے پہنچنے پر ڈی ایم آئی کے ایجنٹ یا لوگ مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے ان کو میرے بارے میں پہلے ہی بریف کر دیا گیا ہو ہنومان گڑھ کے راستے سے آنے والا کوریئر مجھے ملنے کے لیے دن اور دو رات قبل بارڈر کراس کرتا تھا یہ بھی ممکن تھا کہ بارڈر کراس کرنے کے فوری بعد بھارتی سیکیورٹی فورسز نے اسے گرفتار کر لیا ہو اور

تفتیش اور تشدد برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے میرے متعلق سب کچھ اگل دیا ہو پاکستان واپس پہنچنے پر مجھے یہ بتایا گیا کہ کوریئر کو ایسی درپیش صورتحال پیش آنے پر یہ بتانے کی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ دہلی میں کسی بھی جگہ کا نام بتا دے جہاں پر اسے ڈاک کا پیکٹ رکھنا اور دوسرا پیکٹ اٹھانا ہوتا تھا پیکٹ وصول کرنے والے کو اس نے کبھی نہیں دیکھا اگر اسے ایسی صورتحال پیش آئی تھی تو اس نے ہماری ہدایات کو نظر انداز کر کے سب کچھ بتا دیا تھا پاکستان واپسی پر مجھے بتایا گیا کہ کوریئر اپنی روانگی کے 10 روز بعد واپس آیا تھا اور سئنرز کو یہ بتایا کہ ڈاک پیکٹ اس نے مجھے دے دیا تھا مگر میں نے اسے ڈاک نہیں دی تھی اور کہا کہ اگلی بار ملنے پر اسے پاکستان سے جانے والی ڈاک بھی اسے دی جائے حالانکہ مجھے حکم تھا کہ چاہے ڈاک ہو یا نہ ہو خالی ڈاک کا پیکٹ جو کہ واٹر پروف ہوتا تھا ہی کوریئر کے ہاتھ بھیج دیا کروں واٹر پروف پیکٹ اس لیے کہ راست میں کوریئر کو بی آر بی نہر عبور کرنی پڑتی تھی میرا جوڈو کراٹے والا ساتھی چھپ گیا جب مجھے گرفتار کیا جا رہا تھا اس طرح ڈاک بھی محفوظ رہی اور وہ صحیح واپس اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا اور انہیں میری گرفتاری کی خبر سنائی دوسرے دن ٹرانسمیٹر پر ان کا پاکستان رابطہ ہوا اور میری گرفتاری اور کوریئر کی غداری کی خبر پاکستان پہنچا دی کوریئر جب واپس پاکستان پہنچا تو اسے جاتے ہی گرفتار کر لیا گیا اس نے تین چار روز تک اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں مارے لیکن پھر ہتھیار ڈال دیئے اور بتایا کہ وہ ہنومان

گڑھ اسٹیشن پر اسے گرفتار

کیا گیا تشدد برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے سب کچھ بھارتی سیکیورٹی فورسز کو بتا دیا لیکن اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ دوبارہ وہ بھارتی قید سے آزاد کیسے ہوا پاکستان آ کر اس نے اپنی گرفتاری کو کیونکر چھپایا اور آئندہ ڈاک لے جانے کے لیے دن کا تعین کیوں کیا اسکا مطلب ظاہر تھا کہ وہ غدار ہو گیا تھا ہماری قومی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم آزادی کے بعد بھی اپنا قبلہ مغرب والوں کو بنا رکھا ہے میں یہاں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جاسوسی کی اعلی تربیت کے لیے پاکستان اور بھارت سے دونوں ممالک کے افسران سکاٹ لینڈ بھیجے جاتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ پاکستان اور بھارت کے افسران ایک ہی کلاس میں یہ تربیت حاصل کر رہے ہوتے تھے سائنائیڈ بھری داڑھ انتہائی تشدد برداشت نہ کر سکنے کی صورت میں چبانے کی تعلیم بھی دونوں ممالک نے وہاں سے سیکھی تھی اور دونوں ممالک اس آخری حربے سے واقف تھے یہی وجہ تھی کہ گرفتاری کے بعد سیل میں سب سے پہلے میری ڈارھوں کو چیک کیا گیا اور میری وہ ڈارھ ہی نکال دی اب میرے پاس سواء تشدد سہنے کے اور کچھ نہ تھا

میں نے حالات کا تجزیہ کیا اور اس تجزیے کی روشنی میں کچھ فیصلے کیے اور اللہ پاک سے دعا کہ اے اللہ مجھے ان فیصلوں پر ثابت قدم رہنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائیں میرا فیصلہ یہ تھا کہ میں اپنے ابتدائی بیان پر آخری دم تک

قائم رہوں گا کتنی بھی پر تشدد حالت ہو جاے اپنے ساتھیوں اور لڑکوں کے نام نہیں بتاؤں گا بھارت میں کیے مشنز کے متعلق نہ انہیں کچھ بتاؤں گا اور نہ ہی ان سے اپنا تعلق ظاہر کروں گا۔ میں نے ابتدائی تفتیش میں اپنا صحیح نام اور اپنا ابتدائی کام اس لیے بتا دیا تھا کہ جنیوا کنونشن کے تحت صرف بارودی دشمن کو جو براے نام تحفظات ملتے ہیں وہ بے وردی گرفتار شد گان پر لاگو نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی ملک اپنے بےوردی گرفتار جاسوسوں کی گرفتاری کے بعد انہیں اون کرتا ہے بلکہ وہ گرفتار شد گان سے اپنی لا تعلقی ظاہر کرتے ہیں صرف ایک موہوم سی امید ہوتی ہے کہ اگر نام پتہ صحیح بتا دیا جاے تو تو پھر کسی تیسرے ملک کے توسط سے دونوں ملک ایسے قیدیوں کا تبادلہ کرتے ہیں یہ امید محض دل کو بہلانے کے لیے ہے۔۔

ورنہ نہ تو ایسے قیدیوں کی تشہیر ہی کی جاتی ہے اور نہ انہیں زندہ چھوڑا جاتا ہے اگر کوئی زندہ بچ بھی جاے تو وہ اس قابل نہیں رہتا کہ کا تبادلہ کیا جا سکتا ہے سپر طاقتوں کا معاہدہ دوسرا ہے 65ءکی انڈو پاک جنگ کے دوران کراچی میں ایک حملہ آور جہاز ہٹ کیا گیا مگر اس کے پائلٹس بحفاظت پیرا شوٹ کے ذریعے نیچے اتر آے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا اور پھر ان کی ریڈیو پر تشہیر کی

گئی اس کے چند دن بعد ہی روس انہی بحفاظت چھڑا کر لے گیا 71ء کی جنگ میں بھی انتہائی مستند ذرائع نے تصدیق کی تھی کہ روس کی بھارت کی دی

ہوئی میزائلی بوٹس کا عملہ روسی تھا اور ان میزائل بوٹس نے ہی ہمارے بحری جنگی جہاز کو نشانہ بنایا تھا سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس وقت کی سپر روس سے ہم احتجاج نہ کر سکے

میرے فیصلے کا لب لباب یہ تھا کہ میں نے اپنی ابتدائی تفتیش پر ہی قائم رہنا ہے اور ان کو انہی کی ملک کی معلومات دے کر الجھاے رکھنا ہے اور انکی تفتیش کے رخ کو موڑنے کی کوشش کرنی ہے تفتیش کار بھی انسان ہی تھے اور میں انہیں نفسیاتی داؤ پیچ میں لانے کی کوشش کروں گا

وہ دن یونہی سوچتے گزر گیا رات سات آٹھ بجے تین چپاتیوں اور دال کے ساتھ رات کا کھانا بھی آ گیا کھانا کھانے کے بعد میں لیٹ گیا اور گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا کہ آدھی رات گزر گئی مگر نیند آنکھوں سے دور تھی کہ اچانک سیل کا دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ میں آٹھ کر بیٹھ گیا دروازہ کھلا اور چند آدمی اندر آے اندھیرے کیوجہ سے میں انہیں دیکھ نہ سکا کہ کتنے ہیں انہوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی مجھے سیل سے نکالا اور باہر لے آے قدموں کی چاپ سے اندازہ لگایا کہ چھے یا سات آدمی ہیں جن میں دو افراد کے پاؤں کی آواز فوجی بوٹوں جیسی تھی مجھے تقریباً ڈیرھ سو قدم چلایا گیا چلنے کے دوران دو تین بار روک کر مجھے لٹو کی طرح گھمایا گیا یہ عمل یقیناً مجھے فاصلے اور سمت کا تعین نہ کرنے کی بنا پر کیا گیا تھا آخر مجھے سیڑھی چڑھ کر روک دیا گیا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور مجھے ایک کرسی پر لے جا کر بٹھا دیا

گیا میری آنکھوں سے پٹی ہٹائی گئی اب میرے سامنے ابتدائی تفتیشی ٹیم کے علاوہ ایک اور شخص بھی بیٹھا تھا اور اس کے دائیں جانب بھی ایک شخص بیٹھا تھا۔ ٹیبل پر ایک ٹیپ ریکارڈ بھی رکھا گیا تھا جس کا مائیک ٹیبل کے درمیان میں رکھا گیا تھا دائیں جانب بیٹھے شخص کے ہاتھ میں قلم اور سفید کاغذ تھا تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی پھر سامنے بیٹھے نئے شخص نے کرخت لہجے میں مجھے مخاطب کیا تم نے جو میری ٹیم کو جو بیان دیا ہے وہ محض بکواس ہے یہ انکی غلطی تھی کہ انہوں نے تمہیں سچ بولنے پر مجبور نہیں کیا تھا ہم دشمن کے جاسوس کی نازبرداریاں نہیں کرتے اور نہ ہی ہم اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے جھوٹی سچی کہانیاں سنا کر رام کر دے اب اپنے دماغ میں یہ بات اچھی طرح بٹھا لو کہ ہم صرف سچ سننا چاہتے ہیں اور اس بات کا فیصلہ میں کروں گا کہ تم سچ بول رہے ہو یا جھوٹ اگر مجھے ذرا سا بھی شک پڑا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو اسی وقت تمہیں جھوٹ بولنے کی سزا ملے گی یہ سزا صرف ہماری شرافت کے خاتمے کے ساتھ ہی جڑی ہوئی ہے اور تمہیں ذہن نشین کرانے کے لیے ہے کہ تمہارے سامنے احمق نہیں بیٹھے ہوئے ہیں

وہ چپ ہوا تو میں نے کہا کہ جو کچھ میں نے پہلے بتایا تھا اور جو کچھ اب بتاؤں گا سب سچ ہی ہو گا میری گرفتاری سے لے کر اب تک مجھے سوچنے کے لیے خاصا وقت ملا ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گا میری اسی میں بھلائی ہے کہ آپ سے مکمل تعاون کروں میری بات

ختم ہونے پر اس نے ٹیپ ریکارڈر والے شخص کو اشارہ کیا اس نے ریکارڈر آن کیا اب تک مجھ سے مخاطب شخص نے جو ان کا لیڈر لگتا تھا نے کہا کہ اب ابتدا سے شروع ہو جاؤ۔ میں نے وہی باتیں دہرانی شروع کر دیں جو پہلے اس ٹیم کو بتا چکا تھا۔

جب میں نے یہ کہا کہ مجھے بھارت میں سروے کے لیے بھیجا گیا ہے تو لیڈر نے میری بات کاٹی اور کہا کہ تم دو سال سروے ہی کرتے رہے میں نے کہا جی تو اس نے ایک مخصوص اشارہ کیا اچانک پیچھے سے میرے سر میں دو تین جھپڑ پڑھے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک لحیم و شحیم بندہ کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں چمڑے کا بنا ہوا ایک لٹر تھا بلکل ویسا ہی جیسے پولیس والے جرم اگلوانے کے لیے استعمال کرتے ہیں لتر سر میں پڑنے سے مجھے ایسے لگا جیسے میرا دماغ پھٹنے لگا ہے۔ لیڈر نے دوبارہ پوچھا کیسے آے تھے تو میں نے پھر وہی کہا کہ سروے کے لیے تو لیڈر کے اشارے پر پھر میرے سر کو تختہ مشق بنایا گیا پھر وہی سوال پوچھا گیا میں نے پھر وہی جواب دیا میرے ساتھ پھر وہی ہوا میں نے بھی تہیہ کیا ہوا تھا کہ چاہے مار مار کر میرے سر کو توڑ دیں میں اپنے بیان پر قائم رہوں گا ایسی ذلت اور اذیت سے زندگی میں میرا کبھی پالا نہیں پڑا تھا مجھ پر ٹورچر کا آغاز ہو چکا تھا اور میرے عزم میں مزید پختگی آ چکی تھی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تقریباً 11 بار اس کے یہی سوال پوچھنے پر میں بھی وہی جواب تو ہر بار میری درگت بنتی رہی اس کے بعد میری آنکھوں

میں دھند چھانے لگی اور میرا دماغ بے جان ہونے لگا تھا کچھ دیر میرے سر پر ضرب پاشی ہوتی رہی سر پر چوٹیں لگنے کا احساس کم ہوتے ہوتے بلکل ختم ہو گیا میں شاید بے ہوش ہو چکا تھا۔۔

جب مجھے ہوش آیا تو سورج خاصہ بلند ہو چکا تھا آنکھوں کی دھند آہستہ آہستہ چھٹ رہی تھی اور اسی سیل میں اسی بیڈ پر پڑا ہوا تھا میرا دماغ بلکل کام نہیں کر رہا تھا میں نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی تو میرے منہ سے کراہ نکل گئی اور میں آٹھ نہ سکا ابھی تک مجھے یاد نہیں آ رہا تھا کہ میرے ساتھ کیا بیتی ہے میرے کانوں سے مسلسل شائیں شائیں کی آوازیں آ رہی تھی رفتہ رفتہ دماغ کی دھند چھٹنے لگی اور مجھے رات کا واقعہ یاد آنے لگا میں نے سر پر ہاتھ پھرا تو درد سے میری چیخ نکل گئی سر میں درمیان میں دو تین جگہ بڑے بڑے گومر پڑ چکے تھے جن سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں چہرے پر ہاتھ پھرا تو جمے ہوئے خون سے ہاتھ لتھر گیا چہرے پر کوئی زخم نہ تھا یہ خون یقیناً نکسیر پھوٹنے سے نکلا تھا جب تک میں ہوش میں تھا میری نکسیر نہیں پھوٹی تھی یقیناً میرے بے ہوش ہونے کے بعد بھی مجھ پر مشق جاری رکھی گئی تھی میرے جسم کا انگ انگ دکھ رہا تھا میں نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرا تو محسوس ہوا کہ ٹانگوں رانوں بازوؤں اور پیٹھ پر متعدد ایسی جگہیں تھیں جن کو چھونے سے درد کی شدید لہریں اٹھتی تھیں یقیناً میری بے ہوشی کے بعد بھی مجھے تختہ مشق بنایا گیا تھا بڑی مشکل سے میں کھسک کھسک کر پانی کے مٹکے کے پاس

پہنچا اور پانی سے چہرے ہاتھوں اور گردن پر لگا خون صاف کیا اور مٹکے کے نیم گرم پانی سے پیاس بجھائی اور پھر بیڈ پر دراز ہو گیا چوٹیں ٹھنڈی ہونے کیوجہ سے زیادہ درد کر رہی تھیں 71 ء میں میری عمر 30 سال تھی اور میں جوانی کے اس دور سے آگے گزر چکا تھا جس دور میں تکلیف کا احساس کم ہوتا ہے میں نیم غنودگی کی حالت میں بیڈ پر پڑا تھا نا معلوم کس وقت کھانا آیا جو میں نے نہ کھایا میں اسی حالت میں تھا کہ غروب آفتاب کے قریب دروازہ کھلا اور ایک لکڑی کی کرسی کمرے میں رکھ دی گئی اس کے تھوڑی ہی دیر بعد ابتدائی تفتیش ٹیم کا لیڈر کمرے میں آیا اس کے ساتھ دو گارڈ تھے اس نے کھانے کے برتن واپس بھیجے اور چاے بسکٹ لانے کا آرڈر دے دیا مٹکے میں سے پانی نکال کر 2 گولیاں اسپرین کی کھانے کو دیں اور 8 گولیاں میرے سرہانے رکھ دیں چاے آ گئی اس نے مجھے چاے بنا کر مجھے دی اور بسکٹ کھانے کو دیئے جب میں چاے پینے لگا تو اس نے سرگوشی میں کہا کہ میں مسلمان ہوں تمہاری حالت پر ہم مذہب ہونے کیوجہ سے رحم آ رہا ہے میرا تم کو یہی مشورہ ہے کہ مجھے سب کچھ سچ بتا دو میری ترقی ہو جاے گی اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو فرار کرانے کا وعدہ کرتا ہوں یہ کم بخت جلد ہی دل کی بات زبان پر لا کر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر بیٹھا تھا

یہ جاسوسی کے ملزمان سے تفتیش کا ایک روایتی طریقہ ہے ایک ٹیم تشدد کرتی ہے اور ایک انہی میں سے ملزم سے اظہار ہمدردی جتاتا ہے اور اسے مدد دینے

اور فرار کروانے کا وعدہ کرتا ہے جاسوسی کا ملزم یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اسے نہ تو کسی حالت میں عدالت میں پیش کیا جائے گا اور نہ ہی کسی ہمدرد کے ذریعے کسی وکیل سے ملوایا جاے گا تشدد کا آغاز بہت تکلیف دہ ہوتا ہے بعد۔ میں تشدد سہتے سہتے جسم اس کا عادی ہو جاتا ہے اور حواس معطل ہونے کے باعث تشدد کی اذیت اور تکلیف کا احساس کم ہو جاتا ہے ہر طرف سے ناامیدی اور مایوسی میں ملزم کے ساتھجب کوئی تفتیشی ٹیم کا کوئی ممبر ہمدردی جتاتا ہے تو ملزم اسے امداد غیبی اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر اسکی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر اپنی اصلیت اور اپنے ذمے مشن اپنے ساتھیوں اور ہمدردوں کے نام سب کچھ اگل دیتا ہے میں یہاں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو شخص تشدد کے ابتدائی 5 یا 6 روز برداشت کر لےاور زبان نہ کھولے تو پھر انتہائی شدید تشدد سے بھی اسکی زبان نہیں کھلوائی جا سکتی میجر احسن جس کا بیان میں پہلے کر چکا ہوں میرے جواز کی بہترین مثال ہے۔۔

تفتیشی ٹیم کے اس ممبر نے جو میرے لیے اسپرو کی گولیاں اور آیوڈیکس لے کر آیا تھا اور چاے اور بسکٹ منگوانے کا اہتمام کیا تھا اپنی ہمدردانہ ملاقات میں ہی مجھے فرار کرانے کے لئے اپنا سب سے بڑا کارڈ شو کر بیٹھا تھا اس نے اپنے مسلمان ہونے اور مجھے راز بتانے کے عوض اپنی ترقی پانے کا اظہار کیا تھا میں اسکی باتیں بہت غور سے سنتا رہا اور ساتھ ساتھ چاے بھی پیتا رہا اب مجھے اپنے پتے ترتیب دینے تھے اس نے بات ختم کی تو میں نے کہا کہ اس دکھ اور

مصیبت کی گھڑی میں ایک ہمدرد مسلمان کا مل جانا میرے لیے کسی نعمت سے کم نہیں آپکی ہمدردی نے گویا مجھ میں روح پھونک دی ہے مجھ سے اب تک تفتیش کے دوران جو کچھ پوچھا گیا میں نے بتا دیا مجھے اپنی طرف سے تو بولنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا میرے پاس جو معلومات ہیں وہ بھارت کے لیے بہت کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں میں نے تو پہلے روز ہی اپنی گرفتاری پر ہتھیار ڈال دیئے تھے میری داڑھ نکل جانے کے بعد میری آخری امید بھی ختم ہو گئی تھی اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ آپ لوگوں سے پورا تعاون کروں گا آپ مسلمان ہیں اور میری مدد کرنا چاہتے ہیں تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف آپ سے تعاون کروں گا بلکہ اگر میری بات مانی گئی تو 20 جون کو ریلوے اسٹیشن پر ایک پاکستانی کونٹیکٹ کو بھی پکڑوا دوں گا بشرطیکہ آپ نے میری گرفتاری کی خبر ریڈیو اور پریس کو نہ دی ہو اگر وہ 20 جون کو نہ آسکا تو پھر وہ 22 جون کو مجھے وہی پر ہر حال میں ملے گا میں تو آپکے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہتا مگر میرے اس تعاون پر میرا جو حشر کیا گیا ہے وہ آپکے سامنے ہے مجھے یقین کہ میری دی ہوئی معلومات اتنی اہم ہوں گی کہ آپکی ترقی یقینی ہو گی

میری باتیں سن کر تو اسکی باچھیں کھل اٹھیں میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میرے سر پر مسلسل چوٹیں لگنے کیوجہ سے میری دماغی حالت ایسی نہیں رہی کہ آئندہ 24 گھنٹوں کے لیے میں کوئی بیان دے سکوں میں

آپکو مایوس نہیں کروں گا ورنہ دوسری صورت موت تو مجھے نظر آ ہی رہی ہے تو پھر میں کیوں غداری کا لیبل اپنے اوپر لگواؤں اس نے میرا ہاتھ دبایا اور کہا کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ 24 گھنٹوں کے لیے تم کو آرام کا موقع مل جاے پھر ذرا قریب ہو کر بولا کہ اگر تمہیں نمازپڑھنے والا کپڑا اور قرآن (اس کا لفظ کران تھا) چاہیے تو میں بھجوا دیتا ہوں میں نے کہا یہ تو آپکی بڑی کرم نوازی ہو گی مجھے سگریٹ اور ماچس بھی چاہیے اگر ہو سکے تو وہ بھیجوا دیجئے سب چیزیں بھیجنے کا وعدہ کر کے وہ چلا گیا۔

اسکے جانے کے بعد مجھے ہنسی آگئی کہ ایک جاے نماز کو نماز پڑھنے والا کپڑا اور قرآن کو کران کہنے والا ایک ڈی ایم آئی کا مسلمان ہی ہو سکتا ہے خیر شام کو میرے لیے ایک جاے نماز ایک قرآن ترجمہ والا اور بڑا اچھا کھانا اور سگریٹ کے دو پیکٹ اور ماچس میرے لیے بھیجے گئے میں نے کھانا کھایا وضو کیا اور عشا کی نماز پڑھی میرے جیسے ہی بے عمل مسلمان کے لیے اللہ نے فرمایا ہے کہ جب ہم انکی رسی کھنچتے ہیں تو وہ لمبی لمبی دعائیں مانگنے لگتے ہیں میں نے بھی نماز کے بعد اتنی خشوع خضوع کے ساتھ دعا مانگی کہ ایسی زندگی میں پہلے کبھی نہیں مانگی تھی دعا کے بعد مجھے ایسا سکون ملا اور مجھے محسوس ہوا کہ میں اکیلا نہیں ہوں کوئی میرے ساتھ ہے اور میری قسمت کا فیصلہ ڈی ایم آئی کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ ذات باری تعالیٰ کرے گی۔ وہ رات میں نے بڑے سکون سے گزاری صبح ناشتے میں حلوہ پوری ملی ناشتے کے بعد باوضو ہو کر میں

تلاوت کرنا شروع کر دی اور پھر تلاوت کرنے کے بعد دن کا باقی حصہ رات کو ہونے والی تفتیش کے جوابات دینے کے بارے سوچنا اور ترتیب دینا شروع کر دیا اسی سوچ میں رات ہو گئی۔آدھی رات کو گارڈ مجھے پھر لینے کے لئے آ گئے پہلے کی طرح مجھے انٹیروگیشن میں پہنچا دیا گیا اس دفعہ ٹیم میں وہ مرکزی افسر نہ تھا جس کے حکم پر مجھ پر تشدد کیا گیا تھا اس بار ٹیم کے ممبران تقریباً شرافت سے پیش آے رسمی سی مختصر گفتگو اور مجھے سگریٹ دینے کے بعد ٹیپ ریکارڈر آن کر دیا گیا اس بار ٹیم کا سربراہ وہی تھا جو گذشتہ رات میرے پاس سیل میں آیا تھا اس نے کہا کہ شروع سے لے کر بھارت میں اپنے قیام اور گرفتاری تک سب بیان کرو میں نے پہلے والی رٹی رٹائی داستان سنانی شروع کر دی بھارت میں دو سال قیام اور سروے پر آ کر انہوں نے کہا کہ دو سال تم سروے ہی کرتے رہے ہو یا اس کے پس پردہ تمہارا کوئی مشن بھی تھا میں نے کہا کہ مجھے سروے کرنے اور لمبے عرصے کے لیے بھارت میں ایڈ جسٹ ہونے کا کہا گیا تھا تو اس نے کہا کہ لمبے عرصہ قیام کے پیچھے کوئی مشن تو ہو گا تو میں نے کہا کہ زیادہ تو نہیں پتہ بس اتنا معلوم ہے کہ شاید بھارت افواج کی جاسوسی جیسا کچھ کہا تھا اس نے کہا کہ پاکستان میں ایک جاسوس کو ٹریننگ دینے اور اسکی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے کئی سال لگ جاتے ہیں میں نے جواب دیا کہ مجھے اداروں کے متعلق تو کچھ علم نہیں کیونکہ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے صرف اتنا پتہ ہے کہ 6 ماہ کی شارٹ اور زیادہ لمبا عرصہ اڑھائی سال کی

ٹریننگ ہوتی ہے ویسے بھی میری ٹریننگ اور بھارت میں 2 سال سے زیادہ قیام کے لئے تھی اس نے پوچھا بھارتی افواج کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں تو میں نے کہا کہ بھارت میں قیام کے دوران تو علم نہی ہو سکا مگر ٹریننگ کے دوران جو کچھ بتایا گیا وی بیان کر دیتا ہوں

میں نے اپنی یادداشت پر زور دیتے ہوئے یاد کرنے کی ایکٹنگ شروع کر دی اور کہا کہ بھارتی فوج کے پانچ چھے انفنٹری ڈویژنوں کے نشان ان کے بریگیڈ کے نمبر اور کون سی رجمنٹس پر یہ بریگیڈز مشتمل ہے اور ان کے شناختی نشان بتانے شروع کر دیئے اگرچہ روشنی مدھم سی تھی مگر میں دیکھ رہا تھا کہ تفتیشی ٹیم بے اختیار منہ کھولے خاموشی سے توجہ سے میری بات سن رہی تھی پنکھوں کی اور میری آواز کو نظر انداز کردیا جائے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہاں پر مکمل خاموشی تھی میں بھارتی تفتیشی ٹیم کے آگے بھارت کے ہی آؤٹ ڈیٹڈ راز کھول رہا تھا۔

جو ہر بھارتی ڈویژن کے بارے میں بات کرتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ایک ایک کر کے ان کے کپڑے اترتے جا رہے ہیں میں نے تقریباً 2 گھنٹے 15 انفنٹری ڈویژنوں کے بارے میں بات کرنے کے بعد اپنا سر پکڑ لیا اور ٹیم کے سربراہ سے کہا کہ سر چوٹوں کیوجہ سے میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے ممبران نے آپسمیں کھسر پھسر کی اور وہ بولا کہ کوئی بات نہیں ہم تفتیش کل رات تک کے لیے ملتوی کر دیتے ہیں امید ہے کہ کل بھی تم آج کی

طرح تعاون کرو گے یہ کہہ کر اس نے گھنٹی بجائی اور گارڈز اندر آ گئے تو ان تینوں تفتیشی ممبران نے تعاون کی وجہ سے مجھ سے ہاتھ ملایا اور گارڈز کو مجھے واپس سیل میں لے جانے کا حکم دے دیا۔ سیل میں بستر پر لیٹے ہوے میں یہ سوچنے لگا کہ دو سال سے زیادہ پرانی معلومات بیان کرنے پر ان کا جو رد عمل ہوا ہے اگر وہی رد عمل بھارتی افواج کے سربراہ کا ہو تو وہ تو اپنی ساری فوج کی پوزیشن ہی تبدیل کر دے اگر ایسا ہو جاے تو پاکستان کے حق میں بہتر ہو جاے کیونکہ جب ایک جگہ پر ڈسپلائیڈ فوج یا اس کا کچھ حصہ موو کرتا ہے تو ایف آئی یو والے بھی جن کی دشمن کے علاقے میں پندرہ بیس میل کی رینج ہوتی ہے سب کچھ معلوم کر لیتے ہیں دشمن کے انتہائی اندر گھس کر جاسوسی کرنے والوں کے لیے یہ بچوں کا کھیل ہوتا ہے جبکہ ایک جگہ ڈسپلائیڈ فوج کے متعلق چھان بین مشکل ہوتی ہے میں نے آج کی تفتیش خیریت سے گزر جانے پر شکرانے کے 2 نفل ادا کیے رات کا باقی حصہ سوتے جاگتے اور کل کی تفتیش کی پلاننگ کرتے گزر گیا آپ یقین جانیے کہ گرفتاری کے بعد مجھے اپنے اہل خانہ کے ہیولے بیسیوں بار تیزی سے آنکھوں کے سامنے سے گزرتے دکھائی دیئے لیکن میں نے ان کے خیال کو ہر بار جھٹک دیا انہی خیالوں میں رات کا بقیہ حصہ بھی گزر گیا اگلا دن کچھ وقت سوتے میں اور کچھ وقت رات کی تفتیش کی تیاری میں گزر گیا میں جانتا تھا کہ میں ٹائم گین کے لیے تفتیشی ٹیم کو جو معلومات دے رہا تھا ان کا جب بھی تجزیہ کیا جاے گا تو تفتیشی ٹیم

کی کارکردگی صفر ہی ہو گی کیونکہ وہ اپنی ہی فوج کے متعلق باتیں سننا نہیں چاہتے تھے اور وہ بھی اتنی پرانی بہرحال میں نے جو سٹینڈ لیا تھا اسکیوجہ سے امید تھی کہ میں چند روز تک آن کے تشدد سے محفوظ رہ سکوں گا۔۔

آدھی رات کے بعد مجھے پھر تفتیش والے کمرے میں پہنچا دیا گیا کل والی تفتیشی ٹیم وہاں پہلے ہی موجود تھی سوالات کا سلسلہ شروع ہوا تو میں نے کہا کہ مجھے جو کچھ دوران تربیت بتایا گیا تھا اس کے مطابق بھارت کا فرسٹ ارنڈ ڈویژن جھانسی کے قریب stationed ہے اس آرمڈ ڈویزن کر علاوہ نمبر 10انڈیپنڈڈ آرمڈ بریگیڈ جو بذات خود ایک ڈویژن کے برابر ہے اور اس میں روسی پی ٹی ۷۶ اور فرانسیسی اے ایم ایکس ۱۳ ٹینک ہیں جنہیں آپ نے 71ء کی جنگ میں مشرقی پاکستان میں استعمال کیا تھا اور سقوط ڈھاکہ کے بعد آپ نے انہی فاضلکہ سیکٹر میں لے آے ہیں لاہور سیکٹر میں آپ نے سکھ لائٹ انفنٹری رجمنٹس اور پنجاب رجمنٹس کو ڈپلائے کیا ہوا ہے آپکا 39 مونٹیو ڈیو جسکا ہیڈ کوارٹر پونا میں ہے اسے جموں کے نزدیک ڈپلائے کیا ہوا ہے اور جھانسی کے قلعے میں آپکا بہت بڑا ایمونیشن ڈپو ہے میں خاموش ہوا تو انہوں نے سوال کیا کہ ائیر فورس اور نیوی کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں میں نے کہا آپکے ایئر کرافٹ کیریئر وکرانت پرHarrierاور کینبرا جہاز ہیں۔

65ء کی جنگ کے دوران پاکستانی آبدوز غازی نے آپکے ایک فریگیٹ بیاس کو ڈبو دیا تھا اور آپ نے اپنے ایک دوسرے فریگیٹ پر بیاس کا نام لکھ کر نیشنل

اور انٹرنیشنل پریس کو اس نئے بیاس فریگیٹ پر عصرانہ دیا اور یوں پاکستان کے دعوے کو جھوٹا ثابت کی کوشش کی میں نے انہیں کہا کہ یقیناً میری باتیں تلخ لگی ہوں گی لیکن آپ نے کہا ہے کہ جو کچھ بھی مجھے معلوم ہے وہ آپ لوگوں کو بتا دوں اس لیے میں نے یہ باتیں آپ کے سامنے بیان کی ہیں میں نے تقریباً 3 گھنٹے ان کے سوالات کے جوابات دیئے وہ بار بار مجھ سے پاکستان کی دفاعی افواج کے متعلق سوال کرتے تھے اور ہر بار میرا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ جو بھی ایجنٹ پاکستان بھیجتے ہیں ان کو اپنی دفاعی افواج اور دیگر دفاعی باتوں کے بارے میں بریف نہیں کرتے یعنی پاکستانی افواج کے متعلق میری معلومات صفر ہیں۔۔

میں نے انہیں کہا کہ ایک پاکستانی ایجنٹ کا دہلی میں مجھ سے رابطہ ہے مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ وہ رہتا کہاں ہے اور اس کا مشن کیا ہے کیونکہ ہمیں ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی اجازت نہیں ہے میرا کام صرف یہ ہے کہ پاکستانی کوریئر جو ڈاک لاتا ہے اسے رسیو کرنا اسکی ڈاک اور اس کے لیے بھیجے گئے پیسے اسے دینا اور اپنی ڈاک اور پیسے اپنے پاس رکھنا۔ 20 جون کو ٹھیک دن 10 بجے مجھے اس سے سبز منڈی ریلوے اسٹیشن پر اسے ملنا ہے اگر کوریئر ڈاک اور پیسے لایا تھا تو اسے اسکی ڈاک اور پیسے دینے ہیں اگر 20 جون کو وہ مجھے دن 10 سے ساڑھے دس بجے کے دوران کسی وجہ سے نہ ملا تو 22 جون کو ٹھیک اسی جگہ وہ مجھے ضرور ملے گا اگر آپ 20 جون کو آپ مجھے وہاں

لے چلیں تو میں اسے پکڑوا سکتا ہوں ممکن ہے اس کا کوئی گروپ بھی ہو اور آپ اس کے ذریعے اسکے گروپ تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور میں نے انہی کہا کہ گرمی اور خون کیوجہ سے اس کے کپڑوں سے بدبو آنی شروع ہو گئی ہے اگر ہو سکے تو میرے ناپ کی ایک قمیض اور پاجامہ مجھے دے دیں اسکے علاوہ 20 جون کو اگر اس ایجنٹ کو پکڑنا چاہتے ہیں تو میرے پہنے ہوئے کپڑوں کو دھلوا کر پریس کروا دیں اگر ڈاک میں پاکستان سے رقم بھی بھیجی گئی تھی تو اس میں سے 5 ہزار روپے بھی مجھے دے دیں تاکہ میں رقم دینے کے بہانے چند منٹ کے لئے اسے روک سکوں اور اس دوران آپ اسے گرفتار کرلیں چونکہ رقم آپ اس سے برآمد کر لیں گے اس لیے اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو گا کہ وہ اپنا پاکستانی ہونے اور اپنے مشن کے متعلق آپکو بتا دے میری گواہی اور اسے راے راست پر لانے کی کی کوشش بھی آپ کے کام آ سکتی ہے میں نے بات ختم کی تو انہوں نے کہا کہ کل وہ آپسمیں مشورہ کر کے بتا دیں گے جب وہ اٹھنے لگے تو میں نے کہا کہ ایک بات اور آپکو بتانا بھول گیا تھا کہ 20 جون کو آپ کا وہاں مجھے لے جانے کا پروگرام بن جاے تو ایک سبز رومال بھی مجھے دیجئے گا جسے میں دائیں کلائی پر باندھ لوں گا یہ میرا اور اس آدمی کا سب ٹھیک کا سگنل ہو گا خطرے کی صورت میں سرخ رومال استعمال کیا جاتا ہے میری سب باتیں انہوں نے تحمل سے سنیں اور مجھے واپس سیل میں بھیج دیا۔

سبز منڈی ریلوے اسٹیشن پر نہ ہی مجھے کسی کونٹیکٹ سے ملنا تھا اور نہ ہی اسے پانچ ہزار روپے دینے تھے یہ سب میں نے وہاں سے اپنے فرار ہونے کے لیے پلان بنایا تھا جن

قارئین نے دہلی کا ریلوے اسٹیشن دیکھا ہے انہیں بخوبی علم ہو گا کہ گھنٹہ چوک سے اسٹیشن کی طرف جر سڑک جاتی ہے اس پر ایک پرانا سینما ہاؤس بھی ہے پلیٹ فارم کے باہر ریلوے اسٹاف کے کوارٹر اور رکشہ ٹیکسی اسٹینڈ بھی ہے پلیٹ فارم میں داخل ہو جائیں تو دائیں طرف اسٹیشن ماسٹر کا دفتر اور ویٹنگ روم وغیرہ ہیں اور بائیں جانب ایک چاے اسٹال اور ایک بک اسٹال ہے تقریباً اسی جگہ پر اوور ہیڈ برج بنا ہوا ہے اس پل کی دوسری جانب ایک سڑک ہے جو 90 ڈگری کا زاویہ بناتی ہوئی تقریباً 100 میٹر دور سبز منڈی کی مین سڑک سے جا ملتی ہے اس اسٹیشن پر 2 مین ریلوے لائنز کے علاوہ آٹھ دس لوپ لائیں بھی ہیں جو بیشتر اوقات مال کے ڈبوں کی شفٹنگ مال اتارنے اور چڑھانے کے لیے مال ڈبوں سے بھری رہتی ہیں۔۔

میں نے اسی اوور ہیڈ برج کی دوسری جانب والے حصے میں اپنے کونٹیکٹ کو : ملنا تھا تفتیشی ٹیم کو میں نے ایسی مفصل پلاننگ کر کے دی تھی جیسے میں اپنے مشنوں کے لیے کیا کرتا تھا صرف آپنے فرار کا منصوبہ انہیں نہیں بتایا تھا مجھے صرف ایک بات کا خدشہ تھا کہ تفتیش کے دوران میں نے علی گڑھ کا نام لیا تھا مگر میں کبھی بھی علی گڑھ نہیں گیا تھا اور ہی مجھے وہاں کے ہوٹلز کے

بارے میں علم تھا مجھے بس یہی خدشہ تھا کہ اگر تفتیشی ٹیم نے مجھے علی گڑھ کے بارے میں پوچھ لیا تو بنا بنایا کھیل بگڑ سکتا ہے لیکن میرے پہلے بیان کو نہ ریکارڈ کیا گیا اور نہ ہی لکھا گیا تھا اور نہ ہی میں نے اس کے بعد علی گڑھ کا دوبارہ کسی بھی تفتیش میں نام لیا تھا لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا اب کیا ہو سکتا تھا دوسری تشویش مجھے ڈی ایم آئی والوں کی حاصل کردہ ڈاک سے تھی کیونکہ اکثر ہمارے گھروں سے ہمارے لیٹر آ جاتے تھے نام کو روشنائی سے بلکل کالا کر دیا جاتا تھا اور ہر لیٹر پر نمبر لکھ دیا جاتا تھا مثلا 12345 اسی طرح میں نے اس بارے میں یہی سوچا کہ اگر ایسا ہوا تو میں کہوں گا کہ یہ سارے خطوط ان لوگوں کے ہیں

اگلے روز شام کو میرے لیے سلیٹی رنگ کی قمیض اور پاجامہ آ گیا اور میرے پہنے ہوئے کپڑے لے لیے گئے پاجامے میں آزار بند کی بجائے الاسٹک تھا ایک ہوائی چپل اور سگریٹ بھی تھے اس رات مجھے تفتیش کے لئے باہر نہیں نکالا گیا تھا اس سے اگلے دن صبح کے وقت گارڈ نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی اور مجھے باہر لے جاکر کئ بار لٹو کی طرح گھما کر تقریباً ڈیرھ سو قدم چلنے کے بعد ایک سیل میں لے جا کر میری پٹی اتار دی اس سیل کے گرد بھی اونچی چار دیواری بنی ہوئی تھی باتھ روم بھی کمرے کے پچھلی طرف بنا ہوا تھا یوں سمجھ لیجئے جس سیل سے مجھے نکالا گیا تھا یہ بھی ویسا ہی تھا لیکن اس سیل سے دو گنا بڑا تھا اس سیل میں دو بیڈ تھے اور ایک بیڈ پر ایک نوجوان

بے ہوش پڑا ہوا تھا اس نے بھی سلیٹی پاجامہ اور قمیض پہن رکھی تھی جس پر جگہ جگہ خون کے دھبے تھے اس جوان کے منہ اور کان سے جمے ہوے خون کی لکیر چہرے سے ہوتے ہوئے گردن تک چلی گئی تھی اسکی حالت دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسے بڑی بے دردی سے مارا پیٹا گیا ہے اسے دیکھ کر مجھے یہ شک گزرا کہ شاید وہ مر چکا ہے میں نے اسکی نبض ٹٹولی تو وہ چل رہی تھی میں نے سوچا ان بھیڑیوں نے نہ جانے کس جرم کی پاداش میں اس پر اتنا ظلم کیا ہے کہ زندہ اور مردہ میں تمیز کرنا مشکل ہو گئی ہے تین چار گھنٹوں کے بعد اس جوان نے کراہنا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا مجھ پر نظریں پڑی تو اس نے پانی مانگا پانی پینے کے بعد وہ کراہتے کراہتے نظریں بند کر کے پھر سو گیا یا بے ہوش ہو گیا اسکی یہ حالت دیکھ کر مجھے اپنے ساتھ آئندہ ہونے والے تشدد کا اندازہ ہو رہا تھا آخر کب تک میں تفتیشی ٹیم کو ایسے بہلا سکتا ہوں غروب آفتاب کے بعد اسے پھر ہوش آیا میں نے پانی سے اسکی گردن اور چہرے سے خون صاف کیا اور اسے سگریٹ دیا اسکی حالت ذرا سنبھلی تو میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اسکی یہ حالت کیوں کی گئی وہ جواب دینے ہی لگا تھا کہ ہم دونوں کے لیے کھانا آ گیا بڑی مشکل سے اس نے چند نوالے کھانا کھایا میرے دوبارہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ لاہور رنگ محل کا رہنے والا ہے فلمیں دیکھنے کا اسے بہت شوق ہے اور اسی شوق کے پیش نظر اس نے لاہور کے ایک اسمگلر سے رابطہ

کر کے بھارت میں داخل ہونے کا پلان بنایا بارڈر کراس کرتے ہی بھارتی بارڈر سیکورٹی فورسز نے انہیں للکارا وہ سمگلر تو وہاں کا پرانا واقف تھا سرکنڈوں میں چھپتے چھپاتے بچ کر نکل گیا جبکہ وہ سیکیورٹی کے ہتھے چڑھ گیا اپنے فیلڈ آفس میں لے جا کر پہلے تو انہوں نے میری تلاشی لی اور میری جیبیں خالی کیں پھر بے تحاشا مار مار کر میرے ساتھی اسگلر کا پوچھنے لگے میں نے انہیں سب صحیح صحیح بتا دیا مگر انہوں نے میری ایک نہ سنی اور مجھے امرتسر لے جا کر اسی محکمے کے لوگوں کے حوالے کر دیا وہاں بھی مجھ پر بے تحاشہ تشدد کیا گیا لیکن میرے پاس مزید ان کو بتانے کے لیے کچھ نہ تھا امر تسر سے مجھے یہاں لایا گیا مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم یہ کون سا علاقے ہے چودہ پندرہ روز سے مجھے ہر رات ایک تہہ خانے میں مجھے لے جا کر مارا پیٹا جاتا ہے پہلے مجھے ایک اندھیری کوٹھری میں رکھا جاتا تھا دو دن ہوئے مجھے یہاں شفٹ کیا ہے آپ بھی میری طرح مصیبت میں گرفتار لگتے ہیں اگر آپ مسلمان اور پاکستانی ہیں تو خدا کے لیے میری مدد کیجئے۔۔

اور کسی طرح ان ظالموں کے شکنجے سے مجھے نکلوائیں میں نے نوجوان کو دلاسا دیا اور کہا کہ اگر تم بے گناہ ہو تمہیں بالآخر چھوڑ دیں گے اور غیر قانونی بارڈر کراس کرنے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ 3 سال کی سزا ہو جاے گی میں نے کہا کہ یہاں میں بھی تمہاری طرح بے بس ہوں اس لیے میں عملی طور پر تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ حوصلہ رکھو یقینا اللہ پاک کوئی نہ کوئی

راستہ نکال دیں گے اس لڑکے نے کہا کہ آپکو یہاں کس جرم کے تحت لایا گیا ہے میں نے کہا بہت لمبی کہانی ہے پھر کبھی سناؤں گا

اس رات جب باہر کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو میں خود کو تیار کرنے لگا مگر گارڈ نے اس لڑکے کو دبوچا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے وہ لڑکا روتا چیختا رہا مگر کچھ نہ ہو سکا تھوڑی دیر مجھے لڑکے کے چیخنے اور رحم کی آوازیں آنے لگیں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ٹارچر سیل یہاں سے قریب ہی ہے مجھے پھر کسی کی کرخت آواز آئی ڈنڈا تیل اور مرچیں لاؤ تھوڑی دیر بعد مجھے اس لڑکے کی انتہائی تیز چیخ سنائی دی درد کی شدت سے بڑی زور کی چیخیں مار رہا تھا میں سوچ رہا تھا کہ وہ جوان اور میں ایک بے جان کیڑوں سے زیادہ ان کے سامنے حثیت نہیں رکھتےاس کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا تھا میرے ساتھ تو اس سے بھی بدتر سلوک کیا جاے گا اس شرم ناک اذیت سے بچنے کے لیے سائنائیڈ کیداڑھ واقعی ایک نعمت کم نہ تھی اس جوان کی چیخیں سن کر مجھے خاک نیند آنی تھی اسکی چیخیں اچانک بند ہو گئی یاتو بے ہوش ہو گیا تھا یا پھر مر گیا تھا رات یونہی بیت صبح فجر کے وقت چار گارڈ اسے ٹانگوں اور بازوؤں سے اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوے اور اسے اس کے بیڈ پر پھنک کر چلے گئے ان کے جانے کے بعد میں نے اسکی نبض دیکھی تو نبض بلکل نارمل تھی یقیناً وہ بے ہوش تھا اس کیطرف سے مطمئن ہو کر میں اپنے بیڈ پر لیٹ گیا اور میری آنکھ لگ گئی صبح 8 بجے کے قریب ہم دونوں کے لیے ناشتہ آ گیا

وہ تو بے ہوش تھا میں نے ناشتہ زہر مار کیا میں نے سوچا کہ اب عنقریب میری بھی ایسی چیخیں نکلنے والی ہیں۔۔

دوپہر کے قریب اسے ہوش آیا پہلے کیطرح اسکی ناک سے نکلنے والا خون اسکے چہرے اور گردن پر جما ہوا تھا میں نے اس کے چہرے سے خون صاف کیا اسے پانی پلایا جوان مجھے تشکر بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا میں اسے تھوڑا کھانا کھلایا اور اسپرو کی دو گولیاں کھلائیں اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور بولا میرے ساتھ تو جو کچھ ہو رہا ہے میں سمجھتاہوں کے دو چار روز کے بعد میں زندہ نہیں رہ پاؤں گا میرے پاس تو ان ظالموں کو بتانے کے لیے کچھ ہے ہی نہیں میں تو بھارتی فلمیں دیکھنے کے شوق میں مارا گیا آپ میری حالت دیکھیں اور اپنے آپکو بچانے کے لیے اگر کوئی بات اب تک نہیں بتائی تو وہ بھی ان ظالموں کو بتا کر اپنی جان چھڑا لیں اسکی اسی بات سے میں سوچ میں پڑ گیا کہ کل تک یہی شخص گڑ گڑا کر یہاں سے نکلنے اور تشدد سے بچنے کے لیے میری مدد طلب کر رہا تھا اور یہ آج مجھے نصیحت کر رہا ہے۔۔

میں نے اسکی بات کا جواب نہ دیا اور اسکے سراپے کا جائزہ لیا مجھے گرفتار ہوئے 5 دن ہوئے تھے جبکہ اس جوان کے مطابق اسے گرفتار ہوے 17 یا 18 دن ہو چکے ہیں لیکن اسکی داڑھی میری داڑھی کے نصف کے برابر بھی نہیں تھی میں نے اسکے ہاتھوں پاؤں کے ناخنوں کی طرف دیکھا وہ بھی بڑھے

ہوے نہیں تھے اس کے متعلق میرے دل میں کچھ شک سا پڑ گیا میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کتنا پڑھا ہوا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میٹرک پاس ہے میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ گورنمنٹ سکول سے میٹرک کیا ہے میں نے اسے کہا کہ رنگ محل میں میری بھی عزیز داری ہے میرے عزیزوں کے گھر تو رنگ محل حویلی کے پیچھے گلبرگ میں ہیں اس کا گھر رنگ محل حویلی کی کس جانب ہے تو اس نے گھبرا کر کہا کہ ہمارا گھر رنگ محل حویلی کے بائیں جانب ہے میں نے سر ہلا کر سمجھتے ہوئے کہا کہ تمہارا مطلب سمن آباد میں ہے تو وہ بولا جی ہاں سمن آباد میں ہے میں نے کہا کہ حویلی کے باہر جھومتے ہوے ہاتھی دیکھے ہیں کہنے لگا جی ہاں کئی بار۔ بلکہ میں نے تو انہیں ایک دو بار گنے بھی کھلاے ہیں رنگ محل لاہور میں تنگ بازاروں کا مرکز ہے وہاں کوئی رنگ محل حویلی نہیں اور نہ ہی وہاں ہاتھی ہیں گلبرگ اور سمن آباد لاہور کی نئی بستیاں ہیں جو رنگ محل سے 10 سے 15 کلومیٹر دور ہیں اس نے رنگ محل حویلی جھومتے ہاتھی اور سمن آباد کا کہہ کر میرا شک یقین میں بدل دیا یہ جوان نہ تو پاکستانی تھا اور نہ بارڈر سے پکڑا گیا تھا بلکہ یہ ڈی ایم آئی کا بھیجا ہوا اک کرندا تھا اس مصیبت کی گھڑی میں بھی میں نے ڈی ایم آئی کے شروع کیے ہوے کھیل کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کر لیا

رات کو پہلے پہر مجھے سیل سے لے جایا گیا تفتیشی ٹیم بھی شاید بار بار دہراے گے سوالات اور ان کے ایک جوابات سن سن کر شاید اکتا چکی تھی اس لیے

اس بار انہوں نے اپنے سوال و جواب کا سلسلہ مختصر رکھا ٹیم کے انچارج نے مجھے رخصت کرنے سے پہلے کہا تم نے اپنے متعلق جو کچھ بتایا ہے اس پر ہمیں بلکل یقین نہیں ہے اب ہم تمہارے اس روز کے وعدے 20 جون والے کا انتظار کریں گے اگر اس روز بھی تم ہمیں یقین دلانے میں ناکام ہو گئے تو ہم تمہیں دوسری ٹیم کے حوالے کر دیں گے اس ٹیم کا رویہ تمہارے ساتھ اتنا سخت ہو گا جسکا تمہیں ذرا بھی اندازہ نہیں ہے اس لیے اب بھی وقت ہے ہمیں سب کچھ سچ سچ بتا دو تو تشدد سے محفوظ رہو گے ورنہ ایک انسان میں تشدد برداشت کرنے کی کتنی کیپیسٹی ہوتی ہے میں نے سوچا ایک انسان میں تشدد برداشت کرنے کتنی کپیسٹی ہوتی یہ میجر احسن ہمیں دکھا گئے ہیں جن کی ہوش کی حالت میں پاؤں کی انگلیاں ہاتھوں کی انگلیاں اور بازو تک کاٹ دیئے گئے مگر سلام اس مرد مجاہد کو جس نے زبان نہ کھولی اور سی تک نہ کیا اور شہادت کو پسند کر لیا مگر وطن سے غداری گوارہ نہی کی۔

میں نے ٹیم کے انچارج کو مخاطب کرتے ہوے کہا کہ سر میں اپنے عدم تعاون کا انجام بخوبی جانتا ہوں میری سیل میں جو قیدی ہے اسکی رات کو تفتیش کے دوران جو چیخیں مجھے سنائی دیں اور جو اسکی حالت ہوئی اس سے مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا ہے کہ میرے عدم تعاون کی بنا پر مجھ پر کیا کیا بیت سکتی ہے میں نے آپ سے 20 جون اور اگر وہ 20 کو نہی آتا تو 22 جون تک کا جو کہا ہے اگر میں اسے پکڑوا نے میں ناکام رہا تو آپ جو چاہیں میرے ساتھ

سلوک کر سکتے ہیں اس پر مجھے کوئی آپ سے گلہ نہیں ہو گا بلکہ میں اسے اپنے مقدر کا لکھا ہوا قبول کر لوں گا۔

ٹیم انچارج نے یک دم اپنے مزاج میں لچک پیدا کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان سے آنے والی ڈاک میں بھارتی کرنسی بھی بھیجی گئی تھی تمہارے کہنے کے مطابق 20 جون کو صبح 8 بجے تمہیں تمہارے کپڑے گھڑی اور سبز رومال تمہیں مل جاے گا روانگی کے وقت تمہیں 5 ہزار روپیہ بھی ایجنٹ کو دینے کے لیے مل جاے گا تم بظاہر ہماری حراست میں نہی ہو گے لیکن ہمارے درجنوں جوانوں نے تمہیں چاروں طرف سے گھیرا ہو گا وہ سب سویلین لباس میں ہوں گے لیکن وہاں سے بھاگنے کی کوشش بھی مت کرنا اگر ایسا کیا تو ہم تمہارا وہ حشر کریں گے کہ تم موت مانگو گے مگر تمہیں موت نہیں آے گی ہم تمہیں سبز منڈی لے جا کر کوئی رسک نہیں لے رہے ہیں وہاں بھی تم ایسے ہی حراست میں ہو گے جیسے یہاں اس کمرے میں ہو اگر آزمانا چاہتے ہو تو اس کمرے سے باہر نکل کر دکھاؤ ہم میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا باہر کھڑے تمہارا جو حشر کریں گے اسکے ذمہ دار تم خود ہو گے میں نے انہیں کہا کہ بے فکر ایسی کوئی بھی حرکت نہیں ہوگی اس کے بعد انہوں نے مجھے واپس سیل میں بھیج دیا مجھے سیل میں واپس لایا گیا تو اسٹول پر سن وہاں نہیں تھا صبح کے وقت اسے واپس لایا گیا وہ بیہوش تھا اسے اس کے بیڈ پر لٹا کر وہ چلے گئے چونکہ مجھے اسکی اصلیت کا علم ہو چکا تھا اس لیے میں نے

اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا میں نے سوچا میرے ساتھ تو جو ہونا ہے وہ تو ہو کر رہے گا کیوں نہ اس سے تھوڑا لطف ہی اٹھایا جاے دراصل میں نے جو فرار کا منصوبہ بنایا تھا میری ساری توجہ اس پر مرکوز تھی فرار میں پکڑے جانے پر ہونے والے تشدد پر میں نے سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا میں نے ایک ارادہ پختہ کر لیا تھا چاہے جان چلی جائے لیکن زبان کسی صورت بھی نہیں کھولوں گا۔

کیونکہ جب ٹریننگ کے بعد بھارت بھیجنے کے لئے سارے گروپ سے پوچھا گیا تو ہم 5 ساتھیوں نے بہت زیادہ ضد کر کے اپنے نام لکھوائے تھے بھارتی بارڈر کراس کرتے ہی ہم سب نے اپنی کمزوریاں پیچھے چھوڑ دیں تھیں اور اپنے مشن مقصد اور موت کو گلے لگا لیا تھا اب میں نے فیصلہ کیا کہ زندگی کا پتہ نہیں کتنے دن کی ہے لہذا 20 جون تک خوب انجوائے کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس میں میرے ساتھ میرا ڈمی قیدی جیسے میں کبوتر لکھوں گا میسر تھا جو بیہوش پڑا ہوا تھا

میں نے دوپہر کے کھانے کے لیے بھی اسے نہ اٹھایا جب باورچی برتن واپس لینے آیا تو میں نے اس کا کھانا واپس بھیج دیا جب سورج غروب ہونے تک میری طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی تو وہ کراہتا ہوا آٹھ گیا اس نے کھانے کا پوچھا تو۔ میں نے کہا کہ تم بیہوش تھے اس لیے میں نے کھانا واپس بھیج دیا کیونکہ یہاں پر کھانے پر مکھیاں بھنبھناتی رہتی وہ جوان تھا اور اسے

ایکٹنگ بھی کرنی تھی اور صبح ناشتہ بھی اس نے نہیں کیا تھا دوپہر لنچ بھی نہ کر سکا اوپر سے اتنے لمبے دن تو وہ بھوک کیوجہ کلبلانے لگا آخر خود ہی اٹھا باتھ روم گیا ہاتھ منہ دھوے اور بیڈ پر آ کر لیٹ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا میں مکمل خاموش تھا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور پینا شروع کر دیا آخر تھک ہار کر بولا کہ صاحب کیا سوچا ہے میں نے پوچھا کس بارے میں تو اسنے کہا کہ ان ظالموں سے اپنی جانچھڑانے کے بارے میں تو میں نے کہا یار تم اپنی فکر کرو اور اپنی جاب چھڑانے کی کوشش کرو میری کیوں اتنی فکر کر رہے ہو میرے ساتھ جو ہو گا دیکھا جاے گا اس نے کہا کہ صاحب جو کچھ وہ پوچھتے ہیں سب سچ بتا دو میں نے کہا کہ تم خود ان کو سچ کیوں نہیں بتا دیتے تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ان کو سب سچ بتا دیا ہے اب ان کو میرے پاس بتانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے تو میں نے کہا کہ میں نے بھی انکو سب سچ سچ بتا دیا ہے میرے پاس مزید انکو بتانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے تمہارے سچ بولنے پر وہ لوگ تم پر یقین نہیں کر رہے اور روزانہ تمہیں زود کوب کر رہے ہیں کہ اب بھی تم کچھ چھپا رہے ہو تو پھر میرے سب سچ بتانے کے باوجود بھی وہ کیسے یقین کر لیں کہ میں نے سب کچھ انہیں بتا دیا ہے ان کے ذہن میں یہ بات رہے گی کہ میں اب بھی کچھ چھپا رہا ہوں۔ لہٰذا تم اپنی فکر کرو میرا اللہ مالک ہے یہ کہہ کر میں نے لیٹ کر آنکھیں موند لیں مگر وہ چپ نہ ہوا تو میں نے کہا کہ اگر تم نے بات کرنی ہی ہے تو رنگ محل کی کرو کیونکہ

وہ تمہارا آبائی علاقہ ہے تم وہاں رہتے رہے ہو اور ہاتھی کو گنا بھی تو کھلایا تھا نہ تم نے ویسے میں بھی وہاں کبھی کبھی جایا کرتا تھا اس کے ذکر سے سکون تو ملے گا نہ بس اس کے بعد وہ ایسا چپ ہوا کہ رات کے کھانے میں بھی نہی بولا خاموش ہی رہا رات پھر گارڈ اسے لے گئے اسکی چیخوں کی آوازیں آتی رہیں صبح پھر اسے بیہوشی کی حالت میں اس کے بیڈ پر پھنک کر چلے گئے میں نے کوئی توجہ نہ دی مجھے 20 اور 22 جون تک مہلت مل چکی تھی لہذا میں تفتیشی ٹیم کے سوالوں سے بچ گیا تھا رات کے پچھلے پہر جب گرمی کی شدت کم ہوئی تو میں سو گیا سورج طلوع ہونے کے قریب تھا کہ میرے سیل کے باہر تین دھماکوں کی آوازیں آئیں چار دیواری کی وجہ سے میں باہر تو کچھ دیکھ نہ سکا مگر دھماکوں کے تین منٹ بعد ہی سیٹیاں بجنا شروع ہو گئی اور ساتھ ہی بھاگ دوڑ کی آوازیں آنے لگیں ساتھ ہی مختلف ہدایات ملنی شروع ہو گئی اور پھر جیپوں کے سٹارٹ ہونے کی آوازیں آئیں اور ساتھ ہی ایمبولینس کے ہوٹر کی آوازیں آنے لگیں یہ سب ایک طرف روانہ ہو گئے لگتا تھا کہ جانی نقصان کے ساتھ کچھ زخمی بھی ہوے ہیں بیمار کبوتر پریشان تھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔۔

سارا دن اسی شور شرابے میں گزر گیا ہمیں ناشتہ اور لنچ بھی نہ دیا گیا رات کا کھانا لانے والوں کے ساتھ دو مسلح فوجی بھی تھے جنہوں نے سیل کا دروازہ کھلتے ہی ہم پر گنیں تان لی تھیں میں تو خاموش رہا لیکن بیمار کبوتر نے کھانا لانے والوں سے پوچھا صبح کس چیز کے دھماکے ہوئے تھے انہوں نے کوئی

جواب نہ دیا رات کو دس گیارہ بجے گارڈ آے انہوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی اور مجھے پہلے والے سیل میں منتقل کر دیا گیا اس کے بعد بیمار کبوتر کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے میں یہاں پر ان دھماکوں کے متعلق آپ کو بتانا چاہتا ہوں جب میں فرار ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے بتایا آپکی گرفتاری کے بعد جب ہم وائرلیس پر پاکستان رابطہ کیا اور آپکی گرفتاری کا بتایا انہوں نے ہمیں سختی سب کاروائی یکسر معطل کرنے کا حکم دیا اور کہا بلکل خاموش ہو کر بیٹھ جانے کا کہا کوئی بھی کسی قسم کی کارروائی نہ کریں اور نہ مجھے تلاش کرنے کی کوشش کریں لہذا ہم نے آپکی گرفتاری کا لڑکوں کو بتا دیا وہ بہت مشتعل ہوے اور ہمیں کہنے لگے کہ آپ کا سراغ لگا کر آپکو رہا کرنے کی پلاننگ کرتے ہیں مگر ہم نے دل چاہنے کے باوجود مجبوری کے تحت لڑکوں سے معذرت کر لی لہذا لڑکوں نے اپنے طور پر آپکا سراغ لگانے کی کوشش شروع کر دی ایک ریٹائرڈ مسلمان فوجی چھتہ لال میاں کا رہنے والا تھا انہوں نے اس سے سب بات کی تو اس نے کہا کہ ایسا مجرم ڈی ایم آئی والوں کی حراست میں ہوتا ہے اور دہلی میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے اس نے ہیڈ کوارٹر کا ایڈ ریس انہیں بتا دیا اور ساتھ کہا کہ وہ آج تک ہیڈ کوارٹر کے اندر نہیں جا سکا اس لیے اندر کی لوکیشن کا اسے علم نہیں اس کا حل انہوں نے اس طرح کیا گیراج میں ایک ڈی ایم آئی کی آئی ہوئی گاڑی لی اور ہیڈ کوارٹر کے باہر سائیڈ پر کھڑے ہوگئے جب چھٹی ہوئی تو انہوں نے

ایک باوردی آدمی کو اغواکیا اور اسے گیراج میں لے جا کر پوچھ گچھ شروع کر دی اس نے اندر کا سارا نقشہ انہی بتا دیا لیکن آپ کے متعلق اسے بھی علم نہ تھا اس لیے تفتیش کے بعد انہوں نے اسے دھوتی کرتا پہنایا اور گاڑی میں ڈال کر ویرانے میں لے گئے ایک لڑکے نے چاقو سے اسکی شہ رگ کاٹی اور پھر اس پر پٹرول چھڑک اسے آگ لگا۔۔

تاکہ پہچانا ہی نہ جاسکے کیونکہ اس کا زندہ رہنا ہمارے لیے نذیر عارف اور خود لڑکوں کے لیے خطرناک تھا اس کے بعد لڑکوں نے ہیڈ کوارٹر پر اٹیک کا پلان بنایا لیکن ان کو اندر نفری کا علم نہیں تھا اس لیے انہوں نے 3 بم لیے ایک ہیڈ کوارٹر کی دیوار کے ساتھ لگا دیا اور دو اندر پھنک دیئے لیکن جب دیوار کے تباہ ہونے کے اندر کی صورت حال دیکھی تو لڑکوں نے دو گاڑیوں میں فرار ہو جانے میں ہی عافیت جانی اس کے بعد ایک ہفتہ تک دہلی میں خوب سختی رہی اس کے بعد سیکورٹی ہٹا دی گئی لڑکوں نے پھر بھرپور طریقے سے کارروائی کرنے کا پروگرام بنایا لیکن نذیر عارف اور سب نے انہیں سمجھایا کہ اگر آپ زندہ ہیں تو ہمارے اس کارروائی کے بعد وہ آپ کو قتل کر دیں گے اس لیے خاموشی بہتر ہے لیکن اس کے بعد بھی لڑکوں نے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی جاری رکھی مگر ایک مہینہ بعد وہ بھی ختم کر دی۔

اب اصل موضوع کی طرف واپس چلتے ہیں اس سنگل بیڈ والے روم میں مجھے وقت پر کھانا سگریٹ ملتے رہے صرف ایک فرق پڑا کہ باوردی فوجی گارڈ ہر

وقت باہر موجود رہتے اور جھانک کر دیکھ بھی لیتے کبھی اچانک دروازہ کھول اندر آ جاتے اور کمرے کی ہر چیز چیک کرتے اور چلے جاتے اسی طرح دن رات گزرتے جا رہے تھے 18 جون کی رات کو مجھے سیل سے نکال کر تفتیشی روم میں لے جایا گیا وہاں پہلے والے تفتیشی ٹیم کے ممبر بیٹھے تھے انہوں نے پھر مجھے تلقین کی یا زیادہ مناسب الفاظ میں وارننگ دی کہ 20 جون کو سبز منڈی میں کوئی حماقت نہ کروں میں نے انہی یقین دلایا کہ ایسی بات نہ ہو گی انہوں نے مجھے اپنی داستان شروع سے بیان کرنے کو کہا میں نے پھر وہی رٹی رٹائی کہانی سنائی شروع کر دی جسے وہ خاموشی سے سنتے رہے انہوں نے مجھے رخصت کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا لباس جوتے اور گھڑی وغیرہ کل شام کو مل جائے گی کل شام ہی تمہاری شیو بنانے کے لیے حجام بھیج دیا جائے گا پرسوں صبح ساڑھے آٹھ بجے تک تم تیار ہو جانا چلتے وقت تمہیں 5 ہزار روپیہ بھی دے دیا جائے گا اینڈ ریمبر نو ٹریکس میں نے کہا بے فکر رہیں ایسا کچھ نہیں ہو گا میری طرف سے ایسی کوئی حرکت نہیں ہو گی میں نے انہیں کہا کہ گرمی بہت زیادہ ہے اور سیل میں صابن نہیں ہے مزید برآں اگر وہ مہربانی کریں تو کنگھی شیشہ ٹوتھ برش پیسٹ وغیرہ بھیج دیں تاکہ کونٹیکٹ کے سامنے جب میں جاؤں تو بلکل نارمل۔ لگوں ٹیم کے سربراہ نے کہا کہ یہ سب چیزی تمہیں کل شام کپڑوں کے ساتھ مل جائیں گی ٹیم کا ایک ممبر جو اپنی دشمنی پر قابو نہ رکھ سکا بولا۔

Mtr remember that any stupidity by you can make it the last tooth brushing of your life۔

I will

میں نے جواب دیا اور گارڈ مجھے واپس سیل میں لے گئے۔

اگلی شام گارڈ کے ساتھ حجام بھی آ گیا میرے کپڑے جوتے گھڑی ٹوتھ برش پیسٹ اور ایک سبز رومال بھی دیا گیا وہ رات میں نے زیادہ تر جاگ کر گزاری اور اللہ سے دعائیں مانگتا رہا اگلی صبح 8 بجے تک میں روانگی کے لیے بلکل تیار تھا 14 روز بعد پہلی دفعہ آئینہ دیکھا چہرے پہلے سے آدھا بھی نہیں رہ گیا تھا آنکھوں پر سیاہ ہلکے بن چکے تھے یہ ابھی آغاز سفر تھا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔۔

میری یہ تیاری مجھے ایسی لگی جیسے قربانی کے لیے بکرے کو تیار کیا جاتا ہے ٹھیک 9 بجے گارڈز آگئے۔ میری آنکھوں پر پٹی باندھی اور باہر لے گئے تقریباً 100 قدم چلنے کے بعد مجھے ایک گاڑی میں بٹھا دیا گیا گاڑی میں میری آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی اور مجھے 5 ہزار روپے کی گھٹی دی گئی جو میں نے پینٹ کی جیب میں رکھ لی گاڑی بند تھی چھت پر ایک بلب جل رہا تھا دو سویلین لباس میں گارڈ میرے ساتھ بیٹھ گئے ان کے کپڑوں کے اندر چھپائے ریوالور صاف نظر آ رہے تھے گاڑی چل پڑی تقریباً پون گھنٹے بعد گاڑی ایک

جگہ رکی میرے ساتھ بیٹھے گارڈز نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور مجھے نیچے اتارا گاڑی بند ہونے کی وجہ سے ہم تینوں پسینے سے شرابور ہو گئے تھے جونہی باہر نکلا میری پینٹ کی جیب سے نوٹوں کی گھٹی نیچے گر گئی میں ان کو اٹھانے کے لیے جھکا تو دیکھا کہ میرے پیچھے کھڑے گارڈ مجھ سے 20 قدم دور جا کھڑے ہوئے ہیں اور جب میں نے سیدھا ہو کر اطراف میں دیکھا تو سول کپڑوں میں ملبوس ڈی ایم آئی کے کارندے فوجی کٹ میں چاروں طرف کھڑے تھے بظاہر وہ لاپرواہی دکھا رہے تھے مگر سب کی نظر مجھ پر ہی تھی میں پلیٹ فارم کی جانب چلا پلیٹ فارم کے اندر بھی داخلی دروازے کے دونوں جانب اسی طرح کے لوگ دکھائی دیئے میں نے سست روی سے اوور ہیڈ برج کی جانب بڑھنا شروع کر دیا کونٹیکٹ سے ملنا تو ایک فرضی کہانی تھی میں تو اپنے فرار کے لیے لوز ہول تلاش کر رہا تھا اوور ہیڈ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے میں نے جان بوجھ کر لنگڑانا شروع کر دیا اور پل کی ریلنگ کو تھام کر آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا مجھے یقین تھا کہ اس وقت سینکڑوں نگاہیں مجھ پر مرکوز ہوں گی برج پر لوگوں کی آمدورفت جاری تھی پل کے تقریباً درمیان میں پہنچ کر میں ریلنگ کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا پل کے دونوں اطراف ڈی ایم آئی کے بندے نظر آ رہے تھے انہوں نے اتنا مکمل انتظام کیا تھا کہ لوپ لائنوں پر بھی مجھے ان کے بندے ہی دکھائی دے رہے تھے کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد میں نے پل کی دوسری جانب چلنا شروع کر دیا اس طرف کی سیڑھیاں

ابھی آدھی ہی اترا ہوں گا کہ کہ نیچے سے 3 آدمی چھلانگیں لگاتے ہوئے میری طرف آے ایک سرگوشی میں بولا اس طرف نیچے جانے کی اجازت نہیں میں نے کہا کہ میں نیچے سڑک پر جا کر دیکھنا چاہتا کہ مطلوبہ آدمی آپ کی فوجی کٹ بال دیکھ کر واپس ہی نہ چلا جاے وہ تذبذب میں پڑ گئے اور میں نے سیڑھیاں نیچے اترنا شروع کر دیں پل سے اتر کر تقریباً 15 منٹ میں سڑک پر کھڑا دائیں بائیں دیکھتا رہا اس دوران 3 ٹرک سبز منڈی کو جاتے ہوئے دکھائی دیئے سڑک تنگ تھی اور لوپ لائنوں کے بالمقابل آتی ہوئی پل کے بلکل قریب سے 90 درجے کا زاویہ بناتے ہوئے سبز منڈی کی سڑک مین روڈ پر جا ملتی تھی اس موڑ پر ٹرک آ کر اپنی سپیڈ آہستہ کر لیتے تھے ڈی ایم آئی کی گاڑیاں دوسری طرف پلیٹ فارم کی جانب کھڑی تھیں کیونکہ اس طرف پارکنگ کی کوئی جگہ نہ تھیں۔

مجھے فرار کا ایک ہی راستہ دکھائی دیتا تھا کہ کسی ٹرک کی زنجیر پکڑ کر کسی طرح مین روڈ تک پہنچ جاؤں اور وہاں رش میں گم ہو جاؤں لیکن مصیبت یہ تھی کہ 3 آدمی سایے کی طرح میرے سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے کہ ان سے بھاگ نکلنا ناممکن تھا میں نے چند منٹ مزید اپنے منصوبے کا جائزہ لیا اور واپس پل کی سیڑھیوں کی جانب چل پڑا 15 منٹ سے زیادہ ٹائم میں نے پل کراس کرنے میں لگا دیا پلیٹ فارم پر آ کر میں نے ہندو مسلم پانی کے گھڑوں میں مسلم گھڑوں سے پانی پیا اور بک اسٹال پر چند رسالوں کی ورق گردانی کی

اور پھر پلیٹ فارم پر ایک طرف سے دوسری جانب ٹہلنا شروع کر دیا جب 11 سے چند منٹ اوپر ہو گئے تو میں نے سبز رومال جیب میں رکھا اور پلیٹ فارم سے باہر آ گیا میرے باہر نکلتے ہی 2 آدمی گاڑی کی طرف گئے اور بند گاڑی لے کر آ گئے انہوں نے دروازہ کھولا تو میں گاڑی میں بیٹھ گیا وہ دونوں بھی میرے ساتھ بیٹھ گئے انہوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی تو میں نے کہا کہ اپنے تفتیشی ٹیم کے انچارج کو کہیں کہ آج میں ان سے لازمی ملنا چاہتا ہوں۔۔۔

گاڑی چل پڑی اور ہیڈ کوارٹر پہنچ کر انہوں نے مجھے سیل میں بند کیا اور چلے گئے رات تقریباً 10 بجے تفتیشی ٹیم کا انچارج میرے پاس سیل میں آیا میں نے اسے 5 ہزار روپیہ اور اپنی گھڑی واپس دی اور کہا کہ اگر 22 جون کو آپ نے فوجی ہئر کٹ والے آدمی چاروں طرف پھیلا دینے ہیں تو پھر 22 جون کو بھی جانے کا کوئی فائدہ نہیں آپ کیا سمجھتے ہیں میرے کونٹیکٹ اتنے احمق ہیں کہ فوجی کٹ دیکھ نہ پہچان سکیں کہ خطرہ ہے ہو سکتا ہے کہ آج بھی وہ آیا ہو خطرے کی بو سنگھ کر واپس چلا گیا ہو اب آپ کے پاس 22 جون اسکو پکڑنے کا آخری موقع ہے لیکن اس کے لیے بھی آپ کو ایک تو اپنے آدمیوں کی تعداد کم کرنی ہو گی دوسرے ان سے کہیں کہ وہ مجھ سے دور رہیں پلیٹ فارم سے بھاگنے کے 4 امکانی راستے ہیں ایک گھنٹہ چوک کی طرف دوسرا اور تیسرا پلیٹ فارم کے دونوں جانب اور چوتھا سبز منڈی والی

سڑک اگر آپکو مجھ پر یقین نہیں تو ان چاروں راستوں پر اپنے آدمی کھڑے کر دیں لیکن مجھ سے خاصے فاصلے پر رہیں ریلوے کے مال ڈبوں بھی آپ کے آدمی کھڑے تھے اور مجھے پلیٹ فارم کے عین سامنے بند گاڑی سے اتارا گیا اگر میرا کونٹیکٹ اس وقت پلیٹ فارم پر کھڑا ہوتا تو آپ کیا توقع کرتے ہیں کہ وہ مجھ سے سے ملنے آتا بلکہ فوری غائب ہو جاتا ٹیم کا انچارج خاموشی سے میری باتیں سنتا رہا اور پھر بولا ٹھیک ہے پرسوں تمہیں آدھے رستے سے ہی پرائیویٹ گاڑی ٹیکسی میں بٹھا دیا جاے گا مگر اس کا ڈرائیور ہمارا آدمی ہو گا ہمارے نگرانی کرنے والے پوشیدہ جگہوں پر کھڑے ہوں گے اور تمہیں پلیٹ فارم اور اوور ہیڈ برج اور سڑک پر بھی جانے کی اجازت ہو گی تمہارا پیچھا صرف ایک دو افراد ہی کریں گے جن کے ہئر کٹ فوجی نہیں ہوں گے تم البتہ خیال رکھنا کہ اس دن کی نسبت 22 جون کو ڈبل فورس سول کپڑوں میں ان راستوں پر کھڑی ہو گی جن سے فرار ممکن ہے اپنی ٹیم کے ممبران کی مرضی کے خلاف میں تمہارے ساتھ رعایت برت رہا ہوں اگر تم نے

یری رعایت کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو پھر تم خود حالات کے ذمہ دار ہو گے جتنے تحمل اور بردباری سے تمہیں یہ مہلت دی ہے اتنی ہی زیادہ تمہیں اذیت دی جاے گی میں اسکی باتیں سن کر خاموش اور مستقبل سے مایوس ہو گیا اٹھتے وقت اس نے پرسوں ساڑھے آٹھ بجے صبح مجھے تیار رہنے کی ہدایت کی اور مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے ہوپ دی بیسٹ کہہ کر چلا گیا۔ شاید

اس نے میرے چہرے پر مایوسی کے تاثرات پڑھ لیے تھے میری وہ رات اور اگلا دن بہت بے چینی سے گزرا فرار میں کامیابی کے بہت کم چانسز تھے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ پل کے دوسری جانب سڑک پر گزار سکتا تھا اس دوران کسی ٹرک کا اس سڑک پر آنا اور میرا نگرانوں کا حصار توڑ کر ٹرک کے پیچھے لٹک جانا اور میں روڈ پر ٹرک چھوڑ کر رش میں گم ہو جانا اور اس سارے عمل میں نگرانوں کا مجھے پکڑ نہ پانا کسی من گھڑت افسانے میں کسی سپر مین کے لیے تو بہت معمولی سی بات ہے مگر ایک نارمل انسان کے لیے عملی طور پر اس میں کامیاب ہونے کے بہت کم مواقع تھے اور پھر 22 جون میرے لیے آخری موقع بھی تھا میں جانتا تھا کہ اس کے بعد نہ تو میری بات پر یقین کیا جائے گا اور نہ مجھے دوبارہ ایسا کبھی موقع ملے گا اس موقع میں میری کامیابی کے چانس 5 فیصد تھے اور نگرانوں کی گولیوں سے مرنے کے 95 فیصد تھے گرفتاری کے باعث میں پاکستان کے لیے اس وجہ سے بیکا ر ہو چکا تھا کہ مزید کوئی مشن نہ کر سکتا تھا میری درجنوں تصاویر اتری چکی تھیں میری کور سٹوری ختم ہو چکی تھی اور میں اپنے محکمے کے لیے عضو بیکار بن چکا تھا ایک کانٹا چبھنے کی اتنی تکلیف نہیں ہوتی تھی جتنی کسی دوسرے انسان کو تفتیشی ٹیم کے رویئے سے ہوتی ہے وہ میری زبان کھلوانے کے لیے تشدد کا ایسا سلسلہ شروع کرنے والے تھے جس میں مجھے میجر احسن کی طرح فاسٹ ٹاڑچر کے ذریعے جلد موت نہ ملتی۔ میجر احسن کی شہادت کامیابی اور ڈی ایم

آئی کی ناکامی تھی اب ڈی ایم آئی والوں نے مجھے زندہ رکھ کر تشدد کا ہر ہربہ آزمانا تھا تاکہ میں اپنی زبان کھول دوں فرار کے منصوبے میں ناکامی کی صورت میں نگرانوں نے مجھے گولیاں مار کر وہی شہید کر دینا تھا دونوں صورتیں میرے لیے ذریعہ نجات تھیں۔

میں اپنی موت کو آخری تحفہ سمجھ کر وطن عزیز کو پیش کرنا چاہتا تھا شام کے کھانے کے ساتھ مجھے میرے کپڑے جوتے گھڑی اور دیگر سامان بھیج دیا گیا تھا میں نے اس رات کا خاصا حصہ اللہ کی عبادت کرنے میں گزار دیا صبح وقت سے پہلے میں تیار ہو گیا 9 بجے گارڈ مجھے لینے کے لیے آ گئے آنکھوں پر پٹی باندھ کر مجھے بند گاڑی میں بٹھا دیا گیا کچھ دیر گاڑی چلنے کے بعد رکی میری آنکھوں سے پٹی ہٹا دی گئی اور مجھے 5 ہزار کی گڈی بھی دے دی گئی یہ نیو دہلی میں جن پٹ کا علاقہ تھا بند گاڑی ایک ٹیکسی کے قریب رکی تھی مجھے ٹیکسی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کو کہا گیا اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان پائیدار پر ایک شخص منحنی سا بیٹھا تھا میرے بیٹھتے ہی اس نے مجھ پر پسٹل تان لیا اور اگلی سیٹ کے فرش میں جڑی ایک زنجیر کا ہتھکڑی جیسا کنڈا میری ایک ٹانگ میں ڈال کر مجھے باندھ دیا اور ٹیکسی سبز منڈی ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گئی ٹیکسی سے آگے ایک کار جا رہی تھی جدھر وہ کار مڑتی ادھر ادھر ٹیکسی مڑ جاتی ٹیکسی اور کار کی رفتار بھی ایک جیسی تھی یقیناً وہ کار ڈی ایم آئی کی تھی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہا تو لیٹے شخص مجھے کہا کہ بس سامنے دیکھو

اپنی ذہنی کیفیت تو پہلے بیان کر چکا ہوں لیکن میں خود اپنی موت کے اسباب کرنے جا رہا تھا میں نے اس شخص سے کہا کہ میں پیچھے دیکھو گا آگے دیکھوں گا تم میں ہمت ہے تو مجھ پر گولی چلاؤ یہ کہہ کر انجام سے لاپرواہ ہو کر پیچھے دیکھنے لگ گیا پیچھے ڈی ایم آئی کی دو گاڑیاں تھیں جو ہمارا پیچھا کر رہی تھیں اور میں دل ہی دل میں اپنے اس پہلے اور آخری پروٹوکول کو دیکھ کر ہنس پڑا کہ میں اتنا اہم تو تھا کہ 3 گاڑیاں آگے پیچھے میری حفاظت کر رہی تھیں اور اسٹیشن پر بھی درجنوں افراد میرے استقبال کے لیے کھڑے میرا انتظار کر رہے ہوں گے اگر آگے اور پیچھے حفاظتی گاڑیاں نہ ہوتیں تو پھر میرے لیے بہت آسان تھا لیٹے ہوئے شخص سے پسٹل چھین دونوں کو موت کے گھاٹ اتارنا اور پھر چابی بھی انہی کے پاس ہو گی سے کڑا نکال کر فرار ہونا اس ساری کاروائی میں 3 منٹ لگتے لیکن ان حفاظتی گاڑیوں کیوجہ سے اگر میں ایسا کرتا تو یقینا اسی وقت مجھے یا ختم کر دیا جاتا مجھے زود و کوب کر کے واپس لے لیا جاتا۔

سبز منڈی ریلوے اسٹیشن کی پارکنگ میں ٹیکسی جا کر رکی لیکن مجھے کڑے سے وقت تک آزاد نہ کیا گیا جب تک کہ پیچھا کرنے والی حفاظتی گاڑیاں بھی پارکنگ میں آ کر نہ رک گئیں اور ان میں سے بارہ تیرہ افراد نکل کر ارد گرد نہ پھیل گئے کڑے کی چابی ڈرائیور کے پاس تھی کڑا کھلنے کے بعد میں ٹیکسی سے نکلا اور آہستہ آہستہ قدموں کے ساتھ پلیٹ فارم کی طرف چل پڑا میں نے کئی بار پلیٹ فارم کی سیڑھیوں پر جوتے کے تسمے باندھنے کے بہانے پیچھے

دیکھا نگران مختلف جگہوں پر خود کو چھپا چکے تھے وہ شاید اس انتظار میں تھے کہ میں پلیٹ فارم پر چلا جاؤں اور وہ ایک ایک کر کے اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ کر چھپ جائیں پلیٹ فارم کے اندر بھی مجھے فوجی کٹ والے افراد دکھائی نہ دیئے میں بہت آہستگی سے اوور برج کیطرف بڑھنے لگا پلیٹ فارم پر بک اسٹال اور چاے شاپ پر۔ میں نے چھے سات آدمیوں کو دیکھا جو میری طرف دیکھ رہے تھے میں نے آگے بڑھ کے اچانک پیچھے چلنا شروع کر دیا انکی نگاہیں میرا تعاقب کر رہی تھیں یہ لوگ ڈی ایم آئی کے فیلڈ ایجنٹ تھے نچلے رینک کے ان سپاہیوں کو چاہے جتنا بھی سمجھایا جاے یہ کہیں نہ کہیں اپنی اصلیت ظاہر کر ہی دیتے ہیں۔میں نے مسلم پانی کے مٹکوں سے پانی پیا اور پھر پل کیطرف چل دیا پل کی دوسری جانب سیڑھیاں اترنے تک میں نے 16 ایسے آدمی مارک کیے جو بلاوجہ وہاں کھڑے تھے اور مجھ پر نظریں گاڑے ہوے تھے چند منٹ میں نے سڑک کے موڑ پر کھڑے ہو کر سڑک کا جائزہ لیا سڑک کے دونوں جانب چھوٹی چھوٹی دوکانیں تھیں اور ان پر بھی گاہک ایسے کھڑے تھے جو سامان خریدنے کی بجاے میری طرف دیکھ رہے تھے میں واپس پلٹا اور پل کی سیڑھیاں چڑنے لگا میرے بیان کے مطابق کونٹیکٹ نے مجھے پل یا پلیٹ فارم پر ملنا تھا پل کے اوپر نگرانی کرنے والے جوں کے توں کھڑے تھے کم تعلیم یافتہ حوالدار یا سپاہی کے عہدے کے یہ لوگ صرف آرڈر ملنے پر ہی حرکت کرتے ہیں میری نگرانی کرنے کے احکام کے پیش نظر انہوں نے

ایک منٹ کے لیے بھی مجھ سے نظریں نہ ہٹا رہے تھے میں پلیٹ فارم پر آ گیا بک اور چاے اسٹال پر ابھی تک وہی لوگ کھڑے تھے میں بک اسٹال پر کھڑے ایک شخص کے پاس پہنچا اور سرگوشی میں کہا کہ مجھے ٹوائلٹ جانے کی ضرورت ہے میرے ساتھ ویٹنگ روم تک چلو وہ حیران وپریشان منہ پھاڑے میری طرف دیکھنے لگا میں نے اسے کہا کہ اگر تم نہ گئے تو تمہارے افسر تم سے بہت ناراض ہوں گے کہ تم میری نگرانی کرنے کے باوجود تم میرے ساتھ نہیں گئے میں اسے یہ کہہ کر ویٹنگ روم کی جانب چل دیا چند قدم چلنے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ اس کے ساتھ کھڑا دوسرا شخص دونوں میرے پیچھے آرہے تھے میں سیدھا ٹوائلٹ میں گیا اور چند منٹ بعد فارغ ہوکر باہر آگیا۔۔ویٹنگ روم میں وہ دونوں کھڑے تھے میرے باہر نکلنے پر وہ بھی میرے پیچھے پیچھے ویٹنگ روم سے باہر آ گئے میں سیدھا پلٹ فارم پر گیا اور میں نے انہیں کہا کہ اب پہلے کی طرح پھر یہی کھڑے رہو یہ کہہ کر میں پھر پل کی جانب بڑھ گیا پل کی سیڑھیاں چڑھتے ہوے میں نے پیچھے دیکھا تو وہ دونوں اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں داخل ہو رہے تھے اس مشن کو مانیٹر کرنے ان کا سئنر یقیناً اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا میں نے پل کی سیڑھیاں چڑھتے ہوے فیصلہ کر لیا کہ اس بار فرار کی لازماً کوشش کروں گا ٹائم بھی کم ہی رہ گیا تھا ساڑھے دس سے کچھ منٹ اوپر ہو چکے تھے اور 11 بجے انہوں نے مجھے واپس لے جانا تھا میں پل کے دوسری جانب سڑک کے

موڑ پر آ گیا اب مجھے مین روڈ کی طرف جانے والے ٹرک کی تلاش تھی تھوڑی دیر بعد ایک ٹرک آتا ہوا دکھائی دیا۔

جونہی ٹرک نذیک پہنچا میں نے پھرتی سے ٹرک کے پیچھے بھاگ کر اس کے تختے کو پکڑ لیا اور اتنی دیر میں ٹرک موڑ کاٹ چکا تھا اور اس کی سپیڈ بڑھ چکی تھی نگرانوں کو پہلے تو کچھ سمجھ نہ آیا پھر سیٹیاں بجنے کی آوازیں آنے لگیں اور ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں بھی آنے لگیں میں نے ٹرک پر چڑھ کر پیچھے دیکھا تو سول ڈریس میں گارڈ ٹرک کے پیچھے بھاگ رہے تھے اور شور کر رہے تھے میں روڈ آتے ہی ٹرک آہستہ ہوا تو میں نے ٹرک سے چھلانگ لگائی اور مین روڈ پر بائیں جانب بھاگنا شروع کر دیا تفتیشی روم میں جو مجھ پر تشدد ہوا تھا اس کی وجہ سے میری ٹانگوں میں درد اٹھنے لگا تھا میرا پیچھا کرنے والے مین روڈ تک پہنچ چکے تھے اور درد کیوجہ سے میرے لیے تیز بھاگنا مشکل ہو رہا تھا مین روڈ پر ایک پیپل کا درخت تھا میں نے اس کے نیچے پہنچ کر پیچھے دیکھا تو نگران مجھے نظر نہ آے البتہ دو گاڑیاں بڑی تیزی سے میری طرف آ رہی تھیں میں نے ٹریفک سے بھری سڑک کو اتنی تیزی سے کراس کیا کہ کئی گاڑیوں کو ایکسیڈینٹ سے بچنے کے لیے بریکس لگانی پڑیں سڑک کے دوسری جانب پہنچتے ہی میں نے آگے بھاگنا شروع کر دیا میری طرف آنے والی گاڑیاں سڑک کے بائیں جانب تھیں جب کہ میں سڑک کے بائیں جانب آگے کو بھاگ رہا تھا پچاس قدم کے فاصلے پر ایک پرائیوٹ گاڑی فٹ پاتھ پر رکتے دیکھا

اگرچہ یہ میری پلاننگ کا حصہ نہیں تھا لیکن حالات کے پیش نظر میں نے سوچا کہ اگر میں یہ گاڑی چھین لوں تو میں تعاقب کے آپوزٹ چلانا شروع کر دوں تو ان کے یو ٹرن لینے تک میں ان سے کافی فاصلے پر پہنچ چکا ہوں گا تعاقب کرنے والی گاڑیاں بلکل میرے دوسری طرف سامنے پہنچ چکی تھیں ادھر ٹیکسی ڈرائیور ابھی گاڑی سے باہر ہی نکل رہا تھا کہ میں اس کے سر پر پہنچ گیا ہتھیار میرے پاس نہی تھا میں نے اسکی کنپٹی پر زور دار ضرب لگائی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر گیا میں نے اس کے ہاتھ سے چابی چھینی ابھی میں گاڑی میں داخل ہو رہا کہ اچانک گولی چلنے کی آواز آئی اور میری دائیں پنڈلی میں ایسے لگا جیسے کسی نے گرم سلاخ چبوھ دی ہو میں گاڑی سٹارٹ کر لی گاڑی کو سڑک پر ڈالتے ہوئے میں نے دیکھا کہ دو آدمی سڑک کو آدھا کراس کر چکے تھے اور جونہی ان کے سامنے ٹریفک گزرتی وہ مجھ پر فائز کر دیتے تھے میں نے گاڑی پوری رفتار سے چلا دی اور اور پل والی سڑک سے کافی آگے نکل آیا میں نے بیک شیشے سے دیکھا تو مجھے دو گاڑیاں پوری تیز رفتاری سے اپنے پیچھے آتی دکھائی دے رہی تھیں میں نے ایکسلیٹر پر پورا دباؤ ڈال دیا لیکن گاڑی کی جتنی سپیڈ تھی اسی حساب سے چلتی رہی پیچھا کرنے والی دونوں گاڑیاں بلکل میرے پیچھے پہنچ چکی تھیں اور ہمارے درمیان اب کوئی رکاوٹ نہ پچھلی گاڑی سے کسی نے مجھ پر رائفل سے فائر کھول دیئے چند لمحوں بعد میری گاڑی کے دونوں پچھلے ٹائر برسٹ ہو گئے اور گاڑی کی سپیڈ کم ہونے کے ساتھ

ساتھ لڑکھڑانے لگی لیکن میں نے اسٹئرنگ پر قابو پا کر گاڑی کو الٹنے سے بچا لیا میں نے بریک لگا کر گاڑی روکی اور اسٹئرنگ پر سر رکھ دیا میری کامیابی ناکامی میں بدل چکی تھی تفتیشی ٹیم نے میرے وہم گمان سے بھی زیادہ حفاظتی اقدامات کر رکھے تھے پل والی سڑک جہاں مین روڈ سے ملتی تھی وہاں دو مسلح گاڑیاں آپسمیں مخالف سمت میں کھڑی تھیں دونوں کا اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں ٹیم انچارج سے واکی ٹاکی پر رابطہ تھا دونوں گاڑیاں میری گاڑی کر داہنے باہیں رکی اور مجھے کھینچ کر گاڑی سے باہر نکالا گیا اور ایک گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا گیا دو گارڈ میرے دائیں بائیں بیٹھ گئے میرے ہاتھ پیچھے باندھ دئے گئے اور آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی گئی آگے والی سیٹ پر ان کا کوئی افسر بیٹھا تھا جس نے واکی ٹاکی اطلاع کہ سر ہم نے اسے پکڑ لیا ہے میری ٹانگ میں گولی لگنے کی وجہ سے درد ہو رہا تھا مگر میں نے زبان کو دانتوں کے نیچے دے کر درد پی گیا گاڑی چل پڑی میرا منصوبہ ناکام ہو چکا تھا لہذا اب میں نے خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا منصوبہ میں ناکامی اور گولی لگنے کی درد کیوجہ سے میں نیم گندگی کی حالت میں تھا میری حالت ایسی تھی جیسے کسی کو پھانسی کے پھندے کی طرف لے جایا رہا ہو اور اب مجھ پر تشدد کے نت نئے تجربے کیے جانے تھے۔

نامعلوم کس وقت گاڑی رکی مجھے دھکا دے کر باہر نکالا گیا پھر مجھے تالا کھلنے کی آواز آئی بغیر میرے ہاتھوں اور آنکھوں پر پٹی کھول کر مجھے اتنی زور سے

دھکا دیا گیا کہ میں سامنے والی دیوار جا ٹکرایا میرا سر دیوار کے ساتھ لگا اور دروازہ بند کر دیا گیا درد کیوجہ سے مجھے شدید پیاس محسوس ہو رہی تھی میں نے دو تین بار پانی مانگا مگر کسی نے جواب نہ دیا۔۔میں نے بڑی مشکل سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی ہاتھ پیچھے بندے ہونے کیوجہ سے میں لیٹ بھی نہیں سکتا تھا ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھا تو مجھے پتہ چلا کہ میں اینٹوں کے فرش پر پڑا ہوں پنکھا بھی کوئی نہیں تھا اور کمرہ گرمی سے تپ رہا تھا نامعلوم میں کتنی دیر یونہی پڑا رہا ٹانگ۔ میں گولی لگنے کیوجہ سے ساری ٹانگ میں درد ہو رہا تھا میں نے بڑی مشکل سے زخمی ٹانگ کو ہلایا اور اسے دو بار فولڈ کیا ایسا لگ رہا تھا کہ میری ٹانگ کا سامنے کا گوشت اور ہڈی کا کچھ حصہ ٹوٹ کر الگ ہو گیا ہے لیکن ٹانگ کی ہڈی پوری طرح ٹوٹنے سے بچ گئی تھی میں دائیں کڑوٹ لیٹنے کی کوشش کی مگر۔۔میرے ہاتھ پیچھے بندھے ہونے کی وجہ سے میرے بازو زیادہ دیر میرے جسم کا وزن نہ سہار سکے لہذا میں نے ٹیک لگا کر بیٹھ جانے میں ہی عافیت جانی خون بہنے کیوجہ سے مجھ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی نامعلوم کتنی دیر میں یونہی پڑا رہا کہ تین چار ٹھڈے لگنے سے میں ہوش میں آ گیا مجھے کھڑا ہونے کو کہا لیکن باوجود کوشش کے میں کھڑا نہ ہو سکا اس جرم کی پاداش میں میرے چہرے اور جسم پر ٹھڈوں کی بارش کر دی گئی پھر بھی میں کھڑا نہ ہو سکا تو مجھے بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا گیا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مجھ سے کھڑا نہیں ہوا گیا تھا اور ان کے ساتھ چلا گیا

تھا وہ مجھے گھسیٹتے اور دھکیلتے ہوے کسی طرف لے گئے اس حالت میں مجھے کسی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا تھوڑی دیر بعد مجھے ایک کرخت آواز آئی کہ کیا تم اپنے پہلے والے بیان میں کچھ تبدیلی یا اضافہ کرنا چاہتے ہو یا اسی پر قائم ہو میں نے جواب دیا کہ میرا پہلے والا بیان ہی سچ پر مبنی تھا تو اس نے کہا کہ سوال کیا کہ تم نے بھاگنے کی کوشش کیوں کی کیا تم سمجھتے تھے کہ اپنی اس احمقانہ کوشش میں کامیاب ہو جاؤ گے میں نے اس کے سوال کا جواب دیا کہ فرار ہونے کی کوشش میرا حق تھا اور میں نے کوشش کی کامیابی اور ناکامی تو بعد کی بات ہے میرا جواب سن کر وہ بھڑک اٹھا اور بولا اب ہم اپنا حق استعمال کرتے ہیں میرے دونوں بازوؤں کے درمیان سے ایک موٹا راڈ گزارا گیا میرے ہاتھ پیچھے بندھے تھے اور آنکھوں پر سیاہ پٹی بندھی ہوئی تھی اس لیے صرف محسوس ہی کر سکتا تھا کہ راڈ کے دونوں سروں پر کنڈے اور پیچ لگنے کی آواز آئی۔۔اور راڈ نے مجھے اوپر اٹھانا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد میرے پاؤں زمین سے آٹھ گئے میرے جسم کا سارا بوجھ میری بغلوں اور کندھوں پر پڑ گیا اوپر اٹھانے سے انہوں نے ایک مضبوط رسی میری بندھی ہوئی کلائیوں کے درمیان سے گزار کر میرے پیٹ کے ساتھ باندھ دی تھی میرے جسم کے وزن کی وجہ سے راڈ میری بغلوں اور پیٹھ کے اندر گھسا جاتا تھا میں نے بڑی مشکل سے اس سے ہونے والی اذیت کیوجہ سے نکلنے والی چیخ کر روک رکھا تھا اور ہر چیخ کو اللہ میں بدل کر منہ سے نکال رہا تھا راڈ کے

دباؤ کی وجہ سے میرے پٹھے بے جان ہو رہے تھے اور منہ سے صرف اللہ کی آواز نکل رہی تھی بت پرست بھلا اپنے درمیان اللہ سننے کی تاب کہاں رکھتے تھے انہوں نے میری ٹانگوں پر ہنٹر مارنے شروع کر دیئے چند لمحے بہت درد ہوا مگر اللہ کارساز ہے میرا دماغ سن ہوتا چلا گیا اور لمحہ لمحہ درد کا احساس کم ہوتے ہوتے بلکل ختم ہو گیا میں بے ہوش ہو چکا تھا اور نہ جانے کتنی دیر ہی وہ میرے جسم کو تختہ ستم بناتے رہے مجھے ہوش آیا تو میرے ہاتھ کھلے ہوے تھے اور میری آنکھوں کی پٹی بھی اتر چکی تھی بڑی مشکل سے میں آنکھیں کھولنے کے قابل ہوا میرے جسم کا ایک ایک حصہ درد سے پھٹا جا رہا تھا بڑی مشکل سے میں نے گردن گھما کر دونوں طرف دیکھا یہ دس بائی آٹھ فٹ کا سیل تھا میں فرش پر پڑا تھا سامنے مضبوط سلاخوں والا بڑا دروازہ تھا اور برآمدے میں دو مسلح گارڈ اسٹول پر بیٹھے میری نگرانی کر رہے تھے کمرے میں ایک کونے میں پانی کا گھڑا اور پیالہ تھا رفع حاجت کے لیے ٹوٹے ہوئے گھڑے کا ایک حصہ ایک کونے میں پڑا ہوا تھا دن ڈھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا مجھے کچھ علم نہ تھا کہ تشدد والی رات کے بعد یہ اگلا دن تھا یا دوسرا میری ٹانگ کے ذخم پر پٹی بندھی ہوئی تھی میں بڑی مشکل سے کھسکتا ہوا گھڑے تک پہنچا اور پانی پیا زخمی ٹانگ سے خون بہت زیادہ بہہ چکا تھا جمے ہوے خون کے نشان فرش سے ہوتے ہوئے سیل کے دروازے باہر بنی ہوئی نالی میں پہنچ چکے تھے اس سیل کے باہر کوئی چاردیواری نہ تھی سامنے کوئی 50 فٹ کے

فاصلے پر ٹوائلٹس کی قطار تھی جس کے پیچھے ایک اور اونچی دیوار تھی جس پر خاردار تاروں کی باڑ لگی ہوئی تھی پہرے داروں نے مجھے پانی پیتے ہوئے خاموشی سے دیکھا میں گھسیٹتا ہوا پھر سیل کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا میرے دونوں بازو راڈ کیوجہ سے بے جان ہو چکے تھے اور میں نے بہت ہی مشکل سے گھڑے سے پانی نکالا تھا میں نے بازوؤں کو حرکت کے قابل بنانے کے لیے ہاتھوں کی مٹھیاں کھولنی اور بند کرنی شروع کردی تاکہ بے جان پٹھوں میں حرکت کرنے سے جان پڑ سکے پانی پینے کے بعد مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی تو میں نے گارڈ سے پیشاب کا کہا تو اس نے کہا کہ دروازے والی دیوار کے ساتھ کر لو اور بعد میں اس پر پانی بہا دو مجبوری تھی مجھے ایسے کرنا پڑا مجھے پیشاب کے ساتھ خون بھی آیا شاید انہوں نے مارتے وقت یہ نہیں دیکھا تھا کہ کہاں کہاں مارنا ہے شام ڈھلتے ہی دال اور روٹی پر مشتمل کھانا آ گیا گارڈ نے اپنی اوقات دکھائی اور جان بوجھ کر جہاں میں پیشاب کر کے پانی بہایا تھا اسی جگہ سے مجھے دال پکڑائی اور پھر روٹی پکراتے ہوے جان بوجھ کر نیچے گرا دی میں نے اوپر والی روٹی جو کہ سخت تھی کھائی اور باقی دال اور دوسری روٹی گارڈ کو واپس کر دی چپاتی کھاتے ہوئے مجھے ہر نوالے میں کرچ کرچ کی آواز آتی تھی (فرار کے بعد بمبئی میں میڈیکل چیک اپ کرانے سے پتہ چلا کہ میری انتڑیوں اور معدے میں شیشے کے باریک ذرات چبھے ہوے ہیں) رات کو پھر ہاتھوں میں رسی اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر ٹارچر سیل میں

لے جایا گیا وہاں جا کر میری آنکھوں سے پٹی اتار دی گئی اور ٹانگ زخمی ہونے کیوجہ سے مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا تفتیشی ٹیم کے ممبرز نئے تھے ٹیم کے سربراہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم کچھ کہنا چاہتے ہو۔۔

میں نے کہا ہاں تم سور کی اولاد ہو میں چاہتا تھا کہ وہ طیش میں آ کر مجھ پر فوری تشدد شروع کر دے تاکہ تشدد سے جلدی بے ہوش ہو کر جان چھوٹ جائے وہ غصے سے اٹھنے لگا لیکن ساتھ والے اسے پکڑ کر بٹھا لیا اور کہا کہ فکر نہ کرو ہم اسے اچھا سبق سکھائیں گے اس کے کہنے پر گارڈ مجھے ایک لمبی میز پر لے گئے جس پر لٹا کر میرا جسم سر اور پاؤں سے چمڑے کی رسیوں میں اس طرح باندھ دیا گیا کہ میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکوں پھر میرے کان میں گیلا کر کے ایک کلپ لگا دیا گیا جبکہ دوسرا کلپ میرے پوشیدہ عضو پر یہ تھرڈ ڈگری ٹارچر تھا جس کا مجھے نشانہ بنایا جانے لگا تھا

مجھے الیکٹرک جھٹکے دینے کے لیے میرے جسم پر لگائے گئے کلپ کو بجلی کی تاروں کے ساتھ منسلک کر دیا جن کے سرے ایک مشین جسے غالباً magno fleetrie کہا جاتا ہے میں لگے ہوئے تھے اس مشین کے ہینڈل کو گھمانے سے ۴۰۰ وولٹ سے بھی زیادہ بجلی نہایت مختصر وقت اور وقفوں سے پیدا ہوتی ہے یہ مختصر وقت کے جھٹکے انسان کو ہلاک تو نہیں کرتے لیکن اتنے تکلیف دہ اور اذیت ناک ضرور ہوتے ہیں کہ جسے قلم سے لکھا نہیں جا سکتا میرے منہ

میں کپڑا ٹھونس دیا گیا اور مشین کا ہینڈل گھمایا جانے لگا اتنی ہائی وولٹیج کی بجلی سے میرے جسم کو داغا جا رہا تھا پہلے جھٹکے سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا کلیجہ اور دل میرے ہلک میں آ گئے ہیں انتہائی مضبوطی سے بندھے ہونے کے باوجود ہر جھٹکے سے میرا جسم تھر تھراتا اور کئی انچ میز سمیت اوپر اٹھتا مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میرا دوران خون رک گیا ہے اور دل کی دھڑکن بند ہو چکی ہے میری آنکھیں تکلیف کی شدت سے باہر آ رہی تھیں اور دماغ کی نسیں پھٹ رہی تھیں میرا سانس رک رہا تھا نا جانے کتنی دیر مجھے بجلی کے جھٹکے دیئے جاتے رہے کیونکہ جب مجھے ہوش آیا اور میں دیکھنے کے قابل ہوا تو میں اپنے سیل میں تھا اور سورج کی روشنی پھیل ہوئی تھی میں دیکھ سکتا تھا مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کون ہوں اور کہاں پر ہوں اور مجھ پر کیا گزری تھی کافی وقت اسی کیفیت میں گزر گیا پھر آہستہ آہستہ حواس بحال ہونا شروع ہو گئے اور یادداشت جو ختم ہو گئی تھی لوٹ آئی میرا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا جسم کے ایک ایک حصے میں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سوئیاں چبو دی گئی ہوں۔

میری آنکھوں کے پپوٹے بھی حرکت کرنے سے قاصر تھے بھوک پیاس کا احساس ختم ہو چکا تھا شام تک بڑی مشکل سے اس قابل ہوا کہ پانی کے گھڑے تک جا کر پانی پی سکوں میرے کلپ لگنے والے کان اور عضو سے

خون نکل نکل کر جم چکا تھا پانی پینے کے فوراً بعد ہی مجھے ابکائی آئی اور سارا پانی باہر آ گیا جو اس وقت میری کیفیت تھی میں بیان کرنے سے عاجز ہوں اسی حالت میں تھا کہ گارڈ نے سیل میں کھانا رکھ دیا میں تو پانی ہضم نہ کر سکا تو کھانا کیسے ہضم کرتا ایک عجیب بات تھی کہ میری زخمی ٹانگ کا درد ختم ہو چکا تھا مجھے یہی محسوس ہوا حالانکہ سارے جسم درد کا سا سماں تھا نا جانے کب گارڈ آے اور مجھے گھسیٹتے ہوئے اسی عقوبت خانے میں دوبارہ لے گئے ٹیم کے افراد مجھ سے کچھ پوچھ رہے اور کیا پوچھ رہے تھے مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا میرے جواب نہ دینے پر مجھ پر ٹھوکروں کی برسات کر دی گئی میرا جسم بے حس اور حواس بحال نہ ہونے کیوجہ سے مجھے درد بہت کم فیل ہو رہا تھا ان کی ٹھوکروں سے میں کبھی ادھر گرتا کبھی ادھر گرتا میری یہ حالت دیکھ کر کسی نے ان کو مزید تشدد کرنے سے روکا اس نے میرا بلڈ پریشر چیک کیا میری ٹانگ کی پٹی بدلی اور انجیکشن دو لگاے اور اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں اور نہ ہوش رہا۔

جب مجھے ہوش آیا تو اتنا اچانک کہ میں ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا کسی نے پانی کی بالٹی میرے اوپر انڈیل دی تھی میں اٹھ تو نہ سکا مگر لیٹے لیٹے دیکھا کہ ایک گارڈ بالٹی لیے میرے سر پر کھڑا تھا اور چار باہر کھڑے تھے مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر ایک آدمی نے اشارہ کیا تو دو گارڈ اندر آےاور مجھے گھسیٹ کر دیوار کے ساتھ بٹھا دیا ایک اور گارڈ اندر آیا اس نے چاے میں ڈبو کر مجھے بسکٹ

کھلائے اور چائے پلائی اس کے بعد سویلین لباس پہنے دو آدمی سیل میں آئے انہوں نے میرا بی پی چیک کیا ٹانگ کے زخم کی پٹی بدلی پانی کے ساتھ چند گولیاں مجھے کھلائیں اور دو انجیکشن لگائے ایک گارڈ نے سگریٹ جلا کر مجھے دیا میں نے ایک ہی کش کھینچا تھا کہ مجھے شدید کھانسی آئی اور میں دوہرا ہو گیا اس کے بعد 3 گارڈز نے مجھے کھڑا کیا اور میرا گرفتاری کے وقت کا پہنا ہوا لباس اتار کر سلیٹی قمیض اور پاجامہ پہنا دیا غالباً وہ ڈاکٹر تھا

جس نے مجھ سے کچھ پوچھا کچھ نہ سمجھ آنے کے باوجود میں نے بولنا چاہا تو زبان نے ساتھ نہ دیا میں ہکلا کر رہ گیا (بجلی کے جھٹکوں کا اتنا شدید ری ایکشن ہوا تھا کہ آج بھی میں بولتے ہوئے اپنی ہکلاہٹ پر قابو نہیں پا سکتا جب بھی بولتا ہوں ہکلا جاتا ہوں اور میری آنکھ کا ڈھیلا کبھی کبھی ڈائریکشن چینج کر دیتا ہے)

مجھ پر یہ ہمدردی اور مہربانی کسی انسانیت کے تحت نہیں ہو رہی تھی بلکہ مجھے مزید تشدد سہنے کے لیے تیار کیا جا رہا تھا جس کا ثبوت آئندہ دنوں میں مل گیا یہ سہپہر کا وقت تھا جب مجھے ہوش میں لایا گیا لیکن میں دن اور تاریخ سے بے خبر تھا اور نہ ہی مجھے معلوم تھا کہ میں کتنے گھنٹوں یا دنوں کے تک بے ہوش رہا تھا رات کا کھانا مجھے پہلے والی ذلالت کے ساتھ دیا گیا تھا مجھے معلوم تھا گارڈ اوپر کے حکم کے تحت نہیں بلکہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ایسی گھٹیا دشمنی نبھا رہے تھے آج پاکستان کے کچھ لبرل بھارت کے ساتھ پینگیں بڑھانے

اور اسے موسٹ فیورٹ نیشن کا درجہ دینے کی خواہش رکھتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ وہ اتنے کوتاہ نظر ہیں اور انکی یادداشت اتنی کمزور ہے کہ وہ بھارت کی پاکستان پر ٹھونسی گئیں 3 جنگیں بھول چکے ہیں جن میں ہزاروں پاکستانی جوانوں نے وطن کی حفاظت کی خاطر جانیں قربان کر دیں کیا وہ مقبوضہ کشمیر میں 6 لاکھ بھارتی افواج کی کشمیری جوانوں بوڑھوں بچوں عورتوں پر بے رحمانہ ظلم وستم دیکھ کر محسوس نہیں کر رہے۔ واہگہ بارڈر پر 14 اگست کو بھارتیوں سے ہمدردی کرنے والوں کو کیا بابری مسجد یاد نہیں انہیں بھارتی جنگی تیاریاں ترشول پر تھوی اگنی میزائل نظر نہیں آ رہے کیا انہیں 71ء میں سقوط ڈھاکہ کے بعد اندرا گاندھی کی وہ تقریر یاد نہیں جسمیں اس نے کہا تھا کہ ہم نے 1000 سالہ ہم پر مسلمانوں کی حکومت کرنے کا بدلہ لے لیا ہے جبکہ اس وقت پاکستان کو تو وجود میں آےابھی 24 سال ہوے تھے حیف صد حیف ان بھارت نواز لوگوں پر۔ وہ بھارت کی محبت میں اپنی غیرت۔ ملی اور حمیت کو بھی فراموش کر چکے ہیں میں نے ہندؤوں کا اصل روپ تب دیکھا جب میں انکی قید میں تھا چانکیہ کے اصولوں پر چلنے والے اگر جاسوس سمجھ کر مجھ پر تشدد کی انتہا بھی کرتے تو مجھے ہر گز افسوس نہ ہوتا لیکن تشدد کے علاوہ میرے ساتھ مسلم دشمنی مذہبی دشمنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی شان میں گستاخی ان کی اصلی ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے آج ہمیں بھارت سے سمجھوتہ کرنے والوں کی بجاے محمد بن قاسم محمود احمد غزنوی احمد شاہ ابدالی اور غازی

علم دین شہید جیسوں کی ضرورت ہے میرے جسم پر بھارتی تشدد کے نشان ہیں لیکن مجھے فخر ہے کہ میں نے وطن عزیز اور اپنے دین سے غداری نہیں کی ان لبرل بھارتی شوقین سے کہتا ہوں کہ مجھے وہ اپنے جسم پر بھارت کا ایک لگایا ہوا زخم بھی دکھا دیں بھارتی شراب کی چسکیاں لینے والے یہ میر جعفر اور میر صادق کے جانشین ہیں۔۔

اس رات مجھے انٹیروگیشن کے لیے نہیں لے جایا گیا تھا دوسرے روز دن کو ڈاکٹر پھر آیا میری پٹی تبدیل کی مجھے انجکشن لگائے اور گولیاں کھلائیں میری ٹانگ کا زخم آہستہ آہستہ مندمل ہو رہا تھا سوجن اور درد میں بھی کمی آ گئی تھی اس رات پھر مجھے عقوبت خانے تفتیش کے لیے لے جایا گیا تفتیشی ٹیم کے سربراہ نے کہا کہ اب کیسا فیل کر رہے ہو میں نے کہا کہ ابھی زندہ ہوں اس نے کہا کہ ہم بھی چاہتے ہیں تم زندہ رہو اور ہمارے سوالات کے جواب دو میں خاموش ہو گیا تفتیشی ٹیم کے ایک ممبر کے اشارے پر مجھے زمین پر لٹا دیا گیا اور میرا منہ کھول کر میرے تالو اور زمین کے درمیان کوئی چیز پھنسا دی ربڑ کی ایک نلکی میرے منہ سے میرے ہلک تک ڈال دی گئی اس نلکی کے دوسرے سرے پر اینما جلاب دینے والا سلنڈر نما برتن تھا اس کے ذریعے بہت زیادہ صابن ملے ہوئے پانی کو دو بار میرے پیٹ میں داخل کیا گیا اتنے زیادہ صابن ملے پانی نے میرے پیٹ کی آخری حدوں تک کو بھر دیا مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میرا پیٹ پھٹ جائے گا انہوں نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ

اور پانی میرے پیٹ میں ڈالنے لگے اس دوران گارڈز نے میری ٹانگوں پر دو کڑے ڈال دیئے تھے جب پانی میری باچھوں سے باہر بہنے لگا تو انہوں نے نلکی میرے منہ سے اور لوہے کا کڑا جو میرے منہ پھنسا رکھا تھا نکال دیا اور مجھے ہوا میں معلق کر دیا گیا منہ کے راستے سارا پانی اور تھوڑی سی کھائی ہوئی غذا باہر نکل گئی اس رات یہ عمل میرے ساتھ دو مرتبہ دہرایا گیا تھا پانی میں نا جانے کیا ملایا ہوا تھا کہ پانی کے نکلتے ہی میرے پیٹ میں آگ سی لگ جاتی تھی اس آگ کی اتنی زیادہ تکلیف تھی کہ میں تڑپنے لگا تھا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے پیٹ اور منہ میں ہزاروں سوئیاں چھبو دی گئی ہوں ابھی میں ہوش

میں ہی تھا کہ گارڈ مجھے ڈنڈوں سے پیٹنے لگے درد کی شدت میں اوندھا ہو گیا یکبارگی میرے سر کے درمیان ایک ڈنڈا لگا مجھے اپنی کھوپڑی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر میرے حواس معطل ہو گئے پہلی تفتیشی ٹیم نے ٹھیک کہا تھا کہ تم موت مانگو گے مگر تمہیں مرنے نہیں دیا جاے گا نامعلوم مجھے کب ہوش آیا میرے لیے دن رات کی تمیز ختم ہو چکی تھی ایک عجیب بات میں نے محسوس کی کہ میرا جسم چوٹوں سے بھرا پڑا تھا ٹانگ کا زخم تشدد کیوجہ سے کھل چکا تھا اور اس سے خون بہہ رہا تھا لیکن جسم میں کہیں بھی درد تک نہ تھا میں نے جسم کے حصوں کو چھیڑا لیکن مجھے چھونے کا احساس تک نہ ہوا زخم پر بندھی پٹی کو بھی میں نے چھوا لیکن مجھے درد نہیں ہوا میری بائیں آنکھ

کے کونے سے بھی خون نکل کر جم چکا تھا لیکن درد نہ تھا صرف کان شائیں شائیں کر رہے تھے میں نے اس کیفیت سے نکلنے کی کوشش کی تو دماغ میں دھماکے شروع ہر گئے میری آنکھیں بند ہوگئیں شاید میں پھر سے بے ہوش ہو چکا تھا جب دوبارہ ہوش آئی تو دن کی روشنی تھی میں کچھ سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا آدھ آنکھ کھلی ہوئی تھی اس سے دیکھا کہ میرا غلاظت بھرا لباس بدل دیا گیا ہے بے اختیار میرا دائیاں ہاتھ جسم کو ٹٹولنے لگا میری یادداشت واپس آ رہی تھی جسم کے مختلف حصوں سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں میں نے بڑی مشکل سے ٹانگ کے زخم کو چھوا تو میری چیخ نکل گئی نئی پٹی بندھی ہوئی تھی جسم پر جگہ جگہ بینڈیج لگی ہوئی تھی میں نے سر پر ہاتھ رکھا تو ایک بڑی پٹی میرے سر اور چہرے پر لگی ہوئی تھی لباس کی تبدیلی اور طبّی امداد میری بے ہوشی میں کی گئی تھی دوپہر کے قریب ڈاکٹر آیا اور میری دوبارہ مرہم پٹی کی ڈاکٹر نے اپنی نگرانی میں مجھے دودھ ملا دلیا کھلایا میری حالت دیکھ کر وہ بار بار سر کو جھٹکتا تھا اس نے مجھے انجکشن لگاتے ہوئے آہستہ سے ظالم وحشی کہا اس نے مجھے چند گولیاں کھلائیں اور کچھ گولیاں مجھے دیتے ہوئے بولا کہ درد ہونے کی صورت میں کھا لینا میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا لیکن مجھ سے بولا نہ گیا میں نے ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑ کر اسے اشارے سے بتایا کہ میں بول نہیں سکتا اس نے چمٹی سے میری زبان پکڑ کر اوپر نیچے کی اور پھر مجھے دو انجکشن دو کانوں کے نیچے لگائے اور کہا کہ فکر نہ کرو تم بلکل ٹھیک ہو جاؤ گے

یہ کہہ کر وہ چلا گیا یقیناً یہ ڈاکٹر کی ہدایت تھی جس کی بنا پر وہ مجھے تفتیش کے لیے نہیں لے کر جارہے تھے اس دوران ڈاکٹر روز آتا اور میری مرہم پٹی کرتا میری قوت گویائی واپس آ گئی تھی لیکن میں خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی پیٹ میں صابن اور نہ جانے کیا کچھ ڈالنے کی وجہ سے مجھے پیچیس ہو رہے تھے میں نے ڈاکٹر کو اشارہ سے بتایا تو اس نے مجھے گولیاں دیں اور بلا ناغہ مجھے انجکشن لگاتا تھا میری صحت آہستہ آہستہ بحال ہو رہی تھی چوتھے روز دوپہر کو مجھے سیل سے نکالا گیا آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے جایا گیا جب پٹی کھلی تو تفتیشی ٹیم اور ڈاکٹر کو دیکھا وہ برآمدے میں پیڈسٹل فین کے سامنے بیٹھے تھے برآمدے میں ایک طرف برف کے دو بلاک رکھے ہوئے تھے برآمدے کے پیچھے کمرے اور سامنے چار دیواری تھی

چار دیواری میں ریت پڑی ہوئی تھی مجھے ریت پر لٹا دیا گیا ریت بہت گرم تھی جس سے میرا پینڈا جھلسنے لگا پھر وہاں سے اٹھا کر برف پر لٹا دیا گیا تین بار یہ عمل دہرایا گیا جب تیسری بار ریت پر لٹایا تو مجھے گرمی کی شدت بلکل بھی محسوس نہ ہوئی جسم ٹھنڈا گرم ہونے کی وجہ سے سن ہو چکا تھا جب چوتھی بار ریت پر لٹانے لگے تو ڈاکٹر نے چیخ کر کہا بس کرو اب یہ کھیل ورنہ یہ زندگی بھر اپاہج ہو جاے گا تفتیشی ٹیم کا مقصد بھی شاید یہی تھا کہ اس طرح کرنے سے مجھ پر فالج کا اٹیک ہو جاے اور میں مر جاؤں تفتیش میں سخت اذیت کے باوجود وہ میرا منہ کھلانے میں ناکام ہو چکے تھے اور اپنی ناکامی

پر پردہ ڈالنے کے لیے انہیں میرے مردہ جسم کی ضرورت تھی میجر احسن پر کیے گئے تشدد اور اسی تشدد کی وجہ سے اس کی شہادت کے بعد تفتیشی ٹیموں کو احکامات جاری کر دیئے گے تھے پاکستانی جاسوس تشدد سے زیادہ موت کو ترجیح دیتے ہیں لہذا ان کو زندہ رکھ کر ایسا تشدد کرو کہ وہ مر نہ سکیں شاید ایسی حالت میں انکی قوت مدافعت جواب دے جاے اور وہ بول پڑیں تفتیشی ٹیم کے سربراہ کی ڈاکٹر کے ساتھ بحث شروع ہو گئی ڈاکٹر نے کہا کہ اگر تفتیش کرنا تمہاری ذمہ داری ہے تو ملزم کو زندہ رکھنا میری ذمہ داری ہے اس کی یہ بات سن کر تفتیشی ٹیم کا سربراہ خاموش ہو گیا ڈاکٹر نے کہا کہ اس وقت ملزم اس حالت میں نہیں ہے کہ اس پر مزید تشدد کیا جائے اگر میری اجازت کے بغیر تم لوگوں نے اسے سیل سے نکالا تو میں تمہاری جنرل کو رپوٹ کر دوں گا یہ ساری گفتگو انگریزی میں ہو رہی تھی ڈاکٹر نے ہندی میں گارڈ کو حکم دیا کہ مجھے کپڑے پہنائے جائیں اس کے ہندی لبولہجہ سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ پارسی مذہب کا ہے ورنہ ہندو ڈاکٹر سے ایسی توقع ہر گز نہیں تھی مجھے سیل میں واپس لایا گیا ڈاکٹر بھی تھوڑی دیر بعد سیل میں آ گیا اس نے اپنے ہاتھوں سے میری پشت پر گرم ریت سے ہونے والے چھالوں پر مرہم لگایا اور ٹانگ اور سر کی پٹی تبدیل کی ڈاکٹر نے یہ سارے کام خود کیے غالباً وہ مرتے ہوے انسان کی دعا لینا چاہتا تھا میں نے اسکا شکریہ ادا کرنے کے لیے بولنا چاہا تو اس نے مجھے منع اور سرگوشی میں کہا کہ ہر گز مت بولو

ورنہ وہ تمہیں تفتیش کے لیے پھر لے جائیں گے میں نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا اور وہ مسکراتا ہوا چلا گیا اس روز کے بعد مجھے تشدد اور تفتیش کے لئے نہیں لے جایا گیا ڈاکٹر ہر دو تین روز کے بعد آتا میری مرہم پٹی کرتا اور ساتھ میری خوراک میں بھی تبدیلی کر دی گئی اور مجھے سالن اور چپاتی ملنا شروع ہو گئی۔

میرے سیل کے پہرے پر گارڈز کی تین رکنی ٹیمیں تھیں جو دو دو کی ٹولی میں آٹھ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتے تھے ڈاکٹر کی ہدایات پر اب روزانہ میرے سیل کو دھویا جانے لگا تھا اور سیل کے اندر ہی مجھ پر پائپ کے ذریعے نہلایا جاتا تھا میری صحت دن بندن بہتر ہو رہی تھی ٹانگ اور سر کے زخم بھرنے لگ گئے تھے میں نے ڈاکٹر کی بات پلے باندھ لی تھی کہ بولنا نہیں ہے تفتیشی ٹیم کے ممبر دو تین بار میری سیل کے باہر آے اور کھڑے ہو کر ایسی باتیں کرتے کہ میں غصے سے بول پڑوں لیکن میں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا ان کی باتوں کا اوں آں کر کے جواب دیا تو وہ مجھے اور ڈاکٹر کو گالیاں دیتے ہوئے چلے جاتے

ڈاکٹر کی مسلسل دیکھ بھال سے میں کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا اور مجھے پورا یقین تھا کہ ڈاکٹر کی وجہ سے ہی میں اب تک ٹارچر سے بچا ہوا ہوں لیکن ڈاکٹر آخر کب تک میری ڈھال بنا رہ سکتا تھا اس لیے میں فرار کے منصوبے سوچنے لگا اسی روز جب ڈاکٹر آیا تو میں نے ڈاکٹر سے سرگوشی میں کہا کہ سیل

کے اندر مجھے رفاع حاجت کے لیے بہت پریشانی اٹھانی پڑ رہی ہے گرمی کا موسم ہے مکھیاں بہت زیادہ ہیں اور بدبو کی وجہ سے سر پھٹنے کو آتا ہے پیچیس کیوجہ سے مجھے بار بار ایک ہی ٹوٹے ہوئے گھڑے کے ٹکڑے کو یوز کرنا پڑتا ہے سیل کے سامنے ہی تو لیٹرین کی قطار ہے اگر حاجت کے وقت گارڈ مجھے وہاں تک لے جاے تو اس مصیبت سے چھٹکارا مل جاے گا میری حالت تو آپکے سامنے ہے کمزوری اور درد کیوجہ سے میں کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تو میں یہاں سے بھاگ کیسے سکتا ہوں ڈاکٹر نے میری بات سنی اور کہا کہ میں ٹرائی کروں گا سیل میں پٹی کرنے کے دوران اسے میری پریشانی کا بخوبی اندازہ ہو چکا تھا لہذا وہ دلاسا دے کر چلا گیا مجھے یقین تھا کہ اگر ڈاکٹر چاہے تو یہ سہولت دلوا سکتا ہے کیونکہ اگر تفتیشی ٹیم کا کام مجھ پر تشدد کر کے راز اگلوانا ہے تو ڈاکٹر کا کام مجھے زندہ رکھنا ہے دوسرے روز ہی صبح کے وقت میرے ہاتھ میں ایک کڑا پہنا دیا گیا گارڈ کمانڈر جو نائب صوبیدار ایک سکھ تھا نے گارڈ کو سیل کی چابی دی اور انہیں کہا کہ آئندہ مجھے قضائے حاجت کے لیے سیل سے لیٹرین میں لے جایا جاے کڑے میں رسی باندھ کر دوسرا سرا گارڈ پکڑے گا اور دوسرا گارڈ رائفل تیار رکھے گا بھاگنے کیصورت میں مجھے بےدریغ گولی مار دے کمانڈر اپنے گارڈز کو یہ ہدایات دے کر مجھ سے مخاطب ہوا اور پنجابی میں کہنے لگا کتنا گھبرو ہے تو اور تیرا جو حال ہو چکا ہے تو اگر نہ بولا تو اس سے بھی بدتر حال ہو گا اور اگر تو بولا تو اس کے بعد تجھے زندہ نہیں چھوڑا جاے گا

جہاں اتنا تشدد تو نے سہہ لیا ہے وہاں تھوڑا بہت اور سہہ لینا اس نے کھل کر صاف بات تو نہ کی لیکن بینالسطور مجھے سب کچھ بتا دیا تھا میرے لیے بھی یہ آخری موقع تھا کہ فرار کی کوشش کروں اس کوشش کی ناکامی یا کامیابی دونوں صورتوں میں میرے لیے نجات تھی اتنے سخت تشدد کے بعد یہ وقفہ میرے لیے سنہری موقع تھا زبان میں نے کھولنی نہ تھا اور اب مزید تشدد سہنے کا مجھ میں حوصلہ نہ تھا یہی گارڈ کمانڈر ایک دن اپنے ہاتھ میں ہندی اخبار لیے میرے سیل میں آیا اور کہنے لگا کہ پاکستان میں دریائے جہلم میں سخت طغیانی آئی ہے اور دریا کے کنارے 80 سے زیادہ گاؤں زیر آب آ گئے ہیں۔ میرا گاؤں تو اس دریا سے بمشکل آدھا کلومیٹر دور تھا میں پریشان ہو گیا اور اسے بتایا کہ میرے گھر میں میری بوڑھی والدہ اور بیوی اور ایک بچہ ہے نامعلوم سیلاب سے انکا کیا حشر ہوا ہو گا کاش میں وہاں موجود ہوتا میری بات سن کر سکھ بولا کیا تو رب ہے جو اس سیلاب کو روک سکتا یا جن کے گھروں میں مرد ہیں وہ سیلاب کو روک سکیں گے سب کچھ رب پر چھوڑ دے اور یقین جانیے اسکی بات سن کر مجھے بہت سکون محسوس ہوا اس نے سچ ہی کہا تھا کہ میں گھر ہوتا تو کیا کر سکتا تھا سب کچھ اللہ پاک ہی کر سکتے ہیں اور جو اللہ پاک کرتے ہیں سب سے بہتر کرتے ہیں پاکستان پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ سیلاب نے ہمارے گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا گھر کے افراد کو سامان کو نقصان پہنچاے بغیر پانی دو تین روز بعد اتر گیا تھا

اب میں نے اپنی ساری توجہ گارڈز پر لگا دی تھی ان میں ایک جوڑی تو بہت متعصب تھی جو مجھے کھانا بھی غلط طریقے سے پکڑاتی تھی یہ دونوں 8 گھنٹے سخت دھوپ میں میری سیل کے باہر دروازے کے سامنے روبوٹ کیطرح چکر لگاتے رہتے تھے گارڈز کی تیسری جوڑی ان دونوں سے بقدرِ بہتر تھی ان میں ایک سگریٹ بھی پیتا تھا وہ اکثر مجھے سگریٹ پینے کے لیے بھی دے دیتا تھا

ایک دن جب مجھے لیٹرین جانے کی حاجت ہوئی تو ان متعصب گارڈز کی ڈیوٹی تھی مجھے لیٹرین سے واپس لا کر جب انہوں نے سیل میں بند کیا تو میں نقاہت کی وجہ سے آتے ہی لیٹ گیا تھوڑی دیر بعد مجھے اپنے پاؤں کے قریب ٹانگ پر کسی چیز کے رینگنے کا احساس ہوا میں نے دیکھا تو ایک بڑا بچھو میری ٹانگ پر چل رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ مجھے ڈنگ مارتا میں نے ہاتھ سے اسے جھٹک دیا اسے مارنے کے لیے میں نے تکیہ کی جگہ سر کے نیچے رکھی ہوئی اینٹ اٹھائی تو اس کے نیچے خول سے تین بچھو اور نکلے میں نے اینٹ کی مدد سے چاروں کو مار دیا جب گارڈ نے دیکھا کہ میں نے چاروں بچھوؤں کو مار دیا ہے تو اس نے مجھے گالیاں دینا شروع کر دیں شاید یہ بھی کوئی ان کے بھگوان ہیں یہ حرکت ان لوگوں نے اس وقت کی جب میں حاجت کے لیے گیا تھا

میری بول نہ سکنے کی ایکٹنگ کامیابی سے جاری تھی ڈاکٹر کی دی ہوئی میڈیسن سے مجھے پیچیس میں کافی فرق پڑا تھا لیکن میں اپنی فرار کی پلاننگ کو فل پروف بنانے کے لیے 24 گھنٹوں میں دس بارہ مرتبہ لیٹرین جاتا تھا مجھے چند منٹس کا

وقفہ تبھی میسر آتا جب مجھے سیل سے باہر نکالا جاتا تھا باہر کا تفصیلی نقشہ میں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا میرا سیل دس کی قطار میں دائیں جانب تیسرا تھا باقی سیل یا تو خالی تھے یا ان میں ایسے لوگ قید تھے جن پر سیکیورٹی کی ضرورت نہ تھی میرے سیل کے سامنے لیٹرین کی قطار تھی جن میں داخلے کا رخ دوسری جانب تھا میرے سیل سے بائیں جانب لیٹرین سے بہت تھوڑے فاصلے پر ایک منزلہ بیرکیں تھیں دائیں جانب ایک پتلی سڑک تھی اور سڑک کے پار بنی ہوئی عمارت کی پشت تھی لیٹرین سے زیادہ سے زیادہ 30 قدم کے فاصلے پر ایک اونچی دیوار تھی اس دیوار پر خار دار تاروں کی باڑھ لگی ہوئی تھی اس دیوار کی بلندی اور خاردار تاروں سے پتہ چلتا تھا کہ یہ بیرونی دیوار ہے دیوار کی دوسری طرف سے گاڑیوں کے چلنے کی آوازیں آتی رہتی تھیں میں نے سیل سے باہر نکل کر ہر بار مین گیٹ ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا میرے خیال میں میرے سیل اور ارد گرد کی بنی ہوئی عمارتیں ہیڈ کوارٹر کے عقبی حصے میں تھیں میرے لیے فرار کا ایک ہی راستہ تھا کہ دیوار پھلانگ کر بھاگ سکتا تھا میں نے اندازہ لگایا کہ دیوار کی بلندی 8 فٹ کے لگ بھگ ہے اور باڑ کی پہلی تار دیوار سے 6 انچ بلند لگی ہوئی ہے اس تار کے اوپر 5 یا 6 مزید خار دار تاریں لگی ہوئی تھیں جو دیوار کے اوپر دس دس فٹ کے فاصلے پر لگے ٹی آئرن کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں اگر میں کسی طرح سب سے نیچے والی خار دار تار کو پکڑ کر اپنے جسم کو اوپر کھینچنے میں کامیاب ہو جاتا ہوں تو پھر

3 فٹ تاروں کے اوپر سے خود کو دیوار کی دوسری جانب گرا سکتا ہوں ان خاردار تاروں کو پھلانگنے اور دوسری جانب کودنے میں میرا زخمی ہونا لازمی تھا جبکہ میری ٹانگ بھی ابھی ٹھیک نہیں ہوئی تھی اور میں لنگڑا کر بہت آہستہ چل سکتا تھا یہ پلاننگ تو بعد کی تھی مجھے پہلے گارڈ سے جان چھڑانی تھی میں نے اس کے علاوہ ممکنہ ذرائع پر غور کیا لیکن سب بر سود ثابت ہوئے باقی اس منصوبے میں بھی۔ میری کامیابی کے 5 فیصد چانسز تھے پہرے دار ہر وقت مسلح رہتے تھے اور سنگین بھی ہر وقت ان کے پیچھے بندی رہتی تھی سنگین پیٹی میں لگی ایک چھوٹی میان میں ہوتی تھی جسے ایک چھوٹی پیٹی میں لگا کر ایک بٹن کے ذریعے بند کیا جاتا تھا اگر پیچھے سے بٹن کھول سنگین نکال لی جاے تو کچھ ہیلپ مل سکتی تھی

میرے سیل کی ڈیوٹی پر گارڈ بدلتے رہتے تھے جو ٹولی میرے ساتھ بہتر سلوک کرتی میں اکثر ان کے اوقات میں سیل کے دروازے کے ساتھ لگ کر ان کی باتیں سنتا لیکن خود نہیں بولتا تھا اس لیے یہ گفتگو یک طرفہ ہوتی تھی ان گارڈز میں سے ایک برہمن تھا جس کے ماتھے پر ہمیشہ چندن اور چاول لگے ہوتے تھے مجھے اپنی طرف متوجہ پاکر اس نے مسلے کو شدھ کرنے کا سوچا ایک روز اس نے کہا کہ صرف ہمارا دھرم ہی سچا ہے ہمارے بھگوان تو ہمارے بیچ پیدا ہوئے اور تم مسلم آج تک اپنے بھگوان کو بلانے کے لیے خود آ خود آ پکارتے رہتے ہو مگر وہ پھر بھی نہیں آتا زندگی میں تم نے بہت کشت اٹھاے

ہیں اگر اب بھی تم ہمارا سچا دھرم اپنا لو تو تو تمہارے من کو بھی شانتی ملے اور تمہیں سورگ میں بھی جگہ ملے گی میں نے اس کی باتیں سن کر سر کو ہلایا کہ وہ صحیح کہہ رہا ہے سورگ اور نرخ بہت دور کی بات ہے یہ تو اپنے مردے کو یہی جلا کر اس بات کا عادی بنا رہے ہوتے ہیں کہ وہاں جا کر ان کو سرد گرم کا احساس ہو سکے اور نرخ میں گرم ہونے کے باعث بیمار نہ پڑ جائیں میں نے اشاروں سے اسے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مجھے اپنے دھرم کے بارے میں مزید کچھ بتاؤ میرا مقصد اسکی ہمدردی جیتنا تھا میری دلچسپی دیکھ کر اس نے مجھے تفصیلا اپنے دھرم پر لیکچر دینا شروع کر دیا ڈاکٹر آیا اس نے میری مرہم پٹی کے دوران کہا کہ مجھ سے جو کچھ ہو سکتا تھا میں نے کیا ہے اب میں بھی مجبور ہوں آج جمعرات ہے اور پرسوں ہفتے کی رات کو وہ تمہیں پھر تفتیش کے لیے لے جائیں گے تفتیش کے دوران وہ بھی وہاں موجود ہو گا اس نے کہا کہ جنرل کے حکم پر انٹیلیجنس کور سے سچ جھوٹ پرکھنے والی مشین منگوائی گئی ہے اور ساتھ ماہرین کی ایک ٹیم بھی بلوائی گئی ہے۔

تمہیں خاص انجکشن لگا کر کچھ سوال پوچھے جائیں گے انجکشن کیوجہ سے تمہارا دماغ تمہارے کنٹرول میں نہیں رہے گا اور نہ چاہتے ہوئے بھی تم بولنے لگ جاؤ گے اس کا فیصلہ مشین کرے گی کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ اس کے بعد تمہارے ساتھ کیا کیا جاے گا وہ تم بہتر سمجھ سکتے ہو ڈاکٹر نے جانے سے پہلے ایک بات کہی جسے سن کر میرا منہ کھلے کا کھلا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ

گئیں اس نے سرگوشی میں کہا کہ میں کرنل شنکر کا دوست ہوں اور اس کا معالج بھی اسی کے کہنے پر مجھ سے جو سہولت ممکن تھی میں نے دی اور دلوائی کرنل شنکر تمہیں بہت پسند کرتا ہے یہ کہہ کر ڈاکٹر چلا گیا گرفتاری کے بعد تشدد شروع ہونے پر سے لے کر آج مجھے پتہ چلا کہ آج کون سا دن ہے میرے پاس صرف دو راتیں تھیں جن میں میں نے اپنے منصوبے کو عملی جامعہ پہنانا تھا اب میں مزید تشدد سہنے کے قابل نہیں تھا اور خاص کر مشین والے عمل سے تو کچھ بھی چھپانا ناممکن تھا جس کے لیے میں نے اتنی اذیتیں برداشت کی تھیں اس لیے میرے پاس صرف ایک ہی حل تھا کہ اپنے پلان کو انہی دو راتوں میں عملی جامعہ پہنا دوں فرار میں کامیابی کی امید تو بہت کم تھی لیکن گارڈز کی گولیوں سے مرنے کا پورا یقین تھا دونوں صورتوں میں جیت میری تھی اور ہار ڈی ایم آئی کے لیے۔۔

اسے حسن اتفاق سمجھیں یا اللہ پاک کی مدد اس رات بارہ بجے برہمن اور اسکا ساتھی ڈیوٹی پر تھے دنیا بھر میں فوجیوں جاسوس انٹیلیجنس پولیس اور دیگر تمام ایسے ادارے جن کا تعلق سیکورٹی یا کسی بھی چیز کی حفاظت کی ذمہ داری ہو انہیں یہی تربیت دی جاتی ہے کہ دشمن کو مار دو اس سے پہلے کہ وہ تمہیں مار دیں

Kill your enemy before you kills

فوجی کے دل میں جب بھی کسی دشمن کے لیے دل میں رحم کا جذبہ آیا سمجھو وہ فوجی صاحب خود مارے گئے

یہ ساری صورت حال دیکھ کر میں نے آج رات ہی فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا

Now and Never

پر جم گیا میں نے ان کی ڈیوٹی شروع ہونے کے آدھ گھنٹے بعد برہمن کو لیٹرین جانے کا اشارہ کیا اس نے میری کلائی کے کڑے میں رسی باندھی دوسرے گارڈ نے رائفل میری طرف تان لی برہمن نے دروازہ کھولا اور میری رسی کا سرا پکڑا اور مجھے لیٹرین کی طرف لے گئے میں نے لیٹرین میں 5 سے 6 منٹ لگائے اس دوران کڑے سے رسی کھول کر ہاتھ میں پکڑ لی دونوں گارڈز مجھے سیل کی طرف لے جانے لگے اب دونوں نے اپنی رائفلیں اپنے کندھوں پر لٹکا رکھی تھیں میں نے درد کا بہانہ کرتے ہوئے خود کو جھکا لیا دونوں گارڈ میرے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ میں نے دانستہ قدم چھوٹے لینے شروع کر دیئے چار پانچ قدموں میں ہی میں ان سے پیچھے رہ گیا یہی وہ لمحہ تھا جس کا مجھے انتظار تھا میں نے بجلی کی تیزی سے پیچھے والے گارڈ کی پیچھے سے سنگین نکالی اور پوری قوت سے اس کے پیٹ میں گھونپ دی سنگین اس کے پیٹ کے آر پار ہو گئی اس کے منہ سے آہ تک نہ نکلی میں نے سنگین نکالی اور ساتھ والے برہمن کی پشت میں گھونپ دی۔۔یہ سارا عمل پانچ دس سیکنڈ میں

مکمل ہو چکا تھا برہمن نے چیخ ماری اس سے پہلے کہ میں سنگین باہر کھینچتا وہ بھی ڈھیر ہو گیا میں زخمی ہونے کے باوجود پوری قوت سے بیرونی دیوار کی طر بھاگا ہوائی چپل میں نے لیٹرین کی طرف پھینکے اور دیوار کے پاس پہنچ کر پوری قوت سے اچھلا قد لمبا ہونے کیوجہ سے اچھلنے پر میرا ہاتھ تیسری خاردار تار پر پڑ گیا اسے مضبوطی سے تھام کر میں نے دوسرا ہاتھ بھی مضبوطی سے اسی تار پر ڈال کر پکڑ لیا بازوؤں کے زور پر میں اپنا جسم اوپر اٹھایا اور پاؤں دیوار پر اٹکا کر ہاتھوں سے چوتھی پھر پانچویں تار پکڑ لی میرا جسم بھی ساتھ ساتھ اٹھتا رہا سب سے اوپر والی تار کو میں نے تھام کر نیچے دبایا اور میرے دونوں پاؤں دیوار کے اوپر آ گئے اب میرے سامنے 3 فٹ اونچی 6 خاردار تاریں تھیں جنہیں پھلانگ کر میں دیوار کی دوسری جانب جا سکتا تھا عام حالات میں یہ 3 فٹ اونچی رکاوٹ پھلانگنا بہت معمولی بات تھی لیکن جسمانی کمزوری چوٹوں اور زخمی ٹانگ کیوجہ سے یہاں تک پہنچتے پہنچتے میرا سانس پھول چکا تھا گارڈ کو مارنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے میں تقریباً آدھا منٹ لگا تھا میں نے بڑی مشکل سے اپنی زخمی ٹانگ کو اپنے دائیں ہاتھ کا سہارا دے کر اوپر اٹھایا اور باڑہ کی دوسری طرف رکھا اسی وقت مجھے اندرونی حصے میں سیٹیاں بجنے کی آوازیں آنے لگیں اب ضائع کرنے کو ایک سیکنڈ بھی نہیں تھا میں نے جلدی سے بائیں ٹانگ باڑ کی دوسری جانب کی تو جلدی تار کا سیک کانٹا میری ٹانگ کر چیرتا ہوا نکل گیا میں نے دیوار سے چھلانگ لگائی زخمی ٹانگ کیوجہ سے میں

سنبھل نہ پایا اور گر گیا کودنے کیوجہ سے غالباً میری ٹانگ کا زخم بھی کھل گیا تھا میں نے حواس بحال رکھے اور کبھی بائیں ٹانگ پر اچھلتے ہوے اور دائیں پاؤں کے پنجوں کا سہارا لیتے ہوئے سڑک کیطرف بھاگنے لگا اندر سے سیٹیوں کی مسلسل آوازیں آ رہی تھیں ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اندر کا احوال معلوم نہ ہوتے ہوئے ساری نفری مین گیٹ پر جمع ہو رہی ہے سڑک کی دوسری جانب جھاڑیاں تھیں میں ان کی اوٹ میں بیٹھ گیا چند سیکنڈ سانس بحال ہوتے ہی میں نے سڑک پر اپنے سیدھے ہاتھ کی جانب بھاگنا شروع کر دیا اب مجھے زخمی ہونے والی ٹانگ کے زخم سے بہنے والے خون کی پرواہ نہیں رہی تھی زندہ رہنے کی آس میں سب درد بے وقعت ہو چکے تھے سڑک پر ابھی میں 100 فٹ ہی بھاگا ہوں گا کہ سامنے سے آنے والی گاڑی کی تیز روشنی میں میری آنکھیں چندھیا گئیں اور سڑک سے سائیڈ پر ہو گیا اسٹریٹ لائٹس کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ وہ ایک ٹیکسی تھی جب وہ ٹیکسی میرے اتنا قریب آ گئی کہ اسے مجبورا رکنا پڑے تو میں سڑک کے عین درمیان میں آگیا۔۔

ڈرائیور نے بریک لگائی اور سڑک پر ٹائروں کے گھسنے کی آواز آئی ٹیکسی مجھ سے چند فٹ کے فاصلے پر رک گئی ڈرائیور مجھے اس طرح اچانک دیکھ کر گھبرا گیا ٹیکسی خالی تھی۔میں بغیر وقت ضائع کیے ڈرائیور سائیڈ والا دروازہ کھولا میری حالت دیکھ کر وہ گھبرا گیا آدھی رات کے وقت ایک شخص کے سر اور ٹانگ پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوں اور اسکی حالت وحشت ناک ہو جب آپ کے

سامنے آ جاے تو آپکی کیا حالت ہو سکتی ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس ڈرائیور کی اس وقت کیا حالت ہو سکتی تھیں دروازہ تو میں پہلے ہی کھول چکا تھا لہذا میں نے طے کر لیا کہ اگر ڈرائیور نے اسے لے جانے سے انکار کر دیا تو میں اسے اسکی نسیں دبا کر ختم کر دوں گا میں نے ڈرائیور کو کہا کہ میں زخمی ہوں اور غنڈے میرے پیچھے ہیں مجھے فوراً یہاں سے لے چلو اس سے پہلے کہ وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں ڈرائیور نے کہا کہ آپ پیچھے بیٹھ جائیں لیکن مجھے لگا کہ میں پچھلے دروازے کیطرف گیا تو یہ گاڑی بھگا لے جاے گا لہذا میں نے اسکی گاڑی کی چابی نکال لی بجائے پیچھے بیٹھنے کے اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اسے میں نے اپنا دروازہ بند کرنے اور کہا کہ چپ چاپ چلو تو کچھ نہیں کہوں گا اگر ہوشیاری دکھائی تو گلہ دبا دوں گا اس نے جی اچھا کہا اور میں نے اسے چابی دی اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور چل پڑا میں نے اسے پرانی دہلی چلنے کا کہا وہ گاڑی بھگانے لگا جلد ہی ہم اس علاقے میں پہنچ گئے جو میرا دیکھا بھالا تھا وہ پرانی دہلی ہی جا رہا تھا میں نے اسے محلہ فراش خانہ چلنے کا کہا اور پھر ایک گلی کے سامنے اسے روک کر کہا کہ میری حالت تم دیکھ رہے ہو میرے پاس تمہیں دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں وہ تو مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا اس نے کہا کہ کوئی بات اگر آپکو 100 پچاس چاہیے تو میں دے سکتا ہوں میں نے کہا نہیں مجھے نہیں چاہیے میں نیچے اترا ابھی دروازہ بھی ٹھیک سے بند نہیں کیا تھا کہ اس نے گاڑی بھگا دی اور دیکھتے

ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا اس گلی سے میں بخوبی واقف تھا یہ تقریباً ایک کلومیٹر فاصلہ ساتھیوں کے گھر تک تھا جو میں نے اٹھتے بیٹھتے دیواروں کا سہارا لیتے ہوئے ایک گھنٹے میں طے کیا ساتھیوں کے گھر کے قریب پہنچا تو میں بلکل نڈھال ہو چکا تھا میں نے مسلسل گھنٹی بجانی شروع کر دی چند منٹ بعد مالک مکان نذیر نے دروازہ کھولا تو میری اجڑی ہوئی حالت دیکھ کر پہلے تو پہچان نہیں پایا جب میں نے اسکا نام لیا تو وہ چونک اٹھا مجھے فوراً اندر کھینچ کر گنڈی لگا دی چند رسمی کلمات کے بعد میں نے ساتھیوں کا پوچھا تو اس نے سب خیریت سے ہیں اور اوپر سو رہے ہیں نذیر کا سہارا لے کر میں بڑی مشکل سے اوپر ساتھیوں کے دروازے پر پہنچا نذیر نے میرے ساتھیوں کو جگایا مجھے اور میری حالت دیکھ کر وہ اتنے حیران ہوئے کہ ان کے منہ سے بات تک نہ نکلتی تھی پھر سب نے باری باری مجھے گلے لگایا فرار کے وقت مجھ میں جو ہمت آ گئی تھی یہاں پہنچ کر ختم ہو گئی میں ایک ساتھی کے بستر پر گر گیا اور اپنے نمبر 2 کر کہا کہ محلہ فراش خانہ سے کر یہاں میری ٹانگ سے بہنے والا خون میری نشاندہی کر سکتا ہے لہذا پہلے اسے صاف کر کے آؤ وہ اسی وقت دو بالٹیوں میں پانی ڈال کر بوریوں کے ٹکڑے ہاتھوں میں ہے کر خون صاف کرنے نکل پڑے نذیر اپنے گھر سے چاے بسکٹ اور سویاں بنا کر لے آیا میں بات کرنے کے قابل نہ تھا میں نے انہیں مختصر بتایا کہ ڈی ایم آئی کی قید سے فرار ہو کر یہاں آیا ہوں اور میری زبان کھلوانے کے لیے تمام حربے

آزما کر میری زبان کھلوانے میں ناکام رہے نذیر نے جا کر عارف کو میرے آنے اور زخمی ہونے کا بتایا تو عارف نے اپنے نہایت ہی قریبی اور بھروسے مند ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا چاے اور سویوں نے مجھے کچھ تقویت دی اور پھر میں بے فکری کے عالم میں گہری نیند کی ووادی میں کھو گیا۔

ایک ماہ 6 دن پہلے 6 جون 1974ء کو میں گرفتار ہوا تھا اور آج 21 جولائی جمعۃ المبارک تھا گرفتاری کے بعد مجموعی طور پر میں 15 یا 20 گھنٹے سویا تھا ورنہ پیشتر وقت تشدد اور اس کے نتیجے میں ہونے والیبے ہوشی کی حالت میں گزراتھا مجھ پر جو تشدد ہوتا رہا اسکی تفصیل میں بیان کر چکا ہوں 23سال بعد بھارتی ہندوؤں کے مجھ پر توڑے گئے ظلم و ستم کو تحریر کرتے ہوئے جو میری کیفیت ہے اسے میں جانتا ہوں میں نے ہندوؤں کو ان کے اصلی روپ میں دیکھا تھا خطہ ہند کے قدیم اصل باشندوں کو حملہ آور آرین نے حملہ کر کے جنوب میں دھکیل کر اور کول دراوڑ اور اچھوت کا نام دے کر ہزاروں برس ان پر انتہائی بے رحمانہ طور پر حکومت کی اور انہیں جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا پھر مکافات عمل کا وقت آیا تو جذبہ شہادت سے اپنے سینوں کو منور کر کے چند ہزار مسلمانوں نے مغرب سے آ کر ان مغرور آریاؤں پر جو خود کو دنیا سب سے برتر نسل سمجھتے تھے ہزار برس تک ان پر حکومت کی اور انہی بتایا کہ کوئی بھی انسان محض اپنی نسل کی بنا پر کمتر یا برتر نہیں ہوتا یہ اس کے اعمال ہوتے ہیں جو اسے کمتر یا برتر بناتے ہیں لیکن

ہندوؤں نے اس حقیقت کو آج تک تسلیم نہیں کیا انہوں نے خود کو مختلف ذاتوں میں تقسیم کر لیا سب سے افضل برہمن

سیکنڈ راجپوت

تھرڈ کھشتری

اور پھر مزید تقسیم در تقسیم ہو کر 2 سینکڑے ذاتوں میں بٹ گئے لیکن ان سب ہندو ذاتوں میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ ہے مسلم دشمنی اس سٹیج پر اونچ ذات سے لے نیچ ذات کے ہندو ایک پلیٹ فارم پر ہیں اور آج بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے لیکن ہم مسلمانوں میں بیماری ہے کہ ہم میں آج بھی پہلے بھی وطن فروش ملت فروش اور مذہب فروش موجود ہیں جو ان مکار عیار اور دنیا کی گندی اور گھٹیا ترین قوم کو اپنا کہتے ہیں ان کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتے ہیں

اور ان ہندوؤں کا یہ حال ہے کہ اگر ان پر مسلمان کا سایہ بھی پڑ جائے تو وہ کہتے ہیں ہم بھرشت(ناپاک) ہوگئے ہیں اور مسلمانوں میں غدار میر جعفر اور میر صادق کی اولاد کہتی ہے ہمیں ہندوؤں سے پیار ہے۔ مجھے شرم آتی ایسے گھٹیا مسلمانوں کی سوچ پر جو یہ کہتے ہیں کہ بارڈر لائن کیوں لگائی گئی ہے پاکستان بنا کر قائد اعظم نے غلطی کی ہے تو یاد رکھو غدار کی اولادو قائد اعظم نے پاکستان بنا کر غلطی نہیں غلطی تمہاری ماؤں نے تمہیں جنم دے کر کی

ہے۔۔

مسلمانوں سے حد درجہ نفرت کرنے والی اس ہندو قوم کا یہ حال ماضی میں رہا ہے کہ ان کے سورج وانسی راجے مہاراجے مسلم حکمرانوں کی ہیبت سے لرزاں ہو کر اپنی بہنیں بیٹیاں مسلمان حکمرانوں کے نکاح میں دیں راجہ جے چند جو جہلم سے پشاور تک کا حکمران تھا چار بار پوری تیاری کے ساتھ احمد شاہ ابدالی سے جنگ کی ہر بار احمد شاہ ابدالی اسے شکست دے کر کابل لے جاتا راجہ جے چند سے اپنے پاؤں دھلواتا اور اسے رہا کر کے واپس بھیج دیتا برصغیر میں جب انگریز آے تو شروع میں انہی ہندوؤں نے مسلمانوں سے غداری کر کے انگریزوں کا ساتھ دیا جب انگریز برصغیر میں مسلم حکومت ختم کر کے برسراقتدار آے تو ان ہندوؤں نے انگریزوں کے تلوے چاٹنے شروع کر دیئے اور اپنی بیٹیاں انگریزوں کو پیش کرنی شروع کردی اور انگریز ان پر مہربان ہوے تو ان ہندوؤں نے ان سات سمندر پار سے آے ہوے انگریزوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر ظلموستم کی وہ تاریخ رقم کی کہ اسکی مثال نہیں ملتی ہندو چاہتے تھے کہ انگریزوں کے ساتھ مل کر سب مسلمانوں کو بحیرہ عرب میں پھینک دیا جاے تاکہ سارا ہندوستان بھارت شدھ ہو جاے لیکن عقاب مر جانا پسند کرتا ہے لیکن پینجرے میں قید ہونا پسند نہیں کرتا۔۔تاریکی کے بعد روشنی بھی ضرور ہوتی ہے پھر برصغیر کے مسلم قائدین نے بے لوث جدوجہد شروع کر دی اور آخر کار برصغیر کے مسلمانوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کی

قیادت میں ایسی جدوجہد شروع کی کہ پھر پوری دنیا نے دیکھا کہ اس قیادت کی محنت لگن بہادری عقل مندی کے نتیجے میں دنیا پر ایک اسلامی سلطنت پاکستان کے نام پر قائم ہوئی جسکی بنیادوں میں مسلمان مردوں عورتوں بچوں جوانوں بوڑھوں امیر غریب کا لہو شامل ہے مگر اس وقت بھی کچھ غدار قسم کے لوگ تھے جو پاکستان کے بننے اور مسلمانوں کے ایک علیحدہ وطن قائم ہونے کے خلاف تھے ان غداروں کی اولادیں آج ہمارے (پاکستان) کے حکمران طبقہ میں شامل ہیں اور انہی غداروں کی اولادیں ہم پر حکومت کر رہی ہیں اسی لیے یہ غدار اپنے بزرگوں کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے ہندوؤں کے ساتھ کھڑے ہیں اور ہم پاکستانی عوام کو بے وقوف بنایا ہوا ہے اور ہم بن گئے ہیں پتہ نہیں کب ہمارے ذہن ان غداران ملت فروشوں پہچانیں گے۔۔

بھارتی ہندو بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ لاکھوں مسلمان بحفاظت پاکستان ہجرت کر جائیں اس لیے 1947ء قیام پاکستان کے بعد ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو بےدردی سے شہید کیا گیا نوزائیدہ پاکستان کو معاشی طور پر کمزور کرنے کے لیے پاکستان کے حصے کا سرکاری روپیہ بھی ادا کرنے سے انکار کر دیا پاکستان کے حصے میں آنے والی فوج کا اسلحہ ضبط کر لیا گیا پاکستان کی انتہائی مختصر ترین ائیر فورس کے جو آسٹر اور ہاورڈ جہاز تقسیم ہند کے وقت بھارت میں تھے انہیں لانے کے لیے جب پاکستانی پائلٹ بھارت گئے تو ان بھارتی کمینوں نے جہازوں کے پٹرول ٹینک میں چینی ڈال دی چنانچہ وہ جہاز

بھارتی حدود میں ہی گر کر تباہ ہو گئے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر لیا اور کشمیری مسلمانوں پر ایک نہ ختم ہونے والی ظلم و ستم کی داستان رقم کی جانے لگی پاکستان میں سیاسی بحران کا فائدہ اٹھاتے ہوئے 71ء میں مشرقی بازو الگ کر دیا پاکستان 62ء میں انڈو چائنہ جنگ کے دوران کشمیر پر بڑی آسانی سے قبضہ کر سکتا تھا لیکن پاکستان نے اعلی ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور اب بھارتی مسلمان بھارت میں نچلے درجے کے شہری بن کر رہ گئے ہیں بھارتی مسلمانوں کو زک پہنچانے کا کوئی موقع گنوایا نہیں جاتا۔ آج کل بھارتی فلموں کے کیسٹ پاکستان میں عام دستیاب ہیں ان فلموں میں جو ہندو مسلمان یگانگت اور برابری کا پرچار کیا جاتا ہے وہ صرف فرضی کہانیوں سینما اور ٹی وی پر دکھائے جانے والے عکس تک ہی محدود ہے میں نے 3 برس سے زیادہ بھارت میں ہندو بن کر اور ہندوؤں کی محفلوں میں جا کر مسلمانوں کے متعلق انکی دلی نفرتوں اور ناپاک ارادوں کا بخوبی مشاہدہ کیا ہے اور اس ناول غازی میں میں نے کئ جگہوں پر کئ بار ہندوؤں کی مسلم دشمنی کو لکھ کر ہندوؤں کی ذہنیت کو ننگا کیا ہے اس سے میرا مقصد پاکستان کے لوگوں خصوصاً نوجوان نسل اور آنے والی نسلوں کو یہ باور کروانا ہے کہ شیطان کیطرح ہندو مختلف بھیس بدل بدل کر کبھی امیتابھ بچن کبھی مادھوری ڈکشٹ کبھی نانا پاٹیکر کے غلام مصطفی جیسے کرداروں میں آ کر پاکستانی ناپختہ ذہنوں کو دو قومی نظریہ سے مسلسل دور کرنے کوشش کر رہا ہے میرا یہ نوجوان پاکستانی نسل کو صرف

یہ کہنا ہے بھارتی فلموں اور ڈش انٹینا کے ڈراموں کو دیکھنا ہے تو میری التماس ہے کہ پہلے نمبر پر دیکھیں ہی نہیں اور اگر دیکھنا ہے تو صرف وقت گزاری کی حد تک رکھیں کیونکہ یہ سب جھوٹ فریب پر مبنی ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب ہندوؤں اور یہود و نصاریٰ کی سازشیں ہیں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان صفہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں۔ ہندوستان کے ساتھ ہماری 3 جنگیں ابھی ابتدا ہیں اور ابھی صلیبی جنگوں کا سلسلہ بھی باقی ہے

میں گہری نیند میں تھا کہ میرے ساتھیوں نے جھنجھوڑ کر مجھے جگایا عارف ڈاکٹر کر لے کر آ چکا تھا ڈاکٹر نے میری ٹانگ کے زخم کو دیکھا ہڈی سے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے کو گوشت سے الگ کیا زخم والی جگہ پر ہڈی بلکل ننگی ہو چکی تھی اسکی مرہم پٹی کی تازہ ترین زخم میری بائیں ران پر خاردار تاروں کو پھلانگتے وقت آیا تھا ڈاکٹر نے اسے صاف کیا میرے سر کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی کھوپڑی کے گوشت کا کچھ حصہ ٹکڑوں کے بیچ چلا گیا تھا اور کچھ حصے نے سر کے اوپر سپیڈ بریکر بنا رکھا تھا ڈاکٹر عارف کا یہ انتہائی باعتماد دوست جنرل پریکٹس کرتا تھا جبکہ میرے زخموں کو آپریشن تھیٹر سرجن کی ضرورت تھی اس ڈاکٹر سے جو بن پڑا اس نے کیا اور ہر روز صبح آنے کا کہہ کر چلا گیا میرے ساتھیوں نے میری شیو بنائی اور میرے جسم اسپینج کیا میرے سارے کپڑے اور سامان تو لودھی ہوٹل میں تھا میرے جوڈو کراٹے والے ساتھی نے بتایا کہ میری جن حالات میں گرفتاری ہوئی تھی اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ مصیبت

بہت بڑی ہے لہذا وہ سیدھا لودھی ہوٹل چلا گیا ہوٹل کے اسٹاف نے میرے ہمراہ دیکھا ہوا تھا چنانچہ اس نے اپنے اور میرے چیک آؤٹ ہونے کو کہا اور میرے کمرے کی چابی بھی لے لی اس نے میرا سارا سامان پیک کیا ہوٹل میں ہم دونوں کی یکم جون کو ایڈوانس میں مہینے بھر کی ادائیگی کر دی تھی چنانچہ ہوٹل والوں نے ہماری بقیا رقم واپس کر دی میرے متعلق اس نے ہوٹل والوں کو بتایا کہ ایک بہت ضروری کام کے سلسلے میں کلکتہ جانا پڑ گیا تھا اور واپسی تین چار ماہ سے قبل ممکن نہیں میرا یہ ساتھی چونکہ میرے توسط سے ہی ہوٹل میں ٹھہرا تھا لہذا ہوٹل والوں نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا اور ایڈوانس دی ہوئی رقم کے ساتھ میرا ساتھی اپنے سامان کے ساتھ میرا سامان بھی لے آیا تھا میں نے کپڑے تبدیل کیے اور اپنے نمبر 2 سے میری گرفتاری کے بعد پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ انہوں نے میری گرفتاری کی خبر دوسرے دن پاکستان ٹرانسمٹ کر دی تھی وہاں سے دوسرے دن واپسی میسج ملا کہ تمام تر سرگرمیاں معطل کر دی جائیں اور نئے احکام تک حبیب ہی گروپ لیڈر ہو گا اس نے بتایا کہ یشونت سے معمول کے مطابق ڈاک لی جاتی ہے لیکن اسے پاکستان لے جانے والا کوئی نہ تھا 5 جولائی کو پاکستان سے پیغام ملا کہ کیپٹن ارشد کو حبیبِ وہی ملے جہاں انکی پہلی ملاقات ہوئی تھی یہ سبز منڈی کا مین روڈ پر ہوٹل تھا 6 جولائی کو وہ ساتھیوں کے کور میں اس ہوٹل میں پہنچا اور کپٹین ارشد کر تفصیلا میری

گرفتاری کا بتایا اور ڈاک کا تبادلہ کیا کیپٹن ارشد اپنے ہمراہ نیا کوریئر لایا تھا آئندہ اس سے ملنے کا وقت اور جگہ کا طے کیا اور ابھی اس کے آنے میں 4 روز باقی ہیں لڑکے میری گرفتاری کا سن کر بہت مشتعل تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ میں ڈی ایم آئی کی حراست میں ہوں تو انہوں نے وہاں بموں کے 3 دھماکے کیے اسکی تفصیل پہلے عرض کر چکا ہوں

میں نے اپنے ساتھیوں کو اپنی گرفتاری کے حالات تفصیلاً بتائے میرا ڈی ایم آئی ہیڈ کوارٹر سے زندہ بچ نکلنا ایک معجزہ تھا مجھ جیسے گنہگار پر اللہ پاک نے اپنا خاص رحم کیا تھا اور اب ایک تفصیلی رپورٹ میں اپنے ساتھی سے لکھوا رہا تھا تاکہ کوریئر کے ذریعے پاکستان بھجوا سکوں میری تیمارداری کا کام میرے ساتھیوں نے سنبھال لیا تھا جبکہ ڈاکٹر کے مشورے سے نذیر نے میرے لیے مرغن غذائیں پکوانا شروع کر دیں تاکہ میری جسمانی کمزوری جلد دور ہو سکے ڈاکٹر بلا ناغہ آتا میری مرہم پٹی کے علاوہ مجھے دوائیاں اور انجکشن لگاتا میری ٹانگ کا زخم صرف اس حد تک صحیح ہوا تھا کہ میری ٹانگ کی ننگی ہڈی پر ایک باریک گوشت کی جھلی بن چکی تھی اور آج بھی یہ حالت ہے کہ اس جگہ پر صابن کی زور گھس دوں تو جھلی پھٹ جاتی ہے اور خون بہنا شروع ہو جاتا ہے دائیں ٹانگ کی چینی تشدد سے ٹوٹ چکی تھی اور پھر صحیح نہ جڑ سکی اور پٹھے اس طرح مجروح ہوے تھے کہ کہ دائیں ٹانگ کا جوڑ ہمیشہ کے لیے سوج گیا اور اس ٹانگ پر نہ میں بوجھ ڈال سکتا ہوں اور نہ معمولی رکاوٹ

پھلانگ سکتا ہوں معدے میں شیشے کے ذرات اس طرح پیوست ہو چکے ہیں کہ مستقل معدے کا مریض بن چکا ہوں اور مسلسل دوائیوں کا استعمال کرتا ہوں ایک اور تکلیف شدید دمے کیصورت میں نذیر کے گھر میں ہی شروع ہو گئی جسے بمبئی کھٹمنڈو اور پاکستان کے فوجی ڈاکٹر بھی ٹھیک نہ کر سکے یہ تکلیف 1977 ء میں ایک عام ڈاکٹر کی دوائی سے ہمیشہ کے لیے دور ہو گئی یہ نہایت کم قیمت دوا میں نے مکمل صحت یاب ہونے کے بعد ضرورت مندوں میں مفت تقسیم کرنی شروع کر دی اس دوا سے پرانے سے پرانے دمے کا مریض بھی 15 دن کے استعمال سے بلکل ٹھیک ہو جاتا ہے میرے فرار کے چوتھے بھارت کے انگریزی اور ہندی اخبار میں میری تصویر کے ساتھ میری خبر چھپی تھی کہ یہ پاکستانی جاسوس بھارتی قید سے فرار ہو گیا ہے اس کا بتانے والے 10ہزار روپیہ انعام دیا جاے گا۔۔

یہ تمام اخبارات حبیب نے کوریئر کے ذریعے پاکستان بھجوا دیئے اس گروپ کا لیڈر اب میں نہیں حبیب تھا میں تو صحت مند ہونے تک آن کا مہمان تھا اور اس انتظار میں کہ کب مجھے یہاں سے موومنٹ کے آرڈر ملیں اور میں روانہ ہو جاؤں میرا سائلنسر والا پستول چونکہ میرے لیے گفٹ بھیجا گیا تھا اس لیے وہ۔ میں نے لے لیا اور ہمیشہ لوڈ کر کے اپنے سرہانے رکھتا کہ اگر ڈی ایم آئی کے کتے مجھے تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچ جائیں تو ساری گولیاں ان پر چلا کر آخری سے خود کو مار دوں گیراج کے لڑکے بھی ایک دو کی ٹولی میں مجھے ملنے

آتے رہے جب میں نے انہیں بتایا کہ ان کے پھینکے ہوے بموں سے میں 100 میٹر دور تھا تو وہ بہت خوش ہوے اور مجھے یقین ہو گیا کہ بشیر کے مشن کو وہ آگے بڑھائیں گے میرا دہلی میں اپنے ساتھیوں کے پاس رہنا میرے لیے ہی نہیں میرے ساتھیوں نذیر اور عارف کے لیے بھی خطرناک تھا میری صحت بتدریج بہتر ہو رہی تھی اور اسی دوران پاکستان سے ڈاک موصول ہوئی مجھے بمبئی جانے کا حکم ملا بمبئی میرے لیے نسبتاً محفوظ جگہ تھا پاکستانی بارڈر کی طرف ابھی تو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ بارڈر پر سکیورٹی بہت سخت کر دی گئی تھی دوسرا میری جسمانی حالت ایسی نہ تھی کہ میں زیادہ چل پھر سکتا۔ ٹریننگ کے دوران مجھے گیارہ میل مسلسل بھاگنے کی تربیت دی گئی تھی مگر اب یہ حالت تھی کہ 11 قدم بھی بغیر سہارے کے نہیں چل سکتا تھا بمبئی کے دو نام مجھے بھیجے گئے تھے جو میرا ٹھیک ہونے تک میرا خیال رکھیں گے میرے پاس اپنے سامان کے دو سوٹ کیس تھے میں نے موسم کے حساب سے دو کپڑوں کے جوڑے الگ کر کے اپر بیگ میں رکھ دیئے باقی دونوں سوٹ کیس عارف نے بمبئی میں وکٹوریہ ریلوے اسٹیشن کے لیے بک کروا دیئے میرے ساتھی اور لڑکے روزانہ شام کو دہلی کے حالات مجھے بتاتے تھے سول اور فوجی محکموں کے لوگ پوری دہلی میں مجھے تلاش کر رہے تھے شاید انہیں بتا دیا گیا تھا کہ میری جسمانی حالت ایسی نہیں کہ میں دہلی سے باہر جا سکوں اگرچہ پورے بھارت میں میرے پکڑے جانے کا احتمال تھا لیکن دہلی

کی ناکہ بندی توڑ کر نکل جانا خاصہ دشوار کام تھا عارف نے دہلی سے باہر چھوڑنے کی مجھے پیشکش تو تھی اور میرے ساتھیوں نے بھی

مجھے ہر طرح کا تحفظ دینے کا کہا تھا لیکن میں نہیں مانا تھا کیونکہ میں اپنی وجہ سے انہیں کسی مصیبت میں نہیں ڈال سکتا تھا بہت سوچ کر میں نے قیصر کو بلایا اور اسے اپنی مشکل بتائی قیصر نے کہا کہ آپ ہر روز رات 12 بجے تک تیار رہا کریں میں دو تین دن میں گاڑی لے کر آ جاؤں گا اب حالت یہ تھی کہ نذیر اور عارف اور میرے ساتھی رات 1 بجے تک میرے پاس بیٹھے رہتے تھے قیصر سے بات ہوے تیسری رات ساڑھے گیارہ بجے گھنٹی بجنے کی آواز آئی نذیر نے دروازہ کھولا تو لیفٹیننٹ کی وردی میں ملبوس قیصر کھڑا تھا کہنے لگا جلدی کیجئے اس نے دو فوجیوں کو ہلاک کر کے جیپ حاصل کی ہے اور 3 لڑکے فوجی وردی پہنے جیپ میں بیٹھے ہیں اس سے پہلے کہ سپاہیوں کی ہلاکت کا پتہ چلے ہمیں آپکو چھوڑ کر واپس آنا ہے اور گاڑی کو ٹھکانے لگانا ہے یوں اچانک روانگی کا سن کر میرے سمیت میرے ساتھیوں عارف نذیر کی آنکھیں چھلک پڑیں سب نے گلے لگا کر مجھے الوداع کہا اور میں نے سب کو گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا قیصر کا سہارا لیے میں بڑی سڑک تک آ گیا جیپ میں بیٹھے لڑکوں نے مجھے سہارا دے کر جیپ کے پچھلے حصے میں سوار کرایا ڈرائیونگ ایک دوسرا لڑکا کر رہا تھا قیصر اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور جیپ تیزی سے انڈسٹریل ایریا کی طرف روانہ ہو گئی راستے میں دو جگہ ناکے لگے تھے

جسے قیصر کی وردی اور فوجی جیپ نے آسانی سے کراس کر لیا انڈسٹریل ایریا ختم ہونے کے بعد ایک چھپر ہوٹل ٹرک ڈرائیوروں کے لیے بنا ہوا تھا میرے پروگرام کے مطابق یہاں سے آگے مجھے اکیلے ہی جانا تھا چھپر ہوٹل سے آگے لڑکوں نے مجھے اتارا اور گرم جوشی سے مل کر واپسی کے لیے روانہ ہو گئے اس سڑک پر ٹریفک کی آمدورفت جاری تھی میں سڑک سے ذرا ہٹ کر ایسی جگہ پر کھڑا ہو گیا جہاں پر آنے والی گاڑیوں کی روشنی مجھ پر نہ پڑے میں چاہتا تھا کہ کسی ٹرک میں لفٹ لوں بسوں اور موٹر کاروں سے میں بچنا چاہتا تھا مجھے وہاں کھڑے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا لیکن میرے اشارے پر کسی نے ٹرک نہ روکا آخر ایک ٹرک رک گیا اس کا ڈرائیور ایک سکھ تھا اس نے کہا کہ وہ صرف ہوڈل تک جا رہا ہے۔۔

میں نے غنیمت جانا اور اسمیں سوار ہو گیا میں نے ہوڈل کا نام۔ کبھی نہیں سنا تھا میں صرف یہ چاہتا تھا کہ رات کے اندھیرے میں دہلی سے جتنا ہو سکے دور چلا جاؤں تقریباً پون گھنٹے بعد ہوڈل کا قصبہ آیا ڈرائیور کو میں نے کہا کہ ایک ایمرجنسی کیوجہ سے مجھے متھرا جانا ہے سردار جی نے مجھ سے 10 روپے کرایہ لیا وہ مجھے قصبے کے ٹرکوں کے اڈے پر گیا اور مجھے کوسی جانے والے ایک ٹرک پر بٹھا دیا اس نے کہا کہ متھرا کے لیے بس یا ٹرک صبح سے پہلے نہیں مل سکتے میں ٹرک میں کوسی چلا جاؤں جو یوپی کا سرحدی قصبہ ہے وہاں سے متھرا جانے والی بسیں اور ٹرک مل جائیں گے یہ ٹرک کوسی میں داخل ہو

ہی رہا تھا کہ کہ ڈرائیور نے ٹرک کی لائٹوں کا اشارہ دے کر بس پر ہندی میں لکھا متھرا پڑھ کر اسے روکا ڈرائیور کو 10 روپے دے کر میں بس میں جا بیٹھا صبح کے 9 بجے ہوں گے جب بس متھرا کے مضافات میں داخل ہوئی سڑک کے دائیں جانب مغلئ طرز کی ایک پرانی مسجد تھی جس کے بڑے صحن میں اونچی اونچیگھاس اگی ہوئی تھی اور وہاں دو ہاتھی کھڑے تھے بس شہر میں داخل ہوئی تو میں نے بس سے اتر کر سائکل رکشہ لیا اور اسے ریلوے اسٹیشن چلنے کو کہا میں بسوں کے اڈوں اور پر ہجوم شہروں سے بچنا چاہتا تھا دہلی سے روانگی سے قبل ہی میں نے یہ پلان بنایا تھا کہ متھرا سے بمبئی بذریعہ ٹرین جاؤں گا ریلوے ٹائم ٹیبل کے مطابق پنجاب میل ساڑھے 9 بجے متھرا ریلوے اسٹیشن پہنچی اور 20 منٹ بعد روانہ ہو جاتی تھی مجھے اسٹیشن پہنچے ابھی چند منٹ ہی ہوے تھے ک ٹرین آ گئی میں نے پلیٹ فارم سے باہر کھڑے ہو کر ایک قلی سے لوئر کلاس کا ٹکٹ منگوایا اور خود باہر ہی اوٹ میں کھڑا ہو گیا جونہی ٹرین نے روانگی کی وسل بجائی جلدی سے پلیٹ فارم میں داخل ہو گیا اور جو بھی لوئر کلاس کا ڈبہ سامنے آ گیا اس میں داخل ہو گیا ڈبہ کچھا کھچ بھرا ہوا تھا بہت سے مسافر ڈبہ میں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے میں بھی کھڑکی کی سنگل سیٹ والی سیٹ کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا میرے ساتھ ہی ایک فوجی سپاہی بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ ایک باوقار عورت بیٹھی تھی اس نے ایک پاؤں سے چپل اتار رکھا تھا ٹرین چلنے رکنے جھٹکے لگنے کی وجہ سے اسکی چپل

پیچھے سیٹ کے نیچے چلی گئی تھی عورت نے جب چپل تلاش کی تو میں نے بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا کر چپل نکالی اور اسکے پاؤں کے پاس رکھ دی اس نے میری طرف شکریہ کے انداز میں دیکھا جب وہ اپنے اسٹیشن پر اترنے لگی تو اس نے اپنی سیٹ مجھ دے دی مجھے سیٹ پر بیٹھے دیکھ کر فوجی بولا اس سیٹ پر میرا حق ہے کیونکہ میں تم سے پہلے ٹرین پر بیٹھا تھا اور میں کب سے اس انتظار میں تھا۔

میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ چھٹی پر بمبئی جا رہا ہے میں نے اسے کہا کہ حق کو چھوڑو میں نے بھی بمبئی جانا ہے لہزا دونوں باری باری بیٹھیں گے مجھے بھی اس لکڑی کی سیٹ کی بجائے فرش پر ٹانگیں پچھار کر بیٹھنے میں زیادہ آسان تھا میرے بیگ میں 10 ہزار روپے تھے اور ٹاٹلٹ جانے کی صورت میں اسکی حفاظت بھی ضروری تھی قصہ مختصر یونہی کبھی فرش پر کبھی سیٹ پر بیٹھے اگلے روز گاڑی بمبئی کے مضافات میں داخل ہو گئی کلیان اسٹیشن سنٹرل بمبئی سے 70 میل کے فاصلے پر ہے یہ بمبئی کا لوکل ترین آخری اسٹیشن ہے میں کلیان میں پنجاب میل سے اتر کر لوکل ٹرین میں بیٹھ گیا پنجاب میل چونکہ ایکسپریس ٹرین۔ ہے اس لیے کلیان کے بعد یہ وکٹوریہ اسٹیشن پر ہی جا کر رکتی جہاں پر پولیس اور انٹیلی جنس کے لوگوں کی موجودگی ضروری تھی ان سے بچنے کے لیے میں نے کلیان اتر کر لوکل ٹرین پکڑیاور مسجد نامی اسٹیشن پر اتر گیا اور ٹیکسی نے مجھے بھنڈی بازار پہنچا دیا بھنڈی بازار بمبئی میں مسلمانوں کا

گڑھ ہے جے جے ہسپتال ناکے کے قریب ہی میں نے شبنم گیسٹ ہاؤس میں کمرہ کرایہ پر لیا اور سفر کی تھکان اتارنے لگا بمبئی پہنچنا میرے سفر کا پہلا سنگ میل تھا اور منزل ابھی بہت دور تھی میں نے دو روز سفر کی تھکان اتاری ان دو دنوں میں مجھے کئی بار اس گیسٹ ہاؤس کے اونر کے دفتر کے سامنے سے گزرنا پڑا ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر ریڈیو پاکستان کی خبریں نہایت دھیمی آواز میں سن رہا ہے میں بڑی آہستگی سے دفتر میں داخل ہو گیا مالک کو جب میری موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے ٹرانسمیٹر فوراً بند کر دیا اسکی حالت ایسی تھی کہ چوری کرتے پکڑا گیا ہو اگرچہ گیسٹ ہاؤس میں میں نے اپنا نام آصف علی لکھوایا تھا لیکن مالک شاید مجھے کوئی بھارت ادارے کا ایجنٹ سمجھ بیٹھا تھا میں نے اسکا خوف دور کرنے کے لیے کہا کہ میں بھی ریڈیو پاکستان سننے کا خواہشمند ہوں وہ کچھ گھبرا گیا میں نے اسے کہا کہ تم جس طرح چاہو میری تسلی کر سکتے ہو میں بھی مسلمان ہوں گھبراہٹ میں اسے اور تو کچھ نہ سوجا بولا اگر تم مسلمان ہو تو تو مجھے سورۃ فاتحہ اور انا انزلنا سنا دو میں ہنس پڑا اور اسے دونوں سورتیں قرآت کے ساتھ سنا دیں اسکا خوف کم ہوا تو کہنے لگا کہ آپ نے اپنا ایڈریس تو لکھنؤ کا لکھایا ہے جبکہ لکھنؤ میں آپ کی طرح کے لوگ نہیں ہوتے اور نہ شکل وشباہت وہاں کے لوگوں سے ملتی ہے اسکا نام غفور تھا میں نے کہا کہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں وہ بتائی نہیں جاتی بلکہ ان کو محسوس کیا جاتا ہے میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں تم سے زیادہ

پاکستان کا حامی ہوں تم بھی میرے متعلق زیادہ نہ سوچو تم مجھے ایک اچھا دوست پاؤ گے بھارت کے سب سے مشہور اور مسلم آبادی والے حصے میں مسلمانوں کے خوف کی یہ ایک مثال تھی غفور نے ہماری اس گفتگو کے بعد سب سے پہلے تو یہ کیا کہ رجسٹر میں میری گیسٹ ہاؤس سے روانگی درج کر دی اور مجھے اپنی ذاتی رہائشی کمروں میں ایک کمرے میں منتقل کر دیا یہ کمرہ زیادہ صاف ستھرا تھا اور اس کے ساتھ اٹیچڈ باتھ روم بھی تھا جبکہ باقی تمام منزلوں میں آٹھ آٹھ کمروں کے ساتھ ایک باتھ روم تھا غفور نے بتایا کہ گیسٹ ہاؤس کے دوسرے کمروں کی طرح ان کمروں کا رجسٹر میں اندراج نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کمروں کی دوسرے کمروں کی طرح روپوٹ پولیس اسٹیشن بھیجی جاتی ہے اس نے اپنے ملازم کو میرے کمرے کی صفائی اور میرے لیے کھانا لانے وغیرہ کی ڈیوٹی لگا دی اس طرح میری پریشانی بھی ختم ہو گئی پاکستان کیطرح بھارت میں بھی ہوٹلوں میں مقیم مسافروں کے کوائف قریبی پولیس اسٹیشن بیجھے جاتے ہیں مجھے زخموں کی پٹیاں تبدیل کرانے اور دوا کی بھی ضرورت تھی غفور کے توسط سے ایک ڈاکٹر جسکا کلینک بھنڈی بازار میں ہی تھا ہر روز گیسٹ میں آ کر میری پٹیاں تبدیل کرنے لگا دہلی کے ڈاکٹر نے مکمل نسخہ مجھے دے دیا تھا یہ ڈاکٹر اسی نسخے کے مطابق مجھے انجکشن اور دوا وغیرہ دینے لگا میرے زخم تو آہستہ آہستہ مندمل ہو رہے تھے لیکن میرے دمے کی تکلیف روز بروز بڑھ رہی تھی جب عام دواؤں سے افاقہ نہ ہوا تو اس

نے انجکشن تجویز کیے 24 گھنٹوں میں دو انجکشن اور گولیوں سے مجھے دمے سے ریلیف مل جاتی تھی گیسٹ ہاؤس میں کھانا باہر ایک قریبی ہوٹل سے آتا تھا کھانا لانے والے لڑکوں کو باہر والے کہہ کر پکارتے تھے بمبئی میں عام گفتگو ملی جلی زبان میں کی جاتی ہے میں نے فرائیڈے میں انڈے اور توس منگوانے چاہے تو غفور کے ملازم نے باہر والے کو یوں آرڈر دیا۔۔

دو بید امسکا میں فارئی تیکھا کم دو پاؤ اور کڑک چاے لاؤ۔ مسکا کا مطلب مکھن اور پاؤ توس اور بند کو کہتے ہیں اور تیکھا سرخ مرچ کو۔۔بھنڈی بازار جے جے ہسپتال ناکہ چوک سے شروع ہو کر ایرانی امام باڑا اور ایرانی مسافر خانے تک جاتا ہے اس کے آگے فوڈ مارکیٹ ہے جہاں سے محمد علی روڈ شروع ہوتا ہے پاکستان سے دہلی میں مجھے بمبئی میں جو ہمدردوں کے ایڈریس دیئے گئے تھے وہ بالکل نامکمل تھے مثلا ایک ڈاکٹر کا صرف نام لکھا تھا جسکا لڑکا لاہور ایف ایس سی کا سٹوڈنٹ تھا دوسرا ایڈریس ایرانی مسافر خانے کے سامنے ایک موٹر بیٹری مرمت کرنے والی دوکان کا تھا جہاں سے مجھے بڑے سیٹھ کا پتہ مل سکتا تھا اسی طرح امام باڑا کے قرب و جوار میں یوسف پٹیل کا پتہ چلانا تھا بھنڈی بازار کے تقریباً توسط میں نیازی ریسٹورنٹ تھا جس کے مالک کے ذریعے میں ایک بنک کے ایم ڈی مسٹر رنگون والا تک پہنچ سکتا تھا

میں نے پہلے یوسف پٹیل کی تلاش شروع کی لیکن ناکام رہا اس علاقے میں جس سے بھی یوسف پٹیل کا پوچھتا وہ مجھے گھور کر دیکھتا اور معلوم نہیں کہہ کر

آگے بڑھ جاتا اب میں جسمانی طور پر اس قابل ہو گیا تھا کہ کہ لنگڑاتا ہوا آہستہ قدموں سے کچھ فاصلہ پیدل طے کر سکتا تھا میں نے اب بڑے سیٹھ کو تلاش کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ایرانی مسافر خانے کے سامنے بیڑی مرمت کرنے والی دوکان پر جا پہنچا بڑے سیٹھ کا پوچھنے پر پہلے شاگردوں پھر مالک نے لا علمی۔ کا اظہار کیا میں دوکان کے اندر ایک اسٹول پر بیٹھ گیا اور مالک سے کہا کہ مجھے بڑے سیٹھ سے ہر حال میں ملنا ہے اور تم ہی مجھے اسکے متعلق بتا سکتے ہو میں تو کسی نہ کسی طرح سیٹھ تک پہنچ جاؤں گا لیکن جب اسے معلوم ہو گا کہ تم نے مجھے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا تو وہ تم سے بہت خفا ہو گا میری یہ معمولی دھمکی کام کر گئی اور دوکان کے مالک نے کہا کہ جمعرات شام 6 بجے یہاں آ جانا کیونکہ وہ ہر جمعرات کو یہاں پر آتے ہیں اور تمہیں اس سے ملوا دوں گا آگے وہ جانے یا تم اب میرے پاس جمعرات تک انتظار کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا اسلیے واپس گیسٹ ہاؤس چلا آیا۔ بمبئی کا موسم بھی بڑا عجیب ہے اچانک بادل گرج کر آتے ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے پیدل چلنے والے دوکانوں کی اوٹ میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور پندرہ بیس منٹ موسلا دھار بارش برسنے کے بعد تھم جاتی ہے اور نکاسی کا اتنا اعلی انتظام ہے کہ بارش کے رکنے کے بعد ایک بوند پانی بھی کہیں دکھائی نہیں دیتا اور راہ گیر اپنی راہ لیتے ہیں لوکل ٹرینوں کا انتظام بھی اتنا اعلی اور وسیع ہے کہ حیرت ہوتی ہے بمبئی سنٹرل سے لے کر کلیان اور شہر کے کمو بیش 25 اسٹیشنوں

مثلاً داور۔ کولابا۔ اندھیری۔ درلی۔ مسجد اور معلوم کن کن اسٹیشنوں کے لیے ہر چھ سات منٹ کے اندر گاڑی مل جاتی ہے لائنوں کا اک جال بچھا ہوا ہے اپنی منزل پر جانے کے لیے اگر ایک گاڑی چھوٹ جاے تو چند منٹس کر بعد دوسری گاڑی آ جاتی ہے ہر اسٹیشن پر گاڑی ایک منٹ ٹھہرتی ہے گاڑیوں کے انجن بجلی سے چلتے ہیں اور کوئی گاڑی ایک منٹ بھی لیٹ نہیں ہوتی لوکل بسیں بھی لاتعداد ہیں اور ان سنگل اور ڈبل ڈیکر بسوں میں کبھی اوورلوڈ نہی ہوتا۔ ہر بس سٹاپ پر لوگ لائنوں میں کھڑے ہوتے ہیں کوئی دھکم پیل نہیں ہوتی جب کنڈیکٹر فل کہہ رے تو مسافر وہی رک جاتے ہیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دونوں میاں بیوی میں سے اگر ایک کو جگہ مل گئی اور بس فل ہوگئی تو دوسرا وہی کھڑے ہو کر دوسری گاڑی کا انتظار کرتا ہے ٹیکسی یا تو بڑے لوگ لیتے ہیں جنہیں اپنی گاڑی کی پارکنگ کے لیے جگہ نہیں ملتی اور یا پھر سیر و تفریح کے لیے۔ میں نے دیکھا کہ چوپائی جوہو اور مالا باربلز پر جانے کے لیے تما۔ سڑکوں پر خالی ٹیکسیاں ہر وقت دوڑتی رہتی ہیں اور ان کے میٹر بلکل صحیح کام کرتے ہیں اور ٹیکسی لیتے وقت پاکستان کیطرح ڈرائیور آپکا بائو ڈیٹا اور منزل مقصود چھوڑ کر فرعونیت سے یہ فیصلہ نہیں کرتا کہ وہ آپکو لے جاے گا یا نہیں اور ہی ریٹ بھاؤ طے کرے گا۔۔

میں نے بمبئی میں ضرورت کے مطابق ایک برساتی اور پڑھنے کے لیے چند کتابیں خرید لیں پکڑے جانے کے خوف سے میں بلا ضرورت باہر نہیں نکلتا تھا

حالانکہ بمبئی دیکھنے کی میری بڑی آرزو تھی جمعرات کو میں ساڑھے پانچ بجے ہی بیٹری والی شاپ پر چلا گیا اپنا پسٹل میں ہر وقت اپنی اندرونی پیٹی میں رکھتا تھا تقریباً 7 بجے ایک گاڑی ایرانی مسافر خانے کے پاس آ کر رکی اس گاڑی کے شیشے سیاہ تھے اور اندر بیٹھے لوگ دکھائی نہیں دیتے تھے دوکاندار نے گاڑی کے ڈرائیور سے کچھ بات کی اور میری طرف اشارہ کیا ڈرائیور نے اندر بیٹھے لوگوں سے پوچھا اور گاڑی سے اتر کر میری طرف آیا اور مجھ سے میرا نام پتہ اور بڑے سیٹھ سے ملنے کی وجہ پوچھی میں نے اپنا نام آصف اور شبنم گیسٹ کا پتہ دیا اور کہا کہ میرا بڑے سیٹھ سے ملنا بے حد ضروری ہے اور ملنے کیوجہ میں صرف اسے ہی بتاؤں گا ڈرائیور نے واپس جا کر گاڑی میں بیٹھے لوگوں سے کچھ بات کی اور مجھے اشارے سے اپنی طرف بلایا میں گاڑی کے قریب پہنچا تو پچھلا دروازہ کھلا اور گاڑی کے اندر بیٹھے شخص نے مجھے اندر اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا میرے بیٹھتے ہی گاڑی چل پڑی پچھلی سیٹ پر میرے علاوہ دو جوان اور بیٹھے تھے انہوں نے مجھے نہایت شائشتہ اور بمبئی کی زبان میں مجھ سے میرا نام اور ملنے کیوجہ پوچھی تو میں نے وہی جوان دیا جو ڈرائیور کو دیا تھا میں نے انہیں مزید ایک بات بتائی کہ میرے پاس ایک سائلنسر لگا پسٹل ہے جو فل لوڈ ہے اور یہ بات میں تم لوگوں کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ تم مجھ پر شک نہ کرو

انہوں نے میرا پسٹل دیکھنا چاہا جسے میں نے نکال کر ساتھ بیٹھے آدمی کو پکڑا دیا

ان دونوں نے گجراتی میں کوئی بات اور کہا کہ کیا تم پاکستانی فوجی ہو میں نے کہا کہ میں جو کوئی بھی بس میں بھارتی نہیں ہوں میرا جواب سن کر انہوں نے پھر گجراتی میں آپسمیں گفتگو کی اور کہا کہ ہمارا ڈرائیور تم کو شبنم گیسٹ ہاؤس میں چھوڑ آئے گا اور ساتھ تمہاری تصدیق بھی کر لے گا اور ہم بڑے سیٹھ سے تمہارے متعلق بات کریں گے اگر انہوں نے اجازت دی تو کل 11 بجے ہمارا ڈرائیور تم کو لینے کے لیے آ جاے گا اور اگر کل ایک بجے تک ہمارا ڈرائیور وہاں تمہارے پاس نہ پہنچا تو سمجھ لینا بڑا سیٹھ تم سے ملنا نہیں چاہتا اور اس صورت۔ میں تم بڑے سیٹھ سے ملنے کی بات بھول جانا اور دوبارہ ایسی کوشش بھی نہ کرنا یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا اتنی دیر میں گاڑی جے جے ہسپتال ناکے کے قریب پہنچ گئی انہوں نے میرا پسٹل مجھے واپس لوٹا دیا ڈرائیور بھی میرے ہمراہ گیسٹ ہاؤس میں آیا غفور اپنے دفتر میں بیٹھا تھا ڈرائیور نے غفور سے میری آمد رہائش کے متعلق پوچھا اور واپس چلا گیا غفور اسکی باتیں سن کر پریشان سا ہو گیا تھا میرے پوچھنے پر اس نے ایک گجراتی زبان اخبار نکال کر میرے سامنے رکھ دیا جس میں میری تصویر کے ساتھ خبر چھپی تھی میں گجراتی پڑھ تو نہیں سکتا تھا مگر اپنی تصویر دیکھ کر گھبرا گیا غفور نے کہا جب تم گیسٹ ہاؤس میں آے تو مجھے تمہارا چہرہ شناسا سا لگا لہذا میں پرانی اخباریں نکالی تو اس اخبار میں تمہاری خبر دیکھ کر اسکو اپنے پاس رکھ لیا اب غفور سے کچھ چھپانا بےسود تھا میں نے اسے کہا کہ یہ سب کچھ درست ہے

اب یہ تم پر منحصر ہے چاہے مجھے پکڑوا دو لیکن ایک بات یاد رکھنا میرے پاس پسٹل ہے جب تک اسمیں گولیاں ہیں مجھ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اب میں پکڑے جانے کی نسبت موت کو زیادہ ترجیح دوں گا یہ کہہ کر میں نے اسے اپنا پسٹل دکھایا اور کہا کہ اسکی گولیاں مجھے آخری سانس تک بچائیں گی غفور نے بڑی سنجیدگی سے کہا کہ اس نے مجھے پکڑوانا ہوتا تو پہلے دن ہی پکڑوا سکتا تھا لیکن اسے یہ گوارہ نہیں ایک پاکستانی جانباز کتے بھارتیوں کے ہاتھ گرفتار ہو میں خود مر جاؤں گا مگر تم پر آنچ نہیں آنے دوں گا میری طرف سے تم بے فکر ہو جاؤ لیکن آپکا باہر جانا آپ کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے آپ احتیاط برتیں اور کم سے کم باہر جائیں میں تو اس آدمی کی آپ کے متعلق پوچھ گیچھ سے پریشان ہو گیا تھا وہ آدمی کون تھا میں نے غفور کو بتایا کہ میں بڑے سیٹھ سے ملنے کی کوشش میں ہوں یہ ڈرائیور اسی کے آدمیوں نے میری تصدیق کے لیے تمہارے پاس بھیجا تھا غفور نے پوچھا کہ بڑے سیٹھ کے متعلق کچھ جانتے ہو میں نے کہا کہ مجھے اسکا نام تک معلوم نہیں ہے مجھے ایرانی مسافر خانے کے سامنے بیٹری مرمت والی دوکان کا ایڈریس دیا گیا تھا اور اسی کے ذریعے بڑے سیٹھ سے ملنا تھا بیٹری کی دوکان کا سن کر غفور نے کہا کہ بڑے سیٹھ کا اصل نام حاجی مستان ہے برصغیر کا سب سے اسمگلر اور بمبئی کے ساحلی علاقوں میں مسلمانوں کا محافظ ہے اس نے باقاعدہ اپنے آدمیوں کے گروپ تیار کر رکھے ہیں جو جہاں بھی ہندو مسلم فساد ہو یا جہاں خطرہ ہو وہاں

موجود ہوتے ہیں یا پہنچ جاتے ہیں اس کے آدمی پورے بھارت میں پھیلے ہوئے ہیں جو اسے ہر قسم کی خبر دیتے ہیں اس کا اسمگلنگ کا مال پولیس والوں کی آنکھوں کے سامنے لوڈ ان لوڈ ہوتا ہے مگر کسی کی جرآت نہی اسے روک سکے حتی کہ خفیہ ادارے بھی اس سے ڈرتے ہیں اگر وہ تم کو اپنی پناہ میں لے لے تو پھر تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے یہی باتیں کرتے کرتے رات کے دس بج گئے اور میں سونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا اگلے روز ہی ڈرائیور مجھے ساڑھے 11 بجے لینے کے لیے آ گیا وہی کالے شیشوں والی گاڑی تھی جس میں ایک شخص آگے اور ایک پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا میں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تو ساتھ والے آدمی نے ایک سیاہ پٹی مجھے دیتے ہوئے کہا کہ اسے اپنی آنکھوں پر باندھ لیجئے اور پسٹل مجھے دے دیں میں نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور گاڑی اپنی منزل کی طرف چل پڑی۔ تقریباً 30 یا 35 منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد گاڑی رک گئی میری آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی یہ ایک بہت بڑی اور بند گیراج تھی جہاں 4 اور گاڑیاں بھی کھڑی تھیں اس گیراج کے اندر ہی ایک لفٹ تھی جس کے ذریعے ہم ایک بند راہداری میں پہنچے اور دس بارہ قدم چل کر ایک بڑے کمرے میں داخل ہوے یہ کمرہ بہت اعلی فرنیچر سے آراستہ تھا اس کمرے کے درودیوار اور چھت تک کو موٹے پردوں سے گھیر رکھا تھا یقیناً ان درودیوار میں کھڑکیاں بھی ہوں گی جس کے ذریعے دیکھ کر اسکی لوکیشن کا علم ہو سکتا تھا ہم صوفوں پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد کھانے اور

چاے کے لوازمات آ گئے ہمارے سامنے ایک سنگل صوفہ تھا جس کے سامنے ٹیبل پر 4 ٹیلی فون پڑے ہوے تھے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ صوفہ صاحب خانہ کے لیے مخصوص ہے ہم چاے پینے میں مصروف تھے کہ ایک لمبا دبلا سانولے رنگ کا شخص کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھ کر مجھے لانے والے تعظیما کھڑے ہو گئے میں بھی کھڑا ہو گیا وہ شخص اس مخصوص صوفہ پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک وہ خاموش سے مجھے پرکھتا رہا پھر گجراتی نما اردو میں مجھ سے مخاطب ہوا آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے فرمائے کیا کام ہے میں نے جواب دیا میں چند منٹ آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ یہ آدمی میرے اپنے اعتماد والے ہیں ان کے سامنے آپ بلاجھجک سب کچھ کہہ سکتے ہیں میں نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا کہ میں صرف چند منٹ آپ سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں اسکے بعد اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے ساتھیوں کو بتا دیں اس نے ان دونوں کو اشارہ کیا وہ فوری کمرے سے باہر چلے گئے اب ہم دونوں کے سوا کمرے میں کوئی نہ تھا سوالیہ نظروں سے اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے اسے کہا کہ مجھے تمہارا نام بھی معلوم نہیں میں پاکستانی ہوں اور اپنے ادارے کا نام بتاتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کہا تھا کہ اگر دوران مشن کسی مشکل میں پڑ جاؤں تو بڑے صاحب سے مل لوں میں اور میرے ساتھ دو سال دہلی میں مقیم ہو کر اپنے مشنوں کی تکمیل کرتے رہے میں ڈی ایم آئی کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور ایک ماہ 6 دن انتہائی

تشدد سہنے کے بعد ڈی ایم آئی کے دو گارڈز کو ہلاک کرنے کے بعد وہاں سے فرار ہوا ہوں میں نے دوران تشدد اپنی زبان نہیں کھولی میرے ساتھی بلکل دہلی میں محفوظ اپنے کام میں مصروف ہیں میں اپنے زخمی ہونے اور اپنے ساتھیوں کی سلامتی کی خاطر بمبئی آ گیا ہوں اور ہدایات کے مطابق آپ سے ملنے میں کامیاب ہوا ہوں میں نے اسے اپنا کوڈ نمبر بتایا اور کہا کہ آپکا یقیناً میرے ادارے سے رابطہ ہو گا آپ ان سے میری تصدیق کر سکتے ہیں اخبارات میں میرے فرار کی خبر کے ساتھ میری تصویر بھی چھپی ہوئی ہے میری باتیں وہ بڑے غور سے سن رہا تھا جب میں نے اپنی بات ختم کی تو اس نے کہا میرا نام حاجی مستان خاں ہے جن اخباروں میں تمہاری تصویر چھپی وہ سب میں منگوا لوں گا بھارتی پولیس سی بی آئی اور جاسوسی والے ادارے مجھے جانتے ہیں۔۔

اسکی بات سن کر میں نے کہا کہ اب جب بات کھل گئی ہے تو میرے محکمے نے مجھے یوسف پٹیل کو ملنے کا کہا تھا آپ سے ملنے سے پہلے میں اسے تلاش کرتا رہا لیکن جب وہ نہ ملا تو پھر میں آپ کی تلاش میں نکلا۔ خیر اگر اس کا پتہ چل جاے تو میں آپ دونوں کی صلح کی پر زور کوشش کر سکتا ہوں تو حاجی نے کیا کہ یوسف اس وقت محبوب سٹوڈیو کے عقب میں رہائشی مکانوں میں جنیت فلم ایکٹر کے گھر میں رہتا ہے مگر میں نے یہ بات اپنے ساتھیوں کو نہیں بتائی کیونکہ وہ اس کا قتل کر دیتے۔

اس تک پہنچنے کے لیے آپ کو اکیلے ٹیکسی میں جانا پڑے گا میرے آدمی دو گاڑیوں میں تمہاری دور سے حفاظت کریں گے میں نے اس کام کی حامی بھر لی ہم نے اگلے دن صبح 10 بجے کا پروگرام سیٹ کیا

مجھے جوہو سے نکلنے کے لیے ٹیکسی لینی تھی اور حاجی کے 10آدمیوں نے مجھ سے فاصلہ رکھ کر کور دینا تھا اسی سہہ پہر حاجی مستان مجھے اپنے ساتھ حاجی علی کے مزار پر لے گیا حاجی علی کا مزار میرین ڈرائیو سے نصف فرلانگ کے فاصلے پر سمندر کے اندر بنا ہوا ہے سڑک سے مزار تک پیدل ہی جا سکتے ہیں یہ راستہ سڑک سے مزار تک بڑے پتھر ڈال کر سطح سمندر سے 4 فٹ بلند بنایا گیا ہے شام 6 بجے تک یہ راستہ موجود رہتا ہے اس کے بعد سمندر کا پانی اس راستے کو ڈھانپ لیتا ہے اور اگلی صبح پھر یہ راستہ نمودار ہو جاتا ہے درگاہ کے لوگ راستہ سمندر کے پانی میں ڈوبنے سے پہلے جو نکل گئے نکل گیے جو رہ گئے وہ اگلی صبح ہی وہاں سے نکل پاتے ہیں بمبئی میں قیام کے دوران میں اکثر اس مزار پر جاتا رہا ہوں اسے آپ لوگ جوار بھاٹا کہیں یا کچھ اور لیکن یہ حقیقت ہے کہ شام ہوتے ہی وہ راستہ سمندر کی لہروں کی نظر ہو جاتا ہے حاجی مستان نے بڑی گرگڑا کر وہاں دعا مانگی میں بھی دکھی تھا لہذا میں نے بھی خوب دلجمعی سے دعا مانگی اور دعا سے فارغ ہو کر واپسی پر حاجی نے وہاں کے مجاوروں میں 10 ہزار روپے تقسیم کیے اگلے روز ٹھیک 1بجے میں جوہو والے بنگلے سے نکلا گاڑی کو میں نے ٹیکسی سٹینڈ پر چھوڑا اور ٹیکسی سٹینڈ سے

ٹیکسی لی اور اسے دادر محبوب سٹوڈیو چلنے کا کہا کچھ دور جا کر میں نے پیچھے دیکھا تو دونوں گاڑیاں ہمارے تعاقب میں آ رہی تھیں مجھے محبوب سٹوڈیو کے عقب میں جنیت کے مکان پر جانا تھا میں نے ٹیکسی اسٹوڈیو کے سامنے رکوائی گیٹ پر فلم آرٹسٹوں کو دیکھنے اور فلموں میں ہیرو ہیرون بننے کے شوقین لڑکیاں لڑکوں کا اک ہجوم تھا ان ہجوم میں سے ایک سے میں نے جنیت کے مکان کا پتہ پوچھا تو اس نے بتا دیا بلکہ ایک لڑکے نے مجھےاس کے مکان تک پہنچانے کی پیشکش کی تو میں اسے لے کر ٹیکسی کیطرف آیا اور ساتھ بٹھا لیا تھوڑی دیر بعد ٹیکسی جنیت کے مکان کے سامنے جا رکی میں نے ڈرائیور کو اس لڑکے کو اسٹوڈیو چھوڑنے اور واپس آ کر یہی انتظار کرنے کا کہا ٹیکسی گھومی تو میں سڑک پر ہی کھڑا رہا تاکہ محافظ مجھے دیکھ لیں ایک گاڑی آگے بڑھی اور مجھ سے 200 قدم دور جا کر رک گئی گارڈز کو قطعی علم نہیں تھا کہ میں یہاں کس سے ملنے آیا ہوں میں اس بلڈنگ میں داخل ہوا لڑکے کے بقول کہ جنیت کا مکان اس بلڈنگ کے دوسرے فلور پر دائیں جانب تیسرا تھا۔۔

دوسری منزل پر دائیں جانبمڑتے ہی میرا 2 مسلح گارڈ نے سواگت کیا مجھے معلوم تھا کہ یوسف پٹیل سے ملنا اتنا آسان نہیں ہو گا میں اپنے پسٹل کے علاوہ اپنے محکمے کے نام کے پہلے 3 حروف بھی لکھ لایا تھا اس سے پہلے کہ پہرےدار کوئی سوال کرتے میں نے کہا کہ یہ لفافہ فوراً یوسف پٹیل کو پہنچا دیں پہرے دار میری بات سن کر ہکا بکا رہ گئے لیکن کچھ نہ سمجھتے ہوئے ایک

نے لفافہ لیا اور آگے والے فلیٹوں کی طرف چلا گیا میں نے اس کے اسٹول پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا یوسف پٹیل کا حلیہ حاجی نے مجھے اچھی طرح سمجھا دیا تھا تھوڑی دیر بعد ایک آدمی پہرے دار کے ساتھ اور بولا فرمایئے کیا کہنا ہے میں نے کہا کہ

مجھے صرف یوسف پٹیل سے ملنا ہے اور تم وہ نہی ہو بس اتنا یاد رکھو کہ اگر تم نے مجھے فوری یوسف سے نہ ملایا تو اس بلڈنگ کے چاروں طرف کھڑے حاجی مستان کے آدمی یہاں پر حملہ کر دیں گے میرا یہ وار اتنا اچانک تھا کہ وہ تینوں بوکھلا گئے مجھے اسی موقع کا انتظار تھا میں نے فوراً آنے والے آدمی کی کنپٹی پر پسٹل لگایا اور اسے کہا کہ اگر جان پیاری ہے تو اپنے آدمیوں کو ہتھیار رکھ کر ہمارے آگے چلنے کا کہو اس نے اشارہ کیا تو دونوں نے ہتھیار نیچے رکھے اور آگے چلنے لگے ایک خالی کمرے کے سامنے پہنچ کر وہ اسمیں داخل ہوئے اور کیا کہ یہاں بیٹھیں یوسف کو بلاتا ہوں میں اسکی چلاکی سمجھ چکا تھا میں نے کہا نہیں ہم سب اکھٹے یوسف کے پاس چلیں گے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھتے ہوئے وہ اسی پوزیشن میں یوسف کے کمرے میں لے گئے سامنے صوفے پر حاجی کے بتاے ہوئے حلیے کا آدمی بیٹھا تھا میں نے پہچان لیا کہ یہی یوسف ہے اپنے آدمیوں کی کنپٹی لگے پستول اور کھڑے ہاتھوں کو دیکھ یوسف بوکھلا کر کھڑا ہو گیا میں نے کہا یوسف صاحب آرام سے بیٹھ جائیں میں نے جو لفافہ تمہارے پاس بھیجا تھا اس پر جو کچھ لکھا ہے وہ سچ ہے یہ کہہ کر میں

نے پہرے داروں کو چھوڑا اور یوسف کے پاس چلا گیا اپنا پسٹل اس کے سامنے رکھا اور کہا کہ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ اس پسٹل سے مجھے گولی مار دو یا پھر اکیلے میں میری بات سن لو کیونکہ میں ان لوگوں کے سامنے تم سے کوئی بات نہیں کر سکتا ہے یہ سیکرٹ ہے یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا جسکا یوسف پر خاطر خواہ اثر ہوا اس نے اپنے گارڈز کو باہر جانے کا حکم دے دیا جانے سے پہلے اسکے آدمی نے کہا کہ اس نے کہا تھا کہ بلڈنگ کے چاروں طرف حاجی کے آدمی موجود ہیں میں نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر وہ سب میری حفاظت کے لیے ساتھ ہیں باقی آپکی رہائش کا حاجی کے علاوہ کسی کو پتہ نہیں حاجی نے اپنے آدمیوں کو بھی نہیں بتایا میں نے پہرے داروں سے کہا کہ اب چپ چاپ باہر چلے جاؤ اور نہ تم میرے حفاظتی دستے کے سامنے جاؤ گے اور نہ کوئی ایسی حرکت کرو گے جس سے ان کو خبر ہو جاے یہی سب کے لیے بہتر ہے میرے اور یوسف صاحب کے لیے کوئی چاے پانی کا بھی بندوبست کرو

یہ سن کر سب گارڈ باہر چلے گئے تھوڑی دیر بعد سب لوازمات آ گئے اور اب ہم دونوں کمرے میں اکیلے تھے

میں نے یوسف پٹیل کو اپنی ساری داستان سنائی میری بات سن کر اس نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ میں تمہارے محکمے کے لیے بھی کام کرتا ہوں مگر میں ان دنوں مجبور ہوں میں یہی سے بیٹھ اپنے کام کو مانیٹر کرتا ہوں بہرحال تم بتاؤ کہ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں میں اپنے سارے وسائل بروئے کار لا

کر تمہاری ہر ممکن ہیلپ کرنے کی کوشش کروں گا

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ تمہارے اس ٹھکانے کا مجھے حاجی مستان نے ہی بتایا ہے لیکن اسے سب معلوم ہونے کے باوجود اس نے اس اپنے آدمیوں کو تمہارے متعلق کچھ نہیں بتایا تم دونوں کی آپسمیں اختلافات کا فائدہ دوسرے لوگ اٹھا رہے ہیں وہ لوگ جو تم دونوں کی طرف دیکھنے کی جرآت نہیں کرتے تھے آج وہ تمہارے خلاف پلاننگ بنا رہے ہیں اس نمبر ون اور ٹو کے چکر نے تم دونوں کو کہیں کا نہیں چھوڑا تم دونوں کے اس اختلاف کا نقصان بھی سب سے زیادہ مسلمانوں کو ہو رہا ہے حالانکہ تم دونوں ہی مسلمانوں کے حامی ہو میری حاجی سے اس موضوع پر بات ہو چکی ہے اس لیے اب میں تمہارے پاس آیا آپس کے اختلافات ختم کر کے ایک ہو جاؤ اور مل کر اپنے مقاصد کو پورا کرو کئی گھنٹوں کی اس طویل بات چیت کے بعد آخر یوسف پٹیل میری بات پر رضا مند ہو گیا اور میں نے اسے کہا کہ کل ٹھیک ساڑھے چار بجے اپنے کارندوں سے اپنی حفاظت کی مکمل تسلی کر کے حاجی علی کے دربار پر پہنچ جائے اور حاجی کو وہاں اسی ٹائم لانے کی ذمہ داری میں نے اٹھا لی میرے منصوبہ کے مطابق دونوں نے اپنے گارڈز کے بغیر رات حاجی علی کے دربار پر گزارنی تھی مجھے یقین تھا کہ دونوں کے اختلافات ختم کرنے کی میری کوشش لازمی کامیاب ہو گی یوسف پٹیل سے مکمل تسلی کے بعد میں وہاں سے رخصت ہوا اور سیدھا حاجی کے پاس پہنچ گیا اور اسے ساری

کاروائی بتائی اور کہا کہ اس کی اجازت کے بغیر ہی میں نے دونوں کی ملاقات کا ٹائم سیٹ کر دیا ہے حاجی راضی ہو گیا دوسرے دن شام چار بجے ہم حاجی علی کے لیے روانہ ہو گئے جب ہم مزار پر پہنچے تو یوسف وہاں پہلے ہی اپنے ہمرائیوں کے ساتھ موجود تھا چنانچہ ہمیں دیکھ کر وہ بھی آ کیلا درگاہ پر پہنچ گیا مجھے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حاجی مستان نے رات بھر کے لیے دو کمرے پہلے سے ہی بک کروا لیے تھے اور ان میں کھانے پینے کا سامان بھی وافر مقدار میں رکھوا لیا تھا رات 9 بجے ہم تینوں اٹھ کر درگاہ کے مخصوص کردہ کمرے میں گئے مجاوروں نے کھانا گرم کر کے تیار کر رکھا تھا کھانا کھا کر ہم لوگ ایک دوسرے کمرے میں چلے گئے تھوڑی دیر میری طرف سے گفتگو کا آغاز ہوا اور دونوں کی بات چیت شروع کروا دی پھر وہ دونوں آپسمیں ڈائریکٹ بات کرنے لگے میرے سمجھنے کی خاطر دونوں نے گجراتی کی بجائے ساری بات چیت اردو میں کی دونوں نے پہلے ایک دوسرے کی زیادتیاں بیان کیں پھر شکوے شکایتیں شروع ہو گئیں پھر ان دونوں کیطرف سے ان کے ساتھیوں کی کی گئی غلط باتیں جو کہ شروع سے موجود ہی نہ تھیں وہ ہوئیں پھر دھندے کی باتیں شروع ہوئی پھر مسلمانوں کے لیے کی گئی خدمات کی باتیں ہوتی رہی میں بیچ میں کبھی کبھی بول دیا کرتا تھا ورنہ میں نے یہ کوشش کی دونوں کے دلوں میں جو غبار ہے وہ صاف ہو جائے غرض کہ صبح تک دونوں کے درمیان اپنے اپنے دھندوں کے لیے علاقوں کی تقسیم پر رضا مندی ہو گئی

اور دوسرا یہ کہ وہ ایک دوسرے کے دھندے میں دخل اندازی نہیں کریں گے اپنے گروپوں سے وہ آدمی جن کی باتوں کی وجہ سے غلط فہمیاں دشمنی کی نوبت لائی تھی وہ یا تو غدار تھے یا دونوں کو اکٹھا دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے ایسے غداروں سے اپنے گروپس کو صاف کرنے کا عہدوپیمان ہوا صبح جب ہم درگاہ سے باہر نکلے تو ہماری پوزیشن یہ تھی کہ آنکھیں رات کے جگراتے کی وجہ سے لال ہو چکی تھیں اور سنٹر میں میں اور ایک طرف یوسف اور دوسری سائیڈ حاجی تھے اور آپس میں گپ لگاتے ہوے ساتھیوں تک پہنچے وہ یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئے پھر اپنے گروپ کے پاس کر حاجی اور یوسف نے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوے یوسف پٹیل نے اگلی رات کے کھانے کے لیے مجھے انہی فلیٹوں میں دعوت دی اور پھر سب اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے میری اس کوشش سے ان دونوں کو کیا فائدہ ہوا مجھے نہیں پتہ مسلمانوں کو کیا فائدہ ہوا یہ بھی نہیں ہاں وہاں رہتے ہوئے مجھے جو فائدہ ہوا وہ یہ تھا اب میرے محافظ 6 ہوچکے تھے 4 پہلے میرے ساتھ جو حاجی کی طرف سے تھے اور اب ایک گاڑی اور 2 محافظ یوسف نے میرے لیے بھیج دئے تھے ان میں ہندوؤں کے ان علاقوں میں بھی جا سکتا تھا جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی بمبئی ایک بہت بڑا اور انٹرنیشنل شہر ہے لیکن ایک سیاح کے دیکھنے کے لیے بہت کم مقامات ہیں بمبئی شہر بذات خود لوہے اور سیمنٹ کا جنگل تھا بحیثیت پاکستانی میرے لیے بمبئی کی فلم انڈسٹری اہمیت کی حامل تھی لہذا یوسف اور حاجی کے

تعاون سے میری دلیپ کمار نرگس اور سنیل دت سے ملنے کا پروگرام طے ہوا سب سے پہلے دلیپ کمار کے ساتھ ملاقات کا ٹائم فکس کیا گیا دلیپ کمار کی رہائش پہاڑی کے دو ہموار تختوں پر دو حصوں پر مشتمل ایک بہت بڑے بنگلے 21 پالی بل میں تھی سہ پہر 4 بجے ملاقات کا ٹائم تھا کوٹھی کے بڑے دروازے پر موجود گارڈز نے اندر ہمارے آنے کی اطلاع دی دلیپ کمار کے چھوٹے بھائی نے ہمیں گیٹ سے رسیو کیا اور ڈرائنگ روم میں بٹھایا تھوڑی دیر بعد سیڑھیاں اترتے ہوئے سفید پیٹ شرٹ میں ملبوس پاؤں میں سلیپر پہنے دلیپ کمار نیچے آتا دکھائی دیا بہت خوش اخلاقی سے ملا علم کا ایک سمندر تھا دلیپ کمار کافی دیر ہم باتیں کرتے رہے مگر دلیپ کے چہرے پر ایک پریشانی میں بخوبی پڑھ سکتا تھا وہ تھی اولاد کی پریشانی اسکی کوئی اولاد نہ تھی مگر بھائی بہنوں رشتہ داروں کی فوج پال رہا تھا جب رخصت ہوئے تو میں نے کہا کہ میں میری دعا ہے کہ اللہ آپکو اولاد کی نعمت سے نواز دیں تو دلیپ نے سرگوشی میں کہا کہ ایسی دعا نہ کرو کیونکہ اولاد نہ ہونے کا دکھ تو میں برداشت کر سکتا ہوں مگر اولاد کے قتل ہونے کا دکھ میں برداشت نہیں کر سکوں گا اس کی اس ایک بات نے اس کے اولاد نہ ہونے کی حقیقت مجھے سمجھا دی

دلیپ سے رخصت ہو کر ہم 22 پالی بل پہنچے یہ کمال امروہی کی رہائش تھی کمال نے محل اور پاکیزہ جیسی فلمیں بنائی تھیں وہ گھر پر موجود نہ تھا وہاں سے ہم 80 پالی بل نرگس اور سنیل دت کی رہائش گاہ کیطرف روانہ ہوئے ان

سے ملنے کے وقت میں ابھی ڈیرھ گھنٹہ رہتا تھا دونوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ میرا استقبال کیا یہ دونوں فنکار شہرت کی بلندیوں پر تھے نرگس نے مدر انڈیا کے بعد فلمی دنیا کو خیر باد کہہ دیا تھا اور مکمل گھریلو زندگی بسر کر رہی تھی اس نے کہا کہ مدر انڈیا کیوجہ سے اس کا جو لازوال کردار بن گیا ہے وہ اسے کھونا نہیں چاہتی اس لیے اس نے درجنوں ملکی اور غیر ملکی فلموں کی آفرز ٹھکرا دی ہیں پھر وہ ہنستے ہوئے سنیل دت کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی دت مدر انڈیا میں تو میرا نالائق بیٹا تھا لیکن اب بہت ہی فرمانبردار شوہر ہے انہیں صرف یہی معلوم تھا کہ میں برٹش ہوں اور مستان کا دوست ہوں رات کا کھانا پروگرام میں شامل نہیں تھا لیکن انہوں نے مجھے زبردستی اپنے ساتھ شریک کیا کوٹھی کے شروع میں ہی دت کے فلمی دفاتر اور کمرے تھے میرے گارڈز کو ان کمروں میں پرلطف کھانا دیا گیا نرگس مسلم تھی مگر دت نان مسلم جب نرگس فوت ہوئی تو پتہ چلا تھا کہ اسے اسلامی طریقے سے دفنایا گیا تھا چند روز بعد میرا ایلیفنٹا جزیرے پر جانے کا پروگرام تھا یہ جزیرہ بمبئی سے تقریباً 10 میل کے فاصلے پر کھلے سمندر میں تھا وہاں پر لانچوں کے ذریعے جایا جاتا تھا جو گیٹ وے آف انڈیا سے چلتی تھیں ساحل سمندر پر بنی یہ انگریزوں کے دور کی یادگار برصغیر پر ان کی بزور شمشیر حکومت کرنے کی داستان بیان کرتی ہے گیٹ وے آف انڈیا کو دیکھ کر مجھے 1950ء کے عشرے کی یاد آ گئی میں گارڈن کالج راولپنڈی میں فرسٹ ایئر کا طالب علم تھا

راولپنڈی صدر میں مال روڈ اور جی ایچ کیو سے آنے والی سڑک کے چوراہے پر فلیش مینز ہوٹل کے بلکل قریب لارڈ کرزن کا مجسمہ نصب تھا جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قلم تھا اور نیچے لکھا تھا کہ ہم لوگ تم پر تلوار اور قلم کے زور پر حکومت کریں گے۔۔دوسری جنگ عظیم میں جب برطانیہ کو اپنی فوج کی اشد ضرورت محاذ پر پڑی تو انہوں نے سرگودھا میانوالی وغیرہ ایریا سے اپنی فوج برطانیہ منگوا لی اور اس تحریر میں حکومت کی جگہ خدمت کا لفظ لگا دیا حکومت لفظ میں سیمنٹ بھر دیا گیا پاکستان بننے کے بعد بھی 10 سال تک وہ مجسمہ وہی نصب رہا پھر 1959 ء میں وہاں سے ہٹا کر عجائب گھر رکھ دیا گیا یہی حال گیٹ آف انڈیا ہے۔۔۔یوسف پٹیل کی بھیجی ہوئی لانچ میں ہم جزیرہ ایلیفنٹا کی طرف روانہ ہوئے ہماری لانچ انڈین نیوی کی برتھوں کے بلکل قریب سے گزری یوسف پٹیل نے ایک دوربین بھی میرے لیے بجھوا دی تھی میں نے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے انڈین نیوی کے دو فریگیٹ جہازوں کے پیچھے اس وقت بھارت کے واحد طیارہ بردار جہاز وکرانت کو دیکھا جہاز پر اس وقت پانچ چھHarrierہوائی جہاز موجود تھے

باقی جہاز یقیناً نچلی ڈیک پر ہوں گے ہوائی جہازوں کا پارکنگ اور ہینگر کی 100 فیصد نشاندہی کر سکتا تھا اگر میرے پاس وسائل یا کم از کم دو جانباز غوطہ خور آکسیجن ٹینکس اور مقناطیسی بارودی سرنگیں ہوتی تو اس جہاز اور اس کے ساتھ کھڑے فریگیٹ جہازوں کو آسانی سے تباہ کر سکتا تھا میں نے بعد میں حاجی

مستان اور یوسف سے بات چیت کی تو انہوں نے سب کچھ مہیا کر دیا لیکن جانباز مہیا نہ کر سکے ان کے ساتھ جو کام کرنے والے لوگ تھے وہ صرف پیسہ لے کر اپنی جان تو نہیں دے سکتے تھے کیونکہ ایسے کاموں کے لیے ملت کے جانفروشوں کی ضرورت ہوتی ہے تاہم میں نے ہمت نہ ہاری اور اس منصوبے کو عملی جامعہ پہنانے کے لیے غوروخوض کرنے لگا حاجی مستان نے بتایا کہ گوا میں سابقہ پرتگیزی حکومت کے حامی آج بھی موجود ہیں وہ اس وقت کی بھارتی حکومت کے سخت مخالف ہیں چنانچہ کافی غوروخوض کے بعد حاجی مستان نے اپنے ایک قابل اعتماد ساتھی کو گوا بھیجا جو وہاں سے تین ایسے افراد کو ساتھ لے آیا جو غوطہ خوری کے ماہر تھے ہم نے فیصلہ کیا کہ ان کو فوراً اس مشن کے بارے میں نہیں بتائیں گے پہلے ان سے چھوٹے چھوٹے مشن پورے کروا کر انکا امتحان لیں گے جب ہمیں مکمل اعتماد ہو جاے گا تبھی ہم ان کو اس مشن پر روانہ کریں گے ابھی ہم اس مشن پر کسی نتیجے پر نہیں پہنچے تھے کہ میرے نیپال جانے کے آرڈر آ گئے اور میں مکمل پلان لے کر نیپال چلا گیا

یہ 76ء کا دور تھا نیپال کی سخت سردی کے پیش نظر میں نے لیدر جیکٹس اور گرم کپڑے خریدے میں اپنے ساتھ کم سامان ہی رکھنا چاہتا تھا لیکن دہلی سے لاے ہوئے دو سوٹ کیس کم پڑ گئے میں نے مزید دو سوٹ کیس خریدے اور ایک لمبا رین کوٹ بھی خریدا نیپال جانے سے پہلے وہاں جانے کے لیے راستہ

کا تعین کرنا مشکل تھا ہوائی سفر تو خارج از بحث تھا کیونکہ اخبارات میں میری تصویر اور زندہ یا مردہ گرفتاری پر انعام مقرر تھا پولیس سی بی آئی ڈی ایم آئی سب ادارے میری تلاش میں تھے زمینی راستے دو تھے ایک ایک پٹنہ سے بھارت بارڈر سے نیپال تک اس راستے کا سفر کم تھا اور ایک دریا کراس کرنا پڑتا تھا اس راستے پر چونکہ چیکنگ زیادہ ہوتی تھی اس لیے اس پر جانے کا پروگرام کینسل کیا دوسرا راستہ ٹرین کا تھا اگرچہ اسمیں مجھے سفر زیادہ کرنا پڑتا تھا لیکن کسی لحاظ سے محفوظ تھا چنانچہ میں نے اس راستے نیپال جانے کا پروگرام بنایا اور بھارت کے نقشے منگوا لیے ٹرینوں کے ٹائم ٹیبل اسٹیشن اور دیگر سب کچھ مارک کر کے پاس رکھ لیا

سفر کی تمام تفصیلات طے کرنے کے بعد روانگی کا فیصلہ ہوا حاجی اور یوسف اس بات پر مصر تھے کہ میری حفاظت کے لیے ان دونوں کے مسلح آدمی نیپال بارڈر تک تمہارے ساتھ جائیں لیکن میں نے انکار کر دیا میں نے کہا کہ آپکے آدمی اس حد تک پہنچ سکتے ہیں جہاں تک آپ انہیں جو پڑھا کر بھیجتے ہیں اگر راستے میں کوئی بھی مسئلہ بن گیا تو یہ پوچھ گچھ کا صحیح جواب نہ دے سکیں گے لہذا ہم سب دھر لیے جائیں گے پھر حاجی اور یوسف نے کہا کہ تمہارے لیے ریل کا اے سی والا پورا ڈبہ ریزور کروا لیتے ہیں میں نے کہا کہ راستے میں چیکنگ ہوتی ہے اور ایسے افراد پر خاص نظر رکھی جاتی ہے جو ٹرین میں ایسے سفر کرتے ہیں لہذا میرا رش میں سفر کرنا فائدہ مند ہے کیونکہ

اسمگلنگ اور جاسوسی میں بہت فرق ہے ہمیں ہر نقطے پر نظر رکھنی پڑتی ہے میرے بہت سمجھانے کے باوجود آخر یہ فیصلہ ہوا کہ بمبئی سے بنارس تک کا سفر میں اپر کلاس میں کروں گا 18 جنوری 75ء کو بمبئی سے رامیش نام کے ساتھ میرے لیے اپر کلاس کا ایک ڈبہ ریزور کروا لیا گیا حاجی اور یوسف نے کہا کہ جتنے پیسے چاہیئے ساتھ لے جاؤ لیکن میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ دہلی سے لائے ہوئے پیسے ابھی میرے پاس کافی ہیں اور نیپال میں پاکستان ایمبیسی نے میری دیکھ بھال کرنی ہے میں نے ان دونوں کو مجھے الوداع کہنے کے لیے اسٹیشن پر آنے سے بھی روک لیا کیونکہ دونوں اتنے مشہور تھے کہ تمام اداروں کی نظر ان پر تھی میں نے انہیں کہا کہ مجھے جوہو سے آپ لوگ الوداع کہیں گے اور آپ کے محافظ ریلوے اسٹیشن پر چھپ کر ٹرین کی روانگی تک مجھے کور دیں گے۔۔

شام 6 بجے ٹرین کی روانگی کا وقت تھا ان دونوں نے دوپہر کا کھانا میرے ہمراہ جوہو کے بنگلے پر کھایا شام 5 بجے تک ہم باتیں کرتے رہے حاجی نے کہا کہ اگر نیپال میں کبھی بھی میری ضرورت پڑے تو ایک کال کر دینا میں پہلی فلائیٹ سے پہنچ جاؤں گا میری روانگی پر مجھے اس طرح دونوں ملے جیسے یہ ہماری آخری ملاقات ہو اور یہ بات بعد میں سچ ثابت بھی ہوئی یہاں میں اک چھوٹی سے بات عرض کرنا چاہوں گا

نیپال سے پاکستان آنے کے بعد میں نے غم دنیا اور روز گار کے 16 سال

سعودی عرب اور سنگاپور میں گزارے اس دوران پہلے یوسف پٹیل پھر حاجی مستان فوت ہوگئے ان کے مرنے کے بعد ان کے گروپس کو قابل لیڈر نہ ملنے کیوجہ سے گروپس بھی ختم ہو گئے اور اس کے بعد بال ٹھاکرے جو ان دونوں کر دور میں بھیگی بلی بنا رہتا تھا پورے ظلم و ستم کے ساتھ نمودار ہوا اور مسلمانوں کا اس نے جینا حرام کر دیا شام 5 بجے میں سب سے مل کر ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں اسٹیشن کیطرف روانہ ہوا اس وقت موسلا دھار بارش شروع ہو چکی تھی اس بارش نے نیپال پہنچنے تک میرا ساتھ دیا تھا 6 محافظ دو کاروں میں ہمارے پیچھے آ رہے تھے میں نے برساتی پہن رکھی تھی میرے سامان۔میں 2 سوٹ کیسوں کے علاوہ ایک تھرماس کافی کا بھرا ہوا اور ڈھیر سارے سینڈوچ تھےاسٹیشن پہنچ کر میں نے ڈرائیور سے ہاتھ ملایا اور قلیوں سے سامان اٹھوانے لگا اس دوران محافظ اسٹیشن پر چاروں طرف پھیل چکے تھے جہاں بنارس جانے والی ٹرین کھڑی تھی اپنے ڈبے میں سامان رکھوانے کے بعد میں اپنے ڈبے کے دروازے پر کھڑا ہو گیا ٹرین نے روانگی کی وسل بجائی میں نے تمام محافظوں کو الوداعی ہاتھ ہلایا اتنے میں ایک محافظ دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور ایک بریف کیس مجھے دیتے ہوئے بولا یہ دونوں سیٹھوں کیطرف سے ہے اور اتنا کہہ کر وہ ہجوم میں گم ہو گیا گاڑی کی سپیڈ تیز ہو گئی میں اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا میں نے بریف کیس کھولا تو وہ بھارتی کرنسی اور ڈالروں سے بھرا ہوا تھا اس سے پہلے کہ دوسرے مسافروں کی نظر پڑتی میں

نے بریف کیس بند کر دیا بعد میں موقع ملنے پر سلیپر پر بیٹھ کر وہ نوٹ گنے تو تیس ہزار امریکی ڈالر اور تیس لاکھ بھارتی کرنسی تھی گو میں نے حاجی اور یوسف سے پیسے لینے سے انکار کر دیا تھا مگر انہوں نے اپنا تحفہ ایسے وقت میں دیا کہ میں واپس بھی نہ کر سکتا تھا۔ بمبئی سے بنارس تک 25 گھنٹے کے سفر کے دوران میں نے حتی الامکان ٹرین سے باہر کم ہی نکلا۔ دوسری شام ٹرین بنارس پہنچی سفر کے دوران دوسرے ساتھ بیٹھے مسافروں نے بات چیت کرنے کی کوشش کی مگر میں نے سوری ٹو انگلش کہہ کر خود کو جرمن شو کر کے جان چھڑا لی سفر کے دوسرے دن میں آلہ آباد پہنچا دہلی میں قیام کے دوران میں دو بار الہ آباد آیا تھا اور ان کی انفنٹری کے متعلق اہم معلومات حاصل کی تھیں میں یہاں قید پاکستانی فوجیوں کے کیمپ کے گرد بھی منڈلاتا رہا تھا لیکن میں اس وقت آزاد تھا لیکن اب تو ہر آنکھ مجھے بھارتی پولیس کی لگ رہی تھی اس لیے میں نے ٹرین کے رکنے پر باہر نکلنے کی بجائے ڈبے میں ہی بیٹھا رہا۔۔الہ آباد سے ٹرین روانہ ہوئی اور اپنی منزلوں کو کراس کرتی ہوئی بنارس پہنچ گئ میں نے ٹرین سے اتر کر ایک ٹیکسی لی سامان اسمیں رکھا اور وہاں ایک جامع مسجد کے قریب ایک درمیانے درجے کے ایک ہوٹل میں کمرہ کرایہ پر لے لیا بنارس چونکہ ہندوؤں کا مخصوص شہر ہے اور دریائے گنگا بھی یہی بہتا ہے اس لیے یہ ان کا ایک مذہبی شہر ہے یہاں پر ہوٹل کے ہر کمرے میں بیس سے اوپر انکے بھگوانوں تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ میں نے صبح بنارس اور شام

میں اودھ کے حسن کا تذکرہ کتابوں میں پڑھا تھا شام اودھ تو واجد علی خان کے ساتھ ہی ختم ہو گئی مگر بنارس کا حسن ابھی باقی تھا لہذا میں نے اس دیکھنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ میں بنارس کی صبح دیکھنے کا موقع نہیں گنوانا چاہتا تھا بارش تھم چکی تھی اور میں صبح سورج نکلنے سے پہلے ہی اس کا نظارہ کرنے کے لیے ہوٹل سے باہر آ گیا ہندو مرد اور عورتوں کا اک ہجوم تھا جو سفید دھوتیاں پہنے پوتر گنگا میں اپنے گناہ دھونے جا رہے تھے درجنوں غیر ملکی ٹوررسٹ بھی اپنے کیمروں میں ان مناظر کو قید کرنے کے لیے کنارے پر کھڑے تھے میں بھی ان میں شامل ہو گیا ایک قابل دید منظر تو طلوعِ آفتاب کا تھا بنارس کے سینکڑوں چھوٹے بڑے مندروں پر لگے جلسوں سے سورج کی روشنی منعکس ہو کر چاروں طرف آگ لگا رہی تھی یہ واقعی ایک قابل دید منظر تھا دوسرا منظر ذرا دنیاوی اور ہندوؤں کی ضعیف الاعتقاد ی کا تھا زمانے بھر کی آلودگیوں سے بھری اور چتاؤں کی راکھ سے بھری ہندو مرد عورت کپڑوں سے بے نیاز ننگے ہو کر اشنان میں مصروف تھے ذرا سے شرم سے لوٹ پوٹ ہو جانے والیاں ہندو دیویاں یہاں ہزاروں مردوں کے سامنے بے حیائی سے ننگی ہو کر اشنان کر رہی تھیں۔۔

میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا اور نہ میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ ٹکٹ بابو کو مجھ پر رحم آ گیا تھا یا اللہ پاک نے اسکی زبان بند کر دی تھی اس نے خاموشی سے مجھے رکسول کا لوئر کلاس کا ٹکٹ کاٹ کر دیا پیسے دیتے وقت میری آنکھیں

اس کے تشکر سے تر تھیں قلی نے میرا سامان اٹھایا اور ہم اس ٹریک پر پہنچ گئے جہاں پر رکسول کی ٹرین آنی تھی گورکھ پور سے رکسول کا 30 منٹ ٹرین کا سفر تھا ٹرین رکسول جانے والی سنگل پٹری پر کھڑی تھی یہ ٹرین گورکھ پور سے رکسول جاتی اور آتی ہے اس کا بس اتنا سا سفر ہے آدھے گھنٹے بعد ٹرین چل پڑی ہر طرف ملٹری کھڑی تھی میری حالت اس مس ٹیک کیوجہ سے بہت پتلی ہو چکی تھی گاڑی چلنے کے خاصے ٹائم کے بعد میرے حواس بحال ہوے تو میں نے ساتھ ڈبے میں بیٹھے ہوئے مسافروں کا جائزہ لیا چھ سات مسافروں میں ایک غیر ملکی بھی تھا میں اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کافی پینے کے نکالی تو اسے بھی آفر کی اس نے خود کو برتر سمجھتے ہوئے قبول کر لی کافی پینے کے دوران میں نے اس سے پوچھا کہاں جا رہے ہو تو اس نے کہا کہ سیر و تفریح کے لیے گھٹمنڈو جا رہا ہوں اسے دیکھ کر میرے ذہن میں ایک پلان نے جنم لیا مغربی سیاحوں کا کھٹمنڈو سیر و تفریح کا جو پروگرام ہوتا ہے وہ مجھے وہاں جا کر معلوم ہوا جس کا ذکر آگے کروں گا

گورکھ پور اسٹیشن پر کی گئی غلطی کا احساس مجھے بڑی شدت سے ہو رہا تھا مجھے ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہا کہ ابھی کسی طرف سے پولیس آے گی اور مجھے پر جھپٹ پڑے گی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھی اور وقفے وقفے سے بارش ہو رہی تھی اپنے منصوبے کے مطابق میں نے اس جرمن کو اپنے متعلق بتایا کہ میں دہلی میں کاروبار کرتا ہوں اور اسی سلسلے میں کھٹمنڈو جا رہا ہوں میں نے اسے

کہا کہ اس بارش نے سفر کا سارا مزا کرکرا کر دیا ہے اگر وہ میرا ساتھ دے تو کسول سے آگے وہ بس میں سفر کریں تو بہت ہی خوبصورت مناظر دیکھنے کو ملیں گے مگر اس نے کہا کہ اس نے ٹرین کا ٹکٹ لیا ہے لہذا وہ ٹرین میں ہی سفر کرے گا وہ مزید پیسے ضائع نہیں کر سکتا تو میں نے کہا کہ کسول سے لے کھٹمنڈو تک کا اس کا سارا خرچہ میرے ذمے ہے بس وہ مان جاے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اس نے حامی بھر لی اسٹیشن پر پہنچ کر ہم ٹرین سے اترے اور اسٹیشن کے باہر نکلے بارش تیز جاری تھی میرا ایک سوٹ کیس جرمن نے پکڑ لیا اور دوسرا میں نے سامنے سڑک تھی وہاں ایک درخت کے نیچے ہم لوگ کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد ایک بس آ گئی ہم بس میں سوار ہو گے بارش کیوجہ سے بس میں چند سواریاں ہی تھیں کنڈیکٹر نے کرایا لیا اور ڈرائیور کے ساتھ باتیں شروع کر دیں ڈرائیور اپنے کنڈیکٹر کو بتا رہا تھا کہ چند دن پہلے 3 پاکستانی فوجی جو بھاگ کر نیپال جا رہے تھے میں نے شک کی بنا پر پکڑوا دیئے اپنے اس کارنامے کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہا تھا میں سوچ رہا تھا کہ اتنا بڑا شکار تو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے۔

کئی گھنٹے سفر کے بعد رکسول آ گیا وہاں پر بارش کی اتنی بڑی بوندیں گر رہی تھی کہ جسم پر جہاں لگتی لگتا تھا کہ کوئی چوٹیں مار رہا ہو جرمن بولا یہ تو زحمت ہے مگر میں نے کہا کہ کسی کے لیے رحمت بھی ہے رکسول بس سٹاپ پر اتر کر میں نے رکشہ والے سے بات کی تو اس نے کہا کہ یہاں سے نیپال

جانے کے لیے پیلے رنگ کے رکشے ہیں وہی بارڈر پار جا سکتے ہیں کیونکہ انہیں پرمٹ ملا ہوا ہے میں نے دو رکشے لیے اور نیپال بارڈر کیطرف روانہ ہو گئے بارڈر پر ایک ندی تھی جس پر چالیس میٹر لمبا پل بنا ہوا تھا یہ پل آدھا بھارت کی سرحد میں تھا اور آدھا نیپال کی سرحد میں تھا وہاں پہنچ کر دیکھا تو وہاں امیگریشن چیکنگ تھی اب میرے پاس تو کچھ نہیں تھا لہذا سوچے ہوئے منصوبہ کے مطابق میں نے جرمن سے کہا کہ مجھے یہاں کچھ کام ہے لہذا یہ پیسے رکھ لو میرے یہ دو سوٹ کیس بھی ساتھ لے جاؤ میں کام مکمل کر کے گنج پور میں ڈیلکس ہوٹل میں تم سے آ کر ملوں گا یہ کہہ کر میں نے اسے امیگریشن بھیج دیا اور اپنا رکشہ بھی فارغ کر دیا اور یہاں سے آگے بارڈر کراس کرنے کی تدابیر سوچنے لگا بارش کا موسم تھا ندی بھری ہوئی تھی ورنہ رات کے آندھیرے میں ندی کراس کرنا مشکل نہ تھا لیکن اب ندی کراس کرنا خود موت کو دعوت دینا تھا پھر سوچا کہ رات رکسول میں ٹھہرا جاے مگر خیال آیا کہ سرحدی علاقے میں دشمن کے گھر رات ٹھہرنا مصیبت میں مبتلا کر سکتا ہے انہی سوچوں میں گم تھا کہ جرمن امیگریشن کلئر کر کے واپس آتا دکھائی دیا اور رکشہ میں بیٹھ کر پل کی جانب روانہ ہو گیا میں نے اسے پل کراس کرتے ہوئے دیکھا نیپال کیطرف کوئی امیگریشن آفس نہیں تھا نیپال کی بھارت کے ساتھ کی حالت بلکل پاکستان اور کشمیر کی سرحد جیسی تھی کوئی غیر ملکی اگر پاکستان آتاہے تو اسے کشمیر جانے کے لیے امیگریشن کی ضرورت نہیں ہو گی

بارش بہت تیز ہو گئی اور رات کا اندھیرا چھانے لگا میں پھر پل کے قریب آ گیا آزادی مجھ سے صرف چالیس میٹر دور تھی پل کے شروع میں ایک ایک کینوپی میں ایک اکتایا ہوا مخنی سا گارڈ کھڑا تھا۔۔

میں نے کوئی اور صورت دکھائی نہ دینے پر اسے ہی آزمانے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے پاس چلا گیا نہایت عاجزی سے پرنام کیا اور کہا مہاراج میں ایک اپنے جرمن دوست کو چھوڑنے یہاں تک آیا تھا جو ابھی رکشہ میں پیر گنج گیا ہے میرے قدم آج تک دھرتی ماتا سے باہر نہیں گئے اپنے متروں میں شرط لگا کر آیا تھا کہ ویدیش کی دھرتی پر ضرور جاؤں گا مجھے وشواش ہے کہ آدھا پل ہمارے دیش کا حصہ ہے اگر آپ آگھیا دیں تو میں اپنے حصے کے پل کے آخر تک جا کر نیپال کی دھرتی پر ایک قدم لگا کر واپس آ جاؤں اس طرح میری شرط بھی پوری ہو جاے گی اور میں سوگھند کھا کہہ سکوں گا کہ میں ویدیش ہو کر آیا ہوں یہ کہتے کہتے میں نے 50 روپے اس گارڈ کی مٹھی میں رکھ دیئے اس نے سر ہلا کر مجھے جانے کی اجازت دے دی میں نے پل پر آہستہ قدمی سے چلنا شروع کر دیا میں دلی طور پر خوش کہ آزادی مجھ سے قریب آ رہی ہے جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں آدھا پل طے کر چکا ہوں تو پہلے میں نے اپنی رفتار تیز کی اور پھر بھاگنے لگ گیا بھارتی گارڈ نے جب یہ کیفیت دیکھی کہ اسے 50 روپے رشوت سب مہنگی پڑے گی پل پر بارش کے قطروں میں مجھے ہالٹ کی آواز سنائی دی اور پھر رائفل کے دو فائر ہوئے اسی اثنا میں

سارا پل کراس کر کے نیپال میں داخل ہو گیا تھا نیپالی پولیس نے بھارتی فائر کی آواز سن کر مجھ پر رائفل تان لی میں ہاتھ اٹھائے ان کے پاس چلا گیا اور زور زور سے کہنے لگا نو فائر نو فائر پاکستان ریفیوجی پاکستانی ریفیوجی نیپال کا پاکستان کے ساتھ معاہدہ تھا کہ کسی بھی پاکستانی ریفیوجی کو بغیر کاغذات کے نیپال میں داخلے کی اجازت ہو گی کھٹمنڈو میں پاکستانی سفارتخانے نے اگر اسکی تصدیق کر دی تو اس ریفیوجی کو یو این او کی افغان ائیر کے چارٹرڈ جہازوں میں سیٹ ملنے تک نیپال میں قیام کی بھی اجازت ہو گی اور یہ تصدیق نہ ہونے کیصورت میں اس ریفیوجی کو بھارت واپس دھکیل دیا جائے گا نیپالی پولیس کے 2 سپاہی مجھے حراست میں لے کر قریبی بنے تھانے میں لے گئے تھانیدار کو میں نے پاکستانی ریفیوجی والی بات سنائی تو اس نے کہا کہ دو تین دن تک حوالات میں رہنے کے بعد اسے بھی باقی پاکستانی ریفیوجیز کے ساتھ پاکستانی سفارتخانے کھٹمنڈو میں بھیج دیا جاے گا اس نے کانسٹیبل کو مجھے حوالات میں بند کرنے کا کہہ دیا۔

مجھے یہ پسند نہ آیا لہذا میں نے خالص امریکن لہجے میں کہا ک میں ایک باعزت پاکستانی ہوں اور معاہدے کے مطابق مجھے حوالات میں آپ بند نہیں رکھ سکتے بلکہ باعزت طور پر رکھنا پڑے گا میں نے کہا کہ مجھے پیر گنج میں کسی ہوٹل میں قیام کروایا جاے میں وعدہ کرتا ہوں کہ صبح یہاں پہنچ جاؤں گا تھانیدار میری بات سن کر پریشان ہو گیا تو اس سپاہی نے ایک طرف لے جا کر کہا کہ 500 تھانیدار کے لیے اور 12 سو ٹیکسی کے لیے دو تو تمہاری بات

مان لی جاے گی میں نے 2ہزار نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا کہ یہ لو اوپر والے تمہارا انعام میری مدد کرنے کا وہ خوش ہو گیا کچھ یہ پیسے کی مہربانی تھی اور کچھ خالص امریکن لہجے کی جس کا خوف آج بھی مشرقیوں کو ہے بمبئی سے روانگی کے وقت میں نے خصوصی طور نیپال بھارت کا مکمل نقشہ اور اصول اور ہر باریک سے باریک بات جاننے کی پوری کوشش کی تھی تاکہ وہاں جا کر حالات دیکھ پریشان نہ ہو جاؤں گائیڈ بک کے مطابق ڈیلکس ہوٹل پیر گنج کا بہترین ہوٹل تھا جب میں وہاں پہنچا تو جرمن بہت پریشان بیٹھا ہوا تھا ہیڈ کانسٹیبل نے میرے کہنے پر ریسیپشن پر جا کر میرے لیے ڈبل کیبن کمرہ بک کیا اور اسے میرے متعلق ہدایات دیں اور واپسی جاتے ہوئے 100 روپیہ مزید مجھ سے اینٹھ لیا رجسٹر میں انٹری کروانے کے بعد میں جرمن کو لے کر کمرے میں آ گیا ہم نے تین کوٹ تو پہن رکھے تھے مگر ایسے لگتا تھا کہ لباس جسم کے ساتھ چپک گیا ہو اور بوٹ من من بھاری ہو گئے ہوں ویٹر نے آتش دان میں آگ جلا دی اور ہم نے سارے کپڑے اتار دیئے صرف انڈر ویئر رہ گیا تھا لہذا اسی حالت میں آگ تاپنے لگ گئے رات کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا مگر میں نے کافی اور دیگر لوازمات کا آرڈر دے دیا دراصل میں آزادی کی خوشی میں رات بھر سیلیبریٹ کرنا چاہتا تھا۔۔

میں نے کافی بنائی اور جرمن کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ میری آزادی کی خوشی میں اس نے کافی پکڑی اور کہنے فریڈم مین تو میں نے ہر احتیاط بالا طاق

رکھتے ہوئے اپنی ساری کہانی سنا دی تو اس نے کہا کہ اگر انڈیا میں مجھے پتہ جاتا کہ تم پاکستانی جاسوس ہو تو میں تمہیں ضرور پکڑوا دیتا خیر ہم گھوڑے بیچ کر سو گئے صبح کسی نے مجھے جھنجھوڑ کر اٹھایا وہ جرمن تھا دیکھا تو ویٹر بھی کھڑا تھا اس نے کہا کہ جناب دو سپاہی آپکو کھٹمنڈو لے جانے کے لیے آے ہیں میں اٹھا تو میرا جسم ٹوٹ رہا تھا میں نے جرمن سے کہا کہ آج میرا موڈ نہیں جانے کا اگر تم نے جانا ہے تو میں تم کو بس کا کرایہ دے دیتا ہوں تم چلے جاؤ ورنہ کل میرے ساتھ چلنا اس نے کہا کہ میں کل تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا اگر تم تھوڑی سے حشیش منگوا تو میں مشکور ہوں گا میں نیچے ریسیپشن پر گیا اور اسے کہا کہ مجھے تھانے انچارج سے بات کرنی ہے اس نے نمبر ملا دیا تو دوسری طرف تھانیدار تھا تو میں اسے کہا کہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں کل کھٹمنڈو چلا جاؤں گا آپ کے لیے 1000 ہزار تمہارے دونوں سپاہیوں کے ہاتھ بھیج رہا ہوں وہ پیسوں کا سن کر بولا آپ کا جب تک دل چاہے یہاں رہ لیں کوئی مسئلہ نہیں میں نے سپاہیوں سے تھانیدار کی بات کروائی پھر اپنے کمرے میں گیا اور پیسے لے کر نیچے آ گیا سو سو روپیہ سپاہیوں کو 1000 روپیہ تھانے دار کے لیے دیا تو سپاہی خاموشی سے چلے گئے کمرے میں پہنچ کر میں نے ویٹر کو بلایا اور ناشتہ کا کہا اور ساتھ پوچھا کہ حشیش مل سکتی ہے ویٹر یہ سن کر خوش ہوا اور بولا کہ دونوں غیر ملکی ایک ساتھ ٹھہرے ہوئے دیکھ کر میں حیران ہو رہا تھا کہ ابھی تک انہوں نے حشیش کیوں نہیں منگوائی جتنی

چاہیں مل سکتی ہے میں نے اسے 50 روپے دیئے تھوڑی دیر تک وہ ناشتے کے ساتھ حشیش بھی لے آیا جرمن حشیش دیکھ کر ایسے جھپٹا جیسے بھوکی بلی دودھ پر جھپٹتی ہو ناشتہ کر کے میں نے کمرے کی کھڑکیاں کھول دیں تاکہ دھواں باہر نکلتا رہے میں نیچے گیا تو دیکھا کہ کئی ملکی غیر ملکی اور بھارتی نیچے بیٹھے حشیش پی رہے ہیں ریسیپشنز نے بتایا کہ ان کے ملک میں حشیش پینے اور رکھنے کی اجازت ہے جبکہ چرس ممنوع ہے۔۔

ناشتے کے بعد میں نے جرمن سے کہا کہ آئندہ تم نیچے جا کر پیو گے پھر ہم گھومنے پھرنے نکل گئے بعد دوپہر گھوم پھر کر واپس آ گئے دوپہر کا کھانا کھایا اور آرام کے لیے لیٹ گئے اگلی صبح 9 بجے سپاہی ٹیکسی لیے پھر مجھے کھٹمنڈو لے جانے کے لیے آ گئے ہم ٹیکسی میں بیٹھے میں آگے بیٹھ گیا اور جرمن پیچھے سپاہی کے ساتھ راستے میں ہم انجوائے کرتے ہوئے شام 7 بجے کھٹمنڈو پہنچے راستے میں جرمن کو اتار دیا اور خود پاکستان ایمبیسی کی طرف روانہ ہو گیا ایمبیسی کے سامنے پہنچا تو دیکھا کہ یہ ایک کوٹھی ہے جو کرایہ پر لی گئی تھی اوپر پاکستانی پرچم لہرارہا تھا بے اختیار دل رو دیا آنکھوں میں آنسو آ گئے یہ خوشی کے آنسو تھے میں تو سمجھا تھا کہ نیپال پہنچ کر میں آزاد ہو گیا ہوں مگر ابھی عشق کے امتحان اور بھی تھے گیٹ کے سامنے کھڑا تھا کہ گارڈ نے دروازہ کھولا اور مجھے اندر آنے کا کہا اور میں نے گارڈ سے کہا کہ مشرقی پاکستان سے آیا ہوں اور ایمبیسڈر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں میرے ہمراہ دو پولیس والے

بھی آے ہیں اس نے ہمیں اندر بلایا اور اپنے کمرے میں لے گیا وہاں آگ جل رہی تھی سردی کا احساس ذرا کم ہوا تو اس نے کیا کہ ایمبیسڈر صاحب تو کل دن کو آئیں گےاور مہاجروں کا نام تو کلرک رجسٹر میں درج کرتا ہے اس لیے ان سے ملنے کی ضرورت نہیں آپ نام درج کروا دیں اور کل آ جائیں میں نے سوچا کہ کل کا مطلب رات حوالات میں یا پھر سپاہیوں کے ساتھ کسی ہوٹل میں میں اس سے ایمبیسڈر کا ایڈریس پوچھا تو پہلے تو اس نے انکار کر لیکن میرے بہت زیادہ اصرار پر اس نے بتا دیا لیکن ساتھ کہا کہ ایمبیسڈر کو میرا نہ بتانا کہ میں نے پتہ بتایا ہے یہ کوٹھی پاکستانی سفارت خانے سے آٹھ دس کوٹھیاں چھوڑ کر اسی سڑک پر واقع تھی میں سپاہیوں کے ساتھ اسی کوٹھی میں پہنچا اور بل بجائی تھوڑی دیر بعد ملازم باہر آیا تو میں نے کہا ریفیوجی ہوں اور ارجنٹ ایمبسڈر صاحب سے ملنا ہے تو ملازم نے خود ہی جواب دے دیا کہ وہ بزی ہیں اس وقت نہیں مل سکتے یہ کہہ کر وہ جانے لگا تو میں نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا اور تھپڑ مارنے شروع کر دیئے اور کیا کہ جبتک تم یہ نہیں کہو گے کہ وہ مل سکتے ہیں اور مجھے ان کے کمرے کے باہر تک نہیں لے جاؤ گے تمہیں تھپڑ ہی پڑتے رہیں گے میں نے اسے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا اور وہ میرے آگے آگے چلنے لگا جب کمرے کے نزدیک پہنچے تو ملازم نے چیخنا شروع کر دیا چوہدری صاحب مجھے بچائیں چوہدری گاؤن پہنے باہر نکلا تو میں نے کہا کہ ریفیوجی ہوں اور سپاہی ساتھ ہیں تصدیق کر دیں ریفیوجی کا سن کر

چوہدری کا چہرہ سرخ ہو گیا ساتھ ہی ملازم نے کہا کہ اس نے مجھے تھپڑ بھی مارے ہیں چوہدری غصے میں بولا تمہاری یہ جرات اب میں تصدیق تو تمہیں ابھی پولیس کے حوالے کرتا ہوں میرا دماغ گھوم گیا میں پسٹل نکال کر تان لیا اور کہا کہ میری بات سن لو ورنہ پاکستان تمہاری فیملی سمیت تمہارے تابوت جائیں گے۔۔

اب ایمبسڈر ڈھیلا پڑ گیا بولا چلو اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں سفیر صاحب اپنے کمرے میں جلتے ہیٹروں کے باوجود کانپ رہے تھے جب میں نے دیکھا کہ بہت ہو گیا تو میں نے کہا کہ میں ریفیوجی نہیں ہوں میرے محکمے نے میرے متعلق آپکو بتایا ہو گا اس کا یہ سننا تھا کہ اٹھ کر مجھے گلے لگا لیا اور کہا کہ میں کب کا تمہارا انتظار کر رہا ہوں تمہارے محکمے سے تمہارے متعلق مجھے تفصیلی ہدایات ملی ہیں اور ایک مشن بھی آپ کے ذمے لگایا گیا ہے وہ مشن کا بتانے لگا تو میں نے کہا کہ پہلے یہ دو سپاہی جو باہر ٹیکسی میں میری تصدیق کے لیے آے ہیں پہلے ان کو فارغ کر دیں باقی باتیں بعد۔ میں ہوں گی اس نے اپنی گاڑی کی چابی لی اور کہا کہ آؤ چلیں میں ان کو تصدیق نامہ فل کر کے دے دیتا ہوں سفیر کی گاڑی میں ہم بیٹھ گئے اورسفارت خانے چلے گئے سپاہی اسی ٹیکسی میں وہاں پہنچے اس نے تصدیق نامہ تیار کیا اور پوچھا نام کیا لکھوں تو میں نے کہا آصف علی سن آ ف عباس علی اور چٹا گانگ میں اصفہانی کالونی اور اصفہانی کمپنی کا مینجر لکھ دیں اس نے تصدیق نامہ تیار کیا اور ایک کاپی کرکے

تصدیق نامہ مجھے دیا اور بولا آپکو پیسوں کی بھی ضرورت ہو گی میں نے کہا کہ ہاں ہے اس نے سیف سے 20 ہزاز نیپالی کرنسی کے نوٹ نکال کر مجھے دیئے میں تصدیق نامہ لے باہر آیا اور سپاہیوں کو دیا اور ساتھ 200 روپیہ بھی دیا انجوائے کرنے کے لیے پھر میں نے ایمبیسڈر سے اجازت چاہی تو اس نے کہا کہ نہی کھانا میرے ساتھ کھائیں اور گھر سے تمہارے لیے ہوٹل بھی بک کروا لیا جاے گا۔۔جب ہم سفیر کے گھر پہنچے تو ڈرائینگ روم میں سفیر کی بیگم اور دو جوان ان میرتج بیٹیاں بیٹھی ہوئی تھیں ہمارے وہاں پہنچنے پر سفیر نے ان کا تعارف کروایا اور انہوں نے میرے کیے گئے مشنوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ تھکا ہوا ہوں پھر کبھی بتاؤں گا سفیر نے گھر سے کال کر کے میرے لیے ہوٹل میں کمرہ بک کروایا اور مجھے اپنی گاڑی میں ہوٹل چھوڑنے چل دیا میرا کمرہ جس ہوٹل میں بک کیا گیا تھا اس کا نام اناپورنا تھا کھٹمنڈو میں اس وقت کے ٹاپ ہوٹلز میں یہ بھی شامل تھا سفیر نے بتایا کہ ہوٹل کے تمام اخراجات میڈیسن کے تمام اخراجات اور دیگر تمام اخراجات سفارت خانہ برداشت کرے گا آپکو بھی ان اخراجات کے علاوہ 5 ہزار ماہانہ یا پھر 1000 روپے پر ویک ملا کریں گے کھٹمنڈو میں جو مشن مجھے ملا تھا سفیر مجھے اس کے متعلق صرف بریف کرے گا باقی سب کچھ میں اپنی مرضی سے کروں گا سفیر نے آخر میں بتایا کہ مشن سے متعلقہ تمام روپوٹس ایک علیحدہ تھیلے میں مجھے سفارتی ڈاک کے ہمراہ پاکستان بھیجنی ہو گی انہوں نے بتایا کہ ایسے چار تھیلوں

کے تالوں کی چابیاں ایک سر بمہر پیکٹ میں ایمبیسی پہنچ چکی ہیں اور احکام کے مطابق کل یہ سر بمہر پیکٹ میرے حوالے کر دیئے جائیں گے۔۔

سفیر صاحب مجھے ہوٹل پہنچا کر چلے گئے سیکنڈ فلور پر میرے لیے کمرہ ریزور تھا ریسیپشن پر میں انٹری کرنے لگا تو تو انٹری کارڈ میں کرائے کے کمرے میں کمرے کا کرایہ اور اسکی ادائیگی بذمہ پاکستانی سفارت خانہ درج تھی یہ پہلی غلطی تھی جو سفیر صاحب نے میرے بارے میں کی میں نیپال میں ایک سویلین پاکستانی مہاجر کی حیثیت سے داخل ہوا تھا میں اپنی مالی حیثیت کے حساب سے کسی مہنگے یا سستے ہوٹل میں ٹھہرتا تو کرایہ مجھے اپنی جیب سے ادا کرنا پڑتا تھا یا پھر کسی گیسٹ ہاؤس یا کرائے کے کمرے میں رہتا تو بھی کرایہ مجھے خود ہی ادا کرنا پڑتا تھا پاکستانی سفارت خانے کا تحریری ثبوت نیپال میں میری حیثیت کو مشکوک بنانے کے لیے کافی تھا میں نے وہ کارڈ پھاڑ دیا اور دوسرا کارڈ لے کر 5ہزار کرایہ بھر کر کمرے میں آ گیا دوسرے دن 11 بجے میں سفارت خانے گیا تو وہاں حشر کا سماں تھا چار پانچ سو پاکستانی مہاجر سفارت خانے کے اندر باہر سڑکوں پر پاکستانی سفارت خانے کی بے حسی کے قصیدے پڑھ رہے تھے میں مختلف گروپوں کے پاس ٹھہرتا ہوا سفارت خانے میں داخل ہونے لگا تو وہاں موجود گارڈ نے مجھے زور سے دھکا دیتے ہوئے انتہائی کرختگی سے کہا کہ کس باپ سے ملنا ہے گارڈ کا میرے ساتھ اس رویہ سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ یہاں پاکستانی مہاجروں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے میں

دوبارہ گیٹ پر گیا اور زور سے ایک ٹھوکر گارڈ کی ناف پر ماری وہ چیخ مار کر دوہرا ہو گیا باقی دونوں گارڈ اور وہاں کھڑے باقی مہاجر لوگ میرے اس رویے پر حیران رہ گئے

گارڈ کی بدتمیزی پر اسے ٹھنڈا پرتے دیکھ وہاں موجود سب مہاجر میرے گرد جمع ہو گئے ایسے لگتا تھا کہ جیسے میں نے ان سب کے ارمان پورے کر دیئے ہوں ایک کی پٹائی ہوتی دیکھ باقی دونوں گارڈ خاموش کھڑے رہے میں سیدھا اندر گیا اور پی اے کو ایک پرچی پر کچھ لکھ کر دیا تو وہ پڑھ کر میری طرف دیکھنے لگا میں نے سختی سے کہا کہ کوئی ڈاؤٹ ہے تو اس نے میرے سخت رویئے کو دیکھ کر کہا نہیں سر وہ پرچی لے کر اندر گیا اور فوراً باہر آ کر کہنے لگا سر جائیں آپکو سفیر صاحب بلا رہے ہیں میرا چہرہ غصے سے لال تھا بعد میں پتہ چلا کہ پی اے سب سے بڑا وہاں فرعون بنا ہوا تھا۔۔

اندر پہنچا تو سفیر بڑے تپاک سے ملا اس نے میری خیریت دریافت کی لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا میرے اسکے آفس میں جانے سے پہلے اسے گارڈ والی خبر پہنچ چکی تھی آج سفارت خانے میں میرا پہلا دن تھا اس لیے میں نے کوشش کی کہ کوئی جھگڑا مول نہ لوں کافی پینے کے بعد سفیر نے مجھے چابیوں کا سر بمہر پیکٹ مجھے دیا۔ اور اس کے ساتھ لاکھ کی لگی مہروں والا لفافہ بھی تھامیں نے مہروں کی تسلی کر کے وصولی رسید پر دستخط کر دیئے سفیر لفافے میں خط پر لکھے مندرجات جاننے کا خواہش مند تھا اور میں نے لفافہ جیب میں

رکھ لیا اور پوچھا آپ نے یہ کیا غضب کر دیا جو ہوٹل میں کرائے اور دوسرے بلوں پر ادائیگی کے لیے سفارت خانے کی مہر ثبت کر دی آپکو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں یہاں سویلین کی حیثیت سے آیا ہوں پھر بلا ایمبیسی کو میرے اخراجات کا تحریری ثبوت دینے کی کیا ضرورت ہے میں نے وہ کارڈ پھاڑ دیا اور نیا کارڈ لے کر 5 ہزار بھر کر ادا کر دیا ہے آپ نے بلاسوچے سمجھے جو کر دیا تھا وہ سفارت خانے اور میرے لیے بہت خطرناک ثابت ہو سکتا تھا سفیر تو اپنی حماقت کا انجام سوچ کر ہی گھبرا گیا تھا اور بولا واقعی مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی اس نے کہا کہ آپ ایسے کیجئے کہ ہوٹل میں 20 ہزار ایڈوانس جمع کروا دیں اور 5 ہزار اپنے خرچے کے لیے رکھ لیں یہ کہہ کر اس نے اکاؤنٹنٹ کو کہا کہ 15 ہزار روپے اور سادہ ووچر لے کر آ جاے اکاؤنٹنٹ نے 15 ہزار روپے مجھے دیئے اور 25 ہزار کا ووچر بھر کر سفیر سے کہنے لگا سر کیا نام لکھوں اس سے پہلے کہ سفیر جواب دیتا میں نے کہا کہ سسپنس اینڈر کوڈ کیٹ آئیز لکھ دیں سفیر نے نہ سمجھتے ہوئے بھی کہا ہاں لکھ دو اکاؤنٹنٹ نے ووچر بھر کر پہلے سفیر کو پھر مجھے دستخط کے لیے دیا میں نے اپنی نام کے سپیلنگ الٹے لکھے تھوڑی دیر بعد میں نے جانے کی اجازت چاہی اور پوچھا کہ کونسا اہم مشن سونپا گیا ہے سفیر نے کیا کہ میرے سر بمہر لفافے کے ساتھ ایک خط میرے لیے بھی تھا جسمیں لکھا تھا کہ مشن کی تفصیلات لفافے میں بند ہیں اور میں آپ کے ساتھ پورا تعاون کروں تاکہ مشن ادھورا

نہ رہے میں اٹھ گیا اور جانے لگا تو سفیر میرے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ لنچ ٹائم ہو گیا ہے آپ میرے ساتھ لنچ کریں اس دوران میں آپکو یہاں کے تفصیلی مکمل حالات بھی بتا دوں گا لنچ کے بعد میں دفتر نہیں آؤں گا گھر پر بیٹھ کر بات کریں گے وہ مجھے اپنی گاڑی میں لے جانا چاہتا تھا لیکن میں نے کہا کہ آپ کے ساتھ گاڑی میں مجھے بیٹھا دیکھ کر یہ لوگ کچھ بھی سمجھ سکتے ہیں اور میں یہاں رفیوجی ہوں لہذا میں رفیوجی کے روپ میں ہی رہنا چاہتا ہوں آپ جائیں میں پیدل آ جاتا ہوں سفیر اپنی گاڑی۔ میں چلا گیا تو میں بھی باہر نکل آیا باہر نکلتے ہی وہاں کھڑے لوگوں نے مجھے گھیر کر ان کی بے حسی کی باتیں سنانا شروع کر دیں تو میں نے ان کو حوصلہ دیا اور کہا کہ میں بھی آپ لوگوں کی طرح ہی ہوں بس سفیر صاحب میرے آبائی گاؤں کے رہنے والے ہیں اس لیے رجسٹریشن ہو گئ ساری کمزوری آپ لوگوں کی ہے تھوڑی ہمت دکھائیں یہ سب سیدھے ہو جائیں گے وہاں سے نکل کر۔ میں سفیر کے گھر چلا گیا کھانا حسب معمول پر تکلف تھا کھانا کھانے کے بعد ہم لوگ ڈرائنگ روم میں آ گئے جہاں پر سفیر نے بتایا کہ یو این او کی مہاجرین کے لیے مقرر کردہ افغان ائیر ایک تو چھوٹی ہے دوسرے ان کے انڈیا کے ساتھ تعلقات اچھے ہیں اس لیے یہ ائیر لائن ہمیں بہت ذلیل کرواتی ہے سفارت خانے میں مہاجرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور ہم اپنے محدود وسائل کی بنا پر مہاجرین کی امیدوں پر پورے نہی اتر رہے جسکیوجہ سے یہ حالت ہے ائیر

لائن آتی بھی بہت کم ہے اور آتی ہے تو فل لوڈ لے کر نہیں جاتی خیر اس نے مزید تفصیلات بھی بتائیں اس کے بعد اس نے لفافہ کھولنے کا کہا چاروناچار میں نے لفافہ کھولا تو اس میں انگلش کے چند ورڈ لکھے ہوئے تھے کہ ہم آپکو نیپال میں خوش آمدید کہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تم اپنی ٹریننگ نہیں بھولے ہو گے میں نے کاغذ سفیر کے ہاتھ میں دے دیا وہ بھی پڑھ کر حیران ہوا کہ اس لفافے میں ایسی کوئی خاص بات تو نظر آ رہی جو اسکو چارلاکھ کی مہریں لگا کر بھیجا گیا تھا میں تو پڑھتے ہی مطلب سمجھ گیا تھا میں نے سفیر سے کاغذ لیا اس کو تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا اور اس سے اجازت لے کر ہوٹل چلا آیا کمرے میں پہنچ کر میں نے ہیٹر پر اس کاغذ کو ہیٹ دی تو اس میں الفاظ ابھرنا شروع ہو گئے اس خط میں مجھے ہدایت کی گئی تھی کہ سفارت خانے کی کارکردگی کی مکمل چھان بین کروں اور مفصل رپوٹ بھیجوں۔۔۔دوسرا یہ کہ جو وہاں نیپال میں پاکستانی مہاجر ہیں انکی چھان بین کروں کیونکہ ان میں بھارتی ایجنٹ ہیں پہلے بھی کھیپ میں بھارتی ایجنٹ پاکستان میں بطور مہاجر جا چکے ہیں جو وہاں پر جا کر تخریبی کاروائیاں کر رہے ہیں بہت سے پکڑے بھی گئے ہیں جو مشکوک لگیں انکی مکمل تفصیلی رپورٹ بنا کر انکو اور انکی تفصیل کو پاکستان بھیجوں آگے محکمہ خود ان کو دیکھ لے گا تیسرا بھارت میں مقیم بنگلہ دیشی جنگ کے دوران اور ان سے پہلے جو ان کے رشتہ دار ہجرت کر کے بھارت میں ان کے پاس آئے ہیں یا جو بہت پہلے آ چکے ہیں

بھارتی انٹیلیجنس انکی تحقیق کر کے انکو تنگ کر رہی ہے کہ وہ رشتہ دار جو ہجرت کر کے ان کے پاس آے ہیں وہ غیر قانونی طور پر ہیں لہذا انکو پکڑ کر جیل میں بند کیا جائے گا بچنے کی صرف ایک صورت ہے کہ جو ہجرت کر کے آے ہیں ان کو ہم پاکستان بھجوا دیتے ہیں اور وہ وہاں جا کر پاکستان کے خلاف ہمارے لیے کام کریں ورنہ ان کے رشتہ داروں کو قید میں ڈال دیا جاے گا وہ مجبوری کے تحت یہ کام کرنے پر مجبور ہیں لہذا ان سب کی ان مہاجرین میں شامل ہو کر چھان بین کرو اور جو ایسے لوگ ہیں انکی مکمل رپورٹ بھیجو اگلے روز میں پھر سفارت خانے گیا اور ان میں گھومنے پھرنے لگا پھر میں نے چند پڑھے لکھے لوگوں کو چنا اور انہیں شام کو ہوٹل میں ملنے کا کہا اور کہا کہ مل صلاح مشورہ کر کے کوئی بہتری کی راہ نکالیں گے میں نے ان سب کو پھر بتایا کہ میں بھی آپکی طرح مصیبت کا مارا ہوں شام 5 بجے میں ہوٹل کی لابی میں آیا تو ان چنے ہوئے لوگوں کے علاوہ تیس چالیس مہاجر وہاں کھڑے تھے میں نے ان سے پوچھا تو وہ بولے کہ منع کرنے کے باوجود یہ لوگ آپ سے ملنے چلے آئے ہیں سخت سردی سے ٹھٹھرتے میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس لوگوں کو ہوٹل والے لابی میں بھی نہ گھسنے دیتے تھے جو لوگ ذرا بہتر پوزیشن میں تھے وہ لابی میں بیٹھے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا ہوٹل ہے جس میں یہ سب بیٹھ سکیں تو انہوں نے کہا کہ ایک سکھ کا ہوٹل شیر پنجاب ہوٹل کے نام سے ہے میں نے کہا کہ تم سب کو لے کر وہاں چلو میں تھوڑی دیر

بعد وہاں آتا ہوں وہ سب کو لے کر چل دیئے میں نے بھی رکشہ لیا اور ان کے پیچھے چل دیا ہوٹل پر تقریباً ہم سب ایک ساتھ ہی پہنچے بہت کھلا دیسی ہوٹل تھا بیٹھنے کے لیے جگہ بھی وافر تھی میں نے سب کو بیٹھنے کا کہا اور سکھ کے پاس جا کر اسے پنجابی میں پوچھا سردار جی کی حال نے میرے پنجابی بولنے پر سکھ اٹھ کھڑا ہوا اور گلے لگ کر بولا آج تے شیر پنجاب وج پنجاب دا شیر آیا اے۔۔

میں نے کہا کہ سردار جی ایناں ساریاں نو چاہ تے کیک کھواؤ میں سمجھا کہ یہ بے تکلفی صرف پنجابی بولنے کی وجہ سے وہ تو پنجابی بولنے کے لیے ترسا ہوا تھا اس نے اپنے سارے کام کرن والوں کو ساری ٹیبل کرسیاں صاف کرنے اور مہمانوں کو چاے کیک پیش کرنے کا حکم دیا میں نے بتایا کہ میں مشرقی پاکستان سے ہوں اور وہاں سے کچھ عرصہ بھارت میں چھپ چھپ کر رہتا رہا اور اب ہجرت کر کے بڑی مشکل سے نیپال پہنچا ہوں سردار جی مسکراتے اور بولے باؤ جی ساڈے کولوں کوئی گل نہ چھپاؤ میں کچھ عرصہ جالندھر وچ رہ کر آیا ہوں اتھے ایک اخبار ہتھ لگا جدے آتے تواڈی فوٹو چھپی ہوئی سی آکھو تے اخبار کڈ کے لاؤں میں اسکی بات سن کر حیران ہوا اس نے کہا کہ تساں پنجابیاں دا نام روشن کر دیتا اے میں نے کہا سردار جی ہولی بولو تے نالے چپ کر جاؤ میں دشمناں وچ پھسیا ہویاں واں۔۔

سردار جی خوشی نال بے حال ہو رہا سی تے انے آکھیا اے گل میری تک

روے گی تے تواڈے دشمن لئی میرے کول کرپان اے میں اودا سر لا دواں گا سردار جی نوں بڑی مشکل وچ ٹھنڈا کر کے اودی گدی تے بٹھایا اس کے بعد سردار مجھے اپنے کچن میں لے گیا اور وہاں مرغیوں کے ڈربے رکھے ہوئے تھے اس نے ایک صحت مند مرغا نکالا اور مجھے چھڑی پکراتے ہوئے بولا اسکو اپنے ہاتھ سے ذبح کرو میں نے اسے ذبح کیا تو اس نے کہا کہ اب میں یہ آپ کے لیے روسٹ کروں گا آپکی مرضی ہو یہاں بیٹھ کر کھا لیں مرضی ہو تو ساتھ لے جائیں پورے نیپال میں اسلامی طریقے سے ذبح کی ہوئی کسی بھی چیز کا گوشت نہیں ملتا اس لیے یہ آپ سے ذبح کروائی ہے پھر میں کچن سے ساتھی مہاجروں کے پاس آ ک کر بیٹھ گیا اور چاے پینے لگا میں نے جن مہاجروں کو آنا پورنا ہوٹل میں بلایا تھا انہوں نے کہا کہ ہم میں بہت سے مہاجر ایسے ہیں جن کو کافی عرصہ سے چاے کا ایک گھونٹ پینے کو نہیں ملا پاکستان ایمبیسی سے ان کو 30 روپے فی کنبہ ماہوار ملتے ہیں یہ رقم یو این او کی مقرر کردا ہے کنبہ دو افراد پر مشتمل ہو یا دس سب کو 30 روپے ہی ملتے ہیں نیپال کے حکمران شاہ بریندرانے اپنی سالگرہ پر جو مہاجروں کے لیے 20 ہزار کمبل دیئے تھے وہ ایمبیسی والوں نے بازار میں بیچ دیئے تھے جو یو این او کی طرف سے دودھ کے ڈبے کپڑے ادویات دیئے جاتے ہیں وہ بھی سیدھا بازار میں جاتے ہیں ان باتوں پر یقین نہ کرتے ہوئے میں اگلے دو تین روز خود ان کے ساتھ جا کر بازار میں ان چیزوں کا پتہ لگایا اور جو الزام انہوں نے

لگایا تھا وہ 100 فیصد درست تھا یہ اس حکومت کے نمائندوں کا کارنامہ تھا جن کی وجہ سے پاکستان دولخت ہوا تھا اور روٹی کپڑا اور مکان کے انتخابی نعرے کے باعث قائم ہوئی تھی چاے کے بعد میں نے ان سب مہاجروں کو 100 روپیہ دیا جسکیوجہ سے ان کے چہرے کھل اٹھے اور میں نے کہا کہ اب ان کیمشکل کے دن ختم ہو گے ہیں بہت جلد سب کے پرابلمز حل ہو جائیں گے میں ان سب مہاجروں سے تو مل نہیں سکتا تھا لہزا میں نے ان میں سے 10 ایسے پڑھے لکھے اور قابل اعتماد اشخاص کا انتخاب کیا اور انہیں کہا کہ ہر روز شام 5 سے 6 بجے کے درمیان میرے ہوٹل میں مجھ سے رابطہ کریں اور مہاجروں کی مسکلات بتائیں یہ سب لکھنے کا میرا مقصد اپنی بڑائی بیان کرنا نہیں مقصد صرف یہ ہے دکھی انسانوں کی خدمت کرنا تھاآپ بھی دکھی انسانیت کی خدمت کر کے دیکھیں وہ سکون ملے گا کہ آپ ہر چیز کو بھول جائیں گے۔

فیلڈ مارشل ایوب خان نے اپنے دور حکومت میں نیپال کا سرکاری دورہ کیا تھا تو اس کی یاد میں نیپال حکومت نے اپنے سب سے بڑے پارک کا نام ایوب پارک رکھ دیا تھا اور آج اسکی حالت یہ تھی کہ مہاجرین کی معصوم بچیاں 5 روپے کے عوض جسم فروشی کرکے اپنے گھر کا خرچہ چلانے پر مجبور تھیں ایوب پارک جسم فروشی کا اڈا بنا ہوا تھا گو میں نے ساری صورت حال دیکھ کر وہاں یہ کام بند کروا دیا تھا اور سب مہاجروں کو اپنے پاس سے گھریلو اخراجات دینے

شروع کر دیئے تھے جو پیسے مجھے مستان اور یوسف پٹیل نے دیئے تھے ان کا بہترین خرچ کرنے کی جگہ یہی تھی لیکن جب میں وہاں سے واپس آ گیا تو پارک بھی وہی تھا مہاجر بھی وہی حکومت بھی وہی تھی سفیر بھی وہی تھا جنہوں نے اپنی بے حسی کی ایک مثال قائم کر دی تھی

مگر جو رقم ان دونوں نے مجھے دی تھی وہ مہاجروں کی نسبت بہت کم تھی لہذا اسی رات میں نے حاجی مستان کو کال کی اور یہاں مہاجروں کی صورت حال بتائی اور کہا کہ وہ اور یوسف خود آ کر یا اپنا نمائندہ بھیج کر ساری صورتحال کا پتہ لگوا سکتے ہیں حاجی نے پہلے تو مجھے خیریت سے نیپال پہنچنے پر مبارک دی پھر کہا رات کو وہ یوسف سے بات کر کے تمہیں بتا دے گا اگر یوسف نہ بھی مانا تو میں خود اس کار خیر میں حصہ ضرور ڈالوں گا اور کہا کہ روزانہ رات 11 بجے میں اور یوسف تمہیں کال کیا کری گے اس سے گلے دن حاجی مستان کا قابل اعتماد آدمی جس نے مجھے بھی دیکھا ہوا تھا پچاس لاکھ لے کر میرے ہوٹل پہنچ گیا اور کہا کہ 30 لاکھ حاجی کی طرف سے اور 20 لاکھ یوسف کیطرف سے اس نے صرف چاے پی اور واپس جانے کی اجازت چاہی۔ تو میں نے کہا کہ صبح چلا جائے مگر اس نے کہا کہ جس جہاز سے آیا ہے اسی سے اسکی واپسی کی ٹکٹ ہے اور ان دونوں نے کہا کہ مزید پیسوں کی ضرورت پڑے تو کال کر دے اب میرے پاس اتنی رقم آ گئی تھی کہ میں کھلے ہاتھوں مہاجرین کی مدد کی سکیم شروع کر سکتا تھا اور ان کو اپنے ہاتھ میں لے کر

اپنے مطلب کی معلومات بھی لے سکتا تھا چنانچہ میں نے اپنے گروپ کو کہا کہ وہ ان سب مہاجرین کی فہرست تیار کریں فہرست تیار ہوئی تو اس میں کچھ مہاجر مس تھے جب میں نے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک دو دن وہ سب کو مجھ سے ملوا دیں گے اگلے روز میں سفارت خانے پہنچا تو وہاں بورڈ لکھ کر آویزاں کیا گیا تھا کہ ضرورت مند مہاجر اپنا نام پتہ اور مکمل کوائف درج کروائیں اور اس کے بعد ان کی ارجنٹ ضرورت کو پورا کیا جاے گا لوگ دھرا دھر نام لکھوا رہے تھے میرے پہنچنے پر لکھنے والوں نے منع کرنے کے باوجود مجھے اٹھ کر سلام کیا میں ایمبیسی میں داخل ہونے لگا تو سب گارڈ نے مجھے سلیوٹ کیا پی اے کے پاس گیا تو اس نے اٹھ کر مجھے خوش آمدید کہا اور ارجنٹ سفیر کو اطلاع دی سفیر نے مجھے فوری اندر بلا لیا اس کے پاس فرسٹ اور سیکنڈ سیکرٹری بیٹھے ہوئے تھے سفیر نے ان سے میرا بطور مہاجر تعارف کروایا یہ محض مجھے دکھانے کے لیے تھا گارڈ کے مار کھانے کے بعد سفیر نے انکو میرے متعلق بتا دیا تھا سفیر تو خاموش بیٹھا رہا لیکن سیکنڈ سیکرٹری جس کا اصل عہدے میں مجبوری کے تحت میں بتا نہیں سکتا بولا یہ کیا تماشا ہو رہا ہے اس روز تم نے گارڈ کو مارا اور آج مہاجروں کو امداد دینے کا اعلان کیا جا رہا ہے یہ ایمبیسی کے کاموں میں صریحاً دخل اندازی ہے میں نے جواب دیا کہ گارڈ کو تو اسکی بدتمیزی کیوجہ سے مار پڑی تھی اور جو مجھ سے بدتمیزی کرے گا اس کا بلا تخصیص یہی حشر ہو گا جہاں تک مہاجروں کو امداد

دینے کا تعلق ہے تو امداد دینے والے کا کہیں نام نہی لکھا ہوا لیکن درحقیقت کچھ باثر لوگ میرے ذریعے سے انکی مدد کر رہے ہیں سیکنڈ سیکرٹری بولا کہ وہ لوگ ایمبیسی کے تھرو مہاجروں کی امداد کیوں نہیں کر رہے تو میں نے کہا کہ اسکا جواب آپ ان لوگوں سے ہی پوچھو ویسے میری معلومات کے مطابق مہاجرین کے لیے آنے والی امداد بھی سیدھا کھٹمنڈو کے بازار میں پہنچ جاتی ہے میری یہ بات سن کر دونوں سیکرٹری بولے ہم اس الزام کی پر زور ترید کرتے ہیں انکی آواز میں کبھی کبھی سفیر کی آواز بھی شامل ہو جاتی تھی ان کے خاموش ہونے کے بعد میں نے کہا کہ اب تک اس ایمبیسی میں جو بھی دھاندلیاں ہوئی ہیں میں نے ان کے ٹھوس ثبوت حاصل کر لیے ہیں سیکنڈ سیکرٹری بولا کیا تم بھول گئے ہو کہ اس وقت تم کہاں بیٹھے ہو اور کن سے بات کر رہے ہو میں نے اطمینان سے جواب دیا کہ میں پاکستانی سفارت خانے یعنی پاکستان کی سر زمین پر بیٹھا ہوا ہوں اور تم جس محکمے سے سفارش کے ذریعے سفارت خانے میں آے ہو وہ سب جانتا ہوں اور جو تم دھاندلیاں کی ہیں۔۔

وہ سب جانتا ہوں اور میں نے مفصل روپوٹ بھی تیار کر لی ہے اور پہلی ڈاک میں وہ روپوٹ می پاکستان بھی بھیج رہا ہوں یہ کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اتنی زور سے دروازہ بند کیا کہ وہ تینوں اپنی کرسیوں سے اچھل پڑے۔ قارئین یہ واقعات میں اس لیے لکھ ریا ہوں تاکہ کالے چوروں کے کالے کرتوتوں کو

سامنے لاسکوں بھارت میں تو مجھے دشمن ملک سے نبرد آ زما ہونا تھا مگر یہاں پر آستین میں چھپے سانپوں کو بے نقاب کرنا تھا جو صرف اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ہر برا کام کر گزرتے تھے اور پاکستان کو بدنام کر رہے تھے۔۔

میرے تلخ رویئے یا سفیر کی سیاست یا پھر کسی اپنی ذاتی وجہ کی بنا پر وہ دونوں شام کو میرے ہوٹل آے میں لابی میں مہاجروں سے بات چیت کر رہا تھا ان کو بٹھا کر ان کے لیے چاے کا کہہ کر میں دوبارہ مہاجروں سے محو گفتگو ہو گیا تقریباً ایک گھنٹہ کی مہاجروں سے میٹنگ کی اس دوران وہ بار بار اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھتے رہے مہاجروں سے فارغ ہو کر میں ان کے پاس جا بیٹھا وہ دونوں اٹھ کر ملے اور بغیر اجازت آنے کی معزرت چاہی اور اپنے سخت رویے کو بھول کر آئندہ میرے ساتھ تعاون کا وعدہ کیا میں نے کہا کہ جو روپوٹ میں نے تیار کی ہے وہ ہر حال میں پاکستان جاے گی ہاں اگر وہ اس بات کی تحقیق کر کے مجھے روپوٹ دیں کہ یو این او کے دیئے گے سامان بازار میں کون فروخت کرتا ہے تو وہ بھی وہ روپوٹ پاکستان بجھوا دے گا انہوں نے دو دن کا ٹائم لیا دودن بعد انہوں نے دو گارڈوں کے نام دیئے اور رپورٹ بنا کر دی کہ یہ اس میں ملوث ہیں میں نے روپوٹ لی اور پڑھا اور اس۔ میں مزید شامل کیا کہ آگر گارڈ اس میں ملوث ہیں تو اس سے پہلے تحقیق کیوں نہیں کی گئی جبکہ سفیر کو سب پتہ ہوتا ہے کہ کہاں کہاں سے امداد آ رہی ہے کس تاریخ کو آ رہی ہے متعلقہ لوگوں کو ملی ہے یا نہیں۔ میرا اپنا ذاتی خیال

ہے کہ اسمیں گارڈز کے ساتھ اوپر والے بھی ملے ہوئے ہیں یہ سب کی ملی بھگت ہے میرا کام تھا سچ اور روپوٹ بھیجنا وہ میں نے کر دیا اب آگے فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے اور ساتھ میں 20 ہزار کمبلوں کا ذکر بھی کیا اور جس جس دوکان پر یہ سامان فروخت ہوتا تھا ان کی رسیدیں بھی ساتھ بجھوا دیں۔۔

میں نے ڈاک کا مہر لگا تھیلا لیا اسمیں ڈاک رکھی تالا لگایا اور اپنے سامنے سفارت خانے کے بکس میں رکھوا کر بیٹھ گیا جب ڈاک والی گاڑی آئی اپنے سامنے ڈاک رکھوائی اور ڈاک والی گاڑی کے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا ائیر پورٹ پہنچے اپنے سامنے ڈاک کارگو سینٹر کے حوالے کی اور جب ڈسک جمع ہو گئی تو واپس آیا اتنی احتیاط اس لیے کی کہ غیر مسلم تو غیر مسلم ہیں ان کیا گلہ ان سے تو کچھ بھی بعید ہو سکتا ہے مگر یہاں اپنے ان ہندوؤں سے بھی زیادہ دو نمبری میں آگے نظر رہے تھے اس لیے یہ ساری کارروائی اپنی نگرانی میں کی وہاں سے واپسی ہوٹل پہنچا تو مہاجروں کے ساتھ وہاں ایک علیحدہ ٹیبل پر سفارت خانہ کا وائرلیس آپریٹر بھی میرے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا یہ وہی آپریٹر تھا جس کے متعلق خفیہ محکمے نے بتایا تھا کہ یہ بھی اپنے محکمے کا آدمی ہے اسے لے کر میں اپنے کمرے میں آ گیا کچھ دیر رسمی گفتگو کے بعد میں نے اسے اپنے محکمے کا خفیہ خط دکھایا خط دیکھنے کے بعد تو وہ پھٹ پڑا اور اس نے مجھے میرے خلاف ہونے والی اپنوں کی دو ایسی خفیہ سازش کا بتایا کہ میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس نے بتایا کہ سفیر نے ایک پیغام وزارت خارجہ کو

ٹرانسمٹ کروایا ہے کہ میں سفارت خانے کے کاموں میں رخنہ اندازی کر رہا ہوں اور مہاجروں کو سفارت خانے پر حملہ کرنے اور ملازمین کو ہلاک کرنے کی پلاننگ کر رہا ہوں اس کام کے لیے میں بھارت سے بہت سارے روپے بھی لایا ہوں اور مہاجروں میں تقسیم کر کے انہیں اپنا ہمنوا بنا رہا ہوں سفیر نے سوالیہ نشان کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ بھارت نے یہ روپیہ مجھے اسی کام کے لیے دیا ہو دوسری سازش اس نے یہ بتائی کہ سفیر نے دو جرائم پیشہ نیپالیوں کو گھر پر بلا کر کچھ ہدایات دی ہیں ہدایات کیا ہیں اس کا تو علم نہی البتہ جب آپ ڈاک والی گاڑی پر سوار ہو رہے تھے تو ان دونوں نیپالیوں نے آپکی تصاویر اتاری تھیں انہیں تصاویر اتارتے میں نے خود دیکھا تھا چونکہ آپکے متعلق مجھے محکمہ سے ہدایات مل چکی ہیں اس لیے یہ ساری کارروائی آپ کو بتانے آ گیا ہوں میں نے اسکا شکریہ ادا کیا اور ہوٹل کے پچھلے راستے سے اسے واپس بھیج دیا نیپالی جرائم پیشہ افراد کا سفیر سے ملنا اور میری تصویر اتارنا مقصد واضح تھا کہ مجھے بے خبری میں قتل کروانا چاہتے ہیں اپنی دھاندلیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے سفیر کو بس یہی ایک راستہ نظر آیا تھا بہت سوچ وچار کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ یہ ساری روپوٹ بھی محکمے کو ٹرانسمٹ کر دوں مگر ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ ٹرانسمٹ کا ڈائریکٹ رابطہ وزارت خارجہ سے ہے اس لیے یہ بھی نہ کر سکا ڈاک کا سوچا تو ابھی ڈاک بھجنے میں بہت دن پڑے تھے خیر آخری راستہ جو نظر آیا اللہ کو دل جان سے

پکارا اور اس صورت حال میں مدد کے لیے پکارا اور دل مطمئن ہونے پر ہر قسم کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے خود کو تیار کر لیا مجھے یقین تھا کہ میری روپوٹس کی روشنی میں میرا محکمہ سفیر کی رپورٹ کے چیتھڑے اڑا دے گا لہذا اسکے بعد میں بہت احتیاط سے رہنے لگا اور دو تین خاص ہمدرد مہاجروں کے ساتھ باہر نکلنے لگا سفارت خانے بھی جانا کم کر دیا تھا۔۔

آئندہ چند روز میں مجھے ان مہاجروں کی لسٹ مل گئی جو مالی لحاظ سے مستحکم تھے اور ضرورت مند مہاجروں کی خاطر خواہ مدد بھی کرتے تھے بلکہ ان کے قدیم جاننے والے مہاجروں سے بھی رابطہ ہو گیا انہوں نے مجھے جو کچھ بتایا اسکا لب لباب یہ تھا کہ ان مہاجروں میں کچھ تو مشرقی پاکستان میں بھی صاحب حیثیت تھے اور اسی فراخ دلی سے دوسروں کی مدد بھی کرتے تھے 25 مارچ 71ء سے پہلے اور بعد میں خانہ جنگی کے دوران انہوں نے بہت سے بہاری اور پاکستانی مہاجروں کو اپنے پاس پناہ بھی دی تھی ان میں ایک شاہی مرزا بھی تھے جو آج کل پاکستان ڈراموں میں کام کرتے ہیں یہ اپنے ہمراہ جو کچھ بھی نیپال لا سکے وہ انہوں نے باوجود کثیر الاولاد ہونے کے ضرورت مندوں میں بانٹ دیا تھا کچھ مہاجر ایسے بھی تھے جن کے سابقہ جاننے والوں نے بتایا کہ مشرقی پاکستان میں انکی مالی حالت اچھی نہ تھی لیکن نیپال پہنچنے کے بعد وہ کھلے مکانوں میں رہنے لگے اور کھلا خرچ بھی کرنے لگے ان لوگوں نے نیپال میں اپنے اپنے ضرورت مندوں کے حلقے بنا رکھے تھے جن کے ساتھ

تقریباً ہر روز محفلیں جمتی تھیں ان فارغ البال مہاجروں کی تیسری قسم وہ تھی جنہیں سابقہ مشرقی پاکستان میں ان کے بتائے ہوے ایڈریس کے مطابق کوئی بھی نہ جانتا تھا حتی کہ ان کے شہر گلی محلے والے بھی ان سے ناواقف تھے سفارت خانے سے مجھے رجسٹرڈ مہاجروں کی فہرستیں مل چکی تھیں ان کے علاوہ مہاجروں نے بھی اپنی طرف سے مکمل فہرست تیار کر رکھی تھی دونوں فہرستوں میں ان تیسری قسم کے مہاجروں کے مکمل پتے درج تھے لیکن ان کو جاننے اور پہچاننے والا کوئی نہ تھا ایک بڑی ہی عجیب بات یہ تھی کہ اس تیسری قسم کے مہاجروں کے کوئی افراد خانہ بھی نہ تھے بقول انکے کہ ان کے افراد خانہ یا تو مشرقی پاکستان میں فسادات کے دوران یا مکتی باہنی کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور وہ بلکل اکیلے ہی نیپال پہنچے تھے مجھے سونپے گئے مشن کے مطابق میری سب سے زیادہ دلچسپی ان تیسرے قسم کے مہاجروں سے تھی اس مشن کے لیے نہ تو سفارت خانے پر بھروسہ کر سکتا تھا کیونکہ وہ تو پہلے ہی غدار ہو چکے تھے بک چکے تھے اور نہ ہی کسی اور کے اوپر اندھا اعتماد کر سکتا تھا اسکا حل میں نے یہ ڈھونڈا ک ہر روز ایسے پانچ چھے مہاجروں کو ملنے اور اپنے ہمراہ ان کو ان کے شہر محلہ اور گلی میں ساتھ رہنے والوں کو ساتھ لے جانے کا پروگرام بنایا تاکہ انکی اصلیت جان سکوں پہلے روز ہم اللہ کا نام لے کر ہم ایسے ہی ایک مہاجر کے گھر گئے جس نے خود کو کھلنا میں سلیم ہوٹل سے ملی ہوئی عمارت کا رہائشی بتایا تھا میرے ساتھ کھلنا کے مدبر تین مہاجر

تھے جب ہم اسکے گھر پہنچے تو اس نے بڑی رکھائی سے ہم سے بات کی اس نے تین چار کمروں پر مشتمل گھر کرایہ پر لے رکھا تھا جس کا فرشی ڈرائنگ روم خوب آراستہ تھا میں نے اپنی آمد کا سبب بتایا کہ میرے ہمراہی مہاجر مجھے سے کچھ رقم بطور قرض لینا چاہتے ہیں چونکہ آپ بھی کھلنا کے رہائشی ہیں اس لیے اگر آپ انکی تصدیق کر دیں تو میں انہیں رقم قرض دے دوں اس مہاجر کا تو مجھے دیکھتے ہی رنگ فق ہو چکا تھا لیکن اس نے خود پر قابو پاے رکھا اس نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا میں نے کہا کہ میں تو کھلنا کبھی بھی نہیں گیا آپ صرف اتنا بتا دیں کہ جو ایڈریس یہ بتا رہے ہیں کیا وہ درست بھی ہے کہ نہیں۔ ان مہاجروں کو میں نے جیسے پہلے کہا تھا کہ وہ اپنے اصلی ایڈریس نہیں بتائیں گے بلکہ نکلی بتائیں گے ایسا کرنے کے پیچھے میرا مقصد اسکی اصلیت جاننا تھا تو انہوں نے اپنے ایڈریس وغیرہ بتا دیئے جو کھلنا کے نہیں تھے۔۔فیلڈ مارشل ایوب خان نے اپنے دور حکومت میں نیپال کا سرکاری دورہ کیا تھا تو اس کی یاد میں نیپال حکومت نے اپنے سب سے بڑے پارک کا نام ایوب پارک رکھ دیا تھا اور آج اسکی حالت یہ تھی کہ مہاجرین کی معصوم بچیاں 5 روپے کے عوض جسم فروشی کرکے اپنے گھر کا خرچہ چلانے پر مجبور تھیں ایوب پارک جسم فروشی کا اڈا بنا ہوا تھا گو میں نے ساری صورت حال دیکھ کر وہاں یہ کام بند کروا دیا تھا اور سب مہاجروں کو اپنے پاس سے گھریلو اخراجات دینے شروع کر دیئے تھے جو پیسے مجھے مستان اور یوسف پٹیل نے

دیئے تھے ان کا بہترین خرچ کرنے کی جگہ یہی تھی لیکن جب میں وہاں سے واپس آ گیا تو پارک بھی وہی تھا مہاجر بھی وہی حکومت بھی وہی تھی سفیر بھی وہی تھا جنہوں نے اپنی بے حسی کی ایک مثال قائم کر دی تھی

مگر جو رقم ان دونوں نے مجھے دی تھی وہ مہاجروں کی نسبت بہت کم تھی لہذا اسی رات میں نے حاجی مستان کو کال کی اور یہاں مہاجروں کی صورت حال بتائی اور کہا کہ وہ اور یوسف خود آ کر یا اپنا نمائندہ بھیج کر ساری صورتحال کا پتہ لگوا سکتے ہیں حاجی نے پہلے تو مجھے خیریت سے نیپال پہنچنے پر مبارک دی پھر کہا رات کو وہ یوسف سے بات کر کے تمہیں بتا دے گا اگر یوسف نہ بھی مانا تو میں خود اس کار خیر میں حصہ ضرور ڈالوں گا اور کہا کہ روزانہ رات 11 بجے میں اور یوسف تمہیں کال کیا کری گے اس سے گلے دن حاجی مستان کا قابل اعتماد آدمی جس نے مجھے بھی دیکھا ہوا تھا پچاس لاکھ لے کر میرے ہوٹل پہنچ گیا اور کہا کہ 30 لاکھ حاجی کی طرف سے اور 20 لاکھ یوسف کیطرف سے اس نے صرف چاے پی اور واپس جانے کی اجازت چاہی۔ تو میں نے کہا کہ صبح چلا جائے مگر اس نے کہا کہ جس جہاز سے آیا ہے اسی سے اسکی واپسی کی ٹکٹ ہے اور ان دونوں نے کہا کہ مزید پیسوں کی ضرورت پڑے تو کال کر دے اب میرے پاس اتنی رقم آ گئی تھی کہ میں کھلے ہاتھوں مہاجرین کی مدد کی سکیم شروع کر سکتا تھا اور ان کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے مطلب کی معلومات بھی لے سکتا تھا چنانچہ میں نے اپنے گروپ کو کہا کہ

وہ ان سب مہاجرین کی فہرست تیار کریں فہرست تیار ہوئی تو اس میں کچھ مہاجر مس تھے جب میں نے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک دو دن وہ سب کو مجھ سے ملوا دیں گے اگلے روز میں سفارت خانے پہنچا تو وہاں بورڈ لکھ کر آویزاں کیا گیا تھا کہ ضرورت مند مہاجر اپنا نام پتہ اور مکمل کوائف درج کروائیں اور اس کے بعد ان کی ارجنٹ ضرورت کو پورا کیا جاے گا لوگ دھرا دھر نام لکھوا رہے تھے میرے پہنچنے پر لکھنے والوں نے منع کرنے کے باوجود مجھے اٹھ کر سلام کیا میں ایمبیسی میں داخل ہونے لگا تو سب گارڈ نے مجھے سلیوٹ کیا پی اے کے پاس گیا تو اس نے اٹھ کر مجھے خوش آمدید کہا اور ارجنٹ سفیر کو اطلاع دی سفیر نے مجھے فوری اندر بلا لیا اس کے پاس فرسٹ اور سیکنڈ سیکرٹری بیٹھے ہوئے تھے سفیر نے ان سے میرا بطور مہاجر تعارف کروایا یہ محض مجھے دکھانے کے لیے تھا گارڈ کے مار کھانے کے بعد سفیر نے انکو میرے متعلق بتا دیا تھا سفیر تو خاموش بیٹھا رہا لیکن سیکنڈ سیکرٹری جس کا اصل عہدے میں مجبوری کے تحت میں بتا نہیں سکتا بولا یہ کیا تماشا ہو رہا ہے اس روز تم نے گارڈ کو مارا اور آج مہاجروں کو امداد دینے کا اعلان کیا جا رہا ہے یہ ایمبیسی کے کاموں میں صریحاً دخل اندازی ہے میں نے جواب دیا کہ گارڈ کو تو اسکی بدتمیزی کیوجہ سے مار پڑی تھی اور جو مجھ سے بدتمیزی کرے گا اس کا بلا تخصیص یہی حشر ہو گا جہاں تک مہاجروں کو امداد دینے کا تعلق ہے تو امداد دینے والے کا کہیں نام نہی لکھا ہوا لیکن درحقیقت

کچھ باثر لوگ میرے ذریعے سے انکی مدد کر رہے ہیں سیکنڈ سیکرٹری بولا کہ وہ لوگ ایمبیسی کے تھرو مہاجروں کی امداد کیوں نہیں کر رہے تو میں نے کہا کہ اسکا جواب آپ ان لوگوں سے ہی پوچھو ویسے میری معلومات کے مطابق مہاجرین کے لیے آنے والی امداد بھی سیدھا کھٹمنڈو کے بازار میں پہنچ جاتی ہے میری یہ بات سن کر دونوں سیکرٹری بولے ہم اس الزام کی پر زور ترید کرتے ہیں انکی آواز میں کبھی کبھی سفیر کی آواز بھی شامل ہو جاتی تھی ان کے خاموش ہونے کے بعد میں نے کہا کہ اب تک اس ایمبیسی میں جو بھی دھاندلیاں ہوئی ہیں میں نے انکے ٹھوس ثبوت حاصل کر لیے ہیں سیکنڈ سیکرٹری بولا کیا تم بھول گئے ہو کہ اس وقت تم کہاں بیٹھے ہو اور کن سے بات کر رہے ہو میں نے اطمینان سے جواب دیا کہ میں پاکستانی سفارت خانے یعنی پاکستان کی سر زمین پر بیٹھا ہوا ہوں اور تم جس محکمے سے سفارش کے ذریعے سفارت خانے میں آے ہو وہ سب جانتا ہوں اور جو تم دھاندلیاں کی ہیں وہ سب جانتا ہوں اور میں نے مفصل روپوٹ بھی تیار کر لی ہے اور پہلی ڈاک میں وہ روپوٹ می پاکستان بھی بھیج رہا ہوں یہ کہہ کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اتنی زور سے دروازہ بند کیا کہ وہ تینوں اپنی کرسیوں سے اچھل پڑے۔

قارئین یہ واقعات میں اس لیے لکھ ریا ہوں تاکہ کالے چوروں کے کالے کرتوتوں کو سامنے لاسکوں بھارت میں تو مجھے دشمن ملک سے نبرد آ زما ہونا تھا مگر یہاں پر آستین میں چھپے سانپوں کو بے نقاب کرنا تھا جو صرف اپنے ذاتی

مفاد کی خاطر ہر برا کام کر گزرتے تھے اور پاکستان کو بدنام کر رہے تھے۔

میرے تلخ رویئے یا سفیر کی سیاست یا پھر کسی اپنی ذاتی وجہ کی بنا پر وہ دونوں شام کو میرے ہوٹل آے میں لابی میں مہاجروں سے بات چیت کر رہا تھا ان کو بٹھا کر ان کے لیے چاے کا کہہ کر میں دوبارہ مہاجروں سے محو گفتگو ہو گیا تقریباً ایک گھنٹہ کی مہاجروں سے میٹنگ کی اس دوران وہ بار بار اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھتے رہے مہاجروں سے فارغ ہو کر میں ان کے پاس جا بیٹھا وہ دونوں اٹھ کر ملے اور بغیر اجازت آنے کی معزرت چاہی اور اپنے سخت رویے کو بھول کر آئندہ میرے ساتھ تعاون کا وعدہ کیا میں نے کہا کہ جو روپوٹ میں نے تیار کی ہے وہ ہر حال میں پاکستان جاے گی ہاں اگر وہ اس بات کی تحقیق کر کے مجھے روپوٹ دیں کہ یو این او کے دیئے گے سامان بازار میں کون فروخت کرتا ہے تو وہ بھی وہ روپوٹ پاکستان بجھوا دے گا انہوں نے دو دن کا ٹائم لیا دودن بعد انہوں نے دو گارڈوں کے نام دیئے اور رپورٹ بنا کر دی کہ یہ اس میں ملوث ہیں میں نے روپوٹ لی اور پڑھا اور اس۔ میں مزید شامل کیا کہ آگر گارڈ اس میں ملوث ہیں تو اس سے پہلے تحقیق کیوں نہیں کی گئی جبکہ سفیر کو سب پتہ ہوتا ہے کہ کہاں کہاں سے امداد آ رہی ہے کس تاریخ کو آ رہی ہے متعلقہ لوگوں کو ملی ہے یا نہیں۔ میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ اسمیں گارڈز کے ساتھ اوپر والے بھی ملے ہوئے ہیں یہ سب کی ملی بھگت ہے میرا کام تھا سچ اور روپوٹ بھیجنا وہ میں نے کر دیا اب آگے فیصلہ

کرنا آپ کا کام ہے اور ساتھ میں 20 ہزار کمبلوں کا ذکر بھی کیا اور جس جس دوکان پر یہ سامان فروخت ہوتا تھا ان کی رسیدیں بھی ساتھ بجھوا دیں

میں نے ڈاک کا مہر لگا تھیلا لیا اسمیں ڈاک رکھی تالا لگایا اور اپنے سامنے سفارت خانے کے بکس میں رکھوا کر بیٹھ گیا جب ڈاک والی گاڑی آئی اپنے سامنے ڈاک رکھوائی اور ڈاک والی گاڑی کے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا ائیر پورٹ پہنچے اپنے سامنے ڈاک کارگو سینٹر کے حوالے کی اور جب ڈسک جمع ہو گئی تو واپس آیا اتنی احتیاط اس لیے کی کہ غیر مسلم تو غیر مسلم ہیں ان کیا گلہ ان سے تو کچھ بھی بعید ہو سکتا ہے مگر یہاں اپنے ان ہندوؤں سے بھی زیادہ دو نمبری میں آگے نظر رہے تھے اس لیے یہ ساری کارروائی اپنی نگرانی میں کی وہاں سے واپسی ہوٹل پہنچا تو مہاجروں کے ساتھ وہاں ایک علیحدہ ٹیبل پر سفارت خانہ کا وائرلیس آپریٹر بھی میرے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا یہ وہی آپریٹر تھا جس کے متعلق خفیہ محکمے نے بتایا تھا کہ یہ بھی اپنے محکمے کا آدمی ہے اسے لے کر میں اپنے کمرے میں آ گیا کچھ دیر رسمی گفتگو کے بعد میں نے اسے اپنے محکمے کا خفیہ خط دکھایا خط دیکھنے کے بعد تو وہ پھٹ پڑا اور اس نے مجھے میرے خلاف ہونے والی اپنوں کی دو ایسی خفیہ سازش کا بتایا کہ میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس نے بتایا کہ سفیر نے ایک پیغام وزارت خارجہ کو ٹرانسمٹ کروایا ہے کہ میں سفارت خانے کے کاموں میں رخنہ اندازی کر رہا ہوں اور مہاجروں کو سفارت خانے پر حملہ کرنے اور ملازمین کو ہلاک کرنے

کی پلاننگ کر رہا ہوں اس کام کے لیے میں بھارت سے بہت سارے روپے بھی لایا ہوں اور مہاجروں میں تقسیم کر کے انہیں اپنا ہمنوا بنا رہا ہوں سفیر نے سوالیہ نشان کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ بھارت نے یہ روپیہ مجھے اسی کام کے لیے دیا ہو دوسری سازش اس نے یہ بتائی کہ سفیر نے دو جرائم پیشہ نیپالیوں کو گھر پر بلا کر کچھ ہدایات دی ہیں ہدایات کیا ہیں اس کا تو علم نہی البتہ جب آپ ڈاک والی گاڑی پر سوار ہو رہے تھے تو ان دونوں نیپالیوں نے آپکی تصاویر اتاری تھیں انہیں تصاویر اتارتے میں نے خود دیکھا تھا چونکہ آپکے متعلق مجھے محکمہ سے ہدایات مل چکی ہیں اس لیے یہ ساری کارروائی آپ کو بتانے آ گیا ہوں میں نے اسکا شکریہ ادا کیا اور ہوٹل کے پچھلے راستے سے اسے واپس بھیج دیا نیپالی جرائم پیشہ افراد کا سفیر سے ملنا اور میری تصویر اتارنا مقصد واضح تھا کہ مجھے بے خبری میں قتل کروانا چاہتے ہیں اپنی دھاندلیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے سفیر کو بس یہی ایک راستہ نظر آیا تھا بہت سوچ وچار کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ یہ ساری روپوٹ بھی محکمے کو ٹرانسمٹ کر دوں مگر ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ ٹرانسمٹ کا ڈائریکٹ رابطہ وزارت خارجہ سے ہے اس لیے یہ بھی نہ کر سکا ڈاک کا سوچا تو ابھی ڈاک بھجنے میں بہت دن پڑے تھے خیر آخری راستہ جو نظر آیا اللہ کو دل جان سے پکارا اور اس صورت حال میں مدد کے لیے پکارا اور دل مطمئن ہونے پر ہر قسم کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے خود کو تیار کر لیا مجھے یقین تھا کہ میری

روپوٹس کی روشنی میں میرا محکمہ سفیر کی رپورٹ کے چیتھڑے اڑا دے گا لہذا اسکے بعد میں بہت احتیاط سے رہنے لگا اور دو تین خاص ہمدرد مہاجروں کے ساتھ باہر نکلنے لگا سفارت خانے بھی جانا کم کر دیا تھا

آئندہ چند روز میں مجھے ان مہاجروں کی لسٹ مل گئی جو مالی لحاظ سے مستحکم تھے اور ضرورت مند مہاجروں کی خاطر خواہ مدد بھی کرتے تھے بلکہ ان کے قدیم جاننے والے مہاجروں سے بھی رابطہ ہو گیا انہوں نے مجھے جو کچھ بتایا اسکا لب لباب یہ تھا کہ ان مہاجروں میں کچھ تو مشرقی پاکستان میں بھی صاحب حیثیت تھے اور اسی فراخ دلی سے دوسروں کی مدد بھی کرتے تھے 25 مارچ 71ء سے پہلے اور بعد میں خانہ جنگی کے دوران انہوں نے بہت سے بہاری اور پاکستانی مہاجروں کو اپنے پاس پناہ بھی دی تھی ان میں ایک شاہی مرزا بھی تھے جو آج کل پاکستان ڈراموں میں کام کرتے ہیں یہ اپنے ہمراہ جو کچھ بھی نیپال لا سکے وہ انہوں نے باوجود کثیر الاولاد ہونے کے ضرورت مندوں میں بانٹ دیا تھا کچھ مہاجر ایسے بھی تھے جن کے سابقہ جاننے والوں نے بتایا کہ مشرقی پاکستان میں انکی مالی حالت اچھی نہ تھی لیکن نیپال پہنچنے کے بعد وہ کھلے مکانوں میں رہنے لگے اور کھلا خرچ بھی کرنے لگے ان لوگوں نے نیپال میں اپنے اپنے ضرورت مندوں کے حلقے بنا رکھے تھے جن کے ساتھ تقریباً ہر روز محفلیں جمتی تھیں ان فارغ البال مہاجروں کی تیسری قسم وہ تھی جنہیں سابقہ مشرقی پاکستان میں ان کے بتائے ہوئے ایڈریس کے مطابق کوئی

بھی نہ جانتا تھا حتی کہ ان کے شہر گلی محلے والے بھی ان سے ناواقف تھے
سفارت خانے سے مجھے رجسٹرڈ مہاجروں کی فہرستیں مل چکی تھیں ان کے علاوہ
مہاجروں نے بھی اپنی طرف سے مکمل فہرست تیار کر رکھی تھی دونوں
فہرستوں میں ان تیسری قسم کے مہاجروں کے مکمل پتے درج تھے لیکن ان کو
جاننے اور پہچاننے والا کوئی نہ تھا ایک بڑی ہی عجیب بات یہ تھی کہ اس
تیسری قسم کے مہاجروں کے کوئی افراد خانہ بھی نہ تھے بقول انکے کہ ان کے
افراد خانہ یا تو مشرقی پاکستان میں فسادات کے دوران یا مکتی باہنی کے ہاتھوں
شہید ہو گئے اور وہ بلکل اکیلے ہی نیپال پہنچے تھے مجھے سونپے گئے مشن کے
مطابق میری سب سے زیادہ دلچسپی ان تیسرے قسم کے مہاجروں سے تھی اس
مشن کے لیے نہ تو سفارت خانے پر بھروسہ کر سکتا تھا کیونکہ وہ تو پہلے ہی
غدار ہو چکے تھے بک چکے تھے اور نہ ہی کسی اور کے اوپر اندھا اعتماد کر سکتا
تھا اسکا حل میں نے یہ ڈھونڈا کہ ہر روز ایسے پانچ چھے مہاجروں کو ملنے اور
اپنے ہمراہ ان کو ان کے شہر محلہ اور گلی میں ساتھ رہنے والوں کو ساتھ لے
جانے کا پروگرام بنایا تاکہ انکی اصلیت جان سکوں پہلے روز ہم اللہ کا نام لے
کر ہم ایسے ہی ایک مہاجر کے گھر گئے جس نے خود کو کھلنا میں سلیم ہوٹل
سے ملی ہوئی عمارت کا رہائشی بتایا تھا میرے ساتھ کھلنا کے مدبر تین مہاجر
تھے جب ہم اسکے گھر پہنچے تو اس نے بڑی رکھائی سے ہم سے بات کی اس
نے تین چار کمروں پر مشتمل گھر کرایہ پر لے رکھا تھا جس کا فرشی ڈرائنگ

روم خوب آراستہ تھا میں نے اپنی آمد کا سبب بتایا کہ میرے ہمراہی مہاجر مجھ سے کچھ رقم بطور قرض لینا چاہتے ہیں چونکہ آپ بھی کھلنا کے رہائشی ہیں اس لیے اگر آپ انکی تصدیق کر دیں تو میں انہیں رقم قرض دے دوں اس مہاجر کا تو مجھے دیکھتے ہی رنگ فق ہو چکا تھا لیکن اس نے خود پر قابو پاے رکھا اس نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا میں نے کہا کہ میں تو کھلنا کبھی بھی نہیں گیا آپ صرف اتنا بتا دیں کہ جو ایڈریس یہ بتا رہے ہیں کیا وہ درست بھی ہے کہ نہیں۔ ان مہاجروں کو میں نے جیسے پہلے کہا تھا کہ وہ اپنے اصلی ایڈریس نہیں بتائیں گے بلکہ نکلی بتائیں گے ایسا کرنے کے پیچھے میرا مقصد اسکی اصلیت جاننا تھا تو انہوں نے اپنے ایڈریس وغیرہ بتا دیئے جو کھلنا کے نہیں تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صاحب خانہ نے بڑی بے رخی سے یہ ایڈریس سنے اور کہا کہ ہاں سب ٹھیک اب آپ جائیں میں نے اسکے رویے پر کوئی توجہ نہ دیتے ہوئے اس سے پوچھا کہ آپکا کھلنا میں کیا کام کرتے تھے اور آپ کے ریکارڈ کے مطابق سلیم ہوٹل سے ملحقہ بلڈنگ میں رہتے تھے اس بلڈنگ کے مالک کا کیا نام تھا میرا سوال سن کر وہ آپے سے باہر ہو گیا اور ہمیں فوراً گھر سے نکل جانے کا کہا میرے ساتھ آے ہوئے مہاجروں کے بھی رنگ اڑے ہوئے تھے اس سے پہلے کہ وہ میرا ارادہ سمجھ پاتا میں نے اسے گردن سے پکڑ کر فرش پر گرا دیا میں نے

اسکی گردن ایسے طریقے سے پکڑی تھی کہ اس کے منہ سے سوائے خرخر کے کوئی آواز نہیں نکل سکتی تھی مجھے اس پر شک تو ہو گیا تھا اب یقین کے لیے میں نے پسٹل نکال کر اس کے سر پر لگاتے ہوئے ساتھ آئے ہوئے مہاجروں سے کہا کہ اسکے کپڑے اتار کر اسکے مسلمان ہونے کی تصدیق کرو وہ غیر مسلم نکلا میں نے اس کے ہاتھ پاؤں بندھوا دیئے اور کہا کہ اب شرافت سے اپنی حقیقت بتاؤ گے یا میں دوسرا طریقہ اختیار کروں چونکہ اسکا راز تو کھل چکا تھا وہ ادھر ادھر کی ہانکنے لگا میں نے دو تین تھپڑ لگا دیئے تو وہ بول پڑا اس نے بتایا کہ وہ کلکتہ کے رہنے والا ہے سویلین ہے اور مکتی باہنی تحریک میں شامل رہا ہے مشرقی پاکستان میں تخریبی کارروائیوں میں پاک فوج کے زیر استعمال رہنے والے پل کو اڑانے میں اسکا نمایاں کردار رہا ہے کیونکہ وہ ہوڑا برج کلکتہ کے نزدیک بارود بنانے والی فیکٹری میں کام کرتا رہا ہے اسکا نیپال آنے کا مقصد پاکستان جانا نہیں بلکہ یہاں سے مہاجروں کی ٹیم تیار کرنا تھی جو پاکستان جا کر تخریبی کاروائیاں کر سکے یقیناً آپ سوچتے ہوں گے کہ اتنی جلدی اور اتنی آسانی سے اس نے سب راز کیوں اگل دیئے

اسکی پہلی وجہ ہم دونوں ایک ہی نیوٹرل ملک میں تھے جہاں ہم دشمن ہونے کے باوجود قانونی طور پر ایک دوسرے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے دوم اسے میری اصلیت کا بھی علم نہیں تھا میرے نیپال آنے سے پہلے ہی وہ ان کارروائیوں میں مصروف تھا اس نے مزید بتایا نیپال میں مزید اس کے 8 ساتھی

بھی موجود ہیں جو انہی کارروائیوں میں مصروف ہیں جو سب مہاجر بھیس میں ہیں یہ سب بتا کر اس نے کرخت لہجے میں کہا تم جو کوئی بھی ہو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہو اپنی ایمبیسی کو ہمارے متعلق بتاکر ہماری رجسٹریشن ختم کروا دو ایسی صورت میں بھی جتنا عرصہ ہم چاہیں نیپال میں رہ سکتے ہیں وہ اپنی بکواس کیے جا رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اس جیسے 8 اور بھارتیوں کو زندہ چھوڑ دینا ہمارے لیے کتنا خطرناک ہو گا یہاں پر حاجی مستان اور یوسف پٹیل جیسے دبنگ دوست بھی نہیں تھے جو میرے مدد گار ثابت ہوتے ان کم بختوں نے مہاجروں کی کسمپرسی کا فائدہ اٹھا کر بہت سوں کو اپنا ہمنوا بنا لیا ہو گا میں تو اپنے ساتھ آنے والے مہاجرین پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا تھا اسکو مار دینے کے بعد اسکی لاش کو ٹھکانے لگانا بھی ایک مسئلہ تھا نہ کھٹمنڈو بڑا شہر تھا اور نہ کوئی میرے پاس گاڑی تھی ایک اہم بات کہ مزید 8 بھارتی یہاں پاکستان دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں سب سوچ کر میں نے ایک پلان بنایا عام حالات میں یہ ایک کمزور پلان تھا لیکن حالات کے تقاضے کے مطابق مجھے اس سے بہتر کچھ نہ سوجھا میں نے اپنے ساتھ آنیوالے تینوں مہاجروں کو فارغ کیا اور انہیں سختی سے ہدایت کی اپنے اور میرے یہاں آنے کا ذکر کسی سے بھی نہ کریں حتی کہ اپنے گھر والوں سے بھی نہ کریں میں نے سارا پلان پہاڑی کوئلوں کی اس بھری ہوئی انگیٹھی کو دیکھ کر بنایا تھا جو اس مکتی باہنی کے کارکن کے ڈرائنگ روم میں تھی کھٹمنڈو کی ہڈیوں کو جما دینے والی سردی میں

گھروں میں کوئلوں کی انگیٹھی رکھنا عام بات تھی میں نے وہ دہکتی ہوئی انگیٹھی اس کے سونے والے کمرے میں رکھی جہاں پر ویسی ہی ان جلی انگیٹھی پڑی ہوئی تھی جسے اٹھا کر میں ڈرائنگ روم میں لے آیا مکتی باہنی کا یہ ایجنٹ مشرقی پاکستان میں اپنی کامیابی کیوجہ سے بے خوف خطر مجھے دھمکیاں دیئے جا رہا تھا پاکستان میں مجھے گردن کی مخصوص نسوں کو دبا کر ہلاک کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی لیکن یہ ٹریننگ صرف چارٹوں میں دکھا کر دینے کی حد تک بتائی گئی تھی میں ہاتھوں پیروں سے بندھے ہوئے اس ایجنٹ کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور ٹٹول کر ان نسوں کو اپنے ہاتھوں کے انگوٹھے اور انگشت شہادت سے زور سے دبایا دو منٹ اسی کیفیت میں رہنے کے بعد میں نے اسکی گردن سے ہاتھ اٹھایا تو اسکی گردن ایک طرف ڈھلک گئی مجھے بلکل یقین نہیں تھا کہ وہ مر چکا ہے کافی دیر تک میں اس کے سینے پر اسی طرح بیٹھا رہا اور ہر لمحہ مجھے یہی شک گزرتا کہ وہ ابھی سانس لے گا حرکت کرے گا لیکن وہ تو واقعی مر چکا تھا میں نے مزید تسلی کے لیے اسکی نبض ٹٹولی اور اسی کمرے میں پڑا ایک آئینہ اسکے ناک کے ساتھ لگائے رکھا جب اس میں زندگی کے کوئی آثار دکھائی نہ دیئے تو میں نے اسکے ہاتھ پاؤں کھولے اوراسے اٹھا کر اس کے سونے والے کمرے میں اس کے بیڈ پر ڈال دیا کمرے میں دھواں بھر چکا تھا اس کے کمرے میں پڑے سوٹ کیس کی تلاشی لی تو اس میں سے بھارتی حکومت کا جارہ کردہ پاسپورٹ اور کچھ اوراق تھے جو ہندی میں ٹائپ ہوے تھے باقی

سب تسلی کر کے میں نے اسکے اوپر دو کمبل ڈال دیئے اور بتی بند کی باہر آ کر ڈرائنگ روم کی بھی بتی بند کی اور باہر والے دروازے میں کھڑے ہو کر باہر سے تسلی کی تسلی ہو جانے کے بعد وہاں سے نکلا روڈ پر پہنچ کر رکشہ لیا اور اپنے ہوٹل واپس آ گیا دوسرے روز دوپہر کے قریب میں سفارت خانے پہنچا تو سب کی زبان پر ایک کہانی تھی کہ ایک مہاجر کمرے میں دھواں بھر جانے کیوجہ سے مر گیا اسکو غسل دیا گیا اور جنازہ پڑھ کر قبرستان میں دفن کر دیا گیا کسی کو کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ مسلم تھا یا غیر مسلم شام کو ہوٹل میں روز مرہ کے کام نمٹانے کے بعد کل والے تینوں مہاجر میرے پاس آئے ان تینوں کو اس ایجنٹ ہونے کا علم تھا لیکن وہ لوگ اسکی موت سے بے خبر تھے کہ وہ کیسے مرا نہ ہی انہوں نے کوئی تذکرہ کیا اور نہ ہی میں نے بتانا مناسب سمجھا اگلے روز میں نے فی مہاجر 1000 روپیہ دینے کا اعلان کیا میں نے ان تینوں مہاجروں کو 3 ہزار روپے دیئے اور کہا کہ وہ اس کام میں اسکی مدد کریں فہرستیں میرے پاس تھیں اور پیسے لینے والے مہاجروں نے مجھے رجسٹریشن نمبر دکھانے تھے انکو رخصت کرنے کے بعد میں کپڑے تبدیل کرنے ہی والا تھا کہ ریسیپشن سے فون آیا کہ ایک آدمی آپ سے ملنے کے لیے بضد ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اگر وہ ابھی نہ ملے تو وہ ساری رات لابی میں ہی بیٹھا رہے گا۔۔

میں لابی میں آیا تو ریسیپشن مینجر مجھے بتانے ہی والا تھا کہ ایک آدمی لپکتا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جناب میں نے آپ کو اس وقت تکلیف دی

ہے میں چٹا گانگ (مشرقی پاکستان کا ایک شہر ہے) کا رہنے والا ہوں ریلوے میں گڈز کلرک تھا 71ء کے بعد فوری میں البدر میں شامل ہو گیا اور افواج پاکستان کے ساتھ غداروں سے لڑتا رہا سقوط ڈھاکہ کے بعد جب ہم بے آسرا رہ گئے تو پاکستان کے غداروں مکتی باہنی والوں نے میرے سامنے میرے تین بچوں بیوی اور والدہ کو شہید کر دیا اور مجھے پہلے اذیتیں دیں پھر دو گولیاں ماریں اور مردہ سمجھ کر چلے گئے مجھے جب ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ ایک محب وطن بنگالی مجھے اپنے گھر اٹھا لایا تھا مجھ میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی اس نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی اور خفیہ میرا علاج کیا دو برس کے بعد میں اس قابل ہوا کہ میں چل پھر سکوں ہم دونوں ریلوے کالونی میں رہتے تھے اور دوست بھی تھے اس نے مجھے کچھ رقم دی اور قریب ایک برس تک چھپتا چھپتا بھارت میں بھٹکنے کے بعد چند ماہ پہلے یہاں پہنچا ہوں آپکی آمد کے بعد مہاجروں میں طرح طرح کی چی میگوئیاں ہو رہی ہیں میں یہاں اکیلا اور تنہا ہوں اور ایک پڑھے لکھے بزرگ جو شاعر بھی ہیں میرے ساتھ ایک کمرے میں رہتے ہیں چونکہ دن میں آپ کے گرد مہاجروں کا ہجوم ہوتا ہے یا آپ ایمبیسی میں ہوتے ہیں جہاں ہمارا داخلہ ممنوع ہے اس لیے اس وقت ملنے کو چلا آیا میں اس وقت کی ملاقات سے چڑچڑا سا ہو رہا تھا میں نے کہا کہ اگر پیسے چاہیں تو صبح ایمبیسی میں رجسٹریشن نمبر لے کر آ جانا لیکن اس نے کہا کہ مجھے مالی امداد ہی چاہیے میں نے کہا کہ وہ سچا ہے تو میرے ساتھ باتھ روم

چل کر اپنے زخم کے نشان دکھائے وہ فوراً چلا آیا اس نے اپنی میلے کپڑے اتارے اس کا جسم زخموں کے نشانوں سے چور تھا اس کے نشان دیکھ کر مجھے بھارت میں مجھ پر کیا گیا تشدد ہیچ لگا اس نے کپڑے درست کیے میں نے اسے گلے سے لگا لیا اور ہم دوست بن گئے نیپال میں میرے مشنوں میں اس نے میری بہت ہیلپ کی پھر پاکستان چلا گیاجہاں آکر وہ فیصل آباد میں ریلوے میں ملازم ہو گیا اس نے شادی کی اور ایک بھر پور زندگی گزار رہا ہے سیکیورٹی کے پیش نظر آئندہ میں اسے محسن کے نام سے لکھا کروں گا اس نے مجھے بتایا کہ اس وقت ملاقات کے لیے اس لیے آیا کہ میں اور میرا ساتھی 3 دن سے بھوکے ہیں میرا ساتھی سخت بیمار ہے اور زندگی موت کی کشمکش میں ہے میں نے ہوٹل سے کھانا پیک کروایا اور ریسیپشن سے ہوٹل کے ڈاکٹر کو بلایا ٹیکسی لی اور اس کے گھر پہنچ گئے وہاں دو بوسیدہ دریاں تھی جس میں سے ایک پر وہ بیمار لیٹا ہوا تھا اور بخار میں تپ رہا تھا کمرہ بہت ٹھنڈا تھا کمرے میں ہیٹر بھی نہیں تھا ڈاکٹر نے اسے چیک کیا ٹیکہ لگایا اور دوائی دی اور کہا کہ اسکی یہ حالت بھوک اور سردی کیوجہ سے ہے میں انہیں اپنے ساتھ ہوٹل لے آیا ہوٹل کے ساتھ گیسٹ ہاؤس میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر دیا اور ایکسٹرا پیمنٹ سے ایک ہیٹر بھی لے کر انہیں دیا ہیٹر جلایا کمرہ گرم ہو گیا اور گرم بستروں نے دونوں کو گرم کر دیا میں نے محسن کو 10 ہزار روپے دیئے اور کہا کہ کل صبح وہ اپنے لیے اور اپنے بزرگ ساتھی کے لیے گرم کپڑے اور

ضرورت کا دوسرا سامان خرید لاے اور ڈاکٹر ہر روز چیک کرنے کے لیے آ جایا کرے گا اور اگلی صبح ملنے کا کہہ کر میں وہاں سے اپنے کمرے میں چلا آیا کمرے میں پہنچ کر سوچنے لگا کہ ہر انسان اپنی مصیبتوں کو دوسروں کی مصیبتوں سے بڑا سمجھتا ہے اور اگر سب کی مصیبتیں لے کر سب کا الگ الگ ڈھیر لگا دیا جاے تو اور کہا جاے کہ اب وہ اپنی پسند کی مصیبت اٹھا لے تو یقیناً وہ اپنی ہی مصیبت والی ڈھیری اٹھاے گا یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ خود کو دوسروں سے زیادہ مصیبت زدہ سمجھتا ہے دوسرے روز میں نے صبح بازار جا کر بریف کیس خریدا اور اسمیں انڈین کرنسی ڈال کر بنک میں جا کر نیپالی کرنسی تبدیل کروا لی اس 5 لاکھ انڈین کرنسی کے بدلے 5لاکھ 50 ہزار نیپالی کرنسی ملی ایمبیسی پہنچا تو وہاں مہاجروں کا ہجوم تھا جنہیں میرے نمائندوں نے ان کے سیریل کے اعتبار سے لائن میں بٹھایا ہوا تھا میں سیدھا سفیر کے کمرے میں پہنچا اور رسمی علیک سلیک کے بعد میں نے کہا کہ مہاجروں کے ہمدردوں نے کچھ رقم بھیجی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے دست مبارک سے افتتاح کریں سفیر پہلے تو جھجکا مگر پھر سیاسی مصلحت کی بنا پر اس کام کے لیے راضی ہو گیا اور اپنے بال آور ٹائی سیٹ کر کے اپنے دونوں سیکرٹریوں کے ہمراہ دلہا بنے باہر تشریف لے آیا سفارت خانے کے ملازمین نے سفیر کی اس تقریب کا سنتے ہی دو ٹیبل اور کرسیاں باہر لان میں رکھ دیں میں نے انہیں کہا کہ اپ مہاجروں کے نمائندوں کے لیے بھی کرسیاں منگوا دیں وہ شہرت کا یہ موقع

گنوانا نہیں چاہتا تھا اس نے مجبوراً کرسیاں لانے کا کہا اسی دوران سفارت خانے کا کیمرہ مین بھی ایسی جگہ کھڑا ہو گیا جہاں سے وہ سفیر کی سخاوت کو فلم میں بند کر سکے ایمبیسی گیٹ بند تھا وہاں پر دو گارڈز کھڑے تھے جب اندر کی تیاری مکمل ہو گئی تو مہاجروں کے نمائندوں کو بلایا گیا جنہوں نے علیک سلیک کے بعد کہا کہ چونکہ یہ رقم پاکستان یا ایمبیسی کی طرف سے نہیں ہے بلکہ آصف صاحب کے ٹرسٹی کیطرف سے ہے اس لیے اگر سفیر صاحب اسکو تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایمبیسی کے احاطہ سے باہر آ کر تقسیم کریں دوسرا شاہ نیپال کی طرف سے دیئے گے 20 ہزار کمبلوں اور یو این او کی طرف سے دیئے گئے دودھ اور دیگر سامان کا حساب بھی دیں سفیر کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اسے ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے گا بس لگا سفیر ادھر ادھر کی ہانکنیں دوسری طرف دل جلے مہاجروں کے نمائندے جنہیں شاید پہلی بار سفیر سے دوبدو بات کرنے کا موقع ملا تھا تابڑ توڑ حملے کیے جا رہے تھے مجھے بھی اس صورت حال کا اندازہ نہ تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے سفیر نے نمائندوں کی اونچی آواز میں بات کرتے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور اس نے سفارت خانے کے تمام گارڈز کو ہتھیار نکالنے کا حکم دے دیا پاکستانی ملٹری اٹاچی بھی اپنے نائبین کے ہمراہ وہاں آ گئے میں کرسی سے اٹھا تو مہاجرین کے تمام نمائندے بھی گارڈز کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے میں نے سفیر سے کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں اپنے ہی ہم وطنوں کو اپنے ہی ہموطنوں کے

ہاتھوں مروانا چا رہے ہیں اگر یہی بات ہے تو سب سے پہلے میرے سینے پر گولی مروا دیں یہ کہہ کر میں بھی گارڈز کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ہم سب یک زبان ہو کر بولے چلاؤ گولی اگر ہمت ہے تو ہمیں مار دو ہم لاکھوں مکتی باہنی کے لوگوں سے خوف زدہ نہیں ہوے تھے تم کیا ہماری زبانیں بند کرنا چاہتے ہو میں نے سمجھا بجھا کر نمائندوں کو انکی کرسیوں پر بٹھایا اور سفیر سے کہا کہ یہ آپ نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے اگر ایک بھی گولی چلی تو یہ مہاجر تمہارے سمیت تمہارے اس سفارت خانے کو بھی تہس نہس کر دیں گے یہ میرا سفارت خانہ ہے اور یہاں کی پوری ذمہ داری میری ہے یہاں پر میرا قانون چلے گا اس نے انگریزی جھاڑتے ہوئے کہا تو میرا بھی میٹر گھوم گیا میں نے بھی انگریزی میں ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ یہ سفارت خانہ تمہارے باپ کی جاگیر نہیں اور نہ تمہیں یہ جہیز میں دیا گیا ہے پاکستانی حکومت کی طرف تم کو یہاں مامور کیا گیا ہے تم اور تمہارے کارندے یہاں حکومت کرنے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی خدمت اور ان کے مسائل حل کرنے کے لیے تعینات کیے گئے ہو سفیر نے کہا میں حکمران پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں پاکستان میں تمہیں دیکھ لو گا۔۔

یہ سفیر نے اپنے ترکش کا آخری تیر چھوڑا میں نے کہا کہ میں عوام سے تعلق رکھتا ہوں اور پاکستان میں نہیں بلکہ میں تمہیں یہاں بھی دیکھنے کا اہل ہوں اور تمہیں سبق سکھانے کا حوصلہ رکھتا ہوں میرے اس جواب پر سفیر بلکل حوصلہ

ہار گیا اونچی آواز میں ہماری اور سفیر کی گفتگو باہر کھڑے مہاجروں تک صاف پہنچ رہی تھی چار فٹ اونچی چار دیواری کے اندر کیا ہو رہا ہے وہ باہر کھڑے سب دیکھ رہے تھے اور انکی بے چینی بڑھ رہی تھی مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں باہر کھڑے مہاجر سفارت خانے پر دھاوا ہی نہ بول دیں اور سفیر کی میرے خلاف بھیجی ہوئی رپوٹ سچ ثابت نہ ہو جاے میں نے نمائندوں اور ملٹری اٹاچی کو ساتھ لیا اور باہر کھڑے مہاجروں کو خاموش ہو جانے کا کہا وہ ذرا ٹھنڈے ہوے تو میں نے کہا خدارا یہ کیا تماشا ہے آپکے ساتھ جو بھی زیادتیاں ہوئی ہیں وہ ہم سبکا ذاتی معاملہ ہے اس طرح شور کر کے باہر والے لوگوں اور ایمبیسیوں کو مطلع تو نہ کریں وہ ہمارے تفصیلی رپورٹ اپنے ممالک کو بھیجیں گے اور ساری دنیا ہم پر ہنسے گی میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ آپ لوگوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی میری یہ مختصر بات سن کر سب خاموش ہو گئے

میں نے ملٹری اٹاچی کے سربراہ جو کہ کرنل تھے وہ بھی سفارت خانے کی اس بے ایمانی پر خاصے خفا نظر آ رہے تھے سے کہا کہ سر مہاجرین کو امداد تقسیم کرنے تک آپ ہمارے ساتھ رہیں کیونکہ حکومت کی نا اہلی اور ان لوگوں کی بدعنوانیاں دیکھ کر اب لوگوں کا انحصار صرف پاکستان آرمی پر ہے المختصر تقسیم شروع ہوئی فی کنبہ 1000 روپے دینے شروع کیے اور اتنی منظم طریقے سے تقسیم کا عمل جاری رہا کہ آخر میں پیسے کم پڑنے لگے بینکوں کا وقت ختم ہو

چکا تھا میں گاڑی لے کر فوراً ہوٹل گیا وہاں سے 10 لاکھ بھارتی کرنسی نکالی اور ریٹ کا مجھے پہلے ہی علم تھا لہذا باقی رہنے والوں کو 900 روپے بھارتی کرنسی میں تقسیم کر دی دو روز میں میں نے 14 سو سے زائد مہاجرین کنبہ میں روپیہ تقسیم کیا اس کے علاوہ میں نے ملٹری اٹاچی کی ہیلپ سے بازاروں میں بکے ہوئے کمبل واپس لینے کی کوشش شروع کر دی بمشکل چار ہزار کمبل بکنے والے ریٹ پر واپس ملے میں نے مزید 2 ہزار کمبل بازار سے خریدے اور سب مہاجرین میں تقسیم کر دیئے بیمار مہاجروں کے لیے 6 نیپالی ڈاکٹروں سے معاہدہ کیا گیا کہ وہ بیماروں کو کلینک میں بلا کر یا ان کے گھروں میں آ کر ان کا علاج کریں اور دو میڈیکل اسٹورز سے ڈیل کر کے ڈاکٹروں کی تفویض کردہ ادویات مہاجروں کے نمبر نوٹ کر کے دے دیا کریں اور اس کام کے لیے انکو ایڈوانس رقم کی ادائیگی کر دی گئی میں نے سارے روپے اس لیے تقسیم نہ کیے تھے کہ نہ جانے انکو کب تک یہاں رہنا پڑے گا اور کب کس وقت اچانک پیسوں کی ضرورت پڑ جائے بے غیرت اور گھٹیا لالچی سفیر نے میرے خلاف کیسی کیسی رپورٹس پاکستان بھیجی اسکا مجھے علم تو نہ ہو سکا مگر جب پاکستان گیا اور کچھ عرصہ بعد اپنے محکمے سے علیحدہ ہوا تو پتہ چلا کہ ہر قسم کی ملازمت کے دروازے میرے لیے بند کر دیئے گئے تھے مجھے بلا وجہ تنگ کیا جانے لگا میری نگرانی کی جانے لگی یہ سب اس غدار حکمران بھٹو کی مہربانیاں تھیں جس نے پاکستان کو دولخت کیا اور اپنی حکومت بنانے کے لیے

ہر غلط کام کر گیا اور جو بجی غداری میں اس کا ساتھ دینے والا تھا اسکو اس طرح کی اعلی پوسٹوں پر تعینات کر دیا گیا تھا جیسا کہ ایک نیپالی میں پاکستانی سفیر تھا۔ میرے باہر جانے پر پابندی لگا دی گئی تھی مگر اس حالت میں بھی میرے محکمے نے میرا بھر پور ساتھ دیا اور آخر 78ء میں مجھے میرے محکمے کی کوشش سے پاسپورٹ جاری کر دیا گیا

اسی مصروفیات میں 3 دن گزر گئے مکتی باہنی کے 8 کارکن میرے دماغ میں کیل کیطرح چب رہے تھے میں اکیلا انکو ختم نہی کر سکتا تھا بہت سوچ وبچار کے بعد میں نے نذیر کو دہلی فون کیا میری آواز سن کر وہ خوشی سے پاگل ہو رہا تھا میں نے اس سے ساتھیوں لڑکوں اور عارف کی خیریت دریافت کی اس نے بتایا کہ سب ٹھیک ہیں اور میں نے عارف سے بات کرنے کے لیے اسے بلانے کا کہا مزید نذیر نے مجھے بتاہا کہ نیا گروپ کمانڈر آ گیا ہے اس لیے میں نے ساتھیوں سے بات کرنا مناسب نہ سمجھا کہ نیا گروپ کمانڈر نہ جانے کیا سوچے گا ٹھیک 30 منٹ بعد دہلی سے خفیہ کال آئی تو نذیر کے ساتھ عارف بھی تھا میں نے کھلے طور پر تو عارف کو کچھ نہ بتایا مگر کوڈ میں اسے کہا کہ قیصر اپنے دیگر لڑکوں سمیت پورے تیاری کے ساتھ کھٹمنڈو پہنچ جائے عارف میری بات سمجھ چکا تھا اس نے کہا کہ وہ کل ہی قیصر سے ملے گا اور پھر جلد ہی ہم لوگ وہاں پہنچ جائیں گے اس نے مجھے کل اسی وقت دوبارہ فون کرنے کو کہا میں نے عارف کو میرے ساتھیوں سے میرا سلام کہنے اور سیکورٹی کیوجہ

سے بات نہ کرنے پر معذرت چاہی اگلے روز جب میں نے دہلی فون کیاتو قیصر بھی موجود تھا قیصر نے بتایا کہ کل شام وہ اپنے 4 ساتھیوں سمیت ٹرین سے کھٹمنڈو آ رہے ہیں ہوائی جہاز پر اس لیے نہیں آ رہے کیونکہ سردی کیوجہ سے پوری تیاری کے ساتھ آنا ہے سکیورٹی کیوجہ سے ہم نے کوڈز میں گفتگو کی۔

ادھر پہلے دو روز محسن اکیلا پھر اپنے ساتھی بزرگ کے ساتھ مجھے ملنے آئے وہ بہت عمدہ شعر کہتے تھے انکی ایک غزل مجھے بہت پسند آئی جو وہاں کے حسب حال تھی آپ سب کی پیش خدمت ہے

کچھ بتا گردش حالات یہ دن کیسے ہیں

ساز ہیں قاتل نغمات یہ دن کیسے ہیں

ایک چلو بھی نہیں ہونٹ بھگونے کے لیے

خشک ہے جوئے خرابات یہ دن کیسے ہیں

چبھ رہے ہیں میرے تلوؤں میں مسائل کے ببول

شہر ہے دشت سوالات یہ دن کیسے ہیں

ایک مرکز پہ نظر آتے ہیں غم اور خوشی

یہ جنازہ ہے یا بارات یہ دن کیسے ہیں

لوگ ملتے ہیں مل کے بچھڑ جاتے ہیں

کیوں نہیں ملتے خیالات یہ دن کیسے ہیں

ان کے وعدے نے میرے جینے کو برباد کیا

کس قیامت کے ہیں لمحات یہ دن کیسے ہیں

دہلی میں قیصر سے بات ہونے کے ٹھیک 5 دن بعد قیصر اپنے ساتھیوں سمیت کھٹمنڈو پہنچا ہم یوں گلے ملے جیسے برسوں کے بچھڑے ہوئے بھائی اچانک مل رہے ہوں میں ان سے بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن مسلسل سفر سے ہونے والی تھکاوٹ ان کے چہروں سے عیاں ہو رہی تھی میں نے ان کے لیے انا پورنا ہوٹل کے اعلی درجے کے ٹورسٹ ہوٹل میں کمرے بک کروائے انہیں ہوٹل میں چھوڑ کر انہیں آرام کرنے اور مزید گفتگو اگلے روز دوپہر کے کھانے پر کرنے کا کہہ کر واپس آ گیا شام کو محسن آ گیا میں اسے بھی اعتماد میں لینا چاہتا تھا چھوٹا شہر بادشاہ کی رہائش اور دارالحکومت ہونے کیوجہ سے یہاں کی پولیس ہر ایک پر خصوصی نظر رکھتی تھی محسن چونکہ کئی ماہ سے یہاں مقیم تھا اس لیے اسے سب مہاجروں اور ان کے روپ میں چھپے پاکستان دشمن عناصر کے متعلق معلومات حاصل کرنے اور ان تک رسائی نسبتاً کم دشوار تھی میں نے محسن سے اس بارے میں بات کی تو وہ خوشی سے اچھل پڑا کہنے لگا آصف بھائی گو میں ابھی جسمانی طور پر کمزور ہوں لیکن مکتی باہنی کے درندوں سے انتقام لینے کی خواہش میرے دل میں بہت شدت سے ہے موقع ملنے پر ان

شاء اللہ مجھ میں آپ شیر جیسی طاقت دیکھیں گے میں نے محسن سے کہا کہ مکتی باہنی کے 8 آدمی یہاں پر مہاجروں کے روپ میں موجود ہیں وہ اکیلے رہتے ہیں اور مہاجروں کو پیسے کا لالچ دے کر پاکستان کے مفاد کو نقصان پہنچانے کے لیے انکو ٹریننگ دے رہے ہیں میرے پاس ایک فہرست ہے جسمیں ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے میں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ میرے ہاتھوں مارا جائے میں اس لسٹ میں موجود تمام لوگوں کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں ممکن ہے اس لسٹ میں بے گناہ بھی ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں مکتی باہنی کے کچھ اور لوگ یہاں موجود ہیں جن کے نام میری لسٹ میں موجود نہ ہوں اس دوران محسن غور سے میری بات سنتا رہا اس نے کہا کہ آپکو آے چند روز ہوے ہیں مگر میں یہاں کافی عرصہ سے مقیم ہوں اور ہمیشہ پاکستان دشمنوں کی کھوج میں رہتا ہوں۔ ایسے کچھ لوگوں کے نام اور کوائف مجھے ازبر ہیں آپ اپنی لسٹ نکالیں اور مجھے نہ دکھائیں بس میں ان لوگوں کے نام بولتا جاتا ہوں آپ چیک کرتے جائیں میں نے لسٹ نکالی محسن ایک ایک کر کے نام لینے لگا میں حیران تھا کہ اس کے بتائے ہوئے تمام نام لسٹ میں موجود تھے حتی کے سارے نام ختم ہو گئے لیکن وہ نہ رکا میں نے ان سب کے نام اور کوائف الگ لکھ لیے یہ ان مہاجروں کے نام تھے جنہیں مکتی باہنی والے پلانٹ کر چکے تھے محسن نے یہ بھی بتایا کہ ان میں 3 مہاجر اپنی فیملیز یہاں چھوڑ کر پاکستان جا چکے ہیں اور ان سے یہ کہا گیا ہے کہ وہ پاکستان سے

معلومات لے کر کھٹمنڈو بھیجیں گے تو انکی فیملیز کو پاکستان بھیج دیا جاے گا میں نے محسن کو ٹوکا اور سوال کیا کہ کہ پاکستان بھیجنے کے تمام تر انتظامات جانے والوں کی لسٹیں اور شیڈول تو پاکستانی سفارت خانے کے ہاتھ میں ہے پھر مکتی باہنی کے یہ ایجنٹ اپنی مرضی سے کیونکر پوری فیملی میں سے ایک شخص کو پاکستان بھجواتے اور باقی فیملی کو رکوا سکتے ہیں محسن ہنس پڑا اور بولا آصف بھائی سب کچھ ممکن ہے ایمبیسی میں 10 ہزار روپے دے کر اگلے روز جانے والی فلائٹ پر جانے والوں کی فہرست میں سے کسی کا بھی نام کٹوا کر اپنا نام درج کروایا جا سکتا ہے اور اس طریقے سے میرے بتاے ہوے تینوں مہاجر پاکستان جا چکے ہیں میرا اگلا سوال تھا کہ جب 10 ہزار سے کہیں کم روپوں میں نیپال سے بنکاک اور پھر کراچی پہنچا جا سکتا ہے تو پھر ان مہاجروں کو افغان ائیر لائن سے ہی کیوں بھیجا جا رہا ہے میں نے سوال تو کر دیا تھا لیکن فوراً ہی میرے ذہن میں آیا کہ یہ ائر لائن تو یو این او کی مخصوص کردہ ہے اور ان پر جانے والوں کو کھٹمنڈو کا پاکستانی سفارت خانہ خصوصی بنے ہوے یک طرفہ پاسپورٹ ایشو کرتا ہے جبکہ کسی دوسری ائیر لائن اور کسی دوسرے روٹ سے پاکستان جانے کے لیے بین الاقوامی پاسپورٹ لازمی تھا اور نیپال میں پاکستانی سفارتخانہ ملکی پالیسی کے تحت ایسا پاسپورٹ ایشو نہی کر سکتا تھا

مجھے محسن پر پورا بھروسہ تھا مگر جب تک میں اسے عملی طور پر کام سر انجام دیتے دیکھ نہ لیتا میں اسے دہلی سے آے ہوے لڑکوں سے ملوانا نہیں چاہتا تھا

اسکیوجہ وہ خوف اور بے اعتباری تھی جو پاکستانی کوریئر کی غداری کیوجہ سے میری گرفتاری کا موجب بنی تھی میں نے محسن سے کہا کہ اگر میں اس کے ساتھ رہوں تو کیا وہ کسی ایک مکتی باہنی والے کو کیفر کردار تک پہنچا سکتا ہے محسن کہنے لگا آصف بھائی ایک تو کیا میں سب کو عبرت انگیز موت مارنے کے لیے تیار ہوں کھکھڑی سے وار کرنے کی میں نے یہاں کافی پریکٹس کر لی ہے میں نے تو انہیں بہت پہلے ہی ٹھکانے لگا دیا ہوتا مگر اپنی جسمانی کمزوری کے باعث یہ کام نہ کر سکا آپ میرے ساتھ ہوں اور کہیں میں کمزور پڑ جاؤں تو میری تھوڑی مدد کر دیں تو میں یہ کام بلا توقف کرنے کو تیار ہوں میں نے محسن کو اچھی طرح ٹھونک بجا کر آئندہ رات 8 بجے اپنی کھکھڑی ساتھ لانے اور اپنا پہلا شکار خود منتخب کرنے کا کہہ کر رخصت کر دیا دوسرے روز میں دوپہر کو ٹورسٹ ہوٹل گیا وہ پانچوں لڑکے میرے انتظار میں تھے کھانے کے بعد ہم سب قیصر کے کمرے میں چلے گئے اور میٹنگ شروع کی میں نے انہیں یہاں کے تمام حالات تفصیلاً بتا کر کہا کہ مکتی باہنی کے 8 آدمی پوری آزادی کے ساتھ اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہیں انہیں ٹھکانے لگانا ہے میں نے انہیں بتایا کہ ایک بہاری مہاجر بھی ہمارے ساتھ اس کام میں شریک ہو گا اور پہلا شکار وہی کرے گا سب لڑکے اپنے ساتھ پستول اور چاقو لاے تھے میں نے انہیں کہا کہ یہاں صرف چاقو استعمال کرنے ہیں کیونکہ بارودی اسلحہ کی آواز سے ہمسائے فوراً بیدار ہو جائیں گے میں نے انہیں کہا کہ اگر روز ایک

دو شکار کیا جاے تو پولیس بھی چوکنی ہو جاے گی اور چونکہ ان کا آپسمیں رابطہ ہے وہ بھی ہوشیار ہو جائیں گے اس طرح سب اپنے انجام کو نہیں پہنچ پائیں گے اس لیے ایک رات میں ہی سب کو ٹھکانے لگانے کا پروگرام بنانا ہے بالآخر فیصلہ ہوا کہ آج جو محسن نے ایک کو مارنا ہے اس کو ملتوی کر دیا جائے اور محسن لڑکوں کو ان کے گھر اور شکلیں دکھا دے باقی لڑکے فرار کے راستے خود دیکھ لیں گے مکتی باہنی والوں کی ٹائمنگ نوٹ کی جاے گی کہ کب وہ محفل برخاست کر کے اپنے گھروں میں جاتے ہیں جب سارا پلان تیار ہو جاے گا پھر محسن کو ملا کر 6 آدمیوں کی 2 پارٹیاں بنائی جائینگی اور ایک رات میں ہی کام مکمل کیا جاے گا میں دونوں گروپوں کی نگرانی کروں گا اور اگر ضرورت پڑے تو اسلحہ استعمال کروں گا پہلا گروپ رات 9 بجے اپنا کام شروع کرے گا جبکہ دوسرا گروپ اسکی نگرانی کرے گا جب وہ اپنا مشن مکمل کر لے گا تو دوسرا گروپ اپنا مشن شروع کرے گا اور پہلا اسکو کور دے گا دونوں گروپوں نے دستانے لازمی پہنے ہوں گے کام ختم ہونے کے بعد سب اپنے چاقو مجھے جمع کروا دیں گے اور میں انہیں شہر سے کہیں دور پہاڑوں میں پھینک آؤں گا۔ یہ تمام تفصیلات طے کرنے کے بعد میں ہوٹل جانے لگا تو ایسے لگا کہ قیصر مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہو چنانچہ میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوٹل پہنچ کر میں نے کافی کا آرڈر دیا اور قیصر سے دہلی کے حالات پوچھے اس نے بتایا کہ لڑکوں کا جوش اور سرگرمیاں ختم ہو کر رہ گئی ہیں گیراج میں جہاں

ہر شام لڑکے اکھٹے ہوتے تھے اب کبھی کبھی آتے ہیں اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے چلے جاتے ہیں میں نے وجہ پوچھی تو پہلے تو وہ جواب دینے سے کترایا لیکن میرے زور دینے پر وہ پھٹ پڑا کیا کہا آپ نے جس جذبے اور محبت سے تربیت دی تھی وہ اب مفقود ہے آپکے جانے کے بعد جب تک حبیب گروپ لیڈر رہا وہ بلکل آپکی طرح ہمارے ساتھ گھل مل کر رہا آپکی کمی تو محسوس ہوتی تھی مگر اس نے ہمارے جوش اور ولولے میں ذرا بھی فرق اسر کمی نہیں آنے دی لیکن جب سے نیا گروپ لیڈر آیا ہے حالات بلکل بدل گئے ہیں اس نے حبیب اور ساتھیوں کو ہم سے ملنے سے روک دیا ہے اس نے اپنی رہائش اب تک نذیر کے ہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رکھی ہوئی ہے ہم پہلے کیطرح حبیب اور ساتھیوں سے ملنے گئے وہ ہمارے ساتھ بڑی رکھائی سے پیش آیا اس کے رویے سے لڑکے بددل ہو چکے ہیں یہ سب کچھ بتا کر قیصر نے مجھے نذیر کا خط دیا

نذیر نے لکھا تھا کہ اپنی جوان بچیوں کیوجہ سے میں اب بھی گھر میں رہتا ہوں جب آپ پکڑے گئے تو ہمیں ہر وقت ڈر لگا رہتا کہ اب بھارتی فوج ہمارے گھر پر دھاوا بول دے گی مگر آپکے فرار ہو کر آنے اور دہلی سے جانے تک ایسا کچھ نہ ہوا سب خیریت سے لیکن آپ کے جانے کے بعد ہم سب فیملیز کے اندر ایک انجانا خوف ہے میں نے حبیب سے بات کی تو اس نے کہا کہ نئے لیڈر کے آنے تک مہلت چاہیے میں مان گیا مگر جب نیا لیڈر آیا تو

ان کو ایک اور فلیٹ دکھایا گیا اور رہائش تبدیل کرنے کا کہا مگر وہ ابھی تک وہی ہے مجھے ڈر لگا رہتا ہے کہ کسی ٹائم کچھ بھی ہو سکتا ہے میں نے پاکستانی مسلمان بھائی ہونے کے ناطے سب برداشت کیا ہے پلیز مجھے اب اس مصیبت سے نجات کی کچھ ترکیب کریں۔

میں نے خط پڑھ کر قیصر کیطرف بڑھا دیا قیصر میرے چہرے پرپریشانی واضع دیکھ رہا تھا قیصر نے کہا کہ نذیر نے یہ خط مجھے پڑھا کر ہی لفافے میں بند کیا تھا ہم نے حبیب سے بھی یہاں آنے سے پہلے اس مسئلے پر بات کی تھی وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی مجبور ہے ڈاک کا پیکٹ گروپ لیڈر اپنے سامنے پیک کرواتا ہے اور اسی گھر میں رہنے کیوجہ سے ٹرانسمیٹر پر بھی مختصر پیغام اسی کی موجودگی میں بھیجا اور رسیو کیا جاتا ہے نذیر نے یہ خط آپکو اپنی آخری کوشش سمجھتے ہوئے بھیجا ہے اگر جلدی ہی اسے کوئی مثبت جواب نہ ملا تو ہم گیراج والے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیں گے اور آپ تو ہمیں جانتے ہی ہیں کہ ہم اگر پاکستان کے لیے بھارتی ڈی ایم آئی سے ٹکرا سکتے ہیں تو اپنی بہنوں کی عزت کے لیے ایک پاکستانی لاوارث جاسوس کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں۔۔

میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ میں کوشش کروں گا کہ یہ مسئلہ جلد از جلد حل ہو جائے 3 روز بعد پاکستان جانے والی ڈاک میں میں نے نذیر کا خط اور قیصر سے ہونے والی بات چیت اور اس کے ارادوں کے متعلق تفصیل سے لکھا

پھر مجھے بعد میں جب تک نیپال میں رہا قیصر اور دوسروں سے رابطہ رہا تو ان سے معلوم ہوا کہ میرا خط پاکستان ڈاک پہنچنے کے بعد اس گروپ لیڈر کو واپس بلا لیا گیا اور حبیب کو گروپ لیڈر بنا دیا گیا تھا اور انہوں نے سراے بیرم خان میں ایک فلیٹ کرایہ پر حاصل کر وہاں شفٹ ہو گئے تھے اس طرح میری کوششوں سے جو میں نے بھارت میں ایک گروپ تشکیل دیا تھا وہ بکھرنے سے بچ گیا آئندہ 3 روز تک ہم نے ان 8 مکتی باہنی کے کارندوں کی مکمل چھان بین ان کے اوقات اور ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات حاصل کرتے ہوئے محسن کی رہنمائی میں گزار دیئے جب ہمیں ان کے متعلق مکمل تسلی ہوگئی کہ ان کے متعلق تمام معلومات اکٹھی کر چکے ہیں تو ہم نے بازار سے دستانے اور دیگر سامان خرید لیا چونکہ کھٹمنڈو کی زمین پتھریلی تھی اس لیے جوتوں کے نشانوں کی فکر ہی نہیں تھی بس کاروائی والی رات کا تعین باقی رہ گیا تھا

اسی سوچ میں تھے کہ ایک اور مسئلہ بن گیا وہ یہ کہ کھٹمنڈو میں ہوٹلز میں رہنے والے زیادہ طرح سیاح تھے جو غیر ملکی اور ان کا مشغلہ نیپال کی پہاڑیوں کو سر کرنا ہوتا تھا وہ صبح سویرے نکل جاتے اور شام کو واپس آتے تھے اکثر ایسا ہوتا کہ نیپالی جرائم پیشہ لوگ ان سیاحوں کو لوٹ لیتے تھے جس کیوجہ سے کھٹمنڈو کے تھانوں میں کافی زیادہ ایف آئی آر درج ہونے لگی تو حکومت نے یوں کیا کہ ہوٹل میں واپسی لاسٹ رات 8 بجے کا ٹائم رکھا اور تمام ہوٹلز کو

اطلاع کی گئی کہ وہ تمام ہوٹلز میں رہنے والوں کی روپوٹ 8 بجے تک متعلقہ تھانے میں ہر روز جمع کروائیں اس طرح جرائم پر کچھ قابو پڑ گیا تھا لیکن ہمارا مشن تو 9 بجے شروع ہونا تھا اگر ہم رات کو اپنے ہوٹلز میں نہ ہوتے تو صبح 8 قتلوں کے شک میں ہمیں گرفتار کر لیا جاتا میرے ساتھ لڑکے بھی اس کیس میں پھنس جاتے جب یہ مسئلہ سامنے آیا تو ہم نے عارضی طور پر مشن ملتوی کر دیا میرا ہوٹل وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا اور دو منزلہ تھا میں اپنے کمرے کی عقبی کھڑکی کے ذریعے بآسانی اتر سکتا تھا اور باہر سے واپس آ کر چیک ان ہو سکتا تھا دوسرے دن میں نے قیصر سے مشورہ کیا لہذا اگلے دن وہ بھی ہوٹل میں عارضی طور پر انٹر ہو گئے اب مسئلہ یہ تھا کہ ہوٹل کی بجلی بند کی جاے کیوں کہ لان میں نیلگوں روشنی تھی جس سے گارڈز ہمیں کھڑکیوں سے اترتے ہوئے دیکھ سکتے تھے اگر بجلی بند ہو جاتی ہے تو گارڈ مین گیٹ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ہمیں نکل بھاگنے کا موقع مل جاتا ہے اب ہمیں ہوٹل کے مین سوئچ روم کی تلاش تھی جو جلد ہی مل گیا قیصر وہاں ٹہلنے لگا باقی تینوں اپنی پوزیشنز میں کھڑے ہو گئے میں نے ریسیپشن پر جا کر ان سے بروشر مانگ کر انہی ادھر الجا دیا اچانک ایک لڑکے نے چلانا شروع کر دیا اس نے قالین کے نیچے سانپ کو گھستے دیکھا ہے سب ادھر متوجہ ہو گئے اس دوران قیصر نے اپنی کاروائی مکمل کر لی اور ہمیں اشارہ کیا ہم ایک ایک کر کے وہاں سے نکل گئے قیصر نے بند مین سوئچ کا ایک فیوز نکال لیا اور مجھے

دیتے ہوئے کہا کہ اس جیسے دو فیوز لانے ہیں باقی لڑکے روم میں چلے گئے جبکہ میں اور قیصر بازار سے ایک گھنٹے میں دو فیوز خرید لاے اصلی فیوز قیصر نے موقع ملتے ہی وہاں لگا دیا اب ہم نے اپنے مشن کی باقی جزیات پر غور کیا قیصر نے لائٹ آف کرنی تھی قیصر نے کہا کہ اگر ہمیں گراؤنڈ فلور میں ایک کمرہ مل جاے تو ہمیں رسیوں والے جھنجھٹ سے چھٹکارا مل سکتا ہے لہذا اگلے دن محسن بریف کیس میں اپنے کپڑے ڈال کر آ گیا اور اس نے گراؤنڈ فلور پر کمرہ کرایہ پر لے لیا ہم بازار گئے اور سب کے لیے خاکی اوور کوٹ خرید لیے جو نیپالی پولیس پہنتی تھی اب ہم ہر طرح سے مشن کے لیے تیار تھے اور ہمیں آج رات ہی مشن سر انجام دینا تھا۔

ہمارا آپریشن تین حصوں پر منقسم تھا پہلا حصہ ہوٹل لائٹ آف کر کے نکلنا دوسرا مکتی باہنی والوں کو گروپس میں منقسم ہو کر ٹھکانے لگانا اور تیسرا کسی کی نظر میں آے بغیر واپس ہو ٹل اپنے رومز میں پہنچنا آپریشن کا سٹارٹ ٹائم رات 10 بجے منتخب کیا گیا ٹھیک 10 بجے قیصر کی ہدایت کے مطابق فرسٹ فلور کے لڑکے نے اپنے کمرے اور قیصر کے کمرے کے لیمپس کے بلب اتار کر بلب ہولڈر میں کرنسی سکے رکھ کر سوئچ آن کرنے تھے تاکہ شارٹ سرکٹ کے باعثِ دونوں فلورز کی لائٹس آف ہو جائیں لائٹس آف ہوتے ہی قیصر نے سوئچ بورڈ میں بازار سے خریدے گئے فیوز لگانے تھے جن کی تاریں کٹی ہوئی تھیں اور پھر ہم سب نے کھڑکی کے راستے نکل کر ہوٹل باہر پارکنگ

ائیریا سے باہر کھڑی گاڑی تک پہنچنا تھا سب کام کو مکمل کر کے 5 منٹ تک پہنچنے کا گاڑی تک ٹائم رکھا گیا اگر کوئی اس سے لیٹ ہو جاتا ہے تو آج مشن ملتوی کر دینا تھا پونے دس بجے ہم سب نے اپنا ضروری سامان کوٹوں کی جیبوں میں منتقل کیا اور محسن کے کمرے میں آ گئے ہوٹل والوں کو جل دینے کے لیے تاش کے پتے محسن کے کمرے کے میز کے اوپر رکھ دیئے تاکہ ہمارے اجتماع کا پتہ چل سکے 9 بج کر 50 منٹ پر ایک لڑکا جسکی ڈیوٹی بلب نکال کر سکا رکھنا تھا اپنا کوٹ ہمارے پاس رکھ کر اوپر والی منزل پر گیا ٹھیک 10 بجے بتیاں گل ہو گئیں اور اسی دوران قیصر نے اپنا کام مکمل کر دیا اوپر والا لڑکا بھی نیچے آ گیا ہوٹل مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا ہم بغیر وقت ضائع کیے کھڑکی راستے سے باہر نکلے اور گاڑی تک پہنچ گئے گاڑی میں لڑکے پیچھے اور محسن اور میں آگے بیٹھ گئے میں ڈرائیو کر رہا تھا اور محسن مجھے گائیڈ کر رہا تھا مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر مین روڈ سے ہٹ کر ہم نے گاڑی روکی اور ہم سب ایک گلی میں گم ہو گئے تقریباً ڈیرھ گھنٹے بعد پہلا گروہ واپس آیا اور گاڑی میں بیٹھ کر دوسرے ٹارگٹ کیطرف روانہ ہوگئے ایک میل چلنے کے بعد محسن نے پھر گاڑی رکوائی اور اس ٹارگٹ کو ہٹ کرنے میں بھی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگا پھر تیسرے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہو گئے

تیسرا ٹارگٹ شہر کی دوسری جانب نیپالی آبادی کے جھرمٹ میں ایک بلڈنگ کی تیسری منزل پر تھا چونکہ یہ تھوڑا مشکل ٹارگٹ تھا اس لیے ساتھیوں کو کور

دینے کے لیے میں بلڈنگ کی سیڑھیوں کے دروازے پر پسٹل لے کر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں آئیں اور پھر میرے ساتھی بھاگتے ہوئے نیچے اترے اور گاڑی میں بیٹھ محسن نے کہ اب جلدی جلدی ہوٹل پہنچو میں نے گاڑی تیز چلاتے ہوئے جب ہوٹل کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ سب لائٹس آن ہو چکی ہیں میں نے وہی سے گاڑی موڑی اور سیدھا شیر پنجاب ہو ٹل پہنچ گیا ملازم صفائی وغیرہ کر رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ سردار جی کو بلائیں سردار جی آ گئے اور میں نے کہا کہ آج کی رات آپکے ہاں بیتانی ہے اس لیے کچھ بندوبست کریں اس وقت اور تو کچھ نہ ہو سکتا تھا اس نے ٹیبل جوڑ کر ان کے اوپر چادریں بچھا دیں میں نے سردار جی سے کہا کہ اپنے ملازمین کو سختی سے ہدایت کریں کہ ہمارے یہاں آنے کا کسی سے ذکر نہ کریں سردار جی نے ایکٹنگ شروع کر دی کافی دیر ایکٹنگ کرنے کے بعد اس نے ملازمین سے کہا کہ اگر آپ میں سے کسی نے ان کے متعلق بتایا کہ یہ لوگ رات یہاں بتا کر گئے ہیں تو میری عزت خاک میں مل جائے گی اور میں کسی کو منہ دکھانے قابل نہیں رہوں گا اور پھر میں تم سب کو قتل کر کے خود بھی آتما ہتیا کر لوں گا ملازمین نے جب اپنے سردار کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ ہم کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کریں گے بلکے بھول جائیں گے کہ یہ لوگ یہاں آے تھے

اس کے بعد قیصر میں اور سردار جی باہر آ گئے قیصر نے بتایا کہ دستانے اور

چاقو گاڑی کی پچھلی سیٹ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں میں نے قیصر کو اندر بھیجا اور سردار سے کہا کہ ایسی جگہ چلیں جہاں بہت گہری کھائیاں ہوں کچھ سامان وہاں پھینکنا ہے سردار نے کہا کہ آؤ گاڑی میں بیٹھ کر ہم روانہ ہو گئے سردار نے پوچھا تو میں نے کہا کہ بعد میں بتاؤں گا گہری کھائیوں والے ایریا میں پہنچ کر میں نے سب چاقو وہاں ایک بہت گہری کھائی میں پھینک دیے اور واپس ہوٹل آ گئے پھر سردار سے کہا کہ آگ جلواؤ آگ جل گئ تو میں نے دستانے اس میں جلا دیئے اور پھر سردار کو کہا کہ گاڑی اندر باہر سے اچھی طرح دھلوا دو یہ کام بھی ہو گیا لڑکوں کے کوٹوں پر خون کے دھبے لگے ہوئے تھے انہوں نے وہ بھی دھو دیئے سب کام سے فراغت کے بعد چاے اور کیک کھاے تو اس دوران سردار نے پھر پوچھا تو میں نے کہا کہ صبح اکیلے میں بتاؤں گا صبح 4 بجے میں نے سردار سے کہا کہ ہمیں انا پورنا ہوٹل میں چھوڑ آے اس نے گاڑی سٹارٹ کی ہم سب اس میں بیٹھے اور ہوٹل کی پیچھے کیطرف ہم سڑک پر اتر گئے اور میں نے سردار کو پھر تنبیح کی کہ اس بات کا نہ خود کسی سے ذکر کرنا اور نہ ملازمین کریں اس بات کا انکو سختی سے بتا دینا ہم سب سڑک پر اتر کر دیوار پھلانگ کر چھپتے ہوے محسن کے کمرے کی کھڑکی کے ذریعے کمرے میں داخل ہو گئے۔۔لابی میں کھلنے والا دروازہ کھول کر دیکھا تو ریسیپشن پر دو ممبر نیند میں اونگھ رہے تھے کمرے کے بیرونی دروازے پر ڈو ناٹ ڈسٹرب کا بورڈ لٹک رہا تھا ہم نے محسن کے کمرے میں تاش کے

پتے بکھیر دیئے اور اونچی آواز میں باتیں کرتے ہوئے اپنے کمروں کیطرف سیڑھی چڑنے لگے ہماری آواز سن کر ریسیپشن جاگ گئے اور انہوں نے گڈ مارننگ سر کہا وہ بولے ساری رات آپکے کمرے کی بتی جلتی رہی ہے تو میں نے کہا کہ ہم لوگ تاش کھیل رہے تھے مسکراہٹوں کے تبادلوں کے ساتھ ہم اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے ساری رات جاگنے اور مشن کی ٹینشن کیوجہ سے ہم سب تھکے ہوئے تھے میں تو کمرے میں جاتے ہی کپڑے بدلے اور گہری نیند سو گیا یقیناً باقیوں کا بھی یہی حال ہو گا دوپہر 12 بجے میری آنکھ کھلی میں نے اپنے فلور پر ٹھہرے ہوئے لڑکوں کو خود جا کر جگایا اور محسن کو کال پر کہا کہ ایک گھنٹے میں سب تیار ہو کر نیچے ڈائنگ ہال میں پہنچ جائیں میں گرم پانی سے نہایا اور تیار ہو کر نیچے پہنچا تو وہ سب ڈائننگ ہال میں بیٹھے میرا ویٹ کر رہے تھے کھانے کے بعد میں نے محسن کو کہا کہ وہ سفارت خانے جاے اور رات والے واقعے کی مہاجروں سے سن گن اور ان کے رد عمل کا جائزہ لے محسن کے جانے کے بعد ہم سب اسی کے کمرے میں چلے گئے میں نے قیصر سے گذشتہ رات کی تفصیل پوچھی تو اس نے بتایا کہ 6 موذیوں کو ختم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ ہم انکو پولیس کہہ کر دروازہ کھٹکھٹا کر کھلواتے اور دو اسے پکڑ لیتے باقی دو کمروں کی تلاشی لیتے پھر اسکی گردن پر چاقو پھیر دیتے اور احتیاطاً ایک وار اسکے دل پر کرتے تاکہ بچنے کے کوئی چانس ہی نہ رہیں ایک گھر میں دروازہ کھٹکھٹانے پر دروازہ کھلا تو دو نے

اسے پکڑ لیا اب اسکو قتل کرنے کی محسن کی باری تھی محسن آگے بڑھا تو اس نے محسن کو پہچان لیا اور بولا کیا بات ہے تو محسن نے اپنی کھکھڑی سے اسکا پیٹ چاک کر دیا اور اس کے جسم سے انتڑیاں دل گردے ہر چیز باہر نکل گئی محسن جنون میں آ چکا تھا اس نے اس کی گردن ٹانگیں بازو الگ کر دیئے محسن کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی تھی محسن اس کے جسم کے ٹکڑوں پر وار کرتا جاتا اور ساتھ کہتا جاتا ابھی تو ایک کا بدلہ لیا ہے ابھی باقی چار کا بدلہ باقی ہے بڑی مشکل سے اسے ہم نے قابو کیا اور گھر سے باہر نکل آئے آخری اور آٹھویں گھر ہمیں یہ دشواری پیش آئی کہ لکڑی کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے آواز پیدا ہونے کی وجہ سے چند ایک گھر کے مکین جاگ گئے اور انہوں نے ہمیں تعداد اور نیپالی پولیس کے کوٹ پہنے دیکھا تو اپنے دروازے بند کر لیے یہاں ٹارگٹ والے مکان کے رہائشی نے دروازہ کھولا اور ہمیں دیکھ کر پیچھے بھاگا ہم اسے پکڑ کر پیچھے والے کمرے میں لے گئے جو شاید اس کے سونے کا کمرہ تھا چونکہ اس گھر میں ہم اکھٹے ساتوں گئے تھے اس لیے 6 نے اسے دبوچا کہ اسکے منہ سے آواز تک نہ نکل سکی یہاں بھی ہم نے محسن کو موقع دیا جس نے کھکھڑی کے چند وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور گردن تن سے جدا کر دی یہاں محسن کو غبار نکالنے کا موقع نہ دیا کیونکہ اس بلڈنگ کا کوئی بھی رہائشی پولیس کو فون کر سکتا تھا لہذا ہم کام نپٹا کر نیچے آ گئے قیصر کے بیان کو میں نے مختصر لکھا ہے ورنہ اس نے تفصیل بتانے میں دو گھنٹے لگائے تھے اسی دوران

محسن بھی واپس آ گیا اس نے بتایا کہ آٹھوں کے قتل کا سب کو پتہ لگ چکا ہے سارے مہاجر بہت مشتعل ہیں اور سفارت خانے کے باہر نعرہ بازی کر رہے ہیں سفارت خانے نے مدد کے لیے پولیس بلا لی ہے جس نے مہاجروں کو سفارت خانے سے باہر نکال کر سڑک کی دوسری طرف دائیں بائیں دھکیل دیا ہے مہاجر سفارت خانے کیطرف سے تحفظ نہ ملنے اور بلاوجہ یہاں روکے رکھے جانے پر نعرہ بازی کر رہے ہیں۔۔

اصل حقائق اور مہاجروں کے احتجاجی مظاہرے کا سن کر مجھے ایک انوکھی تجویز سوجھی مجھے یقیں تھا کہ اگر میری یہ تجویز کارگر ہوتی ہے تو مہاجروں کا احتجاج یک لخت الٹا رخ اختیار کر لے گا میں نے محسن کو کہا کہ وہ فوری کشمیری مسجد جاے جہاں قتل ہونے والوں کی تجہیز و تکفین کی تیاری کی جا رہی ہے اور نہایت چالاکی سے یہ بات پھیلا دے کہ مرنے والے نہ تو مسلم تھی اور نہ مہاجر اس کے علاوہ کچھ نہ بولے اور مسجد کے قریب میرا انتظار کرے محسن کے جانے 30 منٹ بعد میں نے لڑکوں سے کہا کہ وہ کمروں میں رہیں یا بازار کی سیر کر آئیں یہ کہہ کر میں نے سائیکل رکشہ لیا اور کشمیری مسجد کی طرف چل دیا کشمیری مسجد کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ محسن ایک طرف کھڑا میرا انتظار کر رہا تھا اس نے بتایا کہ اس نے یہ بات پھیلا دی ہے لیکن لاشیں پوسٹ مارٹم ہو کر ابھی تک یہاں نہیں پہنچیں قریب 3ہزار لوگ انکا جنازہ

پڑھنے کے لیے وہاں کھڑے تھے کھٹمنڈو میں کشمیری مسجد کا ہونا عجیب بات تھی اس کے پیچھے کہانی یہ تھی کشمیر کے راجہ کی ظلم سے کشمیر کا ایک خاندان کھٹمنڈو آ کر آباد ہو گیا رفتہ رفتہ ان کا کاروبار چمکا تو اور بھی کشمیر سے لوگ یہاں آ کر آباد ہو گئے انہوں نے یہاں ایک محلہ بسایا جسکا نام کشمیری محلہ رکھا اور کشمیری مسجد بنائی اور اب یہ لوگ مسلمانوں کی بے لوث خدمت کرتے تھے ان 8 مہاجروں کے جنازے کا بھی ان لوگوں نے پورا بندوبست کیا ہوا تھا ان میں چند معتبر ایک کوٹھی کے لان بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس گیا سلام کیا ان سے میری واقفیت تو نہ تھی لیکن وہ لوگ بڑے تپاک سے ملے میں نے بتایا کہ میں چٹاگانگ میں ملازم تھا بڑی مشکل سے کھٹمنڈو پہنچا ہوں اور اب پاکستان جانے کے انتظار میں ہوں چونکہ گذشتہ رات بہت بڑا واقعہ ہوا تھا لہذا جلد ہی موضوع اس طرف پھر گیا میں نے باتوں کے درمیان کہا کہ میں نے یہاں آ کر سنا ہے کہ مرنے والے غیر مسلم تھے وہ سب میری بات سن کر ہنسنے لگے اور بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے کہا بے شک یہ افواہ ہی صحیح مگر تصدیق کرنے

میں کیا حرج ہے الغرض میرے زور دینے پر وہ رضا مند ہوگئے اور بولے کہ غسال کو کہہ دیں گے کہ غسل دیتے وقت وہ اس بات کی اصلیت کو جانچے میتیں آئیں تو مہاجروں کا جوش و خروش بہت بڑھ گیا یہاں بھی پاکستانی سفارت خانے اور نیپالی پولیس کے خلاف نعرے بازی شروع ہو گئی وہاں دو

غسال تھے دونوں ایک ایک میت کو غسل دینے کے لیے میت کے پاس گئے اور معتبرین کے کہنے کے مطابق جب انہوں نے ان میتوں کو چیک کیا تو وہ لاحول ولا قوۃ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو گئےغسال نے سرگوشی میں مہاجروں کو بتایا کہ یہ دونوں غیر مسلم ہیں مہاجروں کو یقین نہ آیا تو دو معتبر بزرگوں نے آٹھوں کو خود چیک کیا تو آٹھوں غیر مسلم نکلے سب لوگ حیران رہ گئے اب غسل دینا تو ایک طرف وہاں پر سب یہ کہنا شروع ہو گئے کہ لاشوں کو ہندوؤں کے حوالے کر دیا جائے میں نے دونوں بزرگوں سے کہا کہ وہ میرے ساتھ سفارت خانے چل کر لوگوں کو اصل حقائق سے آگاہ کریں ورنہ وہاں صورتحال بگڑ سکتی ہے وہ دونوں فوراً ایک کشمیری کی موٹر گاڑی میں سفارت خانے پہنچےاور پولیس کے میگا فون سے لوگوں کو مرنے والوں کی اصلیت بتائی تو وہاں سب مہاجر یہ بات سن کر خاموش ہو گئے اور کشمیری مسجد کی طرف چل دیئے تاکہ خود یہ تماشا دیکھ سکیں اب یہ موضوع شروع ہو گیا کہ مرنے والے کون تھے اور انہیں کیوں قتل کیا گیا جتنے منہ اتنی باتیں ہونا شروع ہوگئی میرا مشن مکمل ہو چکا تھا اب میرے لیے ضروری تھا کہ لڑکوں کو بحفاظت فوراً نیپال سے نکالنا یہ سوچ کر میں ہوٹل واپس چلا آیا میں قیصر کے کمرے میں گیا اور کہا کہ سب لڑکوں کو یہی بلا لو جب سب جمع ہوگئے تو میں نے انہیں کہا کہ سفارت خانے کو بچانے کے لیے میں نے مرنے والوں کو ہندو ظاہر کروا دیا ہے پہلے تو مہاجر سمجھ کر خانہ پوری ہونا تھی مگر اب نیپالی

پولیس اپنی تفتیش کا دائرہ بڑھاے گی اور مکتی باہنی والوں کو یہاں بھجینے اور انڈین سفارت خانہ بھی چپ نہیں رہے گا لہذا تم لوگوں کو اب جلد از جلد نیپال سے نکلنا ہو گا میں نے انہیں فی کس 10 ہزار روپیہ دیا اور سفری اخراجات الگ اور شاپنگ کے لیے الگ پیسے دیئے اور کہا کہ تم لوگ فوراً شاپنگ کر لو انکو بازار بھیج کر میں نے قیصر کو کل صبح پیر گنج کے لیے 6 ٹکٹ بک کروانے کے لیے بھیج دیا نذیر اور عارف کے لیے الگ الگ خط بھی قیصر کو دیئے جسمیں نذیر کو ایک ماہ کے اندر مکان خالی نہ کرنے کی صورت میں وہ جیسا چاہیں انکے ساتھ سلوک کرنے کا اختیار دے دیا اور ایک خط خفیہ طور پر حبیبِ کو دینے کے لیے بھی لکھ کر دیا جسمیں مکان خالی نہ کرنے کیصورت میں نذیر اور لڑکوں کے ریایکشن کا لکھا میں نے قیصر کو کہا کہ دہلی پہنچ کر مجھے اپنی خیریت سے پہنچنے پر انفارم ضرور کرے دوسری صبح 8 بجے یہ 6 مجاہدوں کا قافلہ کھٹمنڈو سے پیر گنج کیطرف روانہ ہو گیا چوتھے روز دہلی سے مجھے نذیر اور عارف کی کال آئی جسمیں قیصر گروپ کا خیریت سے دہلی پہنچنے کا بتایا گیا نذیر کو میں نے بتایا کہ میں آپکی پریشانی کی مکمل تفصیل محکمے کو لکھ کر بھیج دی ہے لہذا ایک ماہ میں امید ہے کام ہو جائے گا متبادل جگہ سراے بیرم خان سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتی لہذا وہاں ایک مکان ڈھونڈ کران کو وہاں سیٹل ہونے میں ان کی مدد کرے کھٹمنڈو میں مہاجروں کے روپ میں چھپے ابھی تک 9 درندوں کو ٹھکانے لگایا تھا مجھے یقین تھا کہ ابھی مزید بھی ہوں

گے جو یہاں ہماری نظروں میں نہیں آے یا پھر فیملیز کی شکل میں ہوں گے بھارتی سفارت خانہ 200 افراد پر مشتمل تھا جبکہ پاکستان کا سفارت خانہ 18 افراد پر مشتمل تھا اور بھارتی سفارت خانے کی آڑ میں وہ نہ صرف نیپال بلکہ چین کی بھی جاسوسی کرتے تھے چین نے کھٹمنڈو سے اپنی بارڈر لائن تک 134 میل لمبی سڑک بنائی تھی جو بلکل سیدھی تھی یہ سڑک چینی انجنیئرز کا شاہکار تھی دہلی سے آے ہوئے لڑکوں نے اپنا ایڈریس علی گڑھ الہ آباد اور لکھنؤ لکھوایا تھا اور ہوٹل کرایہ بھی خود ہی پے کیا تھا جو بعد میں میں نے ان کو دے دیا بعد دوپہر محسن بھی ہوٹل چھوڑ کر گیسٹ چلا گیا اس نے 12ہزار روپے لگاے تھے جو میں نے اسے بعد میں واپس کر دیئے پیسے کی کمی انسان کو کمزور بنا دیتی ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ محسن جیسا انسان کمزور پڑے اس لیے اسکا سارا خرچہ میں نے خود اٹھا لیا

میں نے محسن کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ روزانہ سفارت خانے جاے اور سارے دن کی روپوٹ شام کو ہوٹل میں آ کر دے ان آٹھ لاشوں کو انڈین سفارت خانے کے حوالے کر دیا گیا تھا جنھوں نے اسے جلا دیا تھا ایک ہفتہ میں نے نہایت خاموشی سے گزاراہ میرا نیپال میں مشن ابھی شروع ہوا تھا سفارت خانے نے اب ان 9 بندوں کی رجسٹریشن ختم کر دی تھی اور اب رجسٹریشن دوبارہ کی جا رہی تھی رجسٹریشن بہت سخت کر دی گئی تھی ایک کمرے میں لے جا کر کپڑے اتار کر پہلے اس بات کی تصدیق کی جاتی تھی کہ مسلم ہے یا

غیر مسلم پھر رجسٹریشن ہوتی تھی اس کے علاوہ رجسٹریشن کے لیے کچھ شواہد دینے پڑتے اور ساتھ کم از کم 3 مہاجروں کی گواہی لازمی قرار پائی گئی چونکہ محسن اور بزرگ شاعر بھی اسی زمرے میں آتے تھے لہذا میں ان کے پرانے رجسٹریشن کارڈ لے کر کافی دنوں کے بعد سفارت خانے گیا میرا خیال تھا کہ سفیر مجھے اچھی طرح نہیں ملے گا مگر وہ ایک سیاسی آدمی تھا وہ مجھے بڑے تپاک سے ملا اور چاے بسکٹ منگواے بڑے اچھے طریقے سے گفتگو کی میں نے انکو ان دونوں کے رجسٹریشن کارڈ دے کر پوچھا کہ سفیر صاحب کیا ان دونوں کو میری ضمانت پر نیو رجسٹریشن کارڈ مل سکتے ہیں سفیر نے کہا کہ کیوں نہیں آپ کے کہنے پر تو ہم 2 ہزار مہاجروں کی رجسٹریشن کرنے کے لیے تیار ہیں یہ کہہ کر اس نے گھنٹی بجائی اسکا پی اے اندر آیا تو سفیر نے اسے دونوں رجسٹریشن کارڈ دیتے ہوئے کہا کہ ان کے نیو کارڈ بنا دو وہ 15 منٹ میں کارڈ بنا کر لے آیا سفیر سے کافی دیر گپ شپ کی اس نے اتنے دن نہ آنے کا گلہ بھی کیا میں نے کہا کہ بس کچھ مجبوری تھی اس لیے نہی آ سکا اس کے بعد میں نے جانے کی اجازت چاہی تو اس نے کہا کہ شام کا کھانا وہ میرے ساتھ کھاے میرے گھر میں کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں میں نے انکار کیا تو اس نے ضد پکڑ لی نہیں آپکو آنا ہو گا۔۔

مہاجروں کے بارے کچھ گفتگو کرنی ہے میں نے کہا ٹھیک میں شام کو آ جاؤ گا چونکہ سفارت خانے کی نااہلی پہلے ہی سامنے آ چکی تھی اب سفیر میرے ساتھ

بات چیت کر کے کچھ راز اگلوانا چاہتا تھا مگر۔ میں کالے چور پر تو بھروسہ کر سکتا تھا مگر سفیر اینڈ کمپنی پر کبھی بھی بھروسہ نہیں کر سکتا تھا شام کو میں سفیر کے گھر گیا کھانا کھایا کھانا کھانے کے بعد اس نے مجھے دو پیکٹ سگار کے دیئے جس پر لکھا ہوا تھا جس پر پاکستان کا سرکاری نشان اور سپیشلی بلینڈڈ فار پرائمنسٹر آف پاکستان کھدا ہوا تھا میں نے سفیر کا شکریہ ادا کیا اور اپنا پیکٹ کھول کر سگار نکالنا چاہا تو سفیر نے منع کرتے ہوئے کہا کہ یہ تم اپنے ہوٹل میں جاکر کھول کر پینا یہاں پر پینے کے لیے میری طرف سے اس نے اپنے پیکٹ سے سگار نکال کر مجھے دیا ہر سگار سلور کی ایک ٹیوب میں بند تھا جس پر بھی پہلے والے الفاظ درج تھے اب بتایئے یہ کیسے کیا؟ سفیر صاحب نے مسکراتے ہوے گہری نگاہ سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا

میں نے آگے سے سوال کیا۔ کیا سب کیسے کیا؟ میں نے انجان بنتے ہوئے ان سے وہی سوال پوچھ لیا۔ سفیر شاید یہ جان کر کہ مجھے سوال کی سمجھ نہیں آئی بولے بھئی میں ان آٹھ غیر مسلموں کی بات کر رہا ہوں جو گزشتہ ایک رات میں آٹھوں قتل کر دئے گئے میں نے جواب دیا کہ سنا تو میں نے بھی ہے سفیر نے کہا میں تو سمجھتا تھا کہ یہ کارروائی آپ نے کروائی ہے کیونکہ یہ غیر مسلم مہاجروں کے روپ میں ہمارے سفارت خانے میں رجسٹرڈ تھے اور انکے ایکسپوز ہونے کے بعد نئے سرے سے رجسٹریشن کی کاروائی کی جا رہی ہے میں نے کہا کہ میرا اس سارے واقعے سے کوئی تعلق نہیں ہے میرے پاس تو

صرف ایک پسٹل ہے جبکہ میری اطلاع کے مطابق انہیں خنجروں اور کھکھڑیوں سے مارا گیا ہے میں اکیلا بھلا ایک رات میں ان آٹھوں کو کیسے مار سکتا تھا میرا نفی میں جواب سن کر سفیر صاحب مخمصے میں پڑ گئے اب سوال کرنے کی میری باری تھی میں نے کہا چلیئے چھوڑیئے وہ کمبخت اسی قابل تھے سو وہ تو مر گئے مگر آپکے لیے مصیبت کھڑی کر گئے نئے سرے سے رجسٹریشن کر کے آئندہ آنے والے جاسوسوں کو پکڑ لیں گے مگر جو جاسوس آپ پہلے پاکستان بھیج چکے ہیں انکا کیا ہو گا میں تو سمجھتا ہوں کہ ان آٹھ غیر مسلم جاسوسوں کی سفارت خانے میں بحیثیت مسلم مہاجر ین رجسٹریشن کے حوالے سے میں اس واقعے کی تفصیل اور پہلے سے بھیجے گئے مہاجرین کی مشکوک اڈنٹٹی کی روپوٹ بھیجوں گا تو وہاں تو زلزلے آ جائیں گے سفیر صاحب جو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ بڑی کاوش سے مجھے راہ راست پر لاے ہیں میری بات سن کے بلکل بجھ گئے کافی دیر سوچنے کے بعد بولے ان حالات میں مجھے تو استعفیٰ دے کر واپس چلے جانا چاہیئے اور تو کوئی بات نہیں بس ایک پریشانی ہے کہ میری دونوں بچیاں یہاں کالج میں پڑھتی ہیں انکا ایک ایک سال ضائع ہو جاے گا ادھر کم بخت میرا دل جو ظالم کے لیے بھی نرم ہو جاتا تھا یہاں بھی نرم ہونے لگا اسی دل کے ہاتھوں مجبور ہی کر میں نے گورکھ پور میں جن سویلین سے ٹیکسیاں چھنینی تھیں انکو زندہ رکھ کر میں نے بھارتی انٹیلیجنس کے لیے سوراخ چھوڑ دیا تھا میں نے سفیر کو کہا کہ آپ گھبرایئے مت میں پاکستان روپوٹ تو ضرور بھیجوں

گا مگر ایسی نہیں کہ آپکی بچیوں کا سال ضائع ہو آپ پریشان مت ہوں یہ کہہ کر میں کھڑا ہو گیا سفیر نے بڑی اپنائیت سے میری کمر پر ہاتھ ڈال کر مجھے اپنی گاڑی میں ہوٹل چھوڑنے ساتھ چل دیا میں نے سفیر سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ ان تمام مہاجرین کی فہرستیں جنہیں آپ آج تک کھٹمنڈو سے پاکستان بھجوا چکے ہیں مجھے کل تک دے دیں اس نے حامی بھر لی۔۔

تیسرے روز سفیر نے مجھے پاکستان بھجے گے مہاجروں کی مکمل تفصیل کے ساتھ فہرستیں دے دیں میں نے ان فہرستوں کی دو دو کاپیاں بنوا کر ایک ایک اپنے پاس رکھ لیں اور ایک ایک پاکستان بھجوا دی اور ساتھ میں نے اپنے پورے کیے گئے مشن کی تفصیلی رپورٹ اور سفارت خانے کی نئی پالیسی کو سراہا میں نے یہ سفارت خانے والی روپوٹ سفیر کو پڑھوا کر پیکٹ میں بند کی اور ڈاک بھیج دی اس کے بعد جب تک میں کھٹمنڈو رہا سفیر کا رویہ میرے ساتھ بہت اچھا رہا اور سفارت خانے کیطرف سے مطمئن ہو کر میں نے اپنی تمام تر توجہ اپنے مشن پر لگا دی روپوٹ میں میں نے خاص طور پر لکھا کہ ایسے مہاجر جو اکیلے اکیلے فیملی کے بغیر پاکستان پہنچ چکے ہیں ان کو تلاش کر کے انکی مکمل نگرانی کی جاے ہو سکتا ہے ان میں بھارتی جاسوس ہوں ایمبیسی میں پاکستان سے آنے والے دس پندرہ روز پرانے اخبارات پڑھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ پاکستان کو دولخت کرنے والی سیاسی قوتیں بچے کھچے پاکستان کی کس طرح سے جڑیں کھوکھلی کر رہی ہیں 71ء کی شکست کے بعد بھی پاکستانی عوام آنکھیں بند

کر کے خود کھائی میں گرنے جا رہے تھے ایسی صورت حال بن گئ تھی کہ پاکستان سے محبت اور وفادار بہت کم رہ گئے اور وہ اس چراغ کو جلانے کی بھر پور کوشش کر رہے تھے حکم الہی اٹل فیصلے کیصورت میں ہمارے سامنے کھڑا تھا کہ جس قوم کو اپنی حالت آپ درست کرنے کا خیال نہ رہے اللہ پاک بھی اس قوم کی حالت نہیں بدلتے پاکستانی عوام نے سنبھلنے کی کوشش کرنا تو درکنار اس کا خیال کرنا بھی چھوڑ دیا تھا کھٹمنڈو پولیس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر ان آٹھ آدمیوں کے قتل کرنے والے تک نہ پہنچ سکی بات پھر یہی ختم ہو جاتی تھی کہ غیر مسلم تھے تو انہوں نے پاکستان ایمبیسی میں مسلم مہاجر ظاہر کر کے رجسٹریشن کیوں کروائی تھی وہ پاکستان کیوں جانا چاہتے تھے اور ان کے یہاں ٹھہرنے کا مقصد کیا تھا آخر کار کھٹمنڈو پولیس نے ہوٹلز گیسٹ ہاؤسز سرائے ہر جگہ پوچھ گیچھ کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا تو انہوں نے اس کیس پر بلکل خاموشی اختیار کر لی۔ جب دیکھا کہ اب خطرہ نہیں رہا تو میں نے پھر لسٹیں نکال لیں اور دیکھنا شروع کر دیا کہ ایسی مہاجر فیملیز جن کے مرد کوئی کام بھی نہیں کرتے اور اپنا خرچہ چلا رہے ہیں کیسے یہ کر رہے ہیں جبکہ ان کے گرد مہاجروں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بھی منڈلاتی رہتی ہیں میں نے خود ان کی تصدیق کرنے کی بجاے محسن کی ڈیوٹی لگائی اور اسے وہ فیملیز بتائیں اور کہا کہ وہ ان میں شامل ہو کر انکی چھان بین کرے۔

میری ہدایت پر محسن نے اپنا معمول بنا لیا جہاں بھی چند مہاجر جمع ہوتے وہاں

جا کر وہ پاکستان کے خلاف بولنا شروع کر دیتا اگر کوئی اعتراض کرتا وہ اپنی قمیض اٹھا کر انکو اپنے زخموں کے نشان دکھاتا اور کہتا کہ میں بھی پاکستان سے محبت کا دم بھرتا تھا مگر مشرقی پاکستان میں پاکستانی فوج نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ میرے گھر والے مارے گئے اور مجھ پر ظلم کیا گیا اور بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں مہاجروں کی صورت میں رہ رہا ہوں اب آگے یہ پاکستانی سفارت خانے والے ہم سب پر کیا کیا ظلم کر رہے ہیں اسی طرح پروپیگنڈا کرتے کرتے محسن کو 8 دن گزر گئے ایک دن محسن ویسی ہی اداکاری کر رہا تھا کہ اسے ایک مہاجر نے بلایا اور اپنے ساتھ ایک گھر میں لے گیا جہاں پر اور بھی مہاجر بیٹھے ہوئے تھے گھر بہت سجا سجایا ہوا تھا گھر کا مالک بہت خوبصورت قالین پر گاؤ تکیے لگاے بیٹھا تھا اس نے محسن کے ساتھ بہت اخلاق سے بات کرتے ہوئے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہم دوسری بار مہاجر ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ مغربی پاکستان کا کیا دھرا ہے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کریں پھر مغربی پاکستان جا کر وہاں رہنے والے شیطان صفت حکمرانوں اور لوگوں کا جینا حرام کر دیں اس محفل میں مشروب اور شراب کے جام چل رہے تھے

محسن کے بیان کے مطابق وہ بہت دیر تک جذباتی تقریر کرتا رہا اور ہم سب کو پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لیے اکساتا رہا محسن نے بتایا کہ وہاں بیٹھے لوگ سچے یا جھوٹے دل سے اسکی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے وہ فوری اپنے

مقصد اور مشن تک نہیں پہنچا بلکہ پہلے آہستہ آہستہ ہمارا برین واش کرتا رہا محفل برخاست ہونے پر اس نے سب وہاں موجود مہاجروں کو پچاس پچاس روپے دئے اور محسن کو آئندہ اپنی ہونے والی میٹنگز میں دعوت دی میں نے محسن کو کہا کہ وہ وہاں باقاعدگی سے جاے اور وہاں پر جانے والے مہاجروں کے کوائف اور مشرقی پاکستان میں انکے کاروبار اور دیگر معلومات کا پتہ لگانے کی کوشش کرے

محسن اپنے کام پر جت گیا اور میں نے محسن جیسے بہادر اور پر خلوص مہاجروں کی تلاش شروع کردی کیونکہ اکیلے محسن کے ساتھ یہ کام کرنا بہت مشکل تھا

چند دنوں سے میں محسوس کر رہا تھا کہ میری غیر محسوس طریقے سے نگرانی کی جا رہی ہے ہوٹل کی لابی سفارت خانے شیر پنجاب ہوٹل غرض ہر جگہ آدمی میرے پیچھے پیچھے رہتے تھے میں نے اپنا پیچھا کرنے والوں سے جان چھڑانے کی بجاے انکی اصلیت اور ارادے جاننے کی کوشش کرنے لگا چنانچہ میں نے ایک دن سفارت خانے جانے کے لیے سائیکل رکشہ لیا مگر سفارت خانے کے آدھے راستے جانے کے بعد میں نے اسے بازار جانے کا کہ دیا تو اسنے رکشہ واپس بازار کیطرف موڑ لی پیچھا کرنے والوں نے بھی اپنے رکشے میرے پیچھے موڑ لیے اب مجھے یقیں ہو گیا کہ واقعی میری نگرانی کی جا رہی ہے نگرانی کرنے والے نو افراد تھے جن میں 4 بنگالی اور 5 دوسرے قد کاٹھ کے اونچے

لمبے تھے میں نے اپنا پسٹل جو میرے پاس ہی ہوتا تھا ساتھ میں ایک کھلھری بھی اپنی کمر کے ساتھ باندھنا شروع کر دی ایک دن میں ایمبیسی جاتے ہوئے راستے میں ہی رکشہ روک لیا پیچھا کرنے والوں نے بھی اپنے رکشے روک لیے میں رکشہ سے اتر کر ان کے پاس گیا اور کرختگی سے پیچھا کرنے کی وجہ پوچھی وہ اس اچانک صورت حال کے لیے تیار نہ تھے لگے ادھر ادھر کی کرنے میں نے کھکھری نکال کر حملہ کرنے کے انداز میں پکڑ لی اور کہا کہ آئندہ اگر میرا پیچھا کیا تو تمہارا وہ حشر کروں گا جو تمہارے 9 ساتھیوں کا ہو چکا ہے یہ سن کر انہوں نے رکشے واپس موڑے لیے اس کے بعد انہوں نے کبھی میرا پیچھا نہیں کیا اس سے ثابت ہوا تھا کہ وہ بھارتی سفارت خانے کے نچلے درجے کے ملازم تھے اور جو وہ

جاننا چاہتے تھے انہیں اس کا چہرہ ہو گیا تھا

اسی شام ہوٹل کی لابی میں میں ایسے 3 افراد کو بیٹھے دیکھا جو میری نگرانی کرنے والوں میں بھی شامل تھے میں سیدھا ریسیپشن پر گیا اور ریسیپشن سے کہا کہ اگر یہ آپکا فائیو سٹار ہوتا ہے تو پھر غیر ضروری افراد یہاں پر کیوں آتے ہیں جو یہاں رہتے ہی نہیں اگر یہ آپ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک کے لیے ہر وقت کھلا ہے تو پھر اسکو فائیو اسٹار نہ کہیں اور ساتھ اسکا کرایہ بھی کم کر دیں ریسیپشن حیرت سے میری طرف دیکھ رہا تھا اس نے پوچھا کہ کیا وجہ بنی جو آپ ایسا کہہ رہے ہیں میں نے ان 3 افراد کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

وہ یہاں نہیں رہتے اور میں انہیں 3 دن سے ہر روز یہاں لابی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں آپ نے کبھی ان سے پوچھا ہے کہ وہ یہاں کیا لینے آتے ہیں اور کس سے ملنا ہے انہیں ریسیپشن سیدھا ان 3 افراد کی ٹیبل پر گیا اور پوچھا کہ انہوں نے کس سے ملنا ہے تو وہ لوگ کوئی مناسب جواب نہ دے سکے مینجر ریسیپشن نے گیٹ پر گارڈز کو بلایا اور کہا کہ ان تینوں کو دھکے مار باہر چھوڑ آؤ گارڈز نے انہیں گیٹ سے آؤٹ کر دیا ساتھ میں بھی باہر آ گیا اور ان تینوں سے کہا کہ میں کئی دن سے دیکھ رہا ہوں تم لوگ میری نگرانی کر رہے ہو میرے ہوٹل میں آنے جانے کے اوقات ملنے والے کون کون ہیں سب کو دیکھ رہے ہو یہ پہلی بار ہے اگر آئندہ مجھے نظر آے تو گولیوں سے بھون دوں گا وہ بھی اس کے بعد نظر نہ آے لیکن اس کے بعد بھی میری نگرانی ختم نہیں ہوئی اس کے بعد منجے ہوئے تجربہ کار جاسوس میرے پیچھے لگاے گئے یہ سب بھی بھارتی سفارت خانے کیطرف سے تھا بھارت کی نسبت یہاں صورتحال بلکل مختلف تھی وہاں ہم چھپ کر وار کرتے تھے جبکہ یہاں پر دو دشمن آمنے سامنے تھے دونوں میں فرق صرف یہ تھا کہ بھارتی میرے مقابلے پر سینکڑوں لاسکتے تھے جبکہ میں انکے مقابلہ کے لیے اکیلا تھا میرے وسائل محدود جسمیں ایک پسٹل اور کھکھری تھی جبکہ میں اللہ کی مدد کے سہارے ان کے دو بدو آ گیا اب بھارتی سفارت خانے نے اک نئ چال چلی مجھے پھانسنے کے لیے انہوں نے اپنا نہایت تجربہ کار بھارتی ایجنٹ کو میرے پیچھے لگایا یہ

ایجنٹ خفیہ سرگرمیوں کو کور دینے کے لیے نیپال میں ایک کاروباری کی حیثیت سے رہتا تھا اسکی کھٹمنڈو میں مین روڈ پر راجہ بازار میں دو دوکانیں تھیں ایک دوکان دیوی کے محل نما عمارت کے ساتھ جبکہ دوسری کشمیریوں کی بستی کے قریب تھی دیوی کی محل کے قریب والی جنرل اسٹور اور مرچٹلّا کی جبکہ کشمیری بستی کے پاس والی کشمیری شالوں والی تھی اسکے متعلق مجھے ملنے والے مہاجرین نے بتایا تھا یہ شخص مہاجروں کا بڑا ہمدرد بنا ہوا تھا کہتے تھے کہ ہے تو بھارتی ہندو مگر بڑا درد مند انسان ہے جنرل مرچٹلّا کی دوکان پر صرف رجسٹریشن کارڈ نمبر دیکھ کر مہاجروں کو مختلف برانڈ کے سگریٹ چیونگم اور دوسری اشیاء تھوک سے بہت کم قیمت پر بیچنے کو دیتا ہے لکڑی کی ٹرے جس سے چمڑے کی بیلٹ گلے میں ڈالنے کی لیے بیلٹ بھی فری دیتا ہے مہاجر ان میں مختلف سامان رکھ کر شہر کے مختلف علاقوں خصوصاً ان گھٹیا آور کم کرائے والے گیسٹ ہاؤسز کے قریب یہ سامان بیچتے ہیں جہاں مغرب سے آنے والے ٹھہرتے ہیں وہ صحیح ضرورت مند مہاجر کی مدد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا مہینے میں ایک دو بار بھارت جاتا ہے اور فروختگی کے لیے سامان لاتا ہے جب سے اسے آپ کے مہاجرین میں کمبل اور پیسے تقسیم کرنے کا پتہ چلا ہے وہ آپکا پرستار بن گیا ہے ہر وقت آپکی تعریف کرتا ہے اور آپ سے ملنے کا بے حد شائق ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں بھارتی ہندو ہوں ہو سکتا کہ آپ مجھ سے اچھا سلوک نہ کریں حالانکہ میں اپنے ملک بھارت کی مشرقی پاکستان میں کی گئی ذلیل حرکت کا

کفارہ ادا کررہا ہوں مہاجروں نے کچھ اس طرح سے اس کے قصیدے پڑھے کہ میں اس سے ملنے کو تیار ہو گیا اور ایک شام اسے اپنے ہوٹل میں مدعو کر لیا وہ رائٹ ٹائم پر آ گیا اور میں اسے کافی شاپ میں لے گیا شکل و صورت اور لب و لہجہ سے وہ بھارت پنجاب کا رہنے والا لگتا تھا اس نے بتایا کہ اسکا نام وجے کمار ہے اور وہ انبالے کا رہنے والا شرنارتھی مہاجر ہے تقسیم ہند سے پہلے وہ گوجرانوالہ محلہ گورونانک پورہ میں رہتا تھا وہیں اس نے میٹرک پاس کیا اور اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں لگ گیا والدین کا اکلوتا تھا اور لاڈلہ بھی تقسیم ہند کے بعد ہم لوگ انبالہ آ گئے والد صاحب کے کاروبار نے یہاں پہنچ کر بہت ترقی کی انبالے میں ہی اسکی شادی ہوئی اور دو لڑکے پیدا ہوئے اسکا گھرانہ نہایت خوش حال زندگی بسر کر رہا ہے گوجرانوالہ سے آتے ہوئے پتا جی کے مسلمان دوستوں نے پتا جی کی بہت مدد کی سوائے دوکان اور مکان کے سب سامان پتا جی سے مسلمانوں نے خرید لیا تھا اور اسی سرمائے سے پتا جی نے کاروبار شروع کر دیا آج سے 6 سال قبل تیرتھ کی یاترا سے واپسی پر اسکے گھر والوں کا ایکسیڈینٹ ہو گیا سب ایکسیڈینٹ میں مارے گئے صرف وہ زندہ بچا کیوں کہ وہ یاترا پر اپنے کاروبار کی دیکھ بھال کیوجہ نہیں گیا تھا اتنے بڑے حادثے کے نتیجے میں میں اپنے حواس کھو بیٹھا آخر کئی ماہ کے علاج کے بعد میں ٹھیک ہوا انبالہ اب کاٹنے کو دوڑتا تھا آخر ایک دوست نے مشورہ دیا کہ کھٹمنڈو چلے جاؤ تو طبیعت بہل جاے گی چنانچہ میں کھٹمنڈو چلا آیا اور پھر

یہی کا ہو کر رہ گیا انبالہ سے کاروبار کلوز کیا اور یہاں دو دوکانیں لیں اور روزگار کمانا شروع کر دیا اس نے ابھی تک دوبارہ شادی نہیں کی اپنی یادوں کو بھلانے کی کوشش۔ کر رہا ہوں جب یہاں مہاجر آے تو انکی کمپسری دیکھ کر اپنا ماضی یاد آ گیا لہذا میں نے انکی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا میں سب کی ہیلپ تو نہیں کر سکتا تھا لہذا میں نے انکو پھیری لگا کر چیزیں بیچنے کی ترغیب دی انکو اشیاء تھوک سے بھی کم قیمت بیچ دیتا ہوں جیسے یہ سیل کر کے 25 یا 30 روپے روزانہ کما لیتے ہیں جب آپکے متعلق سنا کہ آپ نے مہاجروں کی مالی امداد کی ہے تو آپ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور اب آپ کے چرنوں میں بیٹھا ہوا ہوں وجے نے اپنی داستان اتنے دکھ برے انداز میں سنائی پھر اپنے زخموں کو یاد کر کے مہاجروں کی ہیلپ کرنا اور انکو روز گار دینا اور انکی مالی امداد کرنا واقعی مذہب سے ہٹ کر ایک قابل تحسین بات تھی اور وہ یہ خدمت 3 سال سے کر رہا تھا لہذا میں اسکی دوکان پر گیا مہاجروں میں سامان تقسیم کرتے دیکھا انکو کاروبار کی تلقین کرتے دیکھا اسی طرح کئی بار میں اس کی دوکان پر گیا اور ہوٹل انوائیٹ کیا اسی طرح ہم ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔

شام کا وقت کاٹنا میرے لیے بہت تکلیف دہ ہوتا تھا محسن بھی میرا اچھا دوست نہ بن سکا اس نے بھی اپنے آپکو صرف مشن تک محدود رکھا اور بہت سے ایجنٹ اس نے بے نقاب کیے اس کمی کو وجے نے پورا کیا ہماری شامیں اکثر

اکھٹے گزرنے لگیں ایک بار وہ انڈیا مال لینے گیا تو واپسی پر میرے بہت سارے کاجو لے آیا میں نے پوچھا کہ آپکو کیسے پتا چلا کہ مجھے کاجو پسند ہیں تو اس نے کہا کہ ایک دن باتوں باتوں میں آپ نے کہا تھا کہ میں کاجو کھاتے ہوئے نہی تھکتا سو اس لیے لے آیا اس نے کہا کہ وہ یہ سب سامان لکھنؤ سے خریدتا ہے اور رکسول تک ٹرین میں آتا ہے آگے رکشے پر لے کر آتا ہے میں نے کبھی اس سے کسی بھی معاملے پر بحث نہیں کی اور نہ کبھی اس نے میں جو بھی بات کرتا وہ میری ہاں میں ہاں ملاتا میں بھی بہت زخمی تھا روحانی طور پر بھی بھارت میں پکڑنے جانے کے بعد مجھ میں تشدد کیوجہ سے پہلے والی بات نہیں رہی تھی وجے نے اپنا ماضی میرے سامنے کھول کر رکھ دیا تھا لیکن اس نے میرے متعلق کبھی کچھ نہیں پوچھا تھا اسکی اس خوبی کیوجہ سے میں اس کے اور قریب ہو گیا ایک شام وجے میرے پاس آیا اور ادھر ادھر کی باتوں میں اس نے کہا کہ انبالہ سے اس کے کچھ دوست کھٹمنڈو آے ہیں مگر وہ کٹر ہندو ہیں وہ یہی ہوٹل میں ٹھہریں گے اگر ان سے آپکا آمنا سامنا ہو جاے تو انکو میرے متعلق نہ بتایئے گا بلکہ لاتعلقی اور بے پرواہی سے پاس سے گزر جایئے گا میں اسکی یہ خوبی دیکھ کر اسکا معترف ہو گیا مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ میرے خلاف سازش تیار ہو رہی ہے اور وجے اس سازش کا مرکزی کردار ادا کر رہا ہے وجے کے دوستوں کی موجودگی کے دوران میں نے اپنے سفارت خانے کے جنرل اٹاچی کو کال کی کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں کچھ اہم معلومات ملی

ہیں ان کے بارے میں ڈسکس کرنا چاہتا ہوں ایمبیسی میں اگر ان سے ملوں تو باقی افراد چوکنا ہو جائیں گے میرا ہوٹل بھی اس ملاقات کے لیے موزوں نہیں ہے کیونکہ یہاں پر میری نگرانی ہو رہی ہے ملٹری اٹاچی نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا کہ ایسی صورتحال میں بہترین جگہ چنگ وا چائنیز ہوٹل بہتر رہے گا انہوں نے کہا کہ آج رات 8 بجے وہی آ جاؤں یہ ریستوران کھٹمنڈو کے پوش علاقے میں تھا میں رات 8 بجے وہاں پہنچ گیا اور اٹاچی صاحب بھی تقریباً اسی ٹائم وہاں پہنچے ہم ایک ہاف کیبن میں بیٹھ گئے اور کھانے کا آرڈر دے دیا میں نے محسن کی اکٹھی کردہ معلومات انہیں بتائیں اور کہا کہ پاکستان بھیجنے کے لیے کور کی ایک مہاجروں کی جاسوسی ٹیم پاکستان بھیجی جا رہی ہے اور کئی مکانات میں انکی برین واشنگ کا سلسلہ جاری ہے میرا پلانٹیڈ آدمی خود ایسی کئی جگہوں پر شامل ہوا ہے جہاں یہ کام ہو رہا ہے مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جب دوبارہ افغان ائیر لائن کا سلسلہ شروع ہو گا جاسوسوں کی ایک بڑی تعداد پاکستان پہنچ جاے گی ملٹری اٹاچی نے میری باتیں غور سے سنیں اور کہا کہ میرے اپنے مخبروں نے بھی مجھے ایسی اطلاعات دی ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مہاجروں کے بھیس میں چھپے مکتی باہنی کے 8 جاسوسوں کو ٹھکانے لگانے میں آپکا ہاتھ ہے ان 8 سے تو ہماری جان چھوٹ گئی مگر باقی ان برین واش کرنے والوں کے متعلق ہم جان کر بھی کچھ نہیں کر سکتے ان مہاجروں کے بھارت میں قیام کے دوران انکی کسی مجبوری کے تحت بھارتی انٹیلیجنس نے انکو

اس کام پر مجبور کیا ہے اور انکی مالی امداد بھی وہی کر رہے ہیں ملٹری اٹاچی نے اپنی مجبوری بھی بتا دی اسے اپنا ہر کام قانون کے دائرے میں ہی رہ کر کرنا پڑتا تھا ملٹری اٹاچی نے یہ وعدہ ضرور کیا کہ جونہی کوئی نئی بات اس کے سامنے آئی تو وہ مجھے ضرور بتاے گا ہماری یہ میٹنگ ختم ہوئی تو میں افسردہ دل لیے واپس ہوٹل آ گیا میرے سامنے میرے بچے کھچے گھر کو اجاڑ ڈالنے کے اسباب ہو رہے تھے اور میں اکیلا کچھ نہ کر سکتا تھا ایسی صورت حال میں مجھے قانون کے دائرے میں رہ کر کام کرنے والوں کی نہیں بلکہ ایسے افراد کی ضرورت تھی جو میرے گھر کو بچانے کے لیے بے خوف خطر ہر آگ میں کود جاتے دہلی سے قیصر پارٹی کو بلانا ان کے لیے خطرے کا باعث بن سکتا تھا نیپالی پولیس نے بظاہر تو مکتی باہنی کے قتل کیس کو پس پشت ڈال دیا مگر میں جانتا تھا کہ انکی انٹیلیجنس خاموش نہیں بیٹھی ہو گی رازداری انکا اولین اصول تھا وہ صرف اسی وقت ظاہر ہوتے تھے جب انکے ہاتھ مکمل ثبوت آ جائیں اگر مسئلہ صرف اب برین واش کرنے والوں کی ذات تک محدود ہوتا تو انکو پہلی فلائیٹ سے ہی پاکستان بھجوا دیتے اور جہاں پر میرا محکمہ ان کے استقبال اور سب کچھ ان سے اگلوانے کے لیے موجود ہوتا مگر فلائٹ کے جانے کا کہیں دور دور تک نشان نہیں تھا جب تک فلائٹ شروع ہوتی یہ برین واش کرنے والے نہ جانے کتنے مہاجروں کا برین واش کر چکے ہوتے پاکستان جانے والے تمام مہاجروں کی جانچ پڑتال کرنا ناممکن تھی میں بڑے مخمصے میں پھنس گیا تھا

اگر انکو ہلاک کر دیا جاتا تو انکے بچے بے یارومددگار رہ جاتے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جاے اسی سوچ میں کئی روز گزر گئے مگر حل کوئی سمجھ میں نہ آیا ایک روز میں چنگ وا ریسٹورنٹ میں شام کا کھانا کھانے گیا وہاں ریسیپشن پر جو چینی لڑکی ہوتی تھی وہ مسلمان تھی اس نے مسلم طریقہ سے سر کو ڈھانپ رکھا ہوتا تھا اس دن بھی میں کھانا کھانے لگا تو وہی چینی لڑکی میرے پاس آئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی کہ 3 چینی مسلمان تم سے ملنا چاہتے ہیں پچھلے دن جب آپ یہاں آے تھے وہ آپکا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے تمہارے ساتھ تمہارے سفارت خانے کا افسر تھا اس لیے وہ آپ سے مل نہ سکے لڑکی نے بتایا کہ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ آئندہ جب میں کھانا کھانے وہاں آؤں تو اس سے ہمارے ملنے کے متعلق بات چیت کرنا لڑکی نے کہا کہ ہوٹل کے پاس ہی میرا گھر ہے اور وہ محفوظ بھی ہے اس لیے وہاں آپکی ان سے ملاقات بہتر رہے گی لفظ محفوظ سن کر مجھے پتہ چل گیا کہ میری شہرت یہاں بھی پہنچ گئی ہے میں نے ہامی بھر لی کھانا کھانے کے بعد میں اس لڑکی کے ساتھ اس کے گھر میں چلا گیا اس نے مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھایا جو چائینز چیزوں سے سجا ہوا تھا اس نے مجھے وہاں بٹھایا اور کہا کہ آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے اس نے بتایا کہ ملاقات کے دوران وہ بھی یہاں موجود رہے گی کیونکہ ان لوگوں کو انگریزی بولنا نہیں آتی اور میں اان کے اور تمہارے درمیان مترجم کا کام کروں گی اور ایک بات وہ

تمہارے دشمن نہیں ہیں دوست ہیں۔

آدھا گھنٹہ گزرنے سے پہلے ہی 3 جوان ورزشی جسم کے سڈول کمرے میں داخل ہوے اور مجھے اپنی زبان میں سلام اور ہاتھ ملا کر بیٹھ گئے انہوں نے ہی گفتگو کا آغاز کیا اور کہا کہ انہیں اپنے محکمے کیطرف سے میری حفاظت کرنے اور کام میں مدد کرنے کا مشن سونپا گیا ہے میں انکی بات نہ سمجھ سکا اور کہا کہ میں نے کھٹمنڈو میں آج تک کسی کو بھی اپنی حفاظت کا نہی کہا اور نہ کام میں ہیلپ کا کہا ہے اور کس محکمے نے انہیں یہ کام سونپا ہے لڑکی میری ان سے اور انکی مجھ سے باتیں ترجم کے ساتھ کروا رہی تھی میں نے لڑکی کو کہا کہ وہ میری بات صاف صاف انہیں سمجھا دے ہو سکتا ہے انکو کسی اور کے لیے کہا گیا ہو انہوں نے میری بات سن کر آپسمیں کھسر پھسر کی اور کہا کہ ہم اپنے محکمے کا نام نہیں بتا سکتے ہاں آپ کو اعتماد دلانے کے لیے آپ کو یہ لیٹر دینے کے لیے کہا گیا ہے یہ کہہ کر انہوں نے مجھے ایک خاکی لفافہ دیا جب میں نے لفافہ چاک کیا تو دیکھا کہ میرا اصل نام اصل کوڈ نمبر اور میرے محکمے کا نام درج تھا میں لیٹر ہاتھ میں پکڑے حیرانی سے انہیں دیکھ رہا تھا کیونکہ جو کچھ اس لیٹر میں لکھا تھا اس کا پتہ مجھے اور میرے محکمے کو تھا کاغذ کے اس ٹکڑے پر صاف لکھا تھا کہ میری حفاظت اور مشن میں ہیلپ کے لیے میرے محکمے نے چینی انٹیلیجنس محکمے کی خدمات حاصل کی ہیں مجھے

ان 3 چینی باشندوں سے اب کسی قسم کی تصدیق کی ضرورت نہ تھی کیونکہ میرے محکمے نے ان کو ہائر کیا تھا لیکن ایک مشکل تھی کہ میں انکی زبان نہیں سمجھتا تھا اور یہ چینی لڑکی کس حد تک قابل اعتماد ہو سکتی تھی اس کا مجھے علم نہ تھا میں نے لڑکی سے کہا کہ بہت سے اہم اور خفیہ راز ہوتے ہیں جن کا ظاہر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کیا میں اس معاملے میں تم پر کس حد تک اعتماد کر سکتا ہوں اور بطور مترجم کیا آپ پر بھروسہ کر سکتا ہوں میرا سوال سن کر لڑکی کا چہرہ بجھ گیا اس نے چند لمحے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھ سے اس سوال کا شکوہ کیا اور پھر یہ کہہ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی پلیز ویٹ اے مومنٹ۔ اور چند ہی منٹوں بعد تین بھارتی انگریزی اخبار لا کر میرے سامنے رکھ دیئے ان تینوں اخبارات میں میری تصویر اور میری تفصیل اور پکڑوانے والے کے لیے انعامی رقم لکھی ہوئی تھی اس نے مجھے میرے اصل نام سے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ یقین کے لیے یہی کافی ہے یا مزید تصدیق کی ضرورت ہے میں ہنس پڑا اپنی شہرت پر یا بدنامی پر جو بھارت سے نکل کر نہ جانے کہاں کہاں پہنچ گئی تھی میری ہنسی میں سب شریک ہو گئے اور لڑکی کے چہرے پر ناگواری کے اثرات بھی ختم ہو گئے نیپال میں میرے آخری روز تک یہ تینوں نئے دوست میرے ساتھ رہے مجھے بعد میں پتہ چلا کہ انکا چینی انٹیلیجنس سے کوئی تعلق نہ تھا مگر تھے مسلمان اور میری حفاظت کے لیے خود انہوں نے اپنے آپکو ہماری ایجنسی کے چین ایجنسی کو کہنے پر ہائر

کیا تھا ان کی وجہ سے مجھے نہ صرف اپنے مشن کے متعلق بہت معلومات ملیں بلکہ مشن پورے بھی کیے چینی لڑکی جو بظاہر کم عمر دکھائی دیتی تھی کم عمر نہ تھی بلکہ اسکی عمر 26 سال تھی والدین کی اکلوتی بیٹی تھی مسلمان تھی چین سے نیپال آ کر آباد ہو گئے تھے اس نے بھی مشن میں میری بہت ہیلپ کی۔ لڑکی نے بھارتی جو وہاں کھانا کھانے کے لیے آتے تھے ان کی گفتگو ریکارڈ کرنے کا سسٹم بھی کر رکھا تھا اور وہ گفتگو مجھے سناتی تھی اس سے بہت سی مفید معلومات ملتی تھیں اسی مشن میں وہ ساتھ کام کرتے کرتے اتنی میرے قریب آ گئی کہ بات شادی تک جا پہنچی اگر میں پاکستان میں شادی شدہ نہ ہوتا اور میرا بیٹا نہ ہوتا تو میں نے پہلی فرصتِ میں ہی اس سے شادی کر لینی تھی مگر جب اس کی ماں نے مجھے کہا کہ وہ اس سے شادی کر لے اور نیپال میں ہی سیٹل ہو جاے تو میں سوچنے لگا اور کوئی راستہ نکالنے لگا آخر کافی سوچ وچار کے بعد معاملات طے ہو گئے اور منگنی کی رسم کی تیاری ہونے لگی اسی دوران وہ اسکی والدہ پہاڑی سفر میں تھیں کہ انکی گاڑی آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی اور وہ نیچے کھائی میں جا گری جس سے وہ دونوں ماں بیٹی موقع پر ہی فوت ہو گئیں اس طرح یہ ہمارے سارے پروگرام نزدیک پہنچتے پہنچتے ادھورے رہ گیا اگر انسان کی سبھی خواہشات اور دعائیں پوری ہونے لگیں تو وہ لاپرواہ ہو جاتا ہے اس لیے اللہ پاک اسکی کچھ پوری کر دیتے ہیں کچھ آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیتے ہیں ہماری کامیابی اور ناکامی صرف اسی قادر مطلق کے حکم اور

منشا کے مطابق ہے اور ہم اس کے سامنے بے ضرر ہیں میں نے ان چینی دوستوں کو کہا کہ ٹھیک ایک ہفتے بعد وہ مجھے اسی جگہ اسی ٹائم ملیں تا کہ میں اتنی دیر تک اپنے مشنز کو حتمی شکل دے سکوں اس طرح انہی یہ بتانے میں آسانی ہو گی کہ وہ اس کام میں میرا کس حد تک ساتھ دے سکتے ہیں وہ مجھے دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے گرم جوشی سے مل کر رخصت ہو گئے اور بعد میں میں نے لڑکی سے اس پر شک کرنے کی معذرت کی اور اپنے ہوٹل واپس چلا آیا اب مجھے اس بات کی تسلی ہو گئی کہ مشن کو مکمل کرنے کے لیے اب میں کھٹمنڈو میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ چند اہم ہمدرد میرے ساتھ ہیں ہوٹل پہنچا تو محسن لابی میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا میں نے اسے کہا کہ برین واش کرنے والوں کی پوری تفصیل اوقات نقشے غرض ہر چیز 6 دن کے اندر اندر مجھے پہنچا دے محسن نے اپنی ڈائری میں پہلے ہی ان کے متعلق بہت کچھ لکھ رکھا تھا باقی تفصیل اس نے 4 دن کے اندر مجھے پہنچا دیں مزید تصدیق کے لیے میں نے ملٹری اٹاچی سے انکی تفصیل مانگی تو اس نے بھی جو تفصیل دی اس میں بھی برین واش کرنے والے پانچ ہی تھے پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد میں نے سوچا کہ اگر میں انکو انکے کیفر کردار تک پہنچاتا ہوں تو ان کے بیوی بچوں کا کیا بنے گا وہ تو دربدر ہو جائیں گے اگر انہیں زندہ چھوڑ دیتا ہوں تو اپنے ملک کے ساتھ غداری کا مرتکب ہوتا ہوں اور ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے والے جاسوسوں کی تعداد میں اضافہ بھی کرتا ہوں اگر بلفرض یہ پاکستان پہنچ

جاتے ہیں تو وہاں میرا محکمہ بھی انکو پکڑ کر انکے ساتھ وہی سلوک کرے گا جس کے یہ حقدار ہیں اگر یہی نپٹ لیتا ہوں تو بھی انکو مرنا ہے سو آخر کار میں نے ان سے یہی نپٹنے کا فیصلہ کر لیا ساتویں دن میں انکی پوری تفصیل لے کر چنگ وا ریسٹورنٹ چلا گیا اور چینی ہمدردوں کو ان برین واش کرنے والوں کے گھروں گلیوں اور فیملیز کے متعلق مکمل تفصیل سے بتا دیا ہم نے باہم مشورے کے بعد آئندہ شام کو ملنے اور اپنا مشن پورا کرنے کا پروگرام طے کر لیا ان کے گھروں تک پہنچانے اور انکو پہچاننے کی ذمہ داری محسن کی تھی واپسی پر میں نے محسن کو سارا پروگرام اور چینی دوستوں کے ساتھ جانے اور نشاندہی کے متعلق سمجھا دیا باقی کام چینی دوستوں نے کرنا تھا شام کو میں محسن کے ساتھ ریسٹورنٹ گیا محسن کو باہر چھوڑ کر میں چینی فرینڈز کے پاس گیا انکا طریقہ واردات بڑا انوکھا اور نیو تھا ان کے پاس سلنڈر تھے جو زہریلی گیس سے بھرے ہوئے تھے بقول انکے کہ یہ گیس کسی کے چہرے کے پاس چھوڑ دی جاے تو وہ چند سیکنڈ میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے خود گیس سے محفوظ رہنے کے لیے وہ گیس ماسک ساتھ لاے تھے اس کے بعد میں نے محسن کو بلایا اور ان سے ملوایا چونکہ اس مشن میں میرا کوئی کردار نہ تھا اس لیے میں ہوٹل واپس آ گیا ہوٹل پہنچے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ چائنیز لڑکی کی کال آ گئی اس نے کہا کہ انہوں نے تمہاری انٹری ڈال دی ہے اس لیے بہت ایمر جنسی ہے جلد ریسٹورنٹ پہنچیں میں ٹہلنے کے بہانے باہر نکلا اور رکشہ پکڑا چائنیز

ریسٹورنٹ پہنچ گیا وہاں پہنچا تو لڑکی نے کہا کہ محسن انگریزی نہیں سمجھ اور بول سکتا اور دوسرا مسئلہ گاڑی کا ہے پروگرام کو ترتیب دینے کے دوران ہم گاڑی کا بلکل بھول گئے تھے مجھے اب شیر پنجاب ہوٹل کے مالک سے گاری لینی تھی اسی سوچ میں تھا چائنیز لڑکی نے اپنی گاڑی دے کر میری یہ مشکل بھی حل کر دی 11 بجے آپریشن کا ٹائم مقرر ہوا ٹھیک 11 بجے ہم پانچوں گاڑی میں بیٹھے اور اپنے پہلے ٹارگٹ کی طرف چل پڑے میں نے محسن کے کہنے کے مطابق گاڑی مین سڑک پر روک دی اور محسن ان تینوں کو لے کر ایک گلی میں غائب ہو گیا انکی واپسی 20 منٹ بعد ہوئی محسن نے بتایا کہ پہلا ٹارگٹ ہٹ ہو گیا ہے اب ہم دوسرے ٹارگٹ کی طرف چل پڑے آخر تین گھنٹوں کے بعد ہم ان پانچ موزیوں کو ٹھکانے لگا کر واپس لوٹے تین چائنیز راستے میں ہی ایک جگہ اتر گئے بڑی مشکل میں ان کو یہ سمجھا سکا کہ کل شام کو ریسٹورنٹ میں دوبارہ ملیں محسن کو اس کے گیسٹ ہاؤس کے قریب چھوڑ کر میں سیدھا چائنیز ریسٹورنٹ پہنچا لڑکی اور اسکی والدہ میرا بڑی چینی سے ویٹ کر رہی تھیں وہاں پہنچ کر گاڑی میں نے ان کے حوالے کی میرے سر میں بہت درد ہو رہا تھا لہذا لڑکی نے مجھے واپس ہوٹل جانے سے روک دیا اور اپنے والدین کی ایما پر مجھے اپنے گھر میں ہی روک لیا ان کا گھر بہت بڑا تھا ایک کمرے میں میرے سونے کا انتظام کر دیا گیا میں درد کی وجہ سے بے حال ہو رہا تھا لڑکی نے چاے بنائی اور اسپرو کی دو گولیاں دیں میں نے انہیں چاے

کے ساتھ کھا لیا اور بیڈ پر لیٹ گیا اسی طرح سوچتے اور سوتے جاگتے رات گزر گئی اگلے روز دوپہر چڑھے میں اپنے ہوٹل گیا محسن نے مجھے رات والی ساری کاروائی سنائی اس نے بتایا کہ مرنے والوں کے گھروں میں رات کو ہی واویلا شروع ہو گیا تھا کیونکہ انہیں یہ معلوم نہی تھا کہ کس نے کس مقصد کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا اور کیوں کھٹکھٹایا پولیس میں بھی اس واقع کی روپوٹ درج نہیں ہو سکی کیونکہ مرنے والوں کے جسم پر نہ تو تشدد وغیرہ کے نشان ہیں اور نہ ہی گھر والوں نے کسی کو دیکھا تھا۔ ہر کوئی قیاس کے گھوڑے دوڑا رہا تھا مگر تہہ تک کوئی نہ پہنچ سکا مجھے بھارتی انٹیلیجنس سے پوری امید تھی کہ ان مرنے والوں کے اہل خانہ کی امداد تو دور کی بات ان کی تعزیت بھی نہ کریں گے کیونکہ انہیں صرف اپنے مطلب سے ہوتا ہے اس واقع کے دس روز بعد میں نے مرنے والوں کے اہل خانہ کو دس دس ہزار روپے مہاجر قائدین کے ذریعے بھجوائے اور اپنی ایمبیسی کے ذریعے فلائٹس شروع ہوتے ہی پہلی فلائٹ سے پاکستان بھجوانے کا بندوبست کر دیا کھٹمنڈو میں اب میری اطلاع یا اندازے کے مطابق نہ تو کوئی مکتی باہنی والا تھا اور نہ ہی کوئی غدار مہاجر کی شکل میں رہا تھا انکی محفلوں میں شریک ہونے والے تتر بتر ہو گئے اور محسن کو دیکھ کر کنی کترا کر گزر جاتے تھے ایک ہم ہی تھے جو جان ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے انکی طرف سے فرصتِ ملی تو میں نے دن کو وجے کمار اور شام کو چنگ وا ریسٹورنٹ جانا شروع کر دیا وجے کمار کے ساتھ میں نے جتنا بھی

وقت گزارہ مجھے سکون ملتا تھا اسکی باتیں ہی ایسی تھیں کہ دل کو موہ لیتی تھیں میرا کئ بار دل چاہا کہ اسے چینی لڑکی مریم سے اپنی محبت کی بات بتاؤں مگر ہر بار رک جاتا کیونکہ ابھی وہ ابتدائی مراحل میں تھی سفارت خانے بھی چکر لگایا کرتا تھا سفیر اب کافی مطمئن ہو گیا تھا اور مجھے اکثر کھانے کے لیے انوائیٹ کرتا جسے میں کسی بہانے سے منع کر دیتا ایک دن سفیر نے بڑی رازداری سے مجھے کہا کہ پاکستان سے وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ اسے پاکستان بھیج دیا جاے بولو تمہارا کیا ارادہ ہے میں نے کہا کہ ابھی تو میرا یہاں مزید رہنے کا ارادہ ہے اور دوسرا میرے محکمے کیطرف سے آرڈر نہیں آیا جب وہ بلائیں گے تب جاؤں گا اگر وزارت میرے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تو میں اپنا بندوبست خود کر لیا کروں گا سفیر میری یہ بات سن کر خاموش ہو گیا آئندہ آنے والے دنوں میں مجھے معلوم ہوا کہ سفیر مجھے کیوں پاکستان بجھوانا چاہتا تھا دراصل یو این او کیطرف سے میڈیسن اور دوسری چیزوں کی لاٹ آنے والی تھی میرے ہوتے تو وہ اسے بازار میں بیچ نہیں سکتے تھے اس لیے وہ مجھے پاکستان بجھوانا چاہتا تھا اور ساتھ یو این او کا نمائندہ بھی آے گا جو پیسوں اور چیزوں کی تقسیم کا جائزہ بھی لے گا اور میرے یہاں رہنے سے جو ایمبیسی کے افراد اس بندر بانٹ میں شریک تھے انکے راز افشاں ہونے کا خطرہ تھا میں نے حالات کو دیکھتے ہوئے سفیر صاحب کی سیاسی اور چالاکیوں سے بچنے کے لیے ایک فیصلہ کیا اور رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے ایک خط سفیر کو بھیجا

جسمیں میں نے انہیں لکھا کہ چند ذاتی وجوہات کی بنا پر میں مزید کھٹمنڈو میں رکنا چاہتا ہوں اور بحثیت ایک بے سہارا مہاجر کے میں اپنے حقوقِ سے دستبردار ہو رہا ہوں مجھے مہاجر ہونے کے ناطے ملنے والے الاؤنس بند کر دیئے جائیں اور افغان ائیر پر پاکستان بھجنیے کے لیے میری بکنگ نہ کی جائے میرے پاس مہاجر ہونے کا ثبوت رجسٹریشن کارڈ تھا اور نیپالی حکومت کی جانب سے مہاجروں کو جب تک چاہیں رہنے کی اجازت تھی میں نے اس خط کی ایک کاپی اپنے محکمے کو بھیج دی اور ایک سفیر کو بھیج دی اور ساتھ یہ نوٹ لکھا کہ بعض نارمل وجوہات کی بنا پر سفارت خانہ مجھے پاکستان بھجوانے کا بندوبست کر سکتا ہے لیکن ابھی مشن کا کچھ کام ادھورا ہے اس لیے میں نے سفارت خانے کو اپنے حقوق سے بری الذمہ کر دیا ہے مہاجروں کے پاس میرے تقسیم کیے گئے روپے ختم ہو رہے تھے اور مہاجروں کے نمائندے مجھے اس بات کی اطلاع دے چکے تھے تو میں نے کچھ سوچ کر نمائندوں کو بلایا اور کہا کہ میں نے یہاں سے چلے جانا ہے اس لیے میرے بعض آپ لوگوں کو پھر سفارت خانے پر انحصار کرنا پڑے گا اس لیے آپ پرانی باتیں بھول جائیں اور پیسے سفیر کے ہاتھوں سے ہی وصول کریں نمائندے میری بات سمجھ گئے اور انہوں نے باقی مہاجروں کو بھی قائل کر لیا کہ اس بار وہ سفیر کے ہاتھ سے پیسے قبول کریں گے مقررہ دن پر ایمبیسی میں سارے مہاجر آ گئے سفیر پہلے تو نہ مانا لیکن جب میں نے گارنٹی دی تو وہ مان گیا اسے اپنی شہرت کی فکر تھی پہلے تو اس

نے مہاجروں کے سامنے اپنی خدمات اور حکومت پاکستان کے بارے میں ایک تقریر جھاڑی لیکن اس کی تقریر پر کوئی تالی نہ بجھی تو اس نے روپوں کی تقسیم شروع کر دی اس بار زیادہ منظم طریقے سے کام ہوا اور دو دنوں میں سارے مہاجروں میں پیسے تقسیم ہو گئے نئے مہاجر کنبوں کی آمد سے مہاجروں کی تعداد میں 10 کنبوں کا اضافہ ہو چکا تھا تقریباً 15 لاکھ نیپالی کرنسی تقسیم کی گئی روپے کی تقسیم سے مہاجروں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی جب مہاجروں کے پیٹ کی آگ بجھی تو انہوں نے اپنے خاندان اور ارد گرد دیکھا ان میں ایک خاندان کی دو بچیاں شادی کے قابل ہو گئی تھیں بلکہ شادی کی عمر گزر رہی تھی آخر انہوں نے مہاجروں میں ایک فیملی سے بات پکی کر لی مگر بعد یہ مسئلہ بنا کہ شادی شدہ جوڑے رہیں گے کہاں محسن نے یہ بات مجھ تک پہنچائی میں نے مہاجر نمائندوں کو بلایا تو انہوں نے تصدیق کی کہ ایسا ہی ہے اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ یہ یہاں پر موجود مہاجروں کی پہلی دو شادیاں ہیں میرے پاس کافی پیسے باقی تھے میں نے ان بچیوں کی شادی لاوارثوں کیطرح نہیں ہونے دی بلکہ ان کے لیے دو کرائے پر مکان لیے انکو تھوڑا سیٹ کیا پھر شادی کروائی شادی کشمیری بستی کی کشمیری مسجد میں ہوئی کاروں کا بندوبست کیا گیا نکاح کے بعد دونوں جوڑوں کو دس دس ہزار روپے دیئے انکی دیکھا دیکھی باقی مہاجروں نے جن کے بچے جوان تھے وہی شادیاں کیں کیوں کہ پاکستان پہنچ کر ان کے لیے مشکل ہو جانا تھا میرے 6 ماہ نیپال میں رہنے کے عرصے

میں 11 شادیاں ہوئیں جو مہاجروں نے آپسمیں رشتہ داریاں قائم کیں میں نے محسن کو کہا کہ وہ بھی شادی کر لے مگر وہ کہنے لگا کہ میں پاکستان جا کر سوچوں گا پھر محسن کے ساتھ جو بزرگ تھا اسکی شادی بھی انہی مہاجروں میں سے ایک بیوہ سے کر دی گئی اس کے لیے بھی مکان کرایہ پر لیا گیا مگر شادی کے بعد میں نے ان سے یہ ریکویسٹ کی کہ محسن کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں رکھے وہ مان گئے اور محسن ان کے ساتھ رہنے لگا نیپال میں اور بھی بہت سے واقعات رونما ہوئے جن میں اہم واقعات کا قلم کے سپرد کر رہا ہوں اور کوشش کر رہا ہوں کہ کہانی کا تسلسل برقرار رہے

چینی دوست دسویں روز مجھے چینی ریسٹورنٹ میں ملے مریم نے بتایا کہ گزشتہ رات تین بھارتی یہاں آئے تھے اور وہ ہندی میں بات چیت کر رہے تھے مجھے سمجھ تو نہیں آئی لیکن میں نے وہ سب ریکارڈ کر لی ہیں ہم وہ ریکارڈر لے کر مریم کے گھر آ گئے اور ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ریکارڈر چلا دیا باتیں کرنے والے 3 آدمی تھے اس ساری گفتگو کا موضوع کسی کام کو انجام دینے کی تاریخ کے متعلق تھا ان میں دو آدمی ایک آدمی کو اس کام کے لیے قائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے ان کے مطابق ساری منصوبہ بندی ہو چکی تھی بھارت سے آے ہوے لوگ کئی دنوں سے بھارتی سفارت خانے میں بیکار پڑے ہوے تھے اور مزید تاخیر کسی طرح بھی ممکن نہ تھی تیسری آواز والا اپنی صفائی دیتا اور مجبوری ظاہر کر رہا تھا سر آپ بلکل درست فرماتے ہیں میں

اسے اپنے ہمراہ پکنک پر جانے کے لیے دعوت تو دے سکتا ہوں لیکن زبردستی ہمراہ نہیں لے جا سکتا میں نے ہر طرح سے اس کے دل میں گھر کر لینے کی کوشش کی ہے اور میں اس میں کامیاب بھی ہو گیا ہوں وہ ہر دو تین دن کے بعد دوکان پر آتا تو ہے مگر اس کا کوئی پکا ٹائم ٹیبل نہیں ہے جب جی چاہا وہ آ جاتا ہوں میں پوری کوشش کر رہا ہوں اس مسلے کو رام کرنے کی کہ وہ میرے ساتھ باہر جانے پر انکار نہ کر سکے میری دوکان کے علاوہ وہ کہیں اور بھی تو جاتا ہو گا اگر اسکی باہر جاتے وقت نگرانی کی جاے تو اس کے راستے میں ایسی سنسان جگہیں بھی آتی ہوں گی جہاں پر کارروائی ہو سکتی ہے اسکے جواب میں کہا گیا کہ ہمارے نگرانی کرنے والے لوگوں کو اس نے پہچان لیا تھا لہذا وہ اس کام کے لیے بیکار ہو گئے ہیں سنسان جگہوں پر اسے ہلاک کرنا کوئی بڑی بات نہیں مگر ہمیں اسے زندہ پکڑ کر ڈی ایم آئی کے حوالے کرنا ہے اس کام کے لیے ہمارے پاس کنٹینر کیبن کھڑی ہے ہمارے آدمی بیٹھے بیٹھے اکتا گئے ہیں ہماری ایمبیسی کے سامنے سے وہ ہر روز گزرتا ہے مگر ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ اس کے گزرنے کے اوقات معلوم نہیں ہیں ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہماری ناکامی کی صورت میں وہ چوکنا ہو جاے اسی گفتگو کے اختتام پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک رکشہ دو تین روز کے لیے کرایہ پر لیا جاے اور اس پر ڈرائیور کی بجاے ہمارا آدمی ہو گا جونہی میں باہر جانے کے لیے رکشہ پکڑوں گا تو رکشہ کے چلنے کے بعد واکی ٹاکی کے ذریعے انڈین ایمبیسی کو

انفارم کر دیا جاے گا واکی ٹاکی پر پیغام ملتے ہی بھارتی ایمبیسی کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور رکشہ ڈرائیور تیزی سے رکشہ لے کر سفارت خانے کے اندر داخل ہو جاے سفارت خانے کے اندر جاتے ہی میں بھارتی سر زمین پر ہوتا مجھے بے ہوش کیا جاتا اور کنٹینر کیبن ٹیکسی میں مجھے بھارت بھیج دیا جاتا یہ پروگرام طے ہو گیا اگلے روز تیسرے آدمی نے رکشہ کا انتظام کرنا تھا اور اس سے اگلے روز اس پلان پر عمل درآمد شروع ہو جانا تھا۔

مریم اور چینی دوست اس کا ترجمہ سننے کے لیے بیتاب تھے بھارتی سفارت خانے اور ڈی ایم آئی کا سن کر کچھ کچھ تو وہ سمجھ گئے تھے میں انہیں شروع سے لے کر آخر سب باتوں کا انگریزی میں بتا دیا مریم نے ان تینوں کو چائینیز میں بتا دیا لہذا ان تینوں نے کہا کہ وہ آج سے آپ کے گارڈز کے طور پر ساتھ ساتھ رہیں گے یا نگرانی کرتے رہیں گے مریم نے اپنی کار مستقل مجھے استعمال کرنے کی آفر کی۔ جسے میں رد کر دیا اس نے وجہ پوچھی تو میں نے کہا کہ کار میں میں انکا آسان شکار بن جاؤں گا کار پر گولی بھی چلا سکتے ہیں ہینڈ گرنیڈ پھینک سکتے ہیں بم پلانٹ کر سکتے ہیں خیر وہ مان گئی چینی دوستوں نے ایک ٹائم پر دو بطور گارڈ میرے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا جبکہ تیسرا ریسٹ کرے گا اسی طرح باری باری وہ اپنی ڈیوٹی دیں گے ایک بات میرے دماغ میں گھوم رہی تھی وہ تھی تیسرے آدمی کی جو باقی دونوں کو سر کہہ کر پکار رہا تھا میں کافی دوکانوں پر جاتا تھا مگر اسکی سمجھ نہیں آ رہی تھی میں نے

ریکارڈنگ دوبارہ سنی جب اس پر پہنچے کہ سر میں نے اس کے دل میں گھر کر لینے کی پوری کوشش کی ہے اور میں اسمیں کامیاب بھی ہو گیا ہوں تو میرے ذہن میں فوراً وجے کمار آیا جسکی باتوں سے میں بہت متاثر ہوتا تھا تو اب مجھے سمجھ آئی کہ وجے کمار بھی بھارتی انٹیلیجنس کا آدمی ہے بھارت میں قیام اور نیپال میں قیام کے دوران یہ پہلا شخص تھا جسکو میں پہچان نہ سکا میں نے دل ہی دل میں کہا کہ وجے کمار جس جال میں مجھے تم پھانسنا چاہتے تھے اب اسی جال میں میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اس طرح پھانسوں گا کہ تم سب چکرا کر رہ جاؤ گے۔

کھکھڑی تو پہلے ہی میرے بیلٹ کے ساتھ لٹکی رہتی تھی اب میں نے اپنا پسٹل بھی اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھنا شروع کر دیا تھا میرے چینی دوست صبح 10 بجے ہی میرے ہوٹل کی لابی میں آ کر بیٹھ جاتے تھے میں نے ہوٹل انتظامیہ کو انکو اپنے مہمان کے طور پر متعارف کروا دیا تھا چند روز بعد میں محسوس کیا کہ لابی میں بیٹھے رہنے پر انکے چہروں پر اکتاہٹ طاری ہونے لگی ہے میں نے انکے لیے اپنے کمرے کے ساتھ والا کمرہ کرایہ پر لے کر دے دیا جہاں وہ آرام کر سکتے اور انجوائے کر سکتے شام کو مریم نے کال کی کہ وہ مجھے لینے اپنی گاڑی پر آ رہی ہے میرے ہاں یا ناں کرنے سے پہلے ہی اس نے کال کینسل کر دی مریم مجھے اپنے ہوٹل لے گئی۔ اور پھر دو تین گھنٹے کے بعد

واپس میرے ہوٹل مجھے چھوڑ گئی۔ اگلے روز میں 11 بجے ہوٹل سے باہر آیا باہر بہت سے رکشے کھڑے تھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بھارتی ایجنٹ کا رکشہ کون سا ہے میں نے ایک رکشہ لیا اور اسے بازار جانے کا کہا راستے میں میں نے وہ رکشہ چھوڑ دیا اور ایک رکشہ لے کر اپنے سفارت خانے پہنچ گیا سفیر صاحب نے مجھے پیسوں کی تقسیم والی پکس دکھائیں وہ اکیلے تصاویر میں مسکرا رہے تھے بہت خوش تھے مگر ہر مہاجر کے چہرے پر چھائی افسردگی انہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی ہوٹل سے نکلتے وقت میں نے سارے رکشہ ڈرائیورز کے چہرے ذہن نشین کر لیے تھے دوسرے دن کل والے رکشوں میں دو موجود تھے باقی سب نئے تھے میں نے پرانے والے رکشوں میں ایک رکشہ لیا اور اسے شیر پنجاب ہوٹل چلنے کا کہا میرے محافظ میرے پیچھے ایک اور رکشے میں آ رہے تھے وہاں پہنچ کر ہم نے رکشے فارغ کر دیئے اور تقریباً ایک گھنٹہ وہاں بیٹھ کر سردار کے ساتھ گپ شپ لگائی جب وہاں سے باہر نکلا تو وہاں صرف ایک رکشہ کھڑا تھا یہ اجنبی چہرہ تھا وہاں سے میں پیدل نکل کر چلنے لگا آگے چل کر ایک اور رکشہ مل گیا میں اس میں بیٹھ کر ہوٹل چلا آیا وہاں پرانے دو رکشوں میں صرف ایک رکشہ کھڑا تھا میں روم میں پہنچا تو محسن میرا منتظر تھا میں نے محسن سے کہا کہ باہر ایک رکشہ کھڑا ہے اسے لے کر شیر پنجاب ہوٹل چلا جاے اور پھر وہاں سے واپس آ جاے میں بھی محسن کے پیچھے پیچھے باہر نکلا محسن نے اس رکشہ والے سے جانے کا کہا تو اس نے انکار

کر دیا اور دوسرے رکشہ کیطرف اشارہ کر دیا میں سیدھا اس کے پاس گیا اور اسے چلنے کا کہا تو اس نے فوراً رکشہ سٹارٹ کر کے پاکستان ایمبیسی کیطرف چل دیا میں نے اسے روکا اور کہا کہ میں نے بازار جانا ہے یہ سن کر اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار نمودار ہوگئے ہوٹل سے ابھی ہم 50 قدم دور ہی آے تھے کہ وہی سے واپس لوٹ پڑے محسن اور میرے چینی دوست ابھی تک رکشہ کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے میں ہوٹل کے سامنے پہنچ کر محسن کو ساتھ بٹھایا اور بازار کی طرف چل دیئے راستے میں پھر رکشہ روکا اور محسن کو ایک دوکان سے سگریٹ لانے کے لیے بھیجا دراصل میں چینی دوستوں کے انتظار میں تھا جتنی دیر میں محسن دوکان سے باہر آیا چینی بھی ایک رکشہ لیے قریب آ گئے میرا رکشہ ڈرائیور اناڑی تھا اسے رکشہ کنٹرول کرنے میں دشواری پیش آ رہی تھی خاص کر موڑ کاٹتے وقت تو بالکل بوکھلا جاتا تھا میں نے اسے سزا دینے کا فیصلہ کر لیا اور دو چار گھنٹے ایسی ہی بلا مقصد اسے گھماتے رہا رکشہ چلاتے چلاتے وہ بے حال ہو رہا تھا واپسی پر ہم وجے کمار کی دوکان پر اتر گئے میں نے رکشہ ڈرائیور کو کرایہ کے لیے جو کچھ دیا اس نے خاموشی سے رکھ لیا حالانکہ یہ اس سے بہت کم تھے جو میں نے اسے دیئے تھے میرے چینی دوست بھی رکشہ سے اتر کر ایک بیکری میں چلے گئے وجے نے مجھے اس مخصوص رکشہ سے اترتے دیکھ لیا تھا وجے نے میری بہت آؤ بھگت کی میں بھی اسکی ہاں میں ہاں ملاتا رہا ہم لوگ ہمیشہ کیطرح دوکان

کے اینڈ پر پڑی کرسیوں پر جا بیٹھے وجے کمار ہمیشہ کیطرح باتوں کے دریا بہا رہا تھا میں تقریباً 2 گھنٹے اس کے پاس بیٹھا رہا اور اسکی ایک ایک بات غور سے سنتا رہا کیونکہ میں اسکی حقیقت سے واقف ہو چکا تھا۔

جتنی چاہت سے وہ اپنی میرے ساتھ محبت اور عقیدت کا اظہارِ کر رہا تھا کوئی بڑے سے بڑا ایکٹر بھی ایسا نہیں کر سکتا تھا واقعی ہندوؤں میں لومڑی جیسی چالاکی بھری ہوئی ہوتی ہے اپنے سے کمزور پر یہ شیر بن جاتے ہیں اور اپنے سے تگڑے کے آگے بھیگی بلی اس وجے کمار نے ایسی ایکٹنگ کی تھی کہ میں بھی دھوکا کھا گیا تھا یہ تو اللہ کا کرم تھا کہ اس نے مجھے بچا لیا آج جب میں سب کچھ لکھ رہا تو اسکی ایکٹنگ کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکا وجے کی دوکان سے واپس میں ہوٹل آیا تو وہی ٹیکسی والا خالی رکشہ لیے کھڑا تھا یہ نہ تو نیپالی تھا اور نہ بنگلہ دیشی یہ اپنے لب و لہجہ سے کوئی اور ہی لگتا تھا اس نے مجھے پرنام کیا اور پوچھا کہ کہیں جانا ہے تو میں نے کہا نہیں آج نہی کل 11 بجے میں نے پاکستان ایمبیسی جانا ہے میں نے اسے اپنا پروگرام اس لیے بتا دیا کہ میں بھی اب اس چوہے بلی کے کھیل سے اکتا گیا تھا اب میرا پہلا شکار اسی رکشہ والے نے بننا تھا رات کو میں اپنے چینی دوستوں کے ساتھ چنگ وا ہوٹل گیا اور مریم کے ذریعے ان سے زہریلی گیس کا سلنڈر مانگا وہ سلنڈر دے کر باہر چلے گئے تو مریم نے پوچھا پھر مار دھار کا کام کرنا ہے تو یہ کام چینیوں

کے ذریعے کیوں نہیں کرواتے وہ دراصل میرے ساتھ محبت کی انتہا تک پہنچ چکی تھی اسی کے لیے میں ہی اب سب کچھ تھا وہ مجھے ٹوٹ کر چاہنے لگی تھی اور میرے ساتھ پرسکون زندگی گزارنے کے سپنے دیکھ رہی تھی اور وہ چاہتی تھی کہ میں اس خون خرابے والی زندگی سے باہر نکل آؤں میں نے کہا کہ اب زیادہ وقت نہیں صرف چند سامنے آے ہوے دشمنوں کو ختم کرنا ہے اس کے بعد میری بھی خواہش ہے کہ پرامن زندگی گزاروں کھٹمنڈو میں مجھے زندہ رہنے کے لیے میرا انکو ختم کرنا ضروری ہے جونہی مجھے اپنے محکمے کی طرف سے واپسی کے آرڈر ملیں گے میں تمہیں لے کر خوشگوار اور پرامن وادیوں میں چلا جاؤں گا چینی ساتھی میرے لیے مزید دو سلنڈر لے کر لوٹے ہر سلنڈر دس افراد کے لیے کافی تھا اور گیس کے مؤثر ہونے کی زیادہ سے زیادہ رینج 3فٹ تھی میں نے ایک سلنڈر مریم کے پاس چھوڑا اور واپس ہوٹل لوٹ آیا چینی ساتھی مجھے ہوٹل چھوڑ کر واپس اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے اگلے دن ٹھیک 11 بجے میں ہوٹل سے باہر آیا وہاں کافی رکشے کھڑے تھے مگر کل والا مخصوص رکشے والا جلدی سے اپنا رکشہ لے کر میرے سامنے آ گیا میں نے رکشہ میں بیٹھنے سے پہلے سگریٹ نکال کر جلانے میں اتنی دیر لگائی جتنی دیر میں میرے ساتھی بھی رکشہ لے کر چلنے کے لیے تیار ہو گئے میرے کوٹ کی ایک جیب میں پسٹل اور دوسری میں سلنڈر تھا پروگرام یہ تھا کہ میرا رکشہ رکنے کے بیس سیکنڈ بعد چینی دوست مجھے پاس کرتے ہوئے مجھ سے پسٹل اور

سلنڈر لے کر آگے بڑھ جائیں گے اور پاکستانی سفارت خانے کے پاس میرا ویٹ کریں گے سیدھی سڑک پر دور بھارتی سفارت خانے کے دروازے کھلے نظر آ رہے تھے رکشہ والا اپنی کامیابی پر اتنا خوش تھا کہ پوری رفتار سے رکشہ چلا رہا تھا میں نے سلنڈر جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور رکشہ والے کو کمر پر ٹھوکا دیا جونہی اس نے گردن پیچھے موڑی میں نے گیس اس کے منہ پر چھوڑ دی گیس اس کے نتھنوں میں گھسی تو وہ لڑکھڑایا اور رکشہ الٹنے لگا اس سے پہلے کہ رکشہ الٹتا میں نے چلتے رکشے سے چھلانگ لگا دی اتنی دیر میں میرے چینی ساتھی میرے پاس پہنچ چکے تھے رکشہ الٹ چکا تھا اور رکشے والا ہلاک ہو چکا تھا ساتھیوں کا رکشہ میرے پاس رکا میں نے سلنڈر اور پسٹل انکے حوالے کر دیا انہوں نے اپنے رکشہ ڈرائیور کو آگے بڑھنے کا کہا اس دوران سڑک پر آنے جانے والے رکشے رکنے لگے۔۔

اور تین کاریں بھی وہاں آ کر ٹھہر گئیں سب یہی سمجھے کہ ڈرائیور رکشے کو کنٹرول نہیں کر سکا رکشہ الٹ گیا اور ڈرائیور نیچے آ کر بے ہوش ہوگیا دوسرے رکشہ ڈرائیورز نے اس کے رکشہ کو سیدھا کیا اور اس کے ہاتھوں پیروں پر مساج کرنے لگے کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ مر چکا ہے میں نے اپنے ایمبیسی کیطرف جانے والی گاڑی سے لفٹ مانگی اور بھارتی سفارت خانے کے سامنے سے گزرتا ہوا اپنے سفارت خانے کے سامنے جا کر اتر گیا گاڑی کا مالک نیپالی تھا اور وہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں افسوس کر رہا تھا کہ

غربت کے مارے یہ لوگ اپنی جسامت سے زیادہ کام کرتے ہوئے اکثر ایسی چڑھائی چڑھتے ہوئے بیہوش ہو جاتے ہیں بھارتی سفارت خانے کے اندر صحن میں دس پندرہ افراد کھڑے تھے سب کی نظریں مرے ہوئے رکشہ ڈرائیور پر لگی ہوئی تھیں جسے ہوش میں لانے کے لیے اس کا مسلسل مساج جاری تھا پاکستانی سفارت خانہ بند ہونے تک میں وہی رہا اور بند ہونے کے بعد میں واپس اپنے ہوٹل جانے کے لیے میں چنگ وا ہوٹل چلا گیا ہم سب کا بھوک سے برا حال ہو رہا تھا مریم نے خاص طور پر میرے لیے پکوڑے اور چینی ساتھیوں کے لیے نوڈلز بنوائے تھے ہم نے سیر ہو کر کھانا کھایا چینی دوستوں نے میرا پسٹل اور سلنڈر مجھے واپس کیا میں نے انہیں اگلے دن دس بجے آنے کا کہا مگر انہوں نے مجھے میرے ہوٹل چھوڑنے تک میرے ساتھ رہنے کا اصرار کیا

9 بجے میں واپسی ہوٹل پہنچ گیا میرے ساتھی مجھے ہوٹل چھوڑ کر واپس چلے گئے اگلے دن 11 بجے میں تیار ہو کر وجے کی دوکان پر گیا تو پتہ چلا کہ وہ ابھی تک نہیں آیاادھر ادھر گھوم کر میں ہوٹل واپس آ گیا اور شام 5 بجے میں پھر وجے کی شاپ پر گیا اس بار وہ مجھے مل گیا اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا اور آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا اس نے اپنی اس کیفیت پر قابو پانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا آج میری وہ پہلے والی آؤ بھگت بھی نہیں رہی تھی میرے پوچھنے پر اس نے طبیعت خراب کا بہانہ بنایا میں نے اسے کل والے

رکشہ ڈرائیور کے اچانک بے ہوش ہو کر گرنے کا واقعہ سنایا تو اسکی رنگت اور پھیکی پڑ گئی میں اسکی اس کیفیت سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہو رہا تھا میں نے اسے کہا کہ یہ واقعہ بھارتی سفارت خانے کے قریب پیش آیا تھا اور اس وقت خلاف معمول بھارتی سفارت خانے کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور تقریباً 15 آدمی دروازے کے ساتھ یوں کھڑے تھے جیسے کسی اہم شخصیت کے استقبال کے لئے کھڑے ہوں وہ میری باتیں سنتا جا رہا تھا اور اس کے چہرے کی رنگت سیاہ ہوتی جا رہی تھی جب میں نے اس سے پوچھا کہ واقعی کوئی اہم شخصیت آ رہی تھی تو وہ ہاں یا نہ میں جواب بھی نہیں دے پا رہا تھا اسکے ہونٹ خشک ہو چکے تھے میں اس پر وار پر وار کیے جا رہا تھا میں نے کہا کہ کل بعد دوپہر دوکان سے ایسے غائب ہوے ہو کہ آج مل رہے ہو میں نے تو یونہی کل کہہ دیا تھا اس نے کہا کہ کل دوپہر سے اسکی طبیعت خراب ہے وہ گھر چلا گیا تھا اور آج شام کو ہی دوکان پر واپس آیا ہے میرے وار جاری تھے میں نے کہا کہ آج صبح تمہاری دوکان پر آتے ہوئے رکشہ والے نے بتایا کہ کل گرنے والا رکشہ ڈرائیور اچانک مر گیا تھا میں نے وجے کو ہمراز بناتے ہوئے آہستہ سے کہا کہ جب یہ حادثہ پیش آیا اسکے رکشہ پر میں سوار تھا اس کے ساتھ ہی میں نے وجے کو کہا کہ بہت جلد میں اسکے گھر پر اطلاع دے کر سر پرائز دوں گا اور اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی ماش دال کھاؤں گا جسکی وہ ہمیشہ تعریف کرتا ہے وجے کی جو حالت ہو رہی تھی وہ دیکھنے لائق

تھی ایسے لگتا تھا کہ جیسے اسکے جسم کا سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو وجے کو اسی ذہنی اذیت میں چھوڑ کر میں واپس ہوٹل آ گیا تھا مجھے اغواء کرنے کی ساری ذمہ داری وجے کو سونپی گئی تھی مگر اپنے اس پلان میں ناکامی کے بعد اسے پورا کرنے کی ذمہ داری اب پھر وجے پر آچکی تھی۔میں چاہتا تھا کہ وجے کو انتہائی مایوس کن حالت میں لے جاؤں جہاں پہنچ کر وہ کوئی ایسی غلطی کرے کہ مجھے اسے ٹھکانے لگانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے میں نے محسن کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ مکمل طور پر وجے کی دوکان اور اس سے سامان لینے والے مہاجروں پر پورا دھیان رکھے اس نگرانی سے چند ہی دن بعد مثبت نتائج سامنے آنے شروع ہو گئے اس نے پہلے تو مہاجروں کے ساتھ بدزبانی کی پھر ان کو سامان دینا بھی بند کر دیا اور وہ ہر وقت پریشان رہنے لگا تھا محسن کے ذریعے میں 6 نیو شادی شدہ جوڑوں کی خدمات حاصل کیں جن کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ وجے کی دوکان اور گھر جانے پر اور کون کون اس سے ملنے آتا ہے اس طرح اسکی نگرانی کریں کہ اسے شک تک نہ ہو انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داری پوری کی چند روز بعد جب میں وجے کی دوکان پر گیا تو اسے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا وہ برسوں کا مریض ہوہر وقت چہکنے والے وجے کمار نے کئی دن سے شیو تک نہیں بنائی تھی ذرا سے کھٹکے پر وہ چونک جاتا سڑک پر گزرنے والا جو بھی اسکی دوکان کیطرف دیکھتا وہ دیر تک اس کیطرف دیکھتا رہتا نگرانی کرنے والے مہاجر ہر پانچ یا سات منٹ بعد اسکی

دوکان کے سامنے سے اسے گھورتے ہوے گزر جاتے تھے وہ اتنا گھبرایا ہوا تھا کہ بے اختیار بول اٹھا نامعلوم یہ لوگ باری باری سے میری دوکان کے سامنے سے کیوں گزرتے ہیں میرے گھر تک میرا پیچھا بھی کرتے ہیں میں نے انکا کیا بگاڑا ہے میں وجے کے ساتھ ہی بیٹھا تھا میں نے اسکی پشت پر تھپکی دینے سے پہلے اپنی انگشت کی انگلی اس طرح لگائ جس طرح پستول لگاتے ہیں انگلی پشت پر لگتے ہی وجے کی چیخ نکل گئ اس نے بے اختیاری میں دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لیے میں نے ہنستے ہوئے اسکی پیٹھ کو سہلاتے ہوئے اسے بٹھایا اور کہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے وجے کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے اسے اپنے چاروں طرف موت ہی موت دکھائی دیتی تھی میں بھی یہی چاہتا تھا کہ انتہائی مایوس کن ہو کر کوئی بے احتیاطی کرے قارئین کو یاد ہو گا کہ میرا ڈی ایم آئی کی قید سے دو گارڈز کو ہلاک کر کے فرار ہونا ایسے ہی انتہائی مایوس قدم تھا جس میں میں کامیاب ہوا تھا مجھے پتہ تھا کہ وجے بھی ایک دو دن میں کوئی ایسا ہی قدم اٹھاے گا لیکن یہاں میں پھر غلطی کر گیا میں نے ہندو کی بزدلانہ ذہنیت کو فراموش کر دیا تھا موت اور چتا کی آگ سے ڈرنے والی یہ بزدل قوم آسانی سے نہ تو موت کا سامنا کرتی ہے اور نہ ہی اسے قبول کرتی ہے دوسرے روز مجھے محسن اور مہاجروں سے پتہ چلا کہ وجے صبح پہلی بس سے کھٹمنڈو سے پیر گنج کے لیے روانہ ہو گیا ہے کھٹمنڈو سے وجے دو مہینے غائب رہنے کے بعد جب واپس لوٹا تو وہ کافی سنبھل چکا تھا اس بار وہ نیو

ارادوں اور نیو پلاننگ کے ساتھ واپس آیا تھا

وجے سے جو مہاجرین سامان لیتے تھے ان کا کام اب بند ہو چکا تھا میں نے محسن کے ذریعے ان لوگوں کو بلایا اور سب کو ایک ایک ہزار روپیہ دے کر کہا کہ وہ اس سے دوسرے دکانداروں سے تھوک سے سامان خریدیں اور آگے فروخت کریں اور اپنا کام چلائیں یہ پیسے واپس کرنے کی ضرورت نہی ہے اسے اپنی جمع پونجی سمجھ کر رکھ لیں رزق حلال کمانے والے یہ مہاجر میرے اس تعاون پر بہت خوش ہوگئے بعد میں انہوں نے بتایا کہ وجے انہیں صرف دو تین سو سے زیادہ کا سامان نہیں دیتا تھا جبکہ وجے کی نسبت دوسری تھوک کی شاپ سے سامان سستا ملتا ہے

وجے کے جانے کے بعد دشمن ظاہری طور پر سامنے نہ آئے مگر بھارتی سفارت خانے میں سر جوڑ کر مجھے زندہ پکڑنے کی پوری پلاننگ کر رہے تھے جس سے میں بے خبر تھا مجھے اپنے قادر مطلق پر مکمل بھروسہ تھا اور اپنے پسٹل پر بھی جو ہر وقت میرے پاس ہوتا تھا زندگی کے گذشتہ 3 برسوں میں بغیر ہنگامے کے اب زندگی۔ مجھے بد مزا سی لگتی تھی میں نے جب بھی مریم سے اپنے ان بے امن ارادوں کا ذکر کیا اس نے مجھے غصے سے دیکھا اور پھر مجھے موضوع بدلنا پڑتا تھا وہ ہر وقت میری سیکیورٹی اور حفاظت کے پلان بناتی رہتی تھی میری ایسی باتیں سن کر طیش میں آ جاتی تھی وہ عام عورتوں کی طرح چپ نہیں رہتی تھی بلکہ اپنی بات منوانے کا ہنر جانتی تھی اسکی یہی بات مجھے اچھی

لگتی تھی اب میرا روز کا معمول یہ تھا کہ کبھی مین بازار کبھی شیر پنجاب ہوٹل اور کبھی پاکستان سفارت خانہ اور ہر روز چنگ وا ریسٹورنٹ جانا جب واپس اپنے ہوٹل آتا تو محسن کو منتظر پاتا اس سے دن بھر کی خبریں ملتی میرے 15 روز اسی طرح گزر گئے اسی دوران یو این او کی بھیجی ہوئی مہاجروں کے لیے امداد بھی سفارت خانے پہنچ گئی مہاجروں کی شکایت اور بھارتی سفارت خانے کے پراپیگنڈا کیوجہ سے یو این او کا ایک افسر بھی ساتھ آیا جس نے تمام سامان مہاجروں کو اپنے سامنے دلوایا اور پیسوں کی تین اقساط بھی ایک ساتھ دے دیں میرے متعلق بھی مہاجروں کے نمائندے نے یو این او کے افسر کو بتایا کس طرح میں نے مہاجروں کی مدد کی ہے یہ سن کر افسر نے مجھے بھی سفارت خانے بلوایا اور متعارف کروایا سفیر اور اس کے سیکرٹری بہت ڈرے ہوئے تھے کہ میں کہیں ان کے پول ہی نہ کھول دوں میرا دل تو چاہا کہ سب کچھ بتا دوں مگر پھر خیال آیا کہ ایک غیر ملکی کے سامنے اپنے ملک کے نمائندوں کو ننگا کرنے سے مراد اپنے وطن کو ننگا کرنا ہے بس یہی سوچ کر میں خاموش رہا ان ہی دنوں میں نے محسن اور اپنے چینی ساتھیوں کے ساتھ شیو کے مندر جانے کا پروگرام بنایا اس مندر کے متعلق بہت کہانیاں مشہور ہیں جن کا میں آگے ذکر کروں گا لیکن فی الحال میں یہاں کسی اور مقصد کے لیے جانا چاہتا تھا ماؤنٹ ایورسٹ دنیا کی بلند ترین چوٹی ہے اسی طرح کھٹمنڈو امریکی اور دوسرے غیر ملکیوں کے لیے نشے کی منزل تھی جہاں پر ہر نشہ

بآسانی اور سستہ مل جاتا ہے ان دنوں افغانستان کا سفر سب سے محفوظ سمجھا جاتا تھا چرس اور افیون کے رسیا ہپیی امریکی اور دودرے یورپی یورپ سے بھری جیبوں کے ساتھ روانہ ہوتے تھے انکی پہلی منزل ترکی ہوتی جہاں وہ مہنگے داموں چرس اور افیون خریدتے اور وہاں سے وہ افغانستان پہنچتے جہاں انہیں یہ نشہ آور چیزیں بہت سستی ملتیں یہ ہپیی مرد اور عورتیں اپنی ساری پونجی سے خرید لیتے لیکن وہاں کے معاشرتی ماحول کے ڈر سے یہ وہاں قیام نہ کرتے بلکہ پاکستان اور بھارت سے ہوتے ہوئے کھٹمنڈو پہنچ جاتے کھٹمنڈو کا سرد موسم انہیں موافق آتا اور یہ وہی کے ہو جاتے گذشتہ صفحات میں عرض کر چکا ہوں کہ نیپال میں چرس اور دوسرے نشے کرنے کی کھلی اجازت ہے مگر خریدو فروخت ممنوع ہے اور وہ بھی رسمی طور پر یہ ہپیی جوڑے کھٹمنڈو میں آزادی سے چرس کے دھویں اڑاتے اور اور اپنے گرو اجنیش کے گن گاتے راجنیش ایک انٹرنیشنل فراڈیا تھا جس نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا اس مذہب کے ماننے والے امریکہ بھارت اور دوسرے باقی یورپ میں بہت زیادہ ہیں اس مذہب کے ماننے والے ہر طرح سے مادر پدر آزاد ہوتے ہیں جسکیوجہ سے یہ مذہب ان تین ملکوں میں بہت تیزی سے پھیلا ان تین ملکوں کی بہت مشہور ہستیوں کے علاوہ فلمی اسٹار منسلک ہیں آج سے چند برس پہلے راجنیش ایک کیس میں پکڑا گیا مگر پھر اچانک منظر سے غائب ہو گیا اس کے غائب ہونے کے بعد اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا مگر اس کے بنائے ہوے گناہوں کے آشرم

آج بھی تینوں ملکوں میں کامیابی سے چل رہے ہیں۔

کھٹمنڈو کے گیسٹ ہاؤسز میں ٹھہرے ہوئے یہ ہپی جوڑوں کے پاس جب مال ختم ہو جاتا تو یہ سب شیو کے مندر کی سیڑھیوں پر بیٹھے مانگتے نظر آتے ہیں پہاڑ کی چوٹی پر بنے ہوئے اس مندر کی 85 بڑی سیڑھیاں ہیں وہ مشرقی لوگ جو ان یورپ والوں کو بہت بڑا سمجھتے ہیں ان کو چاہیے کہ انکی اگر انہوں نے اصلی حالت دیکھنی ہے تو وہ کھٹمنڈو میں شیو مندر جا کر انکو دیکھیں تاکہ اپنی احساس کمتری والی بیماری کو ختم کر سکیں۔ اس مندر میں میرے جانے کا مقصد ان تین اسرائیلی لڑکیوں کی تلاش تھا جو ایک اعلی سطح کے ہوٹل میں ٹھہری ہوئیں تھیں ان میں میری دلچسپی کیوجہ یہ تھی کہ تین مہاجر جوان لڑکے جو پڑھے لکھے بھی تھے غائب تھے ان کے متعلق پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ آخری بار ان تین لڑکیوں سے ملتے ہوئے دیکھے گئے تھے اس کے بعد ان کا کچھ پتہ نہی چلا کہ وہ کہاں گئے ہم لوگ پروگرام کے مطابق شیو مندر کے پہاڑ کے قریب پہنچ کر گاڑی سے اترے اور مندر کی سیڑھیاں چڑھنے کے لیے میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ وہ ہپی صدائیں لگانے شروع ہو گئے ہیلپ بھیک مانگنے کی صدائیں لگانے لگے یقین کریں انکی حالت کراچی میں صابری ہوٹل کے قریب فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے نشئیوں سے بھی بدتر تھی بڑھے ہوئے بال میلے کپڑے بدبوادار حالت میں ہرے کرشنا ہرے رام

کے نعرے لگاتے ہوئے بھیک مانگ رہے تھے ان مغربی ممالک کے ہیپیوں کو اس حالت میں دیکھ کر مجھے خوشی ہو رہی تھی جو مسلمانوں کو غلط کہتے ہیں میں نے ان میں پچاس پچاس روپے تقسیم کرنے شروع کیے تو سب ہیپی میرے پاؤں کو میرے ہاتھوں کو چھونے کو بے تاب ہو رہے تھے اچانک کسی نے مجھے بازو سے پکڑا مجھے اس کا پکڑنا ناگوار گزرا مگر جب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ شکل مجھے کچھ جانی پہچانی سی نظر آئی اس نے کہا کہ دوست ہم نے گورکھ پور سے نیپال تک اکھٹے سفر کیا تھا نشے اور بھوک نے اسکی ایسی حالت کر دی تھی کہ میں فوری پہچان نہ سکا میں نے اس سے ہاتھ ملایا اور کہا کہ میرا انتظار کرو میں ان سے فارغ ہو کر تم سے ملتا ہوں ہیپی مجھ سے پیسے لیتے اور فوراً ہی ایک جانب بھاگ جاتے میں ان سے فارغ ہو کر جرمن کے پاس آیا اور اس سے حال احوال پوچھا اس نے کہا کہ جو کچھ دینا ہے جلدی دے دو ورنہ یا تو چرس ختم ہو جاے یا پھر اسکے دام بڑھ جائیں گے میں نے اسے 200 روپے دیتے ہوے کہ میں ان تین اسرائیلی لڑکیوں سے ملنا چاہتا ہوں جو تم لوگوں میں شامل ہیں اور اگر تم مجھے ان کے متعلق معلومات دوگے تو میں تمہیں بہت سارے پیسے دوں گا جرمن کو دو سو روپے ملے تھے وہ اسکی اوقات سے زیادہ تھے اس نے کہا کہ کافی ہیں

اگر تم ان کتیا کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو ٹوررسٹ ہوٹل میں تلاش کرو یہ کہتے ہی وہ ہیپی باقیوں کے پیچھے بھاگ گیا ہم لوگ کچھ ادھر ادھر گھومنے کے بعد

واپس اپنے ہوٹل لوٹ آئے شام کو میں چنگ وا ہوٹل گیا مریم سے ملا اور اسے اس ہوٹل میں جانے کی اجازت مانگی اس نے مخالفت کی لیکن جب میں نے اسے حقیقت بتائی تو اس نے مجھے جانے کی اجازت دے دی۔۔

ٹورسٹ ان ایک معمولی گیسٹ ہاؤس تھا جس کے اندر ایک بڑا ہال چرس نوشوں کے لیے مخصوص تھا دونوں چینی ساتھی میرے ہمراہ تھے یہ ہال چرس کی بو سے بھرا ہوا تھا تقریباً چالیس مرد عورتیں چرس کے نشے میں چور بے ہنگم میوزک پر ناچ رہے تھے اسی ہال کے ایک کونے میں کچھ ہپی مرد عورتیں آپسمیں ایسی حرکات کر رہے تھے جنہیں میں لکھنے سے قاصر ہوں ایسے ماحول اور چرس کے دھویں سے میرا دم گھٹنے لگا اور میں ساتھیوں کے ساتھ باہر آ گیا اتنی ساری لڑکیوں میں ان تین اسرائیلی لڑکیوں کو تلاش کرنا مشکل تھا میں نے ریسیپشن سے ان لڑکیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ دن کے بارہ اور دو کے درمیان یہ لڑکیاں اپنے کمروں سے باہر آتی ہیں میں واپس ہوٹل آ گیا اور مریم کو کال کر کے ساری روداد سنا دی جس ماحول میں یہ لڑکیاں رہتی تھیں اس ماحول میں ان لڑکیوں سے ملنا اور کچھ اگلوانا ناممکن تھا اگر یہ اسرائیلی ادارے موساد کے لیے کام کر رہیں ہیں تو انکی جرآت پر میں حیران تھا کیونکہ انہوں نے اپنے ایڈریس اسرائیل کے ہی لکھوائے تھے ہوٹلز میں غیر ملکیوں کا پاسپورٹ جمع کروانا لازم تھا موساد تو دنیا بھر کی جانی مانی سیکرٹ ایجنسی تھی کوئی معمولی جاسوسی ادارہ بھی اپنے ایجنٹوں

کو ملکی پاسپورٹ دے کر دوسرے ممالک میں جاسوسی کے لیے نہیں بھیجتا موساد کے لیے ان کے لیے کسی دوسرے ملک کے پاسپورٹ حاصل کرنا بہت معمولی کام تھا میری اطلاع کے مطابق موساد کے ہیڈ کوارٹر میں ہی دنیا بھر کے ممالک کے جعلی پاسپورٹ موجود تھے کھٹمنڈو میں پاکستان کے خلاف کام کرنے کے چانس نہیں تھے یہاں پاکستان کا چھوٹا سا سفارت خانہ اور چند ہزار پاکستانی مہاجر تھے جنکی اکثریت انگریزی نہیں جانتی تھی نیپال جیسے بےضرر اور چھوٹے سے ملک میں دنیا بھر کے سفارت خانے موجود تھے اور ملکوں کی جاسوسی ایجنسیاں خاص کر امریکن ایجنسی کے ایجنٹ بہت سرگرم عمل تھے اور ان کا مشترکہ ٹارگٹ چین تھا جو بہت تیزی کے ساتھ دنیا میں ایک طاقت بن کر ابھر رہا تھا ان اسرائیلی لڑکیوں (جو موساد کے لیے کام کرتی ہیں) کے پاس پاسپورٹ اسی لیے تھے کہ کوئی بھی مشکل میں وہ دوسرے ممالک سے مدد حاصل کر سکیں یا انہیں اطلاعات فراہم کر سکیں کیونکہ چین کی جاسوسی کرنا ان سب کا مشترکہ مقصد تھا ان تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے لیے میں نے اپنی بے مائیگی کو دیکھا میں اور میرے تینوں محافظ بھی مل کر ان ہر قسم کی وسائل کی حامل ایجنسیوں سے ٹکرانے کی پوزیشن میں نہیں تھے چاروں مہاجر لڑکے اپنی مرضی سے ان تک پہنچے تھے اور پھر غائب ہو گئے انہیں کہیں سے بھی جبراً اغوا نہیں کیا گیا تھا اور اس بات کا ٹھوس ثبوت بھی نہیں تھا کہ واقعی وہ آخری بار ان لڑکیوں کے ساتھ ہی دیکھے گئے تھے سب سے تعجب

والی بات یہ تھی کہ لڑکوں کے والدین نے اسکی روپوٹ نہ تو پاکستانی سفارت خانے میں کی تھی اور نہ کوئی کیس کیا تھا یہ سب سوچ کر میں نے اس معاملے پر خاموش رہنا بہتر سمجھا اور اس واقعے کو بلا دیا ٹوررسٹ ان میں جانے کے تیسرے روز جب میں رات کو چنگ وا ہوٹل سے واپس اپنے ہوٹل پہنچا تو ریسیپشن سے مجھے پتہ چلا کہ ایک مرد اور ایک عورت کافی شاپ میں اس کا انتظار کر رہے ہیں میری جان پہچان میں ایسا کوئی نہ تھا جو بغیر اطلاع دیئے رات 11 بجے اس طرح ملنے آ جاتا میں نے اپنا پسٹل نکال کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور کافی شاپ پر چلا گیا میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب کافی شاپ پر ایک ٹیبل ریزرو دیکھا جس پر ایک اسرائیلی مرد اور عورت بیٹھے تھے مجھے دیکھتے ہی لڑکی مسکرائی اور مجھے میرے اصلی نام سے مخاطب کر کے اپنے پاس بلایا میں حیرتوں کے سمندر میں غرق انکے ٹیبل پر پہنچا تو اس نے ساتھ بیٹھے مرد سے میرا تعارف کروایا اور مجھے بیٹھنے کو کہا میں کرسی پر بیٹھا تو لڑکی نے بغیر کسی تمہید کے مجھے کہا کہ آپ میری تلاش میں پہلے مندر پھر ٹوررسٹ ان گیسٹ ہاؤس گئے تھے اور میرے ساتھی آپ کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں مجھے بڑی حیرت ہوئی جب آپ نے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کی پاکستان سے بے شک ہمارے اختلاف ہیں مگر یہاں کھٹمنڈو میں پاکستان کے خلاف ہمارا کوئی مشن نہیں ہے بین الاقوامی اصولوں کے مطابق ہمیں بلاوجہ ایک دوسرے کے کاموں میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے اور اسی وجہ سے ہم

نے آپ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا آپ کے کھٹمنڈو پہنچنے کے تیسرے روز آپ کے متعلق ہمیں پوری معلومات مل چکی تھیں یہاں بھی جو کچھ آپ نے کیا اس کا ہمیں پورا علم ہے اگر یہاں آپ ہم سے معلومات کا تبادلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں شمالی چین سے دلچسپی ہے اگر ایسی کوئی بات نہیں تو نہ آپ ہمارے متعلق سوچیں اور نہ ہی ہم آپ کے متعلق سوچیں گے بھارت اور کھٹمنڈو میں آپکے کامیاب مشنوں پر میں تم کو دلی طور پر مبارک باد دیتی ہوں ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہے گی کی کھٹمنڈو میں ہمارا آپ سے سامنا نہ ہو یہ کہہ کر لڑکی اٹھی اور ساتھ اسکا ساتھی بھی اٹھ گیا لڑکی نے مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا کہ امید کرتی ہوں کہ آئندہ جب کبھی بھی ہمارا آمنا سامنا ہو گا تو ہم ایک دوسرے سے اجنبیوں کی طرح رویہ رکھیں گے میں نے جواباً کہا کہ میں تمہاری دلیری پر حیران ہو رہا ہوں میرا تم سے ملنا تمہارے کام میں رکاوٹ ڈالنا نہیں تھا بلکہ میرا ملنے کا مقصد ان 3 مہاجروں لڑکوں کے بارے میں بات کرنے کا تھا جو اچانک غائب ہو گئے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق انہیں آخری بار تمہارے یا تمہاری ساتھیوں کے ساتھ دیکھا گیا تھا اسرائیلی لڑکی مسکرائی اور بولی تم بہت چالاک ہو نہ نہ کرتے ہوئے بھی مجھ سے اپنے مطلب کی بات پوچھ لی مزید کوئی سوال نہ کرنا میں صرف اتنا بتا سکتی ہوں کہ وہ چاروں اپنی مرضی سے بھارت چلے گئے ہیں اور وہاں کسی بھارتی جاسوسی کیمپ میں جاسوسی کی ٹریننگ لے رہے ہیں یہ کہہ کر لڑکی نے دوبارہ مجھ سے

ہاتھ ملایا اور بولی کہ کافی شاپ کا میرا سارا بل تم پے کرو گے اسے اس معمولی اطلاع کی قیمت سمجھ لینا جو میں نے تم کو دی ہے اتنا کہنے کے بعد وہ تو چلے گئے اور میں اسرائیلی موساد سیکرٹ ایجنسی کے بارے میں دو گھنٹے تک وہاں بیٹھا سوچتا رہا کہ ان کے وسائل کتنے وسیع ہیں

رات 2 بجے میں اپنے کمرے میں گیا اور دن چڑھے تک سویا رہا اسرائیلی لڑکی کی بے باکی اور کافی حد تک صحیح بات کرنے کیوجہ سے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا میں کھٹمنڈو میں درحقیقت تنہا تھا میرے چینی ساتھی بلکل روبوٹس کیطرح تھے وہ میری حفاظت کرتے اور میرے کہنے پر کسی کو بھی ٹھکانے لگانے کے لیے تیار رہتے تھے لیکن میں ان سے کسی بھی مشن کے لیے مشورہ نہیں کر سکتا تھا پاکستانی سفارت خانے کے ارکان اول تو تعداد میں اتنے کم تھے کہ اپنے سفارتی مقاصد بڑی مشکل سے پورے کر رہے تھے اور دوسرا انہیں اس کام سے کوئی سروکار ہی نہی تھا کہ پاکستان کے خلاف جو سازشیں کھٹمنڈو میں ہو رہی ہیں اور جنہیں ان کے علم میں بھی لایا گیا تھا ان کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھاتے مجھے یقین تھا 9 مکتی باہنی والے اور 5 مہاجر غدار جنکو ہم نے ٹھکانے لگایا تھا کی روپوٹ بھی سفارت خانے نے پاکستان نہیں بھیجی ہو گی اپنے سفارت خانے کے متعلق میرا مجموعی تآثر یہ تھا کہ وہ پیسے بنانے اور سفارتی حقوق کی آڑ میں ڈیوٹی فری گاڑیاں اور ایسا سامان جسکی سفارت خانے کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں ضرورت ہی نہ تھی غیر ممالک

سے سستے داموں منگوانے کے لیے یہاں آے تھے۔اور ان اہم کاموں کے بعد جو فالتو ٹائم بچ جاتا اس میں بادل نخواستہ سفارتی کام بیکار سمجھ کر انجام دیتے کھٹمنڈو میں میری موجودگی اور میرے کام کو کبھی بھی انہوں نے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا صرف ایک ٹرانسمیٹر آپریٹر تھا جو میرے محکمے سے آیا تھا سفارت خانے میں اسکی پوزیشن اتنی محدود تھی کہ وہ میرے لیے نیک خواہشات کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا بھارت میں گورکھ پور اور کھٹمنڈو میں مشن میں نے اپنے فیصلے سے کیے تھے مجھے اپنے محکمے سے ان کے متعلق کوئی ہدایات نہیں ملیں تھیں اور یہ سب بھارت کے خلاف میری نفرت اور سقوط ڈھاکہ میں ہونے والی ذلت کا نتیجہ تھے اگر بھارت میں میں گرفتار نہ ہوتا اور مجھے وہاں مزید کچھ عرصہ رہنے کو ملتا تو وہاں میں اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرتا لیکن میری گرفتاری کے بعد جو میرے ساتھ سلوک کیا گیا اور جو مجھے میرے مذہب کے متعلق باتیں سنائی گئیں اس سے میری نفرت اور انتقام کا جذبہ مزید بڑھ گیا تھا قارئین کو یاد ہو گا کہ۔ میں نے بھارت میں گرفتاری سے پہلے جو مشن سر انجام دیئے تھے ان میں سواے عاقل میاں کے میں نے کسی کو بھی اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا تھا گورکھ پور میں دو اغوا شدہ ٹیکسی ڈرائیور کو محض انسانیت کی بنا پر زندہ چھوڑ دیا تھا لیکن ڈی ایم آئی سے فرار کے بعد بمبئی میں میں نے 6 افراد کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا تھا

اسرائیلی لڑکی کی باتوں نے مجھے نئی راہ دکھائی وہ اپنے ملکی مفاد کی خاطر اس حد

تک آگے جا چکی تھی کہ نشے کی لت اور آبرو تک کی کوئی پرواہ نہ کی لیکن اس کے سامنے ایک واضح مقصد اور ایک مقررہ ہدف تھا اس کے برعکس کھٹمنڈو میں جو کوئی بھی پاکستان کے مفاد کو ٹھیس پہنچاتا نظر آیا اسے میری ٹیم اور میں نے مل کر ٹھکانے لگا دیا میں وقتی طور پر تو دشمنوں پر غالب آ چکا تھا لیکن اب ایک کی جگہ دس دشمن سامنے آ جاتے تھے اسی لیے غیر ملکی ایجنسیاں جو پاکستان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہی تھیں ان سے الجھنا بیکار تھا دوسرے لفظوں میں اپنے لیے نئی مصیبت کھڑی کرنا تھی مجھے اپنی توانائیاں محفوظ رکھنی تھیں تاکہ انکا استعمال صحیح جگہ کر سکوں مریم بھی یہی بات مجھے سمجھاتی تھی کہ چار اغواء شدہ بنگالی لڑکے جن کی ان کے والدین کو فکر نہیں تم کیوں ان کے لیے مصیبت مول لے رہے ہو تم کوئی فوج نہیں پولیس نہیں بلکہ دشمن کی قید سے فرار ہو کر شکستہ حالت میں یہاں پہنچے ہو اس لیے اب اپنی حالت پر رحم کھاؤ اور اب بس کر دو بہت ہو گیا۔ اور اپنی طاقت اور ہمت کو یکجا کرو نہ کہ ان بیکار کاموں میں ضائع کرو۔ تم بہت کر لو گے تو دس بیس دشمن اور مار دو گے یا پھر ان کے ہاتھوں مارے جاؤ گے تمہارا سفارت خانہ تو تمہاری لاش تک لینے سے انکار کر دے گا اور تمہیں لاوارث سمجھ کر یہی دفن کر دیا جائے گا یہ سب باتیں سوچ کر میں نے فیصلہ کیا کہ آئندہ بلاوجہ میں ایسے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالوں گا لیکن پہلے سے مارک شدہ دشمن وجے کمار کو ضرور ٹھکانے لگاؤ گا اور اس کے بعد اپنا اسلحہ

اس وقت تک یوز نہیں کروں گا جب تک دشمن خود سامنے نہ آ جائے

میں نے مریم کو اسرائیلی لڑکی سے ملاقات کا سارا واقعہ سنایا اور پھر اسے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئی کہنے لگی مجھ سے تو وہ اسرائیلی لڑکی بہتر رہی جس نے ایک ملاقات میں تمہارے ارداے بدل دیئے کہیں وہ تمہیں بھا تو نہیں گئی اور مستقبل میں اسرائیل جانے کے ارادے تو نہیں بن گئے یہ مریم نہیں عورت کی فطری کمزوری بول رہی تھی میں نے خود کو مصروف رکھنے کے لیے دنیا بھر کی جاسوسی ایجنسیوں کا کھٹمنڈو میں موجودگی اور ان کی انفارمیشن اور ان کے ٹارگٹس کے بارے میں ممکنہ روپوٹ پاکستان بھیجنے کا فیصلہ کیا اور اس کے علاوہ بھارت میں انجام دیئے گئے مشنوں کی مفصل روپوٹ لکھنی شروع کر دی ان روپوٹس کی تیاری میں دن کا خاصہ ٹائم صرف ہو جاتا تھا اور شام کو چنگ وا ہوٹل جانا بھی لازمی ہو گیا تھا مریم نے کہا کہ روپوٹ کی تیاری ایک دن تم اپنے ہوٹل اور دوسرے روز میرے گھر میں رہ کر تیار کیا کرو گے اس کی بات ماننا اب ضروری ہو گیا تھا اس نے ریزن یہ بتایا کہ ایک تو تم اپنے کمرے میں مستقل کام کرتے ہوے بور ہو جایا کرو گے اور دوسرا سکیورٹی کے حساب سے بھی یہ مناسب نہیں ہو گا اور کوئی انجانا دشمن وار کر سکتا تھا اور اس کے علاوہ محسن اور مہاجر نمائندے بھی ملنے آ جایا کرتے تھے اس لیے لکھنے میں خلل پڑ سکتا تھا بھارت میں قیام کی روپوٹس میں دو مرتبہ دہلی اور بمبئی سے پاکستان بھیج چکا تھا اس لیے ان کی

تیسری بار تفصیل لکھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی یہ مشن میں نے محکمے کی اجازت کے بغیر اپنی صوابدید پر کیے تھے اور روپوٹس میں انکا جواز بھی لکھا تھا چینی محافظوں کو بھی صرف میری حفاظت کے لیے بھیجا گیا تھا جن سے میں ان کے تفویض کیے کام سے زیادہ کام لے رہا تھا ان کے جواز لکھنے کے لیے میرے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہ تھے ہر بات روز روشن کی طرح عیاں تھی کہ میں نے 9 مکتی باہنی اور 5 غدار بنگالیوں کو ہلاک کیا تھا لیکن ان الزامات کا میرے پاس ٹھوس ثبوت نہ تھا میرے خیال میں ان واقعات کو میری ایجنسی نے پس پردہ رکھا ہو گا کہ اس کیوجہ سے ان کے کام کرنے میں دشواری پیش آ رہی ہو گی مہاجروں میں بھی سوائے محسن کے کوئی ایسا نہ تھا جو میرے حق میں کچھ لکھ کر دینے کے لیے تیار ہوتا مرنے والوں کی اصلیت جاننے کے باوجُود ایسی تحریر لکھ کر دینے سے کتراتے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ میں اکیلا تھا اور انہیں پاکستان جانے کے لیے ہمارے سفارت خانے سے اور پاکستان پہنچ کر وزارت خارجہ اور وزارت داخلہ سے اپنی بحالیات سے واسطہ پڑنا تھا اس پریشانی سے نکلنے کے لیے میں نے آخر فیصلہ کیا کہ کھٹمنڈو میں انجام دیئے گئے مشنوں کی تفصیل اور تحریر ابھی رہنے دیتا ہوں جب پاکستان جاؤں گا تو زبانی واقعات اور اس کی ریزن بتا دوں گا میں نے فیصلہ تو کر لیا لیکن اس سوچ کو اپنے ذہن سے جھٹک نہ سکا انہی دنوں میں چنگ وا سے واپس رکشہ پر ہوٹل واپس آ رہا تھا میرے چینی ساتھی میرے پیچھے دوسرے رکشہ میں آ رہے تھے

کہ راستے میں اچانک میرا رکشہ کسی چیز سے ٹکرا کر الٹ گیا میں اور رکشہ ڈرائیور نیچے گر گئے ابھی اس صورت حال میں تھے کہ ایک ساتھ چھے سات فائر ہوئے گولیا کچھ تو میرے سر کے اوپر سے گزت گئیں اور کچھ مجھ سے کچھ فاصلے پر سڑک میں پیوست ہو گئیں میرے چینی ساتھ غائب ہو چکے تھے فائر بند ہوے تو میں نے رکشہ ڈرائیور کو اٹھ کر سہارا دے کر کھڑا کیا اتنی دیر میں میرے چینی ساتھی دو آدمیوں کو گردنوں سے دبوچے میرے سامنے لے آے وہ انہیں خنجروں سے ہلاک کرنے لگے تو میں نے انہیں منع کرتے کہا کہ وہ انہیں لے کر چنگوا پہنچیں انہوں نے ان دونوں بے ہوش کیا اور رکشے میں ڈال کر چنگ وا کی طرف چلے گئے میں نے رکشہ والے کو اضافی پیسے دے کر چنگ وا چلنے کا کہا۔۔

ریسٹورنٹ سے کچھ آگے چل کر تھوڑی سنسان جگہ تھی چینی ساتھیوں نے انہی وہی جا کر اوٹ میں لٹا دیا میں نے مریم کو جا کر ساری روداد سنائی تو اس کے ہوش گم ہو گئے میں نے کہا کہ وقت ہوش رکھنے کا کھونے کا نہیں ہے مجھے اپنی گاڑی میں شیر پنجاب ہوٹل لے چلو ہم وہاں پہنچے اور سردار سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد اس سے اسکی گاڑی مانگی تو وہ گھبرا گیا اس نے کہا آج پھر کسی کا جھٹکا کرنا ہے میں نے کہا سردار جی بات یہ نہیں باہر گاڑی میں ایک لڑکی بیٹھی ہے اور یہ گاڑی اسکی سہیلی کی ہے جسے اس نے ابھی اسکو واپس کرنی ہے اور میں مزید دو چار گھنٹے اس لڑکی کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں

اسلئے تمہاری گاڑی کی ضرورت ہے سردار نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا ذرا ہم بھی اسے دیکھ لیں یہ کہتے ہوئے سردار جی نے گاڑی کی چابی مجھے دی اور اپنی گدی سے اٹھے میں نے جلدی سے باہر نکل کر مریم کو اشارہ کیا اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور جب سردار جی باہر پہنچے تو وہ مریم کی معمولی سے جھلک ہی دیکھ سکے سردار کی گاڑی لے کر میں چینی ساتھیوں کے پاس پہنچا دونوں بے ہوش آدمیوں کو گاڑی میں ڈالا اتنی دیر میں مریم بھی گاڑی پارک کر کے آ چکی تھی اور میرے ساتھ بیٹھ گئی چینی ساتھی پیچھے بیٹھ گئے اور میں نے گاڑی چین کی تعمیر کردہ سڑک کی جانب موڑ دی مریم کے مطابق اس سڑک پر آگے جا کر ایک تنگ کھائی میں ایک سڑک جاتی ہے پل کی تعمیر کے دوران سامان اسی تنگ سڑک کے ذریعے کھائی میں لایا جاتا تھا ہماری منزل تنگ سڑک کا وہ آخری حصہ تھا جس پر دور دور تک کوئی انسان دکھائی نہ دیتا تھا۔۔

تنگ سڑک سے اتر کر ہم کھائی میں پہنچے جہاں پر بجری کے چند ڈھیر ابھی تک موجود تھے میں نے وہاں پہنچ کر گاڑی روکی اور ہم سب گاڑی سے نیچے اتر آئے مجھے صحیح واقعے کا علم نہیں تھا میں نے مریم کے ذریعے چینیوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا رکشہ آپ کے رکشے سے پیچھے تھا ہم نے دو آدمیوں کو آپ کے رکشہ کی شست لیتے ہوئے دیکھا انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس وقت بہت کم تھا اس لیے ہم نے پہلے آپ کے رکشے کو دھکا دے کر الٹا دیا

اور اسی دوران فائرنگ شروع ہو گئی ہم دونوں فائر کرنے والوں کیطرف لپکے انہیں نہی معلوم تھا کہ ہم آپ کے محافظ ہیں اس لیے وہ دونوں فائر کرنے والے ہماری طرف سے لاپرواہ تھے ہم نے انکی نازک جگہ پر چوٹیں لگائیں تو وہ بے ہوش ہو کر گڑ پڑے ان دونوں کے پاس دو ریوالور اور بہت سی گولیاں تھیں ہم نے ان دونوں سے اسلحہ لے کر انکی گردن کی نسیں دبائیں جن سے انکی قوت گویائی سلب ہو گئی پھر انکو آپ کے پاس لے آے جہاں میں رکشہ سیدھا کر کے ابھی کھڑا ہی ہوا تھا باقی کی کارروائی آپ جانتے ہیں مریم کے پاس ٹارچ تھی مریم نے ان کے چہروں پر روشنی ڈالی تو وہ شکل سے بھارتی دکھائی دیئے میں نے مریم کو کہا کہ وہ ٹارچ لے کر ذرا دور کھڑی ہو جاے میں نے اور چینیوں نے مل کر انہیں چیک کیا تو وہ ہندو نکلے میں نے چینیوں سے کہا کہ انہیں ہوش میں لانا ہے مارشل آرٹ اس قدر انسانی جسم پر ہیوی ہوتا ہے کہ جسم کے مخصوص حصوں پر چوٹ مار یا دبا کر بے ہوش اور ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے اور یہی چوٹ بے ہوش کو ہوش میں بھی لا سکتی ہے چینی ساتھیوں نے ان دونوں کو گاڑی سے نکال کر بجری پر ڈال دیا اور چند ٹھوکروں سے انہیں ہوش میں لے آئے میرے کہنے پر چینی ایک ایک کو پکڑ کر ہم سے دور کھائی میں لے گئے میں ارادہ تھا کہ ان دونوں سے الگ الگ انکوائری کروں بجری پر لیٹے ہوئے ایک آدمی کے پاس میں گیا اور پستول نکال کر اس پر تان لیا اور کہا کہ اگر دو منٹ میں اس نے سب کچھ سچ نہ بتایا تو

ساری گولیاں اس کے سینے میں اتار دوں گا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر اسکا بیان اسکے ساتھی سے مختلف ہوا تو بھی دونوں کو ہلاک کر دیا جاے گا یہ آدمی خود کو اس سنسان جگہ پر دیکھ کر کانپنے لگا وہ ہاتھ جوڑ کر اپنی جان بخشی کی بھیک مانگنے لگا اس نے بتایا کہ وجے کمار نے مجھے مارنے کے لیے لکھنؤ سے اسے ہائر کیا تھا دوسرے کو بلایا اس نے بھی پہلے والے کے مطابق بیان دیا کہ ہم دونوں لکھنؤ کے بدمعاشوں میں شمار ہوتے ہیں اور وجے کمار نے 40 ہزار روپے میں ہمارے استاد کے ذریعے مجھے مارنے کے لیے ہائر کیا یہ اسلحہ بھی وجے کمار نے ہی دیا ہے میں نے ان دونوں کو زندہ تو چھوڑنا نہیں تھا کیونکہ ان کو زندہ چھوڑنا مطلب مریم اور چینی دوستوں کو بھی مصیبت میں مبتلا کرنا تھا لہذا میں نے انہیں بجری پر الٹا لیٹنے کا کہا ان دونوں کے الٹا لیٹتے ہی میں نے اپنے پسٹل کی ساری گولیاں ان دونوں پر ایک ایک کر کے داغ دیں۔ سائلنسر لگا ہونے کی وجہ سے گولیاں چلنے کی آواز نہ ہونے کے برابر تھی جب چینی دوستوں نے انکی نبض چیک کر کے ان کے مرنے کی تصدیق کر دی تو میں نے پسٹل پر دوسرا میگزین چڑھایا اور گاڑی سٹارٹ کر کے مین روڈ پر آ گیا مریم نے زندگی میں پہلی بار اس طرح کسی انسان کو ہلاک ہوتے دیکھا تھا اسکی ساری دلیری اس وقت ایک خوفزدہ عورت میں تبدیل ہو چکی تھی تحفظ کے احساس کے پیش نظر مریم نے میرا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا جس سے میں گاڑی کا گئر بدل رہا تھا شہر پہنچ کر جب میں نے گاڑی ایک نئ

سڑک پر ڈالی تو اس نے پوچھا اب ہم کہاں جا رہے ہیں تو میں نے کہا کہ کام مکمل کرنے۔ وہ اتنی ڈری ہوئی تھی کہ بجائے لیکچر دینے کے بس اتنا کہا کہ جیسے آپکی مرضی وجے کے گھر سے تھوڑا پہلے میں نے گاڑی روکی مریم گاڑی میں ہی بیٹھی رہی اور میں چینی دوستوں کے ہمراہ وجے کے گھر جا پہنچا دو منزلہ بلڈنگ پر اس کا دوسری منزل پر کارنر کا فلیٹ تھا میں نے بیل بجائی تو اندر سے دروازے کے قریب سے آواز آئی کون ہے تو میں نے آواز بدل کر ایک حملہ آور کا نام لے کر کہا کہ کام ہو گیا ہے مگر میرا بازو زخمی ہے جلدی سے دروازہ کھولو ورنہ باہر فرش پر خون کے دھبے لگ جائیں گے میں حتی الامکان اپنی آواز کو بدل کر رکھا اس نے دروازہ کھولا تو وہ ہمیں دیکھ کر ڈر گیا اتنی دیر میں میرے چینی دوستوں نے دروازے کو دھکا دے کر اسے اندر دھکیل دیا وجے کو کسی کی مدد کے لیے پکارنے سی پہلے انہوں نے اس کو فرش پر گرا کر اس کے منہ میں رومال ٹھونس دیا۔

میں نے اندر آ کر اندر سے دروازہ بند کیا وجے فرش پر گرا مجھے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس نے اوں آں کر کے کچھ بولنے کی کوشش کی تو میں نے کہا مسٹر وجے کمار آج تم نہیں میں بولو گا اور تم صرف سنو گے تم نے دوست بن کر مجھے جال میں پھانسنا چاہا اور اس میں تم کامیاب بھی ہوگئے تھے اور میں تم پر اعتبار کرنے لگا تھا اگر چنگ وا ہوٹل میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی ریکارڈنگ نہ سننے کو ملتی تو مجھے تمہاری اصلیت کا پتہ نہ

چلتا اور میں تمہاری دوستی میں ناجانے کہاں تک چلا جاتا یہ سب کچھ میں تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ تم نے مجھے دوستی کے پردے میں ٹھیس پہنچائی ہے یہ میرے چینی دوست اور محافظ ہیں چنگ وا اور چینی دوستوں کا بھی تمہیں اس لیے بتایا ہے کہ تم کسی اور کو بتانے کے لیے زندہ نہیں رہو گے لکھنؤ سے تمہارے لاے ہوے دونوں بدمعاش بھی اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں تمہاری دوستی کے بہروپ میں گزارے ہوے چند روز کیوجہ سے میں تمہیں گولی نہیں ماروں گا یہ کہتے ہوئے میں نے ایک چینی دوست سے زہریلی گیس کا سلنڈر لیا ہم نے اپنے ناک رومالوں سے بند کر لیے میں نے سلنڈر بلکل وجے کے نتھنوں سے لگا کر گیس چھوڑ دی چند لمحوں بعد وجے کی آنکھیں ابل کر باہر آ گئیں اس کا جسم پھڑپھڑایا اور بےجان ہو گیا ہم نے اسے اسی حالت میں چھوڑ کر اندرونی کمروں کیطرف گئے ایک الماری سے ہمیں 60 ہزار روپیہ اور بریف کیس ملا جس میں سرکاری کاغذاتِ اور فائلیں تھیں کاغذات کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ دہلی سے وجے کے لیے ہدایات اور رابطے کی فائلیں ہیں میں نے کرنسی چینی دوستوں کو دے دی اور بریف کیس خود اٹھا لیا ہم نے وجے کی آنکھیں بند کیں اس کے منہ سے رومال نکالا اور آہستہ سے دروازہ بند کرتے ہوئے سڑک پر آ گئے گاڑی میں مریم بے چینی سے ہماری منتظر تھی میرے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے چینی دوستوں کی پرواہ نہ کرتے ہوے میرے سینے کے ساتھ اپنا سر لگا دیا اور اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات

شروع ہو گئی میں نے بڑی مشکل سے اسکا رونا بند کروایا میں نے حملہ آوروں کے دونوں پسٹل چینی دوستوں کر دینے چاہے تو انہوں نے کہا کہ انکے پاس پسٹلز کے علاوہ اور بھی بہت خطرناک قسم کے ہتھیار ہیں اس لیے وہ انہیں رکھ نہیں سکتے وہاں سے ہم چنگوا ہوٹل پہنچے وہاں سے مریم نے اپنی گاڑی لی اور ہم سیدھا شیر پنجاب ہوٹل پہنچ گئے چینی دوست مریم کے ساتھ بیٹھ گئے اور میں نے گاڑی ہوٹل کے ایریا میں داخل کر دی گاڑی بند کر کے چابی نکالی اور سردار کے پاس پہنچ گیا سردار نے دیکھتے ہی کہا اتنی جلدی آ گئے میں نے کہا بس کچھ ناراضگی ہو گئ تو سردار نے کہا کہ لڑکیوں کو کیسے ڈیل کیا جاتا ہے یہ تمہی میں بتاؤں گا میں صبح آنے کا کہہ کر اجازت لی اور باہر سڑک پر پہنچ گیا جہاں مریم اور چینی دوست گاڑی میں میرا انتظار کر رہے تھے۔۔

راستے میں ہم نے چینی دوستوں کو اتارا اور مریم کے اصرار پر ہم انکے گھر چلے گئے میرے لیے مخصوص کیا کمرہ اس میں مجھے مریم نے بٹھایا اور چاے بنا کر لے آئی اور میں نے دو پسٹل مریم کو اس کی اپنی حفاظت کے پیش نظر دے دیئے چاے سے فارغ ہو کر مریم نے مجھے شب بخیر اردو میں کہا تو میں حیران رہ گیا اس نے بتایا کہ مہاجر لڑکی سے اردو سیکھنے کے لیے وہ ٹیوشن لے رہی ہے میں اپنے بیڈ پر لیٹ گیا اور مستقبل کے سپنوں میں کھو گیا اسی حالت میں نا جانے کب نیند نے آ دبوچا اگلے دن دن چڑھے میں اٹھا ناشتہ کیا اور واپس اپنے ہوٹل پہنچا تو محسن کو اپنا منتظر پایا وہ لابی میں بیٹھا ہوا تھا اس نے

بتایا کہ وہ گذشتہ رات بھی ملنے آیا اور رات 12 بجے تک بیٹھا رہا میرے نا آنے سے وہ بہت فکر مند تھا اس لیے وہ صبح پھر ہوٹل چلا آیا میں نے اسے گذشتہ رات کے واقعات کے بارے میں کچھ نہ بتایا میں چاہتا تھا کہ گذشتہ رات والی خبریں اس کے ذریعے مجھ تک پہنچیں محسن کو لابی میں چھوڑ کر اپنے روم میں گیا نہایا اور لباس بدل کر نیچے آیا اور اسے لے کر کافی شاپ میں چلا گیا ہمیں وہاں بیٹھے ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ نیپالی پولیس کے دو سب انسپکٹر وہاں آ گئے وہ مجھ سے اور میرے چینی ساتھیوں سے گذشتہ رات ہونے والی فائرنگ کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے ان کو یہ رپورٹ چینی ساتھیوں کے رکشہ ڈرائیور نے دی تھی جو فائرنگ کی آواز سنتے ہی وہاں سے بھاگ گیا تھا میں نے انہیں کہا کہ کوئی فائرنگ وغیرہ نہیں ہوئی میرے رکشہ کے ٹائر کے نیچے پتھر آ گیا تھا جسکیوجہ سے رکشہ الٹ گیا تھا باقی میں کسی چینیوں کو نہیں جانتا جو رکشہ میں میرے پیچھے آ رہے تھے وہ مجھ سے مزید سوال کرنا چاہتے تھے کافی پینے کے دوران ہی میں نے انہی کہا کہ میں نے اپنے سفارت خانے جانا ہے آپ ایک رکشہ ڈرائیور جو ہو سکتا ہے چرس کے نشے میں ہو کے کہنے پر مجھ جیسے شریف شہری پر بلا جواز سوال وجواب نہ کریں میں نے ٹیبل پر ایک ہزار روپے کا نوٹ رکھ کر پوچھا کہ آپ یہ پیسے لے کر اس چیز کو بھول جانا چاہیں گے یا رکشہ ڈرائیور کے بیان پر مجھ سے مزید سوال و جواب کرنا چاہیں گے میں نے بڑے اعتماد سے روپے ٹیبل پر رکھے تھے کیونکہ میں

پیر گنج میں پولیس کی حالت دیکھ چکا تھا انہوں نے ایک دوسرے کیطرف دیکھا اور روپے اٹھاے اور مجھے سلیوٹ کر کے چلے گئے میں نے محسن کو کہا کہ وہ مین بازار میں کشمیری شالوں کی دوکان پر جاے اور دوکان کا ٹیلی فون نمبر لے آئے میرا مقصد وہاں وجے کی موت کا رد عمل دیکھنا تھا محسن کو میں قابل اعتماد تو سمجھتا تھا مگر ایک اسمیں خامی تھی کہ کوئی بھی راز کی بات اس کے پیٹ میں نہیں ٹھہرتی تھی اور میری کوشش تھی کہ میں خود کو وجے کے قتل والے واقعہ سے دور رکھوں قتل ہونے کی کوئی نشانی وجے کے جسم پر نہیں تھی اسکی موت ہارٹ فیل ہونے کے سبب بھی ہو سکتی تھی زہریلی گیس عام پوسٹ مارٹم روپوٹ سے ظاہر نہیں ہو سکتی تھی اور کھٹمنڈو میں ایسی کوئی لیبارٹری موجود نہیں تھی جہاں سے اس گیس کا تجزیہ ہو سکے مجھے معلوم تھا کہ بھارتی انٹیلیجنس اپنے اس منجھے ہوئے جاسوس کی موت کو اتنی جلدی ہضم نہی کر سکیں گے ابھی لکھنؤکے دو بدمعاشوں کی لاشیں دریافت کرنا باقی تھیں دشمن کی نظر میں میں تو پہلے سے ہی تھا گو انکو کوئی ثبوت نہ ملا تھا مگر اگر وہ بھارت میں میری موجودگی سے ہونے والے واقعات اور پھر جب سے کھٹمنڈو میں آیا ہوں یہاں پر ارپے درپے ہونے والے واقعات کا تجزیہ کریں تو سیدھا مجھ تک پہنچ سکتے تھے اب حالت یہ تھی کہ میرے ظاہری دشمن کم اور پوشیدہ دشمن زیادہ ہو گئے تھے ڈی ایم آئی نے مجھے زندہ گرفتار کرنے کی جو پابندی عائد کی تھی اسکیوجہ سے میں ابھی تک بچا ہوا تھا ورنہ کہیں سے بھی ایک گولی

آتی اور میرا کام تمام کر دیتی وجے نے جو بدمعاش ہائر کیے تھے وہ اپنی حفاظت کے لیے کیے تھے اگر وہ اس مقصد میں کامیاب ہو جاتے تو اس نے اس واقعہ سے لاتعلقی ظاہر کر دینی تھی محسن شام کو لوٹا تو اس نے مجھے دکان کا ٹیلی فون نمبر دیا اور بتایا کہ رات کر وجے کہ اچانک موت واقعہ ہو گئی ہے اور اسکے باڈی کو جہاز کے ذریعے دہلی بھیجا جا رہا ہے وجے کی موت پر یقیناً بھارتی سفارت خانہ بلبلا اٹھا ہو گا اب محسن کو رات کو میری ہوٹل سے غیر حاضری کیوجہ تو سمجھ میں آ گئی تھی مگر اس نے پوچھنے کی ہمت نہیں کی بھارتی سفارت خانہ بدلے میں کوئی بھی قدم اٹھا سکتا تھا میں نے فون پر مریم سے اپنے خدشات کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ وہ آئندہ شام کو ڈائریکٹ چنگ وا ہوٹل نہیں آیا کرے گا بلکہ مختلف راستوں سے ہو کر آے گا اور واپسی پر مریم مجھے خود اپنی گاڑی میں چھوڑنے آیا کرے گی چینی دوست میرے ساتھ ہی ہوا کریں گے مگر مجھے ڈراپ کرنے کے بعد وہ مریم کو بھی اسکے گھر سیفٹی کے ساتھ چھوڑا کریں گے میں نے وقتی طور پر اس پروگرام پر عمل کرنا شروع کر دیا لیکن آئندہ چار پانچ دنوں میں برٹش ہیپیوں کی ایک وین خرید لی جسے وہ پیسے ختم ہونے کیوجہ سے سستے داموں سیل کر رہے تھے ہوٹل کے ایک گارڈ کو میں نے گاڑی کی دیکھ بھال کے لیے مخصوص پیسوں پر ہائر کر لیا اس وین کیوجہ سے میری اور میرے چینی ساتھیوں کی رکشہ کے سفر سے جان چھوٹ گئی اور میرا آنا جانا بھی نسبتاً محفوظ ہو گیا۔۔

آئندہ چند روز بہت پرسکون طریقے سے گزرے۔ مگر میری چھٹی حس کسی انجانے خطرے کا الارم بجا رہی تھی یہی حال مریم کا بھی تھا وہ بھی بہت بے چینی محسوس کر رہی تھی چینی دوست اب ہر وقت ہم دونوں کے ساتھ رہنے لگے تھے ان کے پاس بہت خطرناک اور چھوٹے چھوٹے ہتھیار تھے جن سے کسی کی نظر میں آے بغیر اپنا کام کیا جا سکتا تھا یو این او کا نمائندہ جو سامان کے ساتھ آیا تھا اس نے مہاجرین کی رہائش کا دورہ کیا تو ان کی یہ حالت زار دیکھ کر اس نے افغان ائیر لائن کا شیڈول تیار کر دیا اور فوری اس شیڈول پر عمل درآمد کرنے کے احکام جاری کر دیئے مہاجرین کو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ اب ان کی اس مصیبت سے جلد خلاصی ہو جاے گی گو ائیر لائن شروع ہونے میں ابھی تین ماہ تھے مگر مہاجرین کے لیے یہ پھر بھی ایک پرامید خبر تھی اب انکے چہروں پر بشاشت لوٹ آئی تھی مہاجرین جہاز کی سیٹس حاصل کرنے کے لیے پاکستانی سفارت خانے کے سامنے جمع ہو گئے تھے اور سفارت خانہ والوں کے لیے کمائی کا پھر ذریعہ بن گیا تھا میرے محکمے کے ٹرانسمیٹر آپریٹر نے بتایا کہ اس بار جہاز میں سیٹ حاصل کرنے کی فیس 2ہزار روپے رکھی گئی ہے جو نئے مہاجر آے ہیں انکے پاس تو پیسے ہیں وہ سیٹیں حاصل کر رہے ہیں مگر جو پرانے مہاجر ہیں ان کے پاس جمع پونجی کچھ بھی نہیں ہے انہوں نے سفارت خانے کے سامنے احتجاج اور بھوک ہڑتال کر رکھی تھی اور ایک گروپ نے سفیر کے گھر کے سامنے بھی مگر سفیر نے نیپالی

پولیس سے لاٹھی چارج کروا کر انکو منتشر کر دیا ہے مجھے سن کر دکھ تو بہت ہوا مگر کیا کرتا اس خبر کے علاوہ ایک ایسی خبر بھی تھی جس نے مجھے چونکا دیا مایوس مہاجروں کو بھارتی سفارت خانہ انسانی ہمدردی کے جھانسے میں اپنی طرف مائل کر رہا تھا اور انکے کارکن دیوالی کے تہوار کی آڑ میں مہاجروں میں خردونوش چیزوں کے علاوہ پیسے بھی تقسیم کر رہے تھے درجنوں مہاجر روزانہ یہ امداد لینے کے لیے بھارتی سفارت خانے جاتے جہاں پر انکا برین واش بھی کیا جاتا کہ وہ اس نا انصافی کر خلاف پاکستانی سفارت خانے اور بنگلہ دیشی سفارت خانے کو نذر آتش کر دیں تاکہ پوری دنیا تک تمہاری آواز پہنچ سکے یہ سن کر میری پہلی سوچ تو یہ تھی کہ مہاجر ایسا کر دیں تاکہ انٹر نیشنل میڈیا تک یہ خبر پہنچے مگر جب اس کے منفی پہلوؤں پر غور کیا تو بہت برے نتائج سامنے آنے کی توقع تھی سو میں اور تو کچھ نہ کر سکا اس ساری گیم کی رپوٹ لکھ کر پاکستان اپنے محکمے کو بھجوا دی محسن نے اپنے ساتھ نئے شادی شدہ لڑکوں کو بھی ملا لیا تھا یہ سب مل کر بھارتی سفارت خانے جانے والے مہاجروں کی ٹوہ میں رہتے اور ان کے آئندہ پلان کے بارے میں جان کر مجھے آگاہ کرتے ان مہاجروں کا قطعی کوئی ارداہ نہیں تھا کہ وہ دونوں سفارت خانوں کے ساتھ ایسا کریں وہ صرف اپنی مالی ضرورت پوری کرنے کے لیے ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے میں نے محسن اور اس کے ساتھی لڑکوں کے ذریعے مہاجرین میں یہ بات پھیلا دی کہ بھارتی سفارت خانہ کیا چاہتا ہے انکی بات

مان کر مہاجر اپنا کتنا نقصان کریں گے اور ساتھ جو لوگ بھارتی سفارت خانے جاتے ہیں ان میں پاکستانی سفارتخانے کے آدمی بھی ہیں جو سب رپوٹ پاکستانی سفارت خانے کو دیتے ہیں اور پاکستانی سفارت خانہ ان لوگوں کی رجسٹریشن کینسل کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے اور پھر انکی رجسٹریشن کینسل کر کے انکو دوبارہ بھارت میں دھکیل دیا جاے گا انکی مالی ضرورت کے بارے انہیں کہا گیا کہ جو ضرورت مند ہیں وہ اپنی لسٹ بنا کر مجھ سے انا پورنا ہوٹل میں رابطہ کریں انکی ضرورت پوری کی جائے گی جب نمائندے میرے پاس آے تو میں نے پہلے تو انکی اس بات پر سرزنش کی کہ وہ بھارتی سفارت خانے کیا لینے گئے تھے جبکہ میں نے کہا تھا کہ میں سب کی ضروریات پوری کرتا رہوں گا اس پر وہ بہت نادم ہوئے اور جب انکی ضروریات کا اندازہ لگایا تو وہ 25 ہزار سے بھی کم تھے میں محض یہ واقعات وقت گزاری کے لیے نہیں لکھ رہا۔ میرا مقصد آپ کو یہ بات بتانا ہے کہ مالی مجبوری انسان کو کس حد تک گرا سکتی ہے میں نے جتنا ان مہاجروں کے اچھے کے بارے میں سوچا اور ان کے لیے اچھا کیا اس کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا ہوا یہ کہ ایک مہاجر نے اپنی بیوی کے اپینڈکس کے اپریشن کے لیے بھارتی سفارت خانے جا کر 4 ہزار روپیہ حاصل کیا جب مجھے پتہ چلا تو میں نے اسے 4 ہزار دے کر کہا کہ وہ بھارتی سفارت خانے جاے اور ان کے پیسے شکریہ لے ساتھ واپس کر دے وہ چلا گیا اس کے پیچھے میں نے محسن اور لڑکوں کو لگا دیا کہ جونہی یہ بھارتی سفارت خانے

سے باہر نکلے اسے گھیر کر واپس میرے پاس لے آنا انہوں نے ایسا ہی کیا جب میرے پاس لایا گیا تو اس نے مجھے پیسے واپس کرتے ہوئے کہا کہ مجھے آپ کے پیسے نہیں چاہیے مجھے بہت دکھ ہوا میں نے اسکی تلاشی لینے کا کہا تو اس کے پاس سے بھارتی سفارت خانے کی مہر لگی پیسوں کہ گدی برآمد ہوئی مجھے بہت غصہ آیا میں نے اسے دو تھپڑ مار دیئے وہ غصے میں چھڑا کر بھاگ گیا میں نے بھی جانے دیا کہ شاید اسے احساس ہو جائے مگر وہ سیدھا بھارتی سفارت خانے گیا ان کے ساتھ گٹ مٹ کی اور دوسرے دن میرے پاس آیا اور میری پاؤں میں بیٹھ کر معافی مانگی میں نے بھی معاف کر دیا کہ شاید اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو مگر وہ تو میرے پیچھے پڑ گیا میں روم میں ہوتا تو وہ لابی میں بیٹھا رہتا میں نے اسے کہا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے تو اس نے کہا کہ آپ جیسے محب وطن کے آس پاس رہنے کو دل کرتا ہے میں خاموش ہو گیا چند دن اسی طرح گزر گئے پھر میں ہوٹل والوں سے کہہ کر اسے لابی سے نکلوا دیا تو وہ باہر گارڈن میں بیٹھنے لگا۔۔

میں باہر نکلتا تو اسکی نظریں مجھ پر جمی رہتی مجھے اس کے متعلق کچھ شک ہو گیا میں نے محسن کو اس کے پیچھے لگا دیا مگر وہ بھارتی سفارت خانے کی طرف کبھی نہ گیا گھر جاتا گھر سے ہوٹل کے لان یا پھر سڑک پر کھڑا رہتا میرے اوپر اسکی نظریں رہتیں۔ میں شام کو چنگوا ہوٹل جاتا تھا اور رات گئے واپس آتا تھا حسب معمول ایک روز رات کو میں اپنی وین میں اپنے چینی ساتھیوں کے

ساتھ ہوٹل واپس آ رہا تھا میں نے ہوٹل آنے کے لیے ایک لمبا راستہ اپنا لیا تھا تاکہ بھارتی سفارت خانے کے سامنے سے نہ گزرنا پڑے اس روز رات کو واپسی آتے ہوئے ایک سنسان جگہ جو کہ اس راستے میں آتی تھی وہاں وین کی ہیڈ لائٹس میں دیکھا کہ ایک عورت جو برقعے میں ملبوس تھی بھاگ رہی تھی اور تین ہپی اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے میں نے وین روکی تو عورت ہیلپ ہیلپ کہتے کہتے وین کے بلکل قریب آ گئی بھاگنے سے اس کے بال اسکے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھے وہ ڈری ہوئی تھی مجھے میرے اصلی نام سے پکارتے ہوئے بولی پلیز مجھے بچا لیں یہ جرمن ناڑی پارٹی کے ممبر ہیں یہ وہی اسرائیلی لڑکی تھی جو میرے ہوٹل مجھ سے ملنے آئی تھی صورت حال کو نہ سمجھتے ہوئے میں وین سے اتر آیا اور میرے چینی ساتھی بھی اتر آے یہ صرف چند سیکنڈ میں ہوا اتنی دیر میں اسکا پیچھا کرنے والے مرد بھی قریب پہنچ گئے ان کے ہاتھوں میں خنجر تھے سب سے آگے وہ جرمن تھا جو گورکھ پور سے پیر گنج تک میرا ہمسفر رہا تھا جب میں نے اس سے ان لڑکیوں کا پتہ پوچھا تھا تو اس نے کتیا کا لفظ بول کر بتایا تھا جب وہ میرے قریب آ گئے تو مجھے پہنچانتے ہوے بولا یہی تو وہ یہودی جاسوسہ ہے جسکے متعلق اس دن تم نے پوچھا تھا یہ تمہارے ملک کی بھی دشمن ہے اور ہمارے ملک کی بھی آج یہ اکیلی ہمارے ہتھے چڑھ گئی ہے ہم اسے مار ڈالیں گے اس طرح تمہارے اور ہمارے دشمنوں میں ایک کی کمی ہو جائے گی ہاتھ میں خنجر لیے وہ جرمن

میرے اتنے قریب آ چکا تھا کہ میرے پاس ہتھیار نکالنے کا ٹائم نہیں تھا۔میں نے صورت حال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مسئلہ کو بات چیت سے سلجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ تم بیشک اسکو مار دینا لیکن ابھی اپنے خنجر پیچھے کر کے اپنی جیبوں میں ڈال لو پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو کہ تمہارے ملک نے اسرائیل کو تسلیم بھی کیا ہوا ہے اور آپسمیں گہری دوستی بھی ہے اور تمہاری مالی امداد بھی بہت زیادہ کی ہے تو پھر یہ تمہاری دشمن کیسے ہوئی چرس کا مارا یہ جرمن عام حالات میں میرے ایک گھونسے کی مار تھا مگر اس وقت اپنے ہاتھ میں خنجر لیے یہ مافوقالفطرت بنا ہوا تھا جو ایک ہی وار سے میرا کام تمام کر سکتا تھا اس نے نہ تو خنجر جیب میں ڈالا اور نہ ہی میرے سوال کا جواب دیا میری پشت وین کے ساتھ لگی ہوئی تھی اور اپنے بچاؤ کے لیے میں پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتا تھا اور میری کمزور پوزیشن کا اسے بھی احساس ہو چکا تھا ہم تمہیں بھی مار ڈالیں گے تم پر بھی انعام ہے یہ کہتے ہوئے جرمن مجھ پر وار کرنے کے لیے ایک قدم پیچھے ہٹا بس یہی موقع تھا جسے میں ضائع نہیں کر سکتا تھا اگر کر دیتا تو خود موت کے منہ میں چلا جاتا میں نے اس کے پیچھے ہٹتے ہی اس کے نازک اعضاء پر کک ماری اور اس کے ہاتھ سے خنجر گر گیا اور وہ دوھرا ہو کر گر گیا میں نے اسکی کلائی پکڑ کر مڑوڑی اور اس کے پیچھے لگا دی اور وہ سڑک پر گر پڑا ڈی ایم آئی کی حراست سے فرار ہونے کے بعد مجھے زندگی سے پیار سا ہو گیا تھا اس لیے جو بھی مجھے ختم کرنے کی کوشش

کرتا تھا اسے میں مار دیتا تھا میری ذہنی کیفیت ہی ایسی ہو گئی تھی میں نے اسکے خنجر والے ہاتھ پر اپنا پاؤں رکھا ہوا تھا میں نے جودھ پوری جوتے پہن رکھے تھے اور دوسرا پاؤں اسکی گردن پر تھا گردن پر دباؤ زیادہ پڑنے کیوجہ سے اسکی گردن پچک چکی تھی میرے حواس بحال ہوے تو دیکھا وہ مر چکا تھا اس جرمن کے دونوں ساتھی غائب تھے میں نے وین کی دوسری جانب دو ہیولے دیکھے تو ادھر گیا پسٹل نکالا اور فائر کرنے لگا مگر میرے چینی ساتھیوں نے نونو کر کے مجھے روک دیا اور مجھے سلنڈر دکھاے کہ ان کا کام تمام ہو چکا ہے ہم نے انکی جیبوں کی تلاشی لی پاسپورٹ اور بٹوے وغیرہ نکال لیے تاکہ آسانی سے انکی شناخت نہ ہو سکے اسرائیلی لڑکی اس وقت ایک خوفزدہ لڑکی دکھائی دے رہی تھی واردات والی جگہ سے جلد از جلد دور ہو جانے کے لیے میں اسرائیلی لڑکی اور چینی ساتھیوں کو جلدی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور اپنے ہوٹل واپس آ گیا لابی میں بیٹھنے کی بجاے میں انہیں کافی شاپ میں لے گیا۔

اور مریم کو بھی کال کر کے بلا لیا تھوڑی دیر بعد مریم پہنچ گئی وہ حیران تھی کہ تھوڑے ٹائم میں ایسی کیا قیامت آ گئی جو مجھے بلا لیا مریم خاموشی سے میرے ساتھ بیٹھ گئی میں نے اسرائیلی لڑکی کو کہا کہ میں تم سے تمہارا نام نہیں پوچھو گا کیونکہ یہ ہمارے اصولوں کے خلاف ہے لیکن آج کے واقعہ کی تفصیل ضرور جاننا چاہوں گا جس کے نتیجے میں ہمارے ہاتھوں سے تین ایسے انسانوں کا خون ہوا تھا جن سے نہ ہماری ذاتی دشمنی تھی اور نہ ملکی میں نے

محض انسانیت کے ناطے تمہاری مدد کی ہے کیونکہ تم مدد کے لیے چلا رہی تھی اور اس وقت تم ایک موساد کی جاسوس نہیں تھی ایک کمزور لڑکی تھی جس کے پیچھے تین درندہ صفت لگے ہوئے تھے تمہاری مدد نہ کرنا اس حالت میں میرا مذہب اس بات کی اجازت نہی دیتا تھا میں تمہیں مجبور نہی کر سکتا مگر تم مجھے حقیقت بتا کر مجھے تم اس احساس سے نجات ضرور دلا سکتی ہو کہ تین انسانوں کا قتل ناحق کیا ہے یا صحیح کیا ہے ٹکٹکی باندھے اسرائیلی لڑکی مجھے دیکھ رہی تھی اور میری باتیں سن رہی تھی میں جانتا تھا کہ اس کے اندر دو جذبات کے سمندر آپس میں الجھ رہے ہیں۔

اسرائیلی لڑکی مزید کچھ دیر خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی اور میری باتیں سنتی رہی جب میں نے اس کے متعلق پوچھا تو وہ بولی میرے والدین جرمن یہودی تھے۔ بون میں میرے والد کی کیمروں کی کئی دوکانیں تھیں۔دوسری جنگ عظیم میں جب جرمنی کی نازی پارٹیاور ہٹلر کے یہودیوں پر مظالم کی انتہا سے بڑھ گئے اور یہودیوں کے لیے یہ لازم ہو گیا کہ وہ اپنی شناخت کے لیے اپنے لباس پر پیلا پھول لگائیں بغیر کسی جرم وخطا کے یہودیوں کا قتل عام اور ظلم کی انتہا یہ کہ لاکھوں یہودیوں کو گیس چیمبر میں ڈال کر ہلاک کیا گیا اور انکی چربی سے جنگی ہتھیاروں کی گریس بننے لگی تو دوسری جنگ عظیم 1942ء کے دوران میرے والدین اپنے اکلوتے بیٹے کو لے کر پہلے آسٹریا اور چھپتے چھپاتے

فرانس پہنچے اور وہاں کچھ عرصہ گزار کر 1951 ء میں اسرائیل پہنچے میں 1951ء میں سفر کے دوران پیدا ہوئی دوران سفر میرے والد کی ساری جمع پونجی اپنی جان بچانے سفری کاغذات بنوانے اور نقل و مکانی میں خرچ ہو چکی تھی میرے والد اور بھائی نے حیفہ میں بندرگاہ پر مزدوری کر کے اور میری والدہ نے مالٹوں کے باغ میں مزدوری کر کے اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کیا کہ اسرائیل ہمارے لیے امن کا گہوارہ ثابت ہو گا لیکن یہ خوش فہمی بھی سراب ثابت ہوئی مسلم عرب ممالک جنکی سرحدیں اسرائیل کے ساتھ ملتی تھیں ہمیں ختم کرنے کے درپے تھے اسرائیل میں ہر مرد اور عورت کے لیے فوجی تعلیم اور تربیت لازمی قرار دے دی گئی تھی 1967ء عرب اسرائیل کی کل آبادی کی نسبت ان عرب کی افواج کی تعداد زیادہ تھی جن سے ہمیں لڑنا پڑا ہم بے جگری سے لڑے اور کامیاب ہوے کیوں کہ یہ ہماری زندگی اور موت کی جنگ تھی ہمارے سامنے مسلم افواج اور پیچھے سمندر تھا اس جنگ میں میرے والد اور بھائی نے اپنے نئے وطن کی حفاظت کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا کچھ ہی عرصے بعد میری والدہ کا بھی انتقال ہو گیا اور میں بلکل اکیلی ہو گئی اس وقت میں اسرائیلی فوج میں دوسری دفاعی لائن میں تھی ہماری جاسوسی ایجنسی موساد اس وقت روز بروز طاقت پکڑ رہی تھی اور انکا دائرہ کار ہمسایہ مسلم ممالک سے بڑھ کر لیبیا الجزائر سوڈان اور مشرق میں پاکستان انڈونیشیا اور ملائشیا تک پھیل چکا تھا سخت تربیت کے بعد مجھے موساد میں بطور

فیلڈ ایجنٹ سلیکٹ کیا گیا میں عربی بہت روانی سے بول سکتی ہوں اسی عربی زبان کیوجہ سے ہم نے ہمسایہ ممالک کے انتہائی اہم عیاش پرست افسران سے اس قدر حساس معلومات حاصل کیں کہ اب انکے حفاظتی راز ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہیں اپنے متعلق اس سے زیادہ بتانا اپنے وطن سے غداری کرنے کے مترادف ہو گا جسکی میں مرتکب نہیں ہو سکتی اب میں کھٹمنڈو کیطرف آتی ہوں آپکی یہاں آمد کے تیسرے روز بعد مجھے اور میرے ساتھیوں کو آپ کے متعلق مکمل معلومات پہنچا دی گئی تھیں بمبئی میں آپ کے میزبانوں کے کارندوں میں بھارتی یہودی جاسوس بھی شامل ہیں انکے متعلق میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بتاؤں گی ہم بہادروں کے قدر دان ہیں چاہے وہ ہمارے ملک کے دشمن ہی کیوں نہ ہوں کھٹمنڈو میں آپ کی سرگرمیوں کا ہمیں علم ہونے کے باوجود ہم نے کوئی تعرض نہیں کیا کیونکہ یہاں ہمارے مشن مختلف ہیں اور ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں تھا یہ تینوں جو آپ کے ہاتھوں آج مارے گئے یہ زیر زمیں جرمن کی نازی پارٹی کے ممبر تھے ہٹلر کی موت کے بعد نازی پارٹی تقریباً ختم ہو چکی ہے جس طرح پاکستان کے دشمن پاکستان کو دولخت کرنے کے بعد بچے کھچے پاکستان کو اور مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں اسی طرح یہ نازی پاڑٹی کے کچھ کارندے ہٹلر کو اپنا آئیڈیل مان کر یہودیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں آج جب میں اپنے مشن پر اکیلی نکلی تھی تو یہ تینوں جرمن جانے کب سے میری تاک میں تھے میں کراٹے کی ماہر ہونے کے

باوجود انکے ہتھیاروں کے سامنے کچھ نہیں کر سکتی تھی دوسرا نئے ساتھی بنانے اور انکو شمال میں بھیج کر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے ہمیں حشیش کی محفلوں میں جا کر ان لوگوں کے ساتھ حشیش پینی پڑتی ہے جسکی وجہ سے میرا بھاگنے کا سٹینما بہت کم ہو گیا ہے میں بس تھک کر گرنے ہی والی تھی کہ آپ نے بروقت مجھے ہلاک ہونے سے بچا لیا۔۔

وہ سانس لینے کے لیے رکی تو میں نے مریم کو بعد والے تمام واقعات بتا دیئے میں نے اسرائیلی لڑکی کو مریم کے ساتھ تعارف کرتے ہوئے بتایا کہ میرے مشنز میں یہ میری بہت ہیلپ کرتی ہے اسرائیلی لڑکی نے کہاہمارے ممالک میں کتنا ہی اختلاف صحیح لیکن آج آپ نے جس طرح خطرے میں کود کر میری جان بچائی اس سے ان باتوں کی نفی ہوتی ہے جو میں نے اپنی کتابوں میں پاکستانیوں کے پست کردار کے متعلق پڑھیں آپ کا آج کا احسان مجھ پر ادھار رہا جسے میں موقع ملتے ہی چکانے کی کوشش کروں گی یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی ہم نے پہلے اس لڑکی کو مریم کی کار میں اپنے ساتھ بٹھا کر اس کے گیسٹ ہاؤس چھوڑا اور پھر مریم کو اسکے گھر چھوڑ کر واپس میں اور دونوں چینی ساتھی وین میں بھارتی سفارت خانے کیطرف کی راہ لی واپسی پر میں سوچ رہا تھا کہ اسرائیل کی عورتیں تو باقاعدہ جنگ کی تربیت لیتی ہیں مگر پاکستانی عورتیں پیدائشی اس کام میں ماہر ہوتی ہیں یقین نہ آے تو کسی گلی محلہ میں جا کر دیکھ لیں کہ اپنی ہمسائی عورتوں کے ساتھ گلی میں گھر میں چھت پر کھڑے

ہو کر اس طرح لڑائی کرتی ہیں کہ اگر کسی ملک کی باقاعدہ فوج انکو اس حالت مین لڑتے دیکھ لے تو دم دبا کر بھاگ جاے اور اس جنگ میں جاسوسی کے ایسے ایسے راز ظاہر ہوتے ہیں کہ دنیا بھر کے جاسوس بھی دانتوں میں انگلیاں دبانے پر مجبور ہو جائیں یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ ہمارا قیمتی ٹیلنٹ اس طرح ضائع ہو رہا ہے

اگلے دن محسن آیا تو اس نے بتایا کہ 3 غیر ملکی سنسان سڑک کے کنارے مردہ حالت میں پاے گئے انکی تلاشی پر نیپالی پولیس کو کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے انکی شناخت ہو سکے یا یہ معلوم ہو سکے کہ یہ کیسے مرے ہیں پولیس نے انکی لاشیں مردہ خانے رکھوا دی ہیں

نیپال میں گورکھوں کا ایک قبیلہ ابھی تک آباد تھا جو دو سال قبل کے ٹھگوں کا اپنے شکار کو ہلاک کرنے کا پرانا طریقہ ابھی تک استعمال کر رہے تھے وہ اپنے شکار کو ہلاک کرنے کے لیے ایک رومال میں سکہ باندھ کر شکار کے گلے میں کس کر اس طرح باندھ دیتے کہ سکہ عین گردن کے منکہ کے اوپر ہوتا جونہی کس کر باندھنے سے سکہ کا دباؤ منکے پر پڑتا تو منکہ ٹوٹ جاتا اور شکار ہلاک ہو جاتا تھا مجھے ان ٹھگوں کے متعلق مریم نے بتایا تھا۔۔

آئندہ تین چار روز کے بعد ان مرنے والے جرمن کی کوئی شناخت نہ ملنے کیوجہ سے نیپالی پولیس نے انہیں لاوارث سمجھتے ہوئے جلا دیا ایسا پہلی بار نہیں

ہوا تھا کھٹمنڈو میں اکثر یہ ہپی بھوک اور سردی اور نشہ نہ ملنے کیوجہ سے مر جاتے تو ان کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا تھا میری فوری پریشانی کا سبب وہ مہاجر تھا جو میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تھا محسن اور اس کے ساتھیوں کی بھر پور کوشش کے باوجود اس کا بھارتی سفارت خانے جاتے ہوئے یا رابطہ کرتے ہوئے نہی دیکھا گیا تھا سڑک یا ہوٹل کے سامنے کھڑے ہونے سے میں اسے روک نہیں سکتا تھا لیکن دن کا پیشتر حصہ اس کا ہوٹل کے سامنے گزارنا میرے لیے بوجھ بن گیا تھا اس سے کوئی چھٹکارا نہ پانے کی صورت نظر نہ آتے ہوئے ایک دن میں ہوٹل سے باہر کسی کام کے لیے کہیں جانے کے لیے نکلا تو اسے میں نے اپنے ساتھ اپنی وین میں بیٹھنے کے لیے کہا اس نے وین میں بیٹھنے سے انکار کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے

ایک رات مریم کے گھر میں اسے میں اپنے ابتدائی قصے سنا رہا تھا جو میں نے تربیلا میں اصفہانی کمپنی چٹا گانگ میں گزارے تھے اسے بنگال ٹائیگر شکار کا ایک واقعہ سناتے ہوئے شیر کو راغب کرنے کے لیے چارہ باندھنے کے مقام پر پہنچا تو اسے میری بات پوری طرح سمجھ میں نہ آئی میں نے اسے تفصیل بتاتے ہوے کہا کہ گاے کے بچھڑے کو جنگل میں کسی کھلی جگہ پر کسی درخت وغیرہ سے باندھ کر شکار کو گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے میں مریم کو سمجھا ہی رہا تھا کہ اچانک میرے ذہن میں بجلی سی کوندی اور اس مہاجر کی وہاں موجودگی کی سمجھ آنے لگی بھارتی بھی اسے چارے کے طور پو یوز کر رہے تھے کھٹمنڈو میں

9بھارتی جاسوس 5 مہاجر غدار اور ایک وجے کمار یہ سب ہلاک ہوے وہ ان سب کاذمہ دار مجھے ٹھہرا رہے تھے اس لیے اس بنگالی کو میرے پیچھے لگایا اور کوئی معاہدہ اس کے ساتھ کیا کہ اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو میری موت کا ذمے دار میرے متعلق لکھا ہو گا کہ وہ ہو گا اسے بھارتی ہلاک کر کے بھی یہ الزام مجھ پر لگا کر مجھے گرفتار کروا سکتے ہیں اس لیے وہ بنگالی مہاجر بے خوف خطر ہوٹل کے باہر کھڑا رہتا ہے۔۔

ابھی تک یہ بات میرے ذہم میں مفروضے کے طور پر آئی تھی مگر تحقیق سے کیا نتیجہ نکلتا ہے اس حالت میں یہ مہاجر میرے لیے ہر وقت خطرے کا باعث تھا میں نے مریم کے ساتھ مشورہ کر کے ایک پلان بنایا جس پر اگلے روز صبح ہی عمل کرنا تھا مریم کے گھر سے میں خلاف معمول جلد ہی اٹھ آیا اور محسن کے گھر گیا محسن کو میں نے کہا کہ کل صبح مہاجروں کے 10 نمائندوں کو لے کر میرے ہوٹل پہنچ جاے میں نے اسے اس کے علاوہ کچھ نہی کہا اگلے دن صبح 10 بجے میں چینی دوستوں کے ساتھ ہوٹل سے باہر آیا اور وہ مہاجر ہوٹل کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگاے کھڑا تھا چینی دوستوں کو میں نے وین سے پیچھے اتار کر سیدھا وین کو اس مہاجر کے بلکل قریب جا کر روک دیا وہ ابھی تک میرے وین روکنے کی شش وپنج میں تھا کہ اچانک دونوں طرف سے چینی دوست نے اسے گھیر کر وین میں ڈالا اس کے منہ پر ٹیپ لگا دی اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے وین کے فرش پر ڈال دیا ادھر ادھر کے

بلاوجہ چکر کاٹ کر ہم شیر پنجاب ہوٹل پہنچ گئے ابھی ریسٹورنٹ کا کام پوری طرح شروع نہیں ہوا تھا سردار سے چند منٹ گپ شپ لگانے کے بعد ہم اسے چنگ وا ہوٹل میں لے آے مگر وہاں بھی مناسب جگہ نہ ہونے کیوجہ سے ہم پاکستان ایمبیسی آ گئے اور میں نے وین خاصی اندر تک لے گیا وہاں وین کھڑی کی اور میں انہیں وین میں چھوڑ کر سیدھا ٹرانسمیٹر آپریٹر کے دفتر میں چلا گیا ٹرانسمیٹر اور دوسرے آلات کمرے میں پھیلے ہوئے تھے وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی دفتر پہنچا تھا میں نے اسے کہا کہ مجھے اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے اس کے گھر کی چند گھنٹوں کے لیے چابی چاہیئے وہ خاموشی سے اٹھا اور میرے ساتھ ایمبیسی سے باہر آ گیا وین میں بیٹھنے سے پہلے اس نے کہا میرا گھر حاضر ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ میں سفارت خانے کا ملازم ہوں اور افسر مجھے پسند نہیں کرتے ایسی کوئی بات نہ ہو جس سے انہیں میرے خلاف بات کرنے کا موقع مل جاے میرے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ میرے ساتھ وین میں بیٹھ گیا اسکا گھر سفارت خانے سے 3 کلومیٹر سے زیادہ فاصلے پر تھا اس نے دور سے مجھے اپنا گھر دکھا دیا اور چابیاں مجھے پکڑا کر وین سے اتر گیا میں نے وین اس کے چھوٹے سے گھر کے دروازے کے باہر کھڑی کی مکان کا دروازہ کھولا اور چینی ساتھی اس مہاجر کو لے کر اندر چلے گئے میں نے وین مکان سے فاصلے پر کھلی جگہ پر کھڑی کی اور ان کے پاس مکان میں آ گیا پہلے کمرے کو چھوڑ کر ہم پچھلے کمرے میں چلے گئے میرے ساتھیوں نے اس کی

آنکھوں سے پٹی اتاری وہ تھر تھر کانپ رہا تھا میں نے اپنا پسٹل اور کھکھری نکال کر میز پر رکھ دیئے میرے کہنے پر چینی ساتھیوں نے اسے زمیں پر اکڑوں بٹھا دیا میں نے اسے مزید خوفزدہ کرنے کے لیے گولی نکالی اور چیمبر سے الگ کی سائلنسر لگا اور میگزین چڑھا کر اس کے سر کا نشانہ لیا میں نے دوبارہ پسٹل میز پر رکھا چینی ساتھیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے اسے کھڑا کر دیا اسکی حالت بہت خراب ہو چکی تھی اس نے فرش بھی گندا کر دیا تھا یہی وقت تھا کہ اس سے سب اگلوا لیا جاتا میں نے چینی دوستوں کو اشارہ کیا انہوں نے اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر اس کے منہ کو اوپر کیا اور اسے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے منہ پر ٹیپ لگی ہونے کیوجہ سے وہ بول تو نہی سکتا تھا بس عوں آں کر رہا تھا میں نے پسٹل اٹھا کر اس کیطرف سیدھا کیا اور کہا کہ خاموش ورنہ گولی تمہارے جسم کے آر پار کر دوں گا وہ ایک دم خاموش ہو گیا مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے کہ تم کن کے لیے میری نگرانی کر رہے ہو کیونکہ جن لوگوں نے تمہیں اس کام کرنے کا کہا ہے ان میں میرا بھی ایک آدمی موجود ہے جو مجھے سب روپوٹ دیتا ہے میں تمہیں کبھی کا اوپر بھیج چکا ہوتا اور آج بھی اسی ارادے سے یہاں لاے ہیں اس لیے تمہیں ایک موقع دیتا ہوں اپنے منہ سے سب سچ اگل دو اور اگر تمہاری بتائی ہوئ بات میں اور مجھے ملی روپوٹ میں ذرا سا بھی فرق ہوا تو تمہاری لاش ان کھائیوں میں پڑی ملے گی جہاں جنگلی جانور تمہاری ہڈیاں تک چبا چکے ہوں گے سر ہلا کر اپنی ہاں اور نہ

کا جواب دو کہ منظور ہے یا نہیں میں نے تو محض ہوا میں تیر چلایا تھا اس نے سر کو ہلا کر ہاں کہا میں نے اسے کہا کہ میں سوال کروں گا اور تم سر ہلا کر ہاں یا ناں میں جواب دو گے میں چاہتا تھا کہ اس سے پہلے بنیادی باتوں کا پتہ چلا لوں تاکہ وہ بعد میں مکر نہ سکے میں نے پوچھا کہ کیا تمہیں بھارتی سفارت خانے نے میری نگرانی پر مامور کیا ہے اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

کیا انہوں نے تم سے تحریر بھی لکھوائی اور آواز بھی ریکارڈ کی ہے اس نے ایک بار ہاں اور بار ناں میں سر ہلایا

کیا تمہیں اس کام کا معاوضہ بھی مل رہا ہے

اس نے ہاں میں سر ہلایا کہ مل رہا ہے

مجھے بنیادی باتوں کا پتہ چل چکا تھا اب ان باتوں کی روشنی میں اس سے مزید سوال جواب کرنے تھے اس کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی اس لیے میں دوسرے کمرے میں اس کے لیے پانی لینے گیا پانی لا کر پلایا اور اسے دھیمی آواز میں کہا کہ وہ میرے سوالوں کا دھیمی اواز میں جواب دے اگر شور کیا تو فوراً گولی مار دوں گا۔

جو کچھ اس نے بتایا اسکا لب لباب یہ تھا کہ کہ جب وہ بھارتی سفارت خانے 4ہزاروپے واپس کرنے گیا تو سیکنڈ ملٹری اٹاچی میجر باسو نے اسے کہا کہ وہ یہ 4 ہزار روپے رکھ لے اس کے علاوہ اسے مزید 1000 روپے دینے کا وعدہ

کیا اور کہا کہ وہ صرف اتنا کرے کہ وہ میرے قریب رہ کر میری نقلی و حرکت کی روپوٹ ہمیں دیا کرے میرے اسے مارنے کے بعد وہ دوبارہ بھارتی سفارت خانے گیا اور اسے مزید ہدایت ملی کہ وہ مجھ سے معافی مانگے اور میرے مزید قریب رہنے کی کوشش کرے خیر میرے قریب رہنے کی اسکی کوشش تو بیکار ہو گئی مگر اتنا ہوا کہ اسے معافی مل گئی اس کے بعد میجر باسو نے اسے اگلے روز آنے کا کہا اور اسے مزید 5ہزار روپے دے کر ایک تحریر لکھوائی اور دستخط کرواے۔ تحریر یہ تھی کہ اسے مجھ سے جان کا خطرہ ہے میں نے کھٹمنڈو میں بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا ہے دو کی میرے ہاتھوں ہلاکت کا وہ چشم دید گواہ ہے اس نے اتفاقاً انہی قتل کرتے ہوئے مجھے دیکھ لیا تھا غلطی سے میں نے ایک دن ان دنوں کے قتل کا آصف سے ذکر کیا آصف چونکہ قتل کرتے وقت کوئی ثبوت پیچھے نہیں چھوڑتا اس لیے اسی دن سے وہ میرے پیچھے پڑا ہوا ہے اور مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے آصف مہاجر نہیں بلکہ انٹیلیجنس کا آدمی ہے اور 3 چینی جاسوس اسکی وارداتوں میں اس کے ساتھ ملوث ہیں پاکستانی سفارت خانہ بھی اسکی پشت پناہی کرتا ہے اور جان جانے کے خوف سے میں نے بھارتی سفارت خانے سے مدد مانگی اور یہ تحریر اس لیے دے رہا ہوں کہ اگر میں ہلاک کر دیا جاؤں یا مجھے گزند پہنچے تو اس کا کلی طور پر ذمہ دار آصف ہی ہو گا میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ ہر روز کی روپوٹ لکھ کر اپنی بیوی کو دے دیتا ہے جو ایک سبزی فروش جو کہ در

حقیقت بھارتی سفارت خانے کا آدمی ہے کو دے دیتی ہے جو روزانہ وہاں سبزی بیچنے آتا ہے اس کے قیافے کے 100 فیصد درست ہونے پر میں اتنی آسانی سے سب کچھ اس سے اگلوانے پر بہت خوش تھا میں نے اسے کہا کہ میں اسے معاف کر دوں گا مگر پہلے اسے یہ تمام باتیں مہاجروں کے نمائندوں کے سامنے دہرانی اور تحریری لکھ کر دینی ہوں گی اس نے خوشی سے ہامی بھر لی میں نے چینی دوستوں کو کہا کہ اسکے ہاتھ کھول دیں ہاتھ کھلے تو کھڑے ہوتے وقت اس کے منہ سے بے اختیار ہاے رام نکل گیا گاڑی کے فرش پر ڈالتے وقت شاید اس کے گھٹنے پر چوٹ آئی تھی جس کے ری ایکشن کے طور پر اس کے منہ سے نکل گیا یہ غلطی مجھ سے بھارت میں ایک ٹرین کے سفر کے دوران ایک برہمن کے پانی پلانے کی صورت میں بے اختیار الحمداللہ نکل گیا تھا اسکی ہاے رام کی غلطی مہاجر اور میں نے اکھٹے محسوس کیا اس سے پہلے کہ وہ اچھل کر میرے پسٹل تک پہنچتا میں نے اسکی کنپٹی پر کک ماری اور دو تین ٹھوکروں سے ہی وہ بے ہوش ہو گیا چینی حیران تھے کہ ایسی کیا اس سے غلطی ہوئی کہ پہلے اس کے ہاتھ کھلواے پھر دوبارہ بے ہوش کر دیا میں نے مزید تسلی کے لیے اس کا زیریں لباس اتار کر چیک کیا تو وہ مسلمان نہیں تھا میرا گذشتہ رات کا مفروضہ بلکل غلط ثابت ہوا تھا واقعات اتنی تیزی سے پیش آ رہے تھے کہ انکی جزیات پر توجہ ہی نہ دے سکا منہ پر ٹیپ ہونے کی وجہ سے وہ میرے ہر سوال کا جواب سر ہلا کر دے رہا تھا اس کا دماغ اتنا تیز تھا

کہ میرے سوالات میں سے ہی اس نے ایک کہانی گھڑ لی جو میرے مفروضے
کے عین مطابق تھی اور اپنی کامیابی کی خوشی میں اس کہانی کے اس حصے کو
بھی نگل گیا جسمیں اس نے میرے ہاتھوں دو ہلاکتوں کا خود کو چشم دید گواہ
بتایا تھا اس کے بقول یہ تحریر بھارتی سفارت کاروں نے اس سے لکھوائی
تھیاب جب کہ اسکی اصلیت معلوم ہو گئی تو یہ داستان بھی اسکی ذہنی اختراع کا
نتیجہ تھی یہ بھی ممکن تھا کہ بھارتی سفارت خانہ کسی اصلی مہاجر کو میرے
مفروضے کے مطابق یوز کر رہا ہو اور اس نقلی مہاجر کو بھی معلوم ہو اور میرا
اعتماد حاصل کرنے کے لیے یہ اپنا کردار ادا کر رہا ہو میرے چاروں طرف
سازشوں کا جال بنا جا رہا تھا اور ہندوؤں کی مکارانہ چالوں کا مقابلہ میں چالوں
سے نہیں کر سکتا تھا کھٹمنڈو میں بھارتی حکومت نے مہاجروں کے روپ میں
اپنے ایجنٹ بھیجے مہاجروں کا برین واش کرنے اور انہیں پاکستان کے خلاف
اکسانے میں اپنا سارا زور صرف کر ڈالا تھا اور ایسا نادر موقع انہیں پھر کبھی
نہیں مل سکتا تھا اور اس موقع کا وہ پورا فائدہ اٹھا رہے تھے میری نیپال میں
آمد سے پہلے تین برس پہلے ہی مہاجر نیپال میں آنے شروع ہو گئے تھے
بھارت نے اس عرصے میں اپنی جاسوسی کی جڑیں اس قدر پھیلا دیں تھیں کہ
جنہیں جاسوسی کے مروجہ اصولوں کے مطابق اکھاڑنا میرے اکیلے کے بس کی
بات نہیں تھی ادھر پاکستانی سفارتخانے نے ایسی چپ سادھی ہوئی تھی جیسے
کچھ ہوا ہی نہیں اور نہ ہو رہا ہے انکی مجبوری کی بھی ایک وجہ تھی جو کافی

عرصے بعد مجھے ملٹری اٹاچی نے بتائی بے انتہا سیاسی دباؤ کے تحت نیپالی گورنمنٹ مہاجرین کو پناہ دینے پر رضا مند ہوئی تھی جسکی وجہ سے بھارت آے روز نیپال کی کوئی نہ کوئی درآمدات بند کرنے کی دھمکی دیتا رہتا تھا پاکستانی سفارت خانہ اسی لیے دم سادھے بیٹھا تھا اور بھارت کی ساری کاروائیاں خاموشی سے دیکھے جا رہا تھا کہ کسی چھوٹی سی غلطی کو جواز بنا کر بھارتی نیپالی حکومت پر دباؤ ڈال کر مہاجرین کی آمد کا سلسلہ نہ رکوا دیں بطور ملٹری اٹاچی کہ ایک طرف میری کارروائیوں پر سفارت خانہ خوش بھی تھا تو دوسری طرف خوف زدہ بھی تھا کہ کہیں اس وجہ سے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ نہ رک جاے میرے پاس بھارتی جواز کا ایک ہی جواب تھا کہ انکا جاسوس ہو یا کوئی غدار اسے ٹھکانے لگانا میرا مقصد تھا یہ صرف میرا فیصلہ نہ تھا بلکہ اس میں میرے محکمے کی رضا مندی بھی شامل تھی اسی لیے مجھے واپس نہیں بلایا جا رہا تھا اور میری مدد کے لیے تین چینی جوان ساتھ دیئے تھے اس بھارتی جاسوس کو میرے چینی ساتھیوں نے زہریلی سوئی کے ذریعے وہی موت کے گھاٹ اتار دیا سوئی فائر کرنے کا عملی مظاہرہ میں نے پہلی مرتبہ وہی پر کیا تھا اس لاش کو ٹھکانے لگانے کا معاملہ در پیش تھا نمایاں بھارتی سفارت کاروں کے نام مجھے معلوم تھے ملٹری اٹاچی مسلمانوں اور پاکستان دشمنی میں صف اول پر تھا اس بھارتی ایجنٹ نے بھی اسی کا نام لیا تھا میں نے کمرے میں تلاش کر کے ایک سفید کاغذ نکالا اور اس پر لکھا کہ میجر باسو کے لیے تحفہ اس پرچی کو لاش کے

ساتھ لگا دیا وین لے کر میں دروازے کے سامنے آ گیا۔

دونوں چینی ساتھیوں نے اس کو اس طرح دونوں طرف سے تھام رکھا تھا جیسے کوئی نشئ فل نشے کہ حالت میں ہو اور اسے لایا جا رہا ہو اسکو وین میں پچھلی سیٹ پر بٹھا کر دونوں سائیڈوں پر بیٹھ گئے میں نے گیٹ کو تالا لگایا اور گاڑی سیدھی سفارت خانے لے گیا وہاں جا کر ایک سائیڈ پر وین کھڑی کی اور چپ چاپ ٹرانسمیٹر آپریٹر کو چابی دے کر اپنی وین میں واپس آ کر بیٹھ گیا لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے رات کے اندھیرے کی ضرورت تھی ہم نے سارا دن وین میں بیٹھ کر بلا مقصد شہر کے کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف ایسے ہی گھومتے رہے دن کو لنچ میں بھی بس بسکٹ پر گزارا کیا جونہی رات کا اندھیرا پھیلا تو میں وین بھارتی سفارت خانے کے عقب میں لے گیا سفارت خانے کے اندر ہی بھارتی سفارتی افسران کے فلیٹ تھے آمدورفت کے لیے ایک چھوٹا گیٹ تھا تھی تو یہ خطرناک اور جنونی بات لیکن میں نے چھپ کر چل سوچل کے مطابق اور اب کھلے عام میدان میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا سڑک پر آنے جانے والوں سے ہوشیار اور نظر بچا کر میرے ساتھیوں نے لاش کو وین سے اتارا اور بند گیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جانے کیطرح لاش کو بٹھا کر آ گئے وین پر چکر لگا کر ہم مخالف سمت سے انا پورنا ہوٹل کے احاطہ میں داخل ہو گئے ریسپشن سے معلوم ہوا کہ بہت سے مہاجر بعد دوپہر مجھے ملنے کو آے تھے اور شام تک انتظار کے بعد واپس چلے گئے مریم نے بھی کئی بار

فون کیا تھا چینی ساتھیوں کے لیے کمرہ تو میں نے پہلے سے ہی لے رکھا تھا میں نے انہیں وہی رکنے کے لیے کہا لیکن وہ واپس جانا چاہتے تھے بھوک اور تھکن سے میرا بھی برا حال ہو رہا تھا کمرے میں جا کر میں نے مریم کو فون کیا اور کہا کہ اگر آج کی روداد سننی ہو تو کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ چینی تمہیں لے کر ہوٹل آ جائیں گے واپسی پر میں تمہی چھوڑ آؤں گا آدھے گھنٹے بعد مریم پہنچ گئی اس دوران میں گرم پانی سے نہا کر تازہ دم ہو چکا تھا کھانا کھاتے ہوئے میں نے مریم کو صبح سے لے کر اب تک کے تمام واقعات سنا دیئے اسکا رد عمل عین اس کے خذبات کے مطابق تھا کہنے لگی کہ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تمہارا یہ زندگی اور موت کا کھیل کبھی ختم نہ ہو گا اور جو میں نے پرسکون زندگی کے خواب دیکھیں ہیں وہ کبھی پورے نہ ہوں گے میں نے مریم کو دلاسا دیا اور کہا کہ یہ کھیل میں اپنی خوشی نہیں کھیل رہا میرے ساتھ کھیلا جا رہا ہے تو میں جواباً ایسا کر رہا ہوں سب نے ایک دن چلے جانا ہے یہاں کسی نے نہیں رہنا بہرحال میں کوشش کروں گا کہ ہم جلد اس کھیل سے کہیں دور چلے جائیں مریم کو واپس ہوٹل چھوڑ کر میں اپنے ہوٹل میں واپس آ گیا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی میں سوچ رہا تھا کہ میں کھٹمنڈو میں دن بدن اس دلدل میں پھنستا جا رہا ہوں مجھے جو مشن دیا گیا تھا وہ پلانٹیڈ مہاجروں کے متعلق معلومات کا تھا لیکن اگر کوئی جاسوس مل جاتا تو سفارت خانے یا پھر اپنے محکمے کو اطلاع دینی تھی لیکن میں غیر دانستہ طور پر

ان میں انوالو ہو گیا تھا کہ مجھے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے میں اس حد تک آگے جا چکا ہوں کہ چاروں طرف دشمن میری زندگی کے درپے ہیں حالت یہ ہو رہی تھی کہ ایک طرف پاک بھارت دوستی کے لیے کوشش کی جارہی تھی اور ہمارے حکومتی سطح پر بھارت کے ساتھ پینگیں بڑھا رہے تھے اور دوسری طرف میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا اور میرے جیسے کئ محب وطن دشمن سے لڑ رہے تھے ہزاروں قربانیاں دے کر وطن کی عظمت کو بچایا تھا اور یہ حکمران بھارت کے ہاتھوں ذلیل ہو کر پھر ان کے تلوے چاٹنا چاہتے تھے۔

پاکستان سے جو اخبار سفارت خانے آتے تھے ان میں ملکی حالات کو بہت احسن طریقے سے پیش کیا جاتا تھا کیونکہ وہ سب حکومت کے ہاتھوں بکے ہوئے تھے اصلی پاکستان کی صورتحال برٹش اخبارات سے پتہ چلتی یقین جانیے ان اخبارات کو پڑھ کر دل کرتا تھا کہ کسی تیسرے ملک میں جا کر سیٹل ہو جاؤں پاکستانی سفارت خانہ بس مجھے پاکستان جانے تک کی اجازت دے سکتا تھا یا پھر نیپال میں رہنے کی اگر میں اپنی مرضی سے پاکستان چلا جاتا تو میرا محکمہ بلااجازت پاکستان آنے پر مجھ سے باز پرس کرتا۔ نیپال میں میری حالت قیدیوں سے بھی بدتر تھی قیدیوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے زندگی کا تحفظ تو حاصلِ ہوتا ہے مجھے تو وہ بھی نہیں تھا اوپر سے اکیلا اتنے بڑے دشمن سے لڑ رہا تھا جس نے کھٹمنڈو میں بھی میرے لیے قدم قدم پر کانٹے بچھا رکھے تھے

مجھے اپنا انجام صاف نظر آ رہا تھا کسی روز دشمن کی گولی آے گی اور میرا کام تمام ہو جائے گا اور میری لاش لاوارثوں کیطرح کہیں دفن کر دیا جاے گا۔آئندہ چند روز میں نے بھارتی سفارت خانے کے ریایکشن کے بارے میں گزار دیئے لیکن اس طرف صرف خاموشی تھی میں نے میجر باسو کو تحفہ دے کر چیلنج کیا تھا میں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے آ جائے اور اپنا سارا زور مجھے زیر کرنے میں لگا دے اس طرح اس کے ایجنٹ میری نظر میں آ جائیں گے جنہیں میں چن چن کر ہلاک کر سکوں گا یا ان کے ہاتھوں مارا جاؤں گا اس طرح کچھ نہ کچھ تو فیصلہ ہو جاے گا اسکے سوا میرے پاس کوئی راستہ نہ تھا میں اس راہ پر اتنا آگے نکل چکا تھا کہ اب واپسی ناممکن تھی انہی دنوں پاکستانی سفارت خانے نے 23 مارچ کو منانے کے لیے ایک تقریب کا انعقاد کیا مجھے بھی دعوتی کارڈ دیا گیا اس میں نیپالی وزیر اعلی اور اسرائیل کے علاوہ تمام سفارت کاروں کو مدعو کیا گیا تھا میرے لیے کسی سرکاری تقریب میں شامل ہونے کا یہ پہلا موقعہ تھا اچکن وغیرہ تو میرے پاس تھی نہیں اس لیے میں نے ایک ایوننگ سوٹ پہن لیا تقریب میں رسمی کلمات کے بعد مدعوئین کو مشروب پیش کیے گئے سارے مہمان اپنے ہم مرتبہ لوگوں کے ساتھ کھڑے تھے نیپالی کمانڈر انچیف اور سفارتی فوجی عہدے دار ڈنر جیکٹس پہنے کندھوں پر اپنے چمکتے براس اور سینوں پر سرمنی تمغے لگاے اپنی محفل جماے کھڑے تھے میں ایک عراقی سفارت کار سے محو گفتگو تھا کہ کرنل کے اسٹار لگاے ایک

فوجی میرے قریب آیا اور کرنل انند اور انڈین ملٹری اٹاچی کہہ کر اپنا تعارف کرایا جواب میں میں نے آصف علی رہفیوجی کہا کرنل انند کو میں نے پہلے بھی کئ بار دیکھا تھا لیکن تعارف آج پہلی بار ہوا تھا کرنل نشے میں چور تھا اس نے کہا

مسٹر آصف تم پاکستان کا سرمایہ ہو

میں نے جواب دینا چاہا تو اس نے کہا

کہ میجر باسو تمہارے تحفے سے خوش نہیں ہوے

میں نے کہا کہ غالباً آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں نے میجر باسو کو کوئی تحفہ نہیں بھیجا میں نے اس شرابی کرنل سے پیچھا چھڑانے کے انداز میں کہا

اس نے کہا نہی نہی ہم بھارتی کبھی دھوکا نہیں کھاتے 67ء میں ہم نے تمہارے ملک کے مشرق اور مغرب میں دو آدمی چنے ان پر محنت کی تو انہوں نے ہماری توقع سے بڑھ کر ہماری خواہشات پوری کیں مسٹر ہم کبھی مغالطے کا شکار نہیں ہوے کرنل آنند کو میں ایسا جواب دے سکتا تھا کہ اس کا سارا نشہ ہرن ہو جاتا لیکن یہ پاکستان کی تقریب تھی اور میں بدمزگی پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا میں نے کرنل سے ہاتھ ملاتے ہوے کہا کہ میں مان لیتا ہوں کہ میجر باسو کو تحفہ میں نے بھیجا ہے جو اسے پسند نہی آیا لیکن اگلی بار میں تمہیں تحفہ بھیجو گا اور مجھے یقین کہ وہ تمہیں بہت پسند آے گا یہ کہہ کر میں تقریب

سے چلا آیا۔

مدہوش کرنل پھٹی پھٹی نگاہوں سے مجھے دیکھ اور سن رہا تھا ان بزدل ہندوؤں نے چالاکی سے پاکستان کو دولخت تو کر دیا تھا مگر کسی سچی بات کا سامنا کرنا ان کے بس کا روگ نہیں تھا۔

پاکستانی تقریب میں کرنل آنند سے ملے 5 دن گزرے تھے کہ میں سہپہر کو کافی شاپ میں اکیلا بیٹھا تھا میرے سے 3 ٹیبل کے فاصلے پر میرے چینی دوست بیٹھے تھے کہ اچانک کس نے مجھے میرے اصلی نام سے پکارا اپنا اصل نام سن کر میں چونک گیا لیکن کوئی ردعمل ظاہر کیے بغیر کافی پینے میں مشغول رہا جب دوبارہ نام پکارا گیا تو بھی میں نے کوئی دھیان نہ دیا تو چند لمھوں بعد مجھے اپنے کندھے پر کسی کے ہاتھ کا دباؤ محسوس ہوا میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ کرنل آنند تھا میں اخلاقاً اسے اٹھ کر ملا چند رسمی کلمات کے بعد میں نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کی دعوت دی تو اس نے کہا تم میرے ٹیبل پر آ جاؤ کیوں کہ وہاں اس کے دو ساتھی بیٹھے ہوئے تھے میں نے جواب دیا کہ اس کے ساتھیوں کے لیے میری ٹیبل کی 5 کرسیاں حاضر ہیں آنند نے یہ کہتے ہوئے کہ تم بہت ضدی ہو اشارے سے اپنے ساتھیوں کو اپنی طرف بلایا تو وہ بھی میرے ٹیبل پر آ گئے میں نے ان کو ویلکم کہا تو کرنل آنند نے ان کا تعارف کروایا کہ یہ میجر باسو ہیں سیکنڈ ملٹری اٹاچی اور یہ کیپٹن مان ہیں تھرڈ ملٹری اٹاچی ہیں اور یہ مسٹر میرا اصلی نام کے ساتھ پھر آئی ایم سوری مسٹر

آصف علی میں نے ان کے لیے کافی منگوائی میجر باسو بنگالی اور شکل سے ہی متعصب لگتا تھا کیپٹن مان جوان اور مونا سکھ تھا ہم خاموشی سے کافی پینے لگے بڑا عجیب منظر تھا کہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ایک ہی ٹیبل پر بیٹھے اس انتظار میں تھے کہ گفتگو کوئی دوسرا شروع کرے اس خاموشی کو آخر کار میجر باسو نے توڑا میرا اصلی نام لیتے ہوئے وہ بولا تم کیا سمجھتے ہو اس طرح کی حرکت جس طرح تم نے لاش کے ساتھ چٹ لگا کی ہے ہمیں خوفزدہ کرو دو گے میں نے جواب دیا سب سے پہلے میجر باسو میرا اصلی نام آصف علی ہے اور میں کسی دوسرے نام سے پکارے جانے کو پسند نہیں کرتا دوسری بات یہ کہ جو لاش کے ساتھ چٹ لگی ہوئی تھی وہ یہ کہ میں تحفہ دینے والوں کو واپسی تحفہ لازمی دیتا ہوں تم نے ایک تحفہ میری نگرانی کے لیے بھیجا تھا اپنے اصول کے مطابق میں تمہارا تحفہ تمہیں لوٹا دیا لوٹانے کے عمل میں صرف یہی فرق تھا کہ اسکی سانس بند تھی میجر باسو نے کہا تم نے ہمیں بہت انڈر اسٹیمیٹ کیا ہے ہم جب چاہیں تمہیں ختم کر سکتے ہیں

میں نے کہا کہ تم نے میرے منہ کی بات چھین لی حقیقت یہ ہے کہ تم نے مجھے بہت پہلے انڈر اسٹیمیٹ کیا ہے میں چاہوں تو تمہی ابھی یہاں بیٹھے بیٹھے ختم کر سکتا ہوں میجر باسو نے بے یقینی کی کیفیت میں میرے چینی ساتھیوں کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم ہمیں ان دو تین چینیوں کے ساتھ مل کر ہمیں ختم کرو گے میں نے ہنستے ہوئے کہا کہ میجر میں تو سمجھتا تھا کہ بنگالی

دماغ بہت تیز اور شاطر ہوتے ہیں لیکن اب مجھے اس خیال پر نظر ثانی کرنی پڑے گی اور یہ چینی تو محض نمائشی طور پر تمہارے سامنے ہیں مجھے یقین ہے کہ بھارت میں میرے قیام ڈی ایم آئی میں میری گرفتاری اور اور وہاں میری کارروائیوں کے متعلق تو تم اچھی طرح جانتے ہو گے کھٹمنڈو میں تو سب کچھ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اور گورکھ پور کا ہوائی اڈہ کیا میں اکیلے تباہ کر سکتا تھا میں تو ڈی ایم آئی کے سیل میں تھا پھر ڈی ایم آئی ہیڈ کوارٹر کی بیرونی دیوار کس نے اڑائی اور وہ دو گارڈ جو میں نے ہلاک کیے کس نے ان کے ہاتھ پکڑے ان کے منہ بند کیے تاکہ انکی آواز نہ نکل سکے کن کے ساتھ میری ٹائمنگ سیٹ تھی جنکی گاڑیاں مجھے لینے کے لیے بیرونی دیوار کے ساتھ کھڑی تھیں میری تو ٹانگ بھی زخمی تھی کس نے مجھے سہارا دے کر دیوار پر چڑھایا میں فرار کے بعد کہاں روپوش رہا کھٹمنڈو میں وہ کون تھے جنہوں نے مکتی باہنی والوں کو تلاش کیا اور مرگھٹ پہنچایا میجر باسو تم تو کچھ بھی نہیں جانتے تمہارے ہی آدمی ڈی ایم آئی میں تمہارے ہی آدمی نیول اور ائیر فورس ہیڈ کوارٹر میں ہمارے پے رول پر ہیں تمہارے سفارت خانے کی کوئی بات ہم سے پوشیدہ نہی تم چاہو تو میں تمہیں تمہارے فیملی ممبرو کے نام عمریں اور ان کے متعلق سب کچھ بتا سکتا ہوں کہو تو تمہارے ڈرائنگ روم کے فرنیچر کی تفصیل بھی تمہیں بتا دوں مجھے یہ بھی معلوم ہے تم کہاں کے رہنے والے ہو تمہارے والدین کا کیا نام ہے میں تمہارے جس ایجنٹ کو تمہیں

تحفے کے طور پر واپس کیا ہے اس کے متعلق مجھے خواب نہیں آیا تھا تمہارے ہی سفارت خانے میں تمہارے 3 آدمی ہماری پے رول پر ہیں جو ہمیں پل پل کی خبریں دیتے ہیں میں تو ایک معمولی کارکن ہوں اور یہ چینی میرے محافظ ہیں اور صرف ہم ہی تمہارے سامنے ہیں ہم تو ان ڈیمی ہوائی جہازوں کیطرح ہیں جو جنگ کے دوران دشمن کو دھوکا دینے کے لیے ہوائی اڈے پر کھڑے کیے جاتے ہیں یہاں مجھے اور میرے چینی ساتھیوں کو ہلاک کرنا تمہارے بس کی بات نہیں اس وقت بھی کم از کم 20 آنکھیں تمہیں دیکھ رہی ہیں اور میرے اشاروں کیمنتظر ہیں بھارت اور کھٹمنڈو میں ہماری جڑیں بہت پھیلی ہوئی ہیں 65ء کی جنگ میں آمنے سامنے کی اور رات کو اچانک حملہ کر کے تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ 17 روز میں تمہاری فوجیں بارڈر سے صرف 14 میل کا فاصلہ بھی طے کرنے میں ناکام رہیں تھیں حالانکہ کہ فوجی اور اسلحہ کی تمہارے واپس وافر مقدار تھی تمہارے کمانڈر انچیف چوہدری کی لاہور جم خانہ میں چھوٹا پیگ پینے کی حسرت دل میں رہ گئی اس جنگ میں تم پاکستان سے اتنے خوفزدہ تھے کہ تم لوگوں نے اپنا دارالحکومت دہلی سے الہ آباد منتقل کر لیا تھا یو این او میں تمہارا نمائندہ بار بار یہی دھائی دے رہا تھا کہ ہم ابھی جنگ بندی کرنا چاہتے ہیں معاہدہ تاشقند میں ہمارے صدر ایوب کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہوئے تمہارے وزیراعظم لال بہدر شاستری کو دل کا دورہ پڑ گیا تھا 65ء کی جنگ کے بعد تمہاری وزیراعظم اندرا گاندھی نے اپنا ایک وفد اسپین

بھیجا کہ وہاں سے پرانی کتابیں کھنگال کر لاؤ اور معلوم کرو کے مسلمانوں کے زوال کے اسباب کیا کیا ہیں اس کے بعد تم لوگوں نے اپنی حکمت عملی بدلی اور مشرقی اور مغربی پاکستان میں غدار ڈھونڈے جو پیسے اور اقتدار کے لالچ میں آ گئے اور تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گئے 71ء میں جب ہم خانہ جنگی ختم کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو تمہاری حکومت نے موقع غنیمت جانتے ہوئے مشرقی پاکستان پر حملہ کر کے پاکستان کو دولخت کر دیا یہ ہماری جنگی نہیں سیاسی شکست تھی جس میں غداران وطن نے تمہارا بھر پور ساتھ دیا ہماری صفوں میں میر صادق اور جعفر جیسے غدار ہمیشہ سے موجود رہے ہیں جنکی وجہ سے ہمیں ہزیمت اٹھانی پڑی۔۔ہم تو میدانوں صحراوں پہاڑوں دریاؤں سمندروں میں لڑنے والے تھے لیکن تمہارے محکمہ جاسوسی نے نا صرف غداروں سے رابطہ کیا بلکہ یونیورسٹیوں میں اساتذہ کی شکل میں جاسوس بھیجے جنھوں نے طلباء کے ناپختہ ذہنوں کو برین واش کر کے غداری پر اکسایا اور اب ہم نے بھی تمہارا طریقہ اپنا لیا ہے سارے بھارت میں پھیلے ہوئے ہمارے جاسوس اپنا کام نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دے رہے ہیں بھارتی مسلمان ذہنی اور دلی طور پر ہمارے ساتھ ہیں وہ تمہاری آبادی کا پانچواں حصہ ہیں انہیں نہ تو تم جیلوں میں ڈال سکتے ہو اور نہ ختم کر سکتے ہو ہم جو بھی کام کرتے ہیں دل و جان سے کرتے ہیں مجھے دیکھو میں نے ساڑھے تین سال کا عرصہ بھارت میں گزارا اور درجنوں مشن کامیابی سے سر انجام دیئے ڈی ایم

آئی والے ایک میرے ہی ہم وطن کی غداری کیوجہ سے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے تو مجھ سے ایک لفظ تک نہ اگلوا سکے الٹا ان کے دو گارڈ مارے گئے کھٹمنڈو میں تم میری کارکردگی سے واقف ہو 20 سے زیادہ مکتی باہنی والے ہم نے ہلاک کیے یہاں تم پر ہماری پہلی ضرب ہے تم نے کیا کر لیا ہماری ٹیم یہاں پر بہت منظم اور مضبوط ہے یہ سب باتیں میں نے تمہیں اس لیے بتائیں کہ تم کسی مغالطے کا شکار نہ ہو جانا اور بھول کر بھی کوئی ایسا قدم اٹھانے کی کوشش نہ کرنا جس کا خمیازہ تمہیں بہت زیادہ قیمت دے کر چکانا پڑے ہندو ہو یا مسلم یا کوئی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو اس کو ہلاک کرنے کا دکھ ہمیں ہوتا ہے لیکن تم لوگوں نے ان ہلاکتوں کو ہماری مجبوری بنا دیا ہے تم یہاں اپنی جاسوسی کی کاروائی سے باز آ جاؤ ہم بھی تمہی تحفے بھیجنا بند کر دیں گے۔اپنے چینی دوستوں کیطرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے کہا کہ انکے متعلق مجھ سے زیادہ تم لوگ جانتے ہو 62ء کی جھڑپ میں تم لوگ ان سے خوفزدہ ہو کر محاذ چھوڑ کر اس طرح بھاگے تھے کہ تری پورہ سے اپنی سرکاری فائلیں اور خزانہ تک نہ اٹھا سکے اور نہ ہی انہیں نظر آتش کر سکے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ تمہارے سامنے صرف یہ دو ہی ہیں لیکن ان کے سینکڑوں ہم وطن اور ہزاروں نیپالی یہاں پر ہمارے دست و بازو ہیں

قارئین ان سفارتی نمائندوں کے سامنے میں غلط بیانی سے اس لیے کام لیا تاکہ یہ خوفزدہ ہو جائیں اور انہیں چاروں طرف ہمارے جاسوس ہی نظر آئیں اور

بھارت میں ڈی ایم آئی میں بھی انہیں ہر بندہ پاکستانی جاسوس ہی نظر آے انہیں یقیناً میری باتوں کا یقین آ گیا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جب تک میں بھارت میں رہا وہاں آے دن کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہو جاتا جب سے نیپال آیا ہوں تو ان کے بیس سے اوپر جاسوس اور غدار قتل ہو چکے ہیں جب میں نے اپنی بات ختم کی تو وہ منہ کھولے مجھے بٹر بٹر دیکھ رہے تھے خوف ان کے چہروں سے عیاں تھا اور میں اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا بھارت اور کھٹمنڈو میں مجھے پہلا ایسا موقع ملا تھا کہ میں بھارتی افسران سے آزاد ماحول میں بیٹھ کر آزادی سے گفتگو کرتے ہوئے انکو انکا اصلی چہرہ دکھا سکوں اور اس موقع پر میں نے اپنا سارا زور بیان لگا دیا تھا میری یہ کوشش۔ اس حد تک کامیاب رہی کہ جب کیپٹن مان نے ایک دو بار مجھے ٹوکنے کی کوشش کی تو میں نے کیپٹن کیا تمہاری اکیڈمی اس قدر نا اہل اور ناقص ہے جس نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ جب دو سئنرز بات کر رہے ہوں تو بیچ میں جوئنر نہیں بولا کرتے میرا جواب سن کر کیپٹن مان کو ایسی چپ لگ گئی کہ جب تک وہ بیٹھے رہے وہ ایک لفظ بھی نہ بولا اور جاتے وقت گڈ بائے کہا وہ سب خاموش بیٹھے ہوے سہمے ہوے تھے آخر اس خاموشی کو کرنل آنند نے توڑا اور کہا کہ مسٹر آصف آج ہمیں پہلی مرتبہ معلوم ہوا ہے کہ گورکھ پور کے ہوائی اڈے کو تباہ کرنے میں تمہارا بھی ہاتھ ہے اس بہادری پر میں تمہی سلیوٹ کرتا ہوں غیر ارادی طور پر آج ہماری پہلی میٹنگ میں ہی کشیدگی پیدا ہوگئی جس کے لیے میں

معذرت خواہ ہوں رخصت ہونے سے پہلے میں آپ سے اپنی دلی بات کا اظہار ضرور کروں گا کہ میں آپ سے ایک بار نہیں بار بار ملنا چاہوں گا میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری آئندہ کی ملاقاتیں دوستانہ ماحول میں ہوں گی میجر باسو ابھی تک ہم پنجابیوں کی یگانگت اور وسعت قلب کو نہیں سمجھ سکا جس طرح کہ بارڈر لائن بادلوں کو آنے جانے سے نہیں روک سکتی اسی طرح ہم پنجابیوں کی محبت کو تقسیم نہیں کر سکتی یہ کہہ کر کرنل آنند اٹھ کھڑا ہوا باقی دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے سب نے مجھ سے گرمجوشی سے ہاتھ ملایا اور رخصت ہوئے انکے ہاتھوں میں محبت کی گرمی نہیں تھی بلکہ بدلے اور نفرت کی تپش صاف محسوس ہو رہی تھی واپسی جاتے ہوئے وہ کافی شاپ اور لابی میں ایسے اوپر دیکھ رہے تھے جیسے ابھی ان پر گولیاں چلنی شروع ہو جائیں گی کرنل آنند فوجی تھا مگر سفارت خانے کے ماحول نے اسے سیاست سکھا دی تھی جس میں جھوٹ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اگلے روز میں نے اس ملاقات کی مفصل روپوٹ لکھی اور اسکی کاپیاں کروا لیں ایک کاپی سفیر کو دی اور دوسری پر اس سے وصولی کے دستخط کروا لیے اصل اپنے محکمے کو بھجنے کے لیے اور ایک اپنی فائل میں رکھنے کے لیے مجھے سفیر پر کبھی اعتماد نہیں ہوا کیونکہ وہ ایک سیاسی اور جھوٹا انسان تھا کھٹمنڈو کا موسم اب تیزی سے بدل رہا تھا تکلیف دہ سردی اب خنکی میں بدل چکی تھی میں نے اپنی ہوٹل انتظامیہ کے ذریعے اپنے کمرے کی دونوں ونڈوں پر مضبوط لوہے کی جالی لگوا لی اسکی اصل وجہ

اپنے کمرے کو دستی بم کے حملے سے محفوظ کرنا تھی مہاجروں کے لیے افغان ائیر کا حتمی شیڈول بھی آ گیا تھا پہلا جہاز 10 اپریل کو اور پھر ہر ہفتے میں دو فلائٹس جانا شیڈول میں شامل تھا پہلی پرواز پر جانے والے مہاجرین خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے پاکستانی سفارت خانے میں بھی گہما گہمی بہت بڑھ چکی تھی مہاجروں نے میرے پاس بھی ٹولیوں میں آنا شروع کر دیا تھا وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ میں اپنے اثرورسوخ سے سفارت خانے کی لسٹ میں ردوبدل کروا سکتا تھا میں نے انہیں صاف بتا دیا کہ میرے سفارشی مہاجروں کو تو ہو سکتا ہے آخری فلائٹ میں بھی جگہ نہ دی جائے ان مہاجروں میں ایسے بھی تھے جو مہینوں نہیں برسوں سے یہاں مقیم تھے جب وہ آے تو انکی تعداد چار تھی اب چار کے چھے ہو چکے تھے اپنی غفلت اور سفارت خانے کی لاپرواہی سے وہ نومولود بچوں کی رجسٹریشن نہ کروا سکے تھے اور سفارت خانے نے اس چیز کو بنیاد بنا کر انہیں یہی پر روک رکھا تھا بعض مہاجروں کو کھٹمنڈو کی پرامن زندگی اتنی پسند آئی کہ انہوں نے مستقل یہی قیام کا فیصلہ کر لیا تھا کہ جتنی دیر تک نیپال حکومت نے انہیں مجبور نہ کرے گی وہ پاکستان نہیں جائیں گے میں نے محسن کے ذریعے بزرگ شاعر کے بارے میں پوچھا کہ اگر وہ جانا چاہیں تو پہلی دو تین فلائٹس میں ان کے جانے کا انتظام ہو سکتا ہے محسن نے تو صاف انکار کردیا۔۔۔اور بزرگ شاعر نے کہا کہ بیگم امید سے ہے تو بچے کی پیدائش کے بعد ہی وہ جا سکیں گے پاکستان نہ جانے کی ان

دونوں کی وجہ کہ وہاں پر انہیں اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا یہاں کم از کم وہ میرے پاس تو آ جا سکتے تھے میں نے انکی ضروریات کا خیال کرتے ہوئے 10 اور 10 ہزار روپے انکی طرف سے مریم کے والد کے پاس جمع کروا دیئے اور انہیں کہا کہ جب وہ پاکستان جانا چاہیں ان سے روپے لے سکتے ہیں۔۔

یہ انتظام میں نے اس لیے کیا تھا کہ میرا خود کچھ پتہ نہ تھا کہ مجھے اچانک پاکستان پہنچنے کا حکم مل جائے یا پھر دشمن کی اندھی گولیوں کا نشانہ بن جاؤں حاجی مستان اور یوسف پٹیل سے بھی ہر دس پندرہ روز کے بعد فون پر بات ہو جاتی تھی میں پاکستان جانے والی ڈاک میں اپنے گھر والوں کے لیے خط ضرور بھیجتا تھا اور اسی ذریعے سے مجھے جواب بھی مل جاتا تھا جسکا کچھ حصہ سیاہی سے مٹا ہوا ہوتا تھا مہاجروں کی دیکھا دیکھی میں نے اپنے خط رجسٹریشن کے ذریعے بھیجنے شروع کیے مگر انکے کوئی جواب نہ آے ایک دن خلاف معمول محسن نے مجھے آ کر کہا کہ غیر ملکیوں کے تمام خط بڑے ڈاکخانے میں ایک میز پر رکھ دیئے جاتے ہیں جہاں سے سب آ کر اپنے اپنے خط لے جاتے ہیں رجسٹرڈ خط بھی ڈاکخانے کے ایک کلرک کے پاس ہوتے ہیں جو رجسٹریشن کارڈ یا پاسپورٹ دکھا کر حاصلِ کیے جاتے ہیں آج جب وہ اپنا رجسٹرڈ خط لینے گیا تو اس نے آصف علی کے نام کے چار خط اس کے پاس دیکھے ہیں یہی بتانے کے لیے وہ آیا تھا میں فوری تیار ہو کر محسن کے ساتھ ڈاکخانے پہنچا اور چاروں بھاری برکم خط وصول کیے۔۔

میں خط لے کر اسی تیزی کے ساتھ واپس میں اپنے ہوٹل پہنچا پردیس میں رہنے والوں کے لیے عرصہ بعد جب گھر سے خط ملیں تو اس وقت کیا حالت ہوتی ہو گی اس کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں میں نے محسن کو باہر ہی سے رخصت کیا اور سیدھا اپنے کمرے میں پہنچ کر جیب سے خط نکالے اور انہیں بیڈ پر رکھا میں اپنی بیوی اور ماں کی لکھائی کو اچھی طرح پہچانتا تھا دو خط میری والدہ کے اور دو میری بیوی کے تھے سب سے پہلے میں نے والدہ کا خط کھولا دونوں خطوط میں والدہ کی ڈھیر ساری دعائیں اور شجاع کا ذکر تھا اور والدہ نے کہا کہ ایسی کیا مجبوری ہے جو تم گھر نہیں آ رہے یہ نہ ہو کہ میں تمہیں دیکھے بنا گلے لگائے بنا ہی دنیا سے کوچ کر جاؤں اور پھر تمہیں میری قبر پر آ کر رونا پڑے جب میں نے بیوی کا خط کھولا تو اس میں سب سے پہلے یہی لکھا تھا کہ نے اپنا چولہا الگ کر لیا ہے اب تمہاری والدہ کے ساتھ میرا گزارا نہیں ہے اس لیے اب مجھے الگ سے تنخواہ چاہیے اور اب اس بڑھیا کو میں مزید جب اس پر پہنچا تو مجھے بیوی کے خط میں والدہ کی ہتک محسوس ہوئی مجھے غصہ آ گیا اور میں نے بیوی کے دونوں خط پھاڑ ڈالے. آئندہ کئ روز تک خلاف معمول کوئی بات نہ ہوئی میرے پاس حاجی اور یوسف کے بھیجے ہوئے پیسے ابھی باقی تھے اس لیے میں نے پاکستان جانے والی مہاجر فیملیوں کو تین تین ہزار روپے دینے کا فیصلہ کیا گو کہ یہ رقم بہت کم تھی مگر پاکستان جاتے

ہوئے انہیں کچھ تو ہیلپ مل سکتی تھی اب مسئلہ کرنسی کا تھا نیپالی کرنسی کی ویلیو نہیں تھی پاکستان میں بھارتی کرنسی پر مکمل پابندی تھی مگر میرے محکمے اور حکومت پاکستان کے لیے بھارتی کرنسی خاصی اہمیت رکھتی تھی دنیا بھر کے پاکستانی سفارت خانوں کے اخراجات کے لیے حکومت پاکستان ڈالر بھیجتی تھی چنانچہ میں نے 15 لاکھ بھارتی کرنسی اپنی ڈاک میں اپنے محکمے کو بھیجی اور ان سے پاکستانی کرنسی کی ڈیمانڈ کی تو انہوں نے 15 لاکھ بھارتی کرنسی کے عوض پاکستانی کرنس بھیج دی میں نے مریم کے ساتھ مل کر تین تین ہزار لفافوں میں بند کرنا شروع کر دیا جب تمام لفافے پیک ہو گئے تو پروگرام یہ بنا کہ ہر فلائٹ میں جانے والے مہاجروں کو انکی تعداد کے حساب سے لفافے بطور گفٹ تقسیم کریں گے۔

ابھی فلائٹس شروع نہیں ہوئی تھی یہ اپریل کی چار یا پانچ تاریخ تھی میں حسب معمول مریم کے گھر سے واپس آیا تو ریسیپشن پر مینجر نے مجھے بتایا کہ ایک مہمان لڑکی کافی شاپ میں میری منتظر ہے میرے ہوٹل کی کافی شاپ میں میری منتظر ہے. میں سیدھا کافی شاپ میں گیا تو وہاں کافی شاپ کے ایک کونے میں ایک ٹیبل پر وہی اسرائیلی لڑکی بیٹھی تھی جس کی میں نے جان بچائی تھی. سر پر تنگ برنگے کپڑے کی پٹیاں باندھے گلے میں بڑے منکوں کے ہار پہنے چہرے پر ایاہ لکیریں لگاے وہ اپنے کو چھپانے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکی تھی میں اسکی ٹیبل پر گیا اور اس سے آنے کیوجہ پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ بولی

میرے پاس وقت بہت کم ہے میں سب سے چھپ کر یہاں پہنچی ہوں بھارتی سفارت خانے نے تمہیں اغوا کرنے کے لیے ہمارے سفارت خانے سے مدد مانگی ہے ہمارے دو ایجنٹ آئندہ دو روز تک تمہارے ہوٹل میں امریکیوں کے بھیس میں آ کر ٹھہریں گے اور تم سے بے تکلف ہونے کی کوشش کریں گے ان کے پاس اسلحہ کے علاوہ بیہوش کرنے والی گیس بھی ہو گی ان سے بچ کر رہنا یہ کہتے ہوئے اس نے مجھے فلم کا ایک رول دیا اس رول میں انکی کئی تصاویر ہیں جو میں نے سفارت خانے میں خفیہ طور پر کھینچی ہیں میں اپنے سفارت خانے سے سیدھی یہاں آئی ہوں اس فلم کو دھلوا لینا میں نے تمہارے احسان کا سارا تو نہیں مگر تھوڑا سا بدلہ اس صورت میں ضرور چکا دیا ہے یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی کافی اور سینڈوچ کا بل تم پے کر دینا اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور ہرے راما ہرے کرشنا کا ڈرامہ نشے کی حالت میں کرتے ہوئے باہر جا کر اندھیرے میں غائب ہوگئی۔

اگلے روز میں نے محسن کو رول دیا اور کہا کہ اسکو ڈویلپ کروا لاؤ شام تک محسن ڈویلپ کروا لایا دونوں اسرائیلی ایجنٹوں کی 6 واضح پکس تھیں محسن کو میں نے انکے متعلق کچھ نہ بتایا کیونکہ وہ پیٹ کا ہلکا تھا مریم کی محبت میں اس قدر پختگی آ چکی تھی کہ وہ ذرا ذرا سی میرے متعلق بات سن کر پریشان ہو جاتی تھی اس لیے میں نے اسے بھی اس کے متعلق کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا اسرائیلی جاسوسہ لڑکی کے مطابق وہ دونوں جاسوس مسلح اور انکے پاس بیہوش

کرنے والی گیس بھی ہو گی اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے جنگی اصول کو مد نظر رکھا کہ تم دشمن کو مار دو اس سے پہلے کہ وہ تمہیں مار دے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا جس دن ان دونوں نے ہوٹل میں چیک ان ہونا تھا اسی رات میں نے انکو مارنے کا پلان بنا لیا چونکہ میرے زہریلی گیس کے سلنڈر مریم کے پاس پڑے ہوئے تھے اور میں اسے اس بارے میں بتانا نہیں چاہتا تھا اس لیے میں نے چینی دوستوں کو بڑی مشکل سے سمجھایا کہ مجھے دو گیس سلنڈر چاہیئے اور وہ اس کے متعلق مریم کو کچھ نہ بتائیں بڑی مشکل سے وہ میری بات کو سمجھ سکے انہوں نے اسی دن مجھے گیس سلنڈر دے دیئے گیس ماسک میرے پاس موجود تھی سلنڈر مل جانے کے بعد میرے پاس کاروائی کرنے کے لیے سامان پورا ہو گیا اور میں نے ان دونوں اسرائیلی جاسوسوں کا انتظار شروع کر دیا اس دوران میں نے اپنے روزانہ کے معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا دو دن بعد میں نے ان دو اسرائیلی جاسوسوں کو کافی شاپ میں بیٹھے دیکھا میں انکے قریب ہی ایک ٹیبل پر بیٹھ گیا اور کافی کا آرڈر دے کر سگریٹ نکالا جیب میں ماچس تلاش کرنے کے بعد ان کے پاس گیا اور ماچس مانگی سگریٹ سلگا کر ماچس واپس کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ میرا نام آصف علی ہے اور مہاجر ہوں اور کئی ماہ سے اس ہوٹل میں مقیم ہوں انہوں نے کہا کہ ہم امریکی ٹوررسٹ ہیں اور آج ہی یہاں پہنچے ہیں اور اس ہوٹل میں ٹھہرے ہیں اپنے شکار کو انہوں نے اپنے اتنے قریب دیکھ

کر اپنے ٹیبل پر مجھے بیٹھنے کی دعوت دی میں انکے ساتھ ہی بیٹھ گیا ویٹر میری آرڈر کی ہوئی کافی اسی ٹیبل پر لے آیا میں نے بلا جھجک کافی پی اس میں ملاوٹ کا احتمال اس لیے نہیں تھا کہ اسکا آرڈر میں نے اپنی ٹیبل سے دیا تھا اسرائیلی سفارت کاروں نے بھارتی مطالبے پر محض خانہ پوری کی تھی اور مجھے اغوا کرانے کے لیے تھرڈ کلاس جاسوس بھیجے تھے ان بظاہر امریکیوں کی انگریزی نہ تو امریکی تلفظ میں تھی اور نہ ہی انکی امریکہ کے متعلق معلومات کسی پاکستانی سکول کے طالب علم سے زیادہ تھیں ہم باتیں کرتے ہوئے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو تول رہے تھے انکے متعلق میری رائے یہ تھی کہ جاسوسی سے نابلد محض پیشہ ور قاتل تھے یہی سوچ کر اور ان سے باتیں کرنے کے بعد آج ہی رات انکا کام تمام کرنا ضروری ہو گیا تھا ان سے رخصت ہو کر میں ریسیپشن پر پہنچا تو وہاں پر معلوم ہوا کہ ان کا کمرہ میرے فلور پر کمرہ نمبر 15 ہے۔

میں حسب معمول مریم کے گھر گیا گپ شپ لگائی مگر اس شام میں جلدی واپس آ گیا اور اپنے ہوٹل کی لابی میں بیٹھ کر ان امریکیوں کو اپنے کمرے میں جاتا دیکھ لینا چاہتا تھا میں وہاں رکھے اخبار اور رسالوں کی ورق گردانی کرنے لگا رات 10 بجے کے قریب وہ واپس ہوٹل میں آے اور سیدھا اپنے کمرے میں چلے گئے ان کے جانے کے دس پندرہ منٹ بعد میں بھی اپنے کمرے میں آ گیا اپنا زہریلی گیس کا سلنڈر اور زہریلی سوئیوں والا ڈبہ چیک کیا ہوٹل میں

بارودی اسلحہ کا استعمال سو فیصد قتل و غارت بنتا تھا ٹھیک 11 بجے میں نے گیس ماسک پہن کر اپنے روم کی بتیاں آف کیں اور دروازے سے باہر جھانکا وہاں ہر طرف خاموشی کا راج تھا میں بے آواز قدموں سے چلتا ہوا انکے روم کے دروازے پر گیا گیس سلنڈر میرے ہاتھ میں تھا اور دستک دی اندر سے آواز آئی کون ہے اس وقت؟ میں آواز بدلتے ہوئے کہا کہ ویٹر سر ایک میسج آپ کے لیے ہے میں ویٹروں جیسی ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا اندر سے آواز آئی ایک منٹ.

میں بائیں دروازے کے ساتھ چپک کر کھڑا ہو گیا کیونکہ دایاں دروازہ پہلے کھلتا تھا گیس سلنڈر میں نے اس طرح پکڑا تھا کہ اخراجی بٹن پر میری انگلی تھی اور ساتھ ہی میں دعا کر رہا تھا کہ دروازہ کھلنے سے پہلے کوئی ویٹر یا کوئی گیسٹ اپنے روم سے باہر نہ نکل آئے. دروازہ کھلنے کی آواز آئی. اور ساتھ ہی ایک اسرائیلی نے ویٹر سے پیغام لینے کے لیے دروازے سے تھوڑا سا باہر نکل آیا. سامنے کسی کو نہ پا کر اس نے بائیں طرف دیکھا جہاں میں کھڑا تھا ماسک والا چہرہ دیکھ کر اسے فوری خطرے کا احساس ہوا ادھر جونہی اس نے میری طرف گردن گھما کر دیکھا میں نے گیس اخراج والا بٹن پریس کر دیا تھا بیک وقت دو کام ہوے گیس اس کے نتھنوں میں گھسی اور ساتھ ہی اس نے اپنے بچاؤ کے لیے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن بہت دیر ہو چکی تھی اس کے ایسا کرنے سے پہلے ہی میں نے اسے دھکا دے کر اندر دھکیل دیا اور اسے پھلانگتے ہوئے

دوسرے اسرائیلی کے بیڈ پر چھلانگ لگا کر پہنچ گیا دوسرے اسرائیلی نے خطرے کو بھانپتے ہوے اپنے تکیے کے نیچے پستول نکالنے کے لیے ہاتھ ڈالا لیکن اتنی دیر تک میں گیس اس کے منہ پر چھوڑ چکا تھا وہ چند لمحے بستر پر ہی پھڑ پھڑایا اور ٹھنڈا ہو گیا میں نے پہلے انکا دروازہ اندر سے لاک کیا ونڈو کھولی تاکہ گیس باہر نکل جاے پھر فرش پر گرے اسرائیلی کو اٹھا کر اس کے بیڈ پر لٹایا. وہ سلیپنگ سوٹ میں تھے میں نے ان کے کپڑوں اور کمرے کی تلاشی لی ان کے بٹوؤں میں میری ایک ایک تصویر اور امریکی پاسپورٹ اور چند ڈالر تھے ان کے تکیوں کے نیچے سے ریوالور اور گولیاں ملیں تلاشی کے بعد میں نے ونڈو بند کی اور تصاویر اور بیہوش کرنے والی گیس اپنے قبضے میں کیا ان کے کمرے کی اسی طرح سیٹنگ کی جیسے پہلے تھی لائٹ آف کر کے نائٹ لائٹ جلا دی اور احتیاط سے باہر نکل کر انکا دروازہ بند کیا اور اپنے روم میں آ گیا ان کا سب سامان اور اپنا پسٹل گیس سلنڈر اور زہریلی سوئیوں کا ڈبہ اور گیس ماسک ائر بیگ میں ڈالے اور بیگ لے کر نیچے لابی میں آ گیا ہوٹل میں میری اس رات انٹری ہو چکی تھی اس لیے نیچے کسی کی آنکھ میں آے بغیر میں ہوٹل سے باہر آ گیا اور وین لے کر سیدھا مریم کے گھر پہنچا میری آمد کا سن کر ہڑ بھڑا کر اٹھی میں نے بیگ اسے دیتے ہوئے کہا کہ ہوٹل میں دو اسرائیلی میرے ہاتھوں مارے گئے ہیں یہ بیگ رکھ لو اور اسے کسی محفوظ جگہ پر چھپا دو مجھے ارجنٹ واپس جانا ہے کیونکہ میری ہوٹل میں واپسی کی انٹری ہو چکی ہے

باقی واقعہ کل بتاؤں گا مریم نے بھی پوچھنا مناسب نہ سمجھا میں واپس ہوٹل پہنچا تو کسی نے بھی میری غیر حاضری محسوس نہیں کی تھی کافی شاپ میں کافی پینے کے بعد میں اپنے روم میں آ گیا اور لمبی تان کر سو گیا میری اب یہ حالت ہو چکی تھی کہ اب کسی دشمن کو مارنے کا اتنا بھی احساس نہیں ہوتا تھا کہ جتنا ایک چوہا مارنے کا ہو اگلے روز دوپہر کے بعد ان امریکیوں کی ہلاکت کا پتہ چلا تھا انکا دروازہ میں نے باہر نکلتے وقت اندر سے لاک کر دیا تھا اور دروازے پر نو ڈسٹرب کا بورڈ پہلے ہی لٹکا ہوا تھا وہ تو رومز کی صفائی کرنے والوں نے انکے روم کی صفائی کرنے کے لیے بار بار چکر لگاے پھر دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ نہ کھلنے پر انہوں نے ماسٹر کی سے تالا کھولا اور اندر داخل ہوئے اور صفائی کے بعد بیڈ شیٹ چینج کرنے کے لہے انہیں جگانے کی کوشش کی تو وہ نہ اٹھے تو انہیں پتہ چلا کہ وہ تو ابدی نیند سو چکے ہیں ہوٹل میں شور مچ گیا انتظامیہ نے فوری پولیس کو کال کی پولیس آئی تفتیش شروع کی تو انہیں بتایا گیا کہ دروازہ اندر سے بند تھا اور صفائی والوں نے کھولا پولیس کو فوری طور پر کوئی سراغ نہ مل سکا انکی لاشیں اٹھوا کر سرد خانے بھجوا دی گئیں رسمی کاغذی کاروائی ہوٹل میں ٹھہرنے والوں کی لسٹ اور ان لوگوں کا سامان لے کر پولیس چلی گئی ان کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ بھی نہ ملے اس لیے پولیس نے انکے سفارت خانے بھی رابطہ نہ کیا میں جانتا تھا کہ پولیس خاموشی سے واپس تو چلی گئی ہے اور انکی اندھے قاتلوں کی لسٹ میں دو اور کا اضافہ ہوگیا

ہے جسے وہ ایسے ہی ہضم نہی کرے گی. اور وہی ہوا اس دن جب میں مریم کو مل کر واپس ہوٹل پہنچا تو دیکھا کہ پولیس کی کافی زیادہ نفری ایک ایس پی کے ساتھ ہوٹل کے ملازمین سے لے کر وہاں ٹھہرے ہوئے گیسٹس کی تفتیش اور کمروں کی تلاشی لے رہی تھی ہر کمرے کی طرح میرے کمرے کے باہر بھی ایک سپاہی کھڑا تھا میں نے کمرہ کھولا تو اس نے میرے ساتھ کمرے میں آ کر تلاشی لی اور چلا گیا میں تھوڑی دیر بعد اپنے کمرے سے نیچے کافی شاپ میں آ کر بیٹھ گیا اور ایک کافی آرڈر کی مجھے وہاں بیٹھے ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایس پی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اور مجھ سے میرے بارے میں پوچھا تو میں نے وہی رٹی رٹائی کہانی سنا دی پھر اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا اس نے کہا کہ مسٹر آصف علی آپ اتنے مہنگے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں جبکہ پاکستانی مہاجر تو یہاں خستہ حالی سے دن گزار رہے ہیں

میں نے جواب دیا

مہاجر ہونے کا مطلب نہیں کہ وہ مالی طور پر کمزور ہی ہو میں اپنا تمام سرمایہ اپنے ہمراہ لایا ہوں اور اپنے معیار کے مطابق رہ رہا ہوں میں ضرورت مند مہاجروں کی مالی امداد بھی کرتا ہوں

ایس پی نے کہا کہ آپ مالی طور پر اتنے مستحکم ہیں تو اپنا ٹکٹ خرید کر پاکستان

کیوں نہیں چلے جاتے

میں نے جواب دیا کہ میرا چھوٹا بھائی ابھی ڈھاکہ میں ہی پھنسا ہوا ہے اس نے وہاں کسی کے ہاں پناہ لے رکھی ہے میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں وہ یہاں آ جاے تو میں اسے فوراً لے کر یہاں سے چلا جاؤں گا

ایس پی ہمیں پتہ چلا ہے کہ پاکستانی سفارت خانے میں تمہارے ساتھ خصوصی برتاؤ کیا جاتا ہے۔۔

میں نے جواب دیا یہ درست ہے اور اسکیوجہ صرف میری مالی خوشحالی ہے آپ نے بھی مجھ سے تفتیش کے دوران جو رویہ اپنایا ہے یقیناً ہر مہاجر کے ساتھ آپکا رویہ ایسا نہیں ہو گا

ایس پی ہمیں آج ہی کسی ذریعے سے ایک پرنا بھارتی اخبار ملا ہے جس میں آپ کی تصویر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ مہاجر نہیں پاکستانی جاسوس ہیں

میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا ایس پی صاحب بھارت ہمارا دشمن ملک ہے ہماری اس کے ساتھ 3 جنگیں ہو چکی ہیں اس نے ہماری غفلت اور سیاسی بے چینی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے جہاں تک بھارتی اخبار میں میری تصویر اور میرے جاسوس ہونے کا لکھا ہے تو مجھے بھی اسکا علم ہے یہ بات بلکل من گھڑت ہے چٹا گانگ میں میری ایک ہندو ملواڑی

کے ساتھ کاروباری رقابت تھی مشرقی پاکستان میں ملٹری ایکشن ہونے بعد وہ کلکتہ بھاگ گیا جبکہ میں نیپال آنے کے لیے چٹاگانگ سے کلکتہ پہنچا تو وہاں اتفاقاً چورنگی میں اس کے ساتھ میری ملاقات ہو گئی وہ بڑی آؤ بھگت سے مجھے ملا اور رات کے کھانے کی دعوت دی یہ سمجھتے ہوئے کہ ان حالات میں وہ کاروباری چپکلش بھول چکا ہو گا میں نے اسکی دعوت قبول کر لی ایک بڑے ریسٹورنٹ میں جب ہم کھانا کھا رہے تھے تو اس کے ایک فوٹو گرافر نے میری کئی تصاویر اتار لیں کھانے کے بعد میں واش روم گیا تو جب واپس آیا تو دیکھا کہ اس نے کلکتہ پولیس کو بلا رکھا تھا میں سمجھ گیا کہ اسکا مجھے پکڑوانے کا ارادہ ہے میں وہی سے واپس مڑا اور واش روم کی کنڈی لگا کر واش روم کے روشندان سے نکل کر سیدھا اپنے ہوٹل پہنچا وہاں سے جتنا ہو سکا سامان لیا اور بذریعہ ٹرین پٹنہ پہنچا اور وہاں سے یہاں تک پہنچ گیا مجھے پکڑوانے میں ناکامی کے باعث اور اس ملواڑی نے میری فوٹو مختلف فوٹوز کے ساتھ ایڈٹ کر کے اخبار میں چھپوا دیئے۔

ایس پی یقینی اور بے یقینی کی کیفیت سے دوچار میری باتیں سن رہا تھا میں نے پوچھا ایس پی صاحب آپ تو منجھے ہوئے پولیس والے ہیں آپ ہی سچ بتائیں کہ کیا میں شکل سے جاسوس لگتا ہوں میرے جیسے قدوقامت کے لوگ تو ہزاروں میں پہچانے جاتے ہیں اور ایسے شخص کو جاسوس بنانا ہی جاسوسی اصولوں کے خلاف ہے ایس پی میری یہ آخری بات اور اپنی تعریف سن کر

خاصا متاثر لگ رہا تھا اس نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں دشمنی میں لوگ بہت دور تک چلے جاتے ہیں اور آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہو گا ویسے بھی آپ کے خلاف ہمارے پاس کیا ثبوت ہیں صرف ایک بھارتی اخبار جس پر آپ کی تصویر اور الزام شائع ہوا ہے جو ان کے بقول آپ نے بھارت میں کیے ہیں نیپال میں آپ پر کوئی الزام نہی ہے اگر بھارت کو آپکی ضرورت ہے تو وہ انٹر پول کے ذریعے ہماری حکومت سے رابطہ کرے اخباروں خاص کر بھارتی اخبارات کی تمام تر خبریں جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں بندرگاہ نہ ہونے کی مجبوری سے بھارت ایسی ہی ناجائز باتوں کو بیس بنا کر ہم پر دباؤ ڈالتا رہتا ہے جنکا حقیقت میں نام و نشان تک نہیں ہوتا اگر یہ دو مرنے والے بھارتی ہوتے تو آپ پر شک کیا جا سکتا تھا مگر یہ دونوں تو امریکی ہیں اور کل ہی یہاں چیک ان ہوے ہیں ان سے آپ کی دشمنی کی وجہ کوئی نہیں ہو گی مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپکو زحمت دی اور آپ کا وقت برباد کیا یہ کہہ کر اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور جہاں تفتیش کے لیے ہوٹل کے دوسرے لوگ ویٹ کر رہے تھے وہاں چلا گیا۔

نیپال میں پولیس یا کسی سرکاری افسر کو اگر شراب بطور تحفہ پیش کی جاے تو اسے رشوت تصور نہیں کیا جاتا. میں نے بھی اپنے ہوٹل کی سب سے مہنگی وہسکی کی ایک بوتل لی اور سب کے سامنے ایس ایچ کو پیش کر دی اس نے شکریہ کے ساتھ قبول کی اور اپنے سپاہی کو کہا کہ ان کے روم جو سپاہی کھڑا

ہے اسے وہاں سے ہٹا دیا جائے میں روم میں آ کر لیٹ گیا. اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ گذشتہ رات میں نے اسلحہ وغیرہ مریم کے پاس رکھوا دیا تھا اگر وہ کمرے سے برآمد ہو جاتا تو بہت مصیبت بن جاتی ساتھ ہی میری سوچ کا رخ بدل گیا کہ آج سپہر کو امریکیوں کی موت کا پتہ چلا اور چند گھنٹوں میں میری تصویر والا اخبار پولیس اسٹیشن پہنچا دیا گیا یقیناً کوئی میرے خلاف ثبوت اکھٹے کیے بلکل تیار بیٹھا ہے اور یہ کام صرف بھارتی سفارت خانہ ہی کر سکتا تھا لیکن سفارت خانے کو اتنی جلدی اطلاع کیسے مل گئی یقیناً ہوٹل ملازمین میں ان کا کوئی آدمی ہو گا جو تمام خبریں ان کے سفارت خانے پہنچاتا تھا ورنہ امریکیوں کی ہلاکت کا بھارتی سفارت خانے کو کیا واسطہ ہو سکتا تھا اور امریکن سفارت خانے میں میری تصویر والے اخبار کا کیا کام اور اب مجھے ہوٹل ملازمین میں سے اس بھارتی جاسوس کو تلاش کرنا تھا جو کسی وقت بھی میرے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا اپنے چینی دوستوں کو میں نے ہوٹل میں پولیس کو دیکھتے ہی باہر سے رخصت کر دیا تھا ان کے لیے کمرہ بھی میں نے اپنے نام سے بک کروایا ہوا تھا مجھے اسلحہ خاص کر اپنا پسٹل ساتھ رکھنے کی اتنی عادت پڑ چکی تھی کہ اس کے بغیر مجھے خود میں کچھ کمی محسوس ہو رہی تھی اور ایسے حالات میں مجھے اسکی کسی وقت بھی ضرورت پڑ سکتی تھی میں رات ایک بجے تک اپنے کمرے میں رہا اور پھر چینی دوستوں کے لیے بک کیے گئے کمرے میں جا سو گیا اگلی صبح میں نے مریم کو گذشتہ رات کی پولیس کی پوری تفتیشی

کاروائی کی تفصیل بتائی تو وہ بہت متفکر ہو گئی میں جانتا تھا کہ غیر متفکر طور پر میرے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے اگرچہ بھارتی سفارت خانہ ابھی تک اپنے انتقامی خیال کو عملی جامعہ نہیں پہنا سکا مگر اس کو اپنے ایجنٹوں کے قتل کیوجہ سے بہت دکھ تھا اور وہ کسی وقت بھی مجھ پر بھرپور حملہ کر سکتا تھا پولیس کو اتنی جلدی میری تصویر والی اخبار بھیجنے کا مطلب تھا کہ وہ میری ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے اور میرا کھٹمنڈو میں زندہ رہنا سب اللہ پاک کا کرم تھا اور مزید جو ڈی ایم آئی نے مجھے زندہ گرفتار کرنے کے احکام جاری کیے ہوئے تھے ورنہ اتنے بڑے جاسوسی کو چلانے والے بھارتی مجھے کسی وقت بھی گولی کا نشانہ بنا سکتے تھے مجھے زندہ پکڑنے کی انکی جستجو کیوجہ سے ان کے بیس ایجنٹ موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اپنی ان ناکامیوں کیوجہ سے وہ تنگ آ کر مجھے ہلاک کرانے کا بھی آرڈر جاری کر سکتے تھے مریم کو میں نے اپنے خدشات تو نہیں بتاے مگر اس سے اپنا پسٹل فالتو میگزین اور زہریلی سوئیوں والا ڈبہ ضرور لے لیا یہ سب دیتے ہوئے مریم نے مجھے بے حد محتاط رہنے کی تلقین کی.

جب میں جانے لگا تو اس نے کہا کہ دشمن کے پاس اب تم کو قتل کرنے کے علاوہ کوئی آپشن نہیں رہا اس نے چینی ساتھیوں کو میرے ساتھ بھجتے ہوئے میری سیکیورٹی کے لیے خاص ہدایات دیں اور انہیں اسرائیلی کے پسٹل اور گولیاں بھی دے دیں مریم سے رخصت ہو کر ہم نے پاکستانی سفارت خانے کا چکر لگایا اور پھر شیر پنجاب ریسٹورنٹ چلے گئے دن کا خاصا حصہ آوارہ گردی

میں گزار کر سپہر کو واپس ہوٹل آے میں اپنے کمرے میں چلا گیا ٹھیک 4 بجے کرنل آنند کا فون آیا کہ اگر اسکی کوئی مصروفیت نہ ہو تو وہ کیپٹن مان کے ساتھ 5 بجے مجھے ملنا چاہتا ہے میں نے اسے آنے کی دعوت دے دی مجھے یہ موقع مل گیا کہ کرنل آنند سے مل کر میں اسرائیلی جاسوسوں کے قتل کا ریایکشن اس سے جان سکوں۔۔

ٹھیک 5 بجے میں کافی شاپ پہنچ گیا تھوڑی دیر بعد کرنل آنند میجر باسو اور کیپٹن مان بھی آ گئے کرنل نے مجھے کہا کہ میجر باسو اس دن کے رویہ کی معذرت کرنے آئے ہیں میجر باسو نے معذرت خواہ انداز میں مجھے سوری کہا تو میں نے کہا آل اوکے نو پرابلم ایسا ہو جاتا ہے میں نے ان کے لیے کافی اور سنیکس کا آرڈر کیا کرنل آنند نے انگریزی اردو ہندی اور پنجابی سے ملی جلے الفاظ میں گفتگو شروع کی اور پھر اس گفتگو کا رخ سقوط ڈھاکہ اور لیڈروں کیطرف پھیر دیا قارئین میں یہاں کرنل آنند کی اس شام والی گفتگو کو مختصر ضرور لکھوں گا کیونکہ اس دن زیادہ ٹائم وہی گفتگو کرتا رہا اور جب وہ جانے لگے تو میرے ایک سوالیہ نشان چھوڑ گئے کرنل آنند نے سقوط ڈھاکہ سے پہلے پاکستان کے سیاسی حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسٹر آصف گو یہ آپ کے ملک کا اندرونی معاملہ ہے جس کے متعلق اپنی راے ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں ہمارے ملک کا بھی ہاتھ تھا اس حوالے سے میں یہ بات کر رہا ہوں اس وقت پاکستان کا صدر یحییٰ

خان تھا جسکے شرابی کبابی اور عیاشی ہونے کی داستانیں دنیا بھر کے اخبارات میں شائع ہوتی تھیں میرے پاس ٹائمز اور نیوز ورک کے دو شمارے موجود ہیں جن میں یحییٰ خان کی رنگین مزاجی کی الف لیلی والی داستانیں چھپی ہوئی ہیں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ میگزین بھینٹ کر سکتا ہوں پاکستانی عوام نے اپنے دونوں بازوؤں کے الیکشن میں دو پارٹیوں کو سب سے زیادہ ووٹ ڈالے یعنی عوامی لیگ مشرقی پاکستان اور پیپلز پارٹی مغربی پاکستان دونوں پارٹیوں کے منشور میں امراء اور جاگیرداروں سے لوٹی ہوئی دولت واپس لینا اور عوام کی فلاح و بہبود پر لگانا اور غریب عوام کو روٹی کپڑا اور مکان فراہم کرنا تھا مجیب الرحمن کی عوامی لیگ پارٹی کو سب سے زیادہ ووٹ ملے اور اس پارٹی کے منشور میں علیحدگی کا اشارہ تک نہ تھا اصولی طور پر حکومت عوامی لیگ کو سونپ دینی چاہیے تھی کیونکہ اس پارٹی نے صوبائی سطح پر نہیں بلکہ ملکی سطح پر الیکشن لڑا اور واضح کامیابی حاصل کی تھی. لیکن ہوا کیا تھا؟ پیپلزپارٹی کے ذوالفقار علی بھٹو آڑے آ گئے اور ملکی سطح کے الیکشن کو صوبائی سطح کا الیکشن قرار دے کر ادھر ہم ادھر تم کا نعرہ لگا دیا حالانکہ اگر مجیب کو حکومت دی جاتی تو وہ پورے پاکستان کا وزیر اعظم بنتا اور پورے پاکستان کے مفاد کے لیے کام کرتا مگر اسے گرفتار کر کے مغربی پاکستان لے جایا گیا کیا آپ آج تک اس ڈیمو کریٹک ورلڈ میں کوئی ایسی مثال دے سکتے ہیں کہ جیتنے والی پارٹی کے چیف ایگزیکٹو کو وزیر اعظم بنانے کی بجائے جیل میں ڈال دیا گیا ہو. کرنل آنند ذرا

دیر کے لیے رکا وہ اپنی گفتگو یا اچھے الفاظ میں اپنے لیکچر کا مجھ پر اثر دیکھنا چاہتا تھا اور میری حالت ایسی تھی کہ میں سچ کی کڑواہٹ بڑی مشکل سے نگل رہا تھا کرنل اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا. یحییٰ خان کے اس عمل کو مشرقی پاکستان کے ووٹروں نے بڑی سنجیدگی اور جذباتی طور پر محسوس کیا تھا ہمارے لیے یہ سنہری موقع تھا اور ہم نے انہیں اس بات کا یقین دلایا کہ مشرقی پاکستان والے چاہیں جیتیں یا ہاریں حکومت ہمیشہ مغربی پاکستان کی ہی رہے گی یحییٰ خان کے فوجی ہونے اور مارشل لاء کو بنیاد بنا کر ہمیں مشرقی پاکستانیوں کو پاکستانی فوج کے خلاف بھڑکانے کا بھی اچھا موقع مل گیا تھا ان دنوں پاکستان میں ایسے سیاسی عجوبے ہو رہے تھے جن کی دنیا میں مثال نہیں ملتی اکثریتی پارٹی کے لیڈر کو جیل میں ڈالا گیا اور لاکھوں بنگالیوں (مشرقی پاکستانیوں) کو محض اس جرم کی پاداش میں گولیوں کا نشانہ بنایا گیا کہ وہ بنگالی بولتے تھے بھٹو کو سول چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر بنایا گیا. یہ نیا عہدہ بھی دنیا میں پہلی دفعہ وجود میں آیا تھا مسئلہ کشمیر پر پاکستان آور بھارت کے درمیان تین جنگوں نے دونوں ملکوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا رکھا ہے پاکستان کی سالمیت اور دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست کے جب مجیب بھٹو اور یحییٰ خان ہی ٹکڑے کرنے پر تلے ہوئے تھے تو ہم کیوں خاموش رہتے.

ہم نے تینوں کی پیٹھ تھپکی مالی اور مادی امداد دی اور جب ضرورت پڑی اپنی فوج بھی جھونک دی مسٹر آصف ذرا غیر جانبدار ہو کر سوچیں. مجیب کو ہم

نے نہیں یحییٰ خان نے جیل میں ڈالا تھا سلامتی کونسل میں بھٹو کو اس وقت فلو ہو گیا جب پاک بھارت جنگ اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی اور پولینڈ کی قرارداد (جسمیں فوری جنگ بندی دونوں ملکوں کی افواج کو واپس انکی سرحدوں میں جانے اور مشرقی پاکستان کا تصفیہ کرنے کا کہا گیا تھا اس قرارداد کو دونوں سپر پاورز یعنی روس اور امریکہ کی تائید حاصل تھی) کو ہمارے نمائندے نے نہیں بلکہ بھٹو نے پھاڑ ڈالا تھا حالانکہ اس قرارداد کے مطابق بھارتی افواج جو ڈھاکہ کے قریب پہنچ چکی اور فتح یقینی ہو چکی تھی کو واپس بھارتی سرحد میں لوٹنا پڑنا تھا جب کہ پاکستانی افواج مشرقی پاکستان میں ہی رہنی تھیں. مغربی پاکستان کا 5ہزار مربع میل کا علاقہ بھی پاکستان کو واپس مل جاتا پاکستانی افواج کو ہتھیار ڈالنے نہ پڑتے اور نہ ہی 90ہزار جنگی قیدی بنتے مگر بھٹو نے ذلت خواری منظور کر لی کس لیے؟

صرف مغربی پاکستان میں اپنی حکومت بنانے کے لیے. مسٹر آصف میں مانتا ہوں کہ پاک بھارت کے سیاسی لیڈروں کی کرسی جب ڈگمگانے لگتی ہے تو وہ پاک بھارت جنگ کی باتیں کر کے عوام کو بے وقوف بنا لیتے ہیں لیکن ہمارے اور آپ کے لیڈروں میں بہت فرق ہے پاک اور بھارت کو ازاد ہوئے 28 سال ہو چکے ہیں ہمارے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو تھے جبکہ ان کے بعد دوسرے وزیراعظم لال بہادر شاستری بنے تو انہوں نے پنڈت کی ملکی خدمات کو بہت سراہا اور کہا کہ میں ان کے بنائے ہوئے اصولوں پر ملکی ترقی

کو آگے لے کر چلوں گا اور یہی الفاظ دوسرے وزیراعظم کی موت کے بعد اندرا گاندھی جو کہ بھارت کی تیسری وزیراعظم تھی نے کہی تھے ہمارے ملک میں 28 سال میں تین حکومتیں بدلیں وہ بھی پہلے والے کے مرنے کے بعد. اس دوران آپ کے ملک میں 11 حکومتیں بدلیں ہر حکومت کا تختہ الٹا گیا ہر نئے آنے والے نے پچھلوں کو کوسا برا بھلا کہا اور ان پر ملکی دشمنی کے بدترین الزام لگائے ہمارے اور آپ کے ملک کے لیڈروں میں فرق یہ ہے کہ اپنی ذاتی کمزوریوں کے باوجود ہمارے ملکی کے لیڈر اپنے ملک کے وفادار رہے جبکہ آپ کے لیڈر اپنے ملک کے بھی وفا دار نہیں ہیں اگر ہمیں مجیب اور بھٹو کا اشرباد نہ ہوتا تو ہم کبھی بھی جنگ میں نہ کودتے ہم پاکستانی افواج کی محب الوطنی اور بہادری 65ء کی جنگ میں دیکھ چکے تھے ہمیں علم تھا کہ پاک فوج کٹ تو سکتی ہے مگر پیٹھ نہیں دکھا سکتی یہ صرف آپکے مقبول ترین لیڈروں کی تھپکی اور سبز جھنڈی تھی جس نے ہمیں پاکستان کی سیاسی بے چینی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا

کرنل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میری گفتگو کافی دیر تک جاری رہی جب وہ رخصت ہوے تو میرے لیے ایک بڑا سوالیہ نشان چھوڑ گئے جسے میں آج تک اپنے دل و دماغ سے دور نہیں کر سکااور نہ میرے ذہن میں اسکا جواب آ سکا ہے.

شائد آپ لوگ اسکا جواب دے سکیں؟

کافی شاپ میں کافی دیر بیٹھا میں کرنل کی باتوں کے متعلق سوچتا رہا دراصل اس دن میری کہی گئی باتوں کا اس نے آج جواب دیا تھا کرنل آنند نے مجھ سمیت پوری پاکستانی قوم کو آئینہ دکھا دیا تھا اس کی کہی ہوئی سب باتیں سچ پر مبنی تھیں واقعی اس وقت پاکستان ایسے ہی حالات سے دوچار تھا جسکا بھارت نے بھرپور فائدہ اٹھایا بھارت نے جوانوں کا برین واشنگ کا سلسلہ جاری رکھا اور 65ء کی جنگ میں ہارنے کے بعد انہوں نے ایسا عمل شروع کیا کہ آج 1999ء میں پاکستان کئ سیاسی پارٹیوں میں تقسیم ہو چکا ہے اور سب کا اپنا الگ منشور ہے لیکن ایک منشور سب کا ایک ہے اور وہ ہے دوسری پارٹی کو غلط کہنا.

اس ملاقات کے بعد کئ مرتبہ کرنل آنند مجھ سے ملنے آتا رہا ان ملاقاتوں میں وہ زیادہ تر بولتا اور میں کسی مناسب موقع پر چھوٹا سا جواب دے دیتا تھا کرنل ایک طرح سے میرا برین واش کر رہا تھا اور اسے نظر آ رہا تھا کہ وہ اس میں کامیاب ہو رہا ہے مگر میرا ذہن یہ تھا کہ پاکستان کے خلاف ان کے پراپگنڈہ کی تہہ تک پہنچنا. کرنل آنند سے ملاقاتوں کی تفصیل میں اپنے محکمے کو برابر بھیجتا رہا ایسی ہی ایک ملاقات میں جب کرنل نے یہ محسوس کیا کہ میں اسکی باتوں سے خاصا متاثر ہو چکا ہوں مجھ سے سوال کیا کہ بھارتی سفارت خانے میں تمہارے وہ کون سے تین آدمی ہیں جنہیں تم لوگوں نے پلانٹ کیا ہے اگر بتا دو گے تو مہربانی ہو گی بطور ملٹری اٹاچی میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں

اپنے سفارت خانے کو ایسے لوگوں سے پاک رکھوں اور میرا یہ اس پر ذاتی احسان ہو گا اگر میں اس معاملے میں اسکی مدد کروں ان سے پہلی گفتگو میں میں نے انکے سامنے ذکر کیا تھا کہ ان کے سفارت خانے میں انکی افواج کے ہیڈ کوارٹرز میں ہمارے آدمی پے رول پر کام کر رہے ہیں اور میری وہ کہی ہوئی باتیں ضائع نہیں گئیں ان کا یہ نتیجہ تھا جو کرنل مجھ سے ہیلپ مانگ رہا تھا میں نے کرنل کو کہا کہ اس وقت اس موضوع کو چھیڑنا قبل از وقت ہو گا میں نے ہمسنتے ہوئے کہا کرنل تم ہی پہل کر دو تاکہ میں تمہارے زیر احسان ہو جاؤں اس ہوٹل میں تمہارے پلانٹیڈ آدمی کو میں پہچان چکا ہوں اور اس کا برا حشر کرنے والا ہوں لیکن تمہارے منہ سے سن کر اسکا نام مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم مجھ سے سچائی اور دیانت داری سے مراسم بڑھا رہے ہو. جو آگے جا کر اعتماد کا وہ مقام بھی حاصل کر سکتا ہے جہاں میں تم کو ایسے سربستہ راز بھی بتا دوں گا جنہیں سن کر تم انگشت بد انداں زدہ ہو جاؤ گے. . لیکن ہمارا تو کوئی آدمی اس ہوٹل میں نہیں ہے کرنل نے جواب دیا اتنی معمولی بات کو جسے میں جان چکا ہوں کرنل صاحب تم مجھ سے چھپانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی میں تم سے اس کے بارے میں مزید بات نہیں کروں گا لیکن میں اسے پہچان چکا ہوں اس کے بے جان جسم کا تحفہ تمہیں ضرور بھیجوں گا میں نے لاپروائی برتتے ہوئے کرنل سے کہا۔کرنل آنند نے سر بستہ رازوں تک پہنچنے کے لئے پہلی سیڑھی پر پہلا قدم ہی الٹا پڑتے دیکھا تو اس نے پینترا بدلا بہت

ممکن ہے کہ میری لاعلمی میں میجر باسو نے ایسا کیا ہو مجھے بھگوان کی سوگند میرے علم میں نہیں ہے میں اس بارے میں پوری جانکاری کر کے پھر تم سے بات کروں گا ابھی کوئی ایسا ویسا قدم نہ اٹھانا. کل شام تک تمہیں حقیقت معلوم ہو جاے گی اور اگر میجر نے ایسا کوئی آدمی انگیجڈ کیا ہے تو اسے فوراً ہٹا دیا جائے گا کرنل میرا تحفہ بھیجنے کی دھمکی سے ڈر گیا تھا اسکی باتوں سے میرا یقین پختہ ہو گیا کہ کوئی آدمی ہوٹل میں ضرور پلانٹ کیا گیا ہے میں نے تو اندھیرے میں تیر چلایا تھا جو نشانے پر لگا تھا کرنل کے جانے کے بعد میں ٹہلتا ہوئے ٹیلی فون آپریٹر کے کمرے میں گیا اور اسے 500 روپیہ دیتے ہوئے کہا کہ امریکیوں کی ہلاکت والے دن کی دوپہر کی آؤٹ گوئنگ کال کی تفصیل چاہیئے اس نے پیسے جیب میں رکھے اور ساری لسٹ نکال کر میرے سامنے رکھ دی اسکی ڈیوٹی سیکنڈ ٹائم تھی. اس لیے میں نے اس سے لسٹ لی اور اسے اگلے دن اسکی ڈیوٹی کے دوران واپس کرنے کا وعدہ کر کے لسٹ اپنے کمرے میں ساتھ لے گیا. بھارتی سفارت خانے کے نمبر ڈائریکٹری سے نکالے اور لسٹ کے ساتھ ملانے لگ گیا اس روز دوپہر سے لے کر رات 11 بجے بھارتی سفارت خانے 3 تین کالز ہوئی تھیں اور یہ کالز ہوٹل کے فون کی گئی تھیں اور کرنے والا صفائی سے تعلق رکھتا تھا اسکی ڈیوٹی سیکنڈ شفٹ میں تھی میں نے اسکا اس دن پتہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ ڈیوٹی پر نہیں آیا اور اس کے بعد جب تک میں کھٹمنڈو میں رہا وہ مجھے دوبارہ نظر بھی نہیں آیا اور نہ ہوٹل سے

اپنے واجبات لینے آیا تھا کرنل آنند سے اگلی میٹنگ کے دوران میں نے کہا کہ تم نے مجھے تحفہ بھیجنے کی زحمت سے بچا لیا اور اس ہاؤس کیپنگ کی جان بھی بچ گئی کرنل نے کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا کہ ہماری اتنی تعریف تو کرو کہ بعض باتوں میں ہم بھی بہت تیز ہیں میں کھٹمنڈو میں رہتے ہوئے بہت تنگ آ چکا تھا اب پاکستان جانے والی ہر ڈاک. میں اپنے محکمے سے کہتا تھا کہ مجھے پاکستان واپس بلا لیں لیکن ہر بار یہی جواب آتا کہ تمہیں جلد ہی واپس بلا لیا جائے گا لیکن اس جلد میں دن ہفتے مہینے گزرتے جا رہے تھے میرے گرد دشمن کا گھیرا تنگ ہوتا جا رہا تھا دن یونہی بے کیفی کی حالت میں گزرتے جارہے تھے اس دوران مہاجروں کے نمائندے میرے پاس آتے رہے اپنی مشکلات بتاتے رہے کہ پاکستان جانے والے مہاجر خوش بھی ہیں اور پریشان بھی کہ پاکستان جا کر بے سروسامانی کے عالم میں وہ کیا کریں گے میں نے انہیں بتایا کہ سب کو بتا دو کہ ہر فلائٹ میں جانے والے مہاجروں کے تین تین ہزار پاکستانی روپے پیکٹ میں انہی مل جائیں گے یہ سن کر سب خوش ہو گئے پیر گنج سے لے کھٹمنڈو تک کے وہ مہاجر جن کے فلائٹ میں نام تھے اور انہیں دو دو ہزار فیس جمع کروانے کی تاریخ دے دی گئی تھی کہ اگر انہوں نے پیسے نہ جمع کروائے تو ان کے نام لسٹ سے کاٹ کر پیسے جمع کروانے والوں کے نام لسٹ میں شامل کر دیئے جائیں گے اس بات پر انہوں نے سفارت خانے کے سامنے ہڑتال کر رکھی تھی ہڑتال کا سن کر میں خاموش رہا

کیونکہ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا

انہی دنوں جب ایک شام میں مہاجر نمائندوں سے بات چیت کر رہا تھا کہ اچانک کیپٹن مان خلاف توقع ریسیپشن پر رکا ایک پرچی دی اور کافی شاپ میں جا کر بیٹھ گیا ریسیپشن نے مجھے وہ چٹ دی اس پر لکھا تھا کہ ارجنٹ ملنا ہے میں سیدھا کافی شاپ کیپٹن کے پاس پہنچ گیا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ اس نے کہا کہ تمہاری وین کے نیچے بم فٹ کر دیا گیا ہے جونہی تم وین اسٹارٹ کرو گے بم پھٹ جاے گا مجھے جونہی اس بات کا پتہ چلا میں موقع دیکھ کر فوراً تمہیں بتانے کے لیے آ گیا میں بم سکواڈ میں کام کرتا رہا ہوں اگر کہو تو میں بم ڈیفیوز کر دیتا ہوں مگر جلدی کیوں کہ میرے پاس ٹائم بہت کم ہے میں نے کہا چلو اور ڈیفیوز کر دو ہم وین کے پاس گئے وہ وین کے نیچے گھسا اور تھوڑی دیر بعد وہ بم نکال کر باہر نکل آیا اس نے بتایا کہ بم ڈیفیوز ہو چکا ہے اس کے ایک ہاتھ میں بم تھا اور دوسرے ہاتھ میں تاریں تھیں میں نے تاریں اس سے لے لیں اور انکا گچھا بنا لیا

میں نے کہا کہ میں کپڑا لا کر دیتا ہوں تم بم لے جاؤ وہ بولا بم تاروں کے بغیر کوٹ کی جیب میں آ جاے گا اب میں چلتا ہوں کسی نے دیکھ لیا تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی یہ کہہ کر وہ تیزی سے وہاں سے چلا گیا میں واپس مہاجر نمائندوں کے پاس آیا اور انہیں جلدی رخصت کر کے اپنے کمرے میں آ گیا میں حیران تھا کہ یہ بم کس نے فٹ کیا اور کیپٹن مان کیوں مجھے بتانے

آیا اسکو مجھ سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے اور وہ تاریں کاٹنے والا پلاس بھی لے کر آیا تھا میں نے تاریں جیب سے باہر نکالیں اور انہیں دیکھنے لگا تاریں دونوں طرف سے کٹی ہوئی تھیں اس کا مطلب اسے بیٹری کے ساتھ فٹ کیا گیا تھا اگر وہاں سے کاٹی گئیں ہیں تو لازمی بات ہے تاروں کے سرے بیٹری کے ساتھ ہی ہوں گے ابھی شام کا ٹائم تھا میرا جانا خطرناک بھی ہو سکتا تھا لہذا میں نے صبح وین کسی مکینک کو چیک کروانے کا فیصلہ کر لیا میں نے مریم کو کال کی کہ میری وین خراب ہے اس لیے اگر تم آ سکتی ہو تو آج ملنے تم آ جاؤ. اگلی صبح میں وین کو ایک سروس اسٹیشن پر لے گیا وین کی سروس بھی کروائی اور لفٹ پر چڑھی وین کے نیچے اچھی طرح دیکھا مگر وین کا نچلا حصہ لوہے کی ایک بڑی چادر نے ڈھانپ رکھا تھا سوائے ریڈی ایٹر کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا سروس کے دوران میں نے انجن کا بھی اچھی طرح جائزہ لیا لیکن انجن کے ساتھ بھی ایسی کوئی تار دکھائی نہ دی جس کے ساتھ بم کی تاریں جوڑ سکتے مجھے ساری گیم سمجھ میں آ گئی کیپٹن مان بارودی بم نہیں بلکہ ڈمی بم ساتھ لایا تھا جسے اس نے کوٹ کی جیب میں اس طرح چھپایا ہوا تھا جس طرح واپس لے کر گیا تھا وین کے نیچے گھس کر اس نے ڈمی نکالی اور تھوڑی دیر بعد باہر آ کر مجھے دکھائی اور کوٹ کی جیب میں ڈال کر رفوچکر ہو گیا یہ مجھے ہراساں کرنے کی ایک کمزور اور ناکام کوشش تھی میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ ان سے بدلہ لینے کے لیے انکی کسی گاڑی میں اصلی بم دھاکہ کروں گا

اس واقعے کے تیسرے دن ہی کرنل آنند اور کیپٹن مان مجھے ملنے آئے گو کہ کیپٹن نے بم کی بات صرف اپنے تک محدود رکھنے کا کہا تھا لیکن کرنل نے کافی شاپ میں بیٹھتے ہی کہا کہ دیکھو آصف تمہاری جان بچانے کے لیے کیپٹن نے اپنی ملازمت داؤ پر لگا دی تھی تم یقین نہیں کرو گے جب ہم سفارت خانے کے غیر پنجابی لوگوں سے بات کرتے ہیں تو تمہارا ذکر ضرور کرتے ہیں کہ کیا ہوا جو آصف پاکستانی ہے مگر ہے تو بہادر اور بہادری کی ایسی مثال قائم کی ہے کہ کوئی غیر پنجابی ایسا نہیں کر سکتا اور ایسے کارنامے سر انجام دیئے ہیں کہ پنجابیوں کا نام روشن کر دیا ہے پنجابی چاہے بارڈر کی دوسری طرف کا ہو یا اس طرف کا مگر جب وہ کوئی کارنامہ سرانجام دیتا ہے تو سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے اب کرنل نے باقاعدہ میری برین واشنگ کرنی شروع کر دی تھی بم کے واقعہ کے ساتھ اس نے پنجابی ہونے والے موضوع کو بھی خوب ہوا دینی شروع کر دی تھی میں اسکی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا میرا مقصد یہ تھا کہ وہ دونوں میرے سامنے کھل جائیں ورنہ ایک آنند تو کیا ہزار آنند بھی آ کر میرا برین واش کرنے کی کوششش کرتے تو انہیں منہ کی کھانی پڑتی میرا انکے ہاں میں ہاں ملانے کا مقصد اب انکو فلی طور پر جاننا تھا. کافی دیر گپ شپ اور کافی پینے کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور جاتے وقت ہر بار کیطرح بڑی گرمجوشی سے ملے مگر اس بار انکے ملنے میں مجھ سے کچھ امید لگانا محسوس ہوا روٹین کے ساتھ دن گزر رہے تھے کہ افغان ائیر کی پہلی پرواز پاکستان جانے کے

لیے ائیر پورٹ پر آ کھڑی ہوئی. میں مریم کے ساتھ پہلے ہی ائیر پورٹ پر پہنچ گیا تھا ائیر پورٹ پر عجب گہما گہمی تھی جانے والے مہاجروں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے اور انہیں الوداع کہنے والے مہاجر اپنی بے بسی چھپا رہے تھے میں اور مریم امیگریشن کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور کلیرنس ملنے والے افراد کو الوداعی دعاؤں کے ساتھ ایک روپوں والا پیکٹ تھماتے جاتے تھے سفارت خانے کا ایک نچلے درجے کا ملازم بھی وہاں کھڑا تھا جو بڑی بےزاری کے ساتھ یہ سب دیکھ رہا تھا ان دنوں افغان ائیر دنیا کی گھٹیا ترین ائیر لائن تھی تبھی یو این او نے کم معاوضہ پر انکے جہاز چارٹر کیے تھے. اس کے باوجُود ہمارے سفارت خانے کی فرعونیت عروج پر تھی اور ساتھ ہی جہاز کے عملے کی فرعونیت بھی عروج پر تھی وہ مہاجروں کا سامان ایسے لے کر پھینک رہے تھے جیسے وہ انہیں مفت میں لے جا رہے ہوں دوسری طرف مہاجروں نے بھی اخیر کر دی تھی اپنے ساتھ گھر کے جاڑو تک باندھ کے لے جارہے تھے ایسے لگتا تھا کہ وہ کسی جہاز پر نہیں بیل گاڑی پر جا رہے ہوں یہ 1975ء کا سال تھا ایک طرف پہلے والے مہاجر پاکستان جا رہے تھے تو دوسری طرف روز 5 یا 10 مہاجر کھٹمنڈو پہنچ رہے تھے اور ان نئے آنے والے مہاجروں کو دیکھ کر میری شکوک وشبہات بڑھ رہے تھے کہ لازمی یہ انڈین انٹیلیجنس کے ہاتھوں سے ہو کر آے ہیں اسی دوران مجھے ڈاک موصول ہوئی اس میں ایک شخص کی فوٹو اور اس کے متعلق لکھا ہوا تھا. خط میں لکھا تھا کہ یہ شخص ڈی ایم آئی کا

ایک ماہر تجربہ کار جاسوس ہے اس نے جسمانی طور پر مسلمان ہونے کے سارے تقاضے پورے کیے ہیں دو خاصی پڑھی لکھی اور خوبصورت عورتیں جو کہ تربیت یافتہ بھارتی جاسوسہ ہیں اس کے ہمراہ ہیں ان میں ایک اسکی بیوی بنی ہوئی ہے اور دوسری بیٹی یہ شخص شکل چینج کرنے کا ماہر ہے یہ کبھی بھی ایک روپ میں نہیں رہتا کبھی کلین شیو کبھی نقلی داڑھی کبھی پاجامہ قمیض کبھی پینٹ شرٹ کبھی تھری پیس پہن کر اپنا آپ بدلتا رہتا ہے اسکو بھارت سے تمہارے متعلق مکمل بریف کیا گیا ہے یہ دیکھتے ہی تمہی پہچان لے گا اسکی شکل نہ بہاری ہے نہ پٹھانی ہے نہ بنگالی ہے اور نہ ہی پنجابی لگتا ہے یہ تینوں عنقریب کھٹمنڈو پہنچنے والے ہیں آخر میں لکھا تھا کہ

Give Tham a good treat

ہمیشہ کی طرح اس بار بھی میری واپسی کو بہت جلد کہہ کر ٹرخا دیا گیا تھا

میرے دل میں بھی یہ خیال آیا کہ جس طرح یہ مجھے ٹرخا رہے ہیں میں بھی انہیں ٹرخا دوں مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ میں ان افراد کی خاطر نہیں بلکہ وطن کی محبت کی خاطر آگ کے اس سمند میں کودا ہوں اللہ میرے وطن پاکستان کو قائم ودائم و سلامت رکھے اور حکومتیں تو آنی جانی والی چیزیں ہیں مگر یہ وطن تو ہمیشہ رہنا ہے افراد بدلتے جائیں گے مگر وطن یہی رہے گا جو شخص مجھے کھٹمنڈو میں رکھ کر میرا آخری قطرہ خون کا نچوڑنا چاہتا ہے ہو سکتا

ہے وہ مجھ سے بھی زیادہ محب وطن ہو اور اسے یقین ہو کہ میں یہ سب کر سکتا ہوں اور حالات کو فیس کر سکتا ہوں وطن رہے گا تو ہم رہیں گے ہماری فیملیز رہیں گی اگر وطن ہی نہیں رہے گا تو پھر ہم کہاں رہیں گے ہمیں یا تو غلام بنا لیا جاے گا یا پھر قتل کر دیا جائے گا اس لیے جب بھی کوئی کام کرنے لگو تو وطن کی محبت کو اولین ترجیح دو.

میں نے مریم کے ساتھ اس مسئلے کو ڈسکس کیا تو اس نے کہا کہ اس مہم میں میں بھی تمہارا ساتھ دوں گی میں نے حامی بھر لی اور اس کو فیس کرنے کی تیاری میں لگ گیا محسن اور نئے شادی شدہ لڑکوں کی میں نے ڈیوٹی لگائی کہ ہر نئے آنے والے مہاجر پر نظر رکھیں اور اسکی مجھے رپوٹ دیں سفارت خانے سے سفیر سے کہہ کر پچھلے دو ماہ کی رجسٹریشن لسٹیں منگوا لیں کیونکہ ہو سکتا ہے وہ چیک ان ہو گیا ہو میں نے اپنی طرف سے ہر طرح سے جانچ پڑتال کرنا شروع کر دی.میں نے پاکستان سے آنے والے ہدایت نامے کو کئی بار پڑھا اتنی مفصّل ہدایات اور تینوں جاسوسوں کی مکمل تفصیلات اور تصاویر بھیجنے کا مطلب تھا کہ میرے محکمے کا رابطہ ڈی ایم آئی کے کسی ایسے رکن سے ہو چکا تھا جس نے انہیں اس قدر مفصل تفصیلات مہیا کی تھیں دوسری بات جو میرے ذہن میں کھٹک رہی تھی. وہ یہ تھی کہ نارمل پروسیجر کے مطابق ہر ڈاک بھارت سے پاکستان پہنچنے اس کی تجزیات ہونے اور پھر مجھ تک پہنچنے میں تقریباً ڈیرھ ماہ کا عرصہ لگا ہو گا تصویریں بھی سٹوڈیو کی بنی ہوئی نہیں تھیں

بلکہ چلتے پھرتے کی کھینچی گئی تھیں ان تمام باتوں سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بھارت میں ہمارے کسی گروپ کو یہ معلومات دینے والے کو خود اس بات کا علم شاید ڈیرھ ماہ قبل ہوا ہو گا پاکستان جانے والی پروازیں شروع ہو چکی تھیں اور اگر ان تینوں جاسوسوں نے ان پروازوں کے شیڈول میں پاکستان جانا تھا تو سفارت خانے کی فائنل لسٹ میں انکے نام ہونے چاہئیں میں نے اس لسٹ کو کئی بار پڑھا لیکن ایسی کوئی مہاجر فیملی جو ایک مرد اور دو عورتوں پر مشتمل ہو دکھائی نہ دی میں صرف مفروضوں پر کام کر رہا تھا اور بعض اوقات مفروضے بھی سچ ثابت ہو جایا کرتے ہیں اب مجھے یہ یقین ہو چکا تھا کہ یہ تین جاسوس کھٹمنڈو پہنچ چکے ہیں اور انہی پروازوں پر انہیں پاکستان بھی جانا ہے ان دو باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے تمام امکانات پر سوچنا شروع کر دیا اول یہ کہ سفارت خانے کی لسٹ میں کھٹمنڈو کے گردونواح میں رہنے والے مہاجر لیٹ ہو جانے کیوجہ سے شامل ہونے سے رہ گئے تھے اور ان مہاجروں کی جگہ دوسرے مہاجروں کو انکی جگہ پاکستان بھیجنے کے اختیارات ہمارے سفارت خانے کے صرف ایک آدمی کے پاس تھے اور وہ بھی بس رجسٹرڈ مہاجروں کو بھیج سکتا تھا گذشتہ دو ماہ میں ہونے والے مہاجرین کی رجسٹریشن لسٹ کو بھی میں نے کئی بار پڑھا لیکن کوئی سراغ ہاتھ نہ لگا اس مقصد کو حل کرنے میں کسی حد تک میرا ذاتی مفاد بھی تھا اپنے محکمے کیطرف سے مجھے کھٹمنڈو میں کوئی خاص اور پہلا مشن سونپا گیا تھا ورنہ عام ہدایات ہی ملتیں تھیں میں نے کھٹمنڈو میں

آج تک جو بھی کیا صرف اپنی صوابدید پر کیا تھا اس میں مجھے اپنے محکمے کیطرف کوئی ہدایت نہی ملی تھی آگر اس مشن کو میں کامیابی سے انجام دے دیتا ہوں تو میں اپنے محکمے پر زور دے کر پاکستان جا سکتا ہوں.

محسن اور اس کے ساتھی کھٹمنڈو میں پھیل گئے اور تلاشی شروع کر دی مگر ناکام رہے کبھی کرنل آنند اور کیپٹن مان آ جاتے اور میرا برین واش کرتے رہتے اسی طرح کافی دن گزر گئے مگر ہر طرف ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا تھا مریم کیطرف جانا اور واپس آنا اور اس گتھلی کو سلجھانے کی کوشش بس انہی کاموں میں گزرتے شب وروز پتہ بھی نہ چلا کہ کتنے دن گزر گئے ہیں مریم کی اردو سن کر لطف اندوز ہوتا وہ اکثر ہاتھ ماتھے پر لے جا کر سلام کرتی وہ بہت جلد اور تیزی سے اردو سیکھ رہی تھی حسب معمول ایک روز میں مریم کے ہاں گیا تو اس نے ماتھے تک ہاتھ لے جاتے ہوئے آداب کیا اور اٹک اٹک کر بولی کہ قدم رنجہ فرمایئے. میں نے اسے اتنی جلدی اردو سیکھنے پر داد دی باتیں تو میں مریم کے ساتھ کر رہا تھا لیکن میرا ذہن کچھ اور ہی سوچ رہا تھا کہ بہاری مہاجر تو ایسی سلیس اور لکھنوی انداز کی اردو نہیں بولتے انکی اردو کا تو اپنا ہی ایک الگ انداز ہے گذشتہ 28 سالوں میں انہوں نے 24 سال مشرقی پاکستان میں بنگالیوں کے ساتھ گزارے ہیں اور اسی وجہ سے انکی اردو پر بنگالی رنگ چھا چکا ہے تو پھر مریم کسی بہاری خاتون سے اتنی عمدہ اردو کیسے سیکھ رہی ہے میں نے مریم سے پوچھا کہ اسکی ٹیوٹر کی عمر کتنی ہو گی تو اس

نہیں کہا کہ 21 یا 22 سال ہو گی میں حیران تھا کہ جو لڑکی مشرقی پاکستان میں پیدا ہوئی اور جس کے گھر میں بھی بہاری اور بنگالی ملی جلی اردو بولی جاتی ہے وہ کیسے اتنی صحیح اردو بول سکتی ہے۔

میں نے مریم سے پوچھا کہ اسکا رنگ اور قد کاٹھ کیسا ہے میرے اس سوال کو مریم نے کچھ اور ہی طرح سے سمجھا اور الٹا مجھ سے سوال کرنے لگی کہ تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو تمہیں اس لڑکی سے کیا دلچسپی ہے میں نے بڑی مشکل سے اسے سمجھایا میں نے کہا کہ مجھے اس لڑکی سے جسے میں نے دیکھا تک نہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے صرف ایک شک سا ہے جسے میں دور کرنا چاہتا ہوں میری طرف سے پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد مریم نے بتایا کہ اسکا رنگ صاف اور قد نارمل ہے نارمل سے تمہاری مراد یہاں کی بہاری عورتوں جیسا ہے؟ مریم نے کہا کہ نہیں ان سے تو خاصہ لمبا ہے پندرہ روز پہلے ہی میں نے اس سے ٹیوشن لینا شروع کی ہے وہ خود ہمارے ریسٹورنٹ میں ملازمت کی تلاش کے لیے آئی تھی انگریزی بھی وہ بہت اچھی بولتی ہے بڑے دکھ جھیل کر گذشتہ ماہ ہی وہ اپنی ماں کے ساتھ کھٹمنڈو پہنچی ہے اسکی ماں اس کے ہمراہ دو مرتبہ ہمارے گھر آئی تھی وہ بھی قد آور صاف رنگ کی ہے دونوں ماں بیٹی بہت اچھی ہیں اور دونوں ہی اردو انگریزی بہت اچھی بولتیں ہیں

مگر تم کیوں انکے بارے میں اتنی تفصیل سے پوچھ رہے ہو مریم کے دل میں

پھر شکوک نے سر ابھارا میں نے مریم کو سمجھایا کہ ایک گتھلی بڑے دنوں سے سلجھانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر اس کا سر پیر ہاتھ نہیں آ رہا. ممکن ہے یہ میرا محض وہم ہو کل جب تم اس سے ٹیوشن لینے جاؤ گی تو میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا تم اس سے میرا تعارف اپنے منگیتر کہہ کر کروانا اس طرح تم بھی مطمئن ہو جاؤ گی میرے ارادے بلکل نیک ہیں میں اس سے بس چند بے ضرر سوال پوچھوں گا اس دوران تم بلکل خاموش رہنا اور اپنا ٹیپ ریکارڈ اپنے ساتھ لے جانا اور اسے اسی کمرے میں ایسی جگہ چھپا دینا جہاں سے وہ دیکھ نہ سکے اور میں جونہی وہاں پہنچوں تم ٹیپ ریکارڈ چلا دینا

مریم نے کہا لیکن وہ تو پورا برقعہ پہنتی ہے اور پردہ کرتی ہے تمہارے سامنے وہ کیسے آئے گی میں نے کہا. دیکھو مریم جیسے کہ میں نے پہلے کہا کہ ہو سکتا ہے میرا وہم ہو. لیکن دوسری صورت میں وہ ایک بہت ہی تجربہ کار بھارتی جاسوسی ادارے کی ایک اہم رکن بھی ہو سکتی ہے مجھے اس گینگ کہ اطلاع کئ روز پہلے پاکستان سے موصول ہو چکی ہے محسن اور اس کے ساتھی بے سود سارا دن کھٹمنڈو کی خاک چھانتے رہتے ہیں اور میرا دماغ انکے متعلق سوچ سوچ کر پک چکا ہے اگر محض یہ میرا شک ہی نکلا اور درست نہ ہوا تو تمہارے ہی سامنے میں اس لڑکی سے اسکی بے پردگی ہونے پر معافی مانگ لوں گا اور اگر وہ جاسوس نکلی تو پھر بے پردگی کا سوال ہی پیدا نہی ہوتا کیونکہ وہ مسلم نہی ہندو ہے میری دوسری بات بھی غور سے سن لو آئندہ نہ تو اس کے ہاتھ سے

کوئی چیز کھانا پینا اور نہ ہی اسکے ساتھ کہیں باہر جانا. اس کے علاوہ بھی میں نے مریم مزید ہدایات دیں اور کہا کہ یہ وہی مشن ہے جس کی بات چند روز پہلے میں نے تمہارے ساتھ ڈسکس کی تھی اور تم نے اس مشن میں حصہ لینے کا کہا تھا یہ سن کر وہ ریڈ الرٹ ہو گئی. اسے ہدایات دے کر میں واپس ہوٹل کیطرف چل پڑا اور سوچنے لگا کہ اگر یہی میرا مطلوبہ گینگ نکلا تو یہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہو گی کہ وہ تو مریم کے گھر تک پہنچ چکے ہیں اور میں کھٹمنڈو میں ہر اینٹ پتھر اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا ہوں. رات سونے سے پہلے ہی میں نے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے حتمی شکل دے دی تھی چونکہ یہاں معاملہ ایک لڑکی کا تھا اور محض اپنے شک کی بنا پر اسکی اصلیت جاننے کی کوشش کرنی تھی اس انٹیروگیشن کے بعد اس سے ملنا بھی ناممکن دکھائی دے رہا تھا کیونکہ دونوں عورتوں نے میری پوچھ گیچھ کی بنا پر مریم کو ٹیوشن دینا بھی بند کر دینی تھی اس لیے میں نے کوئک ایکشن لینے کا فیصلہ کر لیا اگر وہ اپنی اصلیت اگل دے تو ٹھیک ورنہ مجھے دوبارہ یہ موقع ملنا ناممکن تو نہیں لیکن دشوار بہت ہو جانا تھا اگلی صبح میں اپنے چینی ساتھیوں کے ہمراہ بازار گیا اور وہاں سے ایک قینچی ایک تھری زیرو کی بال کاٹنے والی مشین اور ایک داڑھی بنانے والا استرا اور درمیانے سائز کی دو خالی شیشے کی بوتلیں خریدیں بوتل میں سادہ پانی بھر لیا. اپنے پلان کے مطابق میں اپنی پوری تیاری کے ساتھ مریم کے گھر کیطرف روانہ ہو گیامیں نے چینی دوستوں کو سمجھایا کہ وہ

دروازے کے باہر کھڑے رہیں اور سیٹی کی آواز سنتے ہی ڈرائنگ روم میں آ جائیں پھر جو کچھ میں سمجھا سکوں یا مریم تم کو بولے ویسے تیزی سے عمل کرنا ہے میں بغیر اطلاع کے مریم کے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا مریم اپنی ٹیوٹر سے اردو سیکھ رہی تھی رومن رسمالخط میں وہ اردو کے فقرے لکھتی ساتھ انگریزی بھی لکھتی اور اس طرح وہ مریم کے اردو تلفظ کو ٹھیک کر رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ میری آمد محسوس کرتی میں سر پر جا کھڑا ہوا مجھے وہ یوں اچانک اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ گھبرا گئی اور دوپٹے سے اپنے چہرے کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی کہ میں پردہ دار ہوں میں نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا کہ دیکھو اب تمہارا پردہ تو رہا نہیں کیونکہ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے میں تم سے بہت متاثر ہوں کہ تم سے مریم نے اتنی جلدی اردو سیکھنے اور اسلامی کلچر سیکھنے میں کامیابی حاصل کی ہے میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ تم مہاجر ہو کر لکھنؤ کی اتنی اچھی اردو کیسے سیکھ اور بول لیتی ہو.اور پھر وہاں کا اسلامی کلچر کیسے سیکھا؟ لڑکی نے بھر پور نظروں سے مجھے تولنے کی کوشش کی کہ میں کتنے پانی میں ہوں.اور بولی میرے والدین دہلی میں پھاٹک حبش خان میں رہتے تھے پارٹیشن کے وقت دہلی میں فساد شروع ہوے تو میرے والدین نے پاکستان ہجرت کرنے کا سوچا میری والدہ کی ایک بہت گہری سہیلی نے انہیں مشورہ دیا کہ بجاے مغربی پاکستان کے ہم مشرقی پاکستان کو ہجرت کر جائیں میری والدہ کی سہیلی کا نام آمنہ تھا اور انکی شادی چٹاگانگ

میں تعینات چٹاگانگ کے ایک پورٹ افسر سے ہوئی تھی جو خود بھی علی گڑھ کے رہنے والے تھے میرے والدین ہجرت کر کے چٹاگانگ میں آ بسے اور والد صاحب نے وہی آمنہ آنٹی کے شوہر ایس ایم معروف کی مدد سے پورٹ پر مزدوروں کے ٹھیکے وغیرہ لینے شروع کر دیئے معروف صاحب کا عہدہ بڑھتا گیا اوروہ چٹاگانگ پورٹ کے جنرل مینجر بن گئے اس دوران آمنہ آنٹی کی دونوں چھوٹی بہنیں رضیہ آپا اور افسرا آپا بھی وہی آ گئیں تھیں جہاں انکی شادیاں بھی دہلی کے مہاجر بجلی گھر کے ایک اعلی افسر اور مرچٹّلا نیوی کے ایک افسر سے ہو گئیں میں چٹا گانگ میں پیدا ہوئی اور وہی بی اے کیا میرے والد کا کیطرف روانہ ہو گیامیں نے چینی دوستوں کو سمجھایا کہ وہ دروازے کے باہر کھڑے رہیں اور سیٹی کی آواز سنتے ہی ڈرائنگ روم میں آ جائیں پھر جو کچھ میں سمجھا سکوں یا مریم تم کو بولے ویسے تیزی سے عمل کرنا ہے میں بغیر اطلاع کے مریم کے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا مریم اپنی ٹیوٹر سے اردو سیکھ رہی تھی رومن رسمالخط میں وہ اردو کے فقرے لکھتی ساتھ انگریزی بھی لکھتی اور اس طرح وہ مریم کے اردو تلفظ کو ٹھیک کر رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ میری آمد محسوس کرتی میں سر پر جا کھڑا ہوا مجھے وہ یوں اچانک اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ گھبرا گئی اور دوپٹے سے اپنے چہرے کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی کہ میں پردہ دار ہوں میں نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا کہ دیکھو اب تمہارا پردہ تو رہا نہیں کیونکہ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے میں

تم سے بہت متاثر ہوں کہ تم سے مریم نے اتنی جلدی اردو سیکھنے اور اسلامی کلچر سیکھنے میں کامیابی حاصل کی ہے میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ تم مہاجر ہو کر لکھنؤ کی اتنی اچھی اردو کیسے سیکھ اور بول لیتی ہو.اور پھر وہاں کا اسلامی کلچر کیسے سیکھا؟ لڑکی نے بھر پور نظروں سے مجھے تولنے کی کوشش کی کہ میں کتنے پانی میں ہوں.اور بولی میرے والدین دہلی میں پھاٹک حبش خان میں رہتے تھے پارٹیشن کے وقت دہلی میں فساد شروع ہوے تو میرے والدین نے پاکستان ہجرت کرنے کا سوچا میری والدہ کی ایک بہت گہری سہیلی نے انہیں مشورہ دیا کہ بجاے مغربی پاکستان کے ہم مشرقی پاکستان کو ہجرت کر جائیں میری والدہ کی سہیلی کا نام آمنہ تھا اور انکی شادی چٹاگانگ میں تعینات چٹاگانگ کے ایک پورٹ افسر سے ہوئی تھی جو خود بھی علی گڑھ کے رہنے والے تھے میرے والدین ہجرت کر کے چٹاگانگ میں آ بسے اور والد صاحب نے وہی آمنہ آنٹی کے شوہر ایس ایم معروف کی مدد سے پورٹ پر مزدوروں کے ٹھیکے وغیرہ لینے شروع کر دیئے معروف صاحب کا عہدہ بڑھتا گیا اوروہ چٹاگانگ پورٹ کے جنرل مینجر بن گئے اس دوران آمنہ آنٹی کی دونوں چھوٹی بہنیں رضیہ آپا اور افسرا آپا بھی وہی آ گئیں تھیں جہاں انکی شادیاں بھی دہلی کے مہاجر بجلی گھر کے ایک اعلی افسر اور مرچنٹّلا نیوی کے ایک افسر سے ہو گئیں میں چٹا گانگ میں پیدا ہوئی اور وہی بی اے کیا میرے والد کا چٹاگانگ میں انتقال ہو گیا تھا اور میں اور میری والدہ تنہا رہ گئیں لیکن معروف اور آمنہ

آنٹی کی فیملیز نے اس حد تک ہماری مدد کی کہ ہمیں ذرا بھی مالی مشکلات محسوس نہ ہوئی 71ء کے اوائل میں جب مشرقی پاکستان میں فساد پھوٹ پڑے تو ہم نے معروف انکل کے گھر میں پناہ لی معروف انکل ایک سرکاری افسر تھے اس لیے انہوں نے اپنا اور رضیہ آپا کے شوہر کا تبادلہ مغربی پاکستان کروا لیا افسرا باجی شادی کے بعد ہی مغربی پاکستان جا چکی تھی ہم ماں بیٹی نے سوچا کہ ہم دہلی چلے جائیں جہاں پر دودھیال اور ننھیال تھے اب تک تو ہم دہلی میں رہے اور کب تک خوف و ہراس کی زندگی بسر کرتے ہم نے پاکستان آنا چاہا تو معلوم ہوا کہ جب تک کھٹمنڈو سفارت خانے میں رجسٹریشن نہیں ہوگی پاکستان نہیں جا سکیں گے اس لیے ہم ماں بیٹی یہاں آ گئے مالی طور پر ہم مڈل کلاس سے تعلق رکھتے تھے میری والدہ اور والد کے رشتہ داروں نے چلتے وقت خاصے پیسے دیئے یہاں پر ایک کشمیری فیملی نے ہمیں رہنے کے لیے اپنا ایک کمرہ دیا ہے مہاجروں کی فری ہوائی سفر کی حالت دیکھ کر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنی ٹکٹ خرید کر تھائی ائیر یا رائل نیپال ائیر لائنز کی ٹکٹس خرید کر اس میں جائیں گے اور جب تک ہمارے پاس اتنے پیسے جمع نہیں ہو جاتے ہم نیپال میں ہی رہیں گے ہماری ابھی تک پاکستانی سفارت خانے میں رجسٹریشن نہیں ہوئی کشمیری سربراہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بہت جلد ہماری رجسٹریشن کروا کر ہمیں ون وے پاکستانی پاسپورٹ دلوا دیں گے اور پھر ہم پاکستان چلے جائیں گے یہاں بیکار رہنے کی بجائے میں نے سوچا کچھ کام ہی کر لیا جائے اسی

.کوشش میں اس ریسٹورنٹ میں آئی اور مریم کو ٹیوشن پڑھانے لگ گئی

اسے حسن اتفاق ہی کہا جا سکتا تھا کہ اوائل زندگی میں اپنی پہلی ملازمت کے : دوران چٹاگانگ میں معروف فیملی سے نہ صرف میں اچھی طرح واقف تھا بلکہ انکے گھر میں ایک فیملی ممبر کی حثیت بھی اختیار کر چکا تھا اس وقت معروف صاحب چٹاگانگ پورٹ کے ڈپٹی مینجر تھے انکی بیگم کا نام آمنہ تھا اور انکی منجھلی سالی چٹاگانگ میں ہی ایک الیکٹرک انجنئیر سے بیاہی ہوئی تھی اور چھوٹی سالی افسرا بھی ان کے ساتھ رہتی تھی ان دونوں اسکی شادی نہیں ہوئی تھی اتنے بھرپور ریفرنس اور جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا تھا کے بعد مجھے اس لڑکی پر کسی قسم کے شک و شبہے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی تھی میں نے اس لڑکی کو اپنے ذہن سے کلئر کر دیا تھا مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ میں نے ایک پردہ دار لڑکی کو بے پردہ کیا ہے اور اس سے بے جا سوال پوچھے. ماحول کی تلخی ختم کرنے کے لیے میں نے مریم کو سب کے لیے کافی لینے بھیج دیا.

مریم چائے بنانے چلی گئی تو میں نے اس یتیم لڑکی کے خوف کو دور کرنے کے لیے میں نے اس سے پوچھا کہ معروف فیملی میں تمہارے بقول افسرا ہی غیر شادی شدہ تھی اور اگرچہ عمر میں تم اس سے چھوٹی تھی اور وہی تمہارے زیادہ قریب رہی ہو گی لڑکی نے بتایا جی ہاں افسرا باجی مجھے بہت پیار کرتی تھی تو تم نے وہی سکول جوائن کیا ہو گا جس میں افسرا پڑھتی ہو گی. اس نے کہا جی ہاں وہ نویں کلاس میں تھی اور اسی نے مجھے سکول داخل کروایا تھا لڑکی نے

پر اعتمادی سے جواب دیا تم نے بتایا کہ افسرا جس سکول میں پڑھتی تھی اسی سکول میں اس نے تمہی بھی داخل کروایا تھا وہ تمہارے بہت قریب بھی تھی اور تم سے بہت پیار بھی کرتی تھی یہ تو بتاؤ کہ افسرا میں ایسی کون سی بات تھی جو اسے دوسروں سے نمایاں کرتی تھی لڑکی میرا یہ سوال سن کر گھبرا گئی اور کہنے لگی کہ آپ مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں میں نے کہا کہ محض وقت گزاری کے لیے اتفاق سے میں بھی معروف فیملی کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں تم نے انکے متعلق بلکل صحیح بتایا ہے اب میں تمہی بتاتا ہوں کہ افسرا نے سکول سپورٹس میں حصہ لینے کے لیے اپنے بال بہت چھوٹے کروا دیئے تھے بلکل مردانہ سٹائل کیوں تمہیں یاد ہے. ہاں بلکہ معروف صاحب نے اس حرکت پر افسرا باجی کو بہت ڈانٹا بھی تھا لڑکی نے جواب دیا اور ساتھ ہی میز پر رکھے اپنے لیڈیز بیگ کیطرف بڑھی.

میں اسکی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ اپنا بیگ اٹھاتی میں نے اسے پیچھے دھکا دے کر اسکا بیگ خود اٹھا لیا. اور ساتھ ہی میں نے سیٹی بجائی دونوں چینی دوست بھاگتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آ گئے اسی دوران مریم بھی کافی کی ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہو چکی تھی میں نے مریم کو کہا کہ ان سے کہو کہ اس لڑکی کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیں مریم میں سوال جواب کی عادت نہیں تھی وہ پہلے کام کرتی پھر سوال کرتی. اس نے فوراً چینی دوستوں کو میرا پیغام دے دیا دونوں چینی آگے بڑے تو اس لڑکی

نے کراٹے کا ایسا بھر پور وار کیا کہ ایک چینی بے ہوش ہو گیا اب ایک طرف میں تھا اور دوسری طرف دوسرا چینی اور درمیان میں لڑکی کھڑی تھی اور کراٹے کے پینترے بدل بدل کر ہم دونوں کو اپنے وار کے نیچے لانے کی کوشش میں تھی مجھے اسکا بیگ کھولنے کا ابھی تک موقع نہیں ملا تھا. میں گھومتی ہوئی لڑکی کی ٹانگ کے وار سے بچنا چاہتا تھا جونہی اس کا رخ اور دھیان چینی کیطرف ہوا میں لڑکی کیطرف بڑھا وہ مجھ سے غافل نہیں تھی اس نے مجھے ہٹ کرنے کے لیے اپنی سیدھی ٹانگ اٹھائی جسے میں نے اپنے جسم سے لگنے سے پے ہی اسکی پنڈلی سے پکڑ لیا یہاں میرا لمبا قد اور لمبے بازو کام آے ورنہ اسکی ضرب اتنی شدید تھی کہ چینی دوست ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا میں نے اسکی ٹانگ پکڑی ہی تھی کہ چینی نے اسے پیچھے سے بازوؤں سے پکڑ لیا وہ بس ہو کر قالین پر گر گئی مگر ہم دونوں کی گرفت اس پر ہلکی پڑ رہی تھی اور وہ مچھلی کیطرح تڑپتی ہوئی خود کو آزاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی میں نے مریم کو رسی اور کپڑا لانے کے لیے کہا تاکہ اسے باندھ دوں ہم نے اسکے ہاتھ پیچھے باندھے دیئے ٹانگیں بھی باندھ دیں اور منہ میں کپڑا ٹھونس دیا چینی دوست اپنی ساتھی کو ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگا مریم میرے قریب آ گئی میں نے لڑکی کا پرس چیک کیا تو اس میں سے میک اپ کا سامان نیپالی کرنسی اور ایک 25 بور کا لوڈ پسٹل نکلا ڈی ایم آئی نے مکمل ٹریننگ کے بعد اور ایک بھرپور چینج نہ ہونے والی کور اسٹوری کے ساتھ اس

لڑکی اور اس کے ساتھیوں جن کا ذکر بعد میں آے گا کو پاکستان بھجنے کا منصوبہ بنایا تھا میں بھی اسکی کور سٹوری سے بلکل مطمئن ہو گیا تھا بعد کے سوال تو محض پوسٹ سکرپٹ کے پوچھے تھے جنکا جواب دینے میں وہ مار کھا گئی معروف کی سالی افسرا کے بال اتنے لمبے تھے کہ اسکی پنڈلیوں کو چھوتے تھے اس کے بال اتنے لمبے اور گھنے تھے کہ وہ اپنے بال خود نہیں دھو سکتی تھی بلکہ بالوں کو دھونے کے لیے دو بنگالی ملازمائیں رکھی ہوئی تھیں جو اس کے بال دھوتی تھیں وہ کبھی بھی چٹاگانگ نہیں پڑھی بلکہ دہلی سے ایف اے کر کے چٹاگانگ گئی تھی اور اسی وقت بھی اسکے بال اتنے لمبے اور گھنے تھے اور وہ اپنے اس عجوبہ بالوں کو کٹوانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی یہ تو محض اتفاق تھا کہ میں بذات خود معروف فیملی کو بہت اچھی طرح جانتا تھا ورنہ اتنی مکمل کور سٹوری کے ساتھ بھارتی جاسوسوں کا یہ گروپ پاکستان جانے والا تھا جہاں پر کوئی ان پر شک نہیں کر سکتا تھا میرے پاس وقت بہت کم تھا اور اس لڑکی سے کچھ اگلوانا بھی تھا اس کے پرس سے پسٹل کا نکلنا اگر شک میں تھوڑی بہت گنجائش بھی تھی وہ اس کے جاسوس کے متعلق ثابت ہو چکی تھی چینی دوست جو اب ہوش میں آ چکا تھا مگر اپنا سر پکڑ کر ناجانے کیا اناپ شناپ بک رہا تھا میں نے دوسرے چینی دوست سے بازار سے خریدا ہوا سامان لے کر لڑکی کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ تمہاری بد قسمتی ہے کہ تم اپنی گیم شروع کرنے سے پہلے ہی پکڑی گئی ہو

اور خوش قسمتی یہ کہ تمہیں پکڑنے والا ایک مسلمان ہے تمہارے اور تمہاری نقلی ماں اور نقلی باپ مرد جس نے تمہارے نقلی باپ کا کردار ادا کرنا تھا تم تینوں کے متعلق تمہاری بھارت سے روانگی سے قبل ہی پاکستان کو اطلاع مل چکی تھی اور وہ اطلاع بذریعہ ڈاک مجھے بھی موصول ہو چکی ہے مریم کو جب تم نے پڑھانا شروع کیا تھا اس سے پہلے ہم تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی نگرانی کر رہے تھے اور یہ تصاویر دیکھو یہ تمہارے گروپ لیڈر کی ہیں تم جوان بھی ہو اور خوبصورت بھی ہو اور اگر ہماری جگہ کوئی غیر مسلم ہوتے تو سب سے پہلے وہ تمہاری جوانی اور خوبصورتی سے کھیلتے اور پھر تم سے پوچھ گیچھ کرتے تمہیں اس سے کوئی فرق نہ پڑتا. کیونکہ تمہیں بھارت سے اس کے لیے بھی تیار کر کے بھیجا گیا ہے لیکن یہ ہمارے مذہبی اصولوں کے خلاف ہے لیکن ایک جاسوس کا ہم جو حشر کرتے ہیں اس کے متعلق تم ناواقف ہو ورنہ کبھی بھی تم پاکستان کے خلاف جاسوسی کرنے کا سوچتی بھی نہیں اگرچہ ہم تمہارے متعلق سب کچھ جانتے ہیں لیکن یہ سب تمہاری زبانی سننا چاہتے ہیں۔

اگر تم تعاون نہیں کرو گی تو سب سے پہلے تمہاری زبان کھلوانے کے لیے ہمارا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ پہلے ہم تمہارے بال کاٹیں گے. پھر تمہارے سر پر مشین چلا کر گنجا کر دیں گے اگر پھر بھی تم نے سچ نہ بتایا تو ہم تمہارے ناک کان کاٹ دیں گے اور پھر ان شیشوں سے بھرے تیزاب سے تمہارے چہرے کو اتنا بھیانک بنا دیں گے کہ تم کبھی آئینہ دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکو

گی اگر پھر بھی تم نے کچھ نہ بتایا تو ہم ہار مان کر تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے لیکن چھوڑنے سے پہلے یہ میرے چینی ساتھی تمہارے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں توڑ دیں گے تاکہ تم آئندہ کسی پر اپنے مارشل آرٹ کو نہ آزما سکو. میں نے اسے یہ تمام باتیں نفسیاتی طور پر توڑنے اور مزاحمت نہ کرنے کے لیے کی تھیں.

عورت کے لیے سب سے زیادہ قیمتی چیز اس کا حسن ہوتا ہے اور سوائے پاکباز عورتوں کے اس قماش باز عورتیں خوبصورت دکھائی دینے اور اپنے حسن کو برقرار رکھنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں میں نے مریم کے ذریعے چینی ساتھیوں کو کہا کہ اس لڑکی کے ہاتھ پاؤں دوبارہ کس کر اچھی طرح باندھ دیں تاکہ جب ہم اپنا کام شروع کریں یہ حرکت نہ کر سکے میں نے یہ بات بھی اسے نفسیاتی طور پر توڑنے کے لیے کہی تھی تاکہ وہ دوسرے عزائم کو صحیح سمجھ کر مدافعت چھوڑ دے چینی دوستوں نے دوبارہ اس کے ہاتھ پاؤں کس کر باندھ دیئے اور میرے اشارے پر اسے بازوؤں سے پکڑ کر بٹھا دیا. میں نے قینچی اٹھائی اور 6انچ کے قریب اس کے بال کاٹ کر اس کے سامنے پھینک دیئے لڑکی کے منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا وہ بول تو نہ سکی مگر غوں غاں کرنے لگی میں نے مزید تین چار انچ اس کے بال کاٹے اور وہ بھی اس کے سامنے پھنیک دیئے لڑکی کی غوں غوں مزید بڑھ گئی اب میں نے مشین اٹھائی جو اس لڑکی کے سامنے میز پر پڑی تھی میں نے مریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ لگتا ہے اسے اپنے بالوں سے محبت نہیں ہے کیوں

نہ مشین سے اسکے سر کو بالوں سے آزاد کر دیا جائے میرے ہاتھ میں مشین دیکھ کر لڑکی کی خوف سے آنکھیں پھیل گئیں. اس نے زور سے اپنا سر ہلانا شروع کر دیا میں نے پوچھا کیا وہ بولنا چاہتی ہے اس نے سر ہلا کر ہاں میں جواب دیا. میں نے استرا اٹھایا اور مریم سے کہا کہ وہ چینی دوستوں کو کہے کہ اگر اس نے سچ نہ بولا تو استرے سے اس کا ایک کان کاٹ دیں. یہ کہہ کر میں نے لڑکی کے منہ سے کپڑا نکال دیا اور اسکی جو خوف سے حالت ہو رہی تھی وہ ناقابل بیان ہے منہ سے کپڑا نکلتے ہی وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی. مجھ پر رحم کریں. میں آپکو سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی. لیکن بھگوان کے لیے مجھ پر ظلم نہ کریں. اسکے بھگوان کہنے سے اس بات کی تصدیق تو ہو گئی کہ وہ غیر مسلم ہے. میں نے کہا کہ یہ تو اب تم پر منحصر ہے کہ سب کچھ سچ بتا کر اپنے آپکو بچا لو ورنہ میں پھر اگلا قدم اٹھاؤں گا. میں نے لڑکی کو کہا کہ اب بولو لیکن دھیمی آواز سے اور یہ یاد رکھنا میں تمہارے متعلق سب کچھ جانتا ہوں. جونہی تم نے غلط بیانی سے کام لیا میرے ایک اشارے پر تمہارا ایک کان کاٹ کر تمہارے سامنے پڑے ہوئے بالوں کے ساتھ رکھ دیا جائے گا.

لڑکی نے بولنا شروع کیا کہ وہ دہلی کی رہنے والی ہے اور بنگلہ دیش کبھی بھی نہیں گئی. سکول کے زمانے سے ہی مجھے مسلمانوں سے نفرت تھی کیونکہ آوارہ قسم کے لڑکے سکول کے سامنے آتے اور مجھ پر اور میری سہیلیوں پر آوازیں کستے تھے میں نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم تھا کہ یہ تنگ کرنے والے

لڑکے مسلمان ہی ہیں. لڑکی بولی کہ وہ مسلمانوں کے نام سے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے تھے. ہم نے جب ہیڈ مسٹریس سے اس بات کی شکایت کی. تو انہوں نے شیو سینا والوں کو بتایا. اور اس تنظیم کا ایک مارشل آرٹ کا ماہر ہمیں تربیت دینے کے لیے اور غنڈوں سے مقابلہ کرنے اور اپنے آپکو بچانے کے لیے ہمیں تربیت دینے کے لیے ہمارے سکول آنے لگا. میں نے 6 سال مارشل آرٹ کی تربیت سکول اور کالج میں حاصل کی. جس سے مجھے میں خاصی خود اعتمادی پیدا ہو گئی. اور میں نے اس دوران کئی آوارہ اور غنڈوں لڑکوں کی ایسی پٹائی کی کہ وہ دوبارہ کبھی کہیں نظر نہ آئے. اور میں ذہنی طور پر شیو سینا اور آریا ویدک کو اپنا سرپرست سمجھنے لگی. میں کالج میں پڑھ رہی تھی کہ اسی دوران میں شیو سینا کی میٹنگز میں باقاعدہ جانا شروع ہو گئی. اور جلد ہی اس تنظیم کی باقاعدہ ممبر بن گئ میرے شوق اور جذبے کو دیکھتے ہوئے مجھے شیو سینا کے اس مخصوص گروپ میں شامل کر لیا گیا. جسکی میٹنگز میں ہمیں اسلحہ چلانے اور جاسوسی کی تربیت دی جانے لگی میرے پتا کا دہانت ہو چکا تھا اور میری ماتا ایک آرٹ سکول میں ٹیچر تھی ابتدائی تربیت کے بعد ہمیں دہلی کے قریب ایک فوجی کیمپ میں ایڈوانس تربیت کے لیے جانا پڑا. جس میں فوجی ہمیں اسلحہ چلانے اور جاسوسی کرنے کے داؤ پیچ سکھانے لگے. تربیت کے مخصوص کمروں میں ایسے چارٹ لگے ہوئے تھے جن پر بھارت برما افغانستان مشرقی اور مغربی پاکستان کے نقشے بنے ہوئے تھے بھارت کو چھوڑ کر باقی ملکوں

کے نقشوں پر سرخ لکیریں لگی ہوئی تھیں. ہمیں بتایا جاتا تھا کہ ماضی میں یہ سب ملک بھارت کا ہی حصہ تھے اور مہاراجہ اشوک کی حکومت برما سے لے کر افغانستان کے آخری کونے تک تھی. اب ہمیں یہ سب علاقے اکھنڈ بھارت میں شامل کرنے ہیں. اسی دوران تربیت دینے والے ایک کیپٹن سے میرے تعلقات آخری حدوں سے بھی آگے بڑھ گئے.

میں نے جب کیپٹن کو شادی کرنے پر زور دیا تو ایک دن اسکے کرنل نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور کہا کہ جسمانی لذت سے بھی بڑھ کر ایک لذت اپنی جنم بھومی کو غاصبوں کے قبضے سے اسے آزاد کرانا ہے. اس سے تمہی اپنے من کی اور پرکھوں کی آتما کو شانتی ملے گی. ہم تمہیں اسی مقصد کے لیے پاکستان بھیجیں گے. اور وہاں سے واپسی پر اس کیپٹن سے تمہاری شادی کروانے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں. مشن کی تکمیل کے لیے تمہیں اپنے دماغ کے ساتھ اپنے شریر (جسم) کو بھینٹ کرنا ہو گا. لیکن وطن کی سیوا کی خاطر تم اپنے جسم کی بھینٹ دینے کے باوجود تم ہمارے لیے پوتر اور ستی ساوتری رہو گی. اگر تمہیں یہ منظور ہے تو ہم تمہاری والدہ کو کہیں گے کہ ہم تمہیں اعلی تعلیم کے لئے برطانیہ بھیج رہے ہیں. لڑکی سانس لینے کے لیے رکی اور ایک گلاس پانی مانگا. پانی پی کر اس نے سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں نے یہ بات مان لی. تو مجھے ایک برس مزید تربیت اور پاکستان کے متعلق کتابوں فلموں سائیڈوں اور لیکچروں سے اس قدر جان کاری دی گئی کہ اب میں بھارت کی

نسبت پاکستان کو زیادہ بہتر جانتی ہوں دو ماہ پہلے مجھے ایک ادھیر عمر مرد اور عورت سے ملوایا گیا. پاکستان میں ایک گروپ کی صورت میں کام کرنے کے لیے آ نہوں نے میرے ماتا پتا بن کر رہنا تھا کھٹمنڈو میں ہم اکھٹے آئے ہیں. میں اپنی ماتا کے ساتھ ایک کشمیری فیملی کے گھر میں رہتی ہوں اور پتا ایک الگ فلیٹ میں رہتے ہیں کھٹمنڈو میں مجھے اپنی عملی کارکردگی دکھانے کے لیے مریم تک رسائی حاصل کرنا تھی. میرے ماتا اور پتا کو بھی آپ سے الگ الگ ملنے کا کام سونپا گیا تھا. یہاں ہمارے ذمے یہ کام ہے ہم کسی بھی طرح آپکو یا مریم کو اعتماد میں لے کر بھارتی سفارت خانے کے اندر لے جانا تھا اگر میں آج پکڑی نہ جاتی تو دو تین روز تک میں مریم کے ساتھ اسکی گاڑی میں ان دونوں بھارتی سفارت خانوں کے سامنے سے گزرتے ہوئے گن پوائنٹ پر یا پھر اسکو بے ہوش کر کے بھارتی سفارت خانے کے اندر لے جاتی میں سائیکل سے لے کر ٹرک چلانے تک مہارت رکھتی ہوں. میرے گروپ کو بھارت سے آنے سے پہلے آپ دونوں کے متعلق مکمل بریف کیا گیا تھا. یہ دونوں سفارت خانے ہماری پشت پر ہیں اور یہاں ہماری رہنمائی بھی کرتے ہیں.

قارئین جتنا وقت آپ نے اس بھارتی جاسوسہ کے بیان کو پڑھنے میں لگایا ہے اتنا ہی ٹائم یا اس سے تھوڑا اس نے بیان دینے میں لگایا تھا. میں تفصیلاً اس کے بیان کو صرف اس لیے لکھ رہا ہوں کہ بھارت اور کھٹمنڈو میں قیام کے دوران پہلی بار میں نے پوری تربیت یافتہ بھارتی جاسوسوں کے گرو کر پکڑا تھا.

جو انتہائی خطرناک عزائم لے کر پاکستان جانے والا تھا اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھنے والے اب پہلے سے بھی زیادہ اس مقصد کے لیے کوششاں ہیں. اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے دانشور اور سیاسی لیڈر ہی ہمیں بھارت کے ساتھ پینگیں بڑھانے اور بھارت کو موسٹ فیورٹ قوم سمجھنے کے لیے ترغیب دے رہے ہیں. لعنت ہے ایسی سوچ رکھنے والے دانشوروں سیاسی لیڈروں اور ان لوگوں پر جو ان کے ہم خیال ہیں. ہمارے اپنے ہی حکمران بنگلہ دیش جاکر مکتی باہنی کے جہنم رسیدوں کی یادگار پر پھول چڑھاتے ہیں اور اس پر ندامت کا اظہار کرتے ہیں. کہ ہم نے مشرقی پاکستان جو 16 دسمبر 71ء تک پاکستان کا مشرقی بازو تھا. پاکستان کے دشمنوں اور غداروں کی سازش کو کچلنے کے لیے طاقت کا استعمال کیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لڑکی اپنا بیان ختم کر کے میری طرف ایسے دیکھ رہی تھی کہ آیا کہ مجھے اسکے بیان پر یقین آیا ہے کہ نہیں.ادھر میں خود کو ان سوالوں کے تیار کر رہا تھا. جو ہنوز تشنہ جواب تھے

میرے پاس وقت بھی بہت کم تھا اور مجھے یقیں تھا کہ اس بھارتی جاسوسہ کی حفاظت کے لیے ارد گرد لوگ ضرور موجود ہوں گے مجھے صورت حال اتنی گھمبیر ہونے اور بدلنے کا قطعاً کوئی احساس نہ تھا بھارت کی ایک مکمل تربیت یافتہ جاسوس لڑکی رسیوں میں جکڑی میرے سامنے تھی اس نے اپنے متعلق جو

انکشافات کیے تھے انکے مطابق یہ کوئی معمولی گروہ نہ تھا اگر خدانخواستہ یہ پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے تو بہت کچھ الٹ پلٹ سکتے تھے میری زندگی میں پہلا موقع تھا کہ کسی عورت جاسوسہ سے تفتیش کروں. مجھے مرد اور عورت کے درمیان جوایک فطری حد ہوتی ہے اسے بھی عبور نہیں کرنا تھا چونکہ اچانک اور غیر متوقع ایسا ہوا تھا. اس لیے اس لڑکی اور اس کے ساتھی جو اگر مل جائیں تو ان سے پوچھ گیچھ کے لیے کوئی سوال بھی ترتیب نہیں دے پایا تھا. اس لیے میں خود گھبرا رہا تھا ایک جیک پاٹ میرے سامنے تھی. جس کے حصول کے لیے مجھے نہایت مناسب پلاننگ کی ضرورت تھی. اس گروپ کا لیڈر اور دوسری جاسوسہ عورت ابھی تک میری پہنچ میں نہیں تھے. وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے میں نے ایک سوال نامہ ترتیب دیا اور مریم سے کہ ہمارے درمیان ٹیپ ریکارڈ نئی ریل لگا کر آن کر کے رکھ دے. مریم نے مجھے بتایا کہ اسکی یہ ٹیوٹر دوپہر 2 بجے کھانا کھا کر واپس جاتی ہے. میں نے وقت دیکھا تو میرے پاس دو گھنٹے اور چند منٹ باقی تھے. جس میں اس لڑکی سوال و جواب بھی کرنے تھے اور اس کے ساتھیوں تک بھی پہنچنا تھا. اگرچہ اس واقعہ کا 23 سال گزر چکے ہیں پھر بھی میں اس لڑکی سے میرے کیے گئے سوال اور ان کے جواب قارئین تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہوں.

س. ڈی ایم آئی ہیڈ کوارٹر کہاں واقع ہے

ج. نئی دہلی میں

.س. تمہیں تربیت دینے والوں کے نام اور رینک کیا تھے

.ج صحیح نام تو وہ نہیں بتاتے بس کیپٹن کا اصل نام معلوم ہے کیپٹن ملہوترا

س. یہاں تمہارے گروہ میں کتنے افراد ہیں. ان کے نام اور ایڈریس بتاؤ اسکا جواب دینے میں لڑکی جھجکی تو میں نے اشارہ کیا چینی دوست نے ایک ہاتھ سے اس کا کان پکڑا اور دوسرے ہاتھ استرا سیدھا کیا اور میرا دوسرا اشارہ ملنے پر اس نے اسکا کان کاٹ دینا تھا لڑکی چیخی بھگوان کے لیے میرا کان نہ کاٹنا میں بتاتی ہوں میری ساتھی عورت جسکا نام سعیدہ ہے اور اصل نام کوشلیا ہے کشمیری مسجد کے ساتھ ہی ایک کشمیری کے گھر میں رہتی ہے اور مرد ہنومان ڈھوکا کی ایک بلڈنگ میں رہتا ہے. وہاں ایک فلیٹ اسے بھارتی سفارت خانے نے لے کر دیا ہے. ہنو مان ڈھوکا میں وجے کمار بھی رہتا تھا میں نے جب اس فلیٹ کی تفصیل پوچھی تو معلوم ہوا کہ وجے کمار والا فلیٹ ہی اسے دیا گیا ہے.

س. تمہارا اصلی نام کیا ہے

ج. مالتی سکینہ

س. تمہارے مرد ساتھی کا اصل اور کور نام کیا ہے

ج. اصل نام تو چمن لالا ہے اور کور نام جمشید ہے

س. پاکستان میں تمہیں کیا کیا ٹارگٹ دیئے گئے تھے

ج. مجھے پاکستان میں ہائی کمان آفیسرز اور سول بیور سے پاکستان کے انتہائی خفیہ راز معلوم کرنے تھے

.س. یہ تم کیسے کرتی

ج ہمیں بتایا گیا تھا ان لوگوں تک میں اپنی جوانی حسن اور اعلی تعلیم اور تربیت .کی وجہ سے پہنچ سکتی ہوں اور مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتی ہوں

.س. تم ماتا ہاری کے متعلق کچھ جانتی ہو

ج اس کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے اور فلمیں بھی دیکھی ہیں ہمیں ماتا ہاری کو .اپنا آئڈیل مان کر کام کرنے کی تربیت دی گئی تھی

.س. ماتا ہاری کا انجام بھی جانتی ہو

ج ہاں

س. لیکن یہاں تم اپنے ناک کان کٹ جانے کے خوف سے اپنی اصلیت اور سب کچھ بتا رہی ہو

جاہے سارے یا کچھ ہی ٹارگٹ پورے کرنے کے بعد مجھے مرنا ہوتا تو اور بات .تھی مگر یہاں تو اڑنے سے پہلے ہی پکڑی گئی ہوں

.س. پاکستان میں کوئی خاص ٹارگٹ بھی تمہیں دیا گیا تھا

ج. جی ہاں (یہاں پر مالتی نے اس عہدے دار کا نام لیا تھا جو دونوں سیاسی پارٹیوں کا کرتا دھرتا تھا آج کل اسکی متعدد شادیاں اسکی پہچان بن چکی ہیں) مجھے بتایا گیا تھا کہ بہت آسانی سے اسے قابو میں لاسکتی ہوں. اس پر قابو پانے کا مطلب تھا کہ پاکستانی افواج اور سول بیوروکریسی میں میرے داخلے کے سارے دروازے کھل جاتے.

س. پاکستان پہنچ کر تم اپنی معلومات کیسے پاکستان فارورڈ کرتیں. کیا کوئی ٹرانسمیٹر ساتھ لاے ہو.

ج. مجھے اور کوشلیا کو اپنی معلومات اپنے گروپ لیڈر کو دینے کے آرڈر تھے وہ الیکٹرونکس کا ماہر ہے ٹرانسمیٹر بھی اس نے پاکستان جا کر بنانا تھا.

س. ٹرانسمیٹر کے علاوہ کوئی اور ذریعہ.

ج. مقررہ وقت پر بھارتی کوریئر کا گروپ بھی وقت پر ڈاک لانے اور لے جانے کا انتظام بھی تھا.

س. پاکستان میں تمہارے ہمدردوں اور ضرورت پڑنے پر تمہاری مالی اور دیگر ضروریات پوری کرنے والوں کے نام بتاؤ.

ج. ایک نہیں بیسوں نام ہیں. لیکن انکا علم بس گروپ لیڈر کو ہے.

س. پاکستان میں تمہارے مشن کا ٹائم کتنا ہے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

.ج میرا دو سال تھا جبکہ دوسروں کا میں نہیں جانتی

س. پاکستان میں تمہارے کتنے گروپ اور کہاں کہاں کام کر رہے ہیں. اور .انکے ساتھ تمہارا رابطہ کیسے ہونا تھا

ج. میرا یہ سوال سن کر مالتی مسکرائی اور بولی سر ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ آپ ایک منجھے ہوئے جاسوس ہیں. آپکو تو یقیناً معلوم ہونا چاہئے کہ راز داری تو جاسوسی کا ابتدائی سبق ہے ہمیں دوسرے گروپس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا .گیا

.س. اگر تمہیں چھوڑ دیا جاے تو تم کیا کرو گی

ج. میں نے اپنی جان کے خوف سے نہ صرف اپنے متعلق بلکہ اپنے گروپ کے متعلق بھی سب کچھ بتا دیا ہے آپ یقیناً انکو بھی جا لیں گے. ڈی ایم آئی کو جب پتہ چلے گا تو وہ مجھے یا تو مار ڈالیں گے یا پھر اذیتیں دے کر ایک لمبی عمر کے لیے قید کر دیں گے اگر آپ مجھے چھوڑ بھی دیں تو واپس بھارت جانا میرے لیے ناممکن ہے پاسپورٹ میرے پاس نہیں ہے کہ کسی اور ملک چلی جاؤں. مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان حالات میں کیا کر سکتی ہوں. اپنی دانست میں میں نے لڑکی سے تمام سوال کر لیے تھے بس ایک سوال باقی تھا میں نے مالتی سے پوچھا کہ بھارتی سفارت خانے میں کس سے انکا رابطہ ہے اس نے بتایا باقاعدہ ہمارا رابطہ اور ہدایات تو میجر باسو ہی کرتے ہیں مگر میں کرنل

آنند اور کیپٹن مان سے بھی مل چکی ہوں کیپٹن مان تو میرے پیچھے ہی پڑھ گیا ہے مجھے لیٹ نائیٹ ڈنر اور ساتھ رکھنے کی کافی آفرز کر چکا ہے.

میں نے مریم کو دوسرے کمرے میں بلا کر کہا کہ مجھے اپنے چینی ساتھیوں کے ساتھ اس لڑکی کے باقی ساتھیوں کی خیر خیریت دریافت کرنے جانا ہے اس لیے فی الحال اسے تمہارے گھر میں بے ہوش کر کے رہنے دیا جائے اب تک میں نے مالتی سے جو بھی گفتگو کی تھی ایک آدھ لفظ کے علاوہ سب اردو میں کی تھی. مریم نے کسی قسم کے حیلو حجت سے کام نہیں لیا بلکہ اوکے کہہ دیا کہ میں ایگری ہوں آپ اسے بےہوش کر کے چھوڑ کر جا سکتے ہیں چینی دوست نے مالتی کے سر پر ریوالور کے دستے سے چوٹ مار کر اسے بے ہوش کر دیا اوراحتیاطی طور پر دو تین دفعہ اور اس کے سر پر چوٹ ماری تاکہ وہ جلدی ہوش میں نہ آ سکے اور اسے اٹھا لر سٹور روم میں ڈال دیا اور میں نے مریم کو کہا کہ ہر پندرہ منٹ بعد وہ جا کر اسے چیک کرتی رہے اگر وہ ہوش میں آتی دکھائی دے تو اسے سر پر چوٹ مار کر دوبارہ بے ہوش کر دے. میں نے مریم کو کہا کہ میرے واپسی آنے تک وہ اور اس کے والدین اپنے بیڈ روم سے باہر نہ نکلیں اور نہ ہی گھنٹی بجنے پر دروازہ کھولیں مریم کے پاس میرے دیئے گئے کئ ریوالور تھے میں نے کہا کہ ایک ریوالور لوڈ کر کے تیاری حالت میں اپنے ہاتھ میں رکھے اگر کوئی دروازہ توڑنے کی کوشش کرے تو بے دریغ اس پر فائر کر دے مریم کے گھر کا کمپاؤنڈ خاصا وسیع تھا اور داخلے کے گیٹ

پر بغیر اجازت اندر آنا منع ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا اس حالت میں اگر کوئی بغیر اجازت اندر آتا ہے تو اس پر گولی چلانا اس کا حق بنتا ہے میں نے اسے کہا کہ واپسی پر میں تین بار وصل بجاؤں گا تو تبھی وہ دروازہ کھولے. یہ ہدایات دے کر میں چینی ساتھیوں کے ساتھ وین میں کشمیری مسجد کیطرف روانہ ہو گیا اور اب مجھے کوشلیا سے سامنا کرنا تھا اور وہ بھی ایک کشمیری کے گھر میں رہتی تھی.اس کشمیری گھر کے سربراہ کا نام فصیح تھا. چینی دوست گھر کے باہر کھڑی وین میں بیٹھے رہے فصیح صاحب گھر میں نہیں تھے میں نے گھر کی خواتین سے بات کرنے سے پہلے ان کے گورکھا چوکیدار سے پوچھا کہ وہ مہمان خواتین کہاں رہتی ہیں اس گھر کا ایک بچہ جو ہماری بات سن رہا تھا بولا کہ اس طرف مہمان خانے کے دو کمرے ہیں میں نے بچے سے کہا کہ مجھے سعیدہ بیگم سے بہت ضروری ملنا ہے تم میرے ساتھ چل کر انکا دروازہ کھلوا دو بچے نے میرے ساتھ چل کر مہمان خانے کے ایک کمرے کو کھٹکھٹایا اور بولا آنٹی دروازہ کھولیے کوئی آپ سے ملنے آیا ہے. میں نے بچے کے کان میں کہا کہ بولو آپکی ایک سہیلی ملنے آئی ہے بچے نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے یہی بول دیا کمرے کا دروازہ کھلا میں نے پسٹل جیکٹ کی جیب میں رکھا ہوا تھا کوشلیا مجھے دیکھتے ہی پیچھے ہٹی اور دروازہ بند کرنے کی کوشش کی مگر میں نے آگے بڑھ کر دروازے کو دھکا دے کر اندر داخل ہو گیا. میں نے اسے رینج میں لیتے ہوئے اسے کہا کہ کوشلیا اپنا یہ بہروپ ختم کرو اور خاموشی سے میرے ساتھ

چلو. ورنہ یہی پر گولیوں سے چھلنی کر دوں گا سمجھداری کا ثبوت دو اور خاموشی سے میرے ساتھ چل پڑو مت بھولو کہ میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں تو خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا مجھے چاہے تو تمہاری لاش ہی لے جانی پڑے. کوشلیا نے شال اس حالت میں اٹھائی کہ میرے پسٹل کی نال اسکی کمر کے ساتھ لگی ہوئی تھی اسی حالت میں اس نے برقعہ پہنا اور ساتھ چل پڑی مگر پھر اپنے منہ سے برقعہ ہٹا کہ چوکیدار کو کچھ اشارہ کر سکے مگر میں نے دوبارہ برقعہ اس منہ پر ڈلوا دیا اسے وین میں بٹھایا اور سیدھا مریم کے گھر پہنچ گئے. کوشلیا کے ہمراہ ہم مریم کے گھر پہنچ کر تین دفعہ مخصوص انداز میں وسل بجائی تو اس نے دروازہ کھول دیا مریم کے ہاتھ میں پسٹل تھا اور وہ بہت چوکس دکھائی دے رہی تھی ہم کوشلیا کو لے کر مالتی کے پاس سٹور روم میں لے گئے جہاں وہ بےہوش پڑی ہوئی تھی مالتی کو اس حالت میں دیکھ کر کوشلیا کی رہی سہی ہمت جواب دے گئی وہ جاسوسی کے سارے داؤ پیچ بھول گئ تھی اس نے کچھ بولنا چاہا تو میرے چینی دوست نے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے خاموش کر دیا مزید دو تین ضربیں اس کے سر پر لگائیں اور وہ مکمل بے ہوش ہو گئ اس کے ہاتھ پیر باندھ کر منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا میں نے مالتی کے سر پر تین مزید ضربیں لگائیں اور اسے مزید تین گھنٹوں تک کے لیے ہوش سے بیگانہ کر دیا. اب میں نے مریم کو کہا کہ ہم انکے گروپ لیڈر کی طرف جا رہے ہیں اس لیے اب تمہیں پہلے سے زیادہ چوکس رہنا ہو گا اور اسے مزید

ہدایات دے کر ہم چمن لالا کے گھر کیطرف روانہ ہو گئے ہم ابھی آدھے رستے پر ہی پہنچے تھے کہ میں نے وین کو واپس موڑ کر مریم کے گھر کیطرف روانہ ہو گیا. ذہنی طور پر میں مریم کے لیے بہت پریشان تھا. کیونکہ اس کے گھر میں دو جاسوس عورتیں بے ہوش پڑھی ہوئی تھیں. مالتی کا بروقت مریم کے گھر سے واپس نہ جانے اور کوشلیا کے اغوا کی خبر اگرچہ بھارتی سفارت خانے نہیں پہنچی ہو گی مگر پہنچنے والی ضرور ہو گی. اور سفارت خانہ یہ خبر سن کر کبھی خاموش نہ بیٹھتا بلکہ یہ خبر سنتے ہی انکا ٹارگٹ مریم کا گھر ہونا تھا اور اکیلی مریم انکا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی. اسی سوچ کے تحت میں نے وین واپس موڑ لی تھی. جب ہم مریم کے گھر پہنچے تو وہاں ہمیں کوئی غیر معمولی آثار دکھائی نہ دیئے. میں نے موقع کو غنیمت جانا اور چینی دوستوں کو کہا کہ فوری طور پر ان بے ہوش خواتین کو گاڑی کے فرش پر ڈال دیں اور انہیں گیس سلنڈر سے انکا کام تمام کرنے کا کہا. مریم ابھی اندر ہی تھی میں نے اسے بلایا اور کہا انکو کو کہو کہ چین کی طرف جانے والی روڈ پر کم از کم پچاس کلومیٹر آگے تک لے جا کر ان دونوں کو کسی کھائی میں اسی حالت میں پھینک آئیں. مریم نے سب سمجھا دیا. اس کے بعد میں نے مریم کو اندر بھیج دیا اور چینی دوستوں کو پہلے پٹرول والی کین پکڑ کر پھر ڈھکن سمیت ان کے اوپر ڈیمی پٹرول چھڑک اور پھر انہیں لائٹر جلا کر آگ لگانے کا سمجھایا تو سمجھ گئے اس کے بعد وہ وین میں بیٹھے اور تیزی سے روانہ ہو گئے. مریم نے مجھ سے پوچھا

کہ کیا دونوں عورتوں کو جلانے کے لیے پٹرول کا ایک کین کافی ہو گا تو میں نے پوچھا تمہیں کیسے پتہ چلا تو وہ بولی کہ آپ اشاروں میں انہیں سمجھا رہے تھے میں سب سمجھ گئی کہ آپ کیا کہہ رہے ہو.

چار گھنٹے بعد چینی دوست واپس آئے اور کہا کہ سب کام اوکے کر آے ہیں ان کے چہروں پر تھکن کے آثار صاف نظر آ رہے تھے. مجھے مالتی اور کوشلیا کی موت پر افسوس ہو رہا تھا مگر میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا پاکستان دشمنی میں وہ خود اس آگ میں کودیں تھیں اور میرے پاکستان کے خلاف جاسوسی کرنے ولا مرد ہو یا عورت دونوں برابر تھے مریم نے دونوں کو کھانا کھلایا اور میں نے مریم سے کہا کہ حالات ایسے بن چکے ہیں کہ ان تینوں کی چھٹی اب ختم انہیں 24 گھنٹے ہوشیار رہنا ہو گا اس لیے ان میں سے ایک اپنے تیسرے ساتھی کے پاس جاے اور اسے پوری طرح مسلحہ کر کے ساتھ لے آے اور تم بھی اپنے والدین کے ساتھ مل کر سامان پیک کر لو اور میرے ساتھ اناپورنا ہوٹل شفٹ ہو جاؤ کیونکہ حالات کی نزاکت کے حساب سے ہم سب کو اب اکھٹے رہنا ہو گا. مریم نے چینی ساتھی کو میری ہدایات پہنچا دیں وہ اپنے تیسرے ساتھی کو لینے چلا گیا میں نے اپنے ہوٹل فون کر کے اپنے فلور پر دو کمرے مزید بک کروا لئیے. اور چینی ساتھیوں کے روم میں مزید ایک بیڈ رکھوانے کا کہہ دیا. جتنی دیر میں چینی اپنے تیسرے ساتھی کو لے کر آیا مریم اور اس کے والدین نے تیاری مکمل کر لی کیونکہ انہیں معلوم

ہو گیا تھا ان کی سلامتی ہوٹل میں شفٹ ہونے میں ہی ہے. شام 6 بجے تک ہم سب ہوٹل میں شفٹ ہو گئے مریم نے کہا کہ اگر اجازت دیں تو میں ہر روز اپنے والدین کے لیے چائینیز کھانے اپنے ہوٹل سے بنوا کر لے آیا کروں تو میں نے کہا ہاں مگر تمہارے ساتھ دو چینی بطور گارڈ جایا کریں گے. تقریباً ساڑھے چھے بجے میں چمن لالا سے اپنے دو چینی ساتھیوں کے ساتھ ملنے کے لیے روانہ ہوا آج کے واقعات سوچ کر مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ یا تو چمن لالا نے گھر چھوڑ دیا ہو گا یا پھر سفارت خانے نے اس کے لیے گارڈز کا بندوبست کر دیا ہو گا. چمن لال کے گھر سے ذرا فاصلے پر میں نے ایک بلڈنگ کے پاس ایسی جگہ وین روکی جہاں اور بھی گاڑیاں کھڑی تھیں سورج غروب ہو چکا تھا اور اسٹریٹس لائٹ جل رہی تھیں. ہم اس بلڈنگ کے بلکل سامنے پہنچ گئے جہاں وجے کمار کے فلیٹ میں چمن لالہ رہتا تھا نیچے ایک رکشہ کھڑا تھا میں ایسے فلیٹوں میں جانے سے گھبراتا تھا کیونکہ جب ہم وجے کمار کو ختم کرنے آے تھے تو اوپر اور نیچے آنے جانے کے ٹائم مختلف فلیٹوں کے دروازے کھلے اور بند ہوے تھے. یقیناً ان فلیٹوں میں رہنے والے کچھ لوگوں نے ہمیں دیکھا بھی ہو گا. اب پھر ہم اسی فلیٹ میں اسی مقصد کے لیے جا رہے تھے ہمیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ اپنے فلیٹ میں موجود ہو گا کہ نہیں. اگر وہ فلیٹ میں ہوا تو کیا وہ اکیلا ہو گا یا اس کے ساتھ گارڈز بھی ہوں گے اسی شش و پنج میں رہنے کے بعد میں نے اوپر جانے کا فیصلہ کر لیا. اکا دکا لوگ سڑک پر

آ جا رہے تھے میں نے رکشہ والے کو وہاں سے ہٹانے کے لیے پوچھا کہ کیا رکشہ خالی ہے تو اس نے کہا کہ اسکی سواری اوپر سامان لینے گئی ہے چنانچہ میں سیڑھیاں چڑھنے لگا ابھی ہم پہلی اور دوسری سیڑھی کے درمیان میں ہی پہنچے تھے کہ ہمیں اوپر سے کسی کے نیچے آنے کی آواز سنائی دی لکڑی کی سیڑھیاں ہونے کی وجہ آواز صاف آ رہی تھی اتنی دیر میں ایک شخص ایک بڑا سا بکس ہاتھ میں پکڑے نیچے کیطرف اترتا دکھائی دیا سیڑھیاں تنگ بھی تھی نتیجہ کہ اب ہم میں سے ایک نے راستہ دینا تھا یا اسے واپس جانا تھا یا مجھے نیچے اترنا تھا وہ بوڑھا سفید دارھی اور مونچھوں والا کوئی مسلم دکھائی دے رہا تھا میں ابھی کسی فیصلے پر نہیں پہنچا تھا کہ اس نے بریف کیس چھوڑا اور دوبارہ اوپر کو دوڑ کر سیڑھیاں چڑھنے لگا اس عمر میں اتنی تیزی اور پھرتی دیکھ کر میرے ذہن میں بجلی سی کوندی میں تیزی کے ساتھ اس کے پیچھے لپکا میری زخمی ہونے والی ٹانگ میں درد کہ لہر سی اٹھی. لیکن اس درد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میں نے اسے دوسری منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی جا لیا اور اسکو ٹانگ سے پکڑ لیا میرا اسے ٹانگ سے پکڑنے کیوجہ سے وہ منہ کے بل سیڑھیوں پر گرا اور گرنے کیوجہ سے دو تین سیڑھیاں نیچے لڑھک آیا. گری ہوئی حالت میں اس نے سیدھا ہو کر مجھے نیچے دھکیلنا چاہا لیکن میں نے اسکی دوسری ٹانگ بھی پکڑ لی اب سیڑھیوں پر اوندھے منہ گرنے کیوجہ سے اس کے چہرے سے آدھی دارھی اتر چکی تھی اسکی ٹانگیں پکڑے ہوے ہی میں نے خود کو اٹھا لیا

اور آگے ہو کر اس پر اس طرح لیٹ گیا کہ میرا چہرہ اس کے چہرے کے بلکل سامنے آ گیا. چینی دوست میرے پیچھے تھے میں چلا کر کہا گیس اور اپنے نیچے پڑے ہوئے بوڑھے یعنی چمن لال کے دونوں بازو پھیلا کر اس طرح پکڑ لیے کہ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں میری انگلیوں میں پھنسی ہوئی تھیں. میرے چینی ساتھیوں میں سے ایک ہمیں پھلانگتا ہوا چمن لال کے چہرے کے بلکل قریب پہنچ گیا. اس نے چینی میں میرے پیچھے کھڑے ساتھی کو کچھ کہا اس کے ساتھی نے میرے چہرے اور منہ کو سختی سے بند کر دیا دوسرے ساتھی نے اپنے منہ اور ناک کو اپنے رومال سے ڈھانکا اور گیس چمن لال کے نتھنوں میں چھوڑ دی. میں نے اپنا سانس روک لیا تھا چمن لال پھڑ پھڑایا اور ٹھنڈا ہو گیا میرا منہ بند کرنے والے ساتھی نے مجھے پانچ چھے سیڑھیاں نیچے کھینچا اور میرے منہ سے رومال ہٹا دیا گیس چھوڑنے والا چینی دو تین سیڑھیاں اوپر چلا گیا تھا چینی ساتھی نے یہ سارا عمل مجھے اور خود کو گیس کے اثر سے بچانے کے لیے کیا تھا چمن لال سے ہماری مڈ بھیڑ اچانک اور اتفاقیہ ہوئی تھی. اس نے اتنا اچھا گٹ اپ کیا ہوا تھا کہ اگر وہ مجھے دیکھ کر اوپر نہ بھاگتا تو مجھے کبھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ بوڑھا مسلمان کے روپ میں چمن لال ہے وہ مجھے دھوکا دینے میں کامیاب ہو چکا تھا مگر اپنی بدہواسی کیوجہ سے مارا گیا تھا. میرا اب اور زیادہ موت برحق پر یقین پختہ ہو گیا تھا کہ جہاں انسان کی موت لکھی ہوئی ہو گی وہ وہی مرے گا چمن لال کی موت ان سیڑھیوں پر لکھی تھی اور

یہی پر مارا گیا ورنہ اگر اس کی موت نہ لکھی ہوتی تو ہمارا ایک دو منٹ کا وقفہ بھی ہو سکتا تھا. میں نے چمن لال کے چہرے پر لگی باقی داڑھی کو بھی ہٹا دیا چینی ساتھیوں نے اس کو دونوں طرف سے پکڑ کر نیچے لانے لگے میں نے اس کا بریف کیس اٹھا لیا نیچے پہنچ کر چینی ساتھی اس لاش کو لے کر اندھیری جگہ کھڑے ہو گئے میں نے رکشہ والے کو دس روپے دے کر کہا کہ اسکی سواری اچانک بیمار ہو گئی ہے اس لیے تم چلے جاؤ ہم اسے لے کر ہسپتال جا رہے ہیں. رکشہ والا چلا گیا اور میں تیزی سے اپنی وین لینے چل دیا میں وین لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے پچھلی سیٹ پر چمن لال کی لاش کو بٹھایا اور خود دونوں طرف اسے پکڑ کر بیٹھ گئے. میں نے سوٹ کیس گاڑی میں رکھا اور ایک پٹرول پمپ سے وین میں پٹرول فل بھروایا اور ساتھ ایک خالی کین بھی بھروا لیا اس دوران چینی ساتھیوں نے اسکی مکمل تلاشی لی اس کی گھڑی بھی اتار لی اور اس کی جیبوں سے نکلا ہوا سامان ایک رومال میں باندھ دیا

اب ہماری منزل وہی جگہ تھی جہاں دونوں عورتوں کی لاشوں کو جلایا گیا تھا چمن لال کی لاش کو بھی ان انشناخت لاشوں کے پاس رکھ کر کین سے پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی اور ہم اوپر سڑک پر آ گئے اور جب تک آگ جلتی رہی ہم وہیں کھڑے رہے. میں سوچ رہا تھا کہ انکی لاشوں کو جلا کر ہم نے ان کے انتم سنسکار ان کے مذہب کے مطابق کر دیئے. واپسی پر ہم کشمیری فصیح کے گھر گئے. اور فصیح صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں بتایا کہ

انکی دونوں مہمان خواتین مسلم نہیں بلکہ ہندو تھیں اور بھارتی جاسوس تھیں اور اب وہ کبھی واپس نہیں آئیں گی. اس لیے اب مجھے انکے کمرے کی تلاشی لینے دیں.اور اس معاملے میں انکی بہتری اسی میں ہے کہ وہ بلکل خاموشی اختیار کیے رکھیں ورنہ انہیں نقصان ہو سکتا ہے فصیح نے کمرے کی تلاشی دینے سے انکار کر دیا اور کسی طور پر ماننے کے لیے تیار نہ ہوا کہ وہ دونوں مسلمان نہیں تھیں جب میں نے اسے دھمکی دی کہ انہوں نے میری بات نہ مانی تو انہیں بہت نقصان اٹھانا پڑے گا تو وہ مان گیا اور ہمارے ساتھ انکے کمرے میں گیا. مہمان خانے کی ڈپلیکیٹ چابیاں اس نے گھر سے منگوا لیں. دونوں کمروں سے انکے ذاتی سامان کے علاوہ ایک چھوٹا پسٹل اور سیکڑوں گولیاں اور پاکستان میں ان کے ٹارگٹ بنے والے اعلی افسران کے نام ان کی تصاویر پاکستان میں ان کے بہی خواہوں کے نام پتے اور شناختی کوڈ لائٹر سائز کے کیمرے پاکٹ سائز ٹیپ ریکارڈر جو یقیناً پاکستانی افسران کو بلیک میل کرنے کے لیے استعمال ہونے تھے اور سب سے خطرناک دو لمبے مصنوعی ناخن تھے جو اونچی سوسائٹی کی خواتین یوز کرتی ہیں. اس وقت تو ہم نے انکا سامان ان کے ہی ایک سوٹ کیس میں ڈالا اور فصیح کو دھمکی دی کہ اگر کوئی ان کے متعلق پوچھے تو بتانا کہ وہ روٹین کے مطابق باہر گئی ہوئی ہیں اور ابھی واپس نہیں لوٹیں اور کسی کو اس سامان یا ہمارے بارے نہیں بتانا ورنہ بہت برا ہو گا. میرے ساتھیوں نے دونوں سوٹ کیس گاڑی میں رکھے. اور میں چلتے ہوئے پھر فصیح کو کہا کہ

ان عورتوں کی حقیقت کے بارے میں ہم تینوں کے علاوہ چوتھے آپ ہیں جو جانتے ہیں اگر کسی پانچویں کو اسکی خبر ہوئی تو پھر اپنی اور اپنے اہل خانہ کی قبریں ایڈوانس میں کھدوا لینا. میرے متعلق تم بخوبی جان گئے ہو کہ مجھے اپنے وطن کے دشمنوں کو ختم کرنے میں ذرا بھی جھجک نہیں آتی. دو تین روز بعد انکا سامان اٹھوا کر اپنے گودام میں رکھوا لینا اگر بھارتی سفارت خانے والے ان عورتوں کے متعلق پوچھنے آئیں تو وہی جواب دینا جو میں نے تمہی پہلے بتایا ہے اگر وہ سامان مانگیں تو انہیں کہنا کہ یہ سامان مہاجر مسلم خواتین کا ہے اگر وہ دو چار روز تک نہ آئیں تو یہ سامان پاکستانی سفارت خانے کے حوالے کر دیا جائے گا. اور اگر وہ دھمکی دیں تو پولیس کو بلوا لینا. فصیح ایک کاروباری شخص تھا میری باتیں سن کر وہ ڈر گیا. اس نے میرے کہنے کے مطابق حرف بہ حرف کہنے اور کرنے کا وعدہ کر لیا.

میں نے ایک ہی دن میں یہ سارا مشن مکمل کر لیا تھا اب مجھے صرف بھارتی سفارت خانے کے رد عمل کا انتظار تھا اور مجھے اپنے حفاظتی انتظامات سخت کرنے تھے. ہمیں ہوٹل پہنچتے پہنچتے خاصی دیر ہو گئی تھی. مریم بے چینی سے ہمارا انتظار کر رہی تھی. میں نے دونوں سوٹ کیس اپنے کمرے میں رکھوا لئیے. مریم نے ڈرتے ڈرتے مجھے بتایا کہ شام کو وہ چینی کے ساتھ پھر ریسٹورنٹ گئی تھی. اور ہم سب کے لیے کھانا لے کر آئ ہے. اس نے ریسٹورنٹ کے باہر بورڈ بھی لگوا دیا ہے کہ ریسٹورنٹ چند روز کے لیے بند رہے گا. اس نے

ریسٹورنٹ چوکیدار کے ذریعے مزید تین نیپالی چوکیدار بھی بلوا لیے ہیں. جو کل صبح انٹرویو کے لیے ریسٹورنٹ آئیں گے کھانا کھانے کے بعد میں نے مریم کو بتایا کہ چمن لال کو بھی ٹھکانے لگا دیا ہے. میں نے اسے اپنے ٹانگ کے زخم اور گٹھنے کے درد کے بارے میں بتایا تو اس نے فوراً اپنے کمرے سے بام لا کر مجھے دی. میں سارے دن کا تھکا ہوا تھا بام لگاتے ہی درد ختم ہو گیا اور میں گہری نیند سو گیا. اگلے روز ناشتے سے فارغ ہو کر ہم نے چینی ساتھیوں کی موجودگی میں سوٹ کیس کھولے. چمن کے سوٹ کیس میں سے اس کے کپڑوں کے علاوہ ٹرانسمیٹر کوڈ اور ڈی کوڈ کرنے کی کتاب پسٹل گولیاں اسلام آباد میں بھارتی سفارت خانے میں اس سے رابطہ کرنے والوں کے نام بھارت سے ڈاک لانے لے جانے والوں سے میٹنگ کی جگہ دن اور وقت اور پاکستان میں انکے ہمدردوں کے نام پتے جن سے انکو مالی امداد ملنی تھی. پاکستان کے حساس مقامات کی تصاویر نقشے غرض یہ کہ جاسوسی کے لیے تمام ضروری اطلاعات اور سامان موجود تھا. بہت چھوٹے کیمرے اور ٹیپ ریکارڈر بھی تھے. دونوں جاسوس عورتوں کا سامان میں پہلے ہی دیکھ چکا تھا. انکے سامان میں زیورات کے جیسے دو ڈبے بھی تھے جو میں کھول نہ سکا تھا اس لیے انہیں بھی سوٹ کیس میں رکھ لیا تھا. اب غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ڈبے نچلے حصے میں بنے ایک پیچیدہ مکنیزم سے کھلتے تھے. ڈبے کھولے تو ان میں خواتین کے بطور فیشن لگانے والے مصنوعی ناخنوں کے تین تین سیٹ تھے مختلف رنگوں

کے نیل پالش اور تین تین ایسی شیشیاں تھیں. جو شاید نیل پالش اتارنے کے محلول سے بھری ہوئی تھیں. بعد میں معلوم ہوا کہ یہ پوٹاشیم سائنائیڈ کا محلول تھا. جو ان ڈبوں میں موجود بہت ہی چھوٹی سرنجوں سے ان ناخنوں میں ڈالا جاتا تھا یہ شیشیاں سیل ہوئی تھیں. مصنوعی ناخنوں کے ہر سیٹ میں 5 کی بجائے 7 ناخن تھے. ہر سیٹ کے 5 ناخن ایک لائن میں اور دو ناخن علیحدہ الاسٹک سے مضبوط کیے گئے رنگین گتے کے ٹکڑوں سے لگے ہوئے تھے میں حیران تھا کہ ہر سیٹ میں 5 کی بجائے 7ناخن کیوں ہیں. میرا خیال تھا کہ شاید دو زیادہ ناخن اس لیے ہیں کہ اگر ایک ٹوٹ جاے تو اسکی جگہ دوسرا لگا دیا جائے گا. یہ سارے ناخن لمبے اور نوکدار تھے.

میں نے یونہی ایک فالتو ناخنوں میں سے ایک ناخن نکالا. اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا. اچانک ایک چینی دوست چلایا نو نو اور مجھے اشارے سے کہا کہ ناخن فوراً رکھ دے. مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا. کہ اس نے ایسا کیوں کہا. بہرحال میں نے ناخن رکھ دیا. چینی دوست نے اپنے رومال سے وہ ناخن اٹھایا. اور اچھی طرح اسکو دیکھنے کے بعد مریم سے کچھ کہنے لگا. اسکی بات سن کر مریم گھبرا گئی. پہلے میرے دونوں ہاتھ اور انگلیاں دیکھ کر تسلی کی پھر کہنے لگی. کہ دونوں فالتو ناخنوں میں سائنائیڈ کا محلول بھرا ہوا ہے میں نے رومال سے ناخن پکڑ کر غور سے دیکھا تو اسکی تیز نوک پر چھوٹا سا سوراخ بنا ہوا تھا اور سارا ناخن دو بہت باریک اور محسوس نہ ہونے والی تہوں سے بنا ہوا تھا. ناخن

کے پچھلے حصے میں سوئی سے نکالے جانے والا ایک بہت چھوٹا کارک لگا ہوا تھا اور نوک کا سوراخ بھی اسی طرح کے کارک سے بند تھا یہ ناخن لگانے والی جب چاہتی ناخن کے نوکیلے سرے سے کارک ہٹا کر کسی کے جسم پر ہلکی سی خروچ لگا کر زہر اس کے جسم میں داخل کر کے ہلاک کر سکتی تھی. اگر یہ جاسوس عورتیں پاکستان پہنچ جاتیں تو اپنے ٹارگٹس اور خصوصاً عیاش پرست افسران کو بڑی آسانی سے ہلاک کر سکتی تھیں. میرے سامنے وہ پورا منظر گھوم گیا. جب وہ اپنے شکار کو کیسے اور کس طرح نشانہ بناتیں.آج بھی جب میں پاکستان کے شہروں کے پوش علاقوں میں لاؤڈ میک اپ ٹائٹ لباس لمبے ناخنوں کے ساتھ دعوت گناہ دینے کی ادائیں دکھاتی ملکی اور غیر ملکی عورتوں کو دیکھتا ہوں. تو سوچتا ہوں کہ ان میں کتنی بھارتی جاسوسہ سائنائیڈ بھرے ناخن لگاے اپنے شکار کی تلاش میں ہوں گی. میں نے ایک چھوٹا کیمرہ ایک چھوٹی ٹیپ ایک پسٹل اور خاصی گولیاں اپنے پاس رکھ کر باقی سارے سامان اور لسٹوں کا ایک مضبوط پیکٹ بنایا اور اپنے مشن کی کامیابی کی ساری تفصیل لکھی. اور ان الفاظ پر ختم کی۔

All three were finally givan a good treat.

سرخ پن سے انڈر لائن کر کے یہ پرزور درخواست کی. کہ اب مجھے فوری طور پر واپس پاکستان آنے کی اجازت دی جائے. یہ سب میں نے دو روز پاکستان جانے والی ڈاک میں بھیجنا تھا. آج ہی مہاجروں کی فلائٹ نے پاکستان بھی جانا

جانا تھا. حالات کے پیش نظر میں نے مریم اور دو چینی دوستوں کو ہوٹل چھوڑ کر تیسرے چینی ساتھی کو ساتھ لیا اور ائیر پورٹ چلا گیا وہاں مہاجروں کو الوداع کرکے بعد دوپہر واپس آ گیا. شام 5 بجے کرنل آنند مجھے ملنے آ گیا آج وہ اکیلا تھا. اسکے اترے ہوے سوگوار چہرے پر پریشانی صاف جھلک رہی تھی. کافی شاپ میں رسمی باتوں کے بعد وہ سیدھا اصل بات پر آ گیا. آصف صاحب ہم ہار گئے اور جیت آپکی ہوئی. کرنل نے سر جھکائے ہوئے کہا. اگرچہ میں اسکا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا. لیکن میں نے انجان بنتے ہوئے کہا کرنل صاحب کون سی جیت اور کون سی ہار. میں ریڈیو بھی کم سنتا ہوں اور اخبار بھی بہت کم پڑھتا ہوں. کہا ہمارے ملکوں کے درمیان کوئی کرکٹ یا ہاکی میچ ہو رہا ہے. جسکی آپ بات کر رہے ہیں. کرنل کچھ دیر اپنی بجھی بجھی آنکھوں سے مجھے دیکھتا رہا. اور بولا آپکا حق ہے آپ ہمارا مذاق اڑائیں. لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں بڑی مشکل میں پھنس چکا ہوں. میں نے سنجیدہ ہو کر پوچھا کہ آخر بتائیں نا کیا مصیبت آن پڑی جسکی وجہ سے آپ مشکل میں پھنس گئے. اور میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں. کرنل نے ندامت آمیز لہجے میں کہا کہ آپ سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن رہے ہیں. کرنل واقعی اس وقت مشکل میں پھنسا ہوا تھا ان کے تین فل تربیت یافتہ جاسوس کل سے غائب تھے اور کھٹمنڈو میں میرے علاوہ انہیں کوئی ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جس نے انہیں غائب کیا. کرنل مجھ سے ان کے بارے میں پوچھنے آیا تھا لیکن پوچھتے ہوئے اسے

.بڑی ندامت ہو رہی تھی

وہ مجھے کیسے بتاتا کہ جبیں سعیدہ اور جمشید پاکستانی مہاجر نہیں تھے بلکہ مالتی کوشلیا اور چمن لال بھارتی جاسوس تھے. اور ڈی ایم آئی کے یہ جاسوس برسوں کی سخت ٹریننگ کے بعد پاکستان جا رہے تھے. کہ راستے میں ہی غائب ہو .گئے. میں نے کہا کرنل صاحب کھل کر اور صاف بات کیجئے

کرنل نے بہت مجبور ہو کر کہا کہ مالتی کوشلیا اور چمن لال کل سے غائب ہیں. .اور ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا

میں نے کہا کہ میں ان میں سے کسی کو بھی نہیں جانتا. کرنل نے گھمبیر آواز میں کہا کہ مالتی تو مریم کی ٹیوٹر تھی. میں ہنس پڑا. کرنل صاحب لگتا ہے آپکو بہت بڑا مغالطہ ہوا ہے. مریم کی ٹیوٹر تو جبیں تھی اور وہ کل بھی اسے ٹیوشن دینے آئی تھی. کرنل آنند پھر خاموش ہو گیا. وہ بھی بھارتی فوج کا کرنل اور ملٹری اٹاچی تھا. میرے سامنے اپنی گھناؤنی سازش کے پردے اٹھاتے ہوئے خفت محسوس کر رہا تھا. کرنل نے سر جھکائے کہا کہ چلیں آپ کی بات مان لیتے ہیں کہ جبیں سعیدہ اور جمشید کل سے غائب ہیں. یقین جانیے کرنل کی یہ حالت دیکھ کر مجھے روحانی خوشی ہو رہی تھی. اپنی بساط کے مطابق میں نے 71ء کے بدلے 72ء میں ہی لینے شروع کر دیئے تھے. اور آج اسی بدلے کا ایک نیا سین میرے سامنے تھا. میں نے کہا کرنل صاحب میں ابھی تک کچھ

نہیں سمجھا کبھی آپ مالتی بول رہے ہیں کبھی جبیں کھل کر بتائیں پرابلم کیا ہے. میں نے مزید کہا کہ مجھے مریم نے بتایا تھا کہ جبیں ایک مہاجر لڑکی ہے جو اپنی بیوہ ماں کے ساتھ پاکستان جانے کے لیے کھٹمنڈو آئی ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اک مہاجر لڑکی کے ساتھ آپ کا کیا واسطہ ہے. کیا اتنی مصیبتیں جھیل کر آنے والی فیملی کو آپ پاکستان جانے سے روکنا چاہتے ہیں. کیا آپ میں ضمیر نام کی کوئی چیز ہے بھی یا نہیں. میں کرنل پر برس پڑا اور کرنل کی حالت یہ تھی کہ شرم سے اسکی گردن جھکی جا رہی تھی. کرنل آنند کو میں نہ تو یہ بتانا چاہتا تھا کہ تینوں بھارتی جاسوسوں کو کس نے ہلاک کیا یا میں ان کے متعلق کچھ جانتا ہوں. اور نہ ہی انکی طرف سے بلکل مایوس کرنا چاہتا تھا. کیونکہ ایسی صورت میں بھارتی سفارت خانہ اپنے بھر پور وسائل کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوتا. اب تک کھٹمنڈو میں تمام جارحانہ اقدام میں نے ہی کیے تھے. اللہ کی رحمت پر یقین کے علاوہ میرا کل سرمایہ میرے تین چینی ساتھی تھے. اور اب حالات ایسے موڑ پر آ چکے تھے کہ مجھے اپنے علاوہ مریم کی فیملی کی حفاظت بھی کرنی تھی. ایسی صورتحال میں ان بھارتیوں سے میرا مزید الجھنا ہم سب کے لیے خطرناک ہو سکتا تھا. کرنل کو میں امید و بیم کی حالت میں رکھنا چاہتا تھا. میں نے اسے دھیمے لہجے میں کہا کہ تم واقعی بہت سنجیدہ اور پریشان دکھائی دیتے ہو. سب سے پہلے تو میں تمہیں یہ یقین دلاتا کہ جن مسلم مہاجر یا بھارتیوں کی تمہیں تلاش ہے ان کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا. انکی گمشدگی

کا اگر تمہیں بھی علم نہیں تو اس کے کئی امکان ہو سکتے ہیں. یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارے سفارت خانے کے کسی فرد نے تم سے کسی دشمنی کیوجہ سے انہیں غائب کیا ہو. یہ بھی ممکن ہے کہ تینوں کسی خاص مقصد کے تحت کھٹمنڈو سے کہیں چلے گئے ہوں. اور تیسرا امکان یہ بھی ہو سکتا کہ شک کی بنا پر کسی دوسرے پاکستانی گروپ نے انہیں اغوا کر لیا ہو.

کرنل پوری توجہ سے میری باتیں سن رہا تھا کہنے لگا میرے ماتحتوں میں میجر باسو سے میری نہیں بنتی. اور میں نے ایک خفیہ رپوٹ میں اسکی ناقص کارکردگی کے متعلق تفصیلاً لکھا ہے اپنے سفارت خانے کے تمام افراد کو میں بخوبی جانتا ہوں وہ یہ کام کرنے کے اہل نہیں ہیں. پاکستانی نیٹ ورک کے متعلق ہماری پہلی ملاقات میں تم نے کہا تھا کہ ہم تو صرف ڈمی ہیں. کام تو دوسرے لوگ کرتے ہیں. تمہارا ان سے رابطہ ہے. بھگوان کے لیے ان تینوں کے متعلق ان سے پوچھو. میرا سفارت خانہ انکی رہائی کے لیے 20 لاکھ فوری ادا کرنے کے لیے تیار ہے. تمہیں میں یقین دلاتا ہوں. کہ ڈی ایم آئی تمہاری جرآت اور بہادری سے بہت متاثر ہے. اگر تم چاہو تو بھارت میں تم نے جو کچھ کیا اسے بھلا کر تمہیں بھارتی شہریت دینے کے علاوہ لاکھوں روپیہ اور ڈی ایم آئی میں اعلی عہدہ دیا جا سکتا ہے. ایسی صورت میں ہم تمہاری فیملی کو بھی بھارت بلوا سکتے ہیں. جہاں تم اک نئی اور خوشحال زندگی شروع کر سکتے ہو. اگر میری باتوں پر تمہیں یقین نہیں تو میں اسی ہوٹل کے فون سے تمہاری

اپنے سفیر سے بات چیت کروا سکتا ہوں. اسکی گارنٹی پر تم ہمارے سفارت خانے چلو اور اگر کسی وجہ سے تم ہمارے سفارت خانے نہیں آنا چاہتے تو پھر سفیر کی کوٹھی میں ہی اس سے مل لو وہ تو سفارت خانے سے باہر ہی ہے. سفیر سے تمہاری بات چیت ہو جائے گی اور وہ تمہاری میزبانی پر فخر محسوس کرے گا. یہ اتنی بڑی آفر تھی کہ اگر میری جگہ کوئی سیاست دان ہوتا تو وہ اس سے آدھے پر ہی مان جاتا اور ملکی راز بخوشی انکو دے دیتا اور ان کا چمچہ بن کر رہنے میں فخر محسوس کرتا.

میں دل ہی دل میں کرنل کی اس فراخ دلانا آفر پر مسکرا رہا تھا. بھارتیوں کی میزبانی سے میں ڈی ایم آئی کی حراست کے دوران پوری طرح لطف اندوز ہو چکا تھا. جہاں تک سفیر کی رہائش گاہ کا تعلق تھا تو مجھے اچھی طرح علم تھا کہ کسی سفیر کی رہائش گاہ جہاں جھنڈا لگا ہو اسی ملک کا حصہ تصور کی جاتی ہے. کرنل شاید اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ جیسے اس دور کے پاکستانی حکمران اور وزارت خارجہ کے سیکرٹری لیول کے افسران بھارت سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی دھن میں دماغ اور سوچ سے عاری ہو چکے ہیں. ویسے ہی سارے پاکستانی بھی تھے میں نے کرنل سے کہا کہ یہ سب باتیں تو بعد کی ہیں پہلے ہمیں تمہارے تین گمشدہ لوگ تلاش کرنے ہیں. پاکستانی گروپس سے اگرچہ میرا ڈائریکٹ کوئی رابطہ نہیں ہے. لیکن میں پھر بھی پوری کوشش کروں گا کہ اگر ان کا تمہارے لوگوں کو گم کرنے میں ہاتھ ہے تو انہیں رہا کرواؤں. ایک

امکان اور بھی ہے. کہ بنگلہ دیش اب اگرچہ ایک آزاد ملک ہے. لیکن وہ مجبوراً تمہاری بالا دستی کو قبول کرتا ہے. ورنہ وہ تو اپنے ہم وطنوں اور ہم مذہبوں کا نہ ہو سکے. تو تمہارا کیا بن سکیں گے. شاید یہ کارستانی انہی کی ہو غرض جب کرنل آنند مجھ سے رخصت ہوا تو میں اس کے ذہم میں کئی قسم کے شکوک و شبہات ڈال اور پیدا کر چکا تھا. یہ میری کامیابی تھی کیونکہ اس طرح بھارتی سفارت خانے کیطرف سے فوری کارروائی کرنے میں مجھے مہلت مل چکی تھی. اور میں اس دوران اپنے ڈیفنس کو مزید مضبوط بنا سکتا تھا. اب میرا زیادہ وقت اپنے ہوٹل میں ہی گزرتا تھا. دوسرے پاکستانی گروپس کی تلاش میں میں نے بلا مقصد ہی دو روز کھٹمنڈو کی سڑکوں پر گاڑی گھمانی شروع کر دی. دو تین بار پاکستانی سفارت خانے بھی گیا. پہلے روز ہی میں نے دیکھا کہ ایک گاڑی مسلسل ہمارا پیچھا کر رہی ہے. اسی شام جب کرنل آنند کا فون آیا تو میں چھوٹتے ہی کہا کہ اس طرح تم میری نگرانی جاری رکھو گے تو میں انہیں تلاش کرنے کی کوشش ختم کر دوں گا. میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ کوئی سائے کیطرح میرے ساتھ چمٹا رہے

اگر آئندہ کسی نے میرا پیچھا کیا تو نہ وہ گاڑی سلامت رہے گی اور نہ پیچھا کرنے والا رہے گا. کرنل آنند پھنسا ہوا تھا اس نے صرف اتنا کہا کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا.

It will not repeated again.

اس کے بعد کسی گاڑی نے میرا پیچھا نہیں کیا میرا برین واش کرنے والے خود کلین واش ہو چکے تھے. اسی طرح چار پانچ روز گزر گئے. کرنل ہر شام مجھے فون کرتا اور مجھ سے رپوٹ لیتا. اسی دوران میں نے مہاجروں کی ایک فلائٹ بھی بھگتائی. کرنل آنند کا پیمانہ صبر سے لبریز ہو رہا تھا. ادھر میں بھی اس ناٹک کو مزید جاری نہ رکھ سکتا تھا. مجھے ایک ترکیب سوجھی میں نے محسن سے کہا کہ بنگلہ دیشی سفارت خانے سے بنگلہ دیش کے ایک دو اخبار منگوا لو یہ کام بڑی آسانی سے ہو گیا. ڈھاکہ سے چھپنے والا یہ اخبار ہماری واردات سے کئی روز پہلے کا تھا. میں چینی دوستوں کے ساتھ وہاں گیا جہاں لاشیں جلائی تھیں. کپڑوں اور گوشت کا تو نام و نشان تک نہ تھا بس بکھری ہوئی چند ہڈیاں تھیں. میں نے اخبار کو مڑوڑ کر ایسی جگہ پھنسا دیا کہ یہاں آنے والوں کی نظر پڑ سکے. یہ کام کر کے ہم فوری واپس لوٹ آئے. اگلی صبح میں نے کرنل آنند کو فون کیا کہ فوری مجھے ملے. 30 منٹ تک کرنل میرے پاس پہنچ گیا. میں نے اسے کہا کہ اس سلسلے میں ابھی تک مجھے کوئی کامیابی تو نہیں ہوئی مگر میرے انفارمر نے مجھے بتایا ہے کہ چین جانے والی سڑک پر تقریباً 50 کلومیٹر آگے ایک گہری کھائی میں تین کھوپڑیاں اور ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں. انہوں نے بنگلہ دیشی گاڑی کو بھی کئی بار اس طرف جاتے دیکھا تھا. مجھے کچھ شک سا ہوا تو تمہیں بتا دیا. آگے تم جانو. کرنل نے مجھے اسکی صحیح لوکیشن پوچھی تو میں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں جانتا مجھے صرف یہی معلوم ہوا ہے. کہ اسی سڑک پر

50 کلومیٹر کے سنگ میل سے ذرا آگے بائیں جانب والی گہری کھائی میں ہڈیاں وغیرہ پڑی ہوئی ہیں. اس کے ساتھ ہی میں نے یہ کہا کہ ایک اڑتی ہوئی خبر یہ بھی سنی ہے. کہ تین چار روز قبل جبیں اور اسکی والدہ کو گورکھ پور سے لکھنؤ جانے والی ٹرین میں دیکھا گیا ہے. اس خبر کا سورس بھی میں تمہیں نہیں بتا سکتا کیونکہ وہ بھی میرا انفارمر ہے.

اگلے روز شام کو کرنل آنند مجھے سے ملنے آیا اور اس نے بتایا کہ ہم نے ہڈیاں اور کھوپڑیاں وہاں سے اٹھا لائی ہیں اور ساتھ ایک پیر کا جوتا بھی ملا ہے اور جھاڑیوں میں پھنسا ہوا ایک بنگلہ دیشی اخبار بھی ملا ہے ہڈیوں کو ہم نے دہلی بھیج دیا ہے تاکہ لیبارٹری ٹیسٹ سے کچھ تو بات آگے بڑھے. کرنل آنند نے کئی بار کہا کہ وہ اپنے گروپ سے پوچھے کہ وہ انکی حراست میں تو نہیں ہیں. نامعلوم کرنل کو ان تینوں کے زندہ ہونے کا اتنا یقین کیوں تھا وہ سوچتا ہو گا کہ ڈی ایم آئی کے اتنے تربیت یافتہ جاسوس ایک ہی دن میں کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں. وقتی طور پر تو کرنل سے میرا پیچھا چھوٹ گیا. مجھ پر مرکوز اسکی سوچ کو میں نے منتشر تو کر دیا تھا مگر مجھے معلوم تھا کہ سب عارضی تھا اور بہت جلد اسے صحیح واقعے کا علم ہو جانا تھا جس کے بعد وہ بھر پور تیاری کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوتا. اور اپنی ناکامی اور خجالت کا بدلہ لینے کی کوشش کرتا. میں اگر اکیلا ہوتا تو اپنے چینی ساتھیوں کے ساتھ اسکا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا مگر مریم اور اسکے والدین کیوجہ سے میں نے اپنے مدافعتی حصار کو

مضبوط کرنے کا فیصلہ کر لیا. میں نے ان کے کمروں کی ونڈو پر جالی لگوائی اور پھر آٹھ گورکھا ریٹائر فوجی بطور گارڈ رکھے جو بارہ بارہ گھنٹے ان کے کمروں کے باہر ڈیوٹی دینے لگے. دو گورکھا ہمارے کمروں کے باہر ہمارے کمروں کی کھڑکیوں کے نزدیک کسی کو پھڑکنے نہ دیتے تھے. اور دو ہمارے کمروں کے نزدیک کسی اجنبی کو جانے نہیں دیتے تھے ہوٹل انتظامیہ نے میرے اس بندوبست پر تھوڑا احتجاج بھی کیا لیکن میں نے کچھ ریزن بتا کر کچھ پیسے دے کر انکے منہ بند کر دیئے. مریم جب ریسٹورنٹ جاتی تو دو چینیوں کے علاوہ میں خود بھی ساتھ جاتا. میں نے اپنے ساتھ ایک کی بجائے دو پسٹل فالتو میگزین گولیاں اور گیس سلنڈر اور زہریلی سوئیوں کا ذبہ رکھنا شروع کر دیا تھا. ہم نے ہوٹل سے باہر جانا بھی بہت کم کر دیا تھا. اور ایک تبدیلی یہ بھی کی. کہ پاکستان جانے والے مہاجروں میں پیسے تقسیم کرنے کا کام میں نے محسن کے ذمے لگا دیا تھا. ایک روز میں شیر پنجاب ہوٹل گیا. حالات کی سنگینی کے پیش نظر میرا وہاں جانا بہت کم ہو گیا تھا. سردار نے جب میری اس بے مروتی کا شکوہ کیا تو میں نے اسے بتایا کہ بھارتی سفارت خانہ میری جان لینے کے درپے ہو گیا ہے. میں موت سے تو نہیں ڈرتا لیکن مریم اور اسکے والدین کی حفاظت کے لیے میرا زندہ رہنا ضروری ہے. سردار نے کچھ دیر سوچتے ہوئے کہا کہ بادشاہو تسی فکر کیوں کردے او میں چار گورکھیاں نوں جاننا واں بڑی بہادر تے جان تلی تے رکھ کر تواڈی حفاظت کرن دے تے میرے دو بھتیجے وہ اج کل

ایتھے آے ہوے نے او مفت دا روٹیاں بیٹھ کر تور دنے تے اوی اپنے پنڈ وچ کرپان تے برچھی چلان دے بڑے ماہر نے او کل تواڈی حفاظت واسطے کل تواڈے ہوٹل پہنچ جان گے. میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں نے پہلے ہی اپنی حفاظت کا خاصا انتظام کر لیا ہے. اور اب مزید اس کی ضرورت نہی ہے. لیکن سردار جی جیڑی گل تے اڑ جاندے سی اوناں نوں منانا مشکل ہو جاندا سی تے اگلی صبح جب میں اٹھ کر نیچے لابی میں آیا تو چار گورکھا اور دو اسکے بھتیجے نیچے لابی میں بیٹھے میرا انتظار کر رہے تھے. میرے پاس اب تین چینی دوستوں کے علاوہ 14 افراد ہماری حفاظت کے لیے معمور تھے ان کو میں نے اس طرح ڈپلائی کیا کہ ہوٹل کی چار دیواری سے لے کر ہمارے کمروں تک پہنچنے کے لیے دشمن کو تین حصار توڑنے پڑتے تھے. ان سب کے لیے میں نے وسلز کا بندوبست کیا تاکہ ایمر جنسی کی صورت میں وسل بجا کر ہمیں اور ایک دوسرے کو آگاہ کر سکیں. زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے .مگر ساتھ اسی نے اپنی جان کی حفاظت کرنے کا حکم بھی دیا ہے

کرنل کے فون آنے یکلخت بند ہو گئے تھے. میں نے کئی بار فون کیا تو جواب ملتا کہ وہ سیٹ پر موجود نہیں ہیں. یہ اچانک خاموشی اور لا تعلقی کسی بڑے طوفان کی آمد کا پتہ دے رہی تھی. بھارت میں ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے میں انکی عادات واطوار سے اچھا خاصا جان چکا تھا. ہندو فطرتاً آمنے سامنے آ کر لڑنے سے ہمیشہ کتراتا ہے اور پیٹھ پیچھے وار کرنے کا دھنی ہے. ہم نے اپنا سارا

اسلحہ چیک کیا بارودی اسلحہ کی ہمارے پاس کل ملا کر 200 سو سے کم گولیاں تھیں. گیس سلنڈر اور زہریلی سوئیاں بھی ستر اسی افراد کے لیے کافی تھیں مگر یہ صرف اسی صورت کار آمد تھیں جب آدمی ان کی رینج میں ہو. رائل اسٹین گن یا بندوق ہمارے پاس ایک بھی نہیں تھی. جس سے دشمن کو فاصلے پر روکا یا مارا جا سکے. میرے پاس جو بھی افرادی قوت اور اسلحہ تھا میں نے اپنی سوچ کے مطابق ان کو بہترین ڈپلائی کیا تھا اور میں اس پر مطمئن بھی تھا. ایک روز تقریباً 10 بجے مریم ریسٹورنٹ جانے کے لیے تیار ہو کر میرے پاس آ گئی. میں کپڑے تبدیل کر رہا تھا وہ کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی. وہیں سے اس نے مجھے بتایا کہ ایک چھوٹی ٹورسٹ بس ہوٹل میں آئی ہے. اور کئی ٹوررسٹ بس سے اتر رہے ہیں. میں کھڑکی کے پاس آ گیا. ٹوررسٹ بھی بس سے اتر رہے تھے اور اپنا سامان بھی لے رہے تھے. اپنے قدوقامت اور شکل وشباہت سے سب انڈین لگتے تھے. سویلین لباس پہنے سب میں ایک قدرے مشترک تھی. ان سب کے بال فوجی کٹ میں تھے حالانکہ ان دنوں فلمی فیشن کٹ کا رواج تھا. میں انہیں بس سے اترتے ہوئے دیکھتا رہا یکلخت مجھے خطرے کا احساس ہوا اور میں کئی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا ریسپشن پر جا پہنچا. میں نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر ریسپشن مینجر سے کہا کہ میرے فلور پر جتنے کمرے خالی ہیں سب میرے نام پر بک کر دو وہ حیران ہوا وہ کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتا تھا مگر میں نے کہا کہ ابھی اور اسی وقت کرو. میں ہوٹل کا مستقل گاہک تھا اور مینجر

میری اچھی یا بری شہرت سے واقف بھی تھا. اس نے فوری طور پر گاہکوں کے کوائف لکھنے والے 10 کارڈ میرے سامنے رکھ دیئے میں سب کارڈز پر سائن کر دیئے. اور اب صورتحال یہ ہو گئی کہ فرسٹ فلور کے 14 کمرے میری کسٹڈی میں آ چکے تھے اس فلور پر بس ایک کمرہ کسی یورپین نے لے رکھا تھا میں نے مینجر سے کہا کہ جب وہ کمرہ خالی کر کے جاے تو وہ بھی میرے نام بک کر دیا جائے. اتنی دیر میں ٹوررسٹ لابی میں آ گئے. تو ان کے لیڈر نے کمرے بک کرنے کے لیے کہا تو ریسپشن مینجر نے کہا کہ صرف گراؤند فلور پر کمرے خالی ہیں فرسٹ فلور پر کوئی کمرہ خالی نہیں ہے. یہ سن کر ان کا لیڈر جھگڑنے لگا اور اس نے کہا کہ ہم نے ٹیلیکس بھیجی تھی کہ ہمیں فرسٹ فلور پر کمرے چاہیے تو آپ نے وہاں سب کمرے دوسروں کو کیوں دے دیئے. مینجر نے ٹیلیکس نکالی اور اسے دکھاتے ہوئے کہا کہ ٹیلکس کے مطابق آپکی آمد گذشتہ شام متوقع تھی مگر آپ لوگ آج پہنچ رہے ہیں. ہم نے آج صبح تک آپ لوگوں کا انتظار کیا. مگر آپ لوگ ابھی پہنچ رہے ہو آپ کی آمد سے چند منٹ پہلے یہ فرسٹ فلور پر سب کمرے بک کروا لیے گئے ہیں. اس نے کہا کہ جن نئے مہمانوں نے یہ کمرے بک کرواے ہیں آپ انکو نیچے شفٹ کر دیں اور ہمیں لازماً فرسٹ فلور میں کمرے دلوائیں تو ریسیپشن مینجر نے کہا کہ یہ کسی مہمان نے بک کرواے بلکہ وہ صاحب جو سامنے صوفے پر بیٹھے ہیں جو ہمارے بہت پرانے کسٹمر بھی ہیں اور کافی عرصے سے یہاں رہ بھی رہے ہیں

انہوں نے بک کرواے ہیں. ٹوررسٹ کا لیڈر سیدھا میرے پاس آیا. اور کہنے لگا کہ میں آپکا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ فرسٹ فلور پر ہمیں کمرے دے دیں گے. اسکی انگریزی اور عمر سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ کیپٹن کے عہدے کا ہو گا میں نے کہا کیپٹن مجھے کوئی اعتراض نہی. میں نے یہ کمرے بھارتی سفارت خانے کے کرنل آنند اور میجر باسو کے کہنے پر انکے مہمانوں کے لیے بک کیے ہیں کرنل آنند سے تو میرا کئی روز سے رابطہ نہیں ہوا میجر باسو نے آج صبح مجھے فون کر کے کہا تھا. کہ آنے والے مہمانوں کی ٹیلکس ہوٹل نہ پہنچی ہو. اس لیے میں ذاتی طور پر کمرے بک کروا دوں. میں نے بڑے اطمینان سے مسکراتے ہوئے کہا. لیڈر نے کہا دراصل ہم کل شام پہنچنے والے تھے مگر ہماری گاڑی کا ریڈی ایٹر خراب ہو گیا. اسی لیے رات ہمیں راستے میں بسر کرنا پڑی. اور اب یہاں پہنچے ہیں

اینڈ تھینک یو ویری مچ ہم ہی کرنل آنند کے مہمان ہیں وہ ہمارے ساتھ ہی لکھنؤ کینٹ سے آے ہیں اور انہیں سفارت خانے چھوڑ کر ہم یہاں آے ہیں. ساری بات تو اپنے کمرے کی کھڑکی سے انکی فوجی کٹ دیکھ کر مجھے سمجھ آ گئی تھی. جو تھوڑا بہت شک تھا وہ اس لیڈر کی باتوں سے پورا ہو گیا. اور اب تو میں محض لطف اندوز ہونے کے لیے بات آگے بڑھا رہا تھا. میں نے کہا کہ پہلے کرنل یا میجر کو فون کر کے یہ بتا دو کہ آپ کے کہنے پر آپ کے دوست آصف نے کمرے بک کروا لیے ہیں. میں نے اسے بھارتی سفارت

خانے کا نمبر دینا چاہا تو اس نے بتایا کہ اس کے پاس نمبر ہے وہ فون کرنے ریسیپشن کی طرف گیا تو میں نے اوپر دیکھا تو مریم فرسٹ فلور کے کریڈور میں کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی. اس نے اپنا ہاتھ اوپر کر کے دکھایا کہ اس کے ہاتھ میں پسٹل ہے اس نے آنکھوں آنکھوں میں مجھے اشارہ کیا میں نے دائیں بائیں دیکھا تو چینی دوست نہایت مستعدی سے اپنی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑے تھے ان کی جیبوں میں پسٹل تھے. میں نے بھی اپنی جیب میں رکھے پسٹل کی سیفٹی پن کو ہٹا دیا. دو تین منٹ لیڈر بات کرنے کے بعد واپس مڑا تو میں نے اس سے پوچھا کیا بات ہو گئی. کمرے تمہارے اور تمہارے دوستوں کے لیے تیار ہیں. لیڈر نے کہا کہ ہمیں ضرورت نہیں. یہ کہہ کر اپنے ساتھیوں کو واپس چلنے کا کہا. شرمندگی اور خفت اس کے چہرے سے عیاں تھی. لیکن اسکی آنکھوں سے شعلے بھی نکل رہے تھے. جب وہ لابی سے نکلنے لگے تو میں نے اونچی آواز میں کہا کہ آنند اور باسو کو میرا آداب کہنا.

Please pay my regards to anand and basso

میرے یہ الفاظ جلتی پر تیل کے مترادف تھے مگر وہ خاموشی سے واپس چلے گئے.

وہ بزدل اور ڈرپوک جو تھے ورنہ میرے جیسا پاکستانی ہوتا تو جواب گولی سے دیتا. اس گروپ کے واپس جانے کے بعد میں نے اپنے حفاظتی حصار کو دوبارہ

چیک کیا. کرنل آنند اب ریگولر بھارتی فوج کے دس جوان اور افسروں کی کمک لایا تھا. ان لوگوں کے لیے مجھے قتل کرنا بہت معمولی بات تھی مگر وہ مجھے زندہ گرفتار کر کے بھارت لے جانا چاہتے تھے. جہاں پر وہ مجھ سے ایسا سلوک کرتے کہ میں دنیا کے لیے عبرت کا نشان بن جاتا. موت تو مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کا نام ہے.

ءکی پاک بھارت جنگ کے دوران پاکستان کے چھٹے ٹینک سکوارڈن کے 65 کرنل نذیر احمد سے بھارتیوں کا سلوک بار بار یاد آتا ہے. یہ ٹینک اسکواڈرن اپنی انفنٹری سے کٹ کر کھیتوں کے بیچوں بیچ آگے بڑھتا رہا اور جب سڑک پر پہنچا تو سنگ میل سے معلوم ہوا کہ امرتسر سے 5 میل دور ہے. اس اسکواڈرن کے پاس نہ تو فالتو تیل تھا اور نہ ہی انکا سپلائی لائن سے رابطہ ہو سکا. لا محالا بھارت فوج نے انہیں نرغے میں لے لیا. اسکواڈرن کے کچھ جوان تو کھیتوں میں چھپتے چھپاتے واپس بھاگ آئے. کرنل نذیر اور کچھ جوانوں کو بھارتی فون نے ٹینک سمیت گرفتار کر لیا. اور اسے دہلی لے جا کر اسی ٹینک کے اوپر رسیوں سے باندھ کر دہلی شہر میں گھمایا گیا بھارتیوں نے میرے ساتھ تو اس سے بھی بدتر سلوک کرنا تھا. اور شہر شہر میری ذلت رسوائی کرنی تھی. اسی لیے کرنل آنند بھارتی سینا کے 10 حاضر سروس جوانوں اور افسروں کو ساتھ لایا تھا اور انہیں انا پورنا ہوٹل میں میرے ہی فلور پر ٹھہرانا چاہتا تھا تاکہ موقع ملتے ہی مجھے زندہ گرفتار کروا کر بھارت بھیج سکے. اور اتفاقاً میں اس کی

چال سمجھ گیا تھا اسی لیے آنے والے گروپ کو میں نے کرنل یا میجر باسو سے بات کرنے کو کہا تھا اب انکا ہوٹل میں ٹھہرنا بے سود تھا اور اسی لیے اب وہ بھارتی سفارت خانے چلے گئے. تھے. مریم بھی اس صورت حال سے اچھی طرح واقف تھی. اس لیے ہم سب نے فیصلہ کیا کہ کچھ عرصہ ہوٹل سے نکلنا بالکل بند کر دیا جائے. اور ہوٹل میں ہی قلعہ بند ہو کر رہا جائے جب یہ فیصلہ ہو گیا تو ہم چینی دوستوں کے ساتھ ریسٹورنٹ گئے وہاں سے دو چولہے فریزر اور دیگر سامان لے آے اپنے ہوٹل کے وسیع کچن میں ہمیں پکانے کے لیے چولہوں کی سہولت مل گئی فریزر ہم نے سٹور میں رکھ لیا اور مریم کی والدہ نے اپنے ریسٹورنٹ سے دو خانساموں کو بلوا کر چائنیز کھانے بنانے شروع کر دیئے. دن یوں ہی گزرتے جا رہے تھے اب مجھے مریم کے ساتھ رہنے کا زیادہ موقع مل رہا تھا. اور اب اس کی چھپی ہوئی خوبیاں بھی ظاہر ہو رہی تھیں. وہ وعدوں کی پابند جھوٹ سے نفرت کرنے والی انتہائی وفا شعار اور اپنے مرد کو اپنے اوپر فوقیت دینے والی لڑکی تھی. مدھم آواز میں بات کرتی. وہ صرف مشورہ دیتی اپنی بات منوانے کی ضد نہ کرتی. میرے چہرے کے اتر چڑھاؤ سے وہ میرے دل کی بات سمجھنے لگی تھی.

آئندہ ہم اپنے زندگی گزارنے کے پروگرام بناتے رہتے تھے. لیکن تقدیر ہمارے مستقبل اور سہانے خوابوں سے خنداں تھی. اور پھر وہ 18 مئی کا دن تھا. جب صبح ہی ریسٹورنٹ کے چوکیدار نے آ کر بتایا کہ وہ ٹرک جس پر

ریسٹورنٹ کے لیے تازہ جھینگوں کا کنٹینر لدا ہوا تھا کھٹمنڈو سے ستر اسی کلومیٹر کے فاصلے پر وہ ٹرک ایکسل ٹوٹ جانے کیوجہ سے رکا ہوا ہے. اور جھینگوں کو تازہ رکھنے والی برف پانی بن کر ٹرک سے بہہ رہی ہے. مریم نے کہا کہ اسی طرح برف پگھلتی رہی تو جھینگے خراب ہو جائیں گے اس لیے اس نے مجھ سے ٹرک تک جانے کی اجازت مانگی. میں نے کوئی حرج نہ سمجھتے ہوئے اسکو جانے کی اجازت دے دی اور ساتھ اسکی حفاظت کے لیے دو چینی دوست اور دو گورکھے بھیج دیئے. جھینگوں کے لیے میں نے ہوٹل کی پک اپ بھی کرائے پر لے لی. مریم کے ساتھ اسکی والدہ بھی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی. یہ تینوں گاڑیاں تقریباً 10 بجے روانہ ہوئیں. اور میرے اندازے کے مطابق انہیں سہپہر تین بجے تک واپس آ جانا چاہیے تھا. اس روز میرا دل صبح سے ہی بے چین تھا. دل پر انجان سا بوجھ تھا 3بجے تک جب گاڑیاں واپس نہ آئیں تو میری بے چینی بڑھ گئی میں بار بار کمرے کی ونڈو سے باہر جھانکتا اور مایوس لوٹ آتا. یوں ہی 4 بج گئے.مجھ میں اب انتظار کی مزید تاب نہ تھی میں نے رکشہ لیا اور شیر پنجاب ہوٹل پہنچ کر سردار سے اسکی گاڑی لی اور اس سڑک پر تیزی کے ساتھ چل دیا جدھر مریم لوگ گئے تھے کھٹمنڈو چونکہ اونچے پہاڑوں میں گری ہوئی وادی میں واقع ہے اس لیے سورج 10 بجے تک دکھائی دیتا ہے اور شام 4 بجے چھپ جاتا ہے جلد ہی سڑک پہاڑی سلسلے میں داخل ہو گئی اور ساتھ ہی چڑھائی شروع ہو گئی جگہ جگہ تنگ اور خطرناک موڑ تھے میں پورا

ایکسیلیٹر دبائے اندھا دھند گاڑی چلائے جا رہا تھا. مجھے اگلے موڑ کے پاس اپنی وین اور پک اپ کھڑی نظر آ گئی لیکن مریم کی گاڑی وہاں نہیں تھی. خدشات نے یکدم سر ابھارا میں گاڑیوں تک پہنچا تو چند لوگ وہاں کھڑے ایک گہری کھائی میں دیکھ رہے تھے. میں نے دیکھا تو مریم کی گاڑی سینکڑوں فٹ گہری کھائی میں الٹی پڑی تھی مجھے کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی. سب کچھ سمجھ آ چکا تھا. میں کھائی میں اترا اور گرتا پڑتا مریم کی گاڑی کے پاس پہنچ گیا دونوں چینی اور گورکھے گاڑی کو سیدھا کرنے کی کوشش کر رہے تھے. جنہوں نے مجھے دیکھ کر سر جھکا لیے گاڑی کے اندر مریم اور اسکی والدہ کے بے جان جسم پڑے ہوئے تھے. گاڑی کا اسٹئرنگ مریم کے سینے میں دھنسنے سے خون نکل کر اس کے چہرے اور کپڑوں کو لال کر رہا تھا یہی حالت اسکی والدہ کی تھی. مہرا دماغ بلکل معطل ہو چکا تھا بس ایک ہی دھن تھی کہ مریم کو اس موت کے پنجرے سے باہر نکالوں. میں نے جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور گورکھے کو دیتے ہوئے کہا کہ اوپر کھڑے لوگوں کو نیچے بلاؤ. گورکھے نے بلند آواز میں اوپر کھڑے لوگوں کو پکارا اور نوٹوں کی گڈی دکھائی. اوپر کھڑے پانچ چھے آدمی بھاگتے ہوئے نیچے آے اور سب نے مل کر گاڑی کو سیدھا کیا. گاڑی کی چھت آگے اور پیچھے والے حصے سے پیچک گئے تھے. سڑک سے یہاں تک پہنچتے ہوئے گاڑی نہ جانے کتنی بار الٹی سیدھی ہوئی ہو گی. بڑی مشکل سے ان لوگوں نے دروازہ کھولا. میں نے آہستگی سے مریم کے

بے جان جسم کو باہر نکالا. مریم کے سارے چہرے پر خون جما ہوا تھا. مریم کو ہاتھوں میں اٹھائے میں آہستہ آہستہ اوپر چڑھتا گیا. سڑک پر پہنچ کر میں نے مریم کی باڈی کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا. میرے ہاتھ کپڑے حتیٰ کے چہرہ تک مریم کے خون سے سرخ ہو گئے تھے مجھے اس وقت کسی اور کا کوئی خیال نہ تھا. میں نے گاڑی سٹارٹ کی اسی سپیڈ سے واپسی چلاتے ہوئے گاڑی فصیح کے کمپاؤنڈ میں لا کھڑی کی. کمپاؤنڈ میں بچے کھیل رہے تھے. میں گاڑی سے اترا تو خون سے لتھڑے میرے چہرے ہاتھوں اور کپڑوں کو دیکھ کر بچے روتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے. گورکھا چوکیدار بھی بچوں کی چیخیں سن کر میری طرف آیا لیکن میری حالت دیکھ کر دور ہی کھڑا ہو گیا. اور اس نے اپنی کھکھڑی نکال لی. میری حالت یہ تھی کہ اس وقت دنیا کا کوئی ہتھیار بھی مجھے میرے ارادوں سے باز نہیں رکھ سکتا تھا. میں نے برآمدے میں لگی کال بل مسلسل بجانی شروع کر دی. اور جب فصیح گھر سے باہر آیا تو میرا ہاتھ گھنٹی سے ہٹا فصیح میری حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا وہ سمجھا میں زخمی ہوں اس نے کہا آؤ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں. یہ کہہ کر وہ پلٹا تو میں نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور کہا فصیح صاحب آپ میری اصلیت سے واقف ہو بڑی مصیبتوں کو میں نے ہنستے ہوئے جھیلا ہے. میں نے کبھی بھی کسی سے رحم کی بھیک نہیں مانگی مگر آج یہ زندہ لاش جو آپ کے سامنے کھڑی ہے آپ سے بھیک مانگتی ہے. مجھے مایوس نہ کیجئے. مریم مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی گئی

ہے آپ کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا جو مجھ لاوارث کی مدد کرے. پلیز مریم کے کفن دفن کا انتظام کر دیں. میں جلد از جلد اس زخموں سے چور لاش کو دفن کرنا چاہتا ہوں. تقریباً سبھی مہاجروں کو میرے اور مریم کے تعلق کا پتہ تھا اور فصیح بھی چنگ وا ریسٹورنٹ جاتا رہتا تھا فصیح ہے پوچھا کہ یہ سب کیاے ہوا میں نے کہا کہ کار ایکسیڈینٹ میں اس نے کہا کہ یہ اب میری ذمہ داری ہے تم بے فکر ہو جاؤ. میں ابھی سب انتظامات کراتا ہوں.وہ اندر خواتین کو بتانے اور انتظام کرنے چلا گیا میں واپس گاڑی میں آیا اور مریم کا سر اپنی گود میں رکھ کر ناجانے اس سے کیا کہتا رہا. میں نے مریم کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اتنی دیر میں فصیح کی آواز آئی اب بس بھی کرو ناجانے وہ کتنی دیر سے کھڑے تھے عورتیں چارپائی لے کر آئی تھیں میں نے مریم کو اٹھایا اور چارپائی پر لٹا دیا فصیح نے مجھے گلے لگایا اورحوصلہ دیا. اس نے مجھے اپنے کپڑے لا کر دیئے اور کہا کہ نہا کر کپڑے بدل لو تاکہ نماز جنازہ میں شریک ہو سکو. رات ساڑھے دس بجے دس بارہ آدمی دیوے کی روشنی میں مریم کو دفنا کر واپس لوٹے لاوارثوں کے جنازے اور کفن دفن ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

جنازے سے واپسی کے بعد فصیح کے بےحد اصرار پر میں نے چاے کا ایک کپ پیا اور واپس اپنے ہوٹل آ گیا. تو معلوم ہوا کہ چینی دوست مریم کی والدہ کی لاش لے کر سیدھے چنگ وا ہوٹل چلے گئے ہیں. اور انہوں نے ہی مریم

کے والد کو اس حادثے کی خبر بھی سنا دی تھی. مریم کا والد بھی اپنے گھر چلا گیا تھا. دوسرے روز مریم کی والدہ کو بھی اس کے پہلو میں دفن کر دیا گیا. مجھے بار بار ایک ہی خیال آ رہا تھا کہ مریم کار حادثے میں فوت نہیں ہوئی. بلکہ اسے زہر کے انجکشنوں سے ہلاک کیا گیا ہے. اور یہ انجکشن دینے میں میں ہر اس مجاز اس اتھارٹی کا ہاتھ ہے جو کھٹمنڈو میں بلاوجہ میرے قیام کو طول دے رہے تھے. کبھی میں کہتا کہ ہو سکتا تھا کہ شادی کے بعد مریم کا رویہ میرے ساتھ بدل جاتا. اور اسکی محبت میں وہ شدت نہ رہتی جو اب تھی. اور قدرت یہ چاہتی تھی کہ اب ہم ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں. مریم تو چند لمحوں کی تکلیف سہہ کر آرام کی نیند سو گئی. شاید قدرت ابھی بھی مجھ پر مہربان تھی جو وہ مزید مجھے مصیبت میں ڈالنا نہیں چاہتی تھی. 20 مئی کو مریم کے گھر میں دونوں ماں بیٹی کے ایصال ثواب کیلئے محفل ہوئی جسمی سب مہاجروں کے علاوہ فصیح نے بمعہ اہل خانہ شرکت کی. میں نے چینی دوستوں اور گورکھوں سے حادثے کی تفصیل پوچھی تو چینی دوستوں نے مریم کے والد کے ذریعے اور گورکھوں نے مجھے انگریزی میں بتایا دونوں کے بیان کے مطابق چینی ساتھیوں کی گاڑی آگے تھی اور درمیان میں مریم کی گاڑی اور پیچھے ہوٹل کہ وین تھی. ان کے مطابق سب گاڑیاں اپنی سپیڈ سے چل رہی تھیں کہ ایک خطرناک موڑ کاٹتے ہوئے مریم شاید اسٹئرنگ پر قابو نہ رکھ سکی اور اسکی گاڑی گہرے کھڈے میں جا گری. میرے کرید کرید کر پوچھنے پر بھی انہوں

نے کسی قسم کی تخریب کاری یا کسی دشمن کے حملے کی نشاندہی نہ کی میں نے اپنی تسلی کے لیے حادثہ والی جگہ پر جا کر دیکھا گاڑی کے ٹائر بلکل صحیح حالت میں تھے ونڈ شیشیہ اور گاڑی کے باقی شیشے کچھ سلامت اور کچھ ٹوٹے ہوئے تھے. ان پر گولی کا کوئی نام ونشان تک نہ تھا بریکیں بھی درست حالت میں تھیں. اگر مجھے ذرا سا بھی ثبوت مل جاتا کہ اس حادثے میں دشمن کا ہاتھ ہے تو میں بھارتی سفارت خانے اور اسکے سارے عملے کا نام و نشان تک مٹا دیتا. حادثے میں کسی کے بھی ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہ تھا. جھینگوں کے ٹرک کا ایکسل واقعی ٹوٹا ہوا تھا. حادثے میں کہیں بھی کوئی ایسا جھول نہ تھا کہ اس میں کسی دشمن کا ہاتھ ہو. سردار ہرنام سنگھ کو دوسرے دن پتہ چلا وہ میرے ہوٹل آیا اور گلے لگ کر روتا رہا میری ایک طرح دنیا اجڑ گئی تھی میں شدید صدمے میں تھا. چنگ وا سے لایا ہوا سارا سامان میں نے واپس بھیج دیا. میں نے سارے گورکھا چوکیداروں کو فارغ کر دیا ہرنام سنگھ کے بھتیجوں کو بھی بڑی مشکل سے واپس بھیج دیا. اور ہوٹل کے فالتو کمرے بھی کینسل کروا دیئے. میں نے چینی دوستوں کو بھی واپس بھیجنا چاہا مگر وہ مریم کے والد کو لے آے جس نے بتایا کہ انکے ذمے ہے کہ جب تک آپ کھٹمنڈو میں رہیں گے یہ آپکی حفاظت کے لیے آپ کے ساتھ رہیں گے اور وہ اس حکم کے پابند ہیں. میں نے مزید اعتراض نہ کیا میں نے خود کو کمرے میں بند کر لیا صرف چینی دوستوں اور محسن کے علاوہ باقی کسی سے نہ ملتا. دل گھبرانے پر اچانک

کمرے سے نکلتا اور گاڑی لے کر پھول لیتا اور مریم کی قبر پر جا کر بیٹھ جاتا. اور دعا کرتا رہتا. میرے چینی ساتھیوں نے اس کی خبر مریم کے والد کو دی تو اس نے میرے لیے قرآن پاک بھیج دیا اور کہا کہ روزانہ اسکی پڑھا کرو. میں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا پھر آہستہ آہستہ اس کے پڑھنے سے مجھے سکون ملنے لگا میں نے قرآن پاک کو زیادہ پڑھنا شروع کر دیا اور پھر آہستہ آہستہ پرسکون ہوتا گیا.

جون کہ 16 تاریخ تھی. صبح صبح مجھے پاکستانی سفارت خانے کے ملٹری اٹاچی کا فون آیا. کہ مجھے آج ہی پاکستان کے لیے روانہ ہونا ہے. اس لیے اپنی تیاری کر لو. اور کسی کو بھی میری روانگی کا علم نہیں ہونا چاہیے. میں حیران ہوا کہ نہ تو میرے محکمے نے مجھے اس بارے کوئی اطلاع دی ہے. اور نہ ہی سفیر صاحب نے کوئی اشارہ دیا ہے. پھر میری روانگی کو پوشیدہ کیوں رکھا جا رہا تھا. تھوڑی دیر بعد ہی سفارت خانے کا ایک رکن میرے پاس ہوٹل میں آیا. اور مجھے سفیر صاحب کا خط دیا. خط میں میری پاسپورٹ سائز پکس فوری طلب کی گئی تھیں. اور مجھے تین بجے سفارت خانے پہنچنے اور اپنی روانگی کو راز رکھنے کی پرزور تلقین کی گئی تھی. میں نے جلدی جلدی اپنا سامان دو سوٹ کیسوں میں پیک کیا. ہوٹل کے لاکر سے تمام رقم نکالی. ہوٹل والوں کے پاس میرا ابھی 2ہزار زائد ایڈوانس جمع تھا. 2 ہزار کو ویسے ہی چھوڑا اور ہوٹل انتظامیہ کو چند روز کے لیے کھٹمنڈو سے باہر جانے کا کہہ کر تینوں چینی ساتھیوں کو لے کر

ہوٹل سے اپنی وین میں بیٹھ کر رخصت ہو گیا. سب سے پہلے میں مریم کی قبر پر گیا. مجھ پر اتنا بڑا سانحہ گزر گیا تھا. لیکن اب تک میری آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا تھا. ضبط کی کچھ ایسی عادت ہو گئی تھی کہ اندر ہی اندر دم پکتا رہتا تھا لیکن مریم سے الوداع ہوتے وقت ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے. آنسوؤں کی ایک ایسی جھڑی لگی کہ تھمنے نہ تھمتی تھی. اپنے ساتھ میں اتنے پھول لایا تھا کہ مریم کی ساری قبر ان پھولوں میں ڈھک گئی تھی. آخری فاتح کا ثواب پیش کر کے میں سیدھا شیر پنجاب ہوٹل سردار ہرنام سنگھ کے پاس گیا. اور اس کے گلے ملتے ہوئے آہستہ سے اسکے کان میں کہا کہ آج میں یہاں سے جا رہا ہوں. اور میری روانگی کو وہ راز میں ہی رکھے. محسن بھی وہی بیٹھا ہوا تھا وہاں سے اسکو بھی ساتھ لیا. اور چنگ وا ریسٹورنٹ چلا گیا. میں نے مہاجروں کے لیے پیسوں کے بقیہ لفافے مریم کے والد کو دیئے. کہ جانے والے مہاجروں میں تقسیم کر دے. محسن اور بزرگ شاعر کے لیے رکھے ہوئے بیس بیس ہزار مریم کے والد سے لے کر محسن کے حوالے کیے. اور پندرہ ہزار ڈالر اور بقیہ تمام بھارتی کرنسی مریم کے والد کو دے دی. اور اپنی وین بھی بطور تحفہ اسے تحریری طور پر لکھ کر دے دی. یہ روپیہ اور وین مریم کا نعمالبدل تو نہ تھا. لیکن بڑھاپے میں اس کے کچھ کام تو ضرور آ سکتا تھا. وہیں پر میں نے تین لفافوں میں پانچ پانچ ہزار ڈالر رکھے. میرے پاس اب صرف سو ڈالر رہ گئے تھے. وہاں سے فارغ ہو کر ہم سیدھا سفارت خانے

پہنچے. میں نے وین باہر ہی کھڑی کر دی اور اپنے دو بیگ لے کر سیدھا سفیر صاحب کے پاس چلا گیا. وہ میرے ہی منتظر تھے. انہوں نے بتایا کہ کل شام انہیں نیپالی وزارت خارجہ میں بلایا گیا تھا. جہاں نیپال کے وزیر خارجہ نے انہیں بھارتی وزارت خارجہ اور بھارتی سفارت خانے کے دو خط دکھائے تھے. جن میں یہ تحریر تھا کہ آصف علی نام سے کھٹمنڈو میں رہنےی والا سویلین اور مہاجر نہیں بلکہ پاکستانی جاسوس ہے. جو بھارت میں فوجی تنصیبات کو تباہ کرنے اور کئی فوجیوں اور شہریوں کے قتل کا ذمہ دار ہے. اسے فوری طور پر بھارت کے حوالے کیا جائے. دھمکی آمیز لہجے میں ایسا نہ کرنے کی صورت میں نیپال سے تعلقات ختم کرنے اور برے نتائج بھگتنے کا مژدہ سنایا گیا تھا. نیپال اپنی جغرافیائی پوزیشن کیوجہ سے ہر معاملے میں بھارت کا محتاج ہے. اس بارے میں نیپالی وزارت خارجہ کا خط بھی سفیر صاحب نے مجھے دکھایا. بقول اسکے کہ نیپالی وزارت خارجہ کو اس نے بھارت کے مجھ پر لگائے ہوئے تمام الزامات کی تردید کی اور کہا کہ آصف علی ایک پرامن شہری ہے. دونوں ممالک کے خوشگوار تعلقات کیوجہ سے ہمارے سفیر نے مجھے دو روز کے اندر نیپالی وزارت خارجہ کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔۔تاکہ وہ خود میرے متعلق چھان بین کر سکے. واپسی پر ہمارے سفیر نے ایک بڑے اور پاکستان کے ہمدرد ملک کے سفیر سے رابطہ کیا. اور آج مجھے کھٹمنڈو سے بحفاظت نکالنے کے انتظامات کیے. میرا ون وے پاسپورٹ اور رائل نیپال ائیر لائنز کا ٹکٹ جو سفیر کی ٹیبل پر پڑے تھے.

انہوں نے وہ میرے حوالے کیے. پاسپورٹ پر میرا نام ریاست علی لکھا ہوا تھا. ملٹری اٹاچی بھی اتنی دیر تک وہی پہنچ گے. ٹھیک تین بجے دوست ملک کی سیاہ شیشوں والی سفارتی گاڑی ہمارے سفارت خانے میں پہنچ گئی. مجھے بتایا گیا کہ دوست ملک کے سفارت خانے کے ذریعے مجھے امیگریشن اور سامان چیک کیے بغیر جہاز میں سوار کروا دیا جائے گا. میں نے یہ سن کر اپنا ائر بیگ بجائے سفارت خانے کی ڈاک میں بھیجنے کے اپنے ساتھ لے جانا مناسب سمجھا. سفیر صاحب ملٹری اٹاچی اور ٹرانسمیٹر آپریٹر کے گلے مل کر میں سفارت خانے سے باہر آ گیا. محسن اور تینوں چینی دوستوں کو گلے مل کر چینی دوستوں کو پانچ پانچ ہزار والے تین لفافے زبردستی تھما کر میں کالے شیشوں والی گاڑی میں بیٹھ گیا. گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ اسی سفارت خانے کا اور میرے ساتھ ہمارے سفارت خانے کا ایک ایک رکن بیٹھا ہوا تھا. سفارت خانے کی گاڑی جونہی باہر نکلی. بھارتی سفارت خانے کی ایک گاڑی ذرا فاصلے پر کھڑی دکھائی دی. اور اس گاڑی میں بیٹھے میجر باسو کو میں نے فوراً پہچان لیا. میجر باسو کی گاڑی نے کچھ دیر ہمارا تعاقب کیا. اور جب ہم ائیر پورٹ کی سڑک پر پہنچے تو وہ پیچھے مڑ کر فوراً غائب ہو گئی.

ہم ائیر پورٹ پر پہنچے تو ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے شخص نے میرا پاسپورٹ اور ٹکٹ لیا انہی کی ایک گاڑی وہاں پہلے سے ہی موجود تھی. اس میں بیٹھے دو آدمیوں نے میرے دونوں سوٹ کیس اٹھائے پندرہ منٹ کے اندر وہ شخص

میرا بورڈنگ کارڈ اور سامان کا بیگج کارڈ لے کر آ گیا. اسی دوران. میں نے دیکھا کہ میجر باسو پھر ائیر پورٹ پر آ گیا تھا. وہ ہمارا پیچھا کرتے ہوئے واپس اس لیے مڑ گیا تھا کہ اپنے سفیر کو میری روانگی کا بتاے اور مجھے روکنے کا بندوبست کرے. چار بجنے سے ٹھیک 10 منٹ پہلے ہماری گاڑی ائیر پورٹ پر کھڑے جہاز کے قریب پہنچی. مسافروں کے لیے لگائی گئی سیڑھیاں ہٹائی جا چکی تھیں. میں کاک پٹ کی سیڑھی کے ذریعے جہاز میں داخل ہوا. گاڑی کے پاس ہی کھڑے رائل نیپال ائیر لائنز کے ملازم نے بورڈنگ پاس کا ایک حصہ الگ کیا اور مجھے دے دیا. جہاز کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے میں نے تینوں دوستوں کو الوداعی ہاتھ ہلاے میجر باسو بھی آگ برساتی آنکھوں کے ساتھ کچھ دور کھڑا میری طرف دیکھ رہا تھا. میں نے اسکی طرف بھی دیکھتے ہوئے زور زور سے ہاتھ ہلا کر باے باے کہا اور ایک ہوائی بوسہ بھی اچھال دیا. فلائٹ نے ٹھیک چار بجے رن وے پر دوڑنا شروع کر دیا. میں کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جہاز فضا میں بلند ہو گیا اسکی منزل بنکاک تھی. اور مجھے بنکاک سے پاکستانی سفارت خانے سے کراچی کا ٹکٹ لینا تھا. تقریباً 7 گھنٹے کی پرواز کے بعد ہمارا جہاز بنکاک کے ائیر پورٹ پر اترا. رات میں نے نیکا ڈورا ہوٹل میں بسر کی. اگلے روز پاکستانی سفارت خانے گیا. انہیں میری آمد کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی. دو روز بعد مجھے پی آئی اے کی فلائٹ کا کنفرمڈ ون سائیڈ ٹکٹ دیا گیا. کراچی پہنچا تو سیڑھیوں کے ساتھ ہی میرے محکمے کا ایک افسر اور چند

جوان کھڑے تھے. انکی معیت نما حراست میں ہم اگلے روز لاہور پہنچے. جہاں مجھے سی ایم ایچ میں ایڈمٹ کر دیا گیا. جہاں علاج کے ساتھ ساتھ بڑے شریفانہ انداز میں اور دوستانہ ماحول میں دہلی بمبئی اور کھٹمنڈو سے بھیجی گئی روپوٹس کی روشنی میں انٹیروگیشن کی گئی. انیسویں روز مجھے آل اوکے کا مژدہ سنا کر گلے لگا لیا گیا. اسی روز ہم بصیر پور کے لیے روانہ ہو گئے. جہاں سیف ہاؤس کے ایک سیل میں وہ غدار کوریئر قید تھا. جس نے مجھے ڈی ایم آئی کے ہاتھ پکڑوایا تھا. مجھے زندہ سلامت دیکھ کر وہ خوف سے کانپنے لگا. سیل سے کافی دور نہر کے کنارے پر اسے ہماری طرف پشت کر کے کھڑا کر دیا گیا اور مجھے ایک ریوالور دے کر کہا گیا کہ ساری گولیاں اس کے جسم میں داخل کر دو. میں نے ریوالور ہاتھ میں پکڑا اور اسکی طرف سیدھا کیا مگر مجھ سے فائر نہ ہو سکا. حالانکہ میں انتقام اور غصے کی شدت میں تھا مگر پھر بھی مجھ سے گولی نہ چل سکی اور میرا ریوالور والا ہاتھ نیچے جھک گیا. میں اپنے ساتھی افسر سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ہمارے ساتھ آے دو مسلحہ جوانوں کو افسر نے اشارہ کیا اور ان دونوں نے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی وہ غدار وہی ڈھیر ہو گیا اس کے بعد اسکی لاش نہر میں بہا دی گئی. اگلے روز ہم اسلام آباد پہنچے. جہاں مجھے کلاس اے سرٹیفکیٹ اور انعام سے نوازا گیا. اور تین ماہ کی رخصت دی گئی. میں جتنے ہتھیار گیس سلنڈر زہریلی سوئیاں ساتھ لایا تھا وہ گورنمنٹ پراپرٹی کہہ کر مجھ سے لے لی گئیں. اسلام آباد سے ہی میں نے اپنے گھر اپنے آمد کی تار

بھیج دی تھی. گھر پہنچا تو والدہ نے گلے لگاے رکھا. وہ میرا سر ماتھا چہرہ ایسے چوم رہی تھی جیسے ماں اپنے شیر خوار بچے کا چومتی ہے. میرا بیٹا شجاع جس نے میری روانگی کے وقت پہلی بار مجھے ابو کہہ کر پکارا تھا اب سکول جانے لگ گیا تھا. میری بیوی نے میرے متعلق سب کچھ جاننے کے باوجود مجھ سے اتنا عرصہ دور رہنے کے شکوے اور پھر خانگی جھگڑوں اور اپنی معصومیت اور بے گناہی کی داستانیں سنانا شروع کر دیں. حالانکہ کہ میری والدہ نے ایک لفظ بھی اس کے بارے میں نہیں کہا تھا. دس بارہ روز میں ہی میں اس ماحول سے گھبرا کر راولپنڈی چلا گیا. اور اپنے کالج دور کے دوستوں کے ساتھ اپنا غم غلط کرنے کی کوشش کرنے لگا. تین ماہ کی رخصت کے بعد میں نے اپنے دفتر حاضری دی. تو مجھے راولپنڈی اور لاہور میں ایسے مشن سونپے گئے. جیسے کسی ایم اے کے سٹوڈنٹ کو پرائمری کلاس میں بٹھا دیا گیا ہو. اور میں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا. اور بڑی مشکل سے تین ماہ کی جدوجہد کے بعد مجھے میڈیکل گراؤنڈ پر ریلیز دے دی گئی. ایک سال تک ملک سے باہر جانے پر مجھ پر پابندی رہی. اس عرصے میں میں نے پشاور میں ایک دوست کے ساتھ چین آف ہوٹلز اینڈ ریسٹورنٹ جنرل مینجر کے طور پر کام کیا. اسی دوران مجھے ایک مخلص دوست کے بے حد مشکل اور ناممکن کام کو سر انجام دینے کے لیے پھر تھائی لینڈ ملائشیا برما آسام اور بنگلہ دیش کے پہاڑی سلسلے پر جانا پڑا. یہ انتہائی مشکل اور پرکھٹن داستان جانباز کے عنوان سے عنقریب قارئین کی نظر

کی جاے گی. باہر جانے پر پابندی ختم ہوئی تو میں نے پاسپورٹ بنوایا. اور بزنس ویزا پر سعودی عرب چلا گیا. جہاں سات سال سے زیادہ دلہ افکو کمپنی میں بطور ائیر پورٹ ایڈمنسٹریٹر میں مختلف ہوائی اڈوں مثلاً قصیم ینبع الوجھاعر خمیس مشیط پر ملازمت کی. وہاں سے جی اکتا گیا تو میں سنگاپور چلا گیا. جہاں تقریباً 8 برس ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں بطور اوور سیز سیلز ڈائرکٹر کام کیا اس دوران مجھے آسٹریلیا سے لے کر آدھے یورپ جنوب مشرقی ایشیا اور مڈل ایسٹ کے سارے ممالک جانے کا موقع ملا. خانگی کینسر جب لا علاج ہو گیا تو 89ء میں میری اپنی بیوی سے قانونی طور پر شرعی علیحدگی ہو گئی. بھارت سے واپسی کے بعد میرا دوسرا بیٹا وقار پیدا ہوا. 94ء میں میری والدہ انتقال کر گئیں. والدہ کو والد کی قبر کے ساتھ دفن کر دیا. بیٹوں کی ذمہ داری چونکہ مجھ پر تھی. لہٰذا میں سنگاپور سے بار بار پاکستان آنے لگ گیا. اور پھر ایسی لمبی چھٹی لی کہ آج تک واپس نہیں گیا

آئی ایس آئی ایجنٹ سید سلیم عباس نے 1974 میں بھارتی خفیہ فضائی فوجی اڈا جہازوں ہتھیاروں سمیت تباہ کیا۔

بھارتیوں کی آنکھیں کھلنے تک سلیم عباس وہاں سے بھاگ چکے تھے. بھارتیوں نے

Most Wanted Person

کا اشتہار دیا جس میں بھارتی برگیڈیئر کی بیوی کے ساتھ انکی تصویر لگائی۔مارخور عباس ایک مہینے تک دشمن ایجنسی کی قید میں بھی رہے اور وہاں دو بندے ٹپکا کر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے. آپ نے مشن کے دوران دشمن کے بے شمار بندے ٹپکائے۔۔۔آپ کا تعلق داود ابراھیم، حاجی مستان اور بہت سے انڈین جنرل کرنلوں سے تھا۔ناسی تعلق کی وجہ سے آپ بہت اندر کی خبریں پاکستان بھیجتے رہے۔۔۔آپ نے دشمن کو ایسی ایسی ضربیں لگائیں کے دشمن آج تک اپنے زخم چاٹ رہا ہے۔۔۔

آپ جب انڈیا میں موسٹ وانٹڈ یعنی اشتہاری قرار پائے تو آپ کو نیپال جانے کو کہا گیا۔نیپال میں بھی دشمن آپ کے پیچھے رہا اور نیپال میں بھی آپ کی جنگ جاری رہی۔وہاں پر بھی آپ نے 25 انڈین مردار کیے۔آخر انڈیا نے نیپال کو کہا کے یہ بندا ہمیں دے دیں۔۔۔

پاکستانی سفارتکار کو طلب کیا نیپال گورنمنٹ نے اور کہا کے یہ بندا دہشت گرد ہے اس کو ہمارے حوالے کرو۔

بس پھر دو چینی اور پاکستانی سفارتخانوں نے مل کر سر کو پاکستان بھیجا۔یہاں تک کے جہاز تک انڈین آرمی نے پیچھا کیا۔۔۔

سید سلیم عباس شاہ غازی کی زندگی کا خلاصہ

سید سلیم عبّاس شاہ غازی" نے 1970 میں "انٹر سروسز انٹیلیجنس" جوائن "

کی اور انڈیا کو تباہ و برباد کرنے اور اپنے وطن کے خاطر جاسوسی کی بہترین تربیت حاصل کی اور ٹریننگ مکمل ہوتے ہی بھارت کی جانب اپنے محکمہ کی اجازت سے اپنے ساتھ 4 اور ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔۔۔

بھارت میں قیام اور اپنے مشن کو خفیہ طور پہ مکمل کرنے کے لئے جعلی پاسپورٹ بنوایا اور شناخت میں نام ونود چوپڑا رکھوایا اور ایک چائے کی پتّی کی فیکٹری کے مالک کی حیثیت سے انڈیا میں قیام کیا، رات کے پچھلے پہر میں انڈین بارڈر پار کر کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ انڈیا کے دارالحکومت دہلی میں قیام کیا۔۔۔

سید سلیم عباس شاہ" اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھارت کے شہر دہلی میں قیام کر " چکا ہوں اور اپنے پہلے احکامات کی ڈیلیوری کے ملتے ہی اپنے مشن کی طرف روانہ ہو چکا ہوں، سلیم صاحب کی بہادری اور تیز دماغ کی کیا مثال دیں سلیم صاحب نے اپنے ادارے کو پہلے ہی مشن میں وہ خفیہ معلومات دیں جو اگر سلیم صاحب جیسے بہادر مارخور نے نہ حاصل کی ہوتی تو آدھے پاکستان پر بھارت کا قبضہ ہو جاتا۔ساتھ ہی سلیم صاحب نے پاکستان کا نقشہ جس میں بھارت پاکستان کے مختلف علاقوں کو قبضہ میں لینے کی تیاری میں تھا۔۔۔

مذکورہ خفیہ معلومات اپنے ادارے تک پہنچائیں یہاں تک کہ بھارت کے استعمال میں لائے جانے والے ٹینک بھی شامل تھے جن میں بھارت ناکام رہا اور ان

سب معلومات کی ایک فائل تیار کر کے اپنے ادارے تک پہنچائی اور ساتھ ہی انڈیا کے ایک گاؤں گورکھ میں انڈین ہوائی اڈّا بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تباہ کیا جو سلیم صاحب نے بطور تحفہ اپنے ادارے کو پیش کیا۔۔۔

دہلی میں مسلسل اپنے مشنز کامیابی سے مکمل کرتے ھوئے جب ایک روز سلیم صاحب اپنے نئے احکامات کی ڈیلیوری کے لیے روانہ ہوئے تو ایک اپنے ہی ہم وطن کی غداری سے ڈی ایم آئی کی حراست میں آگئے ڈی ایم آئی انڈیا کی

directorate military intelligence

ہے اپنے ہی ہم وطن کی غداری کی وجہ سے 1 ماہ 6 دن 3 ڈگری ٹارچر سہنے کے بعد دماغ کی ہڈی اور پاؤں کی ہڈی کے ٹوٹنے کے باوجود ڈی ایم آئی کے 2 گارڈز کو 5 سیکنڈ میں ہلاک کر کے 9 فٹ لمبی تیز دھار والی دیوار کو پار کر کے وہاں سے فرار ہوئے۔۔۔

اس دوران سلیم صاحب کی ٹانگ تیز دھار تار سے زخمی ہو گئی تھی اور ان کی ٹانگ پہ گولی بھی لگی اور جان کی پرواہ کئے بغیر وہ ڈی ایم آئی کی حراست سے فرار ھوئے اور ساتھیوں کے مل کے اپنے خون کے داغ صاف کروائے اور اپنے محکمہ کو اپنے فرار کی اور غدار کی غداری کی اطلاح بھی دی۔۔۔

انڈین ایجنسی کی حراست سے فرار کے بعد بمبئ قیام کیا سلیم صاحب نے اپنے محکمہ کے آرڈرز کے مطابق اور وہاں کے مشہور ڈان حاجی مستان کی مدد سے

علاج اور رہائش کا بھی مسلہ حل ہوا بمبئ میں انڈین ایجنسی سے زیادہ حاجی مستان کا نام تھا اور وہ مسلمانوں کا حامی تھا۔اسی دوران سلیم صاحب نے سی بی آئی ۴ کے آفیسرز کو بھی جہنم واصل کیا جو سلیم صاحب کے ادارے کے آفیسرز بن کے سلیم صاحب کو حراست میں لینے آئے تھے، سلیم صاحب نے جو مشنز سر انجام دیئے ان سے وہ پورے بھارت میں وانٹڈ تھے۔۔۔

اپنے محکمہ سے نئ ہدایات موصول ہوئی جس میں 3 اعلی تربیت یافتہ ڈی ایم آئی کے ایجنٹس تھے جو نیپال سے مسلمان کے روپ میں پاکستان آ رہے تھے. اور پاکستان جاسوس کے طور پہ بھیجے جارہے تھے جن میں 2 خاتون اور 1 مرد شامل تھے اور یہ 3 نیپال میں پاکستانی سفارت خانہ سے پاکستان جانے کی تیاری میں تھے اور پاکستان جانے والے مہاجروں کے بیس میں ان 3 ایجنٹس کے ساتھ 10 اور جاسوس بھی موجود تھے۔۔۔

بمبئ کے قیام کے دوران سلیم صاحب کے محکمہ نے چین کے خفیہ ادارے کے 2 چینی ایجنٹس بھی سلیم صاحب کے ساتھ بھیجے۔اور اگلے روز ہی نیپال میں پاکستانی سفارت خانے پہنچے۔سلیم صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا کہ "جب میں پاکستانی سفارت خانے داخل ہوا اور میری نظر اپنے وطن کے سبز پرچم پہ پڑی تو میں وہیں رک گیا اور جس شخص نے ڈی ایم آئی کی حراست میں 1 ماہ 6 دن 3 ڈگری ٹارچر سہنے کہ بعد بھی ایک آنسو بھی آنکھوں میں نہ لایا اس کے اپنے پرچم پہ نظر پڑتے ہی ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔۔۔

اور کہا کے میں مسلسل 30 منٹ تک اپنے وطن کے جھنڈے کو دیکھ کر روتا رہا اور میرا سیدھا ہاتھ مسلسل جھنڈے کو سلامی دیتا رہا" نیپال میں اپنے سفارت خانے میں قیام کے بعد سفارت خانہ کے افسر سے ملاقات کی اور اپنا مقصد بیان کیا اور اپنے چینی دوستوں کے ہمراہ پہلے مہاجروں کے بیس میں چھپے ان 10 ایجنٹس کو ہلاک کیا اور ان 3 ایجنٹس کی تلاش شروع کی اسی دوران سلیم صاحب ایک ہوٹل میں مریم نام کی مسّلم چینی لڑکی سے بھی ملے جنہوں نے سلیم صاحب کا بھرپور ساتھ دیا اور دورانِ دوستی جب مریم اردو زبان کے اچھے خاصے الفاظ سیکھ گئی تو سلیم صاحب نے مریم کی ٹیچر سے ملنے کا فیصلہ کیا اور خود کو ذہنی طور پر تیار کیا ان ایجنٹس کو ہلاک کرنے کے لئے اور جب سلیم صاحب مریم کی ٹیچر سے ملے تو چند لڑکی سے سوال جواب کئے اور تھوڑی گفتگو کے بعد جب لڑکی اپنے پرس کی طرف جانے لگی تو سلیم صاحب نے اسے مضبوطی سے پکڑا تو مریم سے کہا کے اپنے چینی ساتھیوں کو بلاؤ۔سلیم صاحب کتاب میں لکھتے ھیں کہ لڑکی کی طاقت اس قدر تھی کہ وہ ہم 3 مردوں کے پکڑ میں نہیں آ رہی تھی۔اس نے اپنے کراٹے کے وار سے ایک چینی دوست کو اس قدر ضرب دی کے وہ 30 منٹ تک بے ہوش رہا۔۔۔

بھارتی جاسوسہ کا اصلی روپ تب سامنے آیا جب سلیم صاحب کے ذہنی بنائے گئے چند سوالات کے جوابات اس نے ہاں میں دئے، لڑکی کو حراست میں لے

کر اسے ذہنی ٹارچر کے بعد جب اس کے چہرے اور بال پہ سلیم صاحب نے نقصان کی بات کی اور اس کے بال کاٹنے اور چہرہ تیزاب سے جلانے کا کہا تو لڑکی نے اپنے 2 ساتھیوں کا پتہ بتا دیا اور فوراً سلیم صاحب بھارتی جاسوسہ کو پستول کے دستے سے سر پہ ضرب پہنچا کر بے ہوش کرکے اگلے مشن کی طرف روانہ ہوئے ایک جاسوس کو ہلاک کرنے کے بعد جب تیسرے کی جانب روانہ ہوئے سلیم صاحب اس کمپاؤنڈ میں پہنچے تو سیڑیوں سے اوپر چڑ رہے تھے کہ سامنے سے ایک بزرگ اترتا دکھائی دیا حقیقت میں وہ بھارتی جاسوس تھا اور بیس بدل کے وہاں سے روانہ ہو رہا تھا "سلیم صاحب کہتے ہیں مجھے بلکل بھی شک نہ پڑتا اگر وہ جاسوس ہمیں دیکھ کے بھاگتا نہیں" سلیم صاحب نے جب دیکھا کے ایک بزرگ پوری جان سے تیز بھاگ رہا ہے تو بغیر وقت ضائع کئے اس کے پیچھے بھاگے اور چینی دوستوں کے ہمراہ جو گیس تھی جس کے منہ پہ پڑتے ہی بندہ 5 سیکنڈ میں سانس لینا بند کردیتا اس سے اس جاسوس کو بھی ہلاک کیا۔۔۔

اور بتاتا چلوں کے اسی گیس کی مدد سے 10 بھارتی جاسوسوں کو مارخور سلیم صاحب نے ہلاک کیا۔اور اپنی وین میں لاش ڈال کے بھارتی جاسوسہ اور ان کے ایک اور جاسوس کے ساتھ ان کے ماسٹر مائنڈ کی بھی لاش ڈالی وین میں اور دور جنگل میں ان کی لاشوں کو جلا کے اپنا مشن کامیابی سے پورا کیا، "سلیم صاحب نے لکھا کہ اگر یہ 3 جاسوس پاکستان داخل ہو جاتے تو ہمارے وطن کا

بہت بھاری نقصان ہوتا کیوں کہ ان تینوں کے پاس سے جو سامان اور منصوبے نکلے ان سے صاف ظاہر ہوتا تھا" سلیم صاحب نے اپنے مشن پورے اور سارے منصوبے اور ملنے والے جاسوسی پر مشتمل مشنز کے کاغذات اپنے ادارے کو بھیجے اور اپنے باقی کے مشنز کامیابی سے پورے کرکے 3 سال بعد اپنے وطن واپس آئے۔۔۔

ان ڈی ایم آئی ۳ کے تربیت یافتہ جاسوسوں کی موت کا یقین انڈین گورنمنٹ اور انڈین ایجنسیز کو نہ ھو سکا کہ ان کے انتہائی تربیت یافتہ جاسوس آخر اچانک کہاں چلے گئے آسمان نگل گیا یا زمین کھا گئی۔

یہ ہیں ہمارے عظیم مارخور سلیم عباس جن کے نام سے آج بھی انڈین ایجنسیز کانپتی ہے۔سلیم عبّاس شاہ غازی کو آج بھی ہمارے خفیہ ادارے یاد کرتے ہیں اور آپ کی تیز دماغ اور بہادری کی داد دیتے ہیں۔ہاں میں ہوں پاکستان کی دفاع کی آخری لکیر، ہاں میں ہوں آئی ایس آئی۔

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین